مسلمانو ! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

تقاریظ سرآید مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام
ملک پنجاب و ہندستان الفاہم اللہ تعالیٰ

انوارِ آفتابِ صداقت

مُصنّف
قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ سُنّی حنفی نقشبندی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ

مُسلمانو ! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

فرمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اپنے تمام خوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے

حصہ اوّل

انوارِ آفتابِ صداقت

مُصنّف

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ سُنّی حنفی نقشبندی صادقی

کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ

صلّی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمّدٍ وّآلہٖ وسلّم

فہرست

تقاریظ سر آمد مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام ملک پنجاب

وہندوستان القاہم اللہ تعالیٰ

تقاریظ صوفیاء عظام و علماء کرام علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر نے اس کتاب انوارِ آفتابِ صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید اور عقائد حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے۔ جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے وہ خالصتاً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل امتنان ہے عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراطِ مستقیم کی طرف رجوع کیئے بغیر نہیں رہ سکتے نفس الامر میں یہ انوارِ آفتاب عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اس لیے فقیر اہلِ اسلام کو عموماً اور یارانِ طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حرزِ جان بنا دیں۔ اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کے لیے دعا کرتا ہے کہ خداوندِ عالم ان کی ہمّت میں برکت دے اور اہلِ اسلام کو ان کے فیض سے دیر تک متمتع ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

الراقم

جماعت علی عفی اللہ عنہ بقلم خود

از علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ، ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۲) تقریظ

حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری

سند و دستارِ فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مدظلہ العالی

حامداً و مصلیاً و مسلماً

میں نے کتاب انوارِ آفتابِ صداقت کے بعض مقامات کو دیکھا مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی ہمت واقعی قابلِ تعریف وتحسین ہے۔عقائد فرق باطلہ کے استیصال میں اور ان کے ہفوات کی تقلیع میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہِ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔وباللہ التوفیق السلام محمد حسین عفی اللہ عنہم مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیدّاں، ضلع سیالکوٹ

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ

ماقال اخی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید هذا الکتاب حق صحح صریح و انا متفق به☆

احقر: نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ محلّہ مشرقی علی پور سیدّاں، ضلع سیالکوٹ

(۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب

مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو بندہ نے کتاب ''انوارِ آفتابِ صداقت'' کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جس کے پڑھنے سے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور مانع کتاب مخالفین فرقہ باطلہ وہابیہ دیوبندیہ کی بندہ کی نظر سے قبل گزری ہے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنّت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہیئے۔تاکہ وہ اس کے مطالعہ سے مخالفین کو دندان شکن جواب دے سکے۔کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے۔وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔حالانکہ اگر اس سے پوچھا جائے تو وہ مولوی کے لفظ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ایسے شخصوں کے بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت لاحق ہونی چاہیئے۔اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علماء اور مدرسہ

دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کر دے تو اس سے بہت اچھا ثمرہ ظاہر ہوگا۔لہٰذا اس بات کو مدِ نظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلد خرید کرنے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے۔میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرمادے۔آمین ثم آمین☆

سید خادم حسین (مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ حاجی حافظ محدث سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری

(۵) تقریظ مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی اے

سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب علی پور سیدّاں، ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست

آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

جناب قاضی صاحب کی کتاب لاجواب انوارِ آفتابِ صداقت کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کیئے۔واقعی قاضی صاحب نے اس کتاب بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانانِ اہلسنّت والجماعت پر بے حد احسان کیا ہے اور فرقہ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطع و براہین قاطع دیگر اہلِ اسلام کو گمراہی سے اور فرقہ ضالہ وہابیہ وغیرہ کے دام تزویر[۱] سے بچایا ہے۔واقعی کتاب انوارِ آفتابِ صداقت ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کے لیے مطالعہ کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کو ان کی بے حد محنت اور دماغ سوزی کے عوض میں ان کو سعادت دارین عطا فرمائے آمین۔☆

احقر العباد بندہ کرم الٰہی بی اے سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب، ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ ہجری

(۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب امام پلٹن چھاؤنی مردان، ضلع پشاور سلمہ بہ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا۔نہایت صحیح پایا اور عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ردّ میں لاجواب پایا مصنف قاضی فضل احمد صاحب نے اہلِ اسلام بالخصوص اہلسنّت والجماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس سے پیشتر ایسی جامع و مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف کو خیر الدارین عطا فرمائے اور اہلِ اسلام کو اس سے مستفیض فرمائے۔آمین ثم آمین۔

الراقم عبدالعزیز امام پلٹن تھرڈ گائیڈ چھاؤنی مردان ضلع پشاور مورخہ ۲۲۔شعبان المعظم ۱۳۳۸ ہجری (مقام علی پور سیدّاں)

---

۱ تزویر بمعنی فریب، دھوکا، جھوٹ ۱۲۔توگیروی

تقاریظ علماء لاہور - دارالسلطنت لاہور

(۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار

حامی اشاعت درود شریف واقع مسجد سادھوُاں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ما قال المحقق الحاجی القاضی فضل احمد اللودیانوی فی ردّ عقائدہ الباطلة الکاسدة الدیوبندیة صحیح وخلافه قبیح و ذلك لاندحق صریح جز اللّٰہ مؤلفه احسن الجزاء وجعل جنته ماط ہ ومثواہ ☆

بقلم خود پیر عبدالغفار ومہر (خادم وحامی اشاعت درود شریف)

(۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول ومنقول مفتی عبدالقادر صاحب

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

۷۸۶- کتاب انوارِ آفتابِ صداقت پر سرسری نظر اور وہابیہ نجدیہ ودیوبندیہ پر صرصری گزر، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ما کان اورمایکون کوشامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علمك مالم تکن تعلم اس آیت شریف میں کلمہ ما کا موجود ہے۔کلمہ ما کا عام ہے۔ ہر فرد معروض عدم لعلم کوشامل ہے۔ جس پر پہلے علم نہیں تھا۔ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔اس صورت میں کسی چیز کی استثناء نہیں ہوئی۔استثناء اور شرط بیان تفسیر میں داخل ہے۔ بیان تفسیر میں موصول ہونا شرط ہے اذا فات الشرط فات المشروط زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کے ثابت ہے بعد از وفات اس آیت ذیل سے ثابت ہے وبدا لهم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون الایة قال الشیخ الا کبر فی الفصوص ان للنفس ترقیا بعد الموت فی العلوم کلها انتھی عوام الناس کے نفوس بعد از موت ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز ان کو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے۔اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا مات ابن ادم انقطع عمله،اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ انقطاع عدم ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگی۔لہٰذا حدیث شریف اس کے منافی نہیں ہے۔نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات ان کے سامنے رہتے ہیں۔ان پر ان کا علم حضوری ہوتا ہے لقوله انه من اللقرونی مقرہ ان اللہ سبحانه والعقول المفارقة وکذا النفوس الناطقة بعد مفارقة الا بدان لا یمکن ان یکون من معلوماتها موجودة بالقوة بل بد من حضورها بالفعل (میرزازاہد)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب جناب کے سامنے موجودہ بالفعل ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ ۱۳۰ میرزاہد میں لکھا ہوا ہے۔اس کا انکار کرنا باطل ہے۔انبیاء راہمچو خود پنداشتند۔کا مصداق ہوگا ایسے گمان فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یارب العلمین ☆ دیوبندی نے بوجہ کمال جہالت کے خداتعالیٰ کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔جب کذب ممکن ہوا تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔اگر قابل وقوع ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ محال ہوگا۔اس وقت وہ خدا کی صفت ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ کے جمیع اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں۔قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم جو کتب سے ہے علی الدوام متصف بالکذب ہوجائے گا۔ایسے لغویات کوئی فرد اہلِ اسلام قبول نہیں کرسکتا کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منبع کمالات ہے۔صفت نقصان سے مبرا اور منزہ ہے اگر کذب باری ممکن ہوجائے تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا۔پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لانے والے پر کس طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائے گا۔کیونکہ مومن بد میں بھی امکان کتب ثابت ہوگا۔علیٰ ہذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔لہٰذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب سے دیوبندی توبہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب انوارِ آفتابِ صداقت میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہوا ہے۔وہ بہ جمیع اجزائیہ صحیح اور درست ہے۔قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ واقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔امور احسن کو غیر احسن کہنا بددینی کی علامت ہے۔خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور مستحسنہ کو مستحسنہ دکھائے ارنا الامور کما لهی عوجاج مذکور تسویل شیطان سے ہے اس کا پیرو شیطان کا عزیز ہے۔مسلمان ہرگز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔لہٰذا اس کے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔وہ عین ثواب ہے علیٰ ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اصح ہے مذہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کے موافق ہے۔اس کا مخالف باطل ہے اس وجہ سے علماء کرام نے بالا تفاق فرمایا ہے رجل قال قیاس ابی حنیفه حق نیست یکفر اس تکفیر کی علت یہ ہے امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے اس کو غلط کہنا کفر ہے اھ ھکذا جو کلام اور جو کتاب قرآن اور حدیث کے موافق بلکہ قرآن وحدیث پر مبنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہذا فتأمل، کتبہ مفتی عبدالقادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عانیہ مسجد سادھواں لاہور، ۲- شعبان ۱۳۳۸ھ

(۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد علی صاحب

پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور

حامدًا ومصلیًا و مسلمًا

میں اس کتاب انوارِ آفتابِ صداقت ردِّ وہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست حاجی شریعت ناجی ضلالت رافع سنت دافع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللّٰہ الصمد نے بڑی محنت وسعی سے نہایت عمدہ ترتیب وخوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے۔بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمیٰ پایا۔عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقیٰ ہے وہابیوں وہابیان زمانہ ماضی وحال کے عقائد فاسدہ وآرائے کاسدہ کو آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔عوام اہلسنّت کے بچانے اور خواص کے مفید معلومات والزامات معلومات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے۔عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کے لیے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرّہ بھر ہوا گر ایمان ہی نہ ہوگا تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے۔ منافقین کے اعمال تو تھے لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔اس لیے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔سو اس کے لیے یہ کتاب ایک ہادی رہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیں۔اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہاں کے فریب اور مکر سے بچائے۔آمین یا رب العٰلمین و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین والسلام والصلوٰۃ علیٰ رسولہ و حبیبہ خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم و آلہ واصحابہٖ واھلبیتہٖ اجمعین

خاکسار: احمد علی عفی عنہ حنفی چشتی

پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور،۲۰-شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی توکلی

ناظم التعلیم دار العلوم نعمانیہ ومدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حامد او مصلیاً و مسلماً ۔ اما بعد

خاکسار نے انوارِ آفتابِ صداقت مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنّت والجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ پیش کیئے ہیں۔اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی اس زمانہ پُر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔فرقہ وہابی نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کار آمد ہے اللہ تعالیٰ

مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ بجاہ حبیبہٖ سیدنا و مولانا وو سیلتنا فی الدارین محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم بن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حررہ العبد العاصی الفقیہ التوکلی نور بخش الحنفی النقشبندی

ناظم التعلیم نعمانیہ ومدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

یکم شعبان ۱۳۳۸ ہجری

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی فخری سلیمانی

دبیر انجمن نعمانیہ ہند، لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھ لی ہے۔واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکریہ ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔اور مذبذبین کی ہدایت کا ذریعہ ہو

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقیر تاج الدین احمد حنفی چشتی رفائی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم

مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے کتاب انوارِ آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا۔سو کتاب مذکور سیف قاطع اعناق نجدیہ کا پایا۔احناف کے لیے یہ عروۃ الوثقیٰ لا انفصام کہا ہے۔اس کے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان مجادلہ میں نہیں آسکے گا۔کیونکہ یہ براہین ساطع ہیں ان کے مقابلہ میں دلائل واہیہ کب ظہور کر سکتی ہیں۔بیت: بلے کانجا بود مہر آشکارا۔سہا را جز نہان بودن چہ یارا

حررہ احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور۔

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جیدہ غلام مرشد صاحب

مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا۔مصنف علام نے جس عجیب وغریب طرز بیان سے انکشاف مبحث کے بعد فریقین کے اولہ بلا ازدیاد وانتقاص کے بیان فرمائی ہیں۔اور پھر فریق مخالف کی زبردست تردید فرمائی ہے۔فقیر کو

قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لے کر باب بست وپنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر منتہالی صلہ کے وہ مستحق ہیں۔ اپنی زیارت فیض بشارت سے مبر در فرمائے۔ اور اس کتاب کو من اولہ لی آخرہ مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی زیارت ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔ فقیر غلام مرشد کان اللہ لہ، (مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور)

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس پاک ذات لایزال کا ہر آن میں حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق ومحمود مطلق بے مثل وبے نظیر حضرت رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتاب پر اسرار پڑھائی جس میں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز کی ہیبت بتائی[۱]۔ اور وہ کل کتابوں کی ناسخ ٹھہرائی یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست۔ کتب خانہ چندملت بشت اور اس نور عکس الٰہی کو اپنے خزائن[۲] علوم سے ایسا کچھ عطا فرمایا۔ جس سے کل جہان کے علوم وعقول کو حیران ولاجواب پایا۔ عالم غیب وعالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انہیں کارخانہ کا مختار کل کیا جو کسی کو نہ دیا۔ وہ ان کو دیا۔ اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لاشریک کا ہر حال میں شکر ہے۔ جس نے اس مشت خاک ضعیف البنیان حضرت انسان کو بخطاب ولقد کرمنا بنی اٰدم اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے مسجود ملائک ہی کیا۔ بلکہ کل کائنات کا سیر اطاعت اس کے آگے جھکایا فرشتوں سے اس کا مرتبہ بڑھایا۔ جوان کو نہ آیا۔ وہ اس[۳] نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسجود ازلی ہوا۔ اور وہ مجسو دابدی۔ اور درود لامحدود اس نور لولاک رونده ازنۂ افلاک پر ہو۔ جس نے علماء، حقانی کو ورثۃ[۴] الانبیاء فرمایا اور علماء[۵] ربانی کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ٹھہرایا۔ انہیں ہادی اور رہنما کا لقب دلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں شمع علم وہدایت دے کر راہ بدعت وتاریکی ضلالت کو منور فرمایا

سید و سرور محمد نور جاں
بہتر و بہتر شفیع مجرماں

اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سر توڑ کوششوں اور اپنے زور کلام وبیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق وفجور

---

۱ اشارہ بآیۂ کریمہ فلما ابناٴھم باسماء ھم آلایۃ۔

۲ علم لدنی اور وما کان اللہ لیطلعکم ظاہر ہے۔

۳ اشارہ بآیۂ ابناھم باسماھم علماء۔

۴ العلماء ورثۃ الانبیاء حدیث شریف ہے۔۱۲

۵ اس سے کل علماء بدمذہب خارج ہو گئے۔۱۲

اور نافرمانی وقصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم گیتی کو نور علیٰ نور کیا جملہ بے دینی وگمراہی کو صفحۂ ہستی سے دور کیا۔ ہر نا خلف ونالائق کے ظرف بدعقائد کو چکنا چور کیا۔ علماء ربانی وفضلاء حقانی کے فیض وبرکت سے کفر وشرک دور ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنان قلم اور تیغ وعظم علم کے ساتھ معاندان اسلام ومخالفان اسلام ومخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے۔ حاسد دل وفاسدوں سے سینہ سپر ہوئے۔ جس سے کل کے کل تتر بتر ہوئے[۶] بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ چنانچہ اس ٹوٹے پھوٹے وقت اور گئے گزرے وپر آشوب زمانہ میں میرے مکرم ومعظم مفخم کاشف الدقائق محبوب بین الخلائق کالانسان صاحب دانش ومجد مولانا قاضی فضل احمد مبتدا صاحب سلمہ الواہب سابق انسپکٹر پولیس جامع تالیفات کثیرہ نے ٹھکیدار شرک وبدعت قرن شیطان غرابیب سود دشمناں خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقائد فاسدہ واعمال کاسد حاسہ آئمہ مجتہدین بدخواہ اسلام متین گمراہ گر راہزن بدنام کنندۂ اسلام نام کے مسلمان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے رسی کے سانپ بنانے والے دمیاز دھوکے باز پہلوں کو گالیاں دینے والے نیا دین نئی شریعت بنانے والے بدمذہب کور باطن گندم نما جو فروش جھوٹے حنفی فریبی پیر ظاہر میں پیارے باطن میں دکھ کے مارے وہابیہ نجدیہ وغیرہ مقلد اور دیوبندی پھندی گنگوہی کوہی وغیرہ خذلہم اللہ کے جملہ عقائد واعمال باطلہ کو کل متفرقہ کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جوابات دندان شکن ایک کتاب بنام انوار آفتاب صداقت بنائی۔ جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت محنت اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی۔ نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں پر کیا۔ خرمہرہ کو دُر کیا ع (آفتاب آمد دلیل آفتاب) سے بڑھ کر اور کیا کہا جائے۔ سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ بڑے ہولناک دن کے صدموں سے بچائیں گے

تنش[۷] بنا زطبیباں نیاز مند مباش
وجود نازکش آزردۂ گزند مباش

وہابیوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والے کتاب مذکورہ کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز وخوشبودار ہیں اس کی شستہ بیانی نوجوانی کی طرح پر بہار ہے۔ اس کا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے۔ جو گوہر شب چراغ زیادہ روشن ہے اس کی کامل اکمل کمال کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے۔ اس کے معنی اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر عقیدت مند کا سینہ اس کے راز ونیاز اور کنایہ واستعارہ کا خزینہ ہے اس کے جملے وکلمات نور ایمان کا دفینہ ہے

حروفش چہرہ آرائے گلستان
سطورش رونمای سنبلستاں

---

۶ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔۱۲

۷ ضمیر راجع بہ قاضی صاحب موصوف الصدر۔۱۲

دراصل یہ کتاب لاجواب ہادئ پیروشاب گم گشتہ راہِ ہدایت کے لیے روشن چراغ ہے۔ جس سے دشمنان دین وعدوان ملت حنفیہ متین کا دل پارہ پارہ وجگر پرازداغ ہے۔ اس کا حسن خط دلآویز پرازنور ہے اس کے الفاظ سے لعان پرمعانی کا ظہور ہے۔ اس کے واصفانِ زمان کی انگشت حیرت بدہن ہے۔ جان وہابیہ پرزحمت کا پہاڑ ہے۔ حنفیوں کے لیے رحمت کردگار ہے اس کے فوائد کی توصیف فزوں ازحساب ہے ان فی ذلک احسانۃ لا ولی الا لباب ہے (دعا) خداتعالیٰ ایسے مرد یگانہ کو حوادثات زمانہ سے مصؤن ومامون رکھے۔ ایسے فرد وحید خوش عقائد کوتا قیام قیامت سلامت وسلامت رکھے۔ اوراس کے حاسد وبدخواہ کا منہ مثل قلم روسیاہ ونگونسار ہواوراس کے معاند کا سرقلم یعنی مخو امباند ۱۲ قلم وتباہ کار ہو آمین بحرمت صاحب یٰس۔ ایسے ہی لوگوں نے دولت دنیاوی کو دولت مارکر صولت عقبیٰ حاصل کی ہے۔ اور خداد واصل سے زندگی کی خوشخبری لی ہے۔ اور جولوگ مذہب حنفیہ کرام وملت اہلسنّت عظام کو ہرطرح مٹانے کی کوشش بیغ کرتے ہیں وہ خود ہی مٹ جائیں گے اور وہ انشاء اللہ نہیں مٹے گا۔ کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے اس کو کون مٹانے والا ہے۔ یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون (مراقم) آثم قمرالدین بن مولوی عمرالدین مرحوم قریشی صدیقی حنفی قادری محلہ چابک سواراں قریب مسجد چینیاں والی (اہلحدیث) متصل حویلی میاں شمس الدین ۶ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب

مفتی وامام وخطیب مسجد طلائی لاہور

بدر کلامی بسلام قدیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدً او مصلیاً۔

فی الجملہ مطالعہ ایں کتاب صداقت اکتساب کہ مسمّٰی بہ انوارِ آفتابِ صداقت است بلکہ تعویذ جان ایمان از ہر آفت است نمودم واز عنوان فہرست دربصیرت وافرہ افزودم۔ درحقیقت مصنف کتاب جناب مولانا وبالفضل اولیاء مولوی فضل احمد صاحب موصوف بالقابہ مصنف تصنیفات مفید است خصوصاً ایں تالیف جدید کہ درتردید فرقہ نجدیہ سعی بلیغ بہ عمل اوروہ وکوششے منیع بکار بردہ کہ اززمان سلف تاآوان خلف چنین سرمہ نوربخش دیدۂ جہانیاں دردیدہ نہ کشیدہ وخدشات مخالفین راچناں باستیصال رسانید کہ پیشتر ازیں بگوش ہوش علماء محققین زسید شعر چنان تردید نا آید درجہانے خریدارش شود ہرکس بجانے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک انا مصدق بذلک انہ لقول فصل وما ھم بالھزل۔

(الراقم) خادم العلماء ولا برار محمد یار خلیف
امام وخطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور بقلمہ

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی

امام مسجد پٹولیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدً او مصلیاً۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اے مذبذب ازحقیقت رومتاب۔ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے تالیف وتصنیف فرمایا ہے فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لیے جامع ہے ماہر مصنف نے فرق وہابیہ کے عقائد ذمیمہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے۔ پھر فرقہ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر بمقتضائے تلک من انباء الغیب نوحیہ الیک ۔ وبمضمون فلا یظھر علیٰ غیبہ احد الرحمٰن ارتضی من رسول الآیۃ کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ ابحاث مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین اولہ اور سیاق عبارت کو لائق مصنف نے اپنے انفاس مبارکہ اور الفاظ برجستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنادیا ہے۔ غرض کہ اپنے بنی نوع کے رفاہ اور شادمانی عالم کے لیے تخم ریزی کوشش اور آبیاری محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کردیا ہے۔ جزاہ اللہ عناد عن سائر المسلمین خیر الجزاء ☆ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی لاہور

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی۔اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
الذیر لانظیر لہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین ط

جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا الحمد للہ کہ اس دُرِشاہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس وقت ہے۔ اصلی حنفیوں نے اصلی شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصل اہلسنّت و جماعت کے ہرفرد کے لیے لازمی ہے کہ اس کتاب لاجواب کو تمام کا تمام خود پڑھیں۔ یا کم ازکم سن لیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں مدارس اسلامیہ کے لیے لازمی وضروری ہے کہ اس کتاب بے بہا کو تعلیمی کورس لازمی قرار فرمائیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں کو دوزخ کی آگ سے بچائیں۔ خیرخواہ مومنین فقیر حاکم علی حنفی مذہباً ومجددی طریقۃً

(۱۸) تقریظ مولانا الاجلّ وفاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب روحی

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

خُذ ماتراہ ودع شیئا سمعت بہ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن ذحل عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہول ہو رہا ہے۔ تقلید کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق یہی کہنا کافی ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں شروع سے گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث ومفسر وفقیہہ کا پتا نہیں ملتا۔ جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت کرنا چاہا مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہہ دینے کی ہیں۔ عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع موائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے لگامی اور نا اہلی کا نتیجہ ہے۔ کہ عقائد صحیحہ اور امیہ کا جو حضرت اکابر آئمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا۔ تار پود منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ بدعات سیہ دل میں جاگزین ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کرتا ہے کہ بزرگان کی نسبت سوءظن پیدا ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے انواع واقسام کی بے اعتدالیاں پھیل جاتی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو ہب کا کسی قدر زور ہو گیا ہے۔ جس سے اولیاء کرام اور آئمہ عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بہ کلی سد باب ہو چکا ہے اسی عدم تقید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور بدعقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف لایزال طائفۃ من امتی الحدیث مفاسد مذکورہ بالا کا قلع وقمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور وہابیوں کے دام سے بچائیں۔ ہمارے مکرم ومعظم اور غیرت مند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پنشنر لدھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کے لیے کمر بستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام اہلسنّت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انہوں نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ مخالفین کے دعویٰ باطلہ کا ردّ اور عقائد حقہ کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیئے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں۔ اور شکریہ حضرت مؤلف کا بجالائیں۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراطٍ مستقیم۔

حررہ خاکسار اصغر علی روحی

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

(۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب

منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور

الحمدللہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ الطیبین الی یوم الدین ۔

قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقہ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے قاضی صاحب کے دل ودماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کے لیے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کو مشکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ، مصنف کے لیے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنا دے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین۔

فقیر محمد عظیم عفی اللہ عنہ

منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور۔

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی توکلی

سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ط

بندہ نے کتاب مبارک انوارِ آفتابِ صداقت کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کیئے۔ مصنف علام نے نہایت محنت اور جانفشانی اور اخلاص سے ردّ فرقہ نجدیہ کا فرمایا: اجاد کل الا جاد فجزہ اللہ الا حسن الجزاء واطال اللہ بقائہ آمین میں حرفاً حرفاً ان عقائد میں مصنف علام کامن کل الوجوہ متفق ہوں۔ اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہلسنّت والجماعت اس میں متفق ہوں۔ تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائۃ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی۔ مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہوگئی کل امر مرھونا بادقاتھا وان من شیٔ الا عند ناخزائنہ وما نزلہ الا بقدر معلوم

حررہ جمال الدین نقشبندی توکلی

سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والہ شیخاں ضلع گجرات

(پنجاب تحصیل پھالیہ۔ حال دار وامام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور مورخہ ۲ شعبان ۱۳۳۸ ہجری

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولیاء مولوی غلام اللہ صاحب قصوری مدظلہٗ

پروفیسر دینیات چیفس کالج لاہور

باسمہ سبحانہ و جلشانہ۔ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت مؤلفہ ومصنفہ جناب مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میں نے مجملاً نہایت غور سے سنا۔ زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں۔ اور وہ بھی اصول شرعیہ کے مطابق قرآن وحدیث اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کیئے جائیں۔ نہایت ضرورت تھی۔ جس کو مولوی صاحب موصوف نے (علی اللہ اجرھم) بکمال جانفشانی و ہمدردی اسلامی و خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی الثبوت ہے کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام اور بزرگانِ دین کی عزت اور قدر دل میں کامل طور پر نہ ہو۔ اس کی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ قبل اس کے علماء اہلسنّت و الجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید فرداً فرداً کر چکے ہیں۔ اور کررہے ہیں۔ مگر اس طرح مجموعی حالت میں لاکر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء انا الراجی الی رحمة اللہ

فقیر غلام اللہ الحنفی مذھبا و القصوری
مسکناً و نقشبندی للمجددی طریقةً
پروفیسر دینیات چیف کالج لاہور

تقاریظ حضرات علماء کرام امرت سر[1]

(۲۲) تقریظ حضرت مولانا و بالعلم اولٰینا مولوی غلام احمد صاحب اخگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کرکے خبر دے دی تھی کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔ چنانچہ ہوگیا اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ اسمٰعیل دہلوی کے اس فتنہ کے لیے مخصوص ہوگیا۔ اس جماعت کے دو فریق ہوگئے۔ ایک فریق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہوگیا۔ اور دوسرا فریق اگرچہ تمام اصول وہابیہ کا عامل رہا۔ مگر بظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے عوام دھوکے میں آگئے۔ کیونکہ حنفیت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا۔ ان گروہ ضالہ کے مسائل کفریہ کے ردّ میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی۔ مگر کوئی جامع کتاب اب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی۔ جو تمام مسائل کفریہ وہابیہ کے ردّ میں جامع ہو اس ضرورت کو ہمارے مکرم مولانا قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب انوارِ آفتابِ صداقت تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو میں نے بنظر عمیق دیکھا کتاب کیا ہے۔ ایک خزانہ ہے۔ جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ واحادیث واقوال بزرگان دین سے ردّ کیا ہے۔ بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کردیا کرتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افتراء ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب وفتاویٰ وغیرہ سے نقل کرکے حوالہ دے دیا ہے۔ تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ اہلِ اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا۔ جو اس طائفہ طاغیہ کے دانت توڑنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے کماحقہ واقف ہوجائے گا۔ بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور وشور سے ردّ کرسکے گا۔ الغرض اس کتاب نے اردو علم ادب وعلم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا۔ جس کے لیے ہمیں قاضی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کی ہمت میں اور زیادہ برکت عطا فرمادے۔ ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا

[1] امرت سر: یہ ہندوستان کا ایک شہر ہے اکثر حضرات اس کو امرتسر پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ تو گیروی ۱۲

فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ انوارِ آفتابِ صداقت اسم بامسمّی ثابت ہو۔ آمین۔ تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے لیکن انوارِ آفتابِ صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علماء کرام وصوفیائے عظام نے بالاتفاق اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوف کے لیے یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔ وانا لمفتقر الی رحمۃ ربہ الاحہ غلام احمد عافاہ اللہ و اید الامرتسری وطناً والسنی الحنفی مذھبا والنقشبندی المجددی النوری الجماعتی مشرباً۔

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ

حنفی نقشبندی مجدّدی امرت سری الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ثلث حنفی ہیں۔ اور ایک ربع باقی سب مذاہب۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے۔ اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے بارہ صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ وہابیہ نمودار ہوا۔ ان سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے بہت سا سامان کیا۔ اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں۔ مگر افسوس کہ بدقسمتی سے ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا۔ جس پر کوئی ظاہری اطلاق وہابیت کا وارد نہ ہو سکا۔ کیونکہ ان کے عقائد سے جس طرح اہلسنّت کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے صدہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو قوت ہوتی ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ کو قوت ہوتی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش ہو گئے ان کی تائید کے لیے حضرات دیوبندیہ نے نہایت ہی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا۔ اس پر لطف یہ ہے کہ نام وہی حنفی جس طرح محمد ابن عبدالوہاب نجدی نقلی حنبلی کہلاتا تھا۔ وہابی ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقادیہ میں ہمارا تمہارا جھگڑا نہیں۔ بلکہ تمہارے دیوبندی حنفی بھی بڑے زور سے ہمارے ساتھ ہیں۔ مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ، وامکان نظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وعدم جواز میلاد شریف، وعلم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ونذر ونیاز واستمداد اولیاء اللہ۔ واعراس اہل اللہ بلکہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے کو تو برا نہ مانا گیا۔ اور شیطان کو عالم الغیب مانا گیا۔ مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایمانیہ کو ان لوگوں نے کفر قرار دیا۔ ہر چند اہلسنّت نے عرباً وعجماً دیوبندیہ کے عقائد پر کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر افسوس یہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ یہ فرقہ فرقہ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تھانہ میں رہتے ہوں یا نانوتہ میں گنگوہ میں رہتے ہوں یا انبیٹھ میں ہمیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف مسلمانوں کو ان کے اعتقادات کفریہ سے مقصود ہے چنانچہ ناظرین کو کتاب انوارِ آفتابِ صداقت، مصنفہ جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب پنشنر لدھیانہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوگا۔ فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجدّدی امرت سری (الملقب میر واعظ)

تقاریظ علمائے کرام قصور ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فاضل مولوی عبدالرحمٰن صاحب

خلف الرشید حضرت جامع علوم معقول ومنقول فاضل تحریر مولانا مولوی غلام دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العٰلمین ۔ قامع انبیتا لمتھمین الدجّالین الکذابین: الصلوٰۃ والسلام علی من جعلہ الرحمۃ للعٰلمین و اعطاہ الا خبار المغیبات علی اطلاع الضالین المضلین للمؤمنین المتدبین وعلی الہ الطھرین قامعی اساس الملحدین المرتدین ۔ اما بعد ۔

اس زمان فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات اعزّ المعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار فرمائی تھی۔ یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یا تو لکم باحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اٰباء کم ۔ الحدیث سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعلیم کے سبب سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں۔ اور سچی خبریں دے رہے ہیں۔ الحمد للہ والمنتہ کہ اس فتنوں والے زمانہ میں ملحدین مرتدین کے ہفوات رویہ کے ردّ کرنے والے موجود ہیں۔ یہ ہیچمدان غلام ایرمان حضرت محبوب یزدان کمترین متادیان ابو المبارک محمد عبدالرحمٰن عفاعنہ المنان وکان لہ الدیان وحفظہ عن اہل فتن الزمان خلف لودعی کبیر السقطر ی الشہر الفضل العزیز الالمعی المولوی ابی عبدالرحمٰن غلام دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت ہی مضطرب تھا۔ مگر قدیر مطلق کے افضال کا نہایت ہی شکر گزار ہے کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہونے والے اور ان کے دلی رفیق مرضی ومقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود الودود علیٰ ذلک الکرم والجود ۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مقابیل علیہم الرحمۃ کی حرمت سے ان کی سعی بلیغ کو مشکور اور ان کو ماجور فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ حررہ فقیر ابو المبارک محمد عبدالرحمٰن قصوری عفا اللہ عنہ۔

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا وبالفضل والعلم اولینا سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ۔ سبحانہ ما اعظم شانہ یضل من یشاء ویھدی من یشا والصلوٰۃ والسلام علی من تشید الایمان وارفع بنیانہ مبشر اونذیرا وداعیا الی اللہ وعلی الہٖ واصحابہ للدین ایدوا الاسلام وایقانہ یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانہ ۔ اما بعد

مدت سے اہلِ اسلام میں تشتت وتفنت شروع ہے۔ اور مخالفین تماشا میں ہیں۔ اپنے گریبان میں نظر نہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پر خود بینی غرور اغوا شیطانی سے روز افزوں زور ہے۔ یا ارحم الراحمین ویادلیل المتحرین ولنا بحرمته من حبلته رحمة للعلمین۔ جب ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اعتقادات وعملیات کا ثبوت نہایت درجہ تک اجتہاد مجتہدانہ کو پہنچا چکے۔ اور تمام اہل عقل ونقل واصحاب کشف نے اس بارہ میں آمنا وصدقنا کی صدا بلند کر دی ہے۔ تو یہ خواہ مخواہ اسلامی دنیا میں شور وغل برپا کرنا۔ ایک ہی گھر ایک طریق کے ہو کر بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی شروع کر دینی۔ اور باہم بیٹھ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت اللہ ہادی سے مانگ کر تماش بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ معتقدات و معمولات جن پر ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے خلف تک کاربند ہوں۔ قابل اختلاف ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضیع اوقات اور دوسرے عزیز اسلامی برادروں کی کرنی سخت گمراہی اور بیجا کارروائی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ چندروزہ دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور افضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔ افسوس اہل حق کو شاغل ضروریہ عبادات ومعاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر بحکم اللہ ورسولہ تکلیفات کا متحمل بنانا بہت نازیبا ہے۔ نسخہ انوارِ آفتابِ صداقت مؤلفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب وغریب پر دل سے ہزاروں آفرین کی صدا برآئی اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شر کا وجود ہے تو اہل اصلاح کا پرزور ہاتھ باجی شر بھی غالب ظہور میں آجاتا ہے۔ انوارِ آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اشرار کو اس طرح غرقاب فنا کیا ہے کہ پھر سر نکالنے کی جرأت نابود کر دی۔ اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما کر شادمانی دوجہانی سے سرافرازی بخشے آمین۔

والسلام علی من تبع الھدیٰ۔

حررہ سید عبد الحق شاہ ہمدانی قصوری

تقاریظ علماء کرام کشمیر

(۲۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین

المفتی والواعظ الکشمیری شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ الذی جعلنا من ان صحین وافھمتنا من علوم اردنا والرسخین والصلوٰۃ والسلام علی من نسخ دینه ادیان الکفر والصالحین وعلی الہ واصحابه الذین کانو یتمسك شریعته صالحین و بعد فیقول البائس الفقیر الی رحمة ربه القدیر سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بمیرجی شاہ الحنفی مذھباً و القادری النقشبندی مشرباً المفتی الواعظ الشاہ ابادی الکشمیری اکرمه اللہ بلطفه و کرمانی قد رأیت والطلعت کتاب انوار آفتاب صداقت وھی کتاب الحاج القاضی فضل احمد لدھیانوی بنظر التعمق فوأية مملوہ من الایات البینات واحادیث المبارکات فی رداقادیلا اھل الضالة والمبتدعین الوھابته الدیوبندیة الذین ینتحلون اتباع المذھب الحنفی فعلی المسلمین ان بلاقوہ بالقبول وید خروہ لیوم الجزاء جزی اللہ المصنف عنا خیر الجزاء ورفقنا وایاہ لما یجب ویرضٰی وما علینا الاالبلاغ۔ انا العبد الفقیر سید محمد ابن غیاث الدین المفتی الواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میر جی شاہ عفی عنه۔

ترجمہ: تمام تعریفیں ثابت اس اللہ کے لیے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور ہمیں علماء راسخین کے علوم سے سمجھایا۔ اور درود وسلام اس نبی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے واسطے اور ان کے دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اور ان کے آل اور اصحاب پر جو دین کے باتوں کے لینے میں نیک (نیت) تھے۔ اس کے بعد کہتا ہے۔ عاجز فقیر طرف رب قدیر کی رحمت کے سب محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری اور نقشبندی ہے مشرب میں اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے کہ نے البتہ تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوارِ آفتابِ صداقت کو۔ اور وہ ایسی کتاب ہے۔ جس کا دوسرا سرمہ زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ مولانا مکرم حادی فروع واصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی تصنیف ہے۔ نظر عمیق سے دیکھا۔ پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے۔ آیات بینات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور مبتدع فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ یہ جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس

کتاب کو قبولیت سے لیں۔ اور قیامت کے دن کی جزاء کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء دے اور اچھی جزاء دے۔ اور ہمیں اور ان کو اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ محبت رکھے اور راضی ہو۔ اور نہیں مجھ پر مگر پہنچانا۔ میں ہوں عبد فقیر سید محمد ابن سید غیاث الدین مفتی واعظ شاہ آبادی کشمیر معروف سید میر جی شاہ عفی عنہ۔

(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری

سجادہ نشین قصبہ کریزی شریف کشمیر (نزیل بمقام راولپنڈی پنجاب صدر)

بسم اللہ ومن یتوکل علی اللہ۔ نحمدہ ونصلی علی سید المرسلین مفخر الاولین والاٰخرین و عالم الاسرار خفی من رب العٰلمین قد نظرت فی الکتاب انوار اٰفتاب صداقت الکل صحیح صریح لا ریب فیہ۔ جزاہ اللہ المصنف احسن الجزاء فی الدارین۔ حررہ السید میر عطاء اللہ شاہ بخاری نسباً حنفی مذھبا قادری نقشبندی مشر المتوطن فی القصبۃ الکریزی شریف کشمیر سجادہ نشین عفی عنہ۔

تقاریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب مدظلہٗ قاضی القضات درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ

الحمد للہ الذی تعالیٰ ذاتہ عن سمات النقص خصوصاً عن الکذب والعجز والنسیان وشمل قدرتہ لکل ما ھو صالح لہ ھو نوع الامکان والصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء خصوصاً علی من ھو مختص بعلم ما یکون وما کان و منزہ ذاتہ عما ینسب الیہ الجھلۃ مما لا یلیق بعظمۃ و الشان وعلی الہ واصحابہ و علماء امتہ الذین ناظر در الجھال باللسان والسنان والفرقان۔ امابعد فقد رأیت ھذا لکتاب النفیس فیہ ھدایۃ لکل شریف و حسیس والخبیثۃ کیف لا وقد ضعۃ امام المناظرین مرجع الھدایۃ والیقین مر کز زائرۃ تحقیق منطقہ کرہ تدقیق صاحب التصانیف الکثیرۃ ناصر السنۃ قامع البدعۃ حافظ اھل الاسلام عن ضلالات القادیانی و المرزائیہ مولانا وبالفضل والکمال اولینا المولٰی الصدر القاضی محمد فضل احمد الصاحب جزاہ اللہ تبارک و تعالیٰ عنی وعن سائر اھل الاسلام خیر الجزاء صلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ رسول الثقلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ حررہ المسکین محمد فیروز الدین عفی عنہ
(درویش ضلع ہزارہ)

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلف الصدق حضرت مولانا قاضی القضات مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ درویش ضلع ہزارہ ابقاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ الذی ھدانا واکفی والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء الذی فاق علی جمیع الخلائق وعلے ۔اما بعد کتاب مزین بالسنۃ والفرقان المسمّٰی بہ انوار آفتاب صداقت میری نظر سے گزری۔ تردید عقائد وہابیہ اسماعیلیہ میں بے نظیر پائی۔ اللہ جل شانہٗ، تبارک وتعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لیے ان کو توفیق عنایت فرمائے۔ حررہ العبد محمد فضل حق ابن مولانا الصدر المعظم قاضی القضات ہزاروی مولانا المولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم درویش ضلع ہزارہ۔

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوارِ آفتابِ صداقت پیاری لاجواب واسطے اہلسنّت والجماعت کے لیے جواہر لاجواب تصنیف فرمائی ہے۔ تصدیق کرتا ہوں خداوندِ عالم جناب مصنف صاحب کے فیض کو علی العموم برادران اہلِ اسلام کو مستفید کرے آمین۔ حررہ خادم نقشبندی شیخ محمد عبداللہ حیدر آبادی عفی اللہ عنہ اندرون دروازہ قاضی پورہ کمن گراں عقب مسجد۔

(۳۱) تقریظ حضرت مولانا و بالعلم والفضل اولٰینا صوفی صافی سلطان اولیاء

مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی شہبائی بہالی نواں شہری ضلع جالندھر

الحمد اللہ الحنان المنان ذی الفضل والاحسان والامتنان مبین البیان ملھم الجان والجنان وراز اھل لخیر والطفیان جاعل الزمان و المکان باسط الارض بالارکان فاطر السماء باشد البنیان ونحمدہٗ علی القلب واللسان و نشکرہ فی کل حال وزمان و نشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ فاضلۃ بین اھل الجنۃ والنیران واسیلۃ موصلۃ الٰی لقاء الرحمٰن ونشھد ان سیدنا محمد عبدہ و رسولہ ویشفع لا صحاب الحرم والعصیان و مقبولۃ الشفاعۃ عند السبحان صلی اللہ علیہ والہ وسلم. فاما بعد قہ طالعت ھذالکتاب یعنی انوار الفتاب مصنفۃ العالم المحقق والصوفی المدتن المسمٰی فضل احمد المقلب القاضی بعھدہ کورٹ انسپکٹر فی الحال پنشنر ساکن لدھیانہ فجزاہ اللہ جزاء کاملًا وفضلًا شاملًا فوجدت علی الردالفرقۃ الوھابیۃ الدیوبندیۃ التی لطعنونہ علی المجتھد من المؤمنین المتصدمین رحمھم اللہ کالا مام جلال الدین سیوطی وعلامۃ طغربلت حنفی و دمشقی وزبدۃ القراء علامہ شمس الدین جوذی مصنف حصن حصین امام محی الدین نووی شارح شرح مسلم و شیخ علامہ ابو شامہ و امام المحدثین شیخ ابن حجر و علامۃ ناصر الدین و شیخ ملا علی قادری و شھاب الدین قسطلانی وما ھوملت ابو سعید بورانی و معدن العلم شیخ بورانی و علی مصنف سیرت حلبی و صاحب سیرت شامی و امام ابو الخیر سخاوی و ناظم گوھر امام برزنجی و حضرت ابو ذرعہ عراقی و شیخ ابوبکر و شیخ بو الحسن ابن فضل و

شیخ صالح جمال ھمدانی و علامہ احمد بن محمد مدنی و شیخ علامہ عرب مزوری وصاحب لجمع البحار (و حافظ شمس الدین ابن جو دمشقی و شیخ عبداللہ فاضل انصاری و ابو جعفر مسمی نصیر الدین و فاضل نصیر الدین و حافظ عباد الدین ابن کثیر و شیخ جمال الدین مبرک و شیخ ابو طیب علامہ صدر الدین شافعی و علامہ محمد رفاعی و مفسر افندی اسمٰعیل و زین الدین سید مرشد ھمایوں بادشاہ. و شیخ عبدالحق محدث دھلوی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی مع جاھم رحمھم اللہ تعالٰی و قول الخصیم فی ما خصم فولا سؤا وجہ الافتا والتعمل علی عمل الھول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و ھکذا فی مسائل اخرٰی

فقط الراقم الآثم المفتقر الی اللہ الصمد

فقیر غلام محمد حنفی سہروردی شہابی بھائی نواں شہر ضلع جالندھر

(۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالفرید خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی

امام وخطیب جامع مسجد چھاؤنی جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے اس کتاب انوارِ آفتابِ صداقت لاجواب کو ملاحظہ کیا بے شک اسم بامسمّٰی پایا۔ اگرچہ علمائے ذوی الکرام کی تقاریظ کافی سے زیادہ ہو چکی ہیں۔ اور ان کی نظروں میں یہ کتاب مقبول ہو چکی ہے۔ فقیر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ زمرۂ علماء کرام بحیثیت ایک مقرظ کے شمار کروں۔ لیکن بحسن ظن مصنف موصوف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ فاضل مصنف نے اس کتاب میں جن مسائل پر تحقیق فرمائی ہے دراصل یہی وہ دقیق اور خفیہ مسائل ہیں کہ جن کے اختلاف پر فرقہ دیوبندیہ وغیر دیوبندیہ کا امتیاز عوام پر تو درکنار خواص پر بھی مشکل تھا۔ چنانچہ فقیر بھی زمانہ طالب علمی میں ایک مدت تک انہی مسائل کی ناواقفی کی وجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رہا تھا۔ لیکن مدرسہ دیوبند کے چند ایک طلباء کے لیے ادبانہ گفتگو سے ان کے حالات باطنہ کی واقفی ہوئی۔ اور ان کے اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہ راست دکھائی۔ الحمد للہ علی منتہ. مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان مسائل پر تحقیقانہ تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اس کو تحریر میں لائیں۔ تا کہ عوام امت بھی ان کے پنجہ ضلالت سے نجات پائیں۔ سو الحمدللہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کماحقہ ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا کہ مزید بر آں ممکن ہی نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین۔

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہٗ نکودر ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ٥

انوارِ آفتابِ صداقت ہوئی طلوع — اب مردنی سی چہرۂ دشمن پہ چھا گئی
کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر — اے نجدیان ہند قیامت ہے آگئی

یہ کتاب جو انوارِ آفتابِ صداقت کے نام سے ظلمت کدۂ عالم پر آفتاب بن کر ضوء افگن ہونے کو ہے اور جس کے مضامین کی بلند پردازی مصنف کے زورِ تخیل کی رہینِ منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیازمند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس سعادت عظمیٰ کے لیے منتخب فرمایا۔

فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب
کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ۔

حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی
سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہٗ خطیب جامع مسجد و مفتی نکودر
۱۲ اگست ۱۹۲۰ء

تقاریظ علماء کرام ہندوستان

(۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدّد دمآتہ حاضرہ مویّد ملّتِ طاہرہ حضور پُر نور حافظ قاری حاجی مولانا و بالعلم والفضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی فضل احمد علی العالمین جمیعاً و اقامه یوم القیمة للمذنبین شفیعا و بعثه رحمةً للعٰلمین فکان فضل احمد ملاذ اللائذین و معاذ اللائذین فی الدنیا و یوم الدین فمن لاقیه فقد لا ذبملا ذکریم و من عاذبه فقد عاذ بمعاذ عظیم ومن جادعنه فقد باد و حاد لی نار جهنم وبئس المهاد وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ هذالحبیب المصطفٰی و الشفیع الرفیع المرتجٰی وعلیٰ اٰله وصحبه وابنه وحزبه دائمًا اید لابدین و سرمد ادهر الداهرین و نلعن الکفرة التبابیة خصوصاً النجدیة الوهابیة لاسیما الشیطانیة الکذبیة فاتهم بعدالهم وسحقا اعداء اللہ و رسوله حقا بملأفیهم یسبون اللہ والرسول تهولون فی انفسهم لولایعذبنا اللہ بما نقول حسبهم جهنم۔ یصلونها فبس المصیرلا یعجزون اللہ هرباً واللہ بما یعملون بصیر۔ فقیر غفرلہٗ المولیٰ تقدیر نے مولٰینا المکرّم ذی اللطف والکرم حامی سنت ماحی بدعت راشد ارشد مولوی قاضی فضل احمد ایدہ اللہ بفضل احمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلم و کرم ومجد کی یہ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی ان کے ثبات علی الیقین۔ وصلابت فی الدین واعانت مهتدین واہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا۔ وللہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرہ هو اهل التقویٰ واهل المغفرة جعل اللہ سعیه مشکورا وذنبه مغفوراً وعدده فی الدین مقهوراً ولقی السنة نصرة و سرورًا رزقهم فی الدارین فضلًا ونورًا وجعل الوهابیة قوما بودا و جعل مکائدهم هباءً منثورًا یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول وفروع وہابیت کی قامع ہے کانه علی الوهابیة سقرلا تبقے ولا تذرجمع فارعی و استقصیٰ فما ابقی من غث ولا سمیم ولا رخبطولاثیم۔ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف ہے۔

مردود پر سورد کیئے جائیں۔ اور ایک ہی لاجواب ہے۔ تو اسی قدر کافی اعتراض مطرد کے سو جواب، دیئے جائیں۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری ہے۔ اس کے بھی شواہد ومتابعات میں نہ التزام اصول نہ تراجم وتعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی۔ اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد بانوازل لے کران پر الٹے سیدھے اعتراض کریں۔ اور اس کا نام جواب رکھیں۔ بلکہ کل کلام سے گلوکشا ہوں تو عہدہ براہوں وانی لهم ذٰلك والله لا يهدى الوهابية الاالى طريق المهالك فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنّت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے ومن يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها رزقنا الله شفاعة المصطفٰى فى الاولٰى والاخرىٰ يوم القضاد صلى الله تعالٰى وسلم عليه ولاٰله وصحبهٖ احمد رضا اٰمين والحمد لله رب العٰلمين۔ قاله بفمه و امربرقمه العبدالفقير احمد رضا القادرى البريلوى كان الله له وحقق امله وصانه عن شر كل غبى وغوى لا ربع يقين من صفر المظفر سنه تسع وثلثين والف و ثلثماية هجرة من به الظفر صلى الله تعالٰى وسلم عليه ومن امته جميعًا عفا وغفر اٰمين۔ مہر مدرسہ اہلسنّت و جماعت بریلی، مہر احمد رضا خاں قادری، مہر محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبدالرحمٰن، مہر عبدالمصطفٰے احمد رضا خاں، مہر مصطفٰے رضا خاں قادری آل الرحمٰن محمد عرب ابوالبرکات محمد الدین جیلانی، مہر محمد عبداللہ السنی الحنفی القادری الرضوی۔

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا المکرّم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردیسی جی برہمچاری ہند سہسوانی سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق بریلوی

ہوالحق۔ میرے محترم بزرگ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔ بلکہ سنی گر اور محی السنہ ہیں۔ آپ نے تمام دنیا کے سنیوں پر احسان عظیم بصورت کتاب انوارِ آفتابِ صداقت فرمایا ہے۔ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کرے گی مسلمانو سنیوں! دل کے ہاتھوں سے عقیدہ کے ہاتھوں اس کتاب کو تھامو دل میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنے پاس الفاظ نہیں رکھتا۔ مگر مختصر عرض کرتا ہوں کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب انوارِ آفتابِ صداقت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ خادم دین سید المرسلین سید غلام قطب الدین چشتی نظامی سہیل ہند سہسوانی عرف پردیسی برہمچاری صدر حلقہ اشاعت الحق بریلی یکم ربیع الاول ۱۳۳۹ھ۔

تقاریظ علمائے کرام ریاست رامپور افغاناں

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا الفاضل ادیب کامل مولوی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجدّدی مقام رام پور

الحمد لله الذى اقمع الا باطيل و اعوانه وازهق الخزعبيل و انصاره وظهر الحق وابهر برهانه و ازهره بحيث لا يمكن كتمانه و اوضح مناسجه ومناطه وشدد اكانه ورفع اعلام الدين و شيد بنيانه و نضراهله ونور حزيه و اعلٰى نمائه و.قمع اعدائه ونصلى ونسلم علٰى حبيبهٖ محمد ن الذى طهردينه فاهدم الباطل و استاطينه اما بعد فقد اطلعت علٰى هذا الكتاب الذى الفه الفاضل المفضل صديقها الا وحد لا سد الاشد الارشد الحصى الخفى المولوى فضل احمد النقشبندى المجدّدى متع الله المسلمين بطول بقائه و صانه فى حرزه ووقائه عن شر كل عمى و غوى فاذا سفر دافع المكائد الفرق الباطلة الدنيه و قامع المكائد اهل الحقائد ورؤسائهم النجدية اللهم اجعله نافعًا للمسلميں و قامعًا لما ابتدع فى الدين بحرمة حبيبه سيد المرسلين واٰله وصحبه الهادين للمهتدين اٰمين يا رب العٰلمين۔ كتبه الفقير الٰى ربه الغنى محمد ظهور الحسين العمرى الفاروقى النقشبندى المجدّدى الحنفى الرامفورى غامله الله سبحانه بلطفه الصورى و المعنوى فى السادس من شهر الربيع الاوّل سنة التاسع والثلاثين بعد الثلاثمائة والالف من الجهرة النبوية على ماجها الف الف تحية۔

(۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولانا مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجدّدی رام پوری

بسم اللّٰــه الرحمٰن الرحيم۔ الحمد الله تعالٰى عم نواله وصلٰوته مع صلاته علٰى مظهر الام لجلاله و جماله وعلٰى اٰله الشارحين لمقاله واصحابه الحاملين لكماله امابعد فقد اطلعت علٰى الرسالة الجليلة والعجاله النافعة اللطيفة التى الفها اسدالسنة سد الفتنة العالم الفاضل الفهامه المعى المولوى فضل احمد النقشبندى المجدّدى فوجدتها لكشف مكائد اهل الحقائد جامعه لمقالات المبتدعين رامغو و العقائدهم الكا سدة الباطلة الرادعة قد ملات

الو طاب باطله وبالساطعه و الحجج القاطعه فيا لجهد من الفهاد بالشان من صنفها و بالسعى من وصفها حيثام يالحمد فيما سعى فجزاه الله تم خير الجزاء وتقبل جهده وشكرسعيه واحسن فى الدارين رعيه امين يا رب العٰلمين بحرمة من لا نبى بعده قاله بفمه و رقمه بقلمه العبد المفتقر الى رافة رب النشاتين محمد نور الحسين كان الله له فى الدارين المورخ فى السابع من شهر الربيع الاوّل ۱۳۳۹ من الهجرة المقدسته النبوية على صاحبها الف الف تحية۔

(۳۸) تقریظ حضرت مولانا المکرّم والمعظم فاضل بے بدل مولوی معوان حسین حنفی نقشبندی مجدّدی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلّہ چاہ شور

الحمد لله الذى اغر الانسان وجعله اشرف المخلوقات بالعلم والبيان وارسل رسوله سيد الانس و الجان والهدائة وتبيان و رفع له الدرجات واعلى المكار صلوٰت الله عليه وعلى اله وصحبه هم نجوالا هتداء والايقان اما بعد میں نے انوار آفتابِ صداقت کو اکثر جگہ سے دیکھا۔ جناب محترم مولانا قاضی فضل احمد نے حق تالیف ادا فرمایا ہے۔ اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب حقہ اہل السنۃ والجماعۃ جواب لاجواب دیا ہے فالله ردّ المؤلف و جعل سعيًا مشكورًا حضرات اہلسنّت ایسی ہستیوں پر جس قدر فخر کریں بجا ہے واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين معوان حسین مجدّدی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلّہ چاہ شور بقلم خود۔ (مہر معوان حسین حاجی دین محمد مصطفےٰ ۱۹۲۰ء)۔

(۳۹) تقریظ حضرت مولانا المحترم مولوی محمد رشید الرحمٰن نقشبندی مجدّدی ومدرسہ ارشاد العلوم

الحمد لله نحمده ونستعينه و نستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له وشهد ان لا اله الا الله وشهد ان محمداً عبده و رسوله المصطفٰى وامينه المجتبىٰ شمس الضحىٰ بدر الدجىٰ صدر العلى كهف الورىٰ سراج بلاد الله خير عباد الله محمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله واصحابه وسلم اما بعد! میں نے کتاب انوار آفتابِ صداقت مؤلفہ جناب مولوی قاضی فضل احمد لدھیانوی کو اکثر جگہ سے مطالعہ کیا مؤلف موصوف نے مذہب حقہ اہلسنّت والجماعت کو کافی ووافی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے ردّ میں خوب ہی دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف

موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو گم گشتگان راہِ ہدایت کے لیے خضر راہ بنائے۔ آمین۔ وهو المقصود من هذا التاليف ولله در المجيب۔ محمد رشید الرحمٰن مجدّدی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلّہ چاہ شور۔ ریاست رام پور۔ مہر محمد رشید الرحمٰن مجدّدی ۱۹۲۰ء۔

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاعت علی صاحب مدرس مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلّہ چاہ شور

باسمه سبحانه و تعالىٰ کتاب انوار آفتابِ صداقت کے بعض بعض مقامات دیکھے۔ مؤلف مصیب نے بحمد اللہ تعالیٰ بکمال سنی خیالات واهیہ وہابیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے۔ خداوند ان کی حسن سعی قبول فرمائے۔ آمین۔ محمد شجاعت علی مدرس اول مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلّہ چاہ شور۔ مہر شجاعت علی۔

(۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاضی ابوالکمال محمد اشہد الدین صاحب سلطان البیان شہر مراد آباد

بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔ نحمده ونصلى على رسوله الكريم ۔

الحمد لله کہ انوار آفتابِ صداقت وحقانیت طلوع ہوا اور وہابیہ جنہوں نے دین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آفتوں کی بارشیں کیں ظلم وستم کی آندھیاں چلائیں اور دغا بازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ ان کے مکر وفریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں سے دور فرمایا فالحمد لله على ذلك الله تبارك و تعالىٰ اس کے مصنف حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو اولیٰ وآخرت میں انہیں انوار کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین۔ المعتصم بحبل اللہ المومنین ابوالکمال محمد اشہد الدین عفی عنہ المعلین۔ مراد آبادی

تحمید و تمہید

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یکون فی اخر الزمان دجّالون کذبون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰبائکم ایاکم.

آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز جھوٹے تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں۔ اور تمہارے باپ دادنے، بچوان سے دور کروان کو۔

وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

تاکہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

انوارِ آفتابِ صداقت

تمہید

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

والہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔اما بعد!

عرض کرتا ہے خاکسار ذرۂ بے مقدار احقر العباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ کو عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ نے خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے۔ اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب موتی کو جائز رکھتا ہے۔ کافر اور مشرک کہنا شروع کیا۔ اس لیے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبدالمجید صاحب مفتی شہر لدھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ آگ بگولہ اور جل کر کوئلے ہوگئے اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں گالیاں دے کر توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کیئے جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے۔ لاچار انصاف کے لیے نالش دائر کردی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزائیوں کی امداد تہ دل سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی۔ کسی نے کتاب بحرالرائق بہم پہنچائی کسی نے

شرح مواقف مہیا کردی۔ کسی نے ان کی عبارت غلط ولط بے محل نکال کر نشان کردیئے۔ کسی نے اپنے وعظوں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں۔ کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کیئے۔ وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتوؤں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا کافر و مرتد ہے۔ ان فتوؤں کی بھی پروا نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی۔ تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف'' نام شائع کیا۔ درآنحالیکہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا۔ فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ ملزمان مقدمہ کو کچہری نے رہا کردیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اس لیے دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ بہتیری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہوچکے ہیں۔ اس لیے مفتی ساکن بستی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکورہ لدھیانہ میں چھاپا گیا۔ جواب لکھنے میں تعویق کی اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری میں یہ سب جوابات آجائیں گے۔ لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کرکے انکار کردیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو یہ خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہوسکتا ہو جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلی کی ہے۔ اس لیے مناسب تصور کیا گیا کہ جواب رسالہ مذکورہ کا مختصر سا لکھ دیا جائے۔ اور وہ ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہٰذا خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکرم سے جواب اس کا بطرز قولہ اوراقول کے تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہلسنّت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان وایقان کا باعث ہو۔ واللہ المستعان۔ تنبیہ: نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں بجنسہٖ درج کی جاتی ہیں اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ بلفظہٖ نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض ملخصاً بحوالہ صفحہ جات درج کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظہٖ ہیں۔ وہ بعینہٖ عبارت درج کی گئی ہے اور جو ملخصاً ہے۔ وہ خلاصہ عبارات کتب وہابیہ ہے۔ اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں محولہ میں عبارات موجود نہیں جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے۔

نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالفِ اہلسنّت جماعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم○

مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت وجماعت

ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقائد کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کے وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کہ تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں مگر دوسرے قسم کے وہابیہ۔ ان کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور ضرر رسیان۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں۔ اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لیے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر نباشد:۔

فہرستِ عقائد وہابیہ

حاشیہ۱: اس فہرست کی اشاعت اکتالیس ہزار (۴۱۰۰۰) کاپی حضرت مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب قادری عواسی نے کلکتہ میں زبان اردو اور بنگالی میں فرمائی۔ جس سے وہابی لوگ جل کر کوئلے ہوگئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲ منہ

نمبر شمار	مضمون عقیدہ وہابیہ	نام کتاب ومصنف وصفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظہ وملخصاً (الف) اگر رادار محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرس اہلیہ نیست پس لانسلم بلفظہ رسالہ یک روزی (ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر کے خلاف ہے۔	رسالہ یکروزی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی، صفحہ ۱۴۵

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصًا

۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصًا

۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرّۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

۵ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا بلفظ

۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں۔ مر کر مٹی ہو گئے۔ بلفظہ وملخصًا

۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصًا

۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ ملخصًا

۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصًا

۱۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصًا

۱۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصًا

۱۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً

۱۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً

۱۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ بلفظ

۱۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ ملخصًا

۱۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔

۱۷ خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع باخدا داریم کار وباخلایق کار نسیت۔ بلفظہ

۱۸ حق سبحانہ، تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔ ملخصًا

۱۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت وشرک ہے مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ ملخصًا

ختم ہوئی فہرست عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی

قولہ، ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں مگر ہر دو صاحبان کو واضح ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے۔ پھر مجھے ان کنتم خیر امۃ اخرجت لی آیت اس پر مجبور کرتی ہے...... کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہے الخ بلفظہ صفحہ ۸ سطر ۱۳۔

اقوال مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات کچہری میں لکھے جائیں گے۔ جو قانونی میرا حق تھا مگر افسوس عدالت نے حسب قانون وعدہ خود میرے جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میرے مرنے کے آرزومند تھے لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت نادم کر کے ہمیشہ کے لیے انفلونزا قائم کر دیا۔ آپ کا جواب دینا بھی میرے لیے فرض نہیں تھا کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوری کرتا لیکن جب کہ آپ نے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھ کر تعلی کی ہے تو اب ٹھنڈے دل سے جوابات مدلل و مبرہن سنیئے۔ اور غور کیجئے۔ اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھ کر حق کو اور صراطِ مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے۔ جس پر میں اور جمہور علماء متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں۔ مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے خود آپ کی خاطر کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے آیت ان کنتم خیر امة الآیة کو لکھ کر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے درج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنی بھی آپ کو آتے تب بھی اس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے اور معنی بھی صحیح سمجھے جائیں۔ تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لیے کہ لفظ ان شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا یہ ہے کہ آیت لکھ کر اس کے آگے الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتا نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الآیہ لکھی جایا کرتی ہے۔

باب اول

عقیدہ نمبرا وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ، توضیح مطالبہ نمبرا- برعقیدہ نمبرا- مندرجہ اشتہار مشتہرہ منجانب قاضی فضل احمد بہ تصدیق مفتی عبدالحمید۔ آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبرا یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں۔ جس کے ثابت کرنے کے آپ نے یکروزی اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب خبط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے ان عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ صفحہ ۹، سطر ا، بلفظہٖ۔

اقول: مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ اغلط ہے۔ رسالہ یکروزی فارسی کچھ الفاظ عربی زبان میں ہے۔ اور باقی دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی، عبرانی و یونانی ہیں۔ جن کی عبارات کا سمجھا جانا مشکل ہو۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لیے آپ سے زیادہ تر آسان ہے۔ اور اصل مطلب شاعر اگر اور بطن ہے تو نہ تو آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھاکھا لکھنے کا کیا فائدہ۔ لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے۔ یا یہ ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں۔ اور سنی نہ سمجھیں۔ یہ عجیب ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے ”کہ مطلب خبط کر کے لکھا ہے“ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے کسی عبارت خبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خبط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔

قولہ، مصنفین کتب محولہ بالا کا مطلب اس جگہ جہاں ان کی کتب میں عبارات لکھی ہیں۔ مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آ جاتی ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۹، سطر ۷۔

اقول: مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خلف وعید کو ثابت کرنا ہے اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آ جاتی ہے تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمائیے خلف وعید کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ ہی کذب باری تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔ پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ

''مطلب نہیں سمجھے''۔ ''مطلب کو خبط کر کے لکھا ہے''۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہے قصور نکلا۔ قولہ، سو واضح رہے کہ خلف وعید۔ کے اہل سنت بڑے شدومد سے قائل ہیں۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔ ان اللہ علٰی کل شیٔ قدیر ۔ و کان اللہ علٰی کل شیء مقتدرا ۔ بلفظہٖ صفحہ۹، سطر۹

اقول: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا۔ جیسے خداوند تعالیٰ صدق الصادقین کی نسبت کذب کا لگانا میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں۔ وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے ان سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے۔ جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپ کو اگر دستارِ فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دو دستاریں ملنی چاہئیں۔ دیکھیئے مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد صاحبان آپ کے پیر و مرشد اپنی براہین قاطعہ میں بول لکھتے ہیں۔ وہو ھذا۔

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے نہیں۔ بلفظہ صفحہ۳، سطر۱۵، براہین قاطعہ۔

(۲) امکان کذب تو خلاف وعید کی فرع ہے۔ جو قدما میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ۳، سطر۳، براہین قاطعہ۔

(۳) ردالمختار میں ہے ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصدات الا شاعرۃ قائلون بجوازہ لا سنہ لا بعد نقصاً بل جودًا و کرمًا ۔ بلفظہٖ صفحہ۳، سطر۱۶، براہین قاطعہ۔ کہیے کون سے اہل سنت بڑی شدومد سے خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگرچہ بعض اشعریہ اس کے قائل ہیں۔ لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے ہیں۔ اس کے قائل نہیں ہیں۔ اور ماتریدیہ تو کلہم قائل نہیں۔ حالانکہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں۔ اور بعض اشاعرہ کی سند کو پیش کرتے ہیں۔ آفرین ہے۔

عجیب التعجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے جو انہوں نے کتاب ردالمختار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے اور اس مثل کو انہوں نے حق الیقین کے درجہ پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا، آپ ہم کو نماز پڑھنے کی بابت تاکید کیا کرتے ہیں۔ اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن میں تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں۔ بلکہ اس کی ممانعت آئی ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس شخص خود غرض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف آیا ہے کہ لا تقربو الصلوٰۃ کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا: او میاں آگے اس کے وانتم سکاریٰ ۔ بھی تو پڑھ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش کریں گے جو ہمارے لیے مفید ہو۔ باقی سے ہم کو کیا غرض۔ اور یہ بھی کہ سارے قرآن پر تو آپ نے پھر عمل نہ کیا ہو گا۔ انتھیٰ۔ اس مثال کو یاد رکھ کر سنیئے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی ہے اور ردالمختار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

ھل یجوز الخلف الوعید فظاھر ما فی المواقف و المقاصد ان الا شاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ

لایعد نقصا بل جودًا و کرمًا۔ وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علٰی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لا ستحالۃ علیہ تعالٰی لقولہ وقد قدمت علیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ، تعالٰی۔

ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ (بلفظہٖ صفحہ۳۵۱، سطر۱۲) دیکھیئے۔ اس عبارت متممہ سے یہ ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں۔ خلف وعید کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محقق اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کے مرشدان بادیانت پر کہ انہوں نے اس عبارت کو جو ''صرح التفتازانی'' سے شروع ہوتی ہے آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اگا دیا۔ جب ان کی دیانت یہاں تک ہے۔ تو ان کی امانت وصیانت کی حضانت آپ کو مبارک ہو۔ اہلسنّت و جماعت خالص سنی حنفی ان کی ایک بات پر بھی اعتبار نہیں رکھتے اور نہ رکھیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر اکابروہ کیسے آپ کے خلف وعید کی جڑ کاٹ رہے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ سے اس کا استحالہ اللہ تعالیٰ پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں۔ وہو ھذا۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ بلفظہٖ براہین قاطعہ۔ صفحہ۵۱، سطر۷۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''مدارج النبوت'' میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہو ھذا۔ اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوئی۔ بلفظہٖ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول، صفحہ۱۲، سطر۸۔ یہاں بھی وہی مثل لا تقربوا الصلوٰۃ کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شدومد سے خلف وعید کے قائل ہیں۔ بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی مفتی اہل سنت ضرور بڑی شدومد سے قائل ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہلسنّت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدیہ اور اشعریہ ہے اور وہ وہی ہیں۔ جو مقلدین مجتہدین آئمہ اربعہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ جو شخص ان کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف وعید کا جواز نکلتا ہے۔ اسے امکان کذب سے کوئی علاقہ نہیں خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں اس کی بحث کافی وافی ہے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدیہ اس خلف وعید یعنی کذب کے مجوز ہیں۔ بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہیے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت بڑی شدومد سے اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے مسئلہ خلف وعید کو

قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں۔ آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر اور کان اللہ علیٰ شئ مقتدرًا تفقہ فی الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنیئے ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے۔

اب کہیے لفظ شیٔ یا چیز میں ہر ایک چیز آ گئی۔ یا کچھ باقی رہ گیا؟ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سوچ سمجھ کر کہیے کہ لفظ شیٔ میں خدا تعالیٰ بھی داخل ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو کیوں۔ اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے مگر افسوس اس پر آپ کی نظر نہیں۔ اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ شیٔ میں خداوند تعالیٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکیئے اور گھبرائیے مت لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ بھی لفظ شیٔ میں داخل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ای شئ اکبر شهادة قل اللہ ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کون سی چیز یا شے شہادت میں سب سے بڑی ہے کہو اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اس سے یہ بات لازم آئی کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے۔ خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے، زنا، چوری اور تمام برے افعال حتیٰ کہ شراب پینے، قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے۔ تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر نہ سمجھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام الطائفہ بانیٔ وہابیت ونجدیت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا۔ مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں: قوله ما هو الا تجويز الكذب على الله تعالىٰ وهو محال لا نه نقص و النقص على الله تعالىٰ محال ۔ اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست، والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ صفحہ ۱۴۴-۱۴۵ یکروزی۔ کیوں؟ مولوی صاحب آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا۔ اور تمام اہلسنّت و جماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے

(۱) تفسیر جالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علیٰ کل شئ (شاء ہ) قدیر یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس کو کرنا چاہیئے اور جس کو کرنا نہ چاہیئے اس میں سے جو محال ہے۔ اس پر قادر نہیں۔

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول، صفحہ ۲۸، سطر ۲۵۔ قوله، تعالىٰ ان الله علىٰ كل شئ قدير كالتصريح به و تقرير له والشی يختص بالموجود لانه فی الاصل مصدر شاء تارة و ح يتناول البادی تعالىٰ كما قال الله

قل ای شئ اكبر شهادة قل الله بمعنى مشى اخرى، اے مشى وجوده وما شاء الله وجوده وهو موجود فى الجملة وعليه قوله ان الله علىٰ كل شئ قدير ۔ والله خالق كل شئ قدير فيها علىٰ عموهما بلا مثنوية يعنی خلاصۂ اس آیت شریف کی تصریح میں یہ بات ہے شیٔ کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے۔ کیونکہ یہ لفظ دراصل مصدر ہے بمعنی شاء یعنی اسم فاعل کے معنی چاہنے والا ارادہ کرنے والا فاعل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون سی شیٔ سب سے بڑی ہے شہادت میں۔ پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور کبھی بمعنی مشی کہ اسم مفعول کے یعنی جس کا وجود اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جو اسی وقت فی الواقع موجود ہے۔ اس پر قادر ہے۔ اور اس پر یہ آیت شریفہ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر وارد ہے الخ

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۵۱ سطر ۴ او قدقيل كل عام يختص قوله تعالىٰ والله علىٰ كل شئ قدير بما شاه ہ والمحاصل ان كل شئ تعلقت به مشية تعلقت قددته الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔ اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ ہر ایک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے۔

(۴) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۴۰ سطر اول۔ ثم اعلم ان لشی فی اصله مصدر قد تستعمل بمعنے المقعور' كما قوله تعالىٰ والله علىٰ كل شئ قدير یعنی دراصل لفظ شیٔ مصدر ہے۔ اور بصیغہ مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شی پر قادر ہے۔ یعنی چاہی ہوئی چیز پر الصبیغہ مفعول۔ یہ ہے اس آیت شریفہ کا مطلب۔ جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے۔ جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے۔ قولہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت وجلال و بزرگی وتوانائی و بے باکی او بدانست اگر ہمہ مخلوق عالم راہلاک کند و جاوید بدوزخ دارد یک ذرّہ دے کم نشود بلفظہٖ صفحہ ۹ سطر ۲۱ اقول ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔

(۱) پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور سچا وعدہ ہے۔ ایفا کرنے پر قادر ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذلك (سورۃ النساء) اور يغفر لكم ذنوبكم (سورہ صف) اور يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين (سورہ یوسف) اور ان الله يغفر الذنوب جميعًا (سورۃ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس میں کون سا خلف وعید ہے۔ ذرا ہوش کیجیے۔ یہ عبارت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی میرے دعویٰ کی مؤیّد ہے۔ اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعویٰ پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ جو طفل مکتب نہ کرے۔ دوسری عبارت

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے تیسری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے جو ہمہ
مخلوق وعالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ اس میں لفظ بڑایا چھوٹا درج نہیں۔ اس عبارت کے عین اوپر
ایک مثال حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے
کچھ کمی واقع نہیں ہوتی اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔
ہاں! اگر جملہ یا فقرہ ''ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی'' درج ہوتا تو بے شک تمام انبیاء علیہم السلام اس میں داخل ہوتے۔ مگر ایسا
نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا استثناء یوں فرمادیا ہے کہ: یہ ڈر انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا
ہے۔ گو کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم ہیں۔ اسی واسطے سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء نے فرمایا ہے کہ میں تم
سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ بلفظہٖ اکسیر ہدایت۔ ترجمہ
کیمیائے سعادت صفحہ ۴۸۸ سطر ۲۳

(۲) فتوح الغیب مقالہ ہیزدہ وشرح فارسی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لا تسکن الی احد من الخلق ولا
تانس بہ (بلفظہ) شرح۔ آرا گر دمیل کمن بسوئے ہیچ یکے از خلق والفت مگیر ہیچ یکے اما از دوستاں خدا ومقرباں دے داخل
غیر نیستند وتوجہ باایشاں باایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق است (انتہی) یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہیئے کہ اس میں
دوستان خدا ومقرباں درگاہ کبریا جل وعلا انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام علیہم الرحمتہ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ ان پر عین توجہ اللہ
تعالیٰ مبذول ہے واقعی وہ لفظ مخلوق میں داخل نہیں۔ اب میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصراً لکھا جاتا ہے
تا کہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتا لگ جائے۔

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ

جلد اول باب دوئم عقائد میں

(الف) وہ سب چیز اس کے خدا تعالیٰ حکم اور تقدیر حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ
نہ ہوئی۔ بلفظہ جلد اول، صفحہ ۷۵ ، سطر ۱۶

(ب) یہ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے امر و نہی
اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۶، سطر ۹، جلد اول۔

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ برے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو طاعتوں پر
اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۷، سطر ۸۔

(د) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا سچ ظاہر معجزوں سے ثابت کیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں

پہنچایا۔ اس لیے خلق پر رسولوں کو سچا جاننا۔ اور جو وہ احکام لائے ہیں ان کا ماننا واجب ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۷، سطر ۱۴۔

(ھ) خدا تعالیٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر (صراط) پھسلیں گے۔ اور دوزخ میں گر جائیں گے۔ اور ایمان
والوں کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے۔ وہ دارالقرار کو پہنچادیئے جائیں گے۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۸ سطر
۱۲۔

(و) پس دوزخ میں کوئی ایمان دار ہمیشہ نہیں رہے گا۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۹، سطر ۲۵۔

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا وہ اہل حق اور سنت جماعت والوں میں ہوگا۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی
جماعت سے علیحدہ رہے گا۔ بلفظہٖ صفحہ ۷۹، سطر ۱۱۔

دیکھیئے یہ ہے مذہب امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور میرا اور تمام اہلسنت وجماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں۔ آپ نے اپنی ان
عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا۔ اور خلف وعید کرنا بے سود نکلا۔ **قولہ**، حضرت شیخ شرف
الدین احمد یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کے صفحہ نمبر ۱۰۷ پر ہے۔ اگر ہمہ منکران علم وشیاطین جہاں را باوزیت واتباع
ادنے الشل بعلیین رساند وتاج قدسی برسر نہد ہنوز حق کرم اور گذارشود پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد ہر کہ در روئے
زمین کافری ومشرکیست۔ در دریائے رحمت غرق کندہ۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اگر خواہد کہ در عالم نبی وولی است
ہمہ لا در سلسلہ قہر کشد وخالداً مخلداً در عذاب الیم بدارد۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر ہے۔ اے برادر کسی راکارہا جبار قہارے
افتادہ است۔ اگر بہشت راعین دوزخ گرداند دوزخ راعین بہشت الخ صفحہ ۹، سطر ۱۰۔ **اقول**: افسوس سے کہتا ہوں کہ آیت یا
حدیث پیش کی ہوتی۔ جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالیٰ وعدہ خلافی کیا کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے۔ یا بولا کرتا ہے۔ کیا
کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہو سکتا ہے؟ اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہو۔ اور
بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتویٰ اور بظاہر روایت سمجھتے ہیں۔ آداب افتاء پڑھیئے۔ ہاں!
عبارات مندرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے منکروں شیطانوں کو علیین میں داخل
کرنے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین کو دریائے رحمت میں غرق کر سکتا ہے اور وہ جبار وقہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت کو
دوزخ بنادے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام کو دوزخ میں ڈال دے یا ڈال سکتا ہے۔
نعوذ باللہ منہا پس اس سے اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہلسنت وجماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افترا علی اللہ
ہے۔ (اس کا جواب بچند وجوہ ہے)۔

اول: شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے۔ تو
کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار
نہیں۔ یا اس کی تاویل کی جائے گی۔

دوم: یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ اگر۔ خواہد لکھے ہوئے ہیں جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیریں بیان کر رہی ہیں کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہے گا۔ اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) فلو شاء لھدٰیکم اجمعین۔ (انعام)

''پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔''

(۲) ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ۔ (مائدہ)

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔''

(۳) ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔ (انعام)

''اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔''

(۴) ولو شاء اللہ ما فعلوا۔ (انعام)

''اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے۔''

(۵) ولو شاء لجعلھم امۃ واحدۃ۔ (شوریٰ)

''اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر کر دیتے۔''

(۶) لو اردنا ان نتخذ لھوا لا تخذنہ من لدنا ان کنا فعلین۔ (انبیاء)

''اگر ہم کھانا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار فرماتے۔ اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کھلونا ممکن ہے۔''

(۷) قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔

''کہہ دے اے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر رحمٰن کے لیے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔''

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو معاذ اللہ عادت غیر کا حکم دے۔ یہ سات آیات کافی ہیں۔ اگرچہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دارومدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتویٰ خداوند تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف خلف وعید کیوں کہا جا سکتا ہے۔ اور کیوں کرے اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے۔ اور آئندہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشویہ پیش کرنا کس اہلسنّت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب خوارج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے آگے آئے گا۔ انتظار کیجئے۔ سوم: شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالیٰ کا بہتان لگایا ہے۔ اس تیسری عبارت میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۴ میں جو صفحہ ۱۷۰ پر درج ہے۔ ایک اپنے مرید مریض کو تحریر

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبار وقہار ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لائے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ پس اس عبارت سے کذب باری تعالیٰ ثابت کرنا نافہمی نہیں تو اور کیا ہے؟ چہارم: میں نہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مکتوبات سے پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کذب باری تعالیٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸، صفحہ ۳۱۷ پر فرماتے ہیں کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو۔ کہ اہلسنّت کا مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ کافروں کے لیے وعید مطلق ہے اور نیکو کاروں کے لیے وعدہ مطلق اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں۔ وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکوکار بھی نہیں۔ تو وعدہ وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے۔ وہ اس مسلمان کو جو نیکوکار نہیں۔ ہمیشہ کے لیے دوزخی کہتا ہے اور اہلسنّت وجماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے۔ یا عدل سے عذاب کر کے بخش دے۔ اس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے تا کہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں۔ اور اہلسنّت میں داخل ہوں۔ اور توہین اور گستاخی اللہ تعالیٰ سے مصوٗن رہیں۔

مکتوب نود وہشتم در وعدہ و وعید صفحہ ۳۱۷

برادر شمس الدین بداند کہ مراہل سنت را اجماع است کہ وعید مطلق کافراں را است و وعدہ مطلق مومناں را است۔ باز مومن کہ عاصی باشد کافر نبود۔ تا در تحت وعید مطلق در آید۔ و نیز محسن مطلق نیست تا در وعدہ مطلق و برادر یا بد اندروئے اختلاف است۔ قول معتزلہ آنست کہ وے از وعید مطلق است۔ اگر با گناہ ازیں جہاں بیروں رود۔ وجاوداں در دوزخ بماند۔ باز مذہب اہلسنّت آنست کہ مراورا موقوف دارند نہ وعدہ مطلق وہند نہ وعید مطلق حکم دے بہ مشیت مطلق دارند اگر خواہد دے را آمرزد و آں از دے فضل بود و اگر خواہد او را عذاب کند و آں از وے عدل بود و ہیچ حال مومن را در دوزخ خلود نگویند ہر چند عاصی باشد۔ از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ باگناہ رود خداوند تعالیٰ از سہ کارے کہ باوے کند یا برحمت خویش بیامرزد۔ یا بشفاعت پیغمبر بہ بخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند۔ وآخر آزاد کند۔

رباعی

اگر گناہ داری در توبہ است باز — توبہ کن چوں در نخواہد شد فراز

گریدیں درگاہ بصدق آئی وے — صد فتوحت پیش باز آمد ہے

لیجئے! مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ اور فتویٰ اہلسنّت وجماعت اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیسا صاف صاف بتلا دیا

کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔ اور کافر ومشرک وشیطان مردود وغیرہ ضرور دوزخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہرگز نہ کرے گا۔ دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں: یقین داند کہ مقبول او مردود نہ گردد۔ ومردودہ اومقبول نشود کہ ہر کہ رابعزت سانیدندالخ۔ امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان لاکر اہلسنّت میں داخل ہو جائیں گے۔

قابل عمل آپ کے دیگر عبارات مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ ان کی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقل کیا ہے۔ جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے۔ مگر افسوس۔ وہی لاتقربوالصلوٰۃ کی مثال کو آپ نے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل کیجئے۔ (الف) مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۳۳۔ ابیات ذیل

من نہ کافر نہ مسلماں ماندہ ام   درمیان ہر دو حیراں ماندہ ام
نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم   ماندہ سرگردان مضطر چوں کنم

(ب) ازخود از اطاعت خود منکر باش۔ ایمان خود بہ نظر زنار بیں۔ عبادت خود را بت پرستی شمر وخود را نمرودے وفرعونے تصور کن۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۰۹، سطر ۲۱۔ (ج) ارشاد السالکین مصنفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ (مکتوبات امام ربانی جلد سوم) تا کافر نشود مسلمان نشود وتا سر برادر خود را نبرد مسلماں نشود وتا بمادر خود جفت نشود مسلمان نشود۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے مفتی صاحب! حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں: کہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔ اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھو۔ اور زنار پہن۔ اپنی ماں کے ساتھ......کر۔ اور اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر۔ کافر ہو جا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب آپ شریعت سے فتویٰ دیں۔ تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔ اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں۔ قولہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا۔ کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے۔ صفحہ ۱۰، سطر ۱۴۔ اقول: ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ ہرگز جائز نہیں۔ یہ مذہب معتزلہ کا ہے اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے ہرگز قائل نہ تھے۔ قولہ غرضیکہ اہلسنّت خلف وعید کے قائل ہیں۔ تو معتزلہ اور خارجی لوگ نہیں۔ جو کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے۔ شرح مقاصد میں ہے **الثواب فضل من اللہ تعالیٰ والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ والاستحقاق من عبد خلافاً للمعتزلہ**۔ شرح مواقف میں ہے **جمع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذامات بلا توبتہ**

ولم یجوز ان یعفو اللہ عنہ ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۰، سطر ۱۶۔ اقول میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہلسنّت سے قائل نہیں بلکہ ماتریدی اور اشعری اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام ومومنین صالحین کو دوزخ میں ڈال دینے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین وشیطان لعین وملحدین اعلیٰ وادنیٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے جس سے کذب باری تعالیٰ ثابت ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ یہ عقیدہ آپ کو مبارک ہو۔ میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسب وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخش دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے، یا اس کے گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخش دے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیائے سعادت اور مکتوبات شیخ یحییٰ منیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں۔ لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا **خلود فی الجنۃ** ثابت نہیں جس سے خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلافی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعویٰ پر دلیل لانے کا ڈھنگ نہیں آیا۔ پس میری تحریر سے ثابت ہے کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔ قولہ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب کو بباعث خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور ان کی تحریرات کو آپ نے کفریہ ٹھہرایا ہے۔ اب توضیح مطالبہ میں ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل تمام اہلسنّت میں ہیں۔ تو لازم آیا کہ آپ نے اہلسنّت کو وہابی اور پکے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا تو ارشاد ہوا کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کیئے جانے کے مستحق ہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۱، سطر ۲۱۔ اقول: یہاں آپ نے مولوی اسمٰعیل اپنے امام الطائفہ کے نام سے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نکال دیا۔ حالانکہ تمام ان کی کتابوں میں نام ان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسمٰعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔ مگر آپ نے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسمٰعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب جواب دیا کہ واقعی وہ اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے۔ اس لیے میں بھی اسی پر عمل کروں گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے یا اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو یہ کفر ہے جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئے گا۔ آپ انتظار کریں میں اہلسنّت کو وہابی نہیں کہتا۔ بلکہ ان لوگوں کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقائد میری فہرست مندرجہ صفحہ ۴ تا ۶ میں درج ہیں۔ جن کا آپ نے لچر پوچ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی وہابی ثابت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پکے چونہ گچ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں بانئ وہابیت ہیں۔ اور میرے لیے شرعاً پکا اہلسنّت وجماعت سنی حنفی لوہے سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزوں ہے۔ **الحمد للہ علی ذلک** لیجئے مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ھباءً منثوراً ہو گئے۔ اب مفصّل طور پر مذہب اہلسنّت وجماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام ودیگر کتب ومعتبرات اور فتاویٰ علماء ربانی سے

تحریر کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نادم ہوں گے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق رفیق ہوئی۔ ورنہ چندھیا ضرور ہو جائیں گی۔

فصل اوّل

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعد الله لا يخلف الميعاد۔ وعدہ کیا اللہ نے۔ اور نہ خلاف کرے گا۔ اللہ اپنے وعدہ کے۔ (سورہ زمر)

(۲) ولن يخلف الله وعده (سورہ حج) خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔

(۳) ان وعد الله حق (قصص) تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

(۴) وعد الله لا يخلف وعده (روم) وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے وعدے کے۔

(۵) الا ان وعد الله حق (یونس) خبردار ہو جاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

(۶) كل كذب الرسل فحق وعيد (ق) جنہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی۔ ان پر وعید عذاب۔

(۷) وقد قدمت اليكم بالوعيد ما يبدل القول لدى وما انا بظلام للعبيد۔ تحقیق بھیجا ہم نے تم پر عذاب۔ میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں۔ (ق)

(۸) فلن يخلف الله وعده (بقرہ) اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔ اور نہ کرتا ہے۔

(۹) فلا تحسبن الله مخلف وعده من رسله ۔ (سورہ ابراہیم) پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کے خلاف نہیں کرے گا۔

(۱۱) یا يخلف الله وعده۔ (روم) اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا اور نہ کرے گا۔

(۱۲) من اصدق من الله حديثا (سورۂ نساء) اللہ تعالیٰ سے کون سچا ہے بات میں (یعنی کوئی نہیں)۔

(۱۳) وعد الله حقا ومن اصدق من الله قيلا ۔ (النساء) وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے۔ اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں۔

(۱۴) وتمت كلمات ربك صدقا وعدلا ۔ (انعام) تمام ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح۔

(۱۵) وانا لصٰدقون ۔ (انعام) اور واقعی میں سچا ہوں۔

(۱۶) وعد الله المنفقين والمنفقٰت والكفار نار جهنم خلدين فيها ۔ (توبہ) اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ منافقین اور

منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ میں رہیں گے۔

(۱۷) وعد الله المومنين والمومنت جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ۔ (توبہ) وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہیں گے۔

(۱۸) اولئك اصحاب الجنة هم فيها خلدين (بقر، یونس، ہود) یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

(۱۹) اولئك اصحاب الجنة خلدون فيها (احقاف) یہی لوگ جنتی ہیں۔ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

(۲۰) فاولئك اصحاب النار هم فيها خلدون (اعراف، یونس، مجادلہ) بس یہی لوگ دوزخی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں۔ یہاں ان بیس آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لیے سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہمہ وجوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سرِ مُو فرق نہیں ہوگا۔ اور جو وعدہ کفار کے حق میں ہے۔ اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان جلالی کے خلاف ہے۔ اور اس کی ذات پاک کے منافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلفِ وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے۔ یا کذب یا دروغ بولتا ہے۔ یا بولے گا۔ یا بول سکتا ہے۔ یا بولنے پر قادر ہے۔ وہ شخص اہلسنّت و جماعت سے خارج بلکہ کافر ہے۔ یہی مذہب اہلسنّت و جماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے۔ جو نصوص سے ثابت ہے۔

فصل دوئم

تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوئم صفحہ ۴۶۰، سطر ۱۸۔ ان سب (قوم تبع) نے كذب الرسل تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فحق و عيد ۔ تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ بلفظہٖ۔

(۲) تفسیر قادری جلد دوئم، صفحہ ۴۶۳، سطر اوّل۔ قد قدمت اور بے شک ہم نے پہلے بھیجی تھی الیکم بالوعید تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی اور اب تم کو حجت نہیں رہی اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ ما یبدل القول۔ نہ بدلی جائے گی بات لدی میرے پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اس تبدل اور تغیر میں گنجائش نہیں۔ بلفظہٖ۔

(۳) تفسیر قادری، جلد اوّل، صفحہ ۱۸۳ ومن اصدق اور کوئی شخص ہے بہت سچا۔ من اللہ حدیثا اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے۔ یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے۔ بلفظہٖ۔

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ الٓمٓ صفحہ ۲۱۴ فلن یخلف اللہ وعدہٗ پس ہرگز خلاف نخواہد کرد خدا تعالیٰ عہد حکمے خود را۔ زیرا کہ خبر و کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد۔ وآنچہ بعضی ظاہر بیناں گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است۔ و در وعید بد کرم و لطف است مبنی است بر قیاس غایت بر شاہد در حق او تعالیٰ مبرا از جمیع نقائص است۔ خلاف خبر مطلقاً نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف و کرم او تعالیٰ راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظہ۔ یہاں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جود اور کرم کا بھی فیصلہ فرمادیا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ الٓمٓ صفحہ ۲۱۵-۲۱۶۔ فاولئك اصحاب النار پس آں گروہ ملازمان دوزخ اند کہ ہرگز ازاں جدا نمی شوند۔ ہم فیہا خلدون یعنی ایشاں دراں دوزخ ہمیشہ باشند گانند۔ والذین امنوا و عملوا الصالحات یعنی وکسانیکہ ایمان آوردند و عملہائے شائستہ کردند پس لہائے ایشاں نیز از گناہ پاک است و بدن ایشاں نیز بنور عمل صالح منور لا جرم اولئک اصحب الجنۃ یعنی ایں گروہ ملازمان بہشت دند کہ جائے قدس و طہارت است ہم فیھا خلدون یعنی ایشاں دراں بہشت ہمیشہ باشند گانند۔ بلفظہ۔

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ الٓمٓ صفحہ ۳۱۷ نیز باید دانست کہ اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو دادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت مے کنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیر و حکم او حکم کافر ست و ہمیں ست مذہب معتزلہ و خوارج۔ و ہمیں ست مذہب بشر مریسی و خالدی و دیگر جاہلاں بیوقوف۔ مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آں را مشروحاً بیان فرمودہ اند۔ و اہلسنت و جماعت آں را اختیار نمودہ اند آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگر بے توبہ بمیرد او مانند سائر مسلمین ست در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و مبرات و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت الٰہی را امیدوار باید بود۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ برحمت بے غایت خود بالشفاعت پیغمبر از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ و بعضے را از ایشاں عذاب ہم کند و نیز یقین باید کرد کہ ہر کہ ازیں ہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت۔ عذاب ابدی خاصہ کفر است۔ ہیچ گناہ مستحق آں نتواں شد۔ بعضے از طرف داران معتزلہ دریں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہل سنت اقرب بادب

است زیرا کہ ایشاں حق تعالیٰ را بہ دو صفت جلال و جمال و عفو و انتقام و لطف و قہر ثابت کنند و ہیچ یک را ازیں دو صفت در حق بندگاں واجب نمیدانند و میگویند کہ او خداوند است یفعل مایشاء ویحکم ما یرید الخ بلفظہ۔

دیکھیئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ کی کیسی جڑ کاٹی ہے

(۷) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۹۵ از یرآیت ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ انکارا ان یکون احدا کثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال۔ (یعنی یہ انکار استفہامی ہے) کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے سچ بولنے میں زیادہ ہے۔ پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام ہرگز نہ لگایا جائے کہ اس کی خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳۔ وانا لصادقون فی الاخبار والوعید والوعد یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار یعنی وعدہ اور وعید میں۔

(۹) تفسیر خطیب شربینی صفحہ ۷۳ قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عھدہٗ فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال۔ بلفظہ۔ یعنی خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۴۳۱۔ زیر آیت۔ وانا لصادقون فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا تخلفہ کما تخلف ما وعدناہ اھل الکتاب۔ بلفظہ۔ یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۷ اسطر ۳۳ مصری زیر آیت وظنوا انہم قد کذبوا (یوسف) لان المومن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذالك عن الایمان) یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ لیجئے اپنے ایمان کو سنبھالیے۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹۔ سطر اخیر۔ مصری۔ قولہ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ استفہام علی الانکار والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالیٰ صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری ہے۔ یعنی کوئی نہیں۔ مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سچ کا اعتقاد کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید محال ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۲-۱۱-۱۳۳۔ مصری سطر ۱۳۹، (الف) قال للعانی الکلمات معناھما ماجاء من وعد و وعید و ثواب و عقاب فلا تبدیل فیہ ولا تغیر لیکیا قال مایبدل القول لذی بلفظہ۔ صفحہ ۱۳۲، سطر ۳۹۔

(ب) ان حکم اللہ تعالیٰ ھو الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد ذلك شئ فذلك الذی حصل فی الازل ھو التمام وزیادۃ علیہ ممتنعۃ و ھذا الوجع ھو المراد من قول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جف القلم بما هو كائن الٰى يوم القيمة بلفظہٖ صفحہ ١٣٣، سطر ١٢۔ (ج) من صفات كلمة الله صدقاً والدليل عليه الكذب نقص والنقص على الله محال ۔صفحہ ١٣٣، سطر ١٣۔ (د) واعلم ان هذه الخلف فى وعيده محال ۔بلفظہٖ ۔صفحہ ١٣٣، سطر ١٦۔ ترجمہ: (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے کلمہ ہو یا کلمات ان کے یہ معنی ہیں یعنی جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب میں خدا کا حکم ہے نہ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اور نہ تغیر ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہماری بات بدل نہیں سکتی۔ (ب) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روز ازل میں ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا۔ پس وہی چیز ہے۔ جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ خشک ہوگئی۔ (ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے۔ اور نقص کا لفظ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (د) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(١٤) تفسیر جمل صفحہ ٢٢٩ زیر آیت مایبدل القول الایه المرا د بالقول هو الوعيد بتخليد الكافر فى النار بلفظہٖ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔

(١٥) تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ ١٤٧ (ومن اصدق من الله حديثا) انكار لان يكون احدا صدق منه تعالٰى فى وعده وسائر اخباره و بيان لاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه دون غيره ۔بلفظہٖ یعنی اللہ تعالیٰ سے کون سچا ہے۔ انکاراً۔ یعنی یہ کہ کون سچا زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں یعنی محال کیوں نہیں۔ اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ سو اس کے دوسرے کے اوپر محال نہیں۔

دیکھیے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں۔ اب علم کلام اہلسنّت والجماعت ملاحظہ کیجئے۔

فصل سوم

کتب علم کلام سے اثبات کا ثبوت کہ کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے

(١) شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ٦٠٤، سطر ١٣-١٩۔ تفريع على ثبوت الكلام لله تعالى وهوانه يمتنع عليه الكذب اتفاقاً الخ بلفظہٖ ۔یعنی تمام اہلسنّت وجماعت کا اتفاق اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

حاشیہ: وانا لصادقون رسم الخط قرآنی۔ وانا لصدقون ہے۔

(٢) وانه اذا جاز وقوع الكذب فى كلامه ارتفع الوثوق عن اخباره بالثواب والعقاب وسائر ما اخبر به من الاحوال الاخرة والاولٰى وفى ذلك فوات مصالح لاتحصى ۔یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اٹھ جائے گا۔ جو اس کی خبروں میں ہے۔ مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی میں بے اعتبار ہو جائیں گی اور اس میں بے شمار مصالح فوت ہو جائیں گے۔

(٣) شرح مواقف بالا، صفحہ ٤، ٦، سطر ١٩، یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اجماعاً۔ وجہ دوئم کا خلاصہ یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جائے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا۔ اور سچ بولنا ممتنع ہوگا کیونکہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالیٰ میں پیدا ہونا محال ہے۔ الخ۔ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔ کلام نفسی اور لفظی میں مع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بلکہ سچ ہے۔ اگر اس کے خلاف سمجھا جائے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہے گا۔ اس لیے یہ محال ہے الخ۔

(٤) شرح مواقف صفحہ ١٠٧، سطر ٢٤۔ المقصد سادس فى تقرير المبحث الثانى اجمع المسلمون على ان الكفار مخلدون فى النار ابدالاينقطع عذابهم ۔بلفظہٖ ۔دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابدالآباد دوزخ میں رہیں گے۔ ان کا عذاب منقطع نہ ہوگا۔

(٥) شرح مواقف صفحہ ٧٠٠ (لان مكان المحال محال واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(٦) شرح عقائد جلالی ۔ وامکان المحال محال۔ اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(٧) شرح مقاصد مبحث کلام الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال الخ ملخصاً۔ شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے۔ کیونکہ جھوٹ باتفاق عقلمندان اہلسنّت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(٨) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال محال جهله او کذبه تعالٰى عن ذلك یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(٩) عقائد العھدیہ صفحہ ٣٤، سطر ١٥۔ متصف بجميع صفات الكمال ومنزه عن سمات النقص اجمع على العقلاء كافة یعنی اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے متصف ہے۔ اور تمام نقصوں سے پاک ہے۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔

(١٠) عقائد العھدیہ صفحہ ٦٦، ٦٧۔ ولا يصح عليه الحركة والانتقال والاالجهل والكذب لانهما نقص والنقص عليه تعالٰى محال ۔بلفظہٖ ۔یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں نقص ہیں۔ اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۱) عقائد العضد یہ صفحہ ۷۳۔ قلت الکذب نقص و النقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات و لا تشملہ القدرۃ الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس ممکنات میں سے بھی نہیں۔ اور نہ قدرتِ خدا میں شامل ہے۔

(۱۲) شرح مقاصد مبحث کلام میں قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی شارع تعالیٰ ہم بحث کے کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔

(۱۳) شرح مقاصد۔ الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا ۔ تحصلی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و مجال الملاحدۃ فی العناد و منھا بطلان ما علیہ الاجماع من القطع نجلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم و قوع مضمون ھذا لاخبر محتمل و لما کان ھذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ باطل قطعا ملتقا یعنی خبرِ الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے۔ ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگر خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبرِ الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔

(۱۴) شرح عقائد نسفی کذب کلام اللہ تعالیٰ محال ملحضا۔ کلامِ الٰہی کا کذب محال ہے۔

(۱۵) طوالع الانوار۔ (فرع متعلق) مبحث کلام میں ہے) الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال ۔ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے۔ قدمر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ و تعالیٰ[1] یعنی موقف۔ الٰہیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں۔

(۱۷) مسائرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: یستحیل علیہ تعالیٰ سمات النقص کالجھل والکذب یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمۃ شرح مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں: لا خلاف بین الاشعریۃ و غیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص الباری تعالیٰ عنہ منزہ و ھو محال علیہ تعالیٰ الکذب وصف نقص اھ ملخصًا۔ یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں۔ کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر محال اور ناممکن ہے۔ اور کذب صفت عیب ہے۔

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی[2] علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: صدق کلامہ تعالیٰ لما کان عند نا ازلیا امتنع کذبہ

حاشیہ[1]: سبحن السبوح مؤلفہ اعلیٰ حضرت قابل و فاضل بریلوی القاہم اللہ تعالیٰ، صفحہ ۱۲، منہ۔ حاشیہ نمبر ۲: سبحن السبوح، صفحہ ۱۱، منہ ۱۲۔

لان ماثبت قدمہ امتنع علامہ۔ یعنی کلامِ خدا صدق جب کہ ہم اہلسنّت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے۔

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے: الکذب علی اللہ تعالیٰ مح لانہ دناء ۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ پن ہے۔

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے: الکذب نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال فلایکون من الممکنات و لا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجھل والعجز یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذب ممکنات الیہ سے نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے۔ جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنی سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

(۲۲) شرح جلالی مذکورہ یصح علیہ تعالیٰ الحرکۃ و الانتقال و لاالجھل و لا کذب لانھا نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال ۔ اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۲۳) کنز القواعد میں ہے: قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعًا و عقلاً اذھو قبیح یدرك العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالًا فی حقہ تعالیٰ عقلا و شرعاً کما حققہ ابن الھمام و غیرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بحکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب سے پاک ہے اس لیے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی ہے۔

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے: المعتزلۃ قالو الولا کون الحکم عقلیا لما متنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً والجواب انہ نقص فیجب تنزیہ تعالیٰ عنہ کیف وقدرانہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینا فی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ اھ ملخصًا مع شرح یعنی معتزلہ نے اہلسنّت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے حالانکہ ہم اور تم اس کو بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں۔ اہلسنّت نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں۔ اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح الثبوت[1] میں مولانا نظام الدین سہالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: الکذب نقص لان ماینا فی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیۃ بذلك اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشر عین بشریعۃ الاستحالۃ

حاشیہ نمبر ۱: سبحن السبوح مؤلفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ ۱۵، ۱۶، منہ ۱۲۔

المذكورة فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين فى الكلام اھ ملخصًا۔یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے
کہ جو کچھ خدا ہونے کی منافی ہے۔وہ سب محال عقلی ہے۔اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے۔جو کسی شریعت پر
ایمان نہیں رکھتے۔کہ خدا اور دروغ گوئی جمع ہوں گے۔جیسا کہ علم کلام میں ہے۔
(۲۶) فواتح الرحموت میں ملک العلماء مولانا بحر العلوم عبد العلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اللّٰه تعالىٰ صادق قطعًا لاستحالة
الكذب هنالك یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

توضیح صحیح و نصیح بر خلف وعید

بعض کتب دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔سو اس کے معنی و مطلب یہ ہیں کہ خلف وعید گنہگار مسلمانوں کے لیے ہے۔
جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن وہابیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں
کے لیے جو خلف وعید کو سمجھتے ہیں۔وہ خلف وعید نہیں ہے۔بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جیسے صفحہ ۱۵،۱۶ میں لکھا جا چکا ہے۔مثلاً ایک
بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے۔کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھے ماہ کے لیے جیل خانہ میں بھیج دیا جائے گا لیکن ساتھ ہی
اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جس کو چاہیں گے معاف بھی کر دیں گے۔تو بتلا کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی
سزا معاف کر دے۔تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔اور بادشاہ کی قدر و منزلت کم ہو جائے گی۔ہر گز نہیں۔اہلسنّت و جماعت کا صحیح
مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے۔اس کے ہر گز نہیں کرے گا۔اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل
نہیں۔بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے جیسے ظاہر ہوگا۔(۲۷) تفسیر کبیر[۲]
میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: قال ابو عمرو بن العلا لعمر بن عبيد ماتقول فى اصحاب الكبائر
قال اقول ان الله منجز ايعاده كما هو منجز وعده قال ابو عمر و انك رجل اعجمى لا اقول اللسان
ولكن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لو ماوعن الايعاد كرمًا والمعتزلة حكوا ان ابا
عمرو بن العلالماقال هذا لكلام قال له عمر و بن عبيد يا ابا عمرو فهل يسمى الله مكذب نفسه قال لا
قال فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابو عمر و بن العلاد عندى انه كان لابى عمرو ان يجيب عن هذا
لسوال ان هذا انما يلزم لو كان الوعيد ثابتًا جزمًا من غير شرط وعند مى جميع الوعيد ات مشروطة
بعدم العفو فلا يلزم من تركه دخول الكذب فى كلام الله تعالىٰ ملخصًا۔یعنی امام عمرو بن العلا رحمۃ اللہ علیہ نے
عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور
پوری کرے گا جیسے کہ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔امام نے فرمایا کہ تو عجمی ہے۔بلکہ دل کا عجمی ہے۔عرب سے رجوع کو نالائق

حاشیہ نمبر۱: سبحن السبوح مؤلفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ ۱۵،۱۶،منہ ۱۲۔
حاشیہ نمبر۲: سبحن السبوح صفحہ ۹۵،منہ ۱۲۔

جانتے ہیں۔اور وعید سے درگزر کو کرم۔معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا
ٹھہرائے گا۔امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوگئی۔اس پر امام بند ہوگئے۔(اب امام رازی فرماتے ہیں)
میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آتا کہ وعید یقینی بلا شرط ہوتی ہے۔اور میرے مذہب میں تو
سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں۔تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں لازم لایا۔
(۲۸) ردالمختار میں ہے۔حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔وحاش لله ان يراد بجواز الخلف فى الوعيد ان لا
يقع عذاب من اراد الله لاخبار بعذابه فانه محال على الله تعالىٰ قطعًا كما ان عدم وقوع نعيم من اراد الله
الاخبار عنه بالنعيم محال عليه قطعًا كيف لا وقد قال الله تعالىٰ ومن اصدق من الله قيلاً ٥ ط ومن
اصدق من الله حديثا ٥ ط وتمت كلمت ربك صدقا وعد لا لامبدل لكلمته ٥ ط یعنی حاش للہ خلف وعید جائز
ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عز و جل نے اس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال
ہے۔جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اس نے جس کی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لیے نعیم واقع نہ ہو۔اور کیونکر اس کی خبر کا
کذب محال نہ ہوگا۔حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ سے کس کا قول سچا ہے"۔اللہ تعالیٰ سے کس کی بات سچی ہے۔تیرے
رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں۔توضیح: جیسے میں پہلے امام الطائفہ وہابیہ کا قول نقل کر
چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر سمجھا جائے۔یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ
ہو جائے گی۔کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم۔نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس
طرح لکھ دیا ہے کہ انه تعالىٰ قادر ان يتخذ ولداً ذلو لم يقد و لكان عاجزًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لیے بیٹا بنانے پر قادر
ہے۔اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا۔اس بات کا ردّ علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرۃ القدسی اس طرح فرماتے ہیں۔وھو ھذا۔
(۲۹) مطالب دفیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں: فانظر اختلال هذا
المبتدع كيف عقل عما يلزم علىٰ هذه المقالة الشيعة من اللوازم التى لاتدخل تحت وهم و كيف فاته
ان العجز انه ما يكون لو كان المقصود جاء من ناحية القدرة اما اذا كان لعدم قبول المستحيل تعلق
القدرة فلا يتوهم عاقل ان هذا عجز ۔یعنی اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھو۔کیونکہ غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا
کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور اس کا وہم کس طرف گیا۔عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔
اور جب یہ وہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا اس سے آگے اس
طرح پر لکھا ہے۔بالجملة فذالك التقدير الفاسد بردى الىٰ تخليط عظيم ايبقى معه شى من الايمان ولا من
المعقولات اصلا ۔یعنی یہ تقدیر فاسد کہ (اللہ تعالیٰ محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی۔جس کے
ساتھ نہ ایمان رہے۔نہ اصلا احکام عقلی کا نشان۔پھر فرماتے ہیں: وقع ههنا لابن حزم عذبان بين البطلان ليس له

قدوة و رئيس الاشيخ الضللة ابليس ۔یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔جس میں اس کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر بردار گمراہی ابلیس بلفظہٖ۔سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح صفحہ ۴۶۔

(۳۰) کنز الفوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے: القدرة والارادة صفتان مؤثرتان والمستحيل لايمكن ان يتاثر بهما اذيلزم ح ان يجوز تعلقهما باعدام انفسهما واعدام الذات العالية واثبات الالوهيتدلا يقبلها من الحوارث و سلبها عن مستحقها جل و علا فاى قصود و فساد و نقص اعظم من هذا و هذا التقدير يودى الى تخليط عظيم و تخريب جسيم لا يبقى معه عقل ولا نقل ولا ايمان ولا كفر و لعماء ة بعض الاشقياء من المبتدعة عن هذا صرح بلقيئة فانظر عما لهذ المبتدع كيف عمٰى عما يلزم علٰى هذا القبول الشنيع من اللوازم التى لا يتطرق اليها الوهم ۔یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں مؤثر ہیں۔اور محال کا ان سے مؤثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا بنا دینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہوسکے اس سے بڑھ کر کون سا قصور وفساد ونقصان ہوگا۔اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ عقل نہ ایمان نہ کفر اور بغض اشقیا بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے۔اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو کیونکہ اسے یہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس برے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظہٖ۔سبحن السبوح مؤلفہ حضرت مجدّد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی۔

(۳۱) علامہ تمرتاشی صاحب تنویر الابصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں: ولا يوصف الله تعالٰى بالقدرة على الظلم والسفة والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند المعتزلة بقدر ولا يفعل ۔یعنی حق تعالٰی کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا ہے۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے۔اور کرتا نہیں۔ بلفظہٖ۔تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مؤلفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ مصدقہ علماء حرمین شریفین۔(۳۳) حاشیہ متن سنوسیہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں: القدرة لا متعلق بالمستحيل فلاضير فى ذلك كما لا ضيرفى ان يقال لا يقدر الله علٰى ان يتخذولدا اوز وجته اونحو ذلك۔(۳۳) کفایۃ العلوم فی علم الکلام۔ومن الجهل قوله من قال ان الله قادر علٰى ان تيخذ ولدا الاانه لا تعلق القدر ة بالمستحيل و اتخاذالولد مستحيل والا يقال انه اذلم يكن قادر على اتخاذ الولد كان عاجزا لا تاتقول انما يلزم العجز لو كان المستحيل من وظيفة القدرة ولم تتعلق به مع انه ليس من وظيفتها الا الممكن ۔اھ۔یعنی یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے۔یاد رکھو کہ اس کا تعلق قدرت کے ساتھ نہیں محال کی وجہ سے اور اولاد پیدا کرنا خدا کے لیے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالٰی اولاد پیدا

حاشیہ ۲: تقدیس الوکیل عن توہین۔الرشید والخلیل۔صفحہ ۳۱۹۔

کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لیے مقرر ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے۔

(۳۴) ردالمختار شرح درمختار صفحہ ۳۵۱، سطر ۱۲ جلد اول مقبولہ عرب وعجم میں ہے: يجوز خلف الوعيد فظاهر ما فى المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا يعد نفصًا بل جودا و كرما ۔ وصرح التفتازانى وغيره بان المحققين على عدم جوازه و صرح اسفى بانه الصحيح لا ستحالة عليه تعالٰى لقوله وقد قدمت عليكم بالوعيد مايبدل القول لدى وقوله تعالٰى ولن يحلف الله وعده اى وعيده ۔بلفظہٖ۔یعنی کیا خلف وعید جائز ہے۔جیسا مواقف اور مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ عیب نہیں۔ بلکہ بخشش اور کرم ہے۔لیکن تفتازانی وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے۔اور امام نسفی نے بھی اس پر تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالٰی پر محال ہے۔اور یہی صحیح ہے۔جیسے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: وقد قدمت عليكم بالوعيد مايبدل القول لديى اور ولن يخلف الله وعده اى وعيده یعنی بےشک ہم نے پہلے بھیجی تھی۔تمہاری طرف اپنی وعید۔ اور نہیں بدلی جائے گی میرے پاس سے کوئی بات۔اور اللہ ہرگز خلاف نہ کرے گا اپنے وعدہ اور وعید کے۔

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان افندی علیہ الرحمۃ میں درج ہے: وزعم بعضهم من اهل السنة اى فى الجواب عن تمسك المعتزلة وهو ليس بمرضى عند الشافعى رحمته [۲] تعالٰى ان الخلف كرم فيجوز من الله تعالٰى و المخففون علٰى خلافه كيف اى كيف يجوز الخلف من الله تعالٰى فى الوعيد وهو اى الخلف تبديل للقول وقد قال الله تعالٰى مايبدل القول لدى الآیہ۔بلفظہٖ۔من کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین صفحہ ۳۱۸ یعنی بعض اہلسنّت نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے۔ یہ حق تعالٰی پر روا ہے۔ حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند ہے۔اور محققین اس کے خلاف پر ہیں۔حق تعالٰی سے خلاف وعید کیونکر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔اور قرآن میں حکم ہے کہ خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی۔(۳۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ التمر تاشی صاحب تنویر الابصار حنفی العضمن الکفر لا یجوز عقلا خلا فاللا شعری وتخلید المؤمنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا لا یجوز بلفظہٖ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸ یعنی کفر کی بخشش عقلاً بھی جائز نہیں۔خلاف اشعری کے۔اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔اور کافروں کا بہشت میں ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔اور ہمارے نزدیک جائز نہیں۔(۳۷) عمدۃ من الحنفیۃ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے۔تخلید المؤمن فی النار والکافر فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم یعنی الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا معشر الحنفیۃ لا یجوز۔بلفظہٖ۔تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً صفحہ ۳۱۸ یعنی مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک صرف عقلاً جائز ہے۔مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔اور ہم حنفیوں کے

نزدیک عقلاً وسمعاً ناجائز ہے۔ لیجئے مولوی جی یہ ہے مذہب اہلسنّت و جماعت کا علم کلام کی کتب سے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کے تمام اہلسنّت قائل ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب کہ خدا تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون وہامان ونمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کرے گا۔ یا کرسکتا ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام واصدقا وشہداء، صلحاء، اولیاء، قطب وغوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ یا کرسکتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کرسکتا ہے کہ جو فرمانبردار خاص واکمل مقبول بندگان الٰہی ہیں، ان کو دوزخ میں داخل کرے گا اور جو شر الاشرار کفار نا ہنجار مشرکین کبار ہیں، ان کو بہشت میں داخل کرے۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے۔ جو حق تعالیٰ پر محال زیر قدرت کے قابل نہیں۔ جس کا کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتیٰ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں۔ تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے: المزادارية هو ابو موسىٰ عيسىٰ بن صليح المزدار هذا لقبه من باب الافتعال عن الزيادة وهو تلميذ بشر اخذ العلم منه ويزهد حتىٰ مسمىٰ راهب المعتزلة قال الله تعالىٰ قادر علىٰ ان يكذون بظلم ۔ یعنی مزدار یہ وہ موسیٰ عیسیٰ بن صبیح ہے۔ مزدار اس کا لقب ہے۔ باب افتعال میں سے لفظ زیارت سے۔ اور وہ بشر کا شاگرد ہے۔ اس سے اس نے علم حاصل کیا۔ اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہوگیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اس کے آگے شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولو فعل لكان الٰها كاذبًا ظالمًا تعالىٰ الله عما قال علوا كبيرا بلفظہٖ۔ شرح مواقف صفحہ ۷۹۵۔ معتزلہ کا مذہب یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ بڑا بزرگ اور عالی ہے۔

توضیح: اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل دید ہے کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو دے کر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ وهما من الممكنات تشملها ۔ صفحہ ۷۰۹ کی لکھوائی۔ مگر اس کے معنی نہ لکھوائے۔ اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھواؤ جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کن لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھواتے ہیں اتنا ہی لکھوادو۔ جب تمہاری باری آئے گی باقی اس وقت لکھوادینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکرر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا (انکار عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فى فروع للمعتزلة کے نیچے درج ہے۔ دوئم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عقائد کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرمارہے ہیں: کہ الكذب نقص والنقص على الله تعالىٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرمارہے ہیں کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرمارہے ہیں جن کی عبارت صفحہ ۲۷، فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کا کاسہ لیسی ہے۔ اور بس۔

دیگر کتب دینیہ اہلسنّت و جماعت سے خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۴ صفحہ ۲۵۵-۲۵۶۔ اشکال درینجا اینست کہ فرمودہ اند وعدہ کہ بعارف از درگاہ خداوندے میرود گاہے وفا کردہ نمیشود و آں موعود بایشاں رسانیدہ نمیشود پس ایں خلاف در وعدہ حق لازم مے آید و آں باتفاق روا نبود الخ۔ بلفظہٖ۔

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیرانِ پیر علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۹۹-۲۰۰۔ اما الفصل الاول فيما لا يجوزا طلاقه على البادى عزو جل من الصفات ويستحل الخ یعنی پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اس کی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت سی باتیں لکھ کر حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۶۱۔ قوله اجيب واستجيب خبر والخبر لا يعترض عليه النسخ لانه اذا نسخ صار بخبر كاذبا و تعالىٰ الله عن ذلك علوا كبيرا او خبر الله تعالىٰ لا ينع بخلاف مخبره الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں۔ اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر خبر منسوخ ہو جائے تو مخبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے (پاک ہے) اور اللہ تعالیٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہوسکتی۔

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدّد الف ثانی کا مکتوبات نمبر ۲۶۶۔ عقائد اہلسنّت و جماعت جلد اول میں فرماتے ہیں۔ اوتعالیٰ از جمیع نقائص وسمات حدوث منزہ ومبرا است۔ بلفظہٖ۔

(۵) ایضاً۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول۔ اردو ترجمہ یہ ہے اور آیت کریمہ: فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی۔ ہوسکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتصار وانحصار اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے۔ اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے۔ یعنی رسولوں کے لیے وعدہ ہے۔ اور کفار کے لیے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے۔ فالاية مستشهد عليه لاله۔ نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کی مستلزم ہے۔ اور یہ بات حق تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں۔ یعنی حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا۔ اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لیے اپنے علم کے خلاف کہہ دیا۔ کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا۔ اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی برا ہے۔ بلفظہٖ۔ اردو ترجمہ مکتوبات جلد اول، صفحہ ۵۱۹۔

(۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ۔ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال
والتبدل فی ذاتہ ولا فی الصفاتہ ولا الجھل ولا الکذب۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶، سطر ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال
کرنا یا بدلنا صحیح نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹ اس میں ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمتہ الباری صفحہ ۱۴۸۔ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور و منھا ان خلف الوعید کر
فیجوز من اللہ تعالیٰ والمحققون علیٰ خلافہ کیف ھو تبدیل القول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول
لدی ای بوقوع الخلف فیہ یعنی لا تبدیل ولا خلف القولی فلا یطعمون ان ابدل وعیدی۔ بلفظہٖ۔ یعنی بعض
کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا کرنا جائز ہے۔ لیکن محققین اس کے خلاف ہیں۔ یعنی جا
نہیں کہ کیونکر اللہ تعالیٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا۔ یعنی اس میں خلاف
وعدہ و وعید وقوع میں نہیں آتا ہے۔ یعنی میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی۔ اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید
تبدیل کرتا ہوں۔ یا کرنے والا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹۔ انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل تحت
القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل۔ بلفظہٖ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات
پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے۔ لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں۔

(۹) فتاوٰے عالمگیری اردو جلد دوئم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان
الٰہی نہیں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔ بلفظہٖ

(۱۰) مجمع الانہار شرح ملتقی الابحر جلد اول مصری صفحہ ۶۲۹، سطر ۳۔ (کلمات کفر) اذا نکر صفتہ من صفات اللہ او
الکر وعدہ او وعیدہ او جعل لہ شریکا او ولدا او زوجہ او نسبتہ الی الجھل او العجز او النقص الخ
یکفر۔ بلفظہٖ۔ یعنی یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک منفعت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا۔ یا اس کا شریک
بنائے یا اولاد یا عورت بنائے۔ یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار جلد دوئم، صفحہ ۵۱۳، سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالیٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے۔ یا اس
کے نام مقدس سے یا اس کے کسی حکم سے مسخراپن کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرا دے یا اس علیم وقدیر کی طرف
جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمتہ صفحہ ۳۱، سطر ۱۶۔ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار
ہو خدا تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا۔ ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمٰن عن کذب والنقصان مولوی محمد لدھیانوی جد فاسد مولوی عبداللہ معترض سکنہ بس

ریاست پٹیالہ۔ اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لدھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمٰن عن کذب والنقصان سے دکھلاتا
ہوں۔ اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھیئے اس کے صفحات، ۱-۲-۷-۸-۹-۱۳ کو ملاحظہ کیجئے۔ اور شرم سے سر جھکایئے۔ اس شرم
سے نہیں جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول
کیجئے۔ وھو ہذا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصادقین کے کذب کا قائل ہے۔
جیسا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے رسالہ یکروزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست
پس لانسلم الخ صفحہ ۲ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطع میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں
نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ الخ انتہیٰ مختصراً صفحہ ۳، سطر ۳۔

الجواب

فریق اول کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے۔ سخت بیجا ہے۔ کیونکہ ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ہونا نہ ہونا
دونوں برابر ہوں الخ صفحہ ۳، سطر ۱۰۔ اور کذب جناب باری کی کلام میں ممتنعات سے ہے۔ کیونکہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے
ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے علماء اہلِ اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے۔ کتب تفاسیر وعقائد واصول میں یہ مسئلہ
مشروحاً موجود ہے۔ الخ۔ صفحہ ۳۔ اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جد فاسد نے قرآن شریف وتفاسیر وعلم عقائد سے
دلائل مفصّل لکھے ہیں۔ اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے۔ اور اس کے آگے لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں اسمٰعیل صاحب نے اعلیٰ
درجہ کی غیر مقلدی کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ادنیٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امامان دین کی تقلید نہیں کرتے
آیات واحادیث پر عمل بموجب فہم اپنے کے کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے۔ کہ قرآن وحدیث کی بھی تقلید نہ کی
جائے جیسا کہ اپنے زعم میں آئے گویا آیات قطعیہ اور جمہور عقلا کے مخالف ہو درست ہے جب مولوی اسمٰعیل صاحب کذب کا
امکان کلام ربانی میں مخالف اولہ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھ کر تبعین مورد آیت شریف فمن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا لیضل الناس بغیر علم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین کے ہوئے یعنی خدا کی ذات اور صفات میں افترا کرنے
والا مستوجب سخت تر وعید شدید کا ہے اعاذ نا اللہ منہ۔

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں
خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔ اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ انتہیٰ ملخصًا بالکل بے بنیاد ہے:۔ متقدمین سے
کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگرچہ بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام

کذب کے جو اجماعاً متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے۔ غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں۔ الخ، صفحہ ۸۔

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسمٰعیل صاحب سے شاید زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی۔ اب مولوی خلیل احمد صاحب نے اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دے کر آتش فتنہ کو از سرنو افروختہ کیا۔ جس میں مولوی رشید احمد صاحب بھی بسبب ثبت کرنے مہر اپنی کے اس زمرہ میں شمار کیئے گئے۔ الخ۔ صفحہ ۱۳۔

لیجئے مولوی صاحب! اس تمام تحریر جد فاسد پر ایمان لاکر مولوی اسمٰعیل کو اعلیٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں۔ اور ان کو زیر وعید آیت شریف فمن اظلم الایه میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد صاحبان کو بھی شامل کریں۔ اور مذہب اہلسنّت و جماعت کو اختیار کریں۔ اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں۔ کہ تمام اہلسنّت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر لیکن اپنے جد فاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار نہ ہوں۔ اور نہ خوارج میں۔ (۱۴) فتاویٰ قادریہ مصنفہ مولوی محمد صاحب لدھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی کی کیفیت اور مسئلہ کذب باری تعالیٰ۔ مولوی صاحب! اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جد فاسد کی اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھیے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ہذا:- درحقیقت مولوی رشید احمد صاحب اہل نظر نہیں (یعنی نابینا) ہیں۔ کیونکہ پہلا فتویٰ یہ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اتارا اس کو قادیاں کے قریب۔ پھر یہ فتویٰ دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا الخ۔ دیکھیئے یہاں پر بھی آپ کے جد فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے۔ کہ فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور ان کے ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں۔ اور کبھی کچھ۔ (۱۵) فتاویٰ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں ایک دوسرے جد فاسد مولوی عبداللہ لدھیانوی کا الہام مولوی رشید احمد کی حالت کی نسبت صفحہ ۱۴۰، سطر ۱۴۔

اب آپ ذرا سا فتاویٰ کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیئے کہ آپ کے دوسرے جد فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہہ رہا ہے۔ وھو ہذا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے جب ۱۳۰۱ھ ہجری میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان صالح تحریر کیا اس عاجز (مولوی عبداللہ کو نہایت فکر ہوا کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعویٰ کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان صالح قرار دیا۔ جناب الٰہی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہو کر لٹک پڑا۔ غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے۔ اسی زمانہ سے فتوے ان کے متناقض بادیگرے خیر وجود میں آئے واللہ یهدی من یشآء الی صراطِ مستقیم ط الراقم عبداللہ لدھیانوی۔ بلفظہٖ۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الا ان وعد الله حق ولكن اكثرهم لا يعلمون ۵ یعنی خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اس کے خلاف ہرگز نہ کرے گا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے۔ اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ: ولكن اكثرهم لا يعلمون ۵ کے اعداد جمل (۱۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں اور ادھر جماعت جموع ہندو ہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۱۰) ہیں۔ جو خلف وعید و وعدہ کے قائل ہیں۔ (۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھلاتا ہوں۔ جو آپ کے برادران کے برادر ہیں۔ اس سبب سے آپ کے بھی بھائی ہوئے گو اس وقت کا فرو مرتد میں (الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴ باقی سب مؤحّد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۲۴۔ (ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ ۳۲۳، سطر ۴۔ خدا کی کلام کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائق امر سے منزہ ہے ایسا ہی اس کا کلام بھی ہر ایک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالت سے منزہ اور پاک چاہیئے۔ بلفظہٖ۔ (ج) سرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۶، سطر ۲۱ خدا کی بزرگی اور عظمت کے موافق یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔ اور بجز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عز اسمہ کے سب کاموں پر اس کو قادر سمجھنا چاہیئے۔ بلفظہٖ۔ (د) برکات الدعا قادیانی صفحہ ۲۳، سطر ۳۔ ہمارا خداوند تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے۔ وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنے والا اس کی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بجز ان خاص باتوں کے جو اس کی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے منافی ہوں۔ باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری سنی قادری ہاشمی اور مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی مقام ریاست اسلامیہ بہاولپور واقع ۱۳۰۶ھ

کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ اس کتاب کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے ایک استفتاء مولود شریف و فاتحہ خوانی وغیرہ مسائل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے مع دیگر مولویان دیوبندی کے اس کے حرام ہونے اور کفر پر فتویٰ دیا۔ اور مولود شریف و قیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہنود کے کنھیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبدالسمیع چشتی ارادی مرحوم نے ایک کتاب مسمیٰ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی اور نہایت مدلل قرآن وحدیث وغیرہ ادلہ سے جوابات دیکر اس کو سنت و مستحسن ثابت کیا۔ اور اکثر علماء عرب وعجم نے اس کو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اس کے ردّ و جواب میں مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور غیظ میں آ کر خلاف تہذیب کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور میں اول مدرس عربی تھے۔ اس پر مولانا غلام دستگیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب دیکھ کر مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مرد خدا کتاب کو لے کر ریاست

بہاولپور میں پہنچے۔ بمنظوری جناب نواب صاحب بہادر والیٔ ریاست بہاول ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے۔ اور سخت ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکال دیئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں فتویٰ دیا کہ یہ شخص خلیل احمد مع معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنّت سے خارج ہے۔ فتویٰ مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحریری ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور اخیر ماہ شوال ۱۳۰۷ء ہجری میں بروقت اقامت مکہ معظّمہ کے ان کاغذات بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے روبرو علمائے مکہ معظّمہ کے پیش کیا۔ ان کی تصدیق کے بعد جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہاں کے علماء اور مفتیان باوفا کے روبرو پیش کیا۔ انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی۔

براہین قاطع کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول: امکان کذب باری تعالیٰ صحیح ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے۔

دوئم: امکان نظیر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحیح ہے۔ یعنی حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے۔

سوم: تمام بنی آدم بشریت میں آنحضرت کے برابر ہیں۔

چہارم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم شیطانِ لعین کے علم سے کم ہے۔

پنجم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل میلاد کنھیا کے جنم کے مشابہ ہے۔

ششم: فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے۔

ہفتم: حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتویٰ رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سوائے مسئلہ ہفتم کے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے روبرو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تا کہ نہ سمجھا جائے کہ علماء ومفتیان ہر چہار مذاہب ابقاہم اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو۔ انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا:-

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظّمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں۔ اور دروغگو ناشکرے کی گفتگو سے۔ جس نے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے۔ اس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ جلاد اس کے بدن سے گردن کاٹ دے تا کہ گُجرُو جاہلوں کے لیے عبرت ہو۔ اختصاراً۔

(۲) مکہ معظّمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

صاحب براہین اور اس کے شیطانوں اور اہل زیغ وزندیقوں سے ہیں۔

(۳) مکہ معظّمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں۔

(۴) مکہ معظّمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بے شک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا۔ اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

(۵) مدینہ منورہ کے مفتی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

بے شک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط ردّ اور اعتراضات کا جو لاغر اور فربہ میں فرق کرنے والا ہے۔ وارد ہیں۔ مؤلف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی ہے۔ اور اس کی سخت بری باتیں کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق تعالیٰ سے مستحق رسوائی ہے۔

(۶) مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ

جو اس بزرگ مؤلف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مریدین سے مقولے نقل کیئے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۳۱۴ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقاریظ سے مکمل ہو کر ۳۲۴ صفحہ کے حجم سے مع ترجمہ اردو صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہلسنّت و جماعت کے لیے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا پایہ حرمین شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی استاد الاستاد گروہ دیوبندیہ کی بھی مفصّل ومشرح تقریظ درج ہے۔ جو قابل ملاحظہ واطمینان دل حزین ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ نمبر ۱۹ مولود شریف میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ تا کہ گروہ دیوبندیہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو۔ اس کے بعد حضرت حاجی حرمین شریفین صوفی کامل مرشد ارشد گروہ دیوبندیہ اعنے حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

تحریر بالا صحیح اور درست ہے۔ مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کاتب کو جزا خیر دے۔ شعر

بے سبب گر عز بما موصول نیست   قدرت از عزل سبب معزول نیست

مُہر

محمد امداد اللہ فاروقی

یادداشت: اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔

یادداشت دیگر: اس مسئلہ کذب باری تعالیٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل و مشرح و مکمل کتاب سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح نام اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل اجل مجدّد مائۃ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی۔ ابقاہ اللہ تعالیٰ نے لکھ کر شائع فرمائی۔ جس نے تمام گروہ وہابیہ کو مذبوح کر دیا۔ اور جواب نہ ہو سکا۔ قابل دید کتاب ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر

عیسائی: ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ ان کا کوئی باپ نہیں۔ اور خدا ہی ان کا باپ ہے۔ مریم ان کی ماں ہے۔ اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟ دیوبندی: ہمارے قرآن میں اس کی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لم یلد ولم یولد نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے۔

عیسائی: مولوی صاحب آپ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو عاجز ہے۔ اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور بول سکتا ہے۔ اگر خدا جھوٹ نہ بولے۔ یا جھوٹ نہ بول سکے۔ تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہو گا۔'' اور خدا ناقص،' اور خدا ناقص نہیں ہو سکتا۔ انسان تو بیٹا پیدا کرے۔ اور خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیونکر خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی۔ ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جب کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔ دیوبندی: یہ سب باتیں سچ ہیں۔ لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ ہاں ان اللہ علی کل شیٔ قدیر خدا کا کلام صحیح ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔ عیسائی: بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جب انسان اس کی مخلوق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔ دیوبندی: ہاں یہ بات تو صحیح ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ عیسائی: اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں۔ فھو المراد۔ دیوبندی: چپ۔ لیجئے مولوی صاحب! اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آ جائے اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف وعید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہلسنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے۔

باب دوئم

عقائد نمبر ۲-۳-۴- وہابیہ، دیوبندیہ

عقیدہ نمبر۲:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصًا

عقیدہ نمبر۳:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصًا

عقیدہ نمبر۴:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ مخلصًا

قولہ:

توضیح مطالبہ نمبر۲ بر عقائد نمبر۲-۳-۴- آپ کے وہابیہ کا عقیدہ نمبر۲ یہ لکھا ہے کہ تقویت الایمان میں مولوی اسمٰعیل شہید نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ اور عقیدہ نمبر۳ بھی اسی حوالہ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر۴ یہ کہ اس کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویت میں کی لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپ نے انہیں لکھا ہے۔ کہیں نظر نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ الخ صفحہ ۱۲، سطر۴۔ اقول: مولوی صاحب افسوس آپ نے میرے اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا۔ اور جواب لکھنے بیٹھ گئے۔ اور نہ اشتہار کو بنظر غور دیکھا۔ کہ عبارات لفظاً لفظاً تلاش کرنے لگے۔ حالانکہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے محاذ اور مقابل میں لفظ لخصاً لکھا ہوا موجود ہے۔ اور تقویت کے صفحات ۶۰، ۱۴، ۱۹، ۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا ظاہر ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ یا شاید لفظ مخلصًا عربی ہے اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے اور صفحوں کا حوالہ دیدیا تاکہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون مندرجہ اشتہار ان میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو

بھی نہیں سمجھ سکتے۔ لیجئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے۔ف: یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اس کو چاہیئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء، امام و امام زادے۔ پیروشہید۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ بلفظہٖ، صفحہ ۶۰، سطر ۲۔ کہیے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویۃ الایمان میں نظر نہیں آئی۔ اب دوبارہ دیکھیئے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے۔ یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ اولیاء، انبیاء درج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور بندہ مقرب الٰہی ہیں یا نہیں۔ اور جملہ بڑے بھائی ہونے میں داخل ہوئے ہیں یا نہیں۔ اور وہ بڑے بزرگ ہیں۔ یا نہیں۔ اور جملہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہونے میں داخل ہوئے یا نہیں۔ پھر جملہ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے میں داخل ہو گئے یا نہیں۔ افسوس! آپ کی سمجھ اور اردو دانی پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اس کے تمام علماء کرام عرب وعجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے۔ جو میں نے سمجھا ہے بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اسی طرح سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اقرار کر کے تاویلات بے سود اور بے معنی کی ہیں۔ تاکہ مولوی اسمٰعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اور خلاف ہونے کی تحقیق آگے آئے گی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں جب کہ آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا اخاکم کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو۔ وہ لکھتے ہیں: اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ[1] کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ براہین قاطعہ، صفحہ ۳۔

لیجئے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں نہ ماریئے۔

عقیدہ نمبر ۳

کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میرا خلاصہ مضمون ہے:-

(الف) اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ یہ مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۴، سطر ۱۴۔

(ب) ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ تو ہم کو بھی چاہیئے کہ ہر کاموں پر اس کو پکاریں۔ اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا۔ تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۹، سطر ۳۔

حاشیہ[1]: آپ کو الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ ۱۲ منہ۔

(ج) محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۹، سطر ۱۷۔

فرمایئے مولوی جی ہر مخلوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان کے تفصیلی فقرہ یعنی بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار کون ہیں۔ اور چمار سے بھی ذلیل کون ہیں۔ ذرا ہوش کیجئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لایعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویۃ الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۳ میں کسی مجہول الاسم وجال نے تاویل بے عدیل اور ذلیل یہ کی ہے۔ کہ چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اسی عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی سہی اس طرح پر لکھا ہے۔ فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ "ایمان کسے تمام نشود۔ تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نماند کہ پشک شتر"۔

مولوی صاحب یا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر ان کی تاویلیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تائید کے لیے بے سمجھے سوچے عبارتیں لاتے ہیں۔ فرمایئے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں مخلوق درج ہے اور وہاں لفظ چمار ذی روح لکھا ہے۔ اور یہاں پشک (مینگنی غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین وآسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنی یہ ہیں۔ جو آپ نہیں سمجھے۔ یعنی ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا۔ جب تک وہ تمام مال ومتاع دنیا کا اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ سمجھے فرمایئے اس عبارت سے آپ کا منشاء پورا ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی درج ہے۔ جس میں تمام انسان مع انبیاء علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونے کے لحاظ سے لفظ چمار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھ کر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے ایمان پر کوئی حرف نہ آئے اس لیے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لیے کبھی آپ انکار کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمایئے کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ کون ہیں۔ کن سے مراد ہے۔ یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فضول کے جملہ چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ یا علاقہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگان دین جو نعوذ باللہ منہا چوہڑے یا چمار ہیں۔ ان سے علاقہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی۔ جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں۔ افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھ دیا۔ اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے۔ گویا توہین انبیاء میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات واحادیث کا ترجمہ ہے اور اعلیٰ درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمایئے یہ عبارات (اور یہ یقین جان لینا

چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے) اور بادشاہ کے مقابلہ میں کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا۔ ناکارہ لوگ کن آیات واحادیث کا ترجمہ میں اپنا امام الطائفہ یا کسی اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کر کے بتلائیے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں۔ جواب نہ دے سکیں گے۔ خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا عبدالوہاب یا ابن عبدالوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور

عقیدہ نمبر۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں ہے

اللہ کی بہت بڑی شان ہے۔ کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چر چر بولتا ہے۔ سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اس کی بڑائی کا بیان کر سکے۔ بلفظہٖ صفحہ ۵۵، سطر ۲۱۔

کہیے مولوی جی! اس جملہ سب انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تو وہ کون سی آیت یا حدیث اس کی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے۔ جس سے تقویۃ الایمان کی تصدیق ہو۔ پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کر کے کیوں اس عبارت کو لکھ دیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے۔ اور انسان ذی روح مراد ولی ہے۔ اور عرش معلیٰ کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چر چر کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو مجسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سنی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں معتزلہ وہابیہ کا ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اس لیے اس کو ترک کیا جاتا ہے۔ اچھا مولوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقائد وہابیہ نمبر۲-۳-۴ اپنے اشتہار میں لکھے ہیں۔ وہ عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔ اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہر سہ عقائد کی جو آپ کے اور آپ کے امام کے خلاف قرآن مجید وحدیث اور اہلسنّت وجماعت کے ہیں۔ ان کی تحقیق درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ سنیئے اور آنکھ اور کان کو کھول کر دیکھیئے۔

فصل اوّل تحقیق انیق عقیدہ نمبر۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

کچہری میں وہابیوں دیوبندیوں نے مرزائیوں سے مشکوٰۃ کی حدیث پیش کروائی۔ جو مولوی اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں درج کی ہے۔ **فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم** یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ جب کچہری میں کہا کہ اس کا جواب لکھیئے تو مجوز نے کہا کہ جتنا

ملزمان کہتے ہیں۔ وہی لکھا جائے گا۔ جس وقت تمہارا وقت آئے گا اس وقت اس کا جواب لکھا جائے گا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور رسالہ لکھا ہے اس لیے جواب اس حدیث شریف کا سنیئے۔

(۱) مجمع البحار الانوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۰، سطر ۱۶۔ یہ کتاب شرح احادیث میں ہے۔ **اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ۔ اراد نفسه صلى الله عليه واله وسلم هضما لنفسه اى اكرموا من هو بشر مثلكم لما اكرم الله تعالىٰ بالوحى ۔ بلفظہٖ۔** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔

اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا۔ جو بھائی کا لفظ فرمایا یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو مثل تمہارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز ومکرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر۔

(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد سوم، جلد ۱۷۴۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے تواضع اور کسر نفسی کی رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا وہابیوں کا ہی دماغ ہے۔ دیکھو جیسے کوئی اولوالعزم بادشاہ یا نواب یا وزیر وامیر ورئیس اعظم کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہہ دے۔ تو کیا وہ واقعی بھائی ہو جائے گا۔ اور اس غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ بادشاہ کو بھائی کہہ کر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچیئے۔ اور یہ بتلایئے کہ اس حدیث شریف میں وہ کون سا لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یا وہ کون سے الفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ بڑے بھائی ہوئے۔ یا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں ہے۔ العیاذ اُباللہ۔ یہ بھی کہیے کہ خلفائے راشدین وصحابہ مہدیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین وتبع تابعین وآئمہ مجتہدین ومحدثین و اولیائے کرام وصوفیائے عظام علیہ الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک کسی فرد بشر نے ابتداء سے لے کر اب تک ایسا نہیں کیا۔ تو اب کسی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے کہ وہ ایسا لفظ کہہ کر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے۔ خدا نیک ہدایت دے۔ اور سنیئے آپ کے امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھے۔ انہوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ اب فرمائیے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ مولوی

اسمٰعیل یا مولوی رشید احمد صاحب یا مولوی خلیل احمد صاحب فرعون، نمرود، ہارون، قارون کے بھائی ہیں یا نھو، کھتو، سینڈھو، چوہڑوں چماروں کی مثال بھائی ہیں۔ تو کیا خلاف نص ہے اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے۔ کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ توہین وتحقیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریر کیئے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوءِ بے ادبی ہو جائے۔ اور سنیئے اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہہ دے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہہ دے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بباعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچازاد کو بہن کہہ دیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا۔ اس لیے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لیے علماء محققین ان کے بہن کہنے کو توریہ اور تعریض پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اس کو موافق نص نہیں فرمایا۔ نہ ان کو یہ وجہ سوجھی۔ مگر ہاں وہابیہ کا ہی حصہ تھا۔ جو نص کا حوالہ دے دیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جوروکو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہوگا۔ مبارک ہے۔ اس حدیث کے مطابق عمل کریں۔ وہابیہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنّت وجماعت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو ان کو آتش غضب وغیظ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور فوراً الفاظ توہین وکسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمانانِ اہلسنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ وشان عظمت ومنزلت خدا کے بعد سب سے وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے ان کا عالی مرتبہ ہے۔ بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس قدر ان کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے۔ صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ہذا۔

(۱)

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

(۲)

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ
لکل ھول من الاھوال مقتحم

(۳)

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم
وحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

(۴)

وانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف
وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم

(۵)

فان فضل رسول اللہ لیس لہ
حد فیعرب عنہ ناطق بفم

ترجمہ: (۱) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہان دین ودنیا اور جن وبشر ہر دو فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا تعالیٰ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی امداد ہر ناگہاں مصیبت میں امید کی جاتی ہے۔

مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول ومستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا وآخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے۔ اور درمیان میں بات چیت نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ مجرب ہے۔ شرح۔

(۳) قوم نصاریٰ جو اپنے پیغمبر کی نسبت دعا کرتے ہیں۔ اس کو چھوڑ دو۔ باقی جو تیرا جی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کر۔ اور خوب زور سے بیان کر (یعنی خدا، یا خدا کا بیٹا مت کہو باقی سب کچھ کہو)۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر دو نوع کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کرنے کا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد ونہایت نہیں جس کو گوئی گویا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۱۳۱ و تفسیر عزیزی میں ہے!

یاصاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه،
بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی یا صاحب جمال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سردار آپ کے چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی۔ اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے حق ہے تعریف کا کسی سے ہو سکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں اس سے بڑھ کر اور سنیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاکِ پا کی قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے۔ چونکیئے مت سنسنی نہ کیجئے۔ سن کر مبہوت بے شک ہو جایئے۔ لیکن گھبرایئے نہیں سنیئے!

(۶) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اول، مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے۔ روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یارسول بابی و اُمی یعنی میرے والدین آپ کے تصدیق ہوں۔ یارسول اللہ تحقیق پہنچی ہے۔ فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اس حد کو کہ قسم کھاتا ہے۔ تمہاری خاک پا کی کہ کہتا ہے: لا اقسم بهذا البلد یعنی قسم کھانا بلد کر کے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ سوگند کھانا اس پر گویا سوگند کھانا خاک پا کا ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۳۸، سطر ۱۸۔ لیجئے مفتی صاحب کامل مفتی بنیئے۔ اور خداوند تعالیٰ پر بھی فتویٰ کفر لگایئے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ فرمایئے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۳۰۔ سطر ۸۔ مصری مولانا روم امام رازی علیہ الرحمۃ ولو شئنا لبعثنا فى كل قرية نذيرا۔ (وجہ اوّل) قالاقوى ان المراد من ذلك تعظيم النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وذلك لوجوه (احدهما) كانه تعالىٰ بين له انه مع القدرة علىٰ بعثة رسول نذيرا فى كل قرية حضة الرسالة وفضله بها على الكل (ثانياً) المراد ولو شئنا لخففنا عنك اعباء الرسالة اعلىٰ كل العالمين ولبعثنا فى كل قرية نذيرا ولكن قصرنا الامر عليك واجللنا وفضلناك على سائر المرسل ۔ بلفظہٖ۔ یعنی خداوند تعالیٰ کا فرمانا۔ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک قریہ بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اس کی وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک بستی میں نذیر پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اس کی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے)۔ دوسری جگہ یہ کہ اگر ہم چاہتے سے مراد ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجھ تمام جہانوں پر لیکن ہم نے پسند کیا۔ کم اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کر کے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام رسولوں پر۔

(۹) تفسیر قادری جلد دوئم صفحہ ۱۴۵۔ ولو شئنا اور اگر ہم چاہتے تو لبعثنا البتہ ہم بھیجتے فى كل قرية ہر گاؤں اور بستی میں نذیرا پیغمبر ڈرانے والا مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم نے نبوت تم پر ختم کر دی۔ اور تم ہی کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم نے پیغمبر کیا۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے! شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ ان کو بڑے بھائی کے برابر کہہ رہے اور لکھ رہے ہو یہ سخت توہین و تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جیسے کہ آپ کے امام الطائفہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں'' یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا بھائی ہے''۔ اب فرمایئے کہ انسانوں میں نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون اور بوجہل وغیرہ کافر و مشرک چوہڑے چمار سب داخل ہیں۔ تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ان لعینوں، بددینوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے یہ سخت ترین توہین و کسر شان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سرورِ عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جو صریح کفر ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کر دے کافر نہیں۔ اگرچہ گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہانتاً مکی یا مدنی کہے۔ یا اشارتاً و کنایتاً بھی توہین کرے تو وہ کافر و مرتد ہے۔ تو یہ بھی اس کو منظور و مقبول نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بھی بلند کرے تو اس کے تمام عمر کے اعمال حبط اور نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو اہانت سے میلا کہے۔ تو وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے۔ (دیکھو کتب دینیہ کلمات کفر)۔

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ سے نکاح جائز ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان سے نکاح ابداً حرام ہے۔ پس یہ تمام تحریرات وہابیہ سخت توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور فراست انسانی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی برگزیدہ ہو یکساں سمجھ لیا۔ آفرین۔ مولانا روم فرماتے ہیں؎

گر بصورت آدمی انسان بدے — احمد و بوجہل خود یکساں بدے
احمد و بوجہل دربت خانہ رفت — ایں شدن وآں شدن فرقیست رفت
آں در آید سر نہند اور ابتاں — ایں در آید سر نہد چوں امتاں

فصل دوئم تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۳

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے

عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھی جاچکی ہے۔ جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیاء علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھلاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واُولئك ھم الفائزون ۔(سورۃ توبہ)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں، ر جانوں سے ان کے لیے بہت بڑے عظیم درجے ہیں خدا کے پاس اور وہی لوگ مرادیں پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ۔(سورۃ حجرات)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں)۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون ۔ اولئك ھم المؤمنون حقًّا ط لھم درجت عند ربھم ۔ الآیۃ (سورۃ انفال)

یعنی جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا۔ اور جو کچھ رزق دیا ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ درجات ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وللہ العزۃ ولرسولہ والمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون ۔ (سورۃ المنافقون)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے عزت ہے۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عزت ہے۔ اور مومنوں مسلمانوں کے لیے بھی عزت ہے۔ لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

نکتہ: اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبر دار بے علم ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولکن المنفقین لا یعلمون ۔ جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد جمل شمار کیے

جاتے ہیں تو پورے، سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں۔ اور ادھر فقرہ "جماعت سبابہ وہابیہ دیوبندیہ"۔ یا جملہ جماعت بدی آموز وہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تلك الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض ۔(سورۃ بقر)

یعنی یہ جماعت انبیاء علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہم نے۔ بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین۔

یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ورفعنا لك ذكرك ۔(سورۃ فتح)

یعنی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وتعزروہ وتوقروہ۔(سورۃ فتح)

یعنی اے مسلمانو! تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کروان کی۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد کرمنا بنی ادم۔(سورۃ اسرائیل)

ہم نے بنی آدم کو (سب مخلوق) پر بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا بنی اسرائیل اذکر و نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العٰلمین۔

یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تمہارے پر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔(سورۃ ال عمران)

اے امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم بہترین امتوں سے ہو۔ جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ۔

یعنی ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور نہ پکارو ان کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ اور سوچو کہ کیا کچھ کہتے ہو۔

نکتہ: اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریف ان تحبط اعمالکم آیا ہے۔ ان لوگوں کے حق میں جو ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کے اعداد جمل چھ سو بہتر (۶۷۲) ہیں۔ اور ادھر فقرہ اسمٰعیل دہلوی مع فافھم وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد چھ سو بہتر (۶۷۲) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سر ہے۔ جو جملہ آیت شریفہ میں ہے۔ فافھم۔

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوئم صفحہ ۵۴۴۔ وللہ العزۃ اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت ولرسولہ اور اس

کے رسول کے واسطے نبوت اور شفاعت کی عزت۔ وللمؤمنین۔ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت ولکن المنٰفقین لا یعلمون ۔اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے۔

نقل ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کا بیٹا عبداللہ نام کو مومن مخلص تھا راستہ پر ٹھہر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا۔ عبداللہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جائے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے۔ اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچی تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے ابن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ بلفظہٖ۔

دیکھو! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن ابی کو فرمایا: کیونکہ وہ منافق تھا اس کو بڑا ذلیل فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت بڑی عزت والے کہا۔

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کر رہے ہیں۔ اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ کلمہ منفقین کے اعداد جمل تین سوتیس (۳۳۰) ہیں۔ اور ادھر کلمہ ''اسمٰعیل دہلوی دادا وہابی'' کے بھی وہی تین سوتیس (۳۳۰) ہی عدد ہوتے ہیں۔ فتدبر۔

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۹، سطر ۱۰۔ اول کسے کہ دروازہ جنت بکشاید۔ ایشاں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باشند۔ و روز قیامت ایشانرا بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند۔ وآں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ و حقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا و پیر و مرشد لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند تعالیٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کے بمنزلہ وزیر ہیں۔ اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے اور آیت شریف ان انتم الا بشر مثلنا پیش کرتا ہے۔ کو کفار کا قول ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ جملہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی یا بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر ان کی تعظیم کرنی چاہیئے۔ کوئی دریدہ دہن یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ۔ من ھذہ الخرافات والخز عبیلات۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۵) حدیث شریف مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین کے باب سے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انا اکرم الاولین والاخرین میں تمام اولین و آخرین سے بزرگ تر ہوں۔

(۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے: انا سید ولد اٰدم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔

(۷) ایضاً حدیث شریف: فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انا حبیب اللہ رواہ دارمی۔ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں۔

(۸) ایضاً حدیث شریف فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین و خطیبھم وصاحب شفاعتھم ۔یعنی جس دن قیامت ہوگی۔ میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور سب کی میں شفاعت کروں گا۔

(۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۴۴۳ سے ۴۴۹ تک۔ (الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا کرے۔ بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے۔ کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۳۔

یادداشت: وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محبت و ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ اس کو بدعت شرک کفر کہتے ہیں۔ اور اس پر فتاویٰ لکھ کر مسلمانوں کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں۔ آفرین ہے۔ (ب) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر نہ آئے۔ تو بہت آپ کی توقیر اور تعظیم کرے۔ جس وقت نام مبارک سنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر کرے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۳۔ (ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ جس نے عرب میرے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۴۔

یادداشت: اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علماء و دیگر لوگ غیر شرع فاسق و فاجر ہیں۔ اور علماء حرمین شریفین رشوت خوار ہیں۔ ان کے فتاویٰ غیر معتبر ہیں۔ علماء دیوبند دینداری میں ان سے افضل ہیں۔ لاحول ولاقوۃ ۔(د) اصحاب کرام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس پانی کو تبرک سمجھ کر لینے کی خاطر جلدی کرتے۔ اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اس کو لے کر اپنے منہ اور بدن پر ملیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۸۔ (ھ) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا تھا۔ قسم بخدا میں نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی۔ جو اصحاب رضی اللہ عنہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۹۔ (و) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجامت بنواتے تھے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم اطراف حضرت کے پھرتے تھے۔ اور موئے مبارک دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے۔ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجامت سے فراغت پائی تو موئے سر مبارک کو اصحابوں کے تئیں تقسیم فرمایا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴۹۔ یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

فصل سوم عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے سب انبیاء اولیاء ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ پر لکھی جا چکی ہے۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ جو اہلسنّت کے مذہب میں کفر ہے۔ جس سے تمامی کتب اسلامی پر ہیں۔ اس کی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۳ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے جس میں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیاء علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب درج کیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں اکمل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے۔ ہاں! ایک بات یاد آ گئی وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے۔ پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنی بتلائیے۔ تب ان کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لیے شہید ہوئے۔ سو یہ بات محض غلط اور یار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے۔ کیا جو کوئی شخص بادشاہِ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لیے الہاموں کی دھن پر جنگ کرے اور بذریعہ وعظ لوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کرادے۔ ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائے گا۔

قولہ: مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نبی علیہ السلام کی محبت میں فنا تھے۔ حضرت مولانا مرحوم تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں الخ۔ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوئم کے صفحہ ۴۶-۴۷-۵۴-۵۵ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳۔ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے ان کا رسول علیہ السلام کی محبت میں فنا ہوتے ہوئے ہونا ظاہر ہے۔ الخ۔ صفحہ ۱۳، سطر ۸۔ **اقول مفتی صاحب**: آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہے۔ دیکھیئے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان کی جلد دوئم کے صفحہ ۱۹۷ پر یوں لکھتے ہیں۔ وھو ہذا:- (الف) زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ اگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کرنے کے واسطے جانا درست ہے۔ سوا ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے۔ بلفظہٖ۔

پھر عقائد نمبر ۲-۳-۴ میں جو کچھ لکھا ہے کہ تمام انبیاء خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارے ہیں۔ ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور

گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لیے ناجائز ہے۔ یہی محبت اور فنا ہونے کے نشان اور علامتیں ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **من زار قبری وجبت له شفاعتی . ومن حج البيت ولم يزدنی فقد جفانی . من زار قبری بعد مماتی فكانما زارنی فی حياتی ومن لم يزرنی فقد جفانی** وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضہ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت حج کرنے کے بعد نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہیے! آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں۔ (ب) کسی قبر پر یا چلّہ پر یا کسی تھان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۴۱- تقویۃ الایمان۔ (ج) اکثر لوگ انبیاء اولیاء کی شفاعت پر پھول رہے ہیں۔ صفحہ ۳۰، تقویۃ الایمان۔ (د) اپنی زوجہ سے جماع کرنے کا خیال اگر نماز میں آئے تو بہتر ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ صراطِ مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ کہیے یہ محبت میں فنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام درفشانی فرما رہے ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی۔ **قولہ**: آپ کے لیے **ختم الله علی قلوبهم** الخ کی نص موجود ہے۔ اور ہمارے لیے **وما علیهم بمصیطر** کی۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۳، سطر ۱۱۔ **اقول**: مفتی صاحب آپ نے آیت شریف کو لکھ کر پھر وہی الخ کی علامت لکھ دی۔ اس آیت کا میں مصداق نہیں۔ بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل تیرہ سو ننانوے (۱۳۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ "وہی بدقسمت نیم مفتی عبداللہ کے بھی تیرہ سو ننانوے (۱۳۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں۔ اور دوسری آیت **وما علیهم بمصیطر** جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ **لست علیهم بمصیطر** ہے۔ ذرا ہوش کیجئے۔ اور اس کے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر داروغہ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ پر تصور کرتے ہیں کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کا یہ کلمہ کفر **لا اله الا الله اشرفعلی رسول الله** شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ ان سے کم کیوں ہیں۔ **العیاذ بالله**۔ **قولہ**: اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ انہوں نے کیوں علامہ خلایق کے ساتھ انبیاء کو شامل کیا تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکے گا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لیے آیات ذیل ملاحظہ ہوں۔ صفحہ ۱۴۔

(۱) **یایها الناس اعبدوا ربكم**۔ (ترجمہ) لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقر)

(۲) یایها الناس اتقوا ربکم واخشو یومًا الخ (ترجمہ) لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا۔

(۳) یایها الناس انتم الفقراء الی الله ۔اقول: مولوی صاحب! ان آیات کے لکھتے ہیں۔اول تو رسم الخط قرآنی کی غلطیاں ہیں۔جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔اعبدوا کو آپ نے اعبدو لکھا ہے۔اور اتقوا کو اتقو لکھ دیا ہے۔اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقر لکھا ہے۔یہ آپ کی علمیت کی دلیل ہے۔دوئم: ان آیات کے پیش کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے۔اسی طرح ہر مخلوق اور ہمہ مخلوق ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر سائر انبیاء علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔واہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے۔بالکل واقفیت نہیں۔صرف لوگوں سے سنی سنائیں باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔دیکھیئے سب سے اول قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں الحمد لله رب العلمین لکھا ہے تو کیا خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔اور متکلم اللہ تعالیٰ ہے۔اور مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔اور لفظ قل (کہو) اس میں محذوف ہے۔اسی طرح لفظ یایها الناس میں بھی قل محذوف ہے۔ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة یعنی ڈرو آگ دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔العیاذ بالله من هذه الاعتقاد الکفریة ۔اور لیجئے بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قل کو محذوف رکھا ہے۔اور بعض جگہ ظاہر بھی فرمایا ہے۔جیسے فرماتا ہے:

(۱) قل یایها الناس ان کنتم فی شك۔ (سورہ یونس) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے۔ اے لوگو اگر تم شک میں ہو۔

(۲) قل یایها الناس قد جاء کم الحق۔ (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے۔یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔) (سورہ یونس)

(۳) قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ (سورہ اعراف) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک)۔

(۴) قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس الآیة (سورہ الناس) یا رسول میرے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں۔اس سے جو لوگوں کا پروردگار ہے۔اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے۔

(۵) وارسلنك للناس رسولا۔ (سورہ النساء) اے رسول ہم نے تجھ کو لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۶) وما ارسلنك الا کافة للناس بشیرا ونذیرا۔ (سورہ السباء) اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لیے خوشخبری سنانے والا (بہشت کی) اور ڈرانے والا۔ (دوزخ سے)۔

(۷) انا انزلنا علیك الکتب للناس بالحق۔ (سورہ زمر) یعنی ہم نے اے رسول قرآن نازل کیا۔لوگوں کی ہدایت کے لیے جو حق ہے۔یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) والله یعصمك من الناس۔ (سورہ مائدہ) اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

(۹) یایها الناس قد جاء کم الرسول بالحق۔ (سورہ النباء) اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے۔لیجئے اگر اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ الناس میں داخل نہیں ہیں۔یہ نو آیات کافی ہیں مگر آپ لوگوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان اور توہین کرنے پر ہمت بندھی ہوئی ہے۔اس لیے ایسے ایسے بیہودہ دلائل پیش کیئے جاتے ہیں۔میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ الناس میں قرآن شریف نے دخل نہیں فرمایا۔بلکہ تمام لوگوں سے جداگانہ سے رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے اور تعظیماً یایها الرسول۔ یایها النبی۔ یٰس۔ طٰه۔ یایها المزمل۔ یایها المدثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ خطابات سے پکارا اور کبھی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔اور آپ کی قرآن دانی وفہمی یہ ہے۔) کہ اپنے امام کے سچا کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ الناس میں داخل کر کے عوام الناس کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ جن میں تمام کافر ومشرک چوہڑے چمار بھی داخل ہیں۔خدا پناہ میں رکھے۔ایسی سوء اعتقادی سے۔

فتویٰ علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر

کتاب عروۃ المقلدین بالہام قوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع ۱۳۰۰ھ ہجری صفحہ نمبر ۲

بسم الله الرحمٰن الرحیم○

سوال: جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کا عرش پر مکان ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء جوارح ہیں۔نیز یہ عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی۔وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی (علیہ السلام) اور ولی رحمۃ اللہ علیہ۔جن اور فرشتے جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔اور جو لوگ صرف نماز کو ظاہر پڑھتے ہیں۔یعنی غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کو غیر المغظوب علیهم ولا الظالین پڑھتے ہیں اور جس کنوئیں میں کتا، سوٴر،

بلی، چوہا وغیرہ مر کر گل جائے تو اس پانی کو پاک جان کر پینے اور اس سے وضو اور غسل کر لیتے ہیں۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا ہے۔ یا نہیں۔

الجواب واللہ هو الملهم للصواب

ان تینوں عقیدہ والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں اس کتاب یا فتویٰ پر اٹھارہ (۱۸) کس علماء کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اوّل مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۵ اور ایضاح الحق کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے۔ عقیدہ دوئم مولوی اسمٰعیل مذکور کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴-۱۹ پر درج ہے۔ عقیدہ سوم اسی مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے۔ باقی دو کام آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور تین عقائد بالا میں آپ سے متفق۔

پس اس فتویٰ سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہماری اہلسنّت کی نماز جائز نہیں۔ اگر نادانستہ پڑھی جائے تو اعادہ کرنا فرض ہے۔ مسلمانان اہل سنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں۔ قولہ: حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کی فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ ایمان کسے تمام نشود، تاہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چنان نمایند کہ پشک شتر بلفظہٖ صفحہ ۱۴ (اور ترجمہ اس کا صفحہ ۵ پر یوں کیا) کہ اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی مینگنی کی مانند نہ ہو۔ مولانا کے لفظ چمار اور سلطان جی کے لفظ مینگنی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ بلفظہٖ ۱۵، سطر ۷۔ اقول: مولوی صاحب! آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھ دی۔ جس کے معنی بھی صحیح نہیں بنتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط در غلط لکھ مارا۔ اور معنی بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے۔ ''ایمان کسے تمام نمے شود تا ہمہ خلوق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شتہ۔ بلفظہٖ۔ فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر توکل کے بارہ میں ہے۔'' آگے پیچھے کی عبارت کو حذف کر کے ایک سطر عبارت لکھ دی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھ دیا۔ اس کتاب فوائد الفوائد کا اردو ترجمہ اس طرح پر ہے۔ اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک متاع دنیا اس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۳۵، سطر ۳۔ دیکھیئے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنی تمام انسانوں کے کیئے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنی مال و متاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ وہابیہ نے ہر مخلوق لکھ کر رفع شبہ کے لیے چھوٹا ہو یا بڑا تمام انسانوں کے لیے لکھ دیا۔ اب آپ سمجھیئے۔ یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کا جو مال و متاع دنیا سے مراد ہے اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص سنی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن اور کاملین اولیاء میں سے ان کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ وہابیہ کیسے نکل سکتا ہے۔ جو سماع کے بھی سخت شائق تھے۔ جس کو وہابیہ کفر اور شرک و حرام کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵

شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے کلام مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ آیت نمبر ۱: من ذالذی یشفع عنده الا باذنه۔ ترجمہ: کون ہے جو اس کے اذن بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔ آیت نمبر ۲: یوم یقوم الروح والملئكة صفالا یتكلمون الا من اذن له الرحمن الخ۔ ترجمہ: جس دن جبرائیل اور فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ کسی کے منہ سے بات نہ نکلے گی۔ مگر جس کو خدا رحمٰن اجازت دے گا۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۵-۱۶۔

اقول: مولوی صاحب! آیات اول من ذالذی الآیہ میں سے ایک الف کی آپ نے کمی کر کے من ذالذی لکھا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم اور تفہیم آپ کی ہے۔ الحمدللہ۔ آپ نے اس عبارت تقویۃ الایمان کو بعینہٖ بلا چون و چرا مان لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے سامنے لفظ بلفظہٖ لکھا ہوا تھا۔ انکار نہ ہو سکا۔ ورنہ عبارت مخلصًا کو اپنی فہمید کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے۔ اور انکار کرتے رہیں گے۔ گو آخر کو اسی عبارت کی جس کا میں نے خلاصہ لکھا ہے۔ تاویل کرنے پر زور دیں گے۔ دیکھیئے آپ نے اپنے امام کی اس عبارت کو مان کر اس کی تاویل میں آیات کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے ان آیات کا کوئی ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا اور نہ وہ آیات کو اس موقع پر لائے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے امام کی حمایت میں یہ لکھ دیا ہے کہ مولانا نے ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ نے جملہ جس کو خدا اجازت دے گا بھی لکھ دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اس جملہ کو بھی کہیں نہیں لکھا۔ دیکھیئے ان کی عبارات یہ ہیں۔ (الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۶۔ (ب) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظہٖ۔ ایضاً، صفحہ ۹۔ (ج) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے۔ وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۱۔ (د) جو کوئی کسی کو اس کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے۔ وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے۔ اور جاہل۔ صفحہ ۳۲۔ (ھ) اللہ تعالیٰ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسا نہ کرے۔ کیونکہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ غرضیکہ جیسا ہر حاجت اپنی اسی کو سونپا چاہیئے۔ اسی طرح یہ حاجت بھی

اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے۔ جس کو وہ چاہے۔ اس کو ہمارا شفیع کر دے۔ نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے۔ صفحہ ۳۳۔ (و) رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ بلفظہ تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۴۔ (ز) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہیئے۔ نہ کام آؤں گا۔ میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۸، سطر ۱۔

ان عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے۔ اگر کسی نبی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنے کا بھروسا کرے وہ مشرک ہے۔ اور جاہل ہے۔ جس کو چاہے، شفیع بنا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں ''اس قسم کا شفیع'' کا جملہ لکھ دیا۔

لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے

کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور ہم گنہگاروں کو ان کی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسا اور تکیہ ہے۔ وہ ضرور بالضرور اپنی امت کے شفیع ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام ان کی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے۔ آپ نے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں۔ جن کی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے۔ اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں کوئی نفی نہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی دادا مرشد امام الطائفہ وہابیہ۔ سورہ بقرہ، صفحہ ۱۵۳۔ گویم آیات و احادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند۔ پس تخصیص ایں آیت لابد است اہلسنّت بکافر تخصیص میکنند و مے گویند۔ کہ معنے ایں آنست کہ شفاعت بے حکم الٰہی دراں روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید بایں قید فرمودہ اند مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا ومن ذالذی یشفع عنده الا باذنه ومن حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له ۔ واحادیث متواترہ بیان کردند۔ کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس۔ ومناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است الخ بلفظہ۔

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، صفحہ ۱۵۲، سطر ۱۳ زیر آیت ولا یقبل منها شفاعة درین جا باید دانست کہ معتزلہ بایں آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند۔ ومے گویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد۔ لیکن نمے فہمند کہ درین آیت نفی شفاعت از طرف کسے است۔ کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نہ کردہ باشد۔ وآں نیست مگر کافر۔ وشفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست الخ، بلفظہ۔

(۳) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ جلالین، صفحہ ۳۷ من ذالذی یشفع عنده الا باذنه بیان لعظمته وجلاله نفی

الزعم الکفار ان الاصنام شفعاء بلفظہ یعنی یہ آیت عظمت وجلال الٰہی ظاہر کرتی ہے۔ اور کفار کے حق میں ہے۔ وہ زعم کرتے تھے کہ ہمارے شفیع ہیں۔

(۴) تفسیر جلالین سورۃ السباء، صفحہ ۳۵۹۔ ولا تنفع الشفاعة عنده الآیۃ اللہ تعالیٰ۔ رد لقولهم ان الهتهم تشفع عنده یعنی اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو ان کا قول تھا کہ ان کے بت ان کے شفیع ہیں۔

(۵) تفسیر جلالین سورہ طٰہٰ، صفحہ ۲۶۵۔ زیر آیت یومئذ لا تنفع الشفاعة (احدا) الا من اذن له الرحمٰن ۔ ان یشفع له ورضی له قولا بان یقول لا اله الا الله ۔ بلفظہ۔ یعنی اس روز قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دے گی۔ کسی کو مگر جس نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کلمہ شریف نہ پڑھا۔ ان کے حق میں شفاعت نہیں۔ یہ آیت کفار کے حق میں ہے۔

اب میں آیات واحادیث سے شفاعت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل) یعنی قریب ہے کہ آپ کو (اے رسول) مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) ولسوف یعطیك ربك فترضٰی۔ یعنی قریب ہے کہ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرا رب تجھ کو (شفاعت کا) رتبہ عطا فرمائے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) تفسیر قادری، جلد اوّل، صفحہ ۶۱-۶۱۱۔ عسٰی ان یبعثك ربك چاہیئے اور البتہ ایسا ہوگا کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے مقاماً محموداً۔ مقام محمود پسندیدہ میں۔ یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے سب تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے۔ اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔ اور لباب میں امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کرے گا۔ اور عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے: یدنینی الله فیقعدلی معه علی العرش عین معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی سب سے ظاہر کریں گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں حضرت کے دست مبارک میں لوائے حمد دیں گے۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے لواء یعنی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے ہمیں زیر لوائے دولتش مائیم و بس
آدم من دونه تحت لوائے مصطفٰے است

اے ذات تو دردو کون مقصود و وجود
نام تو محمد ﷺ و مقامت محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوئم صفحہ ۶۳۲ ۔ ولسوف یعطیك ربك ۔ اور قریب ہے کہ عطا فرمائے تیرا رب یعنی گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فترضٰی بس تو راضی ہو جائے یعنی اس قدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لا تقنطوا من رحمة الله اور ہم اہل بیت اس بات پر ہیں کہ آیا ولسوف یعطیك ربك فترضٰی سے اس کی بہ نسبت امید بہت زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا۔ ہرگز آپ راضی نہ ہوں گے۔ ابیات

نماند بدوزخ کسے در گرد ۔ کہ دار و چنیں سید پیشرو
عطائی شفاعت چنانش دہند ۔ کہ امت تمامی ز دوزخ رہند

بلفظہ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵، سطر ۱۰ ۔ عسیٰ ان یبعثك ۔ یقیمك ۔ ربك ۔ فی الأخرة ۔ مقاما محمودًا ۔ یحمدك فیه الاولون والأخرون وهو مقام الشفاعة ۔ بلفظہ ۔ یعنی قریب ہے کہ آپ کو کھڑا کرے گا۔ تیرا رب آخرت میں اور تعریف کریں گے۔ تیری اس میں تمام اولین اور آخرین ۔ اور وہی مقام شفاعت ہے۔

(۵) جامع البیان میں اسی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے۔ جس طرح تفسیر جلالین میں ہے۔ یعنی مقام محمود وہی مقام ہے۔ جہاں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

(۶) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارہ عم صفحہ ۲۱۸ ۔ زیر آیت شریف ولسوف یعطیك ربك فترضٰی در حدیث شریف است کہ چوں ایں آیت نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ بیاران خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آں کہ یک یک را از امت خود بہ بہشت داخل نہ کنم بلفظہ ۔

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹ ۔ وبجانب راست عرش بالائے کرسی ایشاں را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاد ہند ۔ و بمقام محمود شرف سازند و در دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم علیہ السلام وتمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشد و ہمہ انبیا بامتان خود پس رو ایشاں شوند ۔ بلفظہ ۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۴۰۹ ۔ ۴۹۲ ۔ ترجمہ: حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن محبوس کیئے جائیں گے۔ اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کریں گے کہ کسی کو اپنا شفیع بنادیں ۔ تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے کہ آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں ۔ خدا نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا ۔ اور بہشت

میں رکھا۔ اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا۔ اور تمام اسماء آپ کو تعلیم کیئے۔ آپ ہمارے لیے خدا کے پاس جانے کی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے پاس جائیں گے۔ لیکن سب کے سب عذر کریں گے کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے ۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو۔ آپ کے دن سوا ان کے اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب میرے پاس آئیں گے میں ان کی شفاعت جناب الٰہی میں کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ۔ عسیٰ ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا ۔ وهذا المقام المحمودی الذی وعده نبیکم ۔ یہ وہ مقام ہے۔ جس کا وعدہ تمہارے نبی کو دیا گیا ہے۔ ملخصاً ۔

(۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت ۔ مصنفہ ایضاً بعینہٖ صفحہ ۴۲۲ ۔ ۴۲۴ ۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً صفحہ ۴۹۳ ۔ ترجمہ حدیث شریف ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی ہیں ۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں ۔ ان میں ہے و اعطیت الشفاعة داده شد مرا مرتبہ شفاعت عظمیٰ ۔ الخ ۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳۰ ۔ وعن ابی کعب عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال اذا کان یوم القیمة کنت امام النبین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم ۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کا روز قیامت کو امام اور خطیب ہوں گا۔ اور مالک ان کی شفاعت کا ہوں گا۔

(۱۲) منہاج النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۴۲۶ ۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کروں گا۔ الخ ۔ بلفظہ ۔

(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۱ ۔ والشفاعة شفاعت سچ ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز اپنی امت کی فرمائیں گے۔ ملخصاً ۔ مولوی صاحب! آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامناسب اور بے جا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تفاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پُر ہیں ۔ منکرین کے لیے انکار مبارک ہو۔ یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہہ دیا کہ زمین وآسمان میں کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ۔ یا یہ لکھ دیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں ۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں ۔ یا یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو شفیع سمجھے تو وہ مشرک ہے۔ نعوذ بالله منها ۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤ خورد ہو گئے ۔ اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لیے درج کی جاتی ہیں ۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں ۔ وہو ہذا:-

(۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اوّل الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا انصتوا وا
مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا اليسوا الكرامه والمقاتيح يومئذ بيدى ولواء الحمد يومئذ بيدى
وانا اكرم ولد آدم اعلىٰ ربى يطوف علىٰ الف خادم كانهم بيض مكنون اولؤلؤ منشور یعنی میں سب سے
پہلے اٹھوں گا۔ جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا
خطیب ہوں گا۔ جب وہ دم بخود ہوں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب وہ عرصہ محشر میں روکے جائیں گے۔ اور میں انہیں
بشارت دوں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس
دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم
دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظہٖ۔ تجلی اليقين بان نبينا
سيد المرسلين۔ فاضل بریلوی صفحہ ۵۶-۵۷۔

(۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھوپالی جلد صفحہ ۲۵۴، سطر ۱۴۔ عن ابى هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى قوله عسىٰ ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا ۔ وسئل عنها قال
هى الشفاعة ۔ ترجمہ: روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے
آپ سے پوچھا کہ عسىٰ ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا ۔ یعنی قریب ہے کہ اٹھا دے گا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔
فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۶) صحیح مسلم صفحہ ۲۴۵، سطر ۷۔ جلد دوئم قال انا سيد ولد آدم و اول من ينشق عنه القبر اوّل شافع
ومشفع ۔ میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب سے اول قبر سے تشریف لانے والا ہوں۔ اور پہلا شفیع ہوں۔
اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھ کر اس کو ختم کرتا ہوں۔ جو مولوی بدیع الزماں صاحب نے لکھی ہے۔ وھو ہذا:

(۱۷) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھوپالی جلد دوئم، صفحہ ۱۷۶، سطر ۱۸۔ اور روایات صحیحہ سے اس قدر
ثبوت شفاعت میں وارد ہوتے ہیں کہ تواتر معنوی کو پہنچ گئی ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے۔ اور انکار کیا بعض
خوارج اور معتزلہ نے اس لیے کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین مخلد فی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انہوں نے ان آیتوں سے ما
للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع الاية ۔ اور آیت فما تنفعهم شفاعة الشافعين ۔ اور جواب دیا ہے اہلسنّت نے
کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے۔ اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظہٖ۔ پس شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا مسئلہ اجماعی اہلِ اسلام بالخصوص اہلسنّت و جماعت کا ہے۔ اور منکر اس کے خوارج اور معتزلہ ہیں۔ منکرین اوران
کے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۶ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں، مر کر مٹی ہو گئے

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۴۔ بر عقیدہ نمبر ۶۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ یہ لکھا ہے کہ مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید
دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے۔
صاحبان! اگر آپ مولانا مرحوم کا بعینہٖ اس طرح لکھا ہوا دکھلا دیں: ہم آپ کے دعوے کو ماننے کے لیے تیار ہیں الخ۔ مولانا
نے تقویۃ کے صفحہ ۸۱ جلد اول میں یہ ضرور لکھا ہے۔ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء الخ فائدہ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے
والا ہوں۔ الخ صفحہ ۱۷۔ اقول: مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویۃ میں یہ بات ہی درج نہیں۔ پھر خود لکھتے ہیں:
یعنی میں بھی ''ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ تقویۃ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں۔ اور مکرتے بھی ہیں کیا
میری تحریر کے محاذ بلفظہٖ ملخصاً لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظہٖ بھی ہے۔ اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمائیے جو آپ نے
حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے۔ اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے
والا ہوں'' اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن
انہوں نے (ف) فتنہ اور فساد کی لکھ کر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا۔ اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب و غیظ و عداوت کا ان
کے قلب منقلب میں موجود تھا۔ ظاہر فرمایا کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ ''مر کر مٹی میں ملنا'' حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نسبت لکھا جائے۔ درآنحالیکہ قرآن شریف میں شہداء کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مردہ کے لفظ سے مت پکارو۔ بلکہ گمان بھی
مت کرو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال
کرنا قرآن شریف کی مخالفت ہے یا نہیں۔

ضرور ہے۔ بھرتا دبا بھی ادنیٰ ادنیٰ دنیا داروں کی روزمرہ کی بول چال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرما گئے۔ ارتحال فرما
گئے۔ انتقال فرما گئے۔ وفات پا گئے یا گزر گئے۔ واصل باللہ ہو گئے۔ اس دنیا سے پوشیدہ ہو گئے۔ وغیرہ، وغیرہ۔ لیکن مر کر مٹی
میں مل گئے۔ تو کوئی بھی باادب شخص نہیں کہے گا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا۔ دوسرا یہ جملہ
''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ حدیث شریف میں داخل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً بہتان
لگایا گیا ہے۔ اس صورت میں آپ کے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہوئے۔ جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علیَّ متعمدًا فلیتبوأ مقعده من النار۔ یعنی جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے۔ جو میں نے نہ فرمایا ہو اس کی جگہ دوزخ ہے۔ کہیے مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنی مر کر مٹی ہو گئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی جسم مبارک اصلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے۔ قولہ: تو فرمایئے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے۔ جو کہ مٹی میں ہوتی ہے۔ صفحہ ۱۸۔ اقول: اہلسنّت و جماعت کے مسلمانوں کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام بھی ان کو مردہ کہنا یا مر کر مٹی میں مل گئے۔ سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے۔ جو خلاف آیات قرآنی واحادیث حبیب رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہے۔ اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات واحادیث وکتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ (سورہ بقر) ''شہداء کے حق میں'' جو لوگ خدا کے راستہ میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ شہداء کے لیے فرماتا ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سید الاولین والآخرین کو مردہ کہہ رہے ہو۔ اور مٹی میں ملا رہے ہو۔ العیاذ باللہ۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتًا بل احیاء عند ربهم یرزقون۔ (سورہ آل عمران) یعنی مت گمان کرو ان لوگوں کو خدا کے راہ میں قتل کیئے گئے ہیں۔ مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔ دیکھیئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہداء کے حق میں فرما رہا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں کہ ان کی نسبت دل میں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں چہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہونے کا اطلاق کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۳۸۔ ولا تقولوا انہ کہو۔ لمن یقتل اس آدمی کو کہ قتل کیا جائے۔ فی سبیل اللہ۔ راہ خدا میں یعنی جہاد میں اموات کہ وہ مردہ ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے دن جان شیریں دی۔ اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہماری جناب میں ولکن لا تشعرون۔ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اس زندگی کی کیفیت۔ اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلفظہٖ۔

نکتہ: جملہ آیت شریفہ: ولکن لا تشعرون۔ میں آپ کی ہی جماعت حلقہ زن پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ اور ادھر جملہ فقرہ جماعت حلقہ زن کفر کدہ وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ یا جماعت مجردانہ اسمٰعیلیہ وہابیہ کے بھی وہی اعداد گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت

ہوئی ہے۔

(۴) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۱۳۹-۱۴۰۔ ولا تحسبن الذین اور نہ سمجھ ان لوگوں کو جو صدق نیت سے۔ قتلوا فی سبیل اللہ۔ قتل کے گئے بیچ راہ خدا کے اموا تاکہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے حق تعالیٰ نے ان کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں۔ اور طوبے کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں۔ الخ بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ عند ربهم۔ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔ یا زمین انہیں نہیں کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیتے یا زائروں کے سلام کا جواب دینے میں زندوں کی طرح۔ یرزقون۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ میوہائے جنت سے۔ الخ۔ دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ ۳۵۵، سطر ۱۴۔ ویکون الرسول علیکم شهیدا۔ یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است نبور نبوت پر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در گدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست کہ حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است۔ پس او مے شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار او لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرح در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آنچہ او را از فضائل و مناقب حاضران خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس وصلہ مہدی و مقتول دجّال یا از معائب و مثالب حاضران و غائباں مے فرمائید اعتقاد برآں واجب است۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں۔ سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہاں پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اسی گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی آنکھوں سے واقعات کو دیکھے۔ اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ثابت ہے۔ اور یہ سب باتیں حیات النبی ہونے کی دلیل وحجت کو قوی کر رہی ہیں۔

(۶) ابن ماجہ، صفحہ ۱۱۹، سطر ۱۴، حدیث شریف: عن اوس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

(۷) ابن ماجہ، صفحہ ۱۱۹، سطر ۱۸۔ حدیث شریف: عن ابی درداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ خدا نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ ابدان انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔

(۸) ابی داؤ دجلد اوّل صفحہ ۲۲۱، سطر ۱۲ حدیث شریف اسی طرح ہے۔

(۹) نسائی جلد اوّل، صفحہ ۹۷، سطر ۲۱، حدیث شریف اسی طرح ہے۔ ان حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا۔ تو درود شریف کیسے پہنچے گا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آ جاتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانے کی سخت ممانعت کر کے حرام کر دیا ہے۔ ان کے جسموں کو قبر کی زمین چھوتی تک نہیں۔ بعینہٖ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں۔ اور انہیں اجسام حسی دنیا دے سب جگہ جہاں چاہیں۔ سیر فرماتے ہیں۔ اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ اور شہداء اور اولیاء کرام کی بھی کسی مکررکمی کے ساتھ یہی صورت ہے۔

(۱۰) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمتہ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۷۵، سطر ۱، کہار باب قلوب یعنی صاحب دل لوگ دیکھتے ہیں۔ بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں اور وہ سنتے ہیں۔ ان سے آوازوں کو چنتے ہیں ان سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں ان سے۔ بلفظہٖ۔

(۱۱) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوئم، صفحہ ۸۲۴، تا ۸۲۸۔ جان کہ حیات انبیاء متفق علیہ ہے۔ درمیان علماء ملت کے۔ کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر اور وجود حیات سے شہیدوں کے الخ اور حیات انبیاء کی حسّی دنیاوی ہے۔ یعنی شہداء وغیرہ کو حیات ہے پر اس عالم میں ہے۔ اور انبیاء اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اس کے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں۔ ایک ان سے یہ حدیث ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الانبیاء و احیاء فی قبور ھم یصلون الحدیث یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری ایک حدیث یہ ہے: ما من مسلم یسلم علی الارد اللہ روحی حتی ارد علیہ السلام۔ اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے۔ واسطے ہر ایک اس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو۔ اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب اس جناب سے جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے۔ اور بر ہر تقدیر مفید مدعا ہے۔ جو حیات ہے الخ۔ ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سماع کرتے ہیں۔ سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور بہ نفسِ نفیس اس کے ردّ سلام کے متکفل ہوئے ہیں۔ بلکہ پیشتر بندے کے سلام سے آپ مہاورت فرماتے ہیں۔ اوپر سلام کے جس طرح حالت شریف تھی۔ جناب کی حالت حیات کے درمیان الخ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کو جمعہ کے روز صلوٰۃ اوپر میرے کیونکہ درود تمہارے معروض ہوتے ہیں۔ مجھ پر عرض کی اصحاب نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس طرح معروض ہوتی ہے۔ درود تمہارے حضور میں اور آپ پوشیدہ ہوں گے قبر کے درمیان۔ فرمایا: حق تعالیٰ نے حرام گردانا ہے۔ زمین پر جو کھائے انبیاء کے اجساد کے تئیں۔ اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء

کی حیات حسی دنیاوی ہے۔ نہ صرف بقاء ارواح الخ۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ انبیاء کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ، کے نزدیک وہ حیات کر کے جو اشرف اور اکمل ہے۔ اس حیات متعارف سے الخ۔ یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اوپر اس بات کے کہ اہل قبور کو ادراک ہے۔ اور سماع حاصل ہے۔ یعنی پہچانتے ہیں۔ اور سنتے ہیں۔ اور شک نہیں کہ سمع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے۔ جو مشروط ہیں حیات پر۔ پس سب وحی (زندہ) ہیں۔ ولیکن حیات ان کے مرتبے میں کم ہے۔ شہیدوں کی حیات ہے۔ اور حیات انبیاء کی کامل تر ہے۔ شہیدوں کی حیات سے الخ۔ حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تئیں ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جائیں۔ خواہ بعینہٖ ہوا ہو کہ بامثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف یا دوسری جگہ الخ۔

(۱۲) شرح مواہب اللدنیہ والقبر قانی علیہ الرحمتہ: لایمنع رویتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ و بروحہ و ذالك لانہ وسائر الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ردت الیھم ارواحھم بعدما قبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم ۔ والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلیٰ یعنی کوئی بات اس امر کی مانع ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک یا مجسم نظر آ جائیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الٰہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں۔ اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کی گئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جس طرح چاہیں۔ تصرف کرتے رہیں۔ بلفظہٖ۔ کتاب تحقیق الحق مصنفہ مولانا محمد عسکری صاحب حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۶۰، سطر ۱۲۔

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷-۲۸: - میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیان الخ میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جس میں آپ تھے۔ بلفظہٖ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجدّدی، صفحہ ۹۱، سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) بزیارات مزارات متبرکہ باید رفت بوسیلۂ ارواح پاک ایشان فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و فاتحہ نیز بارواح ایشان ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است وفتوحات بے شمار بلفظہٖ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۳ ہجری صفحہ ۲-۳ حضرت زبدۃ الاولیاء ربانی شیخ عبدالستار سہارن پوری اور ملفوظات حضرت قطب العالم مے گویند کہ یوم پنج شنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس رحمہ اللہ تعالیٰ نیز پائیں چبوترۂ مزارِ اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہٗ بہمین جسم ظاہری از مزار شریف بیرون آمدہ بر چبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند۔ بیت

مرازندہ پندار چوں خویشتن　　　من آئم بجان گرتو آئی بہ تن

الخ۔ بلفظہ

لیجئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہلسنّت و جماعت اس مضمون سے پُر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف واحادیث شریف وتفاسیر وکتب سیر سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام ومومنین صالحین وشہداء محبین زندہ ہیں۔ جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ مخالف قرآن وحدیث کا کاذب اور بہتانی ہے۔ بس آپ کے سب مطالبات ملیامیٹ ہوگئے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں

ملخصاً، صفحات ۶-۸-۲۳-۲۹-تقویۃ الایمان

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۵، برعقیدہ نمبر ۷، عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارات کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ تقویۃ میں دکھلا دیں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جائے۔ ورنہ شکر کی بجائے...... (گالی) ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت تقویۃ میں ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۸۔ اقوال: مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے۔ بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے لفظ ملخصًا کو نہیں دیکھتے۔ یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظہٖ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سے صفحات محولہ کو دیکھیئے۔ آپ کو اس عبارت کا پتا مل جائے گا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیش گوئیاں کرنا بے سود ہیں اور گالیاں دینا نامسعود اور بے بہود ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مردود اور مطرود ہیں۔ میں نے کتاب تقویۃ الایمان کے صفحات ۶-۸-۲۳-۲۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ وہابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپ کی قابلیت بینائی کی وجہ سے ہے۔ لیجئے دیکھیئے۔ (الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں۔ سو وہ سب کچھ یہ چھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ الخ اور دعویٰ مسلمانی کیئے جاتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں: وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ۔ ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں۔ اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ وہ شرک میں گرفتار ہیں الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۵۔ تقویۃ الایمان۔

(ب) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اور اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ الخ ف یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں۔ ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ صفحہ ۶ تقویۃ الایمان۔ (ج) ف یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں۔ اول تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں۔ دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی ان کو قیامت تک پکارے تو وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بعضے اگلے بزرگوں کو دور

سے پکارتے ہیں۔ اور اتنا بھی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو...... یہ سب شرک ہے۔ بلفظہٖ، صفحہ ۲۳، سطر ۱۶۔ آیت شریف جس کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے: ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الٰی یوم القیمة وهم عن دعائهم غافلون[1]۔ ترجمہ: اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ احقاف میں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ڈرے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔ بلفظہٖ، صفحہ ۲۳، سطر ۱۲، تقویۃ الایمان۔

(د) جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء کو یا امام وشہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے سو یہ بات غلط ہے۔ بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بلفظہٖ، صفحہ ۲۹، تقویۃ الایمان۔ لیجئے مفتی جی! وہ عقیدہ جس کو آپ بعینہٖ غلطی اور نافہمی سے تلاش کرتے ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں کہیے۔ الفاظ انبیاء علیہم السلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی داخل ہیں، یا نہیں۔ ضرور داخل ہیں۔ تو بتائیے وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اور نہیں سنتے۔ ہاں ضرور قدرت بھی رکھتے ہیں۔ اور اچھی طرح سے سنتے بھی ہیں۔ اور ہم یہاں پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکارتے ہیں اور درود شریف الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله بڑے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ بلکہ ان کے اولیاء صلحاء رحمہم اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں۔ اور بموجب تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یا عباد الله اعینونی اے خدا کے بندو میری مدد کرو زور سے جب کبھی ضرورت ہوتی ہے پکارتے ہیں۔ یا روح یا روح یا روح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ اور قادری سلسلہ کے بزرگ: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہاں آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے۔ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ تمام اہلسنّت کے خلاف مسلمانوں کے حق میں لگاتے ہیں یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورہ یوسف اور سورہ احقاف کی درج کی ہیں۔ وہ دونوں کفار اور ان کے بتوں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے ان کو کیسی دلیری اور جرأت سے انبیاء علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے: وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون ط ترجمہ: آپ کے امام کا اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔ صفحہ ۵، تقویۃ الایمان۔ ترجمہ فارسی شاہ علی اللہ علیہ الرحمتہ۔ و ایمان نمے آرند اکثر ایشان بخدا مگر شریک اورا مقرر کردہ اند۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمتہ: اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔ دیکھیئے مولوی جی! ان مشہور تین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے۔ ان ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنی کافر ہیں اور شریک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہرتے ہیں۔ لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں اور قرآن شریف تحریف معنی کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق میں

حاشیہ[1]: غافلون بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے۔ غفلون: لکھنا چاہیئے تھا۔ یہ آپ کے امام کی ناواقفی ہے۔

تفاسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔ تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ ۵۱۵: وما یؤمن اکثرهم اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے بالله ساتھ اللہ تعالیٰ کے الا وهم مشرکون ط مگر وہ شریک کرنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا کا ایمان لائے اور کہنے لگے عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصاریٰ مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے۔ اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ بلفظہٖ۔ اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگا دی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھیئے۔ جو سورہ احقاف کی ہے: ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الٰی یوم القیمة وهم عن دعائهم غفلون۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۸۳ پر لکھا جا چکا ہے۔ آپ کے امام نے جو لفظ یدعوا اور دعا کے معنی پکارنے کے کیئے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ چنانچہ تفاسیر معتبرات جلالین۔ معالم التنزیل، مدارک نیشاپوری، خازن وغیرہا میں یدعوا کے معنی یعبد کے لکھے ہیں۔ یعنی جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی بتوں کی اور دعائهم سے یہی مراد عبادت ہی ہے، پکارنا نہیں۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ و اذا حشر الناس کانوا لهم اعداء و کانوا بعبادتهم کفرین ط یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں بت پرستوں کے حق میں ہے۔ اور پکارنے کے معنی کر کے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا۔ اور مشرک لکھ دیا اس کی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲ اباب ہفتم و ہشتم میں ہوگی۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قادری کی تائید میں لکھ دیتا ہوں۔ تفسیر قادری جلد دوئم، صفحہ ۴۲۶، سطر ۳۔ ومن اضل اور کون ہے زیادہ گمراہ ممن یدعوا اس شخص سے جو پکارے اور پوجے۔ من دون الله خدا کے سوا من لا یستجیب له اس کو جو نہ جواب دے۔ اور نہ قبول کرے۔ اس کی دعا کو الٰی یوم القیمة قیامت تک یعنی مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں۔ تو اجابت کا اثر اس سے نہ ظاہر ہوگا۔ وهم اور وہ بت۔ عن دعائهم بت پرستوں کے پکارنے سے جو ان بتوں کو پکارتے ہیں غفلون غافل اور بے خبر ہیں۔ اور جب وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیونکر دیں۔ پس بدبخت وہ ہے جو سننے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہو اور چند بے حس جماد جو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں ان کی عبادت کی طرف متوجہ ہو۔ بیت

بے بہرہ کسے کہ چشمۂ آب حیات بگزار دور و نہد بسوئے ظلمات

و اذا حشر الناس اور جب حشر کیئے جائیں گے لوگ تو کانوا لهم ہوں گے معبود باطل اپنی پرستش کرنے والوں کے اعداء دشمن۔ بخلاف اس چیز کے جو گمان رکھتے تھے۔ ان سے شفاعت اور مددگاری کا و کانوا اور ہوں گے معبود باطل بعبادتهم اپنے عابدوں کی عبادت کے ساتھ کفرین کافر اور منکر یا عبادت کرنے والے ان کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی بت کہیں گے کہ انہوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: یوم القیمة یکفرون بشرککم یا بت

پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: ربنا ما کنا مشرکین ۔بلفظہٖ۔ یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی ایمان داری کہ جو آیت کفار مشرکین بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جس پر آپ کا ایمان ہے۔ یہ دو آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں۔ جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔ اب میں چند احادیث شریف و دیگر معتبرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصرف، ورقدرت دیکھنا اور سننا تحریر کرتا ہوں تا کہ آپ کا اور آپ کے امام کا انکار نا ہنجار معلوم ہو جائے۔

(۱) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۶۹، سطر ۲۷۔ مصری (باب المیت یسمع خفق النعال) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ وذھب اصحابہ حتیٰ ان یسمع قوع نعالھم ۔ اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیقول اشھد انہ عبداللہ و رسولہ فیقال انظر الیٰ مقعدك من النارا بدلك اللہ بہ مقعدا من الجنۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیراھما جمیعًا واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب مطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ الا الثقلین بلفظہٖ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے دوست جب اس سے چلے جاتے ہیں۔ تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس کو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پس دیکھتا ہے۔ وہ ان دونوں جگہوں کو۔ اور جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ وہی کہا کرتا تھا۔ جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس کافر یا منافق کو) کہ کیا تو دیکھتا اور عقل رکھتا تھا۔ اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا؟ پھر مارتے ہیں اس کو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اس کے کانوں پر۔ تو وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلا...کو سب سنتے ہیں۔ جو اس کے پاس ہیں سواء انسان و جن زندہ کے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول، صفحہ ۱۷۵، سطر ۱۰۔ حدیث شریف بعینہٖ حدیث بالا کے مطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے۔ اس لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اول صفحہ ۱۴۴، ۱۴۶، سطر ۱۴، ۱۲۔ وہی حدیث بالا بعینہٖ ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول، صفحات ۱۲۴ - ۱۲۷ - ۱۱۷ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے۔

جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ماھذا الرجل الذی بعث فیکم اور ما کنت تقول فی ھذ الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں۔ اور کیا ہے۔ اور کون ہے۔ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو تمہارے میں رسول مبعث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا تھا۔ اس شخص کے بارے میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسا تصرف بخشا۔ اور ایسی قدرت عطا فرمائی۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول، صفحہ ۴۴۱، سطر ۶ ۔وعن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من صلے علی عند قبری سمعنہ کسے کہ درود بفرستد برمن نزد قبر من مے شنوم من صلوٰۃ اورا ومن صلے تائیاً ابلغتہ وکسے کہ درود بفرستد برمن از دور نہ در حضور قبر رسانیدہ شود صلوٰۃ او مرا کہ ملائکہ سیاعین مے رسانند و بر ہر تقدیر ردّ سلام مے کنم و جواب سلام دے گویم۔ ازیں جامے تواں دانست کہ سلام برآنحضرت چہ فضیلت دارد۔ وسلام گویندہ برآنحضرت را خصوصاً بسیار گویند راچہ شرف است۔ اگر سلام تمام عمر۔ یک جواب آید سعادت است۔ چہ جائے آنکہ ہر سلام را جواب بشنود۔ بیت

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب   کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ دلائل الخیرات (فضائل درود شریف) وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارأیت صلوٰۃ المصلین علیك ممن خاب عنك ومن یاتی بعدك ماحا لھما عندك فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم و تعرض علیٰ صلوٰۃ غیرھم عرضا بلفظہٖ۔ یعنی اور عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں۔ اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ ان دونوں کے درودوں کے بھیجنے کا کیا حال ہے۔ آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں خود سنتا ہوں۔ درود اپنے اہل محبت کا۔ اور ان کو پہچانتا ہوں۔ اور پیش کیئے جاتے ہیں۔ میرے پاس درود دوسرے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔ دیکھیئے ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خود بخود سننا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پرلے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ پس مردود ہے وہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کچھ قدرت نہیں۔ اور نہ وہ سنتے ہیں۔ (مندرجہ تقویۃ الایمان)۔

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدّد الف ثانی جلد دوئم، مکتوب نمبر ۵۸، اردو ترجمہ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱۔ جن جو مختلف شکلیں بن جاتے ہیں۔ اور مختلف جسدوں میں متجسد ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان سے اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں۔ ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تناسخ اور حلول نہیں۔ جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف

شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب وغریب کام کریں۔ تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی ان لطائف مختلف جسدوں میں متجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ بعض لوگ جو حضرات مکہ معظّمہ سے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز[1] کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں۔ جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جس طرح رات ہزار آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہے۔ مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ولطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورت سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے مفتی جی! آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسی قدرت ہے۔ اور تمام جہان میں ان کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں۔ لیجئے فتوے کفر جو آپ کی بغل میں ہے۔ دھر گھسیٹئے۔

حاشیہ[1]: عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمۃ ہیں۔

باب ششم

عقیدہ نمبر ۸-۹ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸- آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۹- آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصًا

صفحات: ۱۰، ۲۶، ۲۷، ۵۸ تقویۃ الایمان

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۶ عقیدہ نمبر ۸-۹ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ پر یہ لکھا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہٖ تقویۃ میں نہیں ہیں یہ بہتان بندی ہے۔ وغیرہ وغیرہ الخ۔ صفحہ ۱۸-۱۹۔ اقول: مفتی جی! کیا کیا جائے۔ آپ کو لفظ ملخصًا نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہٖ ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارت بلفظہٖ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات جو صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں۔ اور خود ہی اقرار نفی علم غیب آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لاطائل شروع کر دیئے۔ لیجئے وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے۔ آپ کی تقویۃ الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کروں گا۔ دیکھیئے (الف) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر وشہید سے خواہ امام وامام زادے سے۔ خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۹-۱۰۔ (ب) کسی انبیاء اولیاء امام وشہیدوں کی جناب ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے بلفظہٖ، صفحہ ۲۶۔ تقویۃ الایمان۔ (ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے۔ سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظہٖ، صفحہ ۲۷، تقویۃ الایمان۔ (د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظہٖ، صفحہ ۵۸، سطر ۳، تقویۃ الایمان۔ (ھ) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم غیب تھا صریح شرک ہے بلفظہٖ۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوئم صفحہ ۱۰، سطر ۲۱۔ (و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ وہ یقیناً کافر ہے۔ بلفظہٖ، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم، صفحہ ۴۲۔

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظہٖ، فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۴۲، سطر ۸۔ لیجئے مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہٖ عبارات بھی موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے کہ تقویۃ میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔ قولہ، : صاحبان اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب دان کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی۔ اور آیت ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں:

(۱) لا یعلم الغیب الا اللہ۔ ترجمہ: نہیں جانتا ہے غیب کی بات کو سوائے اللہ کے۔

(۲) وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو ۔ ترجمہ: اس کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔ جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (سورہ انعام)

(۳) ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔ ترجمہ: اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا۔ اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔ (سورہ اعراف)

(۴) قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ۔ ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہے۔ ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۹۔

اقول: مفتی صاحب! یہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنّت و جماعت کا نہیں۔ اہلسنّت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص آنحضرت افضل الانبیاء والمرسلین خدا کے فضل سے بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں۔ کوئی بات ان سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام ادنیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ دیکھیئے آپ کے امام اپنی تقویۃ الایمان میں کیا درفشانی کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

غیب[1] کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کہ لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ الخ بلفظہٖ، صفحہ ۲۰، تقویۃ الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ میں درج کی گئی ہے)۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کروں۔ تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے۔ جب کبھی چاہتا ہے اور جب دریافت کرنا نہ چاہیئے تو نہ سہی۔ لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا شرط ہے مگر یہ پتا نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے۔ اور کون اس کو بتلاتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اس لیے کہ یہ فعل انسان کا ہے جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا ورنہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔ یہ صریح کفر ہے۔ جیسے فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۸۔ جلد دوئم میں ہے: یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق

بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص ۔اھ۔ بلفظہٖ ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے۔ جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) بحر الرائق جلد ۵، صفحہ ۱۲۹، مصری۔ ولو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر یعنی اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

(۳) فتاویٰ بزازیہ، جلد ۳، صفحہ ۳۲۳۔ مصری۔ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

(۴) جامع لفصولین جلد ۲، صفحہ ۲۹۸، مصری بعینہٖ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔ لیجئے اب میں آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں میں بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں کہ مفتی جی آپ کو علم قرآن سے مس نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی استاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے۔ آپ نے علم غیب کو نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں ان میں سے سب سے پہلی آیت: لا یعلم الغیب الا اللہ۔ درج کی ہے لیکن پتا نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کون سے پارہ یا سورہ میں ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں۔ ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب پر اترا ہوا آپ کے پاس ہو اور اس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو۔ جس کی ہمیں پروا نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلایئے۔ یا پتا دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جا سکتی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں۔ اس میں ایک سخت درسخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی: انا لہ لحفظون کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کر دی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کر دی۔ دوسری آیت شریف میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفاتح کو مقاتیح لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے۔ اور تحریف قرآنی ہے بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کر دینا کون سی بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے مسلمانان اہلسنّت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔ چوتھی آیت شریف کا بھی آپ نے پتا نہیں لکھا۔ مگر چونکہ وہ آیت قرآنی ہے۔ اس لیے تلاش سے سورہ نمل میں مل گئی گویا چار آیات کے نماز صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محولہ آپ کی کمی ہیں۔ یعنی مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

حاشیہ[1]: پوری عبارت یہ ہے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلفظہٖ ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۰ ☆ ۱۲۔

فصل اوّل:

علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کی تعریف علماء کرام نے کیا کی ہے۔ سنیئے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد اوّل، مصری صفحہ ۱۶۹، سطر ۲۷۔ **انا الغیب هو الذی یکون غائبا عن الحاسة** یعنی غیب اس کو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنی حواس خمسہ سے الگ ہو (۱ سننے، ۲ دیکھنے، ۳ سونگھنے، ۴ چکھنے، ۵ چھونے سے جدا ہو۔)

(۲) منتخب اللغات، صفحہ ۱۴۰، سطر ۱۳۔ حواس بہ تشدید سین قوتہائے دریافت جمع حاسہ و آں ۱ سمع، است و ۲ بصر و ۳ شم و ۴ ذوق و ۵ لمس۔ بلفظہٖ، یعنی حاسہ (کان، آنکھ، شامہ، ذائقہ، لامسہ)

(۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جلد اول سورہ بقرہ صفحہ ۵۷، سطر ۲۸۔ غیب نام آں چیز است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ خارج باشد۔ بلفظہٖ،

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوئم، **تبارك الذی**، صفحہ ۲۰۵، سطر اول۔ غیب نام چیز یست کہ از ادراک حواس ظاہرہ باطنہ غائب باشد نہ حاضر۔ بلفظہٖ۔ اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت اس طرح پر ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے اوّل حقیقی یا استقلالی، یا ذاتی، دوسرا اضافی، یا وہبی، یا تعلیمی۔ اول قسم کا علم غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے۔ بالاستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور دوسرا علم غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و اولیاء کرام کو ثابت ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہو چکا یا ہو رہا ہے۔ یا آئندہ ہوگا قیامت تک کے حالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرما دیئے ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے۔ تفصیل اس کی شروع کی جاتی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سنیئے:-

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت، **عندهٗ مفاتح الغیب الآیۃ** کے لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:- معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے۔ اور جو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ سے خبریں دینی مروی ہیں۔ وہ خدا کی تعلیم سے ہیں۔ یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سوا انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہوا۔ جیسا کہ آیت **علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول**۔

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت **ولا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب** کے لکھا ہے۔ ترجمہ: حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں۔ (الیٰ قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شب معراج کے واقعہ میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا۔ اور جو ہونا ہے۔ اور جو ہوگا۔ پس جو کوئی کہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ۔

(۳) تفسیر جمل برحاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت **علم الغیب فلا یظهر** ترجمہ یہ ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کسی جگہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تواضع ہے۔ اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دے دیتا ہے۔ الخ۔ ترجمہ ختم ہوا۔

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم، صفحہ ۴۷، سطر ۲۷۔ **قل لا اقول ...... ولا اعلم الغیب ان المراد منه ان یظهرا لرسول من نفسه التواضع لله والخضوع له والاعتراف بعبودیته حتی لا یعتقا فیا عتقاد النصاریٰ فی المسیح علیه السلام** یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مراد تواضع اور کسر نفسی کی ہے۔ اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرتا ہے۔ تا کہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح آپ اعتقاد نہ کریں۔ جیسا انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا (کہ وہ خدا ہیں)۔

(۵) تفسیر خازن، جلد دوئم، صفحہ ۱۶۔ زیر آیت **قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب الایة وانما نفی عن نفسه الشریفة هذا لا شیاء تواضعالله تعالیٰ و اعترافابالعبودیة وان لا تفترحوا علیه الأیات** ۔ یعنی اس آیت سے مراد تواضع و کسر نفسی اور اعتراف عبودیت ہے۔ ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آتیں۔

(۶) تفسیر خازن جلد دوئم، صفحہ ۱۷۱۔ (**لباب التاویل**) **فان قل قد اخبر النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم عن المغیبات وقد جاء ت احادیث فی الصحیح بذالك وهو من اعظم معجزات صلی الله علیه واله وسلم فکیف الجمع بنیه (بین قوله تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر ۔ قلت یحتمل ان یکون قاله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی الله تعالیٰ ویقدره لی ویحتمل ان یکون قاله قبل ان یطلعه الله تعالیٰ علی الغیب فلما اطلعه الله عزوجل اخبر کما قال علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول الایۃ** ۔ بلفظ۔ یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیب کی خبریں دیں ہیں۔ جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات عظیمہ مین سے ہیں۔ پھر کیونکر تطبیق ہو سکتی ہے۔ ان میں اور قول **الله تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب الآیہ** میں۔ میں کہتا ہوں اس میں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنی اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی قدرت دے دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اس کے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدًا الا من ارتضیٰ من رسول الآیۃ** یعنی علم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمتہ۔ زیر آیت مندرجہ بالا۔ وھذا لا ینا فی الأیات الدالة
انه لا یعلم الغیب الا الله و قوله لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخبر ان النفی علیه من غیر واسطة
واما اطلاعه علیه با علام الله تعالی فا متحقق قال الله تعالی علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من
ارتضی من رسول انتهی۔ یعنی یہ آیات منافی نہیں ہیں۔ جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو کنت الآیۃ۔ تحقیق اس میں ان کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے لیکن جو خدا تعالیٰ کے اسلام سے ان
اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے
رسولوں میں سے جس کو چاہے (یعنی اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع
فرمادیا ہے)۔ پس ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علم غیب کے لیے کی گئی ہے۔ وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے
اور ان آیات ودیگر آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہو چکا ہے۔ اور کثرت سے احادیث وارد ہیں
تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے۔ اور باقی عام علم غیب بالواسطہ عطیہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ علم اضافی
ہے۔ جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں۔ لیجئے آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب تو ہو چکا ہے۔ اب علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجئے۔

فصل دوئم:

آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول الایة[۱] (سورہ جن مکیہ) یعنی وہ اللہ تعالیٰ
عالم الغیب ہے ظاہر نہیں اپنے علم غیب کو کسی پر۔ لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو۔
(۲) تلک من انباء الغیب نوحیها الیک۔ (سورہ ہود مکیہ) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو اے رسول (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں۔
(۳) علم البیان (سورہ الرحمٰن مکیہ) یعنی تعلیم کر دیا اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب بیان۔
(۴) فاوحی الی عبده ما اوحی۔ (سورہ النجم مکیہ) یعنی پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
طرف جو کچھ وحی کی۔
(۵) وما هو علی الغیب بضنین[۲] (سورہ تکویر مکیہ) اور نہیں وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلانے

حاشیہ[۱]: علم الغیب الایۃ تفسیر بیضاوی، جلد دوئم، صفحہ ۳۹۲۔
حاشیہ[۲]: وما هو الأیه وما محمد صلی الله علیه وآله وسلم علی الغیب علی ما یخبره من الوحی الیه و غیره من الغیوب بیضاوی جلد
دوئم، صفحہ ۴۱۶، سطر ۱۵۔

میں بخیل۔ یعنی علم غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے۔
(۶) وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء۔ (سورہ آل عمران مدنی) یعنی
اللہ تعالیٰ کے لیے ضروری نہیں کہ غیب کی باتوں پر کسی کو اطلاع دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو
چاہتا ہے۔ علم غیب کے لیے (سو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کے لیے چن لیا ہے)۔
(۷) وعلمك مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیك عظیم۔ (سورۃ النساء مدنی) یعنی اے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہم نے تمام علوم تم کو سکھلا دیئے۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔
(۸) ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك[۱]۔ (سورۃ آل عمران مدنی) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم نے تیری
طرف وحی کی ہیں۔

فصل سوم:

تفاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

(۱) تفسیر خازن زیر آیت وعلمك مالم تکن تعلم۔ یعنی من احکام شرع و امور الدین و قیل علمك
من علم الغیب مالم تکن تعلم و قیل معناه و علمك من خفیات الامور واطلعك علی ضمائر القلوب و
علمك من احوال المنافقین و کدهم مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیك عظیما یعنی ولم یزل فضل
الله علیك یا محمد (صلی الله علیه وآله وسلم) عظیما۔ انتهی یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ سب کچھ تم کو
سکھلا دیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی احکام شرع اور امور دین۔ اور یہ بھی قول ہے کہ علمك سے علم غیب مراد ہے۔ جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے۔ وہ سب سکھلا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی
باتیں سکھلا دیں۔ اور خبردار کر دیا تمام لوگوں کے دلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ فرما
دیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سے ہے۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کا عظیم
آپ پر۔ اھ۔ (یعنی علم غیب ہمیشہ کے لیے عطا ہوا)۔
(۲) تفسیر روح البیان، جلد ششم، صفحہ ۲۴، و کذا صار علمه محیطا بجمیع المعلومات النبیة الملکوتیة
کما جاء فی حدیث اختصام الملئکة انه قال فوضع کفه علی کفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت
علم الاوّلین و الأخرین وفی روایة علم ما کان وما سیکون۔ بلفظہ۔ ترجمہ: آپ کا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم
جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث بحث ملائکہ میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنا کف

حاشیہ[۱]: ذلك من انباء الغیب الایه ای ما ذکرنا من القصص من الغیوب الخ تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۱۲۷، سطر ۲۴۔

(قدرت) میرے شانوں میں رکھا۔ پس اس کی خنکی میرے پستانوں میں پہنچی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین وآخرین
اور ایک روایت میں ہے علم اس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہوگی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری، جلد سوم، صفحہ ۳۱۰، سطر ۳۱ زیر آیت: وكان فضل الله عليك عظيما ۔ هذا من اعظم الدلائل على ان العلم اشرف الفضائل و المناقبها ذلك لان الله تعالىٰ مالا اى الخلق من العلم الا قليلا كما قال وما اوتيتم من العلم الا قليلا و نصيب الشخص الواحد من العلوم جميع الخلق يكون قليلا انه سمىٰ ذلك القليل عظيما حيث قال و كان فضل الله عليك عظيما و سمىٰ جميع الدنيا قليلا حيث قال قل متاع الدنيا قليل و ذلك بل علىٰ غاية شرف العلم ۔ بلفظہٖ۔ یعنی اور یہ بزرگ تر دلائل سے ہے۔ آلم اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا جیسا کہ فرمایا کہ تم تھوڑا سا علم دیئے گئے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا۔ تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے۔ پھر اس تھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا۔ آیت وكان فضل الله عليك عظيما ۔ میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا رکھا ہے جو فرمایا کہ دے سامان دنیا تھوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، صفحہ ۱۱۷، سطر ۱۴۔ ہفت کس را از انبیاء لغت علم صراحۃً تفضیل دادہ۔ حضرت آدم علیہ السلام بعلم لغت کہ وعلم ادم الاسماء كلها۔ وحضرت خضر را بعلم فراست و علمناه من لدنا علماء حضرت یوسف را بعلم تعبیر کہ وعلمنى من تاويل الاحاديث وحضرت داؤد را بعلم صنعت و علمناه صنعة لبوس لكم وحضرت سلیمان علیہ السلام را بدانستن زبان جانوراں کہ۔ علمناه منطق الطير ۔ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام را بعلم توریت وانجیل کہ ويعلمه الكتب و الحكمة و التورة و الانجيل ۔ وحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرار کہ علمك مالم تكن تعلم۔ بلفظہٖ۔

(۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵، سطر ۴۔ علمك مالم تكن تعلم من الاحكام و الغيب ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ سکھا دیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام اور امر ونواہی اور غیب کے علوم ہیں۔

(۶) تفسیر معالم التنزیل۔ زیر آیت: خلق الانسان علمه البيان ۔ قل ابن كيسان خلق الانسان يعنى محمد صلى الله عليه و آله وسلم علمه البيان يعنى بيان ماكان هاسيكون اھ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلایا اس کو بیان۔ یعنی بیان۔ اور بیان وہ کہ جو کچھ ہو چکا۔ اور جو آئندہ ہوگا۔ سب کچھ بتا دیا۔

(۷) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین۔ صفحہ ۸۵۔ و علمك مالم تكن تعلم ۔ قيل نزول ذلك من خفيات الامور ۔ بلفظہٖ۔ یعنی آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا۔ جس کو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں۔

(۹) تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۲۰۱، سطر ۱۴۔ وعلمك مالم تكن تعلم من خفيات الامور و امور الدين

والشرائع او الاحكام ۔ اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت واحکام اوامر ونواہی ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۱۹۲۔ وعلمك اور تعلیم کر دیا تجھے مالم تكن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علماء نے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور پہچاننا عبودیت نفس اور اس کے حال کا۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اس کا علم ہے۔ کہ حق سبحانہ، وتعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۱) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۴۶۵۔ تلك یہ قصہ جو مذکور ہوا۔ من انباء الغيب غیب کی خبروں میں سے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحيها اليك۔ وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہٖ۔

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوئم، صفحہ ۴۹۰ (سورہ الرحمٰن) خلق الانسان ۔ پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمه البيان ۔ تعلیم کر دیا اس کو بیان یعنی جو کچھ اس کے دل میں ہے اسے کہہ کر یا لکھ کر ظاہر کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور علم اسماء انہیں تعلیم کر دیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا، سب ان کو تعلیم کر دیا چنانچہ علمت علم الاوّلين والاٰخرين (حدیث) کا مضمون اس کی خبر دیتا ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوئم، صفحہ ۵۸۲ عَالِمُ الْغَيْبِ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا فَلَا يُظْهِرُ تو ظاہر نہیں کرتا۔ اور مطلع نہیں فرماتا عَلٰى غَيْبِهٖ اس غیب پر جو مخصوص ہے اس کے علم کے ساتھ اَحَدًا کسی کو اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مگر جسے پسند کر لیتا ہے مِنْ رَّسُوْلٍ اپنے رسول میں سے کہ اسے ان میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے۔ تا کہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظہٖ۔

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰ وما هو اى محمد عليه الصلوٰة والسلام على الغيب بضنين بمتهم وفى قرأة بالضاد اى بخبيل فلينقص شيئا منه ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں۔ اور قراۃ ضاد (بضنین) سے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل نہیں۔ اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں۔

(۱۵) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین، صفحہ ۴۹۰ وما هو محمد (صلى الله عليه و آله وسلم) على الغيب علىٰ كل ما اطلع عليه مما كان غائبًا عنه ۔ بضنين ۔ بمتهم ومن قرأة بالضاد فمعناه ليس بخبيل

حاشیہ تفسیر بیضاوی جلد دوئم، صفحہ ۴۱۶، سطر ۱۵۔ وما هو وما محمد صلى الله عليه و آله وسلم على الغيب علىٰ ما يخبره من الوحى اليه وغيره من الغيوب بضنين بمتهم من الظاوهى التهمة و قرأة نافع و عاصم و حمزة و ابن عامر بضين من الضن و هو البخل اى لا ينجل بالتبليغ و التعليم ۔ بلفظہٖ۔

علیہ بل یبدلہ لکل واحد ویعلمہ ۔بلفظہٖ ۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع ہوئی ہے۔ بتلانے میں متہم نہیں ہیں اور حرف ضاد کی قرأت میں اس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب کی تمام باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخشش کر دیتے ہیں۔ ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو۔

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی والظاھر انھا اسرار وحقائق و معارف لا یعلمھا الا اللہ و رسولہ و کان فضل اللہ علیك عظیما ۔ فیہ دلیل ظاھر علی شرف العلم حیث سماہ عظیمًا و سمّی متاع الدنیا با سرھا قلیلا ۔بلفظہٖ ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس میں نے وحی کی جو کچھ چاہا۔ اس کی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اسرار اور بھید مخفی ہیں۔ اور تمام حقیقتیں اور ماہیتیں اشیاء کی اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ یعنی ذرّہ ذرّہ بتلا دیا۔ و کان فضل اللہ علیك عظیمًا ۔ میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اس کو بزرگ عظیم فرمایا۔ اور ساری دنیا کو قلیل یعنی تھوڑا سا۔

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۱۴۲، سطر ۱۴۔ ما کان اللہ نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ لیذر المومنین چھوڑ دے مسلمانوں کی علی ما انتم علیہ اوپر اس چیز کے کہ تم اے منافقو اس چیز پر ہو۔ یعنی تم جو مسلمانوں پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں تم ان پر ہنستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتی یمیز الخبیث یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے من الطیب پاک یعنی مومن مخلص سے اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ خلاف کر کے اعداء دین سے لڑائی نہ کریں۔ جیسا کہ جنگ احد میں ہوا یا ان کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہو جائیں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ان کی ذریت دکھا دی تھی اسی طرح میری تمام امت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے۔ اور مجھے الہام الٰہی کی رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ ان میں کون شخص اسلام قبول کرے گا۔ کون گمراہی میں پھنسا رہے گا۔ منافق یہ بات کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علانیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ہمارے دل متزلزل کے حال سے غافل ہیں اگر سچ کہتے ہیں تو کہہ دینا چاہئے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کر دیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء ۔

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل در شان نزول آیت وما کان اللہ لیذر المؤمنین الآیۃ قال السّدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عرضت عن الامتی فی صورھا فی الطّین کما عرضت علی اٰدم و اعلمت من

حاشیہ: ا ما کان ... الآیۃ تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۱۶۴، سطر ۱۹۔

یؤمن بدو من یکفر فبلغ ذلك المنافقین فقالوا استھزاء زعم محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) انہ یعلم من یؤمن بہ ومن یکفر ممن یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذلك رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال علی المنبر محمد اللہ اثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلوا فی عن شیئ فیما بینکم و بین الساعۃ الا ایاتکم ۔ فقام عبداللہ ابن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ ۔ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا با اللہ ربا وباالاسلام دینًا و بالقراٰن امامًا ربك نبیّا فاعف عنا عفا اللہ عنك فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر فانزل اللہ ھذا الایۃ ما کان اللہ لیذر المومنین ۔ الآیۃ ۔بلفظہٖ ۔تحفہ دستگیریہ مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۱۲۔ ترجمہ: کہا سدی نے (جو کبار مفسرین تابعین سے ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کی گئی میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی جیسے کہ پیش کی گئی تھی۔ حضرت آدم کے روبرو۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو ایمان نہ لا کر کافر رہے گا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی۔ تب انہوں نے ہنسی اور تمسخر سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دعویٰ کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں اس شخص کو جو میرے پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو کافر رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جانا ہے۔ پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوراً منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کر کے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات۔ اور میں ان کو بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبداللہ ابن حذافہ (کہ بعض لوگ اس کے باپ کے بارے میں شک کرتے تھے) اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرا باپ کون ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور سلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ پس معاف فرمائیے ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ یا نہیں پوچھتے۔ اور بس کر دی پوچھنے سے۔ تب منبر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف وما کان اللہ لیذر المؤمنین الآیہ نازل ہوئی۔

(۱۹) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ، صفحہ ۳۵۵، سطر ۱۴۔ ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ۔ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است۔ پس او مے شناسد

حاشیہ ا: فقام عبداللہ الخ۔ اسی طرح کی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ جو فصل سوم کے نمبر ۲ پر لکھی گئی ہے۔

گناہان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمارا۔ ولہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع درحق امت مقبول و واجب العمل ست؛ آنچہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس وصلہ۔ و مہدی۔ ومقتول وجال۔ یا از معائب و مثالب حاضران۔ وغائبان مے فرماید۔ اعتقاد برآن واجب است وازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع مے سازند کہ فلانے امروز چنین میکند۔ وفلانے چنان تا روز قیامت ادا شہادت تو اند کرد۔ الخ، بلفظہٖ۔

فصل چہارم[۲]

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

صحیح بخاری، جلد دوئم، کتاب بدء الخلق، صفحہ ۱۴۹، سطر ۲۵۔ مصری۔ قال سمعت عمر ضی اللہ تعالٰی عنہ یقول قال فینا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتٰی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ بلفظہٖ ۔ (عن طارق بن شھاب) قال سمعت عمر) یعنی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے تھے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے (صحابہ میں) میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دے دی تمام ابتداء دنیا سے لے کر قیامت تک کی۔ یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں۔ اور دوزخی اپنی جگہوں میں۔ یاد رکھا اس بات کو جس نے یاد رکھا۔ اور بھول گیا۔

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن، صفحہ ۱۶۱، سطر ۳۵، مصری۔ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال سئالوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حتٰی احفوہ بالمسئلۃ فصعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیئ الا بنیت لکم فجعلت النظر یمینًا و شمالاً فاذا کل رجل رأسہ فی ثوبۃ یبکی فانشاء رجل اذالاجی یدعٰی الٰی غیر ابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی فقال ابوک حذافۃ ثم انشاء عمر فقال رضینا باللہ ربًا و بالاسلام دینًاو بمحمد رسولا نعوذ باللہ من سوء الخلق فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ما رأیت فی الخیر والشر کالیوم قط انہ صورت لی الجنۃ والنار حتٰی رأیت ھمادون الحافظ ۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے (علم غیب کی بابت) پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ

حاشیہ[۱]: ویکون الرسول الایۃ تفسیر ساوی جلد اول، صفحہ ۸۱۔

حاشیہ[۲]: تفسیر بیضاوی جلد اول، صفحہ ۱۶۴، سطر ۲۴۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یحتبی من رسلہ من یشاء وما کان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی مافی القلوب عن کفر و ایمان ولکنہٗ یحتبی لرسالۃ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض للغیبات اوینصب لہ ما یدل علیھا۔ بلفظہٖ۔

پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہوتا کہ میں بیان کروں۔ ادھر ادھر، داہنے بائیں، میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے سوا اور کسی کی نسبت کرتے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیے میرا باپ کون ہے۔ تب فرمایا آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم راضی ہوئے، اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو ہمارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں۔ برائی خلق سے۔ پس فرمایا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا سا خیر اور شر تحقیق وہ متشکل دکھائے گئے۔ بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری، جلد چہارم، کتاب الفتن، صفحہ ۱۶۲، سطر ۱۴، مصری۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک فی یمننا ۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ۔ ھناک الزلازل والفتن وبھا یصلح قرن الشیطان بلفظہٖ۔ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں۔ اور اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ اور کہا (نجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمائیے کہ برکت ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں۔ اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ پھر نجدی بولے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو۔ پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعا تین دفعہ مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے۔ اور نیز وہاں ایک شیطان نکلے گا۔ یا شیطان کا سینگ نکلے گا۔ یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ہے۔ جو ۱۲۰۰ ہجری میں پوری ہوئی۔ جب کہ شیخ عبدالوہاب نجد نے وہاں ظہور کیا۔ تمام محدثین وعلماء اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب ردّ المختار شامی کے باب البغات میں اس کا حال درج ہے۔

(۴) صحیح بخاری، جلد چہارم، صفحہ ۱۸۵، سطر ۱۹۔ کتاب الاحتصام بالکتب والسنتہ۔ عن الظھری اخبرنی انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ وذکر ان بین یدیھا امورًا اعظامًا ثم قال من احب ان یسئال عن شیی فلیسئال عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شیی الا اخبرتکم بہ ماراحت فی مقامی ھذا قال انس فاکثر الناس البکاء والکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقال الیہ رجل فقال ابن مدخٰی یا رسول اللہ قال النار فقال عبداللہ بن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک حذافۃ قال ثم اکثران یقول سلم فی سلونی فبرک عمس علٰی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربًا الحدیث۔ ترجمہ:-

حضرت ظہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت سورج ڈھلا۔ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر پڑھی۔ اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور قیامت کے آنے کا حال بیان فرمایا۔ اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھ سے۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو کچھ خبر بھی پوچھو گے۔ میں بتلاؤں گا جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے۔ اور بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرو مجھ سے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے۔ فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے۔ پھر اٹھا عبداللہ بن حذافہ اس نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اور پوچھو۔ اور پوچھو مجھ سے اخیر حدیث تک۔

(٦) صحیح مسلم، جلد دوئم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۴ (کتاب الفتن) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشاربها ومغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها واعطیت الکنزین الاحمر والابیض الحدیث ۔ یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے۔ اور مجھے دونوں خزانے سرخ وسفید دیئے گئے ہیں۔ (چاندی اور سونے کے، یا ملک شام وعراق، یا عرب وعجم)

(٧) صحیح مسلم، جلد دوئم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۱۸۔ عن حذیفة قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰله وسلم ما ترك شیئا یکون فی مقامه ذالك الی قیام الساعة لا حدث به حفظه من حفظ ونسیه من نسیه الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کے لیے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی۔ قیامت تک۔ یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت تک کے لیے بیان فرما دیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

(٨) صحیح مسلم، جلد دوئم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۲۱۔ عن حذیفة انه قال اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بما هو کائن الی ان تقوم الساعة یوم القیٰمة فما منه شیء الاقد سألته الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرما دیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ باقی کوئی چیز نہیں رہی۔

(٩) صحیح مسلم، جلد دوئم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۲۷۔ حدثنی ابو زید (عمر بن خطب) قال صلی بنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما هو کائن فاعلمنا احفظنا ۔ بلفظہ ۔ یعنی حدیث بیان کی مجھ سے ابوزید (عمر بن اخطب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ فجر کی نماز پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ پڑھا ہمارے سامنے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر پر سے نیچے تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی ظہر کی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی عصر کی۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔ پس خبر دی ہم کو ان تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے۔ اور وہ جو آئندہ ہونے والے تھے۔ پس زیادہ علم اس کو ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(١٠) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد چہارم، صفحہ ۲۹۲، سطر ۱۰۔ عن حذیفة رضی اللہ عنه قال روایت از حذیفہ کہ گفت قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیه واٰله وسلم مقامًا ایستاد در ما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خطبہ خواند۔ ووعظ گفت ایستادنی کہ ما ترك شیئا یکون نہ گزاشت چیزے کہ۔ باشد وقوع یابد فی مقامه ذلك ۔ الیٰ قیام الساعة دراں مقامے کہ ایستادہ بود تا روز قیامت یعنی نگذاشت دریں مقام چیزے راز باوقائع کہ شدنی ست تا روز قیامت۔ الحدیث متفق الیہ۔

(١١) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد چہارم، صفحہ ۴۶۸، سطر ۲۴۔ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم مقامًا گفت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایستادہ درمیان ما از جہت ما وموعظت ما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایستادنی یا درمقام ایستاون یعنی خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد مارا از آفرینش حتے دخل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم تا آخر روز قیامت کہ در آیند بہشتیاں بہشت را ودوزخیاں دوزخ را۔ یعنی احوال مبداء ومعاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔ بلفظہ الحدیث

(١٢) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد اول، صفحہ ۳۵۷، سطر ۶ عن عبدالرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم رأیت ابی دیدم پروردگار خود را عزوجل ...... در شب معراج ...... فی احسن صورته در نیکو صورتے ...... قال فیم تحتصم الملاء الاعلیٰ گفت پروردگار تعالیٰ۔ و پرسید از من کہ در چہ چیز خصومت مے کنند ملائکہ وملاء جماعت از اکابر واشراف قوم را گویند ...... قلت مے فرماید آنحضرت کہ گفتم من در برابر ایں سوال انت اعلم تو داناتری قال گفت آنحضرت فوضع کفه بین کتفی پس نہاد پروردگار تعالیٰ دست قدرت وانعام خود را درمیان دوشانہ من فوجدت بردها بین ثدی پس یافتم من سرور دست مولیٰ تعالیٰ درمیان دو پستان خود کنایت است از وصول اثر فیض بقلب شریف وحصول بردیقین ...... فرمود فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض پس دانستم ہر چہ در

آسمان بود و ہر چہ در زمین بود عبادت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و تـلا وخواند آنحضرت مناسب ایں حال ایں آیت را ونری ابراهیم ملكوت السمٰوت والارض وہمچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والاسلام راملائک عظیم تمامہ آسمان ہا راوزمین را ولیكون الموقنين وتا آنکہ گردوابراہیم رایقین کنندگاں بوجود ذات وصفات وتوحید۔ واہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت سب درمیان این دورویت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان وزمین رادید وحبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چہ در آسمان وزمین بود حالے از ذوات وصفات وظواہر وباطن ہمہ رادید بلفظہٖ۔

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اول، صفحہ ۳۶۶، سطر ۱۱، ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ جو اسی حدیث مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔ اس میں حدیث شریف کا خاص جملہ یہ ہے: فتجلٰی لی كل شيئ و عرفت پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرّہ ذرّہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں۔ اور سب کو پہچانتے ہیں۔ (وہابیہ کے لیے ماتم)۔

(۱۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ایضاً جلد چہارم، صفحہ ۵۹۹ (باب معجزات فصل ثانی) (شہادت گرگ) عن ابی هريرة رضى الله عنه قال جاء ذئب الى راعى غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعى حتٰى انزعها منه قال فصعد زئب على اتل فاقعى ماموا استثفر و قال و قد عمدت الى رزق رزقنيه الله فاخذته ثم انتزعة منى فقال الرجل تا الله ان ما رأيت كاليوم ذئب يتكلم فقال ذئب اعجب من هذا رجل فى النخلات بين الحرمين[1] يخبر كم بمامضنى وما هو كائن بعدكم قال فكان الرجل يهود يا فجاء الى النبى صلى الله عليه و آله وسلم واخبره واسلم فصدقه النبى صلى الله عليه و آله وسلم الحديث بلفظهٖ۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا۔ اور اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اور چراوہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لایا۔ پس بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو چوتڑوں میں کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا۔ اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی۔ اور میں نے اس کو لے لیا۔ تو نے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نخلستان مکہ ومدینہ میں رہتا ہے۔ وہ خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ (فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) وہ جو چرواہا یہودی تھا۔ پس آیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اس واقعہ کی خبر عرض کی۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اس کا ذکر حیات الحیوان میں بھی ہے)۔

حاشیہ[1]: حرتین۔ حرت کے معنی پتھریلی زمین اور حرتین صیغہ تثنیہ ہے۔

(۱۵) مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ ۱۹۳، سطر ۱۲۔ مصری۔ جلس النبى صلى الله عليه و آلهٖ وسلم على المنبر فكشف له حتى نظر الى معر كتهم فقال اخذ الرايته زيد بن حارث حتٰى استشهد فصلى عليه ثم قال استغفر واله ثم اخذ رائيته زيد بن حارث حتٰى استشهد فصلى عليه ثم قال استغفر واله ثم اخذ رائيته جعفر بن ابى طالب حتى استشهد فصلٰى عليه ثم قال استغفر والاخيكم جعفر ثم اخذ الرأيته عبدالله بن رواحه فاستشهد فصلى عليه ثم قال استغفر وا لا خيكم فاخبرا صحابه بقتلهم فى الساعة التى قتلوا فيها مونته دون دمشق بارض البلقاء ۔بلفظہٖ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو جنگ کا موقع حضور کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ اب زید بن حارث نے علم اٹھایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ پس دعا رحمت فرمائی ان کے لیے۔ اس پر پھر فرمایا۔ دعا استغفار کرو۔ اس کے لیے۔ پھر فرمایا کہ علم اٹھایا۔ اب جعفر بن ابی طالب نے یہاں کہ وہ بھی شہید ہوئے پھر دعا رحمت فرمائی۔ ان پر پھر فرمایا۔ دعا مانگو اپنے بھائی جعفر کے لیے۔ پھر فرمایا کہ اب علم اٹھایا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے وہ بھی شہید ہو گیا۔ پس دعاء رحمت فرمائی۔ اس پر اور فرمایا کہ دعا مانگو اپنے بھائی کے لیے پس خبر دی اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسی گھڑی میں۔ جب کہ وہ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جنگ وشہادات کا مقام موتہ جو دمشق کے پاس زمین بلقا میں ہوا (جو مدینہ منورہ سے دور فاصلہ پر ہے۔) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ملاحظہ اپنی چشم مبارک سے فرما رہے تھے۔ اور صحابہ سے ان کا حال بیان فرما رہے تھے۔ (۱۶) مواہب اللدنیہ جلد دوئم، صفحہ ۱۹۳، سطر ۱۱۔ مصری۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله قدرفع لى الدنيا فاناانظر اليها والٰى ما هو كائن فيها الٰى يوم القيمٰة كا نما انظر الى كفى هذه ۔بلفظہٖ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی۔ میرے لیے تمام دنیا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے۔ اس کو دیکھ رہا ہوں۔ ایسا جیسے یہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔ (۱۷) مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۱۳۔ مصری۔ عن حذيفة قال قام فينا الحديث یہ وہی حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۹۰، سطر ۱۸، میں ہے۔ جو صفحہ ۱۲۸ میں درج کی گئی ہے۔ (۱۸) شرح سفر السعادت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ محدث دہلوی، صفحہ ۲۲۷ بالجملہ نوبتے استسقٰے مے کرد ابولبابہ بن عبداللہ کہ یکے از مشاہیر صحابہ بود اہ برخاست وگفت یارسول اللہ خرما در مربد است اہ در آب باران خراب خواہد شد برغم ابی لبابہ فرمود اللهم اسقنا حتّٰى يقوم ابو لبابه عريانا فيسد ثعلب[1] اربده[2] بازاره فامطرت فاجتمعوا الٰى ابى لبابه فقالوا انهالن تقلع حتٰى تقوم عريانا فتسدم بدك بازارك كما قال رسول الله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم فافعلى فاستهلت السمآء اھ یعنی اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ یہاں تک کہ ابولبابہ ننگا

حاشیہ[1]: ثعلب۔ بارش کے پانی نکلنے کی جگہ۔ ۱۲۔ تو گیروی

حاشیہ[2]: مربد۔ وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں۔ یا خرما خشک کی جاتی ہیں۔

کھڑا ہو۔ اور اپنے مرید کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسا۔ لوگ ابولبابہ کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہا جب تک تم مطابق فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مرید کو بند نہ کرو گے۔ تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابولبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہوگیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۷۵، جلد اوّل، از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند۔ انتہیٰ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی تصنیف کا ذکر فرمایا۔ وہ غالبًا یہ کتاب ہے جس کا نام المدلول بالمنقول فی بیان شموك علم الرسول ہے۔ جو حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی ہے جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ جو دوسری کتاب فوائد النفسیہ کے نام سے ہے اس میں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نفسیہ حضرت شیخ ابواسحاق علیہ الرحمۃ و کل واحد من قوله تعالٰی و علمك مالم تكن تعلم و قوله ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء فيطلعه على الغيب و الغيب اسم الجنس فهو يفيد التموم كما تقرر فى اصول الفقه و حينئذ يكون مضاه فيطلعه علٰى جميع الغيوب وقوله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم علمت ما كان وما يكون فى مارواه البخارى و قوله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم فيما رواه احمد والترمذى و صححه البخارى خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہ نے و علمك ما لم تكن تعلم ۔ وما كان الله ليطلعكم على الغيب الأيه فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور غیب اسم جنس ہے۔ وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے۔ تو یہ معنی ہوں گے کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے۔ تمام غیبوں پر اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کہ علمت ما كان وما سيكون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا۔ اور جو آئندہ ہوگا۔ جیسے کہ بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور فرمانا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری نے اس کو صحیح کہا ہے۔ انى قمت من الليل فتوضات وصليت ما شاء الله فنعست فى صلاتى فاستشقلت فاذا انا بربى تبارك و تعالٰى فقال يا محمد فيم يختصم الملاء الا علٰى قلت لا ادرى قالها ثلثا قلت لا ادرى فرايته وضع كفه بين كتفى حتى وجدت بردانا مله بين ثديى فتجلٰى لى كل شيئ و عرفت خاص من حيث شخص النبى صلى الله عليه و آلهٖ وسلم عام من حيث المعلوم فان المعلوم فى الأية الاولٰى جميع المعاويات وفى الأية الثانى جميع الغيور فى الحديث الاوّل جميع موجودات والمعد و مات وفى الحديث الثانى جميع الاشياء اى جميع المعلومات و كل واحد من هذا المعلومآت الاربعة عم من الغيوب الخمسة و غيرها ونحن بعون الله و حسن توقيقه و تائبه اثبتنا بسبعة دلائله تعلق عمله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم بجميع المعلومات فضلا عن هٰذه الغيوب الخمسة فى كتابنا المدلول بالمنقول

والمعف فى بيان شمول علم الرسول وهو كتاب صنفنا فى هذه الشاك انتهٰى ۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو میں اٹھا۔ اور وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔ جب تک اللہ پاک نے چاہا۔ پس اونگھ گیا۔ میں اپنی نماز میں پس بوجھل ہوگیا۔ پس یکایک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کس بات میں ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں کہ رکھا ہاتھ قدرت اپنا میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اس کی انگلیوں کی درمیان اپنی چھاتی کے۔ پس روشن ہوئیں میرے لیے کل چیزیں۔ اور جانا میں نے ان کو یہ خاص ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس میں خاص کیئے گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلومات کے پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لیے اور دوسری آیت غیوبات کے لیے۔ اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات۔ اور دوسری حدیث میں تمام اشیاء یعنی تمام معلومات۔ اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ تام ہیں۔ پانچ نبیوں سے۔ اور ان کے غیب کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق و تائید سے ثابت لیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول ہیں۔ اور ثابت کردیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معلومات ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں رہا۔ اور تمام غیبوں کو ( ) ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اس نبی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلفظہٖ۔ کتاب منیر الدین مولفۂ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی سٹیم پریس نل بازار پبلسٹی نمبر ۹، ۱۳۳۴ھ۔ (۲۱) عینی شرح صحیح بخاری، جلد رابع، صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضى الله تعالٰى عنه قال خطب رسول الله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان فانك منافق اخرج يا فلان فانك منافق فاخرج منهم ناسما فضحهم الحديث بلفظہٖ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے۔ تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے۔ پس نکال دیئے بہت آدمی۔ اور ان کی فضیحت ہوئی۔ یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔ (۲۲) شرح شفا حضرت ملا علی قاری، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۱۔ قال ابن عباس رضى الله تعالٰى عنه كان المنفقون عن الرجال ثلث مائة و من النساء مائة و سبعين بلفظه۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بتلایا۔ منافق مرد تین سو (۳۰۰) تھے۔ اور عورتیں منافقات ایک سو ستر (۱۷۰) تھیں۔ یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی۔ جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں۔ لیکن ہم کو نہیں پہچانتے۔ اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں۔ مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا رکھ دیا۔ اور تعداد بھی بتلا دی۔ وہ حکم اللہ تعالیٰ کا۔ ما كان الله ليذر المومنين الأية میں ہے۔ جو فصل دوئم میں لکھا جا چکا ہے۔ (۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی، جلد دوئم، صفحہ ۹۷، سطر ۲۔ سوائے اس کے ہزار دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سے ثابت ہے۔ یعنی حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند آپ کے ساتھ
معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اس
اذیت سے مجھے رونا آتا تھا۔ اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ان دنوں چہل روزہ تھے۔
حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار
کی تسبیح کرتے تھے۔ اور ان کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ بلفظہٖ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ابتداءِ خلق سے علم غیب حاصل ہے۔ لوح محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم

کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناہج النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اوّل، صفحہ ۱۲۔ یعنی چھ طرفیں جن کو
۱-فوق، ۲-تحت، ۳-یمین، ۴-شمال، ۵-قبل، ۶-بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانا
ہے۔ قطعہ

اے برگزیدۂ حق عالی ہے تیرا پایا
خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا
تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ
سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے
تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱- آگے، ۲- پیچھے، ۳- نیچے، ۴- اوپر، ۵- دائیں، ۶- بائیں،۔ چھ اطراف کو
یکساں دیکھتے تھے۔ گویا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں۔ اور سب کچھ ان کی نظر
کے سامنے ہے۔

(۲) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اوّل، صفحہ ۱۲۔ ایک بار ناقہ سرورِ عالم کا گم ہوا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پا سکتے کہ ناقہ ان کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو پہنچی۔ فرمایا میں نہیں جانتا اور نہیں پاتا۔ مگر وہ جو کچھ بتلا دے۔ اور معلوم کرا دے۔ مجھے پروردگار میرا اور پے در پے
یہی فرمایا۔ یعنی اسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اوپر اس ناقہ کے کہ وہ ایک جگہ میں ہے۔ اٹکی ہے مہار اس کی

ایک درخت میں۔ پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے الخ۔ بلفظہٖ۔

(۳) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت، صفحہ ۱۷-۷۲، جلد اوّل

نہ مکتب میں گیا وہ سرو آزاد   معلم کی رہامنت سے آزاد
نہ ہے علم وز ہے عقل وز ہے فر   تعالیٰ شانہ، اللہ اکبر
وہ امی عالم علم لدُنی   بمعنی عالم و ظاہر میں اُمی
ہے علام الغیوب اس کا معلم   وہ آپ عالم کے عالم کا معلم

بلفظہٖ

(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ زیر آیت **هو الذی بعث فی الامیین رسولا الآیه** ۔ ابیات

فیض ام الکتاب پرورش   لقب امی ازاں خدا کردش
لوح تعلیم نا گرفتہ ببر   ہمہ ز اسرار لوح دادہ خبر
برخط اوست انس و جان زاسر   گر نہ خواندست خط ازاں چہ خطر

بلفظہٖ

(۵) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اوّل، صفحہ ۷۲۔ جو کوئی مطالعہ کرے۔ اس جناب کے احوال شریف کے
تئیں ابتدا سے انتہا تک۔ اور دیکھے تعلیم فرمائی ہے۔ حضرت حق نے اس کی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے۔ اوپر اس سرور کے ما کان وما
یکون کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنی جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں۔ اور جو بعد میں ہوں گے۔ تو بضرورت حاصل ہو
اسے۔ یعنی اسے دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بے شک وشبہ **قولہ تعالیٰ: و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل
الله عليك عظيمًا** ۔ بلفظہٖ۔

(۶) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اوّل، صفحہ ۳۴۲، سطر ۱۳ (احادیث معراجیہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ پوچھا میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئیں میرے دونوں
شانوں کے درمیان بدول تکییف وتحدید کے پس پایا میں نے اس کے برد کے تئیں۔ یعنی دست قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینہ
کے درمیان۔ اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم
ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا۔ کہ کسی سے نہ کہوں۔ اور کوئی اس کے تئیں اٹھانے کی
طاقت نہیں رکھتا۔ سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا
مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرف خاص اور عام کے میری امت کے۔ بلفظہٖ۔

(۷) ایضاً جلد اوّل، صفحہ ۳۴۳، سطر ۱۸، اور اٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر

عظیم کے تئیں۔ جس کے وصف نہ ادا کرسکیں زبانیں۔ پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری زبان پر۔ پس
چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں راس سے۔ اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی۔ اور
آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو۔ اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تئیں پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے
تئیں اپنے دل سے اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جس طرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے۔ بلفظہٖ۔

(۸) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل، صفحہ ۳۴۶، سطر ۵ اور فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنی وحی کیا
پروردگار نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق اہلام کے یعنی وحی کیا ہو کیا خدا جانتا ہے۔ اور اس کا رسول۔ دوسرا کیا
پاسکتا ہے۔ تمام علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے
احاطے میں داخل ہیں۔ اور تمام کو یہ شامل ہے۔ اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے۔ جو بہم لایا۔ اور بیان کیا۔ ان اشارات
اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہے۔ اور تمام کو یہ شامل ہے۔ اور کثرت اور عظمت سے
اس کے ہے۔ جو بہم لایا۔ اور بیان کیا۔ ان اشارات کے تئیں اور پر اس بات کے کہ سوا علامہ الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی
اس پر احاطہ کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

(۹) ایضاً جلد اوّل، صفحہ ۳۷۷، سطر ۱۲، وصل یہ بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا
حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں۔ ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور
غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے بعضے ویسوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام
سے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں۔ مگر اس چیز کو میرے پروردگار نے مجھ کو
سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظہٖ۔

(۱۰) نفحات الانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۹ (حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ نقل فرماتے تھے)
مے فرمودند کہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والرضوان مے گفتہ اند کہ زمین درنظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست۔ دما مے گوییم چون
روئے ناخنے است ہیچ چیز ازنظر ایشاں غائب نیست بلفظہٖ۔ (از سیف المسلول، صفحہ ۲۱)

(۱۱) مصباح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵، فصل سوم در آداب حضرت
رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ، تعالیٰ پیوستہ برجمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند۔
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رانیز ظاہر و باطن خود مطلع وحضر داند۔ تا مطالعہ صورت تعظیم ووقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش
دلیل بود۔ واز محافظت اوسرّ او اعلانا شرم دارد۔ وہیچ دقیقہ از دلائق آداب صحبت اوفرونگذارد و معظم آداب آنست کہ درخاطر خود
مجال ندہد کہ ہیچ آفریدہ را آن بکمال ومنزلت وعلومرتبت کہ اورا بود ممکن باشد الخ۔ بلفظہٖ۔ لیجئے مفتی جی! لائیے اپنا فتویٰ کفر و
شرک کا۔ اور رکھ دیجئے۔ زیرِ پائے بزرگان۔

(۱۲) قصیدہ بردہ حضرت شرف الدین بن محمد بوصیری علیہ الرحمۃ

فان من جودك الدنيا و ضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحرِ عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے۔ اور لوح قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک
شمہ ہے۔ توضیح۔ لوح وتختہ قدرت ہے۔ جس پر ما کان وما سیکون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔ وہ حضور سرورِ عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرّہ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ نمادمان اولیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر
وقت پیش نظر رہتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لوح محفوظ است پیش اولیا   از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر اوّل، صفحہ ۶۷، بمبئی حضرت مولانا نے بوجہل لعین کا
قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اس میں سنگریزے لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر
پوچھنے لگا۔ کہ بتاؤ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں
کیا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس کو مولانا علیہ الرحمۃ نے اس طرح لکھا ہے

سنگہا اندر کف بوجہل بود   گفت اے احمد بگو تا چیست زود
گر رسولی چیست درد ستم نہاں   چون خبر داری زرازِ آسمان
گفت چون خواہی بگویم کاں چہاست   یا بگویند آنکہ ماحقیم و راست
گفت بوجہل ایں دوئم نادر ترست   گفت آرے حق ازاں قادر ترست
گفت شش پارہ حجر در دست تست   بشنواز ہر یک تو تسبیح درست
ازمیان مشت اوہر پارہ سنگ   در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لاالہ گفت و الّا اللہ گفت   گوہر احمد رسول اللہ سفت
چوں شنیداز سنگہا بوجہل این   زد زخشم آن سنگہار ابر زمین
گفت نبود مثل تو ساحر دگر   ساحراں ز سرتوئی و تاج سر
خاک بر فرقش کہ بدکو رولعین   چشم او ابلیس آمد خاک بین
معجزہ او دید شد بدبخت رفت   سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت

بلفظہٖ

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے فرمائی۔ اس سے بھی بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم کیسی غیبی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اس کو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں۔ (۱۴) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر چہارم صفحہ ۵۲-۵۳ بمبئی۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی ایک پیش گوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو علم غیب کو کیسے ظاہر کیا ہے۔

این طبیبان بدن دانشو رند
برمقام توز تو واقف تراند

تاز قاروره ہمے بینند حال
کہ بدانی تو ازاں رو اعتدال

ہم زنبض وہم زرنگ وہم زدم
بوبر نداز تو بہر گونہ سقم

پس طبیبان الٰہی در جہان
چوں نداند از تو بے گفت دہاں

کاملان ازدور نامت بشنو ند
تاقبہرتا رو پودت در روند

حال تودانندیک یک موبمو
زانکہ پر ہستند ازاسرار ہو

بلکہ پیش از زادن تو سالہا
دیده باشندت بچندین حالہا

آن شنیدی داستان بایزید
کہ زحال بو الحسن پیشیں چہ دید

روزے آن سلطان تقویٰ میگد بشت
بامریدانِ جانب صحرا ودشت

بوئے خوش را عاشقانہ مے کشید
جان او از باد بادہ می چشید

بوئے خوش آمد مراورا ناگہان
درسوا درے زحدّ خارقان

ہم بد آنجا نالۂ مشتاق کرد
بوئے را از باد استنشاق کرد

چوں درد آثار مستی شد پدید
یک مرید اورادر آندم در رسید

پس پرسیدش کہ این احوال خوش
کہ بردنست از حجاب پنج و شش

گہ سرخ و گہ زرد و گہ سفید
مے شودرویت چہ حالست و نوید

مے کشی بوئے و ظاہر نیست گل
بیشک از غیب است از گلزار گل

قطرۂ برریز برمازاں سبو
شمۂ زانِ گستان مابگو

گفت ایندم لوئے یارے میرسد
کاندرین ده شہر یارے میرسد

بعد چندین سال مے زاند شہے
برزند بر آسمان ہاخر کہے

روئش از گلزار حق گلگوں بود
ازمن و اندر مقام افزوں بود

چیست نامش گفت نامش بو الحسن
حلیہ اش وا گفت از برود ذقن

قدا دورنگ او و شکل او
یک بیک وا گفت از گیسو ورد

برنبشتند آں زماں تاریخ را
ازکباب آرا ستند آں سیخ را

چوں رسید آں وقت وآں تاریخ زاست
زاده شد آں شاه ونرد ملک باخت

از پس آں سالہا آمد پدید
بو الحسن بعد وفات با یزید

جملہ خوائے ادازامساک وجود
آں چناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ازچہ محفوظ است محفوظ ازخطا

نہ نجوم است ونہ رمل است نہ خواب
وحی حق واللہ اعلم بالصواب

مومناً[1] ینظر بنوراللہ شدے
از خطا وسوا یمن آمدے

دیکھیئے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمان خادم اور خادماں خادم ہیں۔ کیسی زبردست وہابیہ کش پیش گوئی حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام، سکونت، پتہ، حلیہ بال بال ذرّہ ذرّہ، قد، شکل، رنگ وغیرہ سب کچھ فرمادیا۔ اور اس پیش گوئی کو اسی وقت لکھ لیا گیا۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور اس لیے فرمایا کہ لوح محفوظ جہاں قلم قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہوا ہے۔ وہ اولیاء کرام کے پیش نظر رہتی ہے۔ اور بموجب حدیث شریف مشہورہ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ کتب تواریخ وسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۵ شعبان ۲۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۳۰۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور ۴۱۹ھ یا ۴۲۵ھ بقول مختلف عاشورہ کے دن وفات پائی۔ اللہ! اللہ! بندگان خدا مقبول بارگاہ خالق ارض وسما کیسے رتبہ وشان کے گزرے ہیں۔ جو علوم غیب کے دریا تھے۔ درآں حالیکہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ خادم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے۔ **قولہ**: کلام مجید سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ متردّد نہ ہوتے۔ درانحالیکہ جس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریت کے لیے وحی نہ آئی۔ اس وقت آپ اس میں سخت متردّد رہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۹۔ **اقول**: مولوی جی! ہوش میں آیئے۔ قرآن کریم واحادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر کتب سیر سے علم غیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنے کے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ آپ ظلمت سے نور کی طرف رجوع کریں گے ورنہ چندھیا ضرور جائیں گے پھر یہ ہوگا

حاشیہ[1]: مومناً بنظر الخ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ کا ہے۔ یعنی مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام المومنین پر اس وقت کے منافقین نے بہتان اور افک قائم کیا تھا۔ اسی افک کو اس وقت کے منافقین بڑے زور سے لگاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے۔ اپنے دل سے یہ نکال کر صفحہ قرطاس پر لائے۔ کسی یہودی یا نصرانی کسی دشمن اہلبیت کا ہی کام ہے۔ میرا تو کلیجہ کانپتا ہے۔ آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسی واسطے اس کے لکھنے سے پہلے توبہ واستغفار کرتا ہوا الفاظ نقل کفر کفر نباشد۔ بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور خدا علیم بذات الصدور ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ مبہم کرکے مدح وتوصیف وتعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین۔ اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں۔ ان کو مبارک ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افتراء ہے۔ اور ان کو کیونکر معلوم نہ ہوتا۔ جب کہ خداوند کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کرکے اتار ڈالا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے۔ اور ان کو خدا کی مار ہے۔ جو ایسے ایسے بے بنیاد اور لغو اہانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت اس پر اور ایسے اظہار کرنے والوں پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کروں گا۔ اور ثابت کروں گا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا۔

(۱) مشکوۃ شریف: عن ابی سلمۃ ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عائشۃ ھٰذا جبریل یقرئك السلام قالت و علیہ السلام و رحمۃ اللہ وھو یریٰ یعنی حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ جبریل ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جبریل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظہٖ، جامع المناقب صفحہ ۱۸۸۔

(۲) حدیث شریف: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارئیتك فی المنام ثلث لیال یجی بك الملك فی سرقۃ من حریر فقال لی ھذا امرأتك فکشف عن وجھك الثوب فاذا اَنت ھی فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ ۔ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو فرشتہ میرے پاس لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے۔ پس جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا۔ تو کیا

دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے۔ پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یوں ہی کرے گا کہ تو میرے نکاح میں آئے گا۔ بلفظہٖ۔ جامع المناقب، صفحہ ۱۵۸۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ صاحب زادی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت آپ کی ام عبداللہ ہے۔ مروی ہے آپ سے کہ عرض کیا میں نے رسول اللہ تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں۔ میری کنیت کیا ہوگی۔ فرمایا آپ نے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبداللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر۔ (یہاں بھی غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہونے والا نہیں تھا۔ اس لیے آپ کی کنیت ہی ان کے بہن کے لڑکے عبداللہ کے نام سے مقرر کر دی ماں آپ کی ام رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہمان سے ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھے (۶) برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا۔ بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معانی قرآن اور فرائض واحکام حلال وحرام اور شعر عرب اور علم نسب میں۔ اور مروی ہے آپ سے، کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ فضیلت اور خصوصیت ہے۔

اول: باکرہ عورت، سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی۔

دوم: کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے۔

سوم: قبل اس کے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری صورت آپ کو دکھلائی۔ اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے۔

چہارم: ایک ظرف سے میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔

پنجم: کسی بی بی کے اوڑھنے بچھونے میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ سوائے میرے۔

ششم: میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

ہفتم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا۔

ہشتم: وفات آپ کی میرے مکان میں باری کے دن ہوئی۔

نہم: وقت ارتحال سرورِ عالم میر العاب دہن بسبب اس مسواک کے جو میں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منہ میں رہا۔

دہم: میرے ہی حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہوئے۔ بلفظہٖ۔ جامع المناقب، صفحہ ۱۵۹۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام امہات المومنین کے مصارف کے واسطے دس ہزار درہم

مقرر کیئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنہا کے واسطے بارہ ہزار اور فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ محبوبہ رسول خدا ہیں۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یہاں کہتے۔ حدثتنی الصدیقة بنت الصدیق حبیبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۔ یعنی حدیث بیان کی۔ مجھ سے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے۔ اور محبوبہ ہیں۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ بلفظہ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا سے مقدار زادراہ ایک مسافر کے تجھ کو کافی ہے۔ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھ تاوقتیکہ اس میں پیوند نہ لگے۔ اور پرہیز کر امیروں اور دولت مندوں کی مجلس سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی مؤثر ہوئی کہ آپ نے بھی تونگری کو فقر پر پسند نہیں کیا۔ اور ایک حبہ جمع نہ کیا۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ صدقہ کر دیئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کے واسطے بھیجے۔ آپ نے جلسۂ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقراء پر تقسیم کر دیا۔ اور اس روز صائم تھیں اور وقت افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا۔ چند خرمے اور تھوڑی سی روٹی وہ لے آئی۔ اس وقت ایک ضعیفہ موجود تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اس نے عرض کیا۔ یا ام المومنین اس قدر درہم آپ نے خیرات کر دیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا۔ کہ جس سے افطار کرتیں فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی۔ تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے۔ اور کیا سخاوت آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) حدیثیں ہیں۔ ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔ آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ تم زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔ اور سوائے تمہارے کسی باکرہ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ اور پاکی تمہاری آسمان سے نازل ہوئی بعد ان کے عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی۔ اور میں دوست نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے کاش کے میں ایک درخت ہوتی کہ مجھ کو کاٹتے۔ کاش میں ایک پتھر ہوتی۔ کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ذکوان میرا غلام اتارے۔ اور قبر کو راست کرے۔ بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی۔ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آ کر آپ کے انتقال کی خبر دی ام سلمہ گریاں ہوئیں۔ اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہو کہ وہ دوست ترین مردم تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ واقعہ شب سہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ ہجری کو بعمر چھیاسٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابی رضی اللہ عنہ بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا۔ انا للہ و انا الیه راجعون ۔ بلفظہ ۔ جامع المناقب، صفحہ ۱۶۱۔ یہ ہے ایک شمہ حالات و مناقبات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔ جو محبوبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جہنمیوں نے افک اور بہتان لگایا تھا۔ انہیں کی سنت کے مطابق اس وقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا حیا کر رہے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت کی وجہ سے متردد رہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت متردد کیوں ہوتے۔ یہ آپ کا اعتراض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو اقوال وہابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط ملط دیکھ لیے۔ اسی پر آپ کا دارومدار ہے۔ مادۂ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپ کو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے پھر احادیث شریف پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے۔ تو ایسا اعتراض نہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج کرنا یا متردد ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا۔ بلکہ اس سبب سے تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزاء کرتے تھے۔ دیکھیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد نعلم انك یضیق صدرك بما تقولون ۔ یعنی تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں سے آزردہ دل ہوتے ہو۔ اس کی تحقیق تفسیر کبیر جلد ۶، صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قوله ان الذین حبا و ابالا فك عصبة الأیه والجواب عن الثانی انه علیه السلام کثیر ما کان یضیق ظبه من اقوال الکفار مع علمه بفساد تلك الا قوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انك یضیق صدرك بما یقولون ۔ الایة الخ ۔ یعنی جواب دوسرے اعتراض کا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعنہ زنی اور بدکلامیوں سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول ان کے لغویات سے ہیں۔ اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ غم رنجیدہ خاطر یا آزردہ دل ہوئے یا رہتے ہو۔ منافقوں یا کافروں کے کہنے سے۔ یا ان کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملہ میں خاموش اس لیے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ جس میں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اس کی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے۔ شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری، جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸۔ وفیه ان النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم کان لا یحکم لنفسه الا بعد نزول الوحی لانه صلی اللہ علیه و آله وسلم لم یجزم فی القصة بشئ قبل الوحی ۔ الخ ۔ بلفظہ ۔ یعنی اس میں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارے میں بلا نزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے کہ حضور نے جو قصہ (افک میں) قبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم پورا پورا تھا۔ کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے۔ اور چاہتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حکم سے اس کا فیصلہ کرے۔ اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا

فیصلہ احسن طور پر کرے گا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گیا تو آپ نے خطبہ فرما کر یوں ارشاد فرمایا۔ صحیح بخاری، جلد دوئم، صفحہ ۷۱، سطر ۳۲۔ مصری۔ کتاب الشہادات باب تعدیل النساء۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من بعذدنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فو اللہ ما علمت علیٰ اھلی الا خیر اوقد ذکودا رجلاما علمت علیہ الاخیرا ۔ بلفظہٖ ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کون ہے۔ یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے اس آدمی سے جس نے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد (رضوان) کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک ہے۔

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمت علیٰ اھلی الاخیر متفق علیہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ کون شخص ہے۔ بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس عذر کو سننے والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہل بیت کی ایذا رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ تیسری ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح ہے: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یا معشر المسلمین من بعد رنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی و اللہ ما علمت علیٰ اھلی الاحلیرو لقدذکر وارجلا ما علمت علیہ الاخیر وما کان یدخل علیٰ اھل لا معی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے۔ جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے۔ اس مرد سے جس کی ایذا اور تکلیف میرے اہل بیت کو۔ یعنی میری گھر والی کو پہنچی۔ سو قسم خدا کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے ایسے مرد کا جس کو میں نیک جانتا ہوں اور نہیں جاتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔ ف: یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینے کے قریب قیام تھا۔ پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اس وقت میں رفع حاجت کے واسطے لشکر کے باہر چلی گئی تھی۔ اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرے گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے۔ میں اس کے ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کجاوے اٹھانے پر مقرر تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا۔ اور بسبب اس کے میں اس وقت پتلی اور دبلی لاغر تھی۔ کچھ اس کو تمیز نہ ہوئی کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا ناچار میں اسی جگہ بیٹھ گئی۔ بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا۔ تو لوگ لینے کو آئیں گے۔ پھر صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کے واسطے رہا کرتے تھے۔ اس مقام پر پہنچے۔ اور مجھ کو سوتا دیکھا۔ اور پہچانا بدیں

سبب کہ نزول آیت حجاب سے قبل انہوں نے مجھ کو دیکھا ہوا تھا۔ پھر نہایت افسوس اور تعجب سے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی۔ اور ان کی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا۔ اور میں سوار ہوگئی۔ وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی۔ تو تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی۔ الخ۔ (بہت لمبی حدیث ہے) پھر حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ اے گروہ مسلماناں کوئی اس منافق سے یعنی عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوں کو تہمت لگائی۔ اس وقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو قوم اس کے سردار تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر تہمت کرنے والا میری قوم یعنی اس سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں۔ اس وقت سعد بن عبادہ قوم خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی پچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے۔ ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کرے گا پھر اسید بن حضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی نے کہا: اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے۔ قسم خدا کی ہم تہمت کرنے والوں کو قتل کریں گے۔ کیا تو منافق ہے۔ جو تہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ کشت وخون ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب کو چپ چاپ کیا۔ الخ۔ اس کے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہے۔ جس میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بریت کا ذکر ہے۔ اور افک لگانے والوں کو سزا شرعی دی گئی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی پاکی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ اعتراض وہابیہ غلط اور جھوٹ ہے۔ اور سنیئے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا تو اس سے عدم علمیت غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمایاں ہوتی ہے میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بموجب حکم خداوندی و اشارھم فی الامر مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا۔ جس سے علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے مجھ کو اور میرے اہل بیت کو ایذا پہنچائی گئی ہے۔ اس شخص سے جس نے یہ افک برپا کیا ہے۔ بدلہ لینا چاہیے۔ تب صحابہ میں سخت شورش پیدا ہوگئی۔ اور پھر یہ مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانے والے کو کیا سزا ملنی چاہیئے۔ اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جیسے جیسے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ان سے بات چیت ہوتی رہی۔ اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی۔ اور علم غیب کی تقویت اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلق نہ ہوتے سنیئے وہ مشورہ جس کا ذکر ہے۔ وہ یوں ہے:

(۱) تفسیر مدارک التنزیل۔ روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان فی الایام اکثر اوقاتہ فی

البیت فدخل علیه عمر فاستشاره فی تلك الولغة الحدیث (آسانی اور عام فہم ہونے کے لیے صرف ترجمہ کیا جاتا ہے) یعنی مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے پس اعلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر۔ اس لیے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد مبارک پر مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے۔ کیونکہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور اس میں لتھڑ جاتی ہیں۔ پس جب کہ اللہ پاک نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیونکر آپ کو محفوظ نہ رکھے گا۔ ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا۔ اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے۔ یا کہیں زمین ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی۔ کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دے سکتا ہے کہ کسی کو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوءظن کرے۔ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنی جب آپ نے نعلین مبارک اتارا تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لیے اتار دیا۔ یہ سن کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے ان کے اتارنے کے لیے کہا کہ ان میں کمال لطافت نہیں۔ قدرے رینٹ لگی ہوئی ہے۔ پس جب اللہ پاک نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلین مبارک پر کچھ رینٹ ہے۔ ان کے اتار دینے کا حکم دیا ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ رہے گا کہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔

(منیر الدین، صفحہ ۱۷۵)

(۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد دوئم، صفحہ ۲۲۱۔ آنچہ مذکر است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از علی و اسامہ بریرہ (رضی اللہ عنہم) پرسید و ایشاں ایں گفتند۔ اما بعض علماء سیر قصہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما و مشاورت آنحضرت علیہ السلام بایشاں و جواب دادن ایشاں ذکر کردہ اند و در آنجا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز موافق ایشاں گفتہ۔ امام عمر رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ مگس راندم تو نمے نشیند بجہت آنکہ مگس برنجاست مستقدرات مے افتد۔ و پائہائے او آلودہ باں ملے گردو۔ و خدا تعالیٰ ازاں نگاہ میدارد پس چگونہ ترا از کسیکہ بہ بدتریں چیزہا۔ آلودہ باشد گاہ ندارد و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ گفت کہ مایہ شریف تو برزمین نمی افتد کہ مبادا برزمین نجس افتد و حق تعالیٰ چوں صیانت سایہ تو بدیں مشابر میکند چگونہ صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نکند و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت حق تعالیٰ روا نداشت کہ نعلین ملوث ورنا

حاشیہ ا: صحیح بخاری مطبوعہ مصر، جلد ثالث، صفحہ ۲۷ تا ۳۰۔

صدر پائے مبارک تو باشد و خبر کرد ترا شابکشی آنرا از پائے مبارک خود۔ اگر ایں امر واقع بودے خبر کردے ترا بداں خاطر جمع دار کہ بحقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آنحضرت ایں سخناں راشنید بمسجد رفت و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہد مراد انتقام کشد الخ، بلفظہٖ منیر الدین، صفحہ ۱۷۶۔ یہ ہے مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب حال معلوم تھا لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اس کا فیصلہ احسن وجوہ پر فرمائیں گے۔ اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اس واسطے آپ نے خود حکم نہیں دیا۔ اور حکم سزا بھی ایسے افک لگانے والوں کے لیے نازل ہونے والا تھا۔ جس کے مطابق منافقوں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کے لیے سزا دی جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں میں جو اس وقت منافق لوگ موجود ہیں۔ اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا کہ اس بات کو زبان پر نہ لاتے۔ اور اعتراض اور توہین کرنے والوں کی جو نصرانی خاصیت رکھتے ہیں۔ اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جس کا ذکر اس طرح پر ہے سنیئے:-

(۳) ارشاد الساری، جلد چہارم، صفحہ ۳۷۴ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔ ترجمہ صفدری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا۔ پس نصرانی نے اثناء گفتگو میں بوجہ کالا دل ہونے کے اور بغض و کینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونے کے طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی تمہارے نبی کی زوجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ان کی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمہارے نبی کے جس حال میں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنے ہار کے گم کرنے کا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اس کی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کی صورت کے مانند تھی۔ جب کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے پس جب کہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں برأت مریم کا تو ہم بھی مثل اس کے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اپنے دین میں برأت عائشہ سلام اللہ علیہا کا زوجہ نبی اپنے سے۔ پس خاموش ہو گیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا۔ ختم ہوا ترجمہ۔ (منیر الدین، صفحہ ۱۷۷) لیجئے۔ اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھلاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آ جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بریت از بہتان کا حال پہلے ہی سے معلوم تھا۔ وہو ہذا۔

(۴) وسیلہ جلیلہ مصنف حضرت مولانا وکیل احمد صاحب، صفحہ ۱۶۶، چوتھا شبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بالعرض ما کان وما یکون کا تسلیم کیا گیا۔ تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا۔ جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے۔ شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھ کر حجت پیش نہ کر سکے۔ مولوی خرم علی ''وہابی'' نے یہ شبہ پیش کیا ہے۔ نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا۔ جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک ہے۔ کافر جھوٹے ہیں۔ تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو غم کیوں

ہوتا۔ فقط۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اصل واقعہ میں سر موتردد نہیں تھا۔ منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا۔ اس امر میں وحی کے () جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی۔ اس میں محض تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برأت چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بندی ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفارہ طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھولے توڑتے ہوں۔ اور ہرزہ سرائی میں مشغول ہوں۔ بدون تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برأت فرماتے۔ چونکہ وحی میں توقف ہوا۔ اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردّد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یاوہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہلی واللہ ما علمت علٰی اہلی الاخیر۔ یعنی اے گروہ مسلماناں کے کون شخص مجھ سے معذرت کرے گا۔ ایسے شخص جس نے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنی اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا۔ صرف منافقین کے بہتان سے تردّد تھا۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔ اسی طرح اہلسنّت و جماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی درج ہے۔ زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے: سب سے زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی نبی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی معلق میں ایسی بات ہو جو اس نبی سے موجب نفرت ہو۔ اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ باعث ذلت ہو۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے۔ اور ہر نبی قبل از ظہور نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جانتا ہے۔ جو عزوجل یا انبیاء علیہم السلام کے لیے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ نبی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقیناً قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و تمام ازواج مطہرات و بنات مکرمات کی برأت و طہارت یقیناً جانتے تھے۔ اور اس میں شک و شبہ سے مبرا اور منزا تھے۔ قولہ: حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو نبی علیہ السلام کو غیب دان اعتقاد کرے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: لو تزوج بلا شہود و قال خدا اور رسول و فرشتگان را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقاد ان الرسول والملك یعلمان الغیب۔ خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب دان جانا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ، صفحہ ۲۰۔ اقول: مفتی جی! آپ نے فتویٰ بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی وہابیہ رسالہ سے نقل کی ہے۔ مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جو قطع و برید کر کے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضی خاں علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے۔ اور فتاویٰ بزازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نویں صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فتاویٰ قاضی خاں سے لکھا گیا جس کی اصل عبارت دو جگہ پر اس طرح ہے۔ اوّل فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل صفحہ ۱۵۷ (فصل فی شرائط النکاح) رجل تزوج أمرۃ بشہادۃ اللہ و رسولہ کان باطلا التولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا نکاح الا بشہود و کل نکاح یکون شہادۃ و بعضہم جعلوا ذلك کفر

لانہ یعقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعلم الغیب وھو کفر۔ انتہیٰ۔ بلفظہٖ۔ یعنی ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گواہی پر۔ یہ باطل ہے بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہ نکاح بغیر شہادت گواہاں کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہاں ہونے چاہیئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اس کو کفر نہیں جانتے) اس لیے کہ اس نے بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود بخود علم غیب جانتے تھے۔ دیکھیئے اس عبارت میں بعض علماء کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں۔ گو نکاح باطل ہو۔ اور آپ نے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھ دیا۔ دوئم فتاویٰ قاضی خاں جلد چہارم، صفحہ ۴۶۸ (کتاب اکسیر باب ما یکون کفر و مالا یکون) رجل تزوج امرۃ بغیر شہود فقال الرجل والمراۃ خدائے راو پیغمبر راگواہ کردیم قالوا یقول کفر لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بلا گواہوں کے نکاح کیا۔ اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو گواہ کرتے ہیں۔ کہا بعض فقہاء نے ایسا کہنا کفر ہے۔ کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا۔ دیکھیئے اپنی دیانت کو کہ آپ نے دونوں عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضھم کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالوا کو اس دوسری عبارت سے نکال ڈالا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور لفظ فرشتگان اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمانداری اور فتویٰ نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جزاك اللہ۔ اب میں لفظ قالوا کہ جس کو آپ نے کسی استاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال ڈالا ہے۔ بتلاتا ہوں اس کا سبب معلوم کیجئے۔ اور یہ بھی کہ خدا اور رسول کے گواہ کرنے میں آدمی کافر نہیں ہوتا۔

اہلسنّت و جماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے:-

(۱) ردالمختار شرح درمختار، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۵۔ مقبولہ و مسلمہ عرب و عجم (معروف بہ شامی) الف لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ الخ یعنی لفظ قالوا لاذکر اس میں کیا جاتا ہے جس میں علماء کا باہمی خلاف ہوتا ہے۔ جس کی تصریح کی گئی ہے۔

(۲) عقود الدریہ بہ تنقیح الحامدیہ جلد دوئم، صفحہ ۳۶۷، مصنفہ حضرت محمد امین مشہور بایں عابدین شامی علیہ الرحمتہ۔ (ب) فائدہ لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایۃ فی کتاب الغضب ......ان فی لفظ قالوا اشارۃ الٰی ضعف ما قالوا الخ یعنی فائدہ کر کے لکھا ہے کہ لفظ قالوا کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ مشائخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایہ کی کتاب الغضب میں ہے تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں ضعف ہے یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) فوائد البہیہ فی تراجم حنفیہ، صفحہ ۱۰۱، فائدہ۔ لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذفی النہایۃ

کتاب الغضب وفی العنایات و البنایه فی باب مایفسد الصلوٰة و ذکر ابن الهمام فی فتح القدیر فی باب
ما یوجب القضاء و الکفارة من کتاب الصوم...... و کذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حواشی الکشاف
ان فی لفظ قالوا اشارة الیٰ ضعف ماقالوا ۔ الخ یعنی لفظ قالوا کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون میں جس میں کہ مشائخ
کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایہ کی کتاب الغضب میں ہے اور عنایہ والبنایہ کے باب ما یفسد الصلوٰۃ میں ہے۔ اور ذکر
کیا ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب یوجب القضاء اور کفارہ کتاب الصوم میں۔ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین
تفتازانی نے حواشی کشاف میں کہ تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ ضعف کا ہے۔ یعنی یہ قول ضعیف ہے۔

(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۴۰۲ (آخر بحث قنوت) حضرت قاضی خان علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج
ہے: و کلام قاضیخان یشیر الیٰ عدم اختیاره له حیث قال و اذا صلی علی النبی علیه الصلوٰة و السلام فی
القنوت قالوا لا یصلی علیه فی القعدة الاخیرة ففی قوله قالوا اشارة الیٰ عدم استحسانه له و الیٰ انه غیر
مروی عن الائمة ۔ الخ۔ بلفظہ۔ یعنی کلام قاضی خاں کی طرف اشارہ ہے اس کے عدم اختیار کرنے میں جیسا کہا ہے اور جس
وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود وسلام پڑھا جائے۔ قنوت میں کہا انہوں نے (یعنی فقہانے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ پس اس کے قول میں لفظ قالوا عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ کہ
یہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے۔ پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہوگیا کہ قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی تحریر میں لفظ
قالوا درج ہے۔ جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوع ہے۔ جس کی
بابت درمختار میں لکھا ہے: ان الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق الاجماع ۔ یعنی حکم اور فتاویٰ قول
مرجوع پر دینا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے۔ یعنی خلاف اجماع ہے۔ رد ہوگیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر
ہے۔ جس نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح کیا۔ اچھا کہیے اور ذرہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں
فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شهیدا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر اے لوگو گواہ ہیں۔ تفسیر عزیزی کی
مفصل عبارت پیچھے درج کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے سب حالات نیک و بد اور تمہارے
سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دیں گے۔ اور وہ گواہی مقبول ہے۔ تو کیا اس مرد اور عورت
کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دیں گے۔ جب وہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔ میں کہتا
ہوں کہ وہ ضرور بالضرور شہادت دیں گے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں گے۔ نتیجہ یہ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے۔ البتہ اس سے انکار کرنے والا ضرور کافر
ہے۔ اس لیے کہ وہ نص کا منکر ہے۔ اب اور لیجئے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھیے۔

(۵) درمختار کتاب النکاح تزوج بشهادة الله و رسوله صلی الله علیه و آله و سلم لم یجز قیل یکفر یعنی

اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر تو جائز نہیں۔ اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر
ہوجاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ شامی دیکھیے۔

(۶) ردالمحتار شامی حاشیہ یا شرح درمختار جلد دوئم، صفحہ ۲۷۶، سطر ۲۱۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ (قوله قیل یکفر) لانه
اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عالم الغیب ۔ قال فی التا تار خانیة وفی الحجة ذکر فی
الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء یعرض علی روح النبی صلی الله علیه و آله وسلم و ان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال الله تعالیٰ علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسوله قلت بل ذکروا
فی کتاب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علیٰ بعض المغیبات وردوا علی المعتزلة
المستدلین الخ۔ بلفظہ۔ ترجمہ: یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اس واسطے کہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجتہ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا۔
کیونکہ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران علیہ السلام بعض غیب جانتے
ہیں۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب وہ اللہ نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی نبی یا رسول کو پسند فرماتا
ہے۔ اس کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں بلکہ کتب عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاء
کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔ اور یہ امر معتزلہ فرقہ کا رد ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق (کتاب النکاح) والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیهم الصلوٰة
والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیهم الاشیأ یعنی صحیح یہی ہے کہ خدا اور رسول کی شہادت پر گواہ نکاح میں کرنے
والا) وہ کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۸) خزانۃ الروایات (باب النکاح) وفی المضمرات والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیهم الصلوٰة
والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیهم الاشیاء فلا یکون کفراً الخ یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ
نکاح کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں ان کے روبرو پیش کی جاتی
ہیں۔

(۹) مجموعہ خانی، جلد ثانی، صفحہ ۶۔ در فتاویٰ حجتہ میگوید صحیح آنست کہ آں شخص کفر نمیشود زیرا کہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم عرض میکنند۔ پس غیب نباشد۔ بلفظہ۔ لیجئے مفتی جی! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور
صاف ہوگیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوتا۔ اور یہی صحیح
ہے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی اعتقاد مذہب اہلسنّت و جماعت احناف کا ہے۔ اور جن علماء یعنی
قاضی خان و بزازی علیہ الرحمۃ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوع فرما رہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور

صاف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تاکیدی یہ ہے کہ نکاح کے وقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں۔ جو شخص اس کے خلاف کرے گا وہ واقعی کافر ہو جائے گا۔ لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا۔ دیکھیئے اس کی تصدیق یوں ہے۔

(۱۰) طحطاوی حاشیہ درمختار میں اسی مسئلہ کو اس طرح پر لکھا ہے۔ قوله يكفر لعل وجه انه حلل ماحرم الله تعالى لان الله تعالىٰ لم يحل النكاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف اھ۔ یعنی یہ قول کہ (نکاح کرنے والا) کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حلال اعتقاد کیا اس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ آدمی اس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جب کہ اس نے اعتقاد کیا۔ اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے۔ پس اس نے مخالفت کی حکم خداوندی کی (اس لیے وہ کافر ہو گیا) ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا: قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء (سورہ بقرہ) یعنی فرشتوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص پیدا کرنا چاہتا ہے جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا۔ فرمائیے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کر دی۔ اور کہاں سے کر دی۔ یہ خبر ان کو کس نے بتلائی اور خداوند تعالیٰ نے بھی ان سے پوچھا نہیں کہ تم یہ غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہو گئے۔ تم نے غیب کی بات کہہ دی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غیب کی بات کا انکار فرمایا۔ صرف اتنا فرمایا کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔ یعنی جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور آخر دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ العالمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔ کیا کہیے۔ مولوی جی! یہ فرشتے بھی سب کے سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ **العیاذ باللہ۔**

اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی۔ اور وہ حاضر کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے تو ضرور ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات۔ وان عليكم لحفظين ٥ كراما كاتبين ٥ يعلمون ما تفعلون۔ (سورہ انفطار) "یعنی تمہارے پر محافظ مقرر ہیں سردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔" پر بھی ایمان وایقان نہیں۔ یہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہے کہ وہ فرشتے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنے والے مرد اور عورت کے ساتھ دو دو فرشتے ہر وقت حاضر ناظر رہتے ہیں۔ اور حاضر تھے بجائے دو گواہاں کے چار گواہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکر ان کا نکاح نہ ہوا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح

نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے نکاح کے وقت ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح کے وقت حاضر نہیں ہوتا۔ یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے یا ناجائز ہونے کی وجہ ان کی حاضری یا غیر حاضری یا علم غیب کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو میں صفحہ ۱۳۶ کے نمبر ۱۰ پر عبارت طحطاوی حاشیہ درمختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہاں کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے تا کہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد و عورت میں ناچاکی و شکررنجی کی صورت پیدا ہو۔ اور ان میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے۔ یا مہر مقرر سے منکر ہو۔ یا خدانخواستہ کچہری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو اس جگہ پر یہ دونوں گواہ حاضر نہ ہو سکیں۔ اور شہادت ادا کریں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گواہوں کو کچہری یا غیر کچہری میں کسی فرد یا بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہاں کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھ دیں۔ خیر اب بھی امید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے

باز گردیدن ندارد سود جاہل را زجہل
قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں می شود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے ردّ میں لکھی تو میں نے اس کی کتاب ازالہ اوہام کے صفحات ۶۸۹-۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی۔ ملخصًا

تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچہری میں نکال کر مرزائیوں کو دی اور انہوں نے کچہری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے: وعن ابى موسىٰ عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال رأيت فى المنام انى اهاجر من مكة الى الارض بها نخل فذهب وَهلى الى انها اليمامة اوهجر فاذا هى المدينة يثرب الحديث:-

بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے جب قادیانی پر اعتراضات کیئے کہ تمام الہام تمہارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اس کی تائید ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۹ میں لکھا کہ چار سو نبیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اسی میدان میں مارا گیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے

اس نے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کروایا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں۔ وہ یمامہ یا ہجر ہے۔ مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس پر میں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اس کے معنی و مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوز نے فرمایا۔ کہ جس قدر ملزمان چاہتے اتنا ہی لکھا جائے گا۔ جس وقت تمہاری باری آئے گی۔ اس وقت تم نے اس کا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کرنے کا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کردیا۔ جیسے مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ چونکہ اس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے تا کہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونوں بھائی آپس میں سمجھ لیں جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ ترجمہ حدیث بالا کا یہ ہے۔ یعنی ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں۔ مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ یثرب ہوا۔ ترجمہ ختم ہوا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک وھلی۔ دوسرا فاذا لفظ وھلی یا وھل کے معنی دل کا کسی جگہ جانا جو مراد اس کی نہ ہو۔ یا دل میں کسی چیز کا بے قصد آنا (دیکھو منتخب اللغات، صفحہ ۴۹۶) اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہاں فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے جادو چلانے کے وقت اپنا عصا شریف کو بحکم خدا تعالیٰ پھینکا۔ تب فاذا ھی ثعبان مبین پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف سانپ یا اژدہا بن گیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو فاذا ھی بیضاء للنظرین پس فوراً اس وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور یہی الفاظ حدیث شریف کے فاذا ھی یعنی اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا۔ کیا یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے؟ کہ یمامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔ اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتا لگا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا کثرت سے آیات میں موجود ہے۔ جس کے معنی فوراً ناگہاں اسی وقت کے ہیں اور لفظ وھل کے معنی صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ یمامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا بلکہ مدینہ شریف جو عین یثرب ہی میں معلوم ہو گیا تھا۔ غرضیکہ یہ حدیث شریف کلہم خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے۔ اس میں بیداری کا مطلق ذکر نہیں۔ بدمذہبوں کا دھوکا ہے۔

جب باقی یہ بات ہے کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی

رہی ہے۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ان کا کہنا سراسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جس کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجوہات ذیل:-

اوّل: اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے تو تمام سلسلۂ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائے گا۔ جب کوئی بات ہوئی یہ کہہ دیا کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی ہوگی۔ اور ان کے صدق کلام میں سخت رخنہ ہوگا۔ دیکھو میرے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے:-

دوئم: انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے۔ اور اولیاء کرام کی خواب الہام میں داخل ہے۔

سوم: انبیاء علیہم السلام کا اجتہادی وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے۔ اور اولیاء کرام کا اجتہاد ظن ہے۔

چہارم: مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ جلد ثانی نمبر ۳۶، صفحہ ۹۰، سطر ۸، حصہ ششم، مطبوعہ امرت سر۔ احکام اجتہادیہ در ثانی الحال احکام منزلہ سماوی گشتہ است زیرا کہ برخطا مقرر داشتن انبیاء را جائز نیست۔ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پس از احکام اجتہادیہ بعد از ثبوت اجتہاد و مستنبطان و اختلاف رائے ایشاں حکمے از نزد حق جل وعلا نازل میگردد کہ صواب را از خطا جدا سازد و امتیاز محق از مبطل نماید پس احکام اجتہادیہ نیز در زمان آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند۔ واحتمال خطا نداشتند۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

پنجم: حجۃ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۹۹، سطر ۳ ان علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کی رائے خطا پر جم سکے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

ششم: تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۷، سطر ۱۶ تاثیر نور القدس در قوت نظریہ او بوجہے واقع میشود کہ غلط و اشتباہ در معلومات او رانمی یابد۔ بلفظہٖ۔

ہفتم: مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد دوئم، صفحہ ۶۹، سطر ۸، وصل، جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدہ ذکر کیئے ہیں۔ یعنی کئی وجہ سے اوّل رؤیا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے: اوّل مابدیٔ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الرویاء الصالحہ۔ یعنی اول جس چیز سے کہ ابتداء (وحی) کیا گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ رؤیا صالحہ ہے۔ وفی روایۃ الصادقۃ فکان لایریٔ رؤیا الاجاء ت مثل فلق الصبح فلق یعنی شگاف ہونا اور فلق یعنی پو پھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک رویا صالحہ ہے۔ لفظ صالحہ کے واسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں دے او پر اہمال کے اور فساد کے لیکن انبیاء کو یہ نہیں۔ بلکہ وہی رؤیا ہے انبیاء کا کہ بمنزلہ وحی ہو۔ اسی واسطے کہا ہے رویائے صالحہ اور بعض روایت میں آیا ہے رؤیا صادقہ پس نہیں دیکھتا رؤیا کے تئیں مگر آتا ہے رویا مثل فلق صبح یعنی نور صبح۔ بعضی کتابوں میں

واقع ہوا ہے رویا چھ مہینے تک تھا۔ اور ثبوت میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظہٖ۔

ہشتم: مناہج النبوت درترجمہ مدارج النبوۃ ایضاً صفحہ ۸۶، سطر ۶، جلد دوئم وما ینطق عن الھوی سے مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے۔ یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی اپنی طرف سے نہیں۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الٰہی ہے۔ اس میں کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں۔ اور مردود ہے۔ کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ کا۔ اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں۔ جس پر قادیانیوں اور وہابیوں کا غلطی کا گمان ہے۔ مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوئم، صفحہ ۴۳۵، ۴۳۶ روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت اندوہناک اور محزوں ہوئے۔ ایک تو اس جہت سے کہ انہوں کے تصور میں یہ بات آئی تھی کہ اسی سال میں اس جناب کی خواب کا نتیجہ ظاہر ہو گا۔ اور مکے کی فتح میسر ہو گی اور اہلِ اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔ نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا اور مراجعت کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی۔ اور کہا میں نے کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق نہیں ہیں۔ فرمایا ہوں۔ پھر کہا میں نے کہ ہم برحق نہیں ہیں۔ اور مخالف باطل پر۔ فرمایا ہاں کہا میں نے پس کس واسطے یہ مذلت اور حقارت کھینچیں ہم اور اس طور سے صلح کر کے پھریں ہم۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے بیٹے خطاب کے تحقیق کہ میں فرستادۂ خدا ہوں۔ اور بے فرمانی اس کی نہیں کرتا ہوں اور وہ میرا ناصر اور معین ہے۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی۔ نہ رائے اور اجتہاد سے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا کہ جلد ہو کر مکے میں جائیں ہم اور بیت اللہ کا طواف بجا لائیں ہم فرمایا ہاں وعدہ کیا میں لیکن یہ نہیں کہ اسی برس۔ اے عمر رضی اللہ عنہ غم نہ کھا کہ تو کعبے کی زیارت کو پہنچے گا۔ پس ویسا ہی اندوہ گیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اٹھا میں۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گیا میں۔ اور وہی حکایت جو حضرت سے میں نے عرض کی تھی۔ اس سے بھی کہی میں نے۔ اور وہی جواب جو میں نے حضرت سے سنا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی سنا میں نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے مرد جا اور ہاتھ اس کی رکاب میں مارو۔ اور کچھ اعتراض مت کر کہ وہ فرستادۂ خدا ہے۔ جو کرتا ہے وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اس کا۔ اور یہ قول عمر خطاب رضی اللہ عنہ بر سبیل استکشاف اور استفسار تھا۔ نہ بر سبیل شب وانکار اور ساتھ اس کے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گزری ہے کہ شیطان کے وسواس اور کید نفس سے جو اس روز میری خاطر میں گزرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال صالحہ سے صوم وصلوٰۃ اور اعتکاف وتصدقات سے توسّل ڈھونڈتا ہوں۔ تاکہ میری اس جرأت کی کفالت ہو۔ نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کرتے تھے ابتداء بعثت سے عین مصالحت تک۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی فتح اہلِ اسلام میں حدیبیہ کی صلح کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنی تک نہیں پہنچتا۔ وہ ایک سر تھا۔ درمیان اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس کے پروردگار

کے۔ لیکن بندے تعمیل کرتے تھے اور خداوند عز وعلا عجلت یعنی جلدی کرنے سے مبرا اور منزہ ہے۔ یعنی پاک ہے۔ اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح۔ تب مختلف ہوئے کفار مسلمانوں سے اور آئے مدینہ میں اور مطلع ہوئے احوال شریف پر۔ اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے اور مباحثہ اور مناظرہ کرتے تھے۔ بلا ملاخطہ۔ اور گئے اہلِ اسلام مکہ میں اور خلوت وجلوت کی انہوں نے اپنے اہل وعیال سے اور اپنے یاروں سے اور دوستوں سے اور نصیحت کی انہوں نے تیئں اور سنا اہل مکہ کے احوال شریف اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ اور آثار بینہ یعنی روشن۔ اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اعلام نبوت اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوت کا اور نیکی خصلت کی اور جمال طریقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس پیدا ہوئی ان کے دلوں میں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مائل ہوئے بواطن جمع باطن کی طرف ایمان کے۔ اور اس کے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس کے آگے نہیں سنتے تھے۔ سوا اہل کفر کے افتراؤں کے۔ افتراء بمعنی بہتان اور طغیان اور مخترعات نفس کے اور شیطان کے مخترعات اختراع سے آیا ہے۔ بمعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میان اور مکے کی فتح میں بہت لوگ اور حاصل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہلِ اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا نور مکے کی فتح کا۔ یعنی مکے کی فتح ہوئی اور ساطع ہوا برہان دین یعنی روشن ہوئی حجت دین کی الخ۔ بلفظہٖ۔ میں کہتا ہوں کہ مدارج النبوت میں بہت مفصّل حالات قصہ حدیبیہ کے درج ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ سفر حدیبیہ بموجب وحی الٰہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ سے نافرمان ہونا پڑے گا۔ ان لوگوں کو جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ اور کسر شان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کس قدر ہے اور اولیاء کرام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ ان لوگوں کے شب اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سُنّیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے برابر کر دیا ہے۔

اوّل: علم اللہ تبارک وتعالیٰ

(۱) شرح عقائد علامہ تفتازانی علیہ الرحمتہ، صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع لا تناھیھما۔ اھ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں۔ (یعنی معلومات اور مقدورات کی)۔

(۲) شرح مواقف۔ موقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمتہ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع ان کل واحد منھا غیر متناھیۃ۔ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اس کی تقدیر کیئے ہوئے سے۔ باوجود اس کے ہر ایک ان دونوں سے غیر منتہی ہیں۔

(۳) صحیح بخاری، جلد دوئم، صفحہ ۱۷۶، سطر ۴ مصری (قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام) فـمـا ركبا فی السفينة جاء عصفور فوقع على حرف السفينة فنقر فی البحر نقره او نقرتين قال له الخضر يموسىٰ ما نقص علمی و علمك من علم الله الا مثل ما نقص هذا العصفور بمنقاده من البحر الحديث . بلفظہ۔ یعنی ایک چڑیا یا کشتی کے کنارہ پر آ کر بیٹھی۔ اور اس نے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا۔ بس خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے: ان معلومات الله تعالىٰ لا نهاية لها و غيب السمٰوٰت والارض وما يبدونه وما يكتمونه قطرة منها یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے۔ اور غیب آسمانوں اور زمینوں۔ اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اس کو۔ اور جو کہ چھپاتے ہیں اس کو ایک قطرہ ہے اس سے۔

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ دا ہیچ سلیم دل نبود کہ ایں قدر نداند کہ فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق ناچیز است و ہمہ را گفتہ کہ وما اوتيتم من العلم الا قليلا۔

دوم: علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیائے کرام علیہم الرحمتہ

(۱) روح البیان تفسیر (لیلۃ الاسریٰ) وقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ليلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما كان وما سيكون ۔اھ یعنی تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے حلق میں قطرہ ٹپکایا گیا۔ تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔

(۲) تفسیر حسینی باب معراج در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما كان وما سيكون۔ اھ۔ بلفظہ۔

(۳) تفسیر روح البیان، صفحہ ۳۷۵۔ قال شيخنا العلامة ابقاه الله بالسلامة فی الرسالة الرحمانية فی بيان الكلمة العرفانية علم اولياء من علم الانبياء بمنزلة قطرة من سبعة البحر وعلم الانبياء من نبيّنا محمد صلى الله عليه سلم بهذا لمنزلة و علم نبيّنا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة . ا ه

وفی قصيدة البردة

وكلهم من رسول الله ملتمس — غرفا من البحر او شفا من الديم

وواقفون لديه عند حدهم — من نقطة العلم اومن شكلة الحكم

حاملة ان علوم الكائنات وان كثرت بالنسبة الى علم الله تعالىٰ بمنزلة نقطة اوشكلة

ومشربها بحر روحانية محمد صلى الله عليه وآله وسلم فكل نبی و رسول ولیٰ اخذ من بقدر القابلية والاستعداد مما لديه وليس لاحد ان يحذره او يتقدم عليه انتهىٰ۔

یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ساتھ سلامتی کے اپنے رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ میں۔ علم اولیاء کا انبیاء علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے۔ علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم الٰہی سبحانہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے۔ اور قصیدہ بردہ میں ہے اور تمام وہ انعام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امید رکھنے والے ہیں کہ چلو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جود سے ملے۔ اور کھڑے ہوئے ہیں در بار مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تا کہ مل جائے ایک نقطہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے)۔ حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں۔ مگر علم الٰہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم کے حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے۔ روحانیت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس ہر رسول و نبی و ولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے مواقف پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اس کی برابری کرے۔ یا اس سے بڑھ جائے۔ کمافی الابریز صفحہ ۲۶۲، لوعاش جبرئيل مائة الف عام الى مائة الف عام الى مالا نهاية ما ادرك ربعاً من معرفة النبی صلى الله عليه وآله وسلم و لامن علمه بربه تعالىٰ و كيف يمكن ان يكون سيدنا جبرئيل اعلم وهو انما خلق من نوره صلى الله عليه وآله وسلم الخ وقد كان الحبيب صلى الله عليه وآله وسلم مع حبيبه عزوجل حيث لا جبرئيل ولا غيره واستمد صلى الله عليه وآله وسلم من ربه تعالىٰ اذ ذاك مايليق بعطية الكريم و جلاله و عظمة مع حبيبه صلى الله عليه وآله وسلم فی اخر ما افاد واجاد فلينظر ثمه من اراد ۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے دوسرے لاکھ برس تک۔ یا اس قدر زندہ رہیں کہ جس کی حد و عد نہیں تو بھی معرفت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور نہ ان کے علم سے جو ان کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے۔ چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حالانکہ جبرائیل علیہ السلام انہیں کے نور مبارک سے بنائے گئے ہیں۔ (منیر الدین)

(۴) درر الغواص عن فتاویٰ علی الخواص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمتہ، صفحہ ۸۰، قال ولما لقن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على ابن ابی طالب رضی الله عنه وخلع عليه ذلك صار يقول عندی من العلم الذی اسره الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما ليس عند جبرئيل عليه السلام تخلف عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليلة الاسرء و قال مامنا الاله مقام معلوم فلا يدری ماوقع بعد ذلك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ۔ یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس تلقین کو پیش کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پاس اس علم میں سے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا وہ علم بھی ہے جو جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے اس بات پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کس طرح ہے یہ یعنی اس کا کیا مطلب ہے۔ یا امیر المومنین! پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ تحقیق جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ جدا ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج میں۔ اور کہا جبرائیل نے کہ ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے۔ جس کے لیے ایک خواص حد نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مقرر مقام ہے کہ وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۵) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاوحٰی الٰی عبدہ ما اوحٰی ۔ والظاهر انها اسرار وحقائق ومعارف لا يعلم ما الا الله و رسوله بلفظہٖ۔ یعنی آیت شریف ''پس وحی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ وحی کی۔'' اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف ہیں۔ کوئی چیز چھپی نہیں رہی۔ سب کچھ بتلا دیا۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئ هدى ورحمة ط وبشران للمؤمنين ۔ (سورہ نحل) اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن طور پر بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور ہدایت کی خوش خبری ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما كان حديث يفترى ولكن تصديق الذى بين يديه و تفصيل كل شئ (سورہ یوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنایا جائے۔ بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مافرطنا فى الكتاب من شيئ (سورہ انعام) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا حبة فى ظلمت الارض ولا رطب ولا يابس الافى كتاب مبين ۔ (سورہ انعام) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر۔ اور نہ کوئی خشک۔ مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وكل شئ احصينه فى امام مبين ۔ (سورہ یٰسین) یعنی ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وكل صغير و كبير مستطر ۔ (سورہ قمر) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونے والا ہے۔ درج کر دیا ہے۔ دیکھیئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف کل کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی اور لوح محفوظ

میں جو کچھ درج ہے۔ ان سب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شمہ ہے جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے۔ جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

لوح محفوظ است پیش اولیاء ۔۔۔ از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ اکفر ہیں۔ نتیجہ کامل اخیر بحث پر درج ہوگا۔

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے ان کی صراطِ مستقیم سے دکھلاتا ہوں تا کہ اِن کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو

(دیکھو صراطِ مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی)

(الف) وہمچنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ دار باب ایں مناصب رفیعہ ماذرن مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت مے باشند۔ وابن کبار اولی الایدی والابصار میرسد۔ کہ تمامی کلیات رابسوئے خود نسبت نمائند۔ مثلاً ایشاں رامے رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰۱، سطر ۷۔

(ب) افادہ-۱- برائے انکشاف حالات سمٰوات وملاقات ارواح وملائکہ وجنت ونار واطلاع برحقائق آں مقام دریافت امکنہ آنجا وانکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یا حی یا قیوم است الخ۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۱۳، سطر ۷۔

(ج) افادہ-۱- برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا دسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔ وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد الخ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۱۷، سطر ۸۔ لیجئے اپنے امام الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے حالات اور دوزخ وبہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پانا ان کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں کہ ان کو جائز ہے کہ وہ یہ بات بھی صاف کر دیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حی یا قیوم کا بتلا رہے ہیں۔ دیکھو! جب اولیاء کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علم غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے۔ اللہ غنی!!

اب میں ایک فتویٰ علماء کرام ہندوستان کا علم غیب پر لکھتا ہوں۔ اس کو بغور پڑھیئے:-

(از کتاب ابناء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ۔ فاضل بریلوی)

مسئلہ استفتاء

(از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علماء اہل سنت ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرات علماء کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید[1] دعویٰ کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ حتیٰ کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر وشر بالتفصیل جانتے ہیں۔ اور جمیع اولین وآخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جس طرح اپنی کف دست مبارک کو۔ اور اس دعویٰ کے ثبوت میں آیات واحادیث واقوال علماء پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے۔ اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علماء ربانی کی خدمت میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالحین۔ اور کون بدمذہب جہنمی ہے۔ عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم (معاذ اللہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے۔ کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ تو فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

اللھم لک الحمد سرمدا صلی وسلم و بارک علی من علمتہ الغیب و نزھتہ من کل عیب و علی الہ وصحبہ ابدًا رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطٰن واَعوذ بک رب ان یحضرون زید کا قول حق وصحیح۔ اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش، سب انہیں دکھایا ملکوت السمٰوات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا سب ما کان وما یکون انہیں بتایا اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس، جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حاشیہ[1]: زید سے مراد مولوی ہدایت الرسول صاحب لکھنوی ہیں۔ اصح عفی عنہ۔ منیر الدین، صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ ۱۳۳۴ بار ثانی۔

وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی ہیں۔ وہ ہزار دو ہزار بے حد وبے کنار سمندر لہرا رہے ہیں۔ جن کی حقیقت وہ جانیں۔ یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک ومولیٰ جل وعلاو الحمد اللہ العلی الاعلیٰ۔ کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وحدیث میں اس کے دلائل کا بسط وشافی وبیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہوتو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل وحکم فضل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء وھدی و بشریٰ للمسلمین۔ اتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت وبشارت وقال اللہ تعالیٰ ما کان حدیث یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیئ قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شی کا صاف صاف جدا جدا بیان وقال اللہ تعالیٰ مافر طنافی الکتاب من شیئ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ الخ۔ بلفظہٖ کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین۔ صفحہ ۲۶۱ اس کے آگے اس فتویٰ میں قرآن شریف واحادیث شریف وتفاسیر وکتب سیر واقوال علماء درج کر کے زید کے دعویٰ کو کامل ومکمل طور پر سے ثابت کیا ہے۔ اور دعویٰ بکر وعمرو کو مردود ظاہر کیا ہے۔

تعداد علماء جن کی اس فتویٰ پر تقاریظ ومواہیر ودستخط ہیں

نمبر شمار	نام شہر	تعداد علماء	نمبر شمار	نام شہر	تعداد علماء
۱	علماء کرام بریلی شریف	۵	۲	علمائے کرام بدایوں شریف	۳
۳	علماء کرام بریلی سورت	۴	۴	علمائے کرام حیدرآباد دکن	۱۷
۵	علماء کرام بریلی مدارس	۳	۶	علمائے کرام احمد آباد گجرات	۴
۷	علماء کرام بریلی بمبئی	۹	۸	علمائے کرام بنگلور	۷
۹	علماء کرام بریلی دہلی	۱	۱۰	علمائے کرام علی گڑھ	۱
۱۱	کانپور	۱	(میزان کل)		۵۵ علماء

دوسرا فتویٰ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً

جن کے دستخط کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں۔ جو ۱۳۰۷ھ میں مولانا نے خود کروائے

۱- محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ
۲- محمد سعید بابصیل صاحب مفتی شافعیہ
۳- محمد عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ
۴- خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنابلہ
۵- شیخ الدلائل محمد عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی
۶- عبداللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ

۷- امام الدین احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ ۸- محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ
۹- سید اعظم حسین صاحب ۱۰- عظمت علی صاحب
۱۱- حضرت نور صاحب ۱۲- عبدالسبحان صاحب
۱۳-محمد رحمت اللہ صاحب پایہ حرمین شریفین

نام علمائے مدینہ منورہ

(۱) عثمان بن عبدالسلام واغستانی مفتی حنفیہ۔
(۱) سید محمد علی بن طاہر مدرس اعلیٰ۔

لیجئے مولوی جی! علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات واحادیث وتفاسیر وکتب سیر واحوال واقوال علمائے متقدمین ومتاخرین سے کامل طور پر ثابت کر دیا گیا اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکا دہی سے کیئے گئے تھے۔ان کا بھی دندان شکن جواب ہو چکا اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں۔ جب تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو تب تک کچھ نہیں بنتا۔مگر ہم دعا کرتے ہیں۔کہ خداوند کریم صراط مستقیم عطا کرے۔اب علم غیب کو() آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔وہ نتیجہ قرآن شریف اس طرح پر ہے۔

نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی

منافق-کافر-مرتد ہے

اگر چہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزاء کرے یا انکار کرے۔وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً یا استہزاء انکار کرے۔وہ بموجب خداوند تعالیٰ۔منافق،کافر،مرتد ہے۔اس طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قل اباللہ وآیتہ و رسولہ کنتم تستھزؤن ۔ لا تعتذروا قد کفر تم بعد ایمانکم** ۔(سورہ توبہ) ترجمہ:اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو۔تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔(اے میرے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ٹھٹھا کرتے تھے۔پس بہانے مت بناؤ۔تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔(یعنی مرتد)۔

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مصر جلد دہم،صفحہ ۱۰۵۔

(۲) تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ،جلد سوم،صفحہ ۲۵۴ حضرت ابن شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت کا یوں فرماتے ہیں:**انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب الایۃ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا ما یدریہ بالغیب** ۔کہا امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں۔اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو دو (منافقین) کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے۔(اخیر آیت تک) (وہ منافقین استہزاء یہ کہتے جاتے تھے) جب ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف اتاری کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھٹھا کرتے ہو۔بہانے مت بناؤ۔تم مسلمان کہلا کر اس لفظ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کو کیا جانیں) کے کہنے سے کافر ہو گئے۔دیکھیئے اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے۔وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اس وقت بھی منافقین کا یہی قول ہے کہ ''غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔رسول کو کیا خبر''۔بلفظہ۔تقویۃ الایمان،صفحہ ۵۸؛سطر ۳۔فرق اس قدر ہے کہ اس وقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں کہتے تھے۔یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے لیکن اس وقت اور اس زمانہ کے ان کے سگے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں.. بڑے زور سے علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔**انا للہ و انا الیہ راجعون** ۔گویا یہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔جزاک اللہ تعالیٰ۔نکتہ،منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دلائل سے منافق اور کافر ہیں۔ایک تو یہی آیت شریف ظاہرہ **قد کفر تم بعد ایمانکم** ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ **فقد کفر تم بعد ایمانکم** یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔صریح طور پر یوں ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔اور ادھر جملہ یا فقرہ۔برآمدہ یعنی ''فرقہ زنادقہ،نسب نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ'' کے بھی وہی اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔گویا خداوند کریم نے پہلے ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنادقہ کو داخل کر دیا۔علاوہ اس کے اگر چہ اعداد جمل الفاظ بلغمی اور اغلانی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔یعنی مولوی جی! علم غیب کی بحث مختصراً لیکن مسکتاً ختم ہوئی۔زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

حاشیہ! تفسیر بیضاوی،جلد اول،سورہ توبہ،صفحہ ۲۳۶،سطر ۲۰ اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی،جلد اول صفحہ ۲۹۹،سطر ۱۲،۱۳ منہ

بابِ ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً، تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۰، ۴۰۔

عقیدہ نمبر ۱۱: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً، تقویۃ الایمان، صفحہ نمبر ۴۰، ۴۱، ۴۲۔

قولہ: توضیح۔ مطالبہ نمبر ۷، برعقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱۔ آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ اور عقیدہ نمبر ۱۱ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افتراء ہونے کے کوئی اصلیت نہیں رکھتی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۰۔ اقول: مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں کہ یہ عبارات بلفظہٖ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً لکھ کر تقویت کے صفحات ۱۰، ۴۰، ۴۱، ۴۳ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ اِن صفحات کو پڑھتے نہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ مضمون ہی نہیں اور بہتان وافترا کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں اور اس پر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اس کا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندہ خدا اگر وہ عبارت یا مضمون تقویۃ میں نہیں ہے تو پھر اس کی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں۔ اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا کہ یہ مضمون ہی تقویۃ میں نہیں ہے۔ اس لیے اس کا جواب بھی نہیں ہے۔ واہ عجب۔ لیجئے میں ان عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آتیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہو ہذا:

(الف) تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا الخ۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۰، تقویۃ الایمان۔

(ب) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو۔ یا جھوٹی قبر کو۔ یا کسی کے تھان کو۔ یا کسی کے چلہ کو۔ یا کسی کے مکان کو۔ یا کسی تبرک کو۔ یا نشان کو۔ یا تابوت کو سجدہ کرے۔ یا رکوع کرے۔ یا اس کے نام کا روزہ رکھے۔ یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ یا جانور چھڑا دے۔ یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے۔

چادر چڑھائے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے الٹے پاؤں چلے۔ یا ان کی قبر کو بوسہ دے۔ مور چھل جھلے۔ اور اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ دعا مانگے۔ مجاور بن کر بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرے۔ ایسی قسم کی باتیں کرے۔ سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۱۔

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا۔ اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۰۔

(د) اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا۔ اور سفر کے رنج اور تکلیف اٹھا کر وہاں پہنچنا۔ یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۱۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبروئے ادب سے کھڑا رہنا۔ انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ سو اور کسی کے لیے نہ کیا جائے۔ بلفظہٖ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۳۔

دیکھیئے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویۃ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے۔ جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کر کے روضہ مظہرہ کی زیارت کے لیے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ نہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب حکم خداوند تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك الآیۃ نہیں مانگتے۔ ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کریں گے اور تا قیامت کرتے رہیں گے۔ اس لیے کہ ایسا کرنا خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ العیاذ باللہ۔ قولہ: البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے۔ بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لیے خاص کیئے ہیں۔ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ کرنا۔ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۱، سطر ۲۱۔ اقول: مفتی جی! شاباش اور آفرین یا تو ایسی سختی سے انکار تھا کہ ساری تقویت میں دیکھا۔ یہ عبارات ہی نہیں۔ نرا افترا اور بہتان ہے یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً اقرار بھی کر لیا۔ اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اچھا فرمائیے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لیے مقرر کیئے ہیں۔ صحیح ہیں۔ اور ان کی صحت پر کیا دلائل ہیں۔ وہ کام یہ ہیں:

وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کے لیے مقرر کیئے ہیں	ان کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہل سنت
(۱) ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا ہونا	(۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی وہاں تعظیم کے لیے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و مسلمین سے ثابت ہے۔

(۲) کسی کی قبر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا۔

(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے۔ جس کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہیئے۔ ہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ منورہ ہے۔ جس کی زیارت کے لیے دور دور سے قصداً لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتے ہیں۔ اور احادیث شریف میں درج ہے کہ جس نے حج بیت اللہ کا کیا۔ اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جس نے زیارت کی میری قبر کی اس کی شفاعت میرے پر واجب ہوگئی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العیاذ باللہ۔

(۳) اس پر غلاف ڈالنا۔

(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی قبر ہے۔ جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام کیونکر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی زریدار غلاف موجود ہے۔ جو جائز ہے۔

(۴) اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر پکارنا۔ یا دعا مانگنا۔

(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیئے۔ یہ کام خدا کے لیے کیونکر ہوا۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی جاتی ہے۔ جو حضور کے لیے خاص ہے۔

(۵) اس کے گرد روشنی کرنی۔

(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا کے لیے کیسے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی وہابیہ سوز کی جاتی ہے۔ جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لیے وہاں جاتے ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے۔

(۶) فرش بچھانا

(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھنے کے لیے بچھایا جاتا ہے۔ یہ کام خاص خدا کے لیے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی

ہیں۔ کافی زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زینۃ اللہ الآیہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ وہابیو! جلو، بھنو، مگر کسی کی مت سنو!

(۷) پانی پلانا۔

(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہیئے ورنہ شرک ہے۔ اگر اور کسی کو پلا دیا۔ یہ بھی خاصۂ خدا ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۸) وضو اور غسل کا لوگوں کے لیے سامان کرنا۔

(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی ضرورت ہے۔ شاباش۔ یا آپ کے امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں۔ سب لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں کے لیے یہ سامان کیا۔ وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۹) اور اس کے کنوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لیے لے جانا۔

(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی کنواں بھی خداوند تعالیٰ کا ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا۔ اور آب کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لیے لے جانا شرک ہوا۔ اور اس پانی کے لے جانے والا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۱۰) رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گردو پیش جنگ کا ادب کرنا۔

(۱۰) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے۔

کیا وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہیئے۔ حالانکہ روضہ مطہرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ اور کعبہ کی طرف پشت کرنے کا حکم ہے۔ اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح حرم ہے۔ ان سب کا اثبات آگے ہوگا۔

(۱۱) ان کی قبر کو بوسہ دے۔

(۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیونکر ہوا کیا اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی نعوذ باللہ قبر ہے:

جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہوگیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا۔

(۱۲) مورچھل جھلے۔	(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مورچھل اللہ تعالیٰ کو بھی جھلا جاتا ہے گویا خدا کو مورچھل جھلنا چاہیئے۔
(۱۳) اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔	(۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہیئے۔ ورنہ شرک ہے۔
(۱۴) مجاور بن کر بیٹھ رہے۔	(۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ) پر مجاور بن کر بیٹھے اور بقول ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لیجیے مفتی جی! یہ چودہ کام جو آپ نے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان سے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کیئے ہیں۔ پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دے دیا ہے۔ اب آپ فرمائیے۔ اور اپنے اماموں سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں۔ ان کو پیش کیجئے۔ ورنہ سخت متعصب وہابی ہونا قبول کیجئے جس کی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھوں گا۔ انتظار کریں۔

فصل اول

اب میں چند آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصراً آپ کے اطمینان کے لیے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا۔ غلاف چڑھانا۔ شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجد اللہ توابًا رحیمًا (سورہ النسآء) یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کریں تیرے (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاس آئیں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے ان کے واسطے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔ یعنی گناہ بخشے جائیں گے۔

(۲) مواہب اللدنیہ، جلد ثانی مصری، صفحہ ۳۳۸، سطر ۲۸۔ (الفصل فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجد المنیف) عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زارنی محتسباً الٰی المدینۃ کان فی جواری یوم القیمۃ رواہ البیھقی ۔ ایضاً قال العلامۃ زین الدین بن الحسین المراعی وینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربۃ للاحادیث الواردہ فی ذلك ولقولہ تعالٰی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول الایۃ ۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لیے آیا۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں

ہوگا۔ اور علامہ زین بن حسین مراغی نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الٰہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں اور تیرے پاس آئیں۔ اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے لیے بخشش مانگیں (تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا) لان تعظیمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینقطع بموتہ یہ اس لیے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وہ ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ۔ حیات و ممات برابر ہیں۔

(۳) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۲۱۳، سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے۔ اور بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کو تاویل سنن درجہ کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنت مؤکدہ نہایت تاکید کر۔ بلفظہ۔

(۴) ایضاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے مؤکد قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۵) ایضاً بعضے کہتے ہیں اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پائے۔ تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے۔ اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۶) ایضاً اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ پس حق تعالیٰ کے قول سے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك الایہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر۔ اور اس بات کی ترغیب کہ اس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغفار مانگیں اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہیں۔ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۷) ایضاً سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۸) ایضاً آئمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا۔ ایک روز مواجہ شریفہ میں حاضر تھا۔ کہ ایک اعرابی نے آ کر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اُتاری ہے۔ اور اس میں فرمایا ہے: ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ الایہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں سے استغفار مانگتا ہوں۔ اور

آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے۔ پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اس کے جانے کے ب
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اس کو بشارت دے ک
حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کی مغفرت کی۔ اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۵۔

(۹) ایضاً، حافظ ابوعبداللہ مصباح الظلام میں حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئیں قبر شریف پر گرادیا۔ اور خاک م
لوٹنے لگا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے۔ وہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
ہے اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالیٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور از جملہ اس کے کہ آپ پر ا
ہے۔ یہ آیت ہے: ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤك فاستغفر والله واستغفر لهم الرسول لوجد وا الله توابًا
رحیمًا ۔ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں آیا ہوں کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ قبر میں سے آواز آئی
قد غفرلک (تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے) بلفظہ، صفحہ ۲۱۵۔

فصل دوئم:

احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

(۱) حدیث شریف: من زار قبری وجبت له شفاعتی ۔یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے
زیارت کی میری قبر کی۔ اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب محدث دہلوی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
صفحہ ۱۹۶، سطر ۳۔

(۲) حدیث شریف: من زار قبری حلت له شفاعتی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان
نے زیارت کی میری قبر کی۔ اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی، صفحہ ۱۹۶،
سطر ۱۴۔

(۳) حدیث شریف: من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی بلفظہ۔ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا۔ اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ تو گویا اس نے
میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۹۶، سطر ۱۹۔

(۴) حدیث شریف: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی ۔بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا۔ اور اس نے میری زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جذب القلوب کا
ترجمہ اردو، صفحہ ۱۹۷، سطر ۶۔

(۵) حدیث شریف: من زار قبری کنت له شفیعا وشهیدًا ۔بلفظہ۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔
جس نے زیارت کی میری قبر کی۔ تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ ترجمہ جذب القلوب، صفحہ ۱۹۷، سطر ۱۰۔

(۶) حدیث شریف: حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: من زار قبری بعد موتی فکانما
زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میرے انتقال
دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ
کی۔ پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸، سطر ۳۔

دیکھیئے یہ چھ احادیث ایسی ہیں۔ جن میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے لیے فرمایا ہے
اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں۔ لیکن قبول کرنے والے کے لیے یہی کافی ہے زیادہ ہیں۔ اور نہ ماننے والے کے لیے قرآن
شریف بھی ناکافی ہے۔ ان میں یہ بھی وعید موجود ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کرے گا۔ تو اس نے فی الواقعہ
مجھ پر ظلم کیا۔ پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے۔ ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا۔
اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ العیاذ باللہ جس کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا لعنت الله علی
الظلمین ۔یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے والکفرون هم الظلمون ۔(سورہ بقرہ) یعنی
جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے ان اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی
زیارت کرنے کو علی الاعلان شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور زیارت کرنے والے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر
رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

فصل سوم:

آداب زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

(کتب سیر وفقہ)

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار، جلد اوّل، صفحہ ۶۲۳، سطر ۴، (کتاب الحج)

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں سنن ابوداؤد، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا جو سلام کرے مجھ کو مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھیر دیتا ہے۔ تا اینکہ میں اس کو سلام کا جواب
دیتا ہوں روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بجز دسلام کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے
ہیں۔ سلام کا جواب دینے کے واسطے اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو درود پڑھے گا میری قبر کے پاس میں اس کو سنتا ہوں۔ اور جو درود پڑھتا ہے دور تو مجھ کو پہنچ
ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دار قطنی اور ابوبکر بزاز نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا میری شفاعت اس کے واسطے واجب ہوگئی۔ یعنی بالضرور
ثابت ہوگئی۔ فجر صادق کے وعدہ صادقہ سے اور دار قطنی نے امام امالی میں۔ اور ابوبکر مقری نے اپنے معجم میں۔ اور طبرانی نے
معجم کبیر اور اوسط میں بسند معتمد عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت
کرنے کو آئے گا اس طرح کہ اس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو۔ سوا میری زیارت کے۔ تو مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس کا شفیع
ہوں گا قیامت کے دن۔ م حضرت کی زیارت عام ہے۔ حیات میں یا بعد ممات کے چنانچہ اگلی حدیث میں مصرح ہے۔ دار قطنی
اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا
اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اس نے میری زیارت کی میری حیات میں۔ اور دار قطنی اور ابن عدی نے
روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی
زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا۔ اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کچھ عذر نہیں جس کو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نہ
کرے۔ کذا فی المنح وتاریخ المدینہ للسید السمہودی اور حافظ منذری نے روایت کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ علم
میرا بعد وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں ہے۔ اور ابن عدی اور ابویعلی نے بروایت ثقات روایت کیا ہے۔ انس رضی
اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں۔ اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۲۳۔

(ب) جب کعبہ شریف نظر آئے تو اس کی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے کہ وہ یہ مکان ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے
حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے پسند فرمایا۔ سو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے۔ پھر جب مدینہ شریف میں
داخل ہو تو یوں کہے: بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۲۴، سطر ۵۔

(ج) اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دھیان کرتے ہوئے درود پڑھتا ہوا داخل ہو۔
اور یہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف وجلالت حاصل ہے۔ الخ، بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۲۴، سطر ۸۔

(د) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز وانکساری سے آنکھیں جھکائے متوجہ ہو۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۲۴، سطر ۱۸۔

(ھ) بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دے کر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند
میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آئے۔
اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے۔ اور کہے السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتہٰی کلامہ۔ اور یہی مذہب ہے آئمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا۔ الخ۔ اصل زیارت کے وقت

مؤدب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لحد
مبارک میں آرام فرماتے ہیں۔ اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں۔ اور میرا کلام سنتے ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت کی حیات
اور ممات حدیث میں منصوص ہے۔ پھر کمال حیا اور ادب سے یوں عرض کرے۔ السلام علبك ایها النبی ورحمة الله
وبرکاته تین بار السلام علیك یا رسول رب العلمین ۔ السلام علیك یا خیر الخلائق اجمعین السلام
علیك یا سید المرسلین و خاتم النبیّین الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۲۴، سطر ۲۱۔

(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲۔ اور جس
قدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں خضوع وخشوع عجز وانکسار سے ایک ذرّہ فروگزاشت نہ کرے۔ اور سلام کے وقت ہاتھ کو بائیں
ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ کرمانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ
کرلے۔ بلفظہٖ۔ بہر حال جالی کے قریب کھڑا ہو یا دور۔ ادب کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو۔ اور نہ بہت
پست۔ بہ صفت حیا ووقار سلام عرض کرے۔ السلام علیك یایها النبی و رحمة الله و برکاته پھر تین بار کہے۔ السلام
علیك یا رسول الله ۔ السلام علیك یا نبی الله ۔ السلام علیك یا سید المرسلین ۔ السلام علیك یا خاتم
النبیّین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۴۱، سے ۲۴۲ تک۔

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی باب زیارت روضہ مطہرہ فاولٰی له وضع یمینه علٰی یساره کا الصلٰوة
الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر
رکھے۔ جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری باب زیارت قبر شریف ویقفا یقف فی الصلٰوة یعنی زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو۔ جیسے نماز
میں کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ ۳۸۳، سطر ۱۰۔ مطبوعہ مصر۔ اعلم زیارة قبره الشریف من اعظم الایات
وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر هذا فقد انخلع من ربقة الاسلام و خالف
الله و رسوله و جماعة العلماء الاعلام۔ بلفظہٖ۔ یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہایت
عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلانے والی۔ اور اعلیٰ درجات کی طرف سے راستہ ہے۔ اور جو کوئی اس
بات کے خلاف عقیدہ رکھے (یعنی زیارت کرنے کا مانع ہو) اس نے اپنی گردن پر سے اسلام کا قلاوہ اتار ڈالا (یعنی اسلام سے
نکل گیا) اور اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علماء اعلام کی۔ (العیاذ
باللہ)

(۶) مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ ۳۸۷، سطر ۶۔ مصری۔ وینبغی ان یقف عند محاذات اربع ذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصرفی مقام الهیبة کما کان یفعل بین یدیه فی حیاته ویستحضر علمه بوقوفه بین یدیه وسماعه السلام کما هو فی حال حیاته اذا لا فوق بین موته وحیاته فی مشاهد الامة لو معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلی لا خفابه۔ بلفظہٖ۔ (یعنی زیارت کرنے والے کو) لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور لازم کرلے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کیئے ہوئے ہیبت زدہ جیسے کہ ان کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے دل میں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرے سلام کو سنتے ہیں۔ جیسے کہ زندگی کی حالت میں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور سب کو پہچانتے ہیں۔ ان کے حالات اور ان کے دلوں کی نیتیں۔ اور ان کے مقاصد ومرادات اور ان کے دلوں کے بھید سب کچھ ان کے سامنے روشن ہیں۔ ان سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(۷) مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ ۳۸۷، سطر ۱۸۔ مصری۔ ثم یقول الزائر بحضور القلب وغض طرف وصوت وسکون جوارح واطراق السلام علیك یا رسول الله، السلام علیك یا نبی الله۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی زیارت کرنے والا روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے۔ اور آواز نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر جھکا کر یوں کہے اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام۔ اسی طرح اخیر تک۔ لیجئے۔ مفتی جی! اسی قدر کافی ہے۔ اور تمام اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے جانا واجبات سے ہے۔ مسلمانوں کے لیے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہایت عجز وانکساری خشوع وخضوع سے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ان کو اپنے سامنے حاضر وناظر سمجھنا چاہیئے۔ اور ایها النبی اوریا رسول الله یا نبی الله۔ پکارنا چاہیئے۔ ایسا کرنے والا عین مسلمان اور پکا دیندار۔ دوست خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اس کو مشرک کہنے والا خود ڈبل مشرک ہے۔ مبارک ہو۔

فصل چہارم:

مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جس کو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مرجح سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد یہی کتاب ان کے نزدیک صحیح اور قابل عمل ہے۔ اور دوسری صحیح مسلم۔

(۱) صحیح بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۵، سطر ۱۸۔ باب حرم المدینہ۔ عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال المدینة حرم من کذا الی کذا لا یقطع شجرها ولا یحدث فیها حدث من احدث فیها حدث فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک۔ اس میں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جائے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔

(۲) صحیح بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۵، سطر ۲۸۔ مصری۔ عن علی رضی الله تعالیٰ عنه النبی صلی الله علیه وآله وسلم المدینة حرم مابین عائر الی کذا من احدث فیها حدثا او ادی محدثا فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین الحدیث۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ درمیان عائر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک۔ جو کوئی اس میں نئی بات خلاف شرع کرے۔ یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں وتمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(۳) صحیح بخاری، جلد اوّل مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الٰہی میں دعا کی: اللهم انی احرم ما بین جبلیها مثل ما حرم به ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام مکة۔ یعنی الٰہی میں دونوں پہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرام کرتا ہوں۔ مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۴۴۱، سطر ۶۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔

(۵) صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۴۴۰، سطر ۱۲۔ عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ان ابراهیم حرم مکة وانی حرمت المدینة ما بین لا بیتها لا یقطع عضاهها ولا یصاد صیدها۔ بلفظہٖ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار پایا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔ دیکھیئے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ کیسی سخت تاکیدی احادیث ہیں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اس کے گردوپیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۰-۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور خضوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں۔ کھڑے ہونا۔ اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر ایها النبی رحمة الله وبرکاته السلام علیك یا رسول الله کہہ کر پکارنا۔ اور ان

سے نجات مانگنا۔ استغفار کرنا۔ دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔ درختوں کو نہ کاٹنا۔ شکار نہ کرنا۔ آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں۔ اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے۔ مثلاً غلاف ڈالنا۔ اس کے گرد روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو و غسل کا لوگوں کے لیے سامان کرنا، کنوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لیے لے جانا قبر کو بوسہ دینا، شامیانہ کھڑا کرنا، مجاور بن کر بیٹھنا وغیرہ۔ یہ سب افعال اہلسنّت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل آیت نور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اس لیے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقائد وہابیہ کے ہیں۔ جو اہلسنّت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور بس۔ لیجئے آپ کے سب کے سب مطالبے جو اس بحث کے نیچے تھے گاؤ خورد ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے جو میری بحث سے خارج ہے اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لیے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں اس لیے جواب دیا جانا مناسب ہے۔ اس خیال سے بھی کہ مشرک مسؤلہ آپ کے گھروں میں بہت ارزاں ہے۔ جس کو وہابیہ نے سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے۔ لیجئے میں بتاتا ہوں۔ پہلے آپ کا سوال لکھ لوں وہ یہ ہے۔

قولہ: مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۷، شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۳، سطر ۳۔ **اقول:** شرک کے لغوی معنی شریک کرنا، اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی مخلوق میں سے شریک کرنا، ساجھی، برابر بنانا ہے۔ عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کی جاتی ہے۔ منتخب اللغات، صفحہ ۲۴۹۔ شرک بالکسر انباز شدن واعتقاد انباز بخدائے بے نیاز۔ نعوذ باللہ۔ وشریک با کسے۔ بلفظہٖ۔ یعنی لفظ شرک شین کی زیر سے شرک کرنا۔ ہمتا، برابر کا ساتھی، اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا ساجھی کرنا۔ علم عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی میں اس طرح لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔ (شرک کے معنی) شرک اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا۔ یا جس طرح خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ انتھیٰ۔ ترجمہ ختم ہوا۔ یہ شرک ہے یاد رکھیئے۔ لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت وہابیہ نے شرک کو یوں سمجھ کر سستا کر دیا ہے۔

۱- اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہوگیا۔
۲- اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی۔ ذکر ولادت پر اس نے قیام کر دیا۔ تو مشرک ہوگیا۔
۳- اگر کسی نے فاتحہ خوانی کسی بزرگ، یا فوت شدگان اقربا کی کی۔ تو وہ مشرک ہوگیا۔
۴- اگر کسی نے طعام و آب و شیرینی سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھی۔ مشرک ہوگیا۔
۵- اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر اذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی۔ تو وہ بھی مشرک ہوگیا۔
۶- اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ پڑھا وہ مشرک ہوگیا۔

۷- اگر کسی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا وہ مشرک ہوگیا۔
۸- اگر کسی نے درود شریف الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا۔
۹- اگر کسی نے درود تاج پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا۔
۱۰- اگر کسی نے کہا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا۔ مشرک ہوگیا۔
۱۱- اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا شفیع جانا۔ تو وہ بھی مشرک ہوگیا۔
۱۲- اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہوگیا۔
۱۳- اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں، مشرک ہوگیا۔
۱۴- اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک ہوگیا۔
۱۵- اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہوسکتا تو مشرک ہوگیا۔
۱۶- اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے منزہ سمجھا تو وہ بدعتی ہوگیا۔ بلکہ حقیقی بدعتی۔
۱۷- اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بڑا بھائی کہنا توہین ہے۔ تو وہ خلاف نص کہہ کر مشرک ہوگیا۔
۱۸- اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا توہین ہے تو وہ مشرک ہوگیا۔
۱۹- اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا توہین ہے تو خلاف نص کہہ کر مشرک ہوگیا۔
۲۰- اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ میں سچا ہے۔ کذب کا بہتان لگانا کفر ہے۔ تو وہ مشرک ہوگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیجئے آپ کے شرک کی تعریف پوری ہوگئی۔ مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہابیہ کا شرک جدا جدا معلوم ہوا۔

باب ہشتم

عقیدہ نمبر۱۲– وہابیہ دیو بندیہ

عقیدہ نمبر۱۲– آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا محمد یا یارسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصًا تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر۸، برعقیدہ نمبر۱۲۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پرعقیدہ نمبر۱۲ یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا محمد یارسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں کہیں نہیں۔ لیکن یہ عرض کیئے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: من قال ارواح المشائخ حاضرون یعلمون یکفر ۔ جو کہے بزرگوں کی روحیں حاضر وناظر ہیں اور ہمارے حالات جانتے ہیں، ہروقت کافر ہوجاتا ہے۔ بلفظہٖ ۔صفحہ۲۳، سطر۸۔

اقول: مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت ملخصًا لکھی ہوئی کا ضرور انکار کریں گے۔ صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے۔ یا کرتے ہیں تب اس کی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں۔ کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویۃ میں بعینہٖ لکھی ہوئی ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر آپ عبارت بعینہٖ کیوں تلاش کرتے ہیں اور جب صریحًا لفظ ملخصًا لکھا ہوا موجود ہے تو پھر یہ اغماض کیوں ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کو قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ عجب حالت ہے انکار بھی ہے۔ اور ساتھ ہی اقرار بھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ''اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر وناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں۔'' یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ کیا کراماً کاتبین فرشتگان ہروقت ہر انسان کے پاس حاضر وناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں۔ یا چاند اور سورج ہروقت حاضر وناظر نہیں۔ اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر وناظر ہیں۔ تو آپ پکے مشرک ہیں۔ کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر وناظر سمجھا۔ اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہروقت ہرآن اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، کسی وقت بھی کراماً کاتبین ہمارے پاس حاضر وناظر نہیں رہتے تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کر کے کافر ہوتے ہیں۔ اب تو آپ کے لیے کوئی راستہ نہیں۔ نہ راہ رفتن۔ نہ روئے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے عبارت فتاویٰ بزازیہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا۔ اور اس کے معنوں میں بھی آپ نے تحریف کی

ہے۔ یعنی الفاظ ناظر ہمارے حالات۔ ہروقت فتاویٰ بزازیہ کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ جو آپ نے لکھ دیئے ہیں۔ دیکھئے اصل عبارت فتاویٰ بزازیہ کی اس طرح پر ہے: من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر ۔ بلفظہٖ۔ ''یعنی جو شخص یہ بات کہے کہ تحقیق ارواح مشائخ حاضر ہیں۔ جانتے ہیں وہ کافر ہوجاتا ہے۔'' مراد اس عبارت کی یہ ہے کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ مشائخ کی ارواح بلاحکم وقدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود واستقلالاً حاضر ہیں۔ جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تو ضرور کافر ہوجاتا ہے۔ اور جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں۔ وہ کافر نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ارواح انبیاء علیہم السلام واولیاء علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر وناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویکون الرسول علیکم شهیدًا ۔ یعنی تم سب پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گواہ اور حاضر ہیں۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے جو تمام وہابیہ دیوبندیہ کے دادا پیر ہیں۔ اپنی تفسیر فتح العزیز میں مفصل فرمائی ہے۔ جس کو میں علم غیب کی بحث باب ششم کے فصل دوئم کے نمبر۱۷ پر درج کر چکا ہوں۔

فصل اوّل:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہنے کے جواز کے اثبات ہیں اور ان کا حاضر وناظر ہونا

(۱) حدیث شریف مواہب اللدنیہ، جلد دوئم، صفحہ۱۹۲، سطر۱۱۔ (مطبوعہ مصر) عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان الله قدرفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کانه انظر الی کفی هذه ۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی تمام دنیا میرے ملاحظہ کے واسطے۔ پس میں دیکھتا ہوں۔ اس کی طرف اور تمام ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ میں ان کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحکم خدا حاضر وناظر ہیں۔

(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض وشرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما، صفحہ۱۱۷، جلد ثانی۔ ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمة الله و برکاته لان روح علیه السلام حاضر فی البیوت اهل الاسلام ۔ یعنی (اگر کسی مسلمان کی ملاقات کو جاؤ) وہ گھر میں موجود نہ ہوتو کہو کہ میرا سلام ورحمت وبرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہے۔ یہ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک ہر اہلِ اسلام کے گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان عبداللہ بن عمر خدوت رجله فقیل اذکر احب الناس الیك ینزل عنك وضاح یا محمد صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم اھ۔ بلفظہٖ۔ شرح ملا علی قاری۔ ای فنادیٰ یا علیٰ صوته و کانه رضی اللہ تعالیٰ عنه قصدبه اظهار المحبة فی ضمن الاستغاثة۔ تحقیق عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا ان کو کہا گیا کہ یاد کرو آدمیوں میں سے اس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب انہوں نے زور سے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اس کے شارح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کر کے استغاثہ یا فریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول، صفحہ ۴۴۳، سطر ۱۴۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یاد کرو اسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تا کہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب انہوں نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کر کے پکارا۔ پاؤں ان کا اچھا ہو گیا۔ بلفظہٖ۔

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۱ ہجری۔ صفحہ ۱۰۱، سطر ۲۸۔ (اور جب سو جائے پاؤں) واذ احذرت رجله فیلذکر احب الناس الیه اور جب سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہیئے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے نقل کی۔ یہ حدیث موقوفاً ابن سنی نے ف یاد کرے محبوب کو تا کہ حاصل ہو خوشی نزدیک اس کے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہٖ۔ (یہ حدیث شریف بہت مشہور ہے۔ اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے)۔

(۶) ایضاً عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت ہے: ان الانسان اذا حذرت رجله فلینا دیا محمد فان الحذریذهب عنه بلفظہٖ۔ یعنی جب کسی آدمی کا پاؤں سو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ پکارے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو اس کے پاؤں کا سو جانا جاتا رہے گا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰۱۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا۔ اور بالخصوص غزوات میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارتے تھے۔ اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی سخت مشکلات میں اعانت اور امداد فرماتے تھے۔ خصوصاً حاجت روائی اور مشکل کشائی۔ مصیبت اور آفتوں کے وقت خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لے کر ندا کرتے تھے۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین و دیگر بزرگان دین آج تک کرتے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ جو وہابیوں نجدیوں دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ من هذه الخرافات و الخز عبیلات۔

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ان الصحابة بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم کان شعارهم فی الحروب یا محمد اسی طرح غزوۂ یرموک میں جب وہاں ہزارہا اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امت وقت ظہورِ امت وقتِ ظہور کا آوازہ کرتے اور نعرے مارتے تھے۔

(۸) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل یکشنبہ صفحہ ۷۵، سطر ۲۹۔ واذا انفلتت دابة فلینا دا عینونی عباد اللہ

رحمکم اللہ۔ مو۔ مص۔ جب بھاگ جائے جانور کسی کا۔ پس چاہیئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے۔ نقل کی بزاز نے ابن عباس سے...... ف۔ مراد بندوں سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جائے جانور کسی کا جنگل میں چاہیئے کہ کہے: یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یعنی اے بندگانِ خدا اس کو روکو۔ پس اللہ تعالیٰ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں اس کو۔ پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اس کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انہوں نے یہ کلمے کہے۔ فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اس کا پھیر لایا۔ بلفظہٖ۔

(۹) ایضاً صفحہ ۷۵، سطر ۳۳۔ وان اراد عوفاً فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی۔ ط۔ جو چاہے مدد۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیئے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ نقل کیا یہ طبرانی نے۔ وقد جوب ذلک۔ ط تحقیق یہ امر آزمایا گیا ہے۔ نقل کی طبرانی نے بلفظہٖ۔ مفتی جی! ذرا سمجھ کر فتویٰ اپنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دینا۔ نعوذ باللہ منہا۔ دیکھیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہابیت کی کیسی قطع الوتین کی ہے۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیسی تعلیم فرمائی یا عباد اللہ اعینونی تین بار کہہ کر فرمایا کہ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ کیا یہ تعلیم نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اے اللہ میری مدد کرو۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ خدا کے بندوں سے امداد مانگنا۔ اور ان کو یا کے لفظ ندائیہ سے حاضر و ناظر جان کر پکارنا عین سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اور تمام مسلمانانِ اہلسنّت و جماعت اس حکم کے عامل ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے مسلمہ علماء نواب قطب الدین خان صاحب اور شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ علیہم الرحمۃ خاندان محدثین دہلوی اس کے عامل ہیں۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ یعنی مؤلف کتاب حصن حصین حضرت ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری الشامی علیہ الرحمۃ ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے اس کتاب حصن حصین کے پڑھنے کی اجازت خاندان مجاہدین دہلی کو ہوئی (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین کا دیباچہ صفحہ ۳) پس آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لے کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین اور بزرگان دین مع حضرت مؤلف کتاب اور تمام خاندان بزرگان دہلی اور آج تک تمام مسلمانان اہلسنّت و جماعت سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہوئے تو موحّد کون؟ یہ اس وقت کے چند وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو۔ شاید آپ کو وہ حدیث یاد نہیں۔ کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا ہار ہوتا ہے۔ اور جو شخص تمام مسلمان کو ابتداء سے اخیر تک حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال۔ اس کے گلے میں کتنے کفر کے ہار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اس کو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہرہ شریعت یا علماء کرام ابقاہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ اخیر پر ظاہر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں! ایک بات یاد آ گئی۔ وہ یہ کہ حصن حصین کے اس ترجمہ

ظفر جلیل کے وقت اس حدیث مندرجہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹائے۔ اور وہابیت کے سنگ ب
آئے اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاقاً لائے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مؤلفہ نواب قطب
الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۵۷) مگر افسوس انہوں نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کرنے کا موقع نہ ملتا
اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ کیونکہ حضرت مؤلف حصن حصین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع کی
ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاقی وہابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف
ہے۔ دیکھیئے حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ شروع میں اسی طرح لکھتے ہیں:

ع واجرجته من الاحاديث الصحيحة ابرزته عدة عند كل شدة و جودته جنة تقى من شر النار
والجنة۔ یعنی اور نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو۔ درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے۔
خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ سپر (ڈھال) ہے کہ بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظہ۔

دیکھیئے مؤلف علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سے سب احادیث صحیح درج کی ہیں۔ کوئی ضعیف
حدیث اس میں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد الله اعینونی
ضعیف ہے۔ اس شخص نے نہ تو مؤلف علامہ اور بزرگ فہامہ کے کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ ان کے
اساتذہ کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھ دیا۔ لا حول ولا قوة۔ چلیئے اسی کتاب سے ایک اور سیف المسلول کو دیکھیئے۔

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰، سطر ۳ ومن كانت له ضرورة فليتوضاء فيحسن وضوءه
ت۔ س۔ ق۔ مس ويصلى ركعتين۔ س۔ ثم يدعوا اللهم انى اسئلك والتوجه اليك نبيّك محمد نبى
الرحمة يا محمد انى التوجه بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى الى اللهم فشفعه فى ت۔ س۔ ق۔
مس۔ اور جس کو ہوئے کوئی ضرورت۔ یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف۔ پس وضو کرے۔ اور اچھا کرے
وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور پڑھے دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے فقط نسائی کی روایت میں ہے۔
اور باقی سب متفق ہیں۔ پھر دعا کرے یہ۔ یا اللہ تحقیق مانگتا ہوں تجھ سے حاجت اپنی اور متوجہ ہوتا ہوں میں طرف تیری ساتھ
وسیلے نبی تیرے کے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ
ہوتا ہوں۔ ساتھ وسیلے تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہ روا کی جائے واسطے میرے۔ یا اللہ
تعالیٰ پس شفاعت قبول کر میرے حق میں۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے۔ ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک
اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرو اللہ تعالیٰ
سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہے تو تو دعا کروں میں اور چاہے تو صبر
کر۔ یہ بہتر ہے تیرے لیے۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کیجیئے۔ پس اس کو وضو کے لیے حکم فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھے۔ پس

اس نے پڑھی اور سمکھا ہوا[1]۔ كذا فى المشكوٰة۔ بلفظہ۔

فرمایئے! تسلی ہوئی یا نہیں۔ یا آپ کا فتویٰ جاری ہے۔ اور لیجیئے:۔

(۱۱) فتوح شام۔ صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ کو ارادہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار
سوار دے کر۔ اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سے پڑی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی کہ پانچ ہزار سپاہ
یوقنا کی اور دوسری طرف سے مسلمانوں پر آ پڑی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھہر گیا۔ مسلمان
جانبازیاں کر رہے تھے۔ اور کعب بن ضمرہ نہایت بے آرام اور بے چین گرداوادیتے تھے۔ اور پکارتے تھے یا محمد۔ یا
محمد یا نصر الله انزل اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے۔ يا معاشى المسلمين ابتوا لهم فانما هى
ساعة وانتم الاعلون۔ بلفظہ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اے اللہ تعالیٰ کی مدد۔ آ نزول
فرما۔ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان لو یہی گھڑی ہے۔ اور تم غالب ہونے والے ہو۔

(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین۔ معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۹۰ھ ولی کامل۔ جن کی ملاقات حضرت خضر
علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستان میں فرماتے ہیں۔

چہ کم گردوا اے صدر فرخندہ پے نہ قدرِ رفیعت بدرگاہ حے
کہ باشند مشتے گدایان خیل بمہمان دارالسلامت طفیل
چہ وصفت کند سعدی ناتمام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس التبریز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
نازنین حضرتِ حق صدرِ بدرِ کائنات نور چشم انبیاء چشم و چراغِ ما توئی
درشبِ معراج بودت جبرائیل اندر رکاب پانہادہ بر سریر گنبدِ خضرا توئی
یا رسول اللہ تو دانی اُمتانت عاجز اند عاجزاں را رہنماؤ جملہ راماؤے توئی
شمس تبریزی چہ دم درنعت والایت زند مصطفےٰ و مجتبیٰ و سیدِ اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا احمد تھانیسری علیہ الرحمۃ۔ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل اور بزرگ گزرے ہیں۔ اپنے
قصیدہ میں فرماتے ہیں:۔

يا حيوتى ويا روحى ويا جسدى!
ويا فوادى ويا ظهرى ويا عضدى

حاشیہ[1]: سمکھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ نابینا بینا ہو گیا۔ ۱۲ منہ۔

مــالــی الیك بـقـطـع البیـد ء من قبل

ولیـــس لـی بـــاصـطـار عنك من مـددی

(۱۵) حضرت مولانا عبدالرحمٰن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ ہجری شرح ملاّ وشرح فصوص الحکم وشرح عقائد و لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں۔

زمہجوری برآمد جانِ عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحّم

نہ آخر رحمتہ اللعالمینی — زمہجوراں چرا فارغ نشینی

شبِ اندوہِ مارا روز گرداں — زرویت روز بافیروز گرداں

تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گا ہے — کنی برحال لب خشکاں نگاہے

(۱۶) شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صوفی کامل محدث۔ فقیہہ، حنفی۔ جن کی ایک سوبیس (۱۲۰) کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیاء ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر عالم ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں ؎

بہر صورت کہ پاشد یا رسول اللہ کرم فرما

بلطفِ خود سرو سامان جمع بے سرو پاکن

محبِ آل و اصحاب توام کار من حیراں

بلطفِ خویش ہم امروز ہم در روز فرواکن

(۱۷) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گرنبودے یارسول اللہ ذاتِ پاک تو — ہیچ پیغمبر بزدے دولتِ پیغمبری

(۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عربی اطیب النعم میں لکھتے ہیں ؎

وصلـی علیك اللہ یـا خیر خلقـه — ویـاخیـر مـامول دیـا خیـر واهـب

ویـــامـن یـرجـی لـکشف ذریـةً — ومـن جـوده قـدفـاق جود السحاب

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے۔ اے سب خلقت سے اچھے۔ اور اچھے امید گاہ۔ اور اچھے بخشش کرنے والے۔ اور اچھے امید کیئے گئے واسطے کشف مصیبت۔ اور بخشش آپ کی خالق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے۔

(۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۹۲ھ اس طرح خطاب کرتے ہیں۔

من از کمترین اُمتانِ خاک تو — بدیں لاغری صید فتراک تو

نظامی کہ در گنجہ شد پائے بند — مباد از سلامِ تو نابہرہ مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداداللہ علیہ الرحمۃ تمام دیوبندیوں کے پیرومرشد اپنی نظم نعتیہ میں کیا اچھی غزل وہابیہ سوز رقم فرماتے ہیں۔

ذرا چہرہ سے پردہ کو اُٹھاؤ یا رسول اللہ

مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی

مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اگر نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

بس اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں میں ناقابل وہاں کے پر امید ہے تم سے

کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو

بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(۲۱) مناہج النبوت۔ ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۱، جلد اول، اہلسنّت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ خداوندتعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے کہ شش جہت داہنے، بائیں، آگے پیچھے، نیچے اوپر ان کے سامنے ایک ہی جہت ہے۔ اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں اور وہ سب پر محیط ہیں۔ وہو ہذا: یعنی نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشایش دریافت میں اور جاننے میں معقولات کے ارزانی رکھا۔ اسی طرح اس جناب کے حواس لطیف کے تئیں حکم میں ایک جہت کے گردانا۔ واللہ اعلم۔ یعنی چھے طرفیں جن کو ۱-فوق، ۲-تحت، ۳-یمین، ۴-شمال، ۵-قبل، ۶-بعض کہتے ہیں۔ ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا۔ قطعہ

اے برگزیدۂ حق ہے تیرا پایا

خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا

تیرا مقام بالا ہے شش جہت سے اعلیٰ

سوئے نشیب و بالا چاروں طرف سایا

پیشِ نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے
تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

(۲۲) درمختار مقبولہ عرب وعجم کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی: جس وقت صبح کی اذان میں مؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔ یعنی نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے۔ تو سامعین کو چاہیئے کہ اس کا جواب اس طرح دیں صدقت و بررت یعنی تونے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شامی علیہ الرحمۃ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں آیا ہے۔ دیکھیئے مؤذن مسجد میں اذان کہہ رہا ہے۔ اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے صاحب درمختار اور ردالمختار فرمارہے ہیں۔ اگر آپ ان کو نہیں مانتے تو لیجئے آپ کے بزرگ اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں جو لکھ چکے ہیں۔ اس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہ ہونا چاہیئے۔ وہ یوں لکھتے ہیں: سوال سترھواں: صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ الجواب: یہ کہنا چاہیئے ثابت ہے۔ بلفظہٖ۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ اول، صفحہ ۸، سطر ۸۔

یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر جاننے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰۵ میں لکھی جائے گی۔ انتظار کیجئے۔

ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ ان کے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے جیسے وہ کہتے ہیں کہ باجھ محمد بھگت اجائیں۔ یعنی بغیر تابعداری (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کا اسلام لانا ثابت نہیں۔ کون ہیں وہ؟ گورونانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گورداسپور میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا۔ پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن آور ضلع ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے الہام سے (اپنے حسن عقیدت سے) ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ان کا کلام ایک رباعی میں ان کی زبان میں درج ہے۔ وہ یوں ہے:۔

رباعی گورونانک صاحب بانیٔ مذہب سکھی
عدد گنوں ناؤں انچھر کے کرد چوگنے تا
دس تلاؤ پنج گن کچھ کاٹو بیس بنا
باقی بچے سونو گن کچھ دواس میں اور ملا
نانک ہر کے بچن سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام بنا

ترجمہ:۔ عدد، گنو، ناؤں، نام، انچھر، حروف، یعنی کسی نام کے حرف کے اعداد جمل نکالو، چوگنے، اس کو چار میں ضرب دو۔

حاصل ضرب میں دس عدد ملاؤ۔ پھر ان سب کو پانچ میں ضرب دو۔ اس حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو۔ تقسیم کرنے پر جو باقی بچ جائے اس کو نو سے ضرب دو۔ اور حاصل ضرب میں دو عدد ملا دو۔ تب گورونانک کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک بن جائے گا۔

طریقہ تمثیلاً[1]

حاشیہ نمبر ا: طریقہ تمثیلا۔ الخ۔ اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طریقہ سے اور نام بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر اس میں گورونانک صاحب نے اپنے حسن عقیدہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسم مبارک پیش کیا۔ الاعمال بالنیات حدیث شریف صحیح ہے۔ ۱۲ منہ

نام "لوح" کو لو۔ یہ وہ چیز ہے جس میں بحکم خداوند کریم ابتدا سے اخیر تک ہونے والا ہے سب کچھ درج ہے۔ اس نام لوح کے اعداد جمل ۴۴ ہیں۔ ان کو ۴ میں ضرب دیا۔ تو ۱۷۶ ہوئے۔ اس میں دس ملائے تو ۱۸۶ ہوئے۔ ان کو ۵ میں ضرب دیا تو ۹۳۰ ہوا۔ ان کو ۲۰ پر تقسیم کیا تو دس باقی بچے۔ پھر ان دس عدد کو نو (۹) سے ضرب دیا تو (۹۰) ہوئے اس میں دو عدد اور ملائے تو ۹۲ ہوئے۔ پس ۹۲ عدد نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اسی طرح جس چیز کے عدد نکالو گے۔ اس میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوگا۔

آپ کے اعتقاد کے مطابق تمام دنیا کے چورانوے کروڑ (۹۴،۰۰،۰۰،۰۰۰) مسلمان ہر پانچ وقت روزمرہ کافر اور مشرک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر نماز میں تشہد کے وقت التحیات للہ میں ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ پڑھتے ہیں۔ اور پڑھنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جانتے ہیں۔ اگر ایسا نہ جانیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ بس اب وہابیوں کو نماز ہی سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ اس کی زیادہ تحقیق اور تشریح آپ کے عقیدہ نمبر ۲۰ میں ہوگی۔ وہاں دیکھیں۔ اس تمام تحقیق میں آپ کے لیے کوئی راہ نہیں۔

قولہ: توضیح میں ہے: الذین یدعون الانبیاء و الاولیاء عند الجوالج ذلک شرک قلیح وجھل صریح۔ ترجمہ: وہ لوگ جو پکارتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کو اپنی حاجتوں کے وقت یہ شرک ہے برا اور جہل ہے کھلم کھلا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳، سطر ۱۴۔ اقول: آپ نے عبارت توضیح کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکا دہی کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس میں آپ نے لفظ یدعون کا ترجمہ پکارنے کا کیا ہے۔ جو غلط ہے یدعون کے معنی عبادت کرنے کے ہیں یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیاء اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے ہیں وہ شرک ہے اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہوں۔ اس میں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمد یا عباد اللہ اعینونی یہ تعلیم خود

حاشیہ ا: ان کی زبان یعنی پنجابی بھاشا۔ ۱۲۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔اس کے اثبات میں قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔جن میں **یدعوا** یا **یدعون** کے آئے **یعبد** کے آئے ہیں۔جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الآیۃ** یعنی اور گالیاں مت دو ان کو جنہیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں۔خدا کے سوا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ومن [1] اضل ممن یدعوا من دون اللہ الآیۃ** ۔یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔یا ایسا کرنے والا بہت گمراہ ہے۔چنانچہ تفاسیر جلالین، خازن، معالم التنزیل، مدارک نیشاپوری وغیرہا میں یدعوا کے معنی **یعبد** کے لکھے ہیں۔عبارات کا لکھنا بوجہ اطناب ترک کیا گیا۔خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں **الدعاء ھو العبادۃ** دعا بمعنی عبادت ہے۔پکارنا کے معنی کرنا سوائے اہلسنت وجماعت کے وہابیہ کا ہی علم اور کام ہے جو دیونجد اور دیوبند جن کے اعداد جمل میں نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے درجۂ برابر ہیں۔یعنی نجد کے ۵۷، دیوبند کے ۷۶ ہیں۔قدرتی ارتباط واتحاد ہے۔مبارک ہو۔

حاشیہ نمبر ۱: ومن اضل الآیۃ اس کا مفصل حال باب پنجم میں لکھا جا چکا ہے۔۱۲ منہ

باب نہم

عقیدہ نمبر ۱۳، وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳-آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۱

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۸۔ برعقیدہ نمبر ۱۳۔آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔بعینہٖ یہ عبارت تقویۃ میں نہیں۔غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے۔اور ایک اور ہی عالم اس کی جگہ پیدا کر دے۔اس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔بلفظہٖ صفحہ ۴۴۔سطر اول۔

اقول: آپ کی عادت مستمرہ یہ ہے کہ پہلے میرے اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا اور پھر خود ہی اقرار کر کے اس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا اور پھر اپنے امام الطائفہ کی جماعت کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔جواب کیا دیا وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے پر یا ان کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔یا اب اس کی قدرت سلب ہو گئی ہے۔حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے۔لکھ دیں۔جن کا جواب باب اول عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے۔اول تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل دہلوی علیہ الرحمۃ نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔فرمائیے یہ عبارت جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر ہے۔جس کی آپ نے نقل کی ہے۔کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ذرا اس کا پتا تو دیجئے کہ آپ کی علمیت کا اندازہ ہو جائے بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔جو چاہا۔جو دل میں آیا۔لکھ مارا۔خوف خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔یوں تو علماء اور شہید ومرحوم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مریدوں کی طرف سے عنایت وعطا شدہ ہیں۔دیگر جب اللہ تعالیٰ کے فرمان **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** کی بو تک بھی نہیں تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شناپ باتیں۔ف فتنہ اور فساد کی لکھ کر بھری پڑی ہیں۔توہین انبیاء

علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاویٰ کفر کتاب اور مؤلف کتاب پر ہو چکے ہوئے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ اس کو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشان جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ وتمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے اور ہونا چاہیئے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو نبی بنا کر بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تب آپ کی آنکھیں کھلیں کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ ہی رہے تھے کہ مرزا قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور ضغاث احلام کے ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نعوذ باللہ منہا گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جڑ لیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ جس کو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں درج کر کے شائع بھی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فصل اوّل:

دربیان عدیم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ الآیۃ یعنی نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باپ کسی مرد کے تم میں سے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں۔ تمام اہلِ اسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنے والے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل ومکمل واٹل حکم ہے۔ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔ پھر نظیر کیسے ہو سکتا ہے ہمارا خدا وہابیوں کا خدا نہیں ہے۔ جو جھوٹ بولے۔ یا وعدہ خلافی کرے۔ اس کی بحث باب اول میں کامل ہو چکی ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں۔

(۲) آیت شریف: قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (سورہ اعراف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہان کے لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور تم سب کی طرف قیامت تک کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔ کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی کبھی ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیدا کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کی طرف رسول کب ہوئے۔ اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نئے نبی کی طرف بھی رسول ہوں اور وہ حضور کا امتی ہو تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا۔ امتی حضور کا نظیر کب ہو سکتا

ہے۔ اگر یہ کہو کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے اور وہ فرض کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے۔ جن میں حضور بھی داخل ہیں تو وہ حضور کا امتی ہوا اور حضور معاذ اللہ اس کے امتی ہوئے۔ اور یہ قطعاً محال ہے لہٰذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے۔

(۳) آیت شریف: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ (سورہ السبا) یعنی اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہان کے لوگوں کے لیے۔ قیامت تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرانے والا عذاب دوزخ سے۔

(۴) آیت شریف: وارسلنک للناس رسولا (سورہ النساء) یعنی ہم نے آپ کو تمام جہان کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۵) آیت شریف: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیۃ۔ (سورہ مائدہ) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کامل کر دیا ہم نے تمہارے لیے دین تمہارا۔ (کبھی منسوخ نہ ہوگا) اور تمام کر دی میں نے اوپر تمہارے اپنی نعمت۔ کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقص کرے گا۔ اور اپنی نعمت کو پھر نا تمام کرے گا ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔ مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علی کل شیٔ قدیر قرآن میں موجود ہے۔ اس کا جواب عقیدہ نمبرا میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

فصل دوئم:

عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوئم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۲۳۔ مصری عن جابر بن عبداللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلی و مثل الانبیاء کرجل بنی دار فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فجعل الناس یدخلونھا و یتعجبون ویقولون لولا موضع اللبنۃ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثل اور انبیاء کی مثل ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح مکمل کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اس میں آدمی داخل ہوئے۔ انہوں نے تعجب سے کہا کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنی یہ اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ جس نے گھر کو مکمل کر دیا۔ کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتو اینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈال دے گا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوئم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۲۷۔ (باب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال قال اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثال اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح خوب سجایا۔ مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پس وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد چہارم، صفحہ ۱۴۹، سطر ۲۸، مصری۔ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یقول المایبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیاء الصلحۃ۔ بلفظہٖ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے نبوت ختم ہوگئی۔ اس میں کچھ باقی نہیں رہا مگر صرف مبشرات۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا نیک خواب۔

(۴) صحیح مسلم، جلد دوئم، صفحہ ۲۴۸، سطر ۱۱ تا ۲۰۔ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) جامع ترمذی، جلد دوئم، ترجمہ اردو، صفحہ ۴۸۱۔ روایت ہے ابی ابن کعب سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل، بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اس میں پھرتے تھے۔ اور تعجب کرتے تھے۔ اس کی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی۔ پس میں پیغمبروں میں ایسا ہوں اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہوں گا پیغمبروں کا۔ اور خطیب ہوں گا ان کا۔ اور صاحب شفاعت ہوں گا ان کا الخ۔ بلفظہٖ۔ ان تمام احادیث صحیحین اور جامع ترمذی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین۔ اور خطیب الانبیاء اور صاحب شفاعت الانبیاء علیہم السلام بموجب آیات قرآنی کے ثابت ہے علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ جن پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی ان کے بعد پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین کا حکم اور اس پر سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقوی ہے کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہوگا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مرزائیہ ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نعوذ باللہ کاذب ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجّال ہے۔

فصل سوم:

اقوال علمائے احلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید

(۱) معتقد فی المعتقد حضرت علامۃ العلماء نور پشتی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷، مطبوعہ مدارس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں

لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و التحلیل۔ صفحہ ۶۶ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے کہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باژپسین ہمہ پیغمبران است۔ درزمان وے تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بشک باشد دراں نیز بشک باللہ۔ وآں کس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست۔ یا خواہد بود وآں کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی، ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہیٰ ولنعم ما قال واصل۔

ربنا اللہ لا عدیل لہ — حبہ کیف لا مثیل لہ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ مسئلہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں۔ حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ممکن الوقوع سمجھتا ہے۔ حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما چکے ہیں لا نبی بعدی بلفظہٖ۔

(۳) تمہید۔ یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جس کو حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب تھی۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرًا ومن طلب منہ المعجزۃ فانہ یصیر کافر الانہ شک فی النص۔ یعنی جو کوئی دعویٰ نبوت کا کرے ہمارے زمانہ میں کافر ہو جائے گا۔ اور جو کوئی اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے نص (آیت وحدیث) میں شک کیا۔

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر صفحہ ۶۳۰۔ مصری واما الایمان سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فیجب بانہ رسولنا فی ما قال و خاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا یکون مؤمنًا۔ بلفظہٖ۔ یعنی اور ایمان لانا ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں واجب ہے کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خاتم الانبیاء ہیں۔ جو یہ ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اس بات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ دیکھیئے اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیاء اور رسل نہیں۔ تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے۔ فیصلہ شد کہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے۔

(۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ حاشیہ

انت موج اوّل الا مراج بحر القدیم

لیس مثلک ممکن فی الکائنات یا رسول

یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر القدیم کی موج ہے۔ آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں۔

(۶) مظہر الحق و بہار جنت عقائد میں دونوں کتابیں جو ۱۲۸۴ھ ہجری میں تالیف ہوئیں۔

نبی بعد حضرت نہ ہوگا کوئی — سمجھ خاتم الانبیاء ہیں وہی
نہیں شرع میں مصطفٰی کے سوا — کسی کا لقب خاتم الانبیاء
نبی ایسا بھیجا بشیر و نذیر — ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

(۷) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد مؤلفہ مولانا مولوی محمد عبد اللہ ڈھاکوی مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۳ھ ہجری، صفحہ ۴۸۔ نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمد سے ہوا کون و مکاں پیدا
ملک پیدا فلک پیدا زمیں پیدا زماں پیدا
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا
ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسمان پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغِ نور احمد سے
ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا
رسولِ پاک کے باعث شہِ لولاک کے باعث
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہوئے سب انس و جاں پیدا
نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہووے گا
نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا (صلی اللہ علیہ وسلم)

پس ہمارا اہلسنّت و جماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مانند کا مثل نہ کبھی ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان الوہیت میں واحد و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان نبوت و رسالت وعبودیت میں واحد اور بے نظیر ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی یا مرزائی کہ ان کی طرح ان کی نظیر یا مانند اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ وہ قرآن شریف واحادیث واقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ مکذب ہے۔ اور بس۔

قولہ: امام غزالی علیہ الرحمۃ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۵۳۶ پر لکھتے ہیں کہ آسمان و زمین و ہر چہ درمیان آنست الخ۔ وہفت آسمان وزمین در قبضہ قدرت وبست الخ۔ وشیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۵۷ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ ہزار ہزار آدم وعالم بیافریند الخ۔ اور صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ بلفظہٖ، صفحہ ۲۴۔

اقول: مفتی جی! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بات خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ پوچھتا ہوں کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف واحادیث شریف سے بھی دکھلا سکتے ہیں۔ یا کہیں ان کی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو تو قرآن اور حدیث سے سند لانا چاہیئے۔ جو وہابیہ کے بظاہر بڑا اصول ہے۔ یا بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام کے مؤل کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر نص نص کے خلاف ہی ہوں۔ ان تحریرات عبارات کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں۔ وہ غلط اور محض غلط ہے حالانکہ وہ بزرگان لفظ اگر خواہد کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں۔ جس کا جواب پہلے ہو چکا ہے۔

قولہ: مطالبہ نمبر ۹۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو اس میں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہوگئی۔ اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۴۔

اقول: مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے کہ جس کا صغریٰ اور کبریٰ آپ کے ذہن ماؤف میں ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہوگئی۔ ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے۔ جو بظاہر ہیچ و پیچ سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو نہ پیدا کرے تو اس سے اس کی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ وہ قدرت جو اس نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہوگئی۔" واہ سبحان اللہ! آپ کی دلیل۔ کہیے آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کر لیا تھا کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا علم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کروں گا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرف علی تھانوی کو تو ضرور نبی بناؤں گا۔ تا کہ وہابیہ فرقہ، یا مرزائیہ کو یہ گمان نہ گزرے کہ میری قدرت سلب ہوگئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے بیہودہ دلائل کو علماء کے روبرو پیش کرنے کی جرأت نہ کیجئے۔ اچھا کہیے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنے کی بھی قدرت تھی۔ اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نعوذ باللہ پیدا کیئے (اگر نہ تھی تو کیوں؟ اور اب بھی قدرت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا یا آپ کے خیال اور عقیدہ کے مطابق وہ قدرت اب سلب ہوگئی۔ یا آپ اپنے مولا کی روح سے دریافت کر کے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولا کی تحریر کو غت بالود سمجھئے۔ اور باقی مطالبات کو بھی اسی ذیل میں رکھیئے۔

باب دہم

عقیدہ نمبر۱۴ وہابیہ و دیوبندیہ

"آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں"

بلفظہٖ ۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۰۔ برعقیدہ نمبر ۱۴۔ آپ نے براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۴ یہ لکھا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ صاحبان! کیا آپ نبی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۵۔

اقول: مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت محررہ براہین قاطعہ کا حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلومات کا نمونہ ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت شریف یایھا الذین امنوا صلوا علیہ و آلہ وسلموا تسلیما کے برخلاف ہے۔ جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور پھر مفتی ہیں۔ ہم نے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برابر ہیں یا حسب عادت بہتان لگاتے ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے کہ ع

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہیے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ہے تو اس کا پتہ دیجئے اور نام بتلائیے۔ ہاں آپ کے اعتقاد میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یا تو بقول آپ کے امام الطائفہ کے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریط اس سے بھی بڑھ گئے۔ کہ جملہ بنی آدم کے برابر کر دیا۔ اس میں مسلم، کافر، مشرک، منافق چوہڑے، چمار کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک چوہڑے کے برابر ہیں۔ یا مولوی رشید احمد ایک چمار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کنجر[1] کے برابر ہیں۔ یا مولوی اشرف علی ایک دوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے۔ اور توہین ان کی نہ سمجھیں گے۔ جب کہ آپ کے اعتقاد میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے مماثلت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی ان میں شامل کر لیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ

حاشیہ: کنجر یہ ایک قوم جرائم پیشہ ہے۔ جو دہلی پہاڑ گنج میں رہتے ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ھو اللہ احد ای فی الالوھیت۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ قل ھو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ای فی العبودیت والمحبوبیت۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت ورسالت محبوبیت میں احد یکتا ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔ بس۔

قولہ: نصوص قرآنیہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم کے برابر بتلاتی ہیں جو کہ قل انما انا بشر مثلکم۔ ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کہہ دو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۷۔

اقول: مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے برابر بنانے میں ایسے منہمک ہیں کہ آیت قرآنی سے لفظ یوحی الی کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریف قرآنی کا بھی خوف نہ آیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح بھی کوئی فضیلت ظاہر نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح یا ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار ناہنجار کا یہ قول تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اس کی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراك الا بشرا مثلنا۔ (سورہ ہود) یعنی پس کہا رئیس لوگوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام) میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے۔ مگر اپنی طرح ایک آدمی۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم۔ (سورۃ المؤمنون) پھر کہا ان بڑے آدمیوں نے جو کافر ہوئے تھے۔ اس کی قوم (حضرت نوح علیہ السلام) سے۔ نہیں ہے یہ شخص۔ مگر ہماری طرح ایک آدمی۔ چاہتا ہے تمہارے پر بڑائی۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وقال الملاء من قومہ الذین کفروا و کذبوا بلقاء الاخوۃ واترفنھم فی الحیوۃ الدنیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلوا () و یشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشر مثلکم اذا لخسرون۔ (سورہ المؤمنون) یعنی اور کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قوم میں سے۔ جو ایمان لائے نہیں لائے۔ (یعنی کافروں نے) اور جھوٹ سمجھا انہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دی تھی ہم ان کو زندگی دنیا میں۔ (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے۔ کھاتا ہے اس میں سے جس میں سے تم کھاتے ہو۔ اور پیتا اس میں سے جس میں سے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرمانبرداری کرو گے۔ ایک آدمی کی جو تمہاری مانند ہے۔ بے شک تم اسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم۔ (سورۃ الانبیاء) یعنی ظالموں کافروں نے کہا کہ یہ

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ما انت الا بشر مثلنا**۔ (سورۃ الشعراء) (کہا کافروں نے) نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قالوا ما انتم الابشر مثلنا**۔ (سورہ یٰسین) یعنی کہا کافروں نے (رسولوں سے) نہیں تم مگر ہماری مانند آدمی۔ علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کہ کافرلوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے کہ تمہاری مانند یا مثل آدمی ہی ہو۔ اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے ہو۔ یہی حال وہابیہ کا ہے۔ ذرّہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اس کو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعلّی سے کہتے ہیں کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں اور جو نص **قل انما انا بشر مثلکم** تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔ اور تم کو اس طرف سے ذہول ہے اور ذہن ان کا مجبول اور مجہول ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے کہ آپ تواضعاً کہہ دیجئے کہ میں بھی بشر ہوں یعنی خدا نہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس تمہارے میں نہیں آتی۔ اس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ سے نقل کرتا ہوں۔ تا کہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱۔ سطر ۵۔ مصری۔ **واعلم انه تعالیٰ لما بین کمال کلام الله امر محمدا صلی الله علیه وآله وسلم بان یسئلك طریقة التواضع فقال، قل انما انا بشر مثلکم**۔ بلفظہٖ۔ یعنی اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلام الٰہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریق تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول میرے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے۔ کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔

(۲) مجمع البحار الانوار، جلد اوّل، صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۶۔ لغت وشرح احادیث شریف **اعبدوا الله ربکم واکرموا اخاکم**۔ **اراد نفسه صلی الله علیه وآله وسلم هضما لنفسه ای اکرموا من هو بشر مثلکم لما اکرم الله تعالیٰ بالوحی**۔ بلفظہٖ۔ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی اس کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کسر نفسی ہے۔ یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو تمہاری طرح آدمی ہے۔ جب کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر معزز فرمایا ہے۔

دیکھیئے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا محض کسرِ نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے۔ نہ واقعی وہ کسی آدمی کے بھائی ہیں جیسے وہابیہ سمجھ رہے ہیں۔ قولہ: **لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم**۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۵۔ سطر ۲۰۔ اقول: مطلب آپ کا اس حصہ آیت شریف کے لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**۔ کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں۔ یا آپ کو بھی یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ ان کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں۔ باوجودیکہ اس آیت میں لفظ رسول موجود ہے۔ اور دوسرے لوگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے۔ تو کیا جملہ بنی آدم مع آپ کے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ اچھا اگر آپ کے امام الطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ یا جملہ آیت شریف: **لقد من الله علی المؤمنین**۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ تو کسی اور کے لیے بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دکھلا لیے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ اور نہ ایسی گستاخی سے باز آیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کو جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف واحادیث شریف واجماع امت ہے۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) **افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقالا یستؤون**۔ (سورہ سجدہ) یعنی کیا مومن اور کافر برابر ہو سکتے ہیں۔

(۲) **قل لا یستوی الخبیث والطیب**۔ (سورہ مائدہ) یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں۔

(۳) **لا یستوی اصحب النار و اصحب الجنة**۔ (سورہ حشر) یعنی دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں۔

(۴) **وما یستوی الاعمی والبصر**۔ (سورہ مومن) یعنی اندھا اور سماکھا برابر نہیں۔ (سنی اور وہابی برابر نہیں)۔

(۵) **قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون**۔ (سورہ زمر) یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں۔ آپ فرما دیجئے۔

(۶) **افنجعل المسلمین کالمجرمین**۔ (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنی نہیں بناتے)۔ دیکھیئے اور ہوش سے سوچیئے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں پھنسے ہوں؟

فصل اوّل:

تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی، صفحہ ۴۴۰، سطر ۲۲۔ مصری۔ زیر آیت **ان الله اصطفیٰ ادم الایه واعلم ان تمام الکلام فی هذا الباب ان النفس قد سیة النبویته مخالفة بما هیتها سائر النفوس** الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت

باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے۔

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۶، سطر ۱۳۔ مصری۔ زیر آیت: (سورہ کہف) وعلمناہ من لدنا علما ۔ فقول جواهر النفس الناطقة مختلفة بالماهية ۔ بلفظہ۔ یعنی جواہر نفوس مختلف الماہیت ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت سے جداگانہ ہے۔ اس لیے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔

(۳) تفسیر کبیر جلد دوئم، صفحہ ۴۳۹-۴۴۰۔ سطر ۳۵۔ مصری۔ اعلم حيث يجعل رسالته وذكر الحليمي في كتاب المنهاج ان الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لابد وان يكونوا مخالفين لغيرهم في القوى الجسمانية والقوى الروحانية وقوله، صلى الله عليه وآله وسلم زويت لى الارض فازيت مشارقها ومغاربها ۔ وقوله صلى الله عليه وآله وسلم اقيموا اصفوفكم و تراصوا فانى ارائكم من وراء ظهرى۔ بلفظہ۔ یعنی جانو کہ رسالت کہاں رکھی جاتی ہے۔ اور حلیمی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے کہ تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ضروری ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں سے قویٰ بدنی اور قویٰ روحانی میں سے جدا ہیں۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لیے زمین کو سمیٹا گیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قائم اور سیدھی کرو نماز میں اپنی صفوں کو۔ اور مل کر کھڑے ہو۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔

(۴) تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ عم، صفحہ ۲۱۸، سطر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات:-

از خصوصیاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارکش دادہ بود۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت مے دیدند۔ چنانچہ از پیش روئے خود مے دیدند۔

(۲) دور شب وتاریکی چناں مے دیدند کہ بروز در روشنی۔

(۳) وآب دہن ایشاں آبہائے شور را شیریں مے کرد۔

(۴) وباطفال شیر خوارہ یک قطرہ از آب دہن بچشانیدند آں اطفال تمام روز شکم سیری مانند۔ وطلب شیر نمیکردند۔ چنانچہ در روز عاشورہ باطفال اہلبیت تجربہ شدہ۔

(۵) وبغل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ براق بود واصلا موئے نداشت۔

(۶) وآواز ایشان جائے می رسد کہ آواز دیگراں بعشر عشیر آن نمے رسد۔ واز دورے شنیدند کہ دیگراں مسافت نمیتوانند شنید۔

(۷) دور خواب چشم ایشاں خواب آلود مے شد۔ ودل خبردار مے ماند۔

(۸) وفازہ دہن ہرگز ایشاں در تمام عمر اتفاق نہ افتاد۔

(۹) واحتلام ہرگز واقع نشد۔

(۱۰) عرق مبارک ایشان خوشبوتر از مشک بود۔ بحدیکہ اگر در کوچہ مے گزشتند مردم بسبب بوئے خوش عرق ایشاں کہ در ہوا سرایت کردہ میماند پے میبردند کہ ازیں کوچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتند۔

(۱۱) ہیچ کس از فضلۂ ایشاں برروے زمین ندیدہ۔ زمین مے شگافت فرو میبرد واز اں مکان بوئے مشک مے سمیدند۔

(۱۲) دروقت تولد مختون پیدا شدند۔

(۱۳) وناف بریدہ وپاک وصاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشاں نبود۔

(۱۴) چوں برزمین افتادند سجدہ کناں وانگشت خود را سوئے آسمان برداشتند۔

(۱۵) دروقت تولد ایشاں نورے متشعشع شد کہ بسبب آں شہر ہائے شام مادر ایشاں را نمودار شد۔

(۱۶) ومہد ایشاں ملائکہ مے جنانیدند۔

(۱۷) ومہتاب بایشاں در حالت طفولیت کہ در گہوارہ بودند حرف میزد۔

(۱۸) ہر گہ اشارہ بوے میفرمودند بسوئے ایشاں مائل مے شد۔

(۱۹) وبارہا در حالت گہوارہ تکلم مے فرمودند۔

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت تمازت گرما ابر برایشاں سایہ مے داشت۔

(۲۱) اگر زیر درختے مے آمدند سایہ درخت بسمت ایشاں متوجہ مے شد۔

(۲۲) وسایہ ایشاں برزمین نمے افتاد۔

(۲۳) برجامہائے ایشاں مگس نمے نشست۔

(۲۴) وشپش ایشاں را ایذا نمے داد۔

(۲۵) گر بر جانورے سوار مے شدند آں جانور تامدت سواری ایشاں بول وبراز نمے کرد۔

(۲۶) در عالم ارواح اوّل کسے کہ پیدا شد ایشاں بودند۔

(۲۷) اول کسے کہ در جواب الست بربکم بلیٰ گفت نیز ایشاں بودند۔

(۲۸) وسیر معراج مخصوص بایشان است۔

(۲۹) وسواری براق نیز مخصوص بایشاں۔

(۳۰) وبالائے آسمان رفتن وبحد قاب قوسین رسیدن وبدیدار الٰہی مشرف شدن۔

(۳۱) وملائکہ را فوج وحشم ایشاں ساختن ہمراہ ایشاں مانند لشکریاں جنگ وقتال کردند نیز خاصہ ایشاں است۔

(۳۲) وشق القمر ودیگر معجزات عجیبہ وغریبہ نیز مخصوص بایشان است۔

(۳۳) وروز قیامت آنچہ ایشاں رادہند ہیچ کس راند ہند۔

(۳۴) اوّل کسیکہ از قبر سر برآردایشاں باشند۔

(۳۵) واوّل کسیکہ از بیہوشی افاقہ کندایشاں باشند۔

(۳۶) ایشاں رابراق حشر نمایند۔

(۳۷) وہفتاد ہزار فرشتہ گرداگرداایشاں جلودار باشند۔

(۳۸) وبجانب راست عرش بالائی کرسی ایشاں راجادہند۔

(۳۹) ومقام محمود مشرف سازند۔

(۴۰) وودردست ایشاں **لواء الحمد** دہند کہ حضرت آدم وتمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند

(۴۱) وہمہ انبیاباتمیاں خود پس روئے ایشاں شوند۔

(۴۲) وودردیدار خدااول بایشاں شروع کنند۔

(۴۳) وبشفاعت عظماء ایشاں رامخصوص سازند۔

(۴۴) واول کسے کہ بر پلصراط بگذردایشاں باشند وتمام خلائق حشر راحکم شود کہ چشمہانے خودرافر دیندیدتادختر ایشاں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر پلصراط بگذرد۔

(۴۵) اوّل کسے کہ جنت رابکشایدایشاں باشند۔

(۴۶) درروز قیامت ایشاں رابمرتبہ وسیلہ مشرف سازندوآں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے راازمخلوقات میسر نشدہ۔

(۴۷) وحقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔ وآنچہ در شرائع بآں مخصوص اند چیز ہائی بسیاراست کہ تعداد آں موجب تطویل ست۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

دیکھیئے ان خصائل وفضائل وخصائص کا کوئی فرد بشر حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو جس کا یہ قول ہو:۔ ''کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں''۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو۔ جس کا قول یہ ہو'' کہ وہ چوہڑے اور چمار سے بھی ذلیل ہیں۔''

(۵) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۴۶۰، سطر ۱۰ (سورہ ہود) **فقال الملاء** پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے **الذین کفروا** وہ لوگ کہ کافر تھے۔ **من قومه** ۔قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ **مانراك** نہیں دیکھتے ہیں تجھے **الابشر مثلنا** مگر بشر مثل اپنے۔ یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے۔ جس کے سبب نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظہٖ۔

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اوّل صفحہ ۱۱، مطبوعہ بمبئی۔

حکایت مرد بقال

کارِ پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر

شیر آں باشد کہ مردم را درد
شیر آں باشد کہ مردم میخورد

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے زا بدال حق آگاہ شد

کافراں را دیدۂ بینا نبود
نیک وبد در دیدۂ شاں یکساں نمود

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیا راہم چو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خواہیم و خور

ایں ندا نستند ایشاں از عمٰی
ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ

ہر دگوں زنبور خور و از یک محل
از یکے شد نیش زاد دیگر عسل

ہر دو گوں آ ہو گیاہ خوردند آب
از یکی سرگیں شدوزاں مشکناب

آں دونے خوردنداز یک آبخور
آں یکے خالی و دیگر پر شکر

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں
فرق شاہ ہفتا وسالہ راہ بیں

دیکھیئے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف وتفاسیر کے کیا حسب حال منکرین فرماتے ہیں کہ یہ قول کفار نابکار کا تھا کہ پیغمبران علیہم السلام ہماری مانند بشر ہیں۔ اور ان کے ساتھ دعویٰ ہمسری کرتے تھے اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبران علیہم السلام ہیں جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں مگر یہ ان کی نابینائی چشم تھی۔ ورنہ ہم میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں کہ دیکھو۔ دو قسم کے زنبور ہیں۔ ان کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر دار نیش ہے۔ اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی تعریف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دو ہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں۔ مگر ایک تو مینگنی کرتا ہے۔ اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح دونے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ لیکن ایک ویسا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مصری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں، نظیریں، صورتیں موجود ہیں کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے۔ جس کا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کہہ رہے ہیں **لا حول ولا قوۃ**۔

(۷) تفسیر قادری جلد دوئم صفحہ ۴۹۰، سطر ۱ (سورہ قمر) **عند مليك** ایسے بادشاہ کے پاس **مقدر** قادر ہے سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے **مقعد صدق** وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے۔ اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ **عند** کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے۔ یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ **ابيت عند ربی**

ویطعمنی ویسقینی اور جب وہ مرتبہ جس کے سبب سے خاص لوگ کل کو ناز کریں گے آج آپ کا ادنیٰ رتبہ تھا تو کل قیامت میں جو مرتبہ اعلیٰ آپ کو حاصل ہوگا۔ اس کا نشان کون دے سکتا ہے۔ نظم

اے محرم سر لایزالی	مرأت جمال ذوالجلالی
مہمان ابیت عند ربی	صاحب دل لاینام قلبی
از قربت حضرت الٰہی	ہستی بمشابۂ کہ خواہی
قربے کہ عبارتش نہ سنجد	در حوصلۂ خرد نہ گنجد
گم گشتہ بود عیارت آنجا	بلکہ نرسد اشارت انجا

بلفظہٖ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ پارہ عم، صفحہ ۲۳۳، سطر ۷۔ ورفعنا لك ذكرك یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔ بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ وبایں جامعیت منفرد وطاق برآمدی۔ حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ ورسول دانا تر است ورسول چنیں فرمودہ کہ واجب الاطاعت است۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ودر حدیث شریف وارد است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز والتحیات واقامت۔ وخطبہ۔ ودر کلمہ طیبہ ودر کلمہ شہادت۔ ودر امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ودر حرمت معصیت کہ من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابداً پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیز ہمراہ آنست۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

فصل دوئم:

احادیث سے نبوت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۴۶، سطر ۳۵۔ مصری (باب الوصال) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال لا تواصلوا قالوا انك تواصل قال لست کاحد منکم انّی اطعم واسقی اوانی ابیت اطعم واسقی۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ وصل نہ کرو۔ یعنی روزہ وصل نہ رکھو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں اس لیے ہم بھی روزہ وصل رکھیں گے۔ اس پر فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں کہ مجھ کو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ مجھ کو رات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اوّل، صفحہ ۲۴۶، سطر ۳۷۔ مصری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال نھی رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عن الوصال قالوا انك تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقیٰ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال سے (یعنی روزہ وصال سے) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ آپ جو وصال کرتے ہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔

(۳) صحیح بخاری جلد اوّل، صفحہ ۲۴۷، سطر ۲۔ مصری۔ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اذا ارادان یواصل فلیو اصل حتی السحر قالوا فانك تواصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال انی لست کھیتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی۔ ترجمہ: یعنی حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا مت وصل کرو اور اگر وصل کرنے کا ارادہ کرو تو سحری تک وصل کرو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت وشکل وہیئت کی مانند نہیں ہوں کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلانے والا کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا پلاتا ہے۔

(۴) صحیح بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۴۴۶، سطر ۵۔ مصری۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃ لھم قالوا انك تواصل قال انی لست لھیتکم انی یطعمنی ربی ویسقین۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا۔ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطریق رحمت ان کے لیے پس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں۔ تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میں تمہاری شکل وصورت اور خوخصلت کی مانند نہیں ہوں۔ مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

(۵) صحیح بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۶۔ سطر ۹۔ مصری۔ ان ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عن الوصال فی الصوم فقالہ رجل من المسلمین انك تواصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقین۔ الحدیث۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے پس کہا ایک صحابی نے کہ حضور جو خود وصال کرتے ہیں۔ تب فرمایا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ کون ہے تمہارے میں مانند (یعنی) تمہارے میں میری مانند کوئی نہیں ہے۔ (تحقیق مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (الحدیث)۔

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔ ایمان لانے والے کے لیے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانے والے کے لیے قرآن شریف بھی کافی نہیں۔

(۶) صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۳۵۱-۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ ان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

(الف) لست کاحد منکم میں تمہارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں۔

(ب) انی لست مثلکم ۔ تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(ج) انی لست کھیئتکم۔ تحقیق میں تمہاری خو خصلت وشکل ومثل وصورت کا نہیں ہوں۔

(د) وایکم مثلی۔اور کون ہے تمہارے میں میری مثل۔؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)۔

دیکھیئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشادات فرمارہے ہیں اور تعجب اور افسوس ہے جماعت وہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں۔اس پر بھی بس نہیں۔ بلکہ یہ کہ کتابوں میں شائع کررہے ہیں کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔العیاذ باللہ۔ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات عبودیت ونبوت ورسالت میں بے مثل ہیں۔جس طرح اللہ تعالیٰ کا ثانی محال ہے۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی محال ہے۔اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ان پر خدا کی طرف سے نکال ووبال ہے۔

(۷) شفاء قاضی عیاض، وشرح ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما میں ان احادیث بالا کی شرح یوں ہے: قال ای فیما رواہ شیخان عن ابن عمر و ابی ھریرۃ وانس و عائشۃ (رضی اللہ عنھم) جوابًا لقولھم انک تواصل فکیف تنھانا قال انی لست کھیئتکم ای علٰی صفتکم و ماھیتکم انی یطعمني ربی ویسقینی۔بلفظہٖ۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ تم میں کون ہے میری مثل جیسے روایت کیا۔حضرت شیخین (ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے۔اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے جواب میں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو روزہ وصل رکھتے ہیں۔پھر ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں۔اس پر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں۔یعنی تمہاری صفت اور ماہیت خوخصلت شکل اور مثل کا نہیں ہوں۔ تحقیق مجھ کو میرا رب کھلاتا ہے۔ اور پلاتا ہے۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔جلد ثانی، شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۸۶، سطر ۶۔عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عن الوصال فی الصوم نہی کردہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وصال یعنے روزہ داشتن دو روز یا زیادہ بے اکل وشرب درمیان آن۔فقالہ رجل پس گفت مرآنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رامردے از اصحاب انک تواصل بدرستیکہ تو وصال مے کنی۔یا رسول اللہ پس مرا چرا منع کنی از اں وصال حالانکہ تو میخوانی مارا دائم باتباع خود قال گفت آنحضرت وایکم مشی وکدام یکے از شما مانند من است انی ابیت یطعمنی ربی ولیقینی بدرستیکہ من شب مے کنم درحالیکہ طعام مے دہد مرا آنکہ پرورندہ وتربیت کنندۂ من

است وآب مے دہد مرا۔ متفق علیہ۔

بدانکہ علماء را دریں طعام وشراب چند قول است۔ یکے آنکہ طعام وشراب محسوس بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزد پروردگار مے آئد۔ ومیخوردوے ومے نوشید۔ وایں کرامتے بود از خدائے تعالیٰ مخصوص بوے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وایں منافی وصال وموجب بطلان صوم نبود۔اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی روزہ مے کنم نزد پروردگار خود طعام وشراب مے دہد مرا چہ آنچہ موجب افطار است شرعاً طعام وشراب معتاد است۔ اتا آنچہ بطریقہ خرق عادت از بہشت واز پیش پروردگار آمدہ باشد مبطل صوم نبود الخ۔بلفظہٖ۔

(۹) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اوّل، صفحہ ۶۳۳، ۶۳۴، سطر ۶ وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے۔یعنی برابر روزہ رکھتے تھے۔نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے۔اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روزہ رکھنے کو منع فرمایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں۔ہم کو کیوں اس کی ممانعت فرماتے ہیں۔باوجود اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کے لیے فرماتے ہیں۔فرمایا۔لست کاحد منکم یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔اور ایک روایت میں فرمایا ہے ایکم مثلی یعنی کون تم میں سے میری مثل ہے۔انی ابلیت عند ربی بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس۔ جو میرا پالنے والا ہے۔تربیت دینے والا ہے۔رات کو رہتا ہوں۔یطعمنی ویسقینی۔وہ مجھ کو کھلاتا ہے۔اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلانے والا پلانے والا ہے۔ مجھ کو کھلاتا ہے پلاتا ہے۔اور عالموں کے اس کھانے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔بعضے کہتے ہیں۔اس سے مراد طعام وشراب محسوس ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہر شب کو طعام وشراب بہشت سے آتے تھے آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ جل شانہ، کی ایک کرامت مخصوص تھی۔اور خلاف وصال کے اور روزہ کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز شرعاً افطار کا سبب ہوتی ہے۔وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے۔لیکن جو بطریق معجزے کی پروردگار کی طرف سے آئے۔وہ روزے کے افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہوگا۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ روز تک طے کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔الخ۔بلفظہٖ

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی علیہ الرحمتہ، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۸، مقصد ثالث، سطر ۲۳۔اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الایمان بان اللہ تعالٰی جعل خلق بدنہ الشریف علٰی وجہ لم یظھر قبلہ ولا بعدہ خلق اٰدمی مثلہ۔الخ۔بلفظہٖ۔یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی پر کہ ان کے برابر نہ کوئی پہلے

پیدا ہوا ہے۔ اور نہ ان کے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی ان کی مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا۔

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم، مکتوبات نمبر ۱۰۰، ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیئے کہ پیدائش محمدی تمام افرادِ انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: خلقت من نور اللہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس دقیقہ کا بیان یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت واجب الوجود جل شانہ، کے صفات ثمانیہ حقیقیہ اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں لیکن اس احتیاج کے باعث جو ان کو حضرت ذات تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ان میں امکان کی بو پائی جاتی ہے۔ اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان کی بو پائی جاتی ہے تو حضرت واجب الوجود جل شانہ، کی صفات اضافیہ میں بطریقہ اولیٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور ان کا قدیم نہ ہونا ان کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔ کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش ان امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود مشہود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی خلقت کو امکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے بدتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں۔ تو پھر ان کا سایہ کیسے تصور ہو سکتا ہے۔ بلفظہٖ۔ (۱۲) شمول الوہابیہ فی ملک النجد یہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹۔ نظم وہابیہ کش۔

السلام علیک منی والصلوٰۃ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لیس فی حسن العمل کیف النجات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ما اقول کیف حالی حیث لا یخفیٰ علیک

انت تعلم ما مھنٰی وما سیئات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انت موج اوّل الا مواج فی البحر القدیم

لیس مثلک ممکن فی الکائنات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انت خیر الخلق خیر الانبیاء خیر الرسل

مصدر الخیرات محمود الصفات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انت جواد کریم نحن قوم سائلون

من نصاب الفضل شئ فی الزکوٰۃ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ان فی ھجرک عذابا فی عذاب لا یطاق

ان فی وصلک حیاتا فی حیات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کنت کنزاً مخفیًّا فی کنت کنزًا مخفیًا

اختفاء النخل فی عین النبات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلم اللہ علٰی روحک وصلی دائمًا

کل ساعات النہار والبیات یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ نظم قطع الوتین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے۔ اس لیے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں۔

باب یازدھم

عقیدہ نمبر ۱۵- وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصًا

براہین قاطعہ صفحہ ۵۱

قولہ: توضیح مطابق نمبر ۱۱، بر عقیدہ نمبر ۱۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ براہین کے صفحہ ۵۱ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ مشتہر و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ کتاب مذکور میں دکھلا دیں تو آپ کو پھولوں کا ہار دوں ورنہ گلا...... کے لیے تیار رکھیئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۰۔ اقول: مفتی جی! حسب عادت مستمرہ آپ نے عبارات براہین سے قطعی انکار کر دیا۔ کیا میں نے اشتہار میں بلفظہٖ یا بعینہٖ کا لفظ لکھا ہے۔ یا ملخصًا کا لفظ اس میں موجود ہے۔ آپ نے صفحہ ۵۱ کو بھی دیکھا ہے۔ یا یونہی لکھ دیا ہے۔ مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اردو عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا۔ اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں۔ لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آ جائے۔ اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو۔ وہو ہذا۔ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاص نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہٖ، صفحہ ۵۱ پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد عبد السمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے:- جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو اس کو شرک کہنا جائز ہے۔ وہ تو مقربین ملائک میں سے ہے۔ شیطان لعین کو دیکھو کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔

پھر شک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو تمام مخلوق الملائک وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں کیونکر شرک ہوگا۔ الخ۔ اس پر مولوی خلیل احمد آپ کے بزرگ یہ درفشانی فرماتے ہیں کہ شیطان و ملک

الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہٖ۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لیے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائے گا تو مشرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔ علم کی بحث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے علم کی تھا یا حد نہیں۔ حتیٰ کہ لوح محفوظ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔ مخلوق الٰہی میں سے کوئی فرشتہ یا جن وانس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی ہے۔

قولہ: توضیح۔ مطالبہ نمبر ۱۱۔ ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۱ تلاش کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ جب یہ عبارت اس میں نہیں تو کیوں یہ عقیدہ آپ کا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ):- کلام الفوائد یدل علی اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت علی الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ مخواہ وہابی کہنے کی سزا ہے)۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۶، سطر ۱۴۔ اقول: مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو پھول کر ڈھونڈتے تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں مل جاتی اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ اب بھی آپ کی آنکھ نہیں کھلی۔ اس سہ سطرہ عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اوّل: عقیدہ نمبر ۱۵ کو عقیدہ نمبر ۱۰ لکھ دیا۔ دوئم: آیت شریف علی الکذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ جملہ آیت شریف علی الکذبین کا مجھے مصداق لکھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اس کے مصداق آپ ہی موزوں ہیں۔ جن کا خدا بھی اس میں مطعون ہے۔ تصدیق اس کی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے جملہ علی الکذبین کے اعداد جمل نو سو تیئس (۹۲۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی عبداللہ) اور نالائق ابد مفتی عبداللہ و حزب وہابیہ) کے بھی وہی اعداد نو سو تیئس (۹۲۳) ہی ہیں۔ یہ اس لیے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی، کافر، مشرک کہتے ہیں۔ یہ اس کی سزا ہے مگر اس کی آپ کو کیا پروا ہے۔ جب کہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے۔

باب دوازدھم

عقیدہ نمبر ۱۶

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید وعمر، بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے

(بلفظہٖ۔ حفظ الایمان، اشرف علی صفحہ ۷)۔

قولہ: توضیح، مطالبہ نمبر ۱۳، برعقیدہ نمبر ۱۶۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ لکھا ہے کہ حفظ الایمان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم زید وبکر وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے آپ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا ہے۔ عبارت کا اول وآخر چھوڑ کر مخلوق کو آپ نے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے۔ یہ کام اسی سے ہوسکتا ہے جسے ایمان کی خواہش اور عاقبت کا خوف نہ ہو پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کی جاتی ہے:۔ ''(آپ کی نبی علیہ السلام) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔'' بلفظہٖ، صفحہ ۲۶، سطر ۱۸۔ اقول: مفتی جی! شکر ہے کہ اس عبارت کے موجودہ ہونے کا آپ نے اقرار کرلیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا۔ عبارت کا اول وآخر چھوڑ کر مخلوق کو خوب مغالطہ میں ڈالا۔ مگر افسوس یار عیار پر کہ اس چالاکی یا مغالطہ کو تحریر نہیں کہ جو عبارت میں نے نقل کی اس میں کیا چالاکی کی تھی۔ اور مخلوق کو کیا مغالطہ ہوا۔ اور آپ نے اس کی پوری عبارت اتمام حجت کے لیے جو نقل کی اس نے کیا صفائی کی اور کس چالاکی اور مغالطہ کا دفعیہ کیا۔ یا بس یونہی عبارت لکھ دی۔ اور اپنی زبان سے بکواس کردیا اور اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی چند غلطیاں کیں۔ مثلاً میری عبارت میں صرف زید وعمر لکھا ہے اور آپ نے زید وبکر وعمر ولکھ دیا۔ گویا بکر کا لفظ اپنے پاس سے ڈال دیا اور اصل عبارت میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔'' لیکن آپ نے ''حضور ہی کی کیا تخصیص ہے''۔ میں لفظ ''ہی'' کو اپنی طرف سے لکھ دیا۔ اور اصل عبارت میں ''ہر صبی ومجنون'' درج ہے۔ لیکن آپ نے ''ہر صبی مجنون'' لکھ دیا ہے۔ خوب چالاکی اس کو کہتے ہیں۔ جو صریح غلطیاں کی ہیں۔ میں نے عبارت کو مختصراً نقل کیا ہے۔ لیکن آپ نے پوری عبارت نقل کر

کے میرے مضمون کو اور بھی واضح کردیا اور اس پر اور واضح کیا جاتا ہے۔ دیکھو رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات ہیں۔ اور ان کے جوابات ہیں۔ تیسرا سوال وہ ہے جس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے مندرجہ بالا دیا۔ جس کو آپ نے بھی پورا نقل کردیا ہے۔ اصل سوال یہ ہے اور زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس کے معنی کہ عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور بواسطہ اس معنی کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ کیسا ہے۔ بینوا وتوجروا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ اول، حفظ الایمان، سطر ۶۔ میں کہتا ہوں کہ اس سوال میں صاف لکھا ہے۔ علم غیب دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک بالذات جو خاصۂ خدا ہے۔ دوسرا اس میں شریک نہیں جب تک خداوند تعالیٰ خود مطلع نہ کرے۔ اور دوسری قسم کا علم غیب بالواسطہ ہے۔ یعنی جو خداوند تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ما کان وما یکون کا عطا فرمادیا اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب یوں دیتے ہیں:۔ اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے۔ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اس لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ، بلفظہٖ۔ اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا تو غصہ وغیظ وغضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان برائے نام میں نکل گیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض سے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۷-۸ حفظ الایمان مولوی اشرف علی۔ دیکھیئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہوگیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں۔ ایسا علم غیب زید وعمرو بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چارپایوں اور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے نعوذ باللہ منہا من ہذا الخرافات و النخز عبیلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرف علی۔ اور آپ کا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے فتاوے کفر لگے ہوئے ہیں۔ قولہ: مطالبہ نمبر ۱۲۔ آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلائیے کل غیب کے جاننے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے اگر کل کے جانتے ہیں تو آیہ۔ لا یعلم الغیب الا اللہ وعندہ مفاتیح الغیب وغیرہم کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ ایسی نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمائیے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۷۔ سطر ۳۔ اقول: مفتی جی! ہمارا اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم ما کان وما یکون کے عطا فرمادیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخش دیئے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ذرّہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں۔ مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸-۹ میں گزر چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ بتلائیے کہ مولوی اشرف علی آپ کے پیغمبر نے جو یہ عبارت اور اپنا

عقیدہ لکھا ہے کہ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون ۔ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کس آیت
حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف وخلف میں ایسا لکھا ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات نہ آیت میں ہے نہ حدیث میں
کسی بزرگانِ دین کی کتاب میں ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجئے ۔ یہ سب افترا اور توہین
کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں ۔ جن کا تمغہ ان کو مل چکا ہے۔

العیاذ باللہ الرحیم الکریم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔

باب سیزدہم

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷: خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت ﷺ سے نہیں

با خدا داریم کارو با خلایق کار نیست

بلفظہٖ بسط البنان، صفحہ ۷

عقیدہ نمبر ۱۸، حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔

ملخصاً ۔ ایضاح الحق ۔ مولوی اسمٰعیل امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ ودیوبندیہ صفحہ ۳۵-۳۶

قولہ: عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ آپ نے بسط البنان وایضاح الحق کے حوالہ پر لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ ان عقائد کے متعلق جو کہ سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے ملنے پر لکھا جائے گا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۷، سطر ۸۔ اقول: مفتی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل و دانش پر۔ درآں حالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپ نے دیوبند یا سہارنپور سے منگوا کر دیکھیں۔ بلا دیکھے افترا لکھ دیا اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں۔ اور برے برے لفظ استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اور شرک وکفر لگایا جاتا ہے مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں کہ ''سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں''۔ کہیے کیونکر معلوم ہوا کہ (جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور ان کے صفحے لکھے ہیں) وہ سراسر افترا ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج۔ جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔ کتاب رسالہ بسط البنان کی عبارت تو بلفظہٖ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں۔ جس کا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے مگر اس کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے

با خدا داریم کارو باخلایق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپ نے سمجھا نہ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ''ہم کو خدا سے کام ہے۔ اور کسی شخص سے جو مخلوق میں سے ہے۔ اس سے کام نہیں۔'' چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی خلایق میں سے ہیں۔ اس لیے ان سے بھی کام نہیں۔ بس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہابیہ کا یہ ہوا کہ ''خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں۔'' یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البناں میں ہے۔ وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے وہ یوں ہے:-

اصل عبارات تقویۃ الایمان

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶، سطر ۲۲۔

(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱ سطر ۶۔

(ج) (خدا نے قول و قرار لیا) میرے سوائے کسی حاکم و مالک نہ جانیو۔ اور کسی کو میرے سوائے نہ مانیو۔ بلفظہٖ۔ صفحہ سطر ۱۔

(د) اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہ مان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۸، سطر ۱۲ اب میں اس عقیدہ ۱۶ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

فصل اوّل:

آیات قرآن شریف سے تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بھا الی الحکام ۔(سورہ بقر) یعنی مت کھاؤ آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس کہیے یہ خدا کے سوا کون حاکم ہیں؟

(۲) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایۃ یعنی کہہ دے (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ کہیے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے حکم ماننے کو فرماتا ہے۔

(۳) اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ۔(سورۃ النساء) یعنی جب تم حکم کرو لوگوں میں تو انصاف اور عدل سے حکم کرو۔

کہیے خدا کے سوا کون ہیں جن کو حکم ہو رہا ہے؟

(۴) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ ۔(سورۃ النساء) یعنی اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا۔ اور حکم مانو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہوں اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں۔ کہیے خدا کے رسول اور اس کے تابعداران مجتہدین و بادشاہان اسلام کے حکم ماننے کا حکم ہو رہا ہے۔ ابھی ماں باپ، استاذ، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ وہابیہ کا عمل درآمد یہاں قرآنی آیت پر نہیں۔ بلکہ تقویۃ الایمان پر ہے۔

(۵) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔(سورۃ النساء) جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا۔ اس نے تحقیق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور حکم مانا۔

دیکھیے یہاں اللہ تعالیٰ نے خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی جیسا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ویسا ہی حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۶) فلا و ربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم الایۃ ۔(سورۃ النساء) یعنی پس قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ نہیں ایمان لائیں گے۔ جب تک کہ حاکم بنا دیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے۔

دیکھیے یہاں پر اللہ تعالیٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا حاکم اور منصف نہ بنا لیں گے۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے سوائے کسی کو مانو ہی مت اور نہ کسی کو حاکم جانو۔ فرمائیے یہ کن آیات کا ترجمہ ہے۔ یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں۔

فصل دوم:

چند احادیث سے تردید

(۱) حدیث شریف: لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھ کو زیادہ محبت نہ کرے (متفق علیہ)

(۲) حدیث شریف: فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاعنی دخل الجنۃ و من عصانی فقد ابیٰ ۔ یعنی جس نے میرا حکم مانا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میرا حکم نہ مانا۔ اس نے میرا انکار کیا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔) صحیح بخاری

(۳) حدیث شریف طویل: فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فمن اطاع محمدًا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصیٰ محمدًا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فقد عصی اللہ ۔ یعنی پس جس نے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس تحقیق حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا۔ اور جس نے نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔

دیکھیے یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ ۔ یہ بات سب سچ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔

فصل سوم:

عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح مترجم مطبع فاروقی دہلی۔ جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے۔

فائدہ اولیٰ در بیان آنچہ در بدعت حقیقیہ داخل است۔ وآن مشتمل بر چند مسائل است
مسئلہ اولیٰ۔ باید دانست کہ مسئلہ در وحدت وجود وشہودہ مبحث تنزلات خمسہ وصال در اول وتجدد ومثال وکمون وبروز والمثال آن از نباست تصوف وہمچنیں مسئلہ تجرد واجب وبساطت اوتعالیٰ بحسب ذہن یعنے تنزیہ وتعالیٰ از زمان ومکان وجہت واہیت وترکیب عقلی ومبحث عینیہ وزیادہ صفات وتاویل متشابہات واثبات رویت بلاجہت وجہافات واثبات جوہر فرد وابطال ہیولی وصورت ونفوس وعقول یابالعکس وکلام در مسئلہ تقدیر وکلام وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آن از مباحث وفنِ کلام والہیات وفلاسفہ ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است۔ اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ می شمارد والا دریں جزو زمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است۔ چہ سعی درادراک حقیقۃ آن واہتمام تنقیح آن ومعدود شدن صاحب آن در زمرہ علماء دین وحکمار بانین وتمدح باآں در مقام ذکر کمالات دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم دائر وسائر است بلفظہٖ صفحہ ۳۵-۳۶۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولیٰ اس بیان میں ہے۔ جو باتیں بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں۔ اس میں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے کہ مسئلہ وحدت وجود اور شہود اور بروز اور کمون تصوف کی باتیں خدا تعالیٰ کا مجرد یا بسیط (واحد) ہونا۔ یا اللہ تعالیٰ کے تجرد آور بساطت پر اعتقاد رکھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا وغیرہ وغیرہ۔ سب بدعات حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔ اگر اعتقادات دینیہ سے گنے جائیں ورنہ اس زمانہ میں بدعات حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں۔ الخ۔ اس تمام عبارت کا میرا خلاصہ مضمون صرف یہ ہے کہ ''حق تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے'' اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افترا ہی نظر آتا ہے۔ تو بس معلوم ہوگیا کہ آپ کی نظر ہی نہیں اور آپ کورے ہیں۔ دیکھیے آپ کے امام الطائفہ نے خداوند تعالیٰ کو مجرد اور بسیط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے۔ اور زمان ومکان اور جہت یا طرف، ماہیت وترکیب سے پاک ومنزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے۔ اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی نسبت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زمانہ میں ہونا۔ ایک خاص مکان میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص مشرق یا مغرب شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا اور اس کی صورت وشکل خاص کا ہونا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچوں کا ہونا اعتقاد کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔

اس عقیدہ کی تردید میں اہلسنّت کا مذہب یوں ہے:-

فصل چہارم:

تردید عقیدہ نمبر ۱۸ کتب معتبرات

(۱) تحفہ اثناء عشریہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۱۹، سطر ۱۱۔ عقیدہ سیزدہم۔ آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست۔ واو را جہتے از فوق وتحت متصور نیست۔ وہمیں است مذہب اہلسنّت وجماعت۔ بلفظہٖ۔

(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول، حصہ چہارم، صفحہ ۱۱۰، سطر ۱۵۔ امرتسری[1]۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالیٰ) جسم وجسمانی نیست ومکانی وزمانی نہ۔ بلفظہٖ۔

(۳) عقائد شمسی ترجمہ عقائد نسفی۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۷۔ نہ وہ (خداوند تعالیٰ) متمکن کسی مکان میں ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۷۔ خداوند تعالیٰ پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۳، سطر ۹۔

(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۶، سطر ۱۹۔ ولا فی جھت ولا فی مکان ولا فی زمان۔ پروردگار عالم نہ کسو طرف ہے نہ کسو مکان میں ہے۔ نہ کسو وقت میں۔ بلفظہٖ۔

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر مصری صفحہ ۶۲۹، سطر ۱۰۔ وباثبات المکان للہ تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء فان قصد به حکائته،ما جاء فی ظاهر الاخیار لایکفروا اذا ارادبه المکان کفر وان لم تکن له نیته یکفر عند اکثرهم وٗ علیه الفتوی کما فی البحر۔ بلفظہٖ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا۔ (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا ہے تو کافر نہیں ہوتا اور جب ارادہ کرے اور قصداً کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے تو وہ ضرور کافر ہو جائے گا۔ خواہ اس کی نیت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جیسا کہ بحر میں ہے۔

(۶) فتاویٰ عالمگیری ترجمہ اردو جلد دوئم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت ومکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظہٖ۔ اسی طرح تمام کتب اہلسنّت وجماعت میں درج ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مکان وزمان وجہت ثابت کر کے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپ کے امام الطائفہ اس پر بڑے شد ومد اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشتہرہ محمد عبدالغنی رامپوری مورخہ ۱۸۔ صفر المظفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہلسنّت وجماعت بریلی۔

[1] اکثر لوگ اس کو امرتسری پڑھتے ہیں حالانکہ یہ لفظ امرت سری ہے۔ امرت سر ہندوستان کا ایک شہر ہے۔ ۱۲۔ توگیروی

علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پر

سوال: کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عزاسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ بینوا و توجروا۔

جواب (۱): یہ شخص عقائد اہلسنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے۔ کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف صالحین اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے۔ اور یہی احادیث صحیحہ وکلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ، زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے۔ اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مہر رشید احمد ۱۳۰۱ھ گنگوہی

جواب (۲): الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ۔

جواب (۳): اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ حق تبارک وتعالیٰ احتیاج سے منزہ صمد ازلیہ کے ساتھ متصف ہے۔ لم یزل اور لایزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث ومخلوق ہیں۔ کان اللہ ولم یکن معہ شیئ قال اللہ تعالیٰ کل شیئ ھالك الا وجھہ وقال اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر۔ الغرض حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین اور ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی و مدرسہ دیوبند۔ (وتوکل علی عزیز الرحمٰن)

جواب (۴): الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

جواب (۵): الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ۔

جواب (۶): الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ۔

جواب (۷): زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث وخواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ، ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے۔ لکھا ہے۔ الخ۔ حررہ المسکین محمد عبدالحق عفی عنہ۔

جواب (۸): الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوئم مدرسہ شاہی۔ مراد آباد۔

جواب (۹): ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ مہر ثناء اللہ المحمود ۱۳۱۵ھ بلفظہ۔ فتویٰ ختم ہوا۔

اس فتوے سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسمٰعیل کا ہے۔ جاہل، بے بہرہ، کافر، زندیق، ملحد، بددین،

سلف صالحین کا مخالف ہے۔ لیجئے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری وزیر کی مستفتی کی

اس فتوے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی۔ جو قابل تعریف وداد ہے کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کرکے پیش نہیں کیا۔ جس سے علماء دیوبند کو پتا بھی نہیں لگا کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے۔ اگر علماء دیوبند کو پتا لگ جاتا۔ تو ایسا فتویٰ کفر کا کبھی بھی نہ دیتے۔ بلکہ بتاویلات رکیکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کرتے۔ اور مرنے مارنے پر ہو جاتے: اللہ! اللہ! ایمان!!! دیکھو مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات دیتے دیتے ملحد، زندیق، بددین، کافر، جاہل، بے بہرہ، خود ہی ثابت کردیا۔

باب چہاردہم

عقیدہ نمبر ۱۹

وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور بمثل کنھیا کے جنم کے ملخصاً

(فتویٰ رشید احمد صفحہ ۱۳، براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۳۔ برعقیدہ نمبر ۱۹۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے حوالہ پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا۔ قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے۔ اور نقل کنھیا کے جنم کی صفحہ ۱۳۔'' مولانا مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۳ دیکھا گیا۔ اس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں۔ لیکن فتاوے کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مرّوجہ کی مجالس کی بوجہ قبیحات شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ اور قیام کو بھی بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۰[1]

اقول: مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کرلیا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا اور بعد میں اقرار کر لینا بندۂ خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۳ میں نہ ہوئی صفحہ ۱۴ میں ہوئی تو اس میں فرق کیا ہوا۔ ممکن ہے فتاوؤں کے طبع ہونے کے جداگانہ تاریخیں یا مطبع ہوں۔ خیر شکر ہوا کہ آپ نے عبارات محولہ کو قبول کرلیا۔ ایک غلطی آپ نے کی وہ یہ ہے کہ میں نے لفظ ''مثل کنھیا کے جنم کی'' لکھا تھا۔ اور آپ نے اس کی جگہ ''نقل کنھیا کے جنم کی'' لکھ دیا ہے۔ لیکن مولوی رشید احمد کے لیے جو آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو بوجہ قبیحات شرعیہ بدعیہ مذمومہ لکھا ہے اور قیام کو بھی۔ یعنی مولود شریف اور قیام دونوں کو بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ مگر یہ غلط ان کے فتاوے میں قیام تعظیمی کو شرک لکھا ہوا ہے۔ وہی میں نے لکھا مگر آپ اس کو ہضم کر گئے اور جو مثل کنھیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ جو میں نے ان کے فتاوے سے نقل کیا ہے۔ اس کا ذکر تک بھی نہیں۔ آپ کے مولانا کے فتوے میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی ہے۔ جو فتوے کی سند میں ہو۔ یا جس سے

حاشیہ[1]: مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ تشبیہہ یہ ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے تو مطعون ہوگا اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ اور برا نہیں سمجھتے۔ سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں ہے۔ اس کی رسم پڑ گئی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں۔ بلفظہٖ۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۴۹۔ سطر ۱۰-۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی۔ نول کشور مطبع نامی۔

یہ معلوم ہو کہ فلاں آیت یا حدیث شریف سے مجلس مولود شریف بدعت مذمومہ ہے۔ یا فلاں آیت اور حدیث شریف کی رو سے قیام تعظیمی شرک ہے۔ یا فلاں آیت حدیث کے مطابق یہ مولود شریف جس میں قرآن شریف و احادیث پڑھی جاتی ہیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ یا آپ کے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی ممانعت میں کوئی نص ثبت فرمائی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت و بغض و عداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ اب میں پہلے شروع کرنے تردید منکرین و اثبات مولود شریف کے اثبات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بتاؤں کہ مولود شریف جو ابتداء سے ہوتا چلا آیا اور اس وقت تمام دنیا میں (سوائے وہابیہ دیوبندیوں کے) بہئیت کذائیہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا کیا امور ہیں جن پر گروہ وہابیہ ہمیشہ جلے بھنے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور شرک اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں تا کہ خاص و عوام ان کے فتاوؤں کا اندازہ کرلیں۔

فصل اوّل:

محفل میلاد شریف بہیئت کذائیہ کی حقیقت

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولد مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے کہ آنحضور موفور مسرور نور علیٰ نور، سرورِ عالم، سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الخلق و خیر الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا حال و اثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات کا بیان نہایت صحیح صحیح کیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کی جائے۔ اس لیے جب کوئی شخص مسلمان بندہ خدا مولود شریف کرنا یا کرانا چاہتا ہے تو بروز یکشنبہ یا شب دوشنبہ یا جمعہ کو خالصاً للہ نیت کر کے ریا اور نمود کو دخل نہیں دیتا اور جو کچھ حلال کمائی کا روپیہ پیسہ ہوتا ہے خرچ کر کے اشیاء ضروری کھانا عمدہ شیرینی خوشبو، عطر، پھول، اگربتی، لوبان، پانی سرد، برف خرید کر کے مہیا کرتا ہے۔ پھر فرش فروش چاندنی، لیمپ، لالٹین، چراغ فانوس، جھاڑ وغیرہ حسب استعداد جمع کرتا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مصفّا اس محفل پاک کے لیے تیار کرتا ہے۔ اس مکان کو حسب بمقدور خود خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کر کے علماء و قراء و حفاظ و نعت خوانان کو اس مکان میں طلب کرتا ہے اور قاری مولد شریف کے لیے ایک تخت یا چوکی بچھاتا ہے۔ اس پر قالین اور عمدہ سفید کپڑا بچھا دیتا ہے۔ اور پھولوں کے خوب گلدستے اس تخت پر قاری مولد شریف کے سامنے رکھتا ہے۔ اور لوگ پیر و جوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرّت سے حاضر ہوتے ہیں۔ بانی محفل کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تب قاری مولد اور حفاظ قرآن شریف کے چند رکوعات پڑھتے ہیں۔ پھر درود شریف کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ بانی محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت کرتا ہے اور قاری مولد شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے سے شروع کرتا ہے چند روایات پڑھنے کے بعد وقفہ کرتا ہے۔ اس وقفہ میں نعت خوانان مدح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابیات جو محبّین اور

عاشقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنفہ ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ کبھی اکیلا کبھی دودو مداح ایک آواز سے پڑھتے ہیں۔ جب نعت ختم ہوتی ہے تو دس (۱۰) دس (۱۰) مرتبہ ہر ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولد شریف ذکر ولادت پر پہنچتا ہے۔ تو یوں کہتا ہے

اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو — اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

یا

ندا از حاملانِ عرش آمد — کہ برخیز از پے تعظیم احمد ﷺ

یا

اٹھ ذکر میلاد حضرت ہے اب
چاہیئے آداب سے کرنا قیام
ندا یہ غیب سے آئی برابر — کہ تعظیم محمد ﷺ کیجئے اٹھ کر

پڑھتا ہے اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تب حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل ان فرشتوں کی ہے جو حضور سرورِ عالم باعث ایجاد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے درود شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر معجزات وقت ظہور و دیگر معجزات معراج شریف وغیرہ جہاں تک ہو سکے پڑھتے ہیں۔ پھر بانیٔ محفل اور تمام حاضرین وغائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کے لیے اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔ اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کر کے اور السلام علیکم کے بعد اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ۔ مثلاً حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً، مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، جدہ، حدیدہ، ملک عرب، مصر، اندلس، مغرب، شام، روم، پنجاب، سندھ، ہند وغیرہا میں بڑے زور شور سے ہوتا ہے اور تمام علماء کاملین اور فضلاء صالحین عرب و عجم کا اسی ہیئت کذائیہ پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے۔ کہ جس کا ماننا اربعہ اور میں فرض ہے۔ مولود شریف عین اظہار محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرض ہے۔ لیکن وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیاں اور درفشانیاں یوں ہوتی ہیں کہ مولد شریف کرنے والے اور وہاں حاضر ہونے والے سب کے سب حمقا، فاسق،

فاجر، بدعتی، مشرک و کافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان اہلسنّت و جماعت سات سو سال سے لے کر آج تک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند اشخاص دیونجدی یا دیوبندی مسلمان۔ العیاذ باللہ اب میں مختصراً آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں تا کہ آپ کو پتا لگ جائے کہ ہم مسلمان کس طرح سے مشرک ہو جاتے ہیں۔

فصل دوم:

آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کرانے والا خالصاً للہ نیت کرے کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی نمود یا ریا کو اس میں دخل نہیں۔ جو کچھ اس میں خرچ ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ رات کا وقت ہو تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء وحفاظ نعت خواں اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین بھی شامل ہوں۔ ان کی اچھی خدمت کی جائے۔ فرش فروش سب پاکیزہ ہو۔ کوئی بات خلاف شرع، حقہ نوشی، گفتگو فضول نہ ہو۔ محفل میں دوزانو، یا چارزانو بیٹھے۔ ٹانگ پسار کر یا تکیہ کر نہ بیٹھے۔ قاری مولد شریف کے لیے بیٹھنے کو جگہ اونچی ہو۔ جیسے چوکی، تخت، چبوترہ، منبر وغیرہ ہو۔ اور قاری مولد شریف صاحب اگر غسل کر کے بیٹھے تو مستحسن ہے۔ اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو باوضو بیٹھیں۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے۔ اور ان کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جمائے اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور وقت ذکر ولادت شریف سب لوگ دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھیں اور بعد اس کے بیٹھ جائیں اور قاری مولد شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے بیان کرے اور وقت میں گنجائش ہو تو بانیٔ محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف کا بھی کرے اور حلیہ شریف حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنائے۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پر کلام الٰہی حسب دستور پڑھ کر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خوردنی و نوشیدنی و شمیدنی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہداء و صلحاء و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیاء جمیع المسلمین والمسلمات کے ارواح کو پہنچائے۔ اور تمام حاضرین اور بانیٔ محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے۔ پھر سب کو اجازت اور رخصت ہے۔

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کیئے جائیں کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کے لیے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی منصوص ہے۔ اس لیے لفظ وفات یا ارتحال وصال بھی زبان پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور موفور

آنحضور نورٌ علیٰ نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایسی محفل میں ذکر حزن ومحن کا کیا جانا نہایت غیر موزوں ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے۔ جب سے یہ عمل خیر و برکت شروع ہوا ہے۔ ان آداب کو وہابیہ دیکھ کر جلے بھنے دیکھیئے کیا فتوے لگاتے ہیں۔ اب کیا فتوے لگائیں گے۔ ان کے بزرگ جو کچھ لگا چکے ہیں۔ وہی کافی ہے۔ شریعت سے واسطہ نہیں۔ ان کو تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے ان کو حضور کی تعظیم سے ہی پڑھے اور یہی ان کی سڑ ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین۔

قولہ: اس کے لکھنے میں انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جو کہ ایک عالم اہلسنّت حنفی کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا اور کہ سلف علماء نے کس شد و مد سے مولود مروّجہ و قیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے۔ ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ: ان بدعتوں میں سے جو عبادت اور شعار اسلام جان کر نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو ربیع الاول میں کی جاتی ہے۔ جس میں سے بہت سی بدعات اور حرام فعل کیئے جاتے ہیں کتاب مذکور میں۔ ترجمہ: مجلس میلاد کا کرنا دین میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ وتابعین وآئمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۷، سطر ۱۵۔ امام فاکہانی اپنے رسالہ ردّ عمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: میلاد کا اصل قرآن وحدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں اور نہ اماماں دین سے سوائے اس کے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۷۔ سطر ۲۵۔ اخیر۔ علاوہ اس کے معتمد مغربی کا فتاوے، شرح وانی، طریقہ السنتہ، شرح البعث والنشور۔ خیرۃ السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا بری بدعت درج ہے۔ ملخصاً۔ صفحہ ۲۸۔

اقول: آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھتا ہے۔ وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ اور جن علماء کے نام آپ نے اپنی سند میں بیان کیئے ہیں۔ مولوی رشید احمد نے ان کو سند میں پیش نہیں کیا ہے گویا جائے استاد خالی کی مثال ہے۔ مگر ان علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی کہ مولود شریف بمثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ اس لیے مولوی رشید احمد صاحب آپ کے مولانا ان سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات ان کو بھی نہ سوجھی کہ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ مگر اس کی سند میں کوئی نص نہ بیان کی۔ جن کتابوں کے کام آپ نے لکھے ہیں۔ وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ ان کے مصنفوں کا پتا ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے یا کس زمانہ میں پیدا ہو کر فوت ہونے اور نہ ان کے صفحوں کا حوالہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وہابیہ رسالہ سے دیکھ کر نام لکھ رہے ہیں۔ اور کچھ پتا نہیں۔ اب میں بتلاؤں گا کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ گستاخ خلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔ آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت اور شعار بدعت لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ اس میں حرام فعل کیئے جاتے ہیں۔ اور یہ دین میں زیادتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر مکی الہیتمی کی کوئی کتاب مدخل نہیں ہے۔ اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کی بھی کوئی کتاب مدخل

نہیں۔ یہ نرا افترا اور بہتان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی غلط ملط رسالہ وہابیہ سے نام درج کر دیا۔ اور نہ آپ نے مدخل کو دیکھا۔ نہ ابن حجر سے واسطہ ہے۔ یہ دونوں بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نام سے موسوم مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جو نویں دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نور الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف سیرت حلبی میں تحریر فرماتے ہیں۔ صفحہ ۱۱۴۔ وقد قال ابن حجر الهيتمى الحاصل ان البدعة الحسنة متفق علىٰ ندبها وعمل المولد و اجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة اھ یعنی بدعتِ حسنہ کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولد شریف اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا اسی طرح بدعتِ حسنہ ہے۔ اور دوسری جگہ ہے: وهو (ای مولد شریف) بدعة حسنہ یعنی محفلِ مولد شریف کی بدعتِ حسنہ ہے نیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ بھی حدیث شریف سے مولد شریف کی تائید کرتے ہیں۔ یعنی سیرت شامی میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی سے اس طرح نقل کیا ہے: قال قد ظهر لى فى تخريجه علىٰ اصل ثابت وهو ماثبت فى الصحيحين من ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قدم المدينة فوجد اليهود ويصومون يوم عاشور انسئالهم فقالوا هذا اليوم اغرق الله فيه فرعون و نجا موسىٰ عليه السلام. نحن بصومه شكرا فقال احق بموسىٰ منكم فصامه وامر بصيامه فاستفتاد منه فعل ذلك شكر الله تعالىٰ علىٰ ما من فى يوم معين من ابداء نعمة الله اورفع نقمته ويعار ذلك فى نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالىٰ يحصل بانواع العبادات و السجود والصيام والصدقة والتلاوة واى نعمة اعظم من بروز هذاالنبى الكريم نبى الرحمة فى ذلك اليوم ۔ ترجمہ: حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل صحیح مولود شریف کا استنباط ظاہر ہوا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے یہ کیسا روزہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں خداوند تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں غرق کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گزاری کا۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور اس دن روزہ رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے واسطے عمل میں آیا جو اس دن معین میں شر کو دفع کیا۔ اور نعمت کو بھیجا۔ جب دور کر کے پھر وہی دن آ جائے تو اس کو نظیر کی طور پر یادگاری کا شکر ہر سال بجالانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری انواع عبادات سجدہ اور روزہ اور صدقہ خیرات وتلاوت سے حاصل اور ادا کی جاتی ہے۔ اب کون سی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ للعالمین ہیں۔ آج کے دن یعنی وہ دن جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ یعنی اس سے بڑھ کر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گزاری ہو سکے کی جائے۔

دیکھیئے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کررہے ہیں اور حدیث بھی متفق علیہ۔ دونوں حضرات ابن حجر مؤیدین مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل ان کی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص کی ہے۔ وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے۔ یا شاید یہ دونوں استاذ شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیا جاتا ہے۔ کی تصدیق اس طرح پر ہے۔ ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹ میں ہے۔ ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے[1]۔ اب معلوم ہوگیا کہ مدخل کس کی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگادی بلاسوچے سمجھے۔ ایسے ہی آپ کے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مدخل جلد اول، صفحہ ۲۱۵، سطر ۷۔

مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں: من توسّل به صلی الله تعالٰی علیه و آله وسلم او استغاث به او طلب حوائجه منه فلا یردولا یخیب لماشهدت بدالمعاینة والاثار و یحتاج الی الادب الکله فی زیادة علیه الصلوٰة والسلام وقد قال علماء نا رحمة الله علیهم ان الزائر یشعر نفسه بانه واقف بین یدیه علیه الصلوٰة والسلام کما هو فی حیاته اذلا فوق بین موته و حیاته اعنی فی شاهد ته لامته و معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائهم و خوالمرهم و ذلك عنده جلی لا خفاء فیه ۔بلفظہٖ۔ ترجمہ: جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسّل کرے۔ یا حضور کی دہائی دے۔ یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگے۔ وہ نہ ردّ کیا جائے گا اور نا اُمید رہے گا۔ اس لیے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں۔ اور حضور کی زیارت میں پورے ادب کی حاجت ہے۔ بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کے لیے حاضر ہونے والا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہے۔ جیسا حضور کی حیاتِ ظاہری میں اس لیے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اس کا کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی تمام امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کے تمام احوال کو پہچانتے ہیں۔ اور ان کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب ان پر ایسا روشن ہے۔ جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ دیکھیئے حضور کی دہائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا۔ حضور کا اپنی تمام امت پر ناظر ہونا۔ اور ان کے تمام احوال سے کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا۔ تقویۃ الایمانی دھرم پر چاروں کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کو سن کر دہلوی جی کی قبر پر سوسو برس لرزے پھر کس منہ سے ان کو سند لاتے ہیں۔ شرم!!!

اور لیجیئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی وہابیہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہوسکتے۔ ان کا مستند ہونا تو درکنار۔ اسی طرح آپ کا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے۔ اس کے ردّ عمل المولد کا ردّ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا۔ جس کا جواب نہ ہوسکا۔ اور نہ کسی وہابی ان کے حمایتی نے جواب دیا اور یہ یاد رہے کہ جس وقت تمام علماء اسلام نے اس شخص

حاشیہ[1]: کتاب مدخل ابن حاج مالکی کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی۔ مجموعہ فتاوے عبدالحی صاحب میں یہی آیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: کتاب المدخل لابن حاج۔ مالکی میں ہے، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۵، سطر ۶۔ ۱۲ منہ رح

فاکہانی کی مخالفت کی تو اس وقت علماء کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کرنے پر ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ مفتی جی! آپ نے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بزعم خود مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگا دھانگی بن گئے۔ مگر آداب معلوم نہیں۔ کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتوے قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ درمختار اور فتاویٰ عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے۔ تب بھی آپ کو پتا لگ جاتا۔ اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں۔ جیسے آپ نے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے۔ اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاویٰ قادریہ کو ہی دیکھ لیجئے۔ دیکھی تو ہوگی مگر حافظہ سے اتر گیا۔ دیکھیئے وہ لکھتے ہیں۔ اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء فی الحقیقت مفتی نہیں ہیں۔ صرف مفتیان ماسبق کا فتویٰ نقل کردینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں۔ جس کو علماء امت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہوا ہے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۵۰، سطر ۸۔ (یہ عبارت مولوی رشید احمد آپ۔ کے مولانا کی تردید ہے۔) اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتاب سب ناقابل سند اور عمل ہیں۔ اور وہابیوں کی مصنفہ۔ قولہ: امام ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہے۔ ''مبالغہ درمنع سماع متضمن منع مولد کہ عبارت از قصائد نعت واشعار غیر نعت خواندن است۔'' اسی میں ہے۔ ''بنظر انصاف بہ بیند اگر حضرت ایشاں فرمنا در دنیا زندمی بودند ایں مجلس (یعنی مولد) و اجتماع منعقد میباشد آیا بایں راضی مے شدند۔ وایں اجماع رامی شنید ندیقین فقیر است کہ ہرگز ایں معنی راتجویز نے فرمودند۔ بلکہ انکار مے نمودند۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۸، سطر ۲۱۔

اقول: مفتی جی! آپ نے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے۔ دراصل یہ مکتوب شریف سماع کے بارے میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جدائی کا ہے۔ ''مبالغہ فقیر درمنع بواسطۂ مخالفت طریقت خود است۔ مخالف طریق خواہ بسماع ورقص بود۔ خواہ بمولود وشعر خوانی۔'' بلفظہٖ۔ حضرت مجدّد نہ تو اس کو بدعت فرماتے ہیں اور نہ شرک اور نہ ہی کنہیا کا جنم۔ اس مکتوب سے مولود شریف کی ممانعت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اس میں مزامیر کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ ایسی مجلس پاک کو جس میں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔ کس طرح منع فرما سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع کے متعلق ہے۔ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند۔'' مانہ ایں کار میکنیم۔ وز انکار میکنیم یعنی ایں کار منافی طریق ما است۔ پس نکنیم۔ وچوں مشائخ دیگر کردہ اند بر آں انکار ہم نہ نمایم۔'' بلفظہٖ۔

دیکھیئے حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ یہ ذکر کلیۂ سماع کا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں۔ اور نہ ہم یہ کام (سماع کا سننا) کرتے ہیں۔

اس لیے کہ یہ سماع ورقص ہمارے سلسلہ اور طریقت کے خلاف ہے۔ یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ اس کو سنتے آئے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولود شریف میں بھی اگر یہ سامان قوالی ورقص جو سماع میں ہوتا ہے۔ موجود ہوں۔ تو اس کے لیے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے۔ تو پھر اقرار ہوا۔ جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا گوشت نہیں کھاتا۔ اس کی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اس کے کھانے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کو حرام کہہ سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کھانے سے منع کر سکتا ہے۔ پس یہی صورت اس امر میں حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اس کی تصدیق حضرت مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہوتی ہے کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارے میں ہے جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح پر ہے۔ وہو ہذا۔ فقیر را در باب سماع ولیلے قوی بہم رسیدہ است۔ کہ ارباب آں خبر ندارد۔ چنانچہ السماع یورث الوقة والوقة تجلب الرحمة والنتیجة السماع یجلب الرحمة۔ مواجید حضرت چشتیہ خوب میدانم لہٰذا اجُراَت بر انکارِ احوالِ ایشان نمی کنم۔ پس طریق اسلم دریں باب آنست۔ کہ نہ انکار آں دارد نہ اِرتکاب۔ وقول حضرت خواجہ بزرگ ہم مد ایں معنی است کہ نہ انکار می کنیم ونہ ایں کار۔ بلفظہٖ۔ کتاب کلمات طیبات صفحہ ۹۴۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ۔ دیکھیئے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہیں۔ ونہ ایں کار میکنیم۔ ونہ انکار می کنیم۔ وہی الفاظ حضرت مرزا جانجاناں اپنے ملفوظ میں فرما رہے ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے آپ نے برخلاف جان کر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لا تقربوا الصلوٰة کو پورے طور پر ثابت کر دیا۔ اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۷۳ خاص سماع کے بارے میں ہے۔ جس کو آپ نے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپ کے بھائی اس مکتوب کو غلط فہمی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو۔

اور سنیئے اسی مکتوب میں ہے۔ (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ ان کے وقت مولود شریف میں بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور ان کے مخدوم بزادگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی۔ جس کی وجہ سے حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا)۔ وہو ہذا۔ فیروز آباد کہ ملجاو ملاذ ما فقرا است وقدوہ پیران مادرّوے امرے حادث شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزندان حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ بعد از تغییر طریق والد بزرگوار ایشان طریق اصل را ایشان محافظت نمودند یا تعبیر کنندگان مجادلہ فرمودند۔ آرے در اوائل حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نمود مبابلہ میفر مودند و ملامت را ترجیح دادہ تبرک عظیمت ور بعض اشیاء ارتکاب می نمودند اما در اواخر ازیں امور اجتناب داشتند ویا و ملامت و ملامتیہ نمیکر دند۔ بلفظہٖ۔ لیجئے اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم زادگان نے برخلاف اپنے والد بزرگوار کے ایک نیا امر پیدا کیا اور ان کے عمل اواخر کے خلاف تھا۔ جملہ ''امرے حادث'' سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ مولود شریف میں انہوں نے ایک نئی بات پیدا کی۔ جو بصورت قوالی یا مزامیر کے ہو۔ جو بحالت ملامتیہ کے ان سے وقوع میں بھی کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اس سے اجتناب کر دیا تھا ورنہ مولود شریف امرے حادث نہیں ہو سکتا۔ جب

کہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیشتر اس ہیئت کذائیہ سے چلا آ رہا تھا۔ اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکار حضرت مخدوم زادگان کے امر حادث پر جو بصورت سماع ورقص تھا۔ مبنی تھا۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم زادگان اوائل میں فرقہ ملامتیہ کو جو فقراء میں ہے۔ پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اس وقت انہوں نے کبھی ایسا مولود شریف بھی کیا ہو۔ اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامتیہ فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم زادگان نے اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عمل درآمد کیا ہو۔ یا کرنے لگ گئے ہوں۔ یہی موجب انکار ہوا صرف فیروز آباد کے لیے ورنہ تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف ہوا کرتا تھا۔ اس کا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلاد شریف پر ہی انکار فرماتے۔ تو یوں فرماتے کہ محفل مولود شریف کہ در تمام بلاد عرب و عجم منعقد میشود خلاف طریقت ما است بنائد کرد۔'' یا یوں فرماتے'' کہ ایں محفل مولود شریف بدعتِ سیہ وشرک و مشابہ جنم کنھیا است۔ ہر کہ ایں محفل منعقد کند کافر و مشرک است۔'' مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع بھی نہ ملا۔ غور کیجئے اپنی نافہمی مکتوب سے لوگوں کا دھوکا نہ دیجئے۔ اور کار خیر و برکت کے منع کرنے سے مناع للخیر نہ ہو جیئے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت۔ ''یقین فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند۔ بلکہ انکارے فرمودند۔'' صاف ظاہر کر رہی ہے کہ ''ایں معنی را تجویز''۔ یعنی یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے۔ اس کو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورت سماع تھی۔ اس کے آگے اخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔ ''مقصود فقیر اعلام بود۔ قبول کنید یا نکنید ہیچ مضائقہ نیست''۔ وگنجایش مشاجرہ نہ از مخدوم زادہائے ویاراں آنجائے برہما وضع مستقیم باشند ما فقیراں از صحبت ایشاں غیر از حرماں چارہ نیست۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ مخدوم زادگان کو صرف اعلام یا معلوم کروانا مقصود ہے۔ خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مخدوم زادگان اور یاران فیروز آباد کے اسی طریق (سماع) پر مستقیم رہے۔ تو ہم ان کی صحبت سے کنارہ کر لیں گے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں۔ اس میں حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلاف قرآن یا حدیث نہیں فرمایا اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں۔ یا آپ کے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنے والے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف دل میں ذرہ بھر بھی نہیں۔ جو ایمان کی نشانی ہے۔ ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ واقعی یہ مکتوب ۲۷۳ سماع کے بارے میں ہے۔ مقامات سعیدیہ تصنیف حضرت مولانا محمد مظہر علیہ الرحمۃ نقشبندی مجدّدی اپنے والد قدس سرہٗ کے حالات میں اس طرح پر لکھتے ہیں۔ خواندن مولود شریف وقیام نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب است دریں باب رسالہ خاص دارند و در آں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع وغنا است۔ لایزانہت بحرو فھا بلفظہٖ الله المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ مشائخ شیخ الدلائل محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔ صفحہ ۱۳۱، سطر ۱۷۔ پس پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مکتوب

نمبر۳۲۷ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اسی مولود شریف کی نسبت ہے۔ جس میں سماع اور غنا داخل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے۔ وہ قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اس کو کیونکر منع کر سکتے تھے۔ اب ان کی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب ۲۷ میں جو خاص مولود شریف کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرماتے ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیں۔ وہو ہذا۔ دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن دور قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت باں بطریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔ بلفظہٖ۔ مکتوب نمبر ۲۷ جلد سوم۔ دیکھیئے حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں۔ اور اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغییر و تبدیل واقع نہ ہو اور نہ سر نکالیں۔ اور نہ تالیاں بجائیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں مکتوب مرزا احسام الدین احمد کے نام پر ہیں۔ آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ اور جہان کو خوش کیا کرتے تھے۔ مگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق۔ وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی۔ اور ایک بات وہابیہ سوز سن لیجئے کہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ سماع اور رقص صوفیاء کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں۔ صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ نافع و عروج منازل کے لیے ممد فرماتے ہیں۔ پھر بتلایئے وہ مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں۔ یہ سب وہابیہ کی طرف سے ان پر بہتان ہے۔ وہو ہذا۔ مکتوب دویست و ہشتاد و پنجم (جلد اول) بمیر سید محبّ اللہ مانکپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد و رقص۔ ''بداں کہ سماع و وجد جماعہ را نافع است''..... آرے قسمے از منتہیان اند کہ سماع باوجود استمرار وقت ایشاں را نیز نافع است ...... دریں صورت سماع ایشاں را سود منداست؛ حرارت بخش ہر زمان بمد و سماع ایشاں را عروجے بمنازل قرب میسر میشود۔ مبتدی را سماع و وجد مضر است و منافی عروج..... بالجملہ سماع متوسط آنرا نافع است۔ وقسمے منتہیاں را نیز چنانکہ بالا گذشت...... سماع و وجد دریں صورت ایں جماعہ را ممد و معاون است۔ بلفظہٖ۔ ملتقطاً (مکتوب نمبر ۲۸۵ جلد اول)۔ دیکھیئے اس مکتوب میں حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں۔ اس مکتوب شریف کو سامنے رکھ کر پیشانی پر ہاتھ جما کر بیٹھ جایئے۔ اور ان کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سماع و وجد و رقص نہایت نافع، سود منداور ممد و معاون۔ عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے۔ اس پر امید ہے کہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتوے سے نہیں بچیں گے۔ ایک بات حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت وہابیہ کش اس میں لکھ دی ہے کہ وہ یہ کہ ''بمدد سماع ایشاں عروجے بمنازل قرب میسر مے شود۔'' دوسری یہ کہ ''سماع وجد ایں جماعہ را ممد و معاون ست''۔ یعنی سماع ان کی مدد کرتا ہے اور سماع کی مدد سے ان کو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں اور سماع و وجدان کا معاون اور مددگار ہے۔ یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا۔ بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کے مددگار اور معاون

فرمایا۔ اس صورت میں وہابیہ کی قطع الوتین ہو گئی اب تو ضرور ہی آپ کا فتویٰ جاری ہوگا۔ مگر جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہیں بچے کہ جن پر آپ لوگوں کا فتویٰ نہ چلا ہو تو حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کب بچ سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتاوے کیا ہیں۔ یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات و ایصال ثواب۔ سوم، چہلم، برسی وغیرہ بدعت اس کا کھانا حرام۔ گیارہوں کی نیاز بارھویں کے تبرکات کا طعام حرام، اسقاط، دعا، بدعت مذمومہ، قبر پر بعد دفن میت اذان تلقینی بدعت و حرام۔ شب برات، شب قدر، جمعرات کی خیرات بدعت۔ اور کھانا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام، قبروں کی زیارت ناجائز۔ دور دور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کے لیے جانا اور زیارت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات و صدقات پر آپ لوگوں کی طرف سے ممانعت و حرمت کے فتاوے موجود ہیں۔ گویا پورے پورے مناع للخیر ہیں۔ ع

ایں کار از تو آمد و مرداں چنیں کنند

مگر اس زمانہ کے علماء کے فتاوے تعریف کے قابل ہیں۔ جب کہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء سوء کا حال فرماتے جس کو تین سو سینتیس سال (۳۳۷) کا عرصہ گزر گیا۔ اب تو اور بھی برا حال ہے۔ کل یوم ابتر۔ دیکھیئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

مکتوب نمبر سی و سوم (جلد اول) عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است از تضلیل و اغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سرآں را پرسید لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت درایں کار با من خود مدد عظیم کردہ اند و مرا ازیں مہم فارغ ساختہ اند۔ بلفظہٖ۔ اسی طرح مکتوب نمبر ۱۲۱۳ جلد اول میں بھی ہے۔ جس کا ترجمہ اردو جلد اردو کے صفحہ ۳۵۷ پر اس طرح ہے کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے۔ اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا۔ لعین نے کہا کہ اس وقت کے بڑے علماء میرا کام کر رہے ہیں۔ گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں۔ بلفظہٖ۔ مکتوب نمبر ۲۱۳ صفحہ ۳۵۷۔ قولہ: واضح ہو کہ میلاد مروّجہ کی مجالس اس طریق سے کہ جس طریق پر آج کل ہوتی ہیں۔ قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلقان میں تبدیل۔ ترجمہ عمر بن حسن کے ہے: قد ماربل فی سنة اربعة و ستمائة وهو متوجه الی خراسان فری صاحبها الملك المعظم مظفر الدين ابن زين الدين محبا يعمل مولد النبی صلی الله عليه و آله وسلم عظم الاحتفال۔ ترجمہ: آیا وہ ۶۰۴ھ میں اربل میں جب کہ وہ خراسان کو جا رہا تھا۔ پس دیکھا اس لیے صاحب اس کے بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین محبّ کو کہ کرتا تھا میلاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بڑے اہتمام سے۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ میلاد مروّجہ کی مجلس کا موجد مظفر الدین ہے۔ اور اس نے اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا ہے۔ مظفر الدین کے فسق کو امام فاکہانی نے ردّ عمل المولد میں ان الفاظ سے قلمبند کیا ہے: قد صرح

اهل التاريخ بانه يجمع اصحاب الملاهى والمزا ميرفے هذا العمل ويستمع الغنادا صوات الالا[illegible]
اللهو دير قص بنفسه ومن هو كذلك فلا شك فى نفسه و ضلالته ۔ترجمہ: مورخین نے لکھا ہے۔ مظفر الد[illegible]
اربل کا بادشاہ باجے گاجے والوں کو میلاد کی مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا۔ اس مجلس میں خود۔ پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہو[illegible]
کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب اس امر کا خود فیصلہ
کرلیں کہ فاسق کی ایجاد کو کس کا طریقہ لکھنا چاہیئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۹۔ سطر ۴۔

اقول: مفتی جی! آپ نے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔

اوّل: ابن خلکان کو ابن خلقان لکھا۔

دوئم: ''تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے۔'' کے جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا۔ جس کا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔

سوم: محبا کے ترجمہ کو محبّ لکھا۔ جس کے معنی محبت کے طور پر ہیں۔

چہارم: موٴرخین نے لکھا ہے۔ غلط کس موٴرخ نے لکھا ہے۔ ابن خلکان موٴرخ کی عبارت صاف ہے۔ اس نے نہیں لکھا۔

پنجم: یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے۔ آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جو آپ کے امام فا کہانی کے قول
سے پیدا ہوتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرون ثلاثہ مشہود لہا میں نہیں ہوئی۔ اس لیے بدعت ہے۔ اس پر عمل نہیں ہونا چاہیئے۔

دوم: یہ کہ اربل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں عمر بن حسن نے اس مجلس کو دیکھا تھا۔

سوم: یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا۔ گانے بجانے والے لوگوں کو مجلس مولود شریف میں جمع کرتا۔ اور خود ناچتا تھا۔

چہارم: یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے۔ یعنی فاسقوں کا۔ جوابات نمبروار سنیئے۔ اول یہ کہنا کہ مجلس
مولود شریف و ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیر القرون قرون ثلاثہ میں نہیں تھی۔ بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات و
احادیث سے اس کا اصل ثابت ہے۔ جس کو آگے بیان کیا جائے گا۔ انتظار کریں۔ ہاں اس ہیئت کذائیہ موقتہ سے اس مجلس
مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضر نہیں ہے۔ اور نہ ہر امر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل جو خیر
القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپ کو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کس کو کہتے ہین۔ اور کتنے سال کا ہوتا
ہے۔ اور سب قرن کتنے ہیں۔ اور کل قرنوں کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہود لہا لکھ دیا اور بس۔ میں کہتا ہوں کہ خیر
القرون کے معنوں اور میعاد میں بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ (الف) لغتِ قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔ اور
(ب) دوسری کتب لغت میں سینگ۔ گیسو زمانہ ہے۔ (ج) شرح مسلم میں ہے۔ قال الحسن و غير القرن
عشر سنين و قتادة سبعون والنخعى اربعون وزرارة ابن ابى اوفى مائة و عشرون و عبدالملك بن عمير
مائة و قال ابن الاعرابى هو الوقت یعنی قرن دس سال کا ہے۔ حضرت حسن بصری کا قول ہے اور قتادہ ستر سال کا کہتے

ہیں اور نخعی چالیس سال اور زرارہ ابن ابی اوفی ایک سو بیس (۱۲۰) اور عبدالملک بن عمیر ایک سو سال اور ابن اعرابی کہتے ہیں کہ
اس کے معنی وقت کے ہیں۔ (د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے۔ اس سے مراد صحابہ کرام اور ان کی اولاد در
اولاد ہیں۔ (ہ) اور بعض نے کہا ہے کہ اول قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے قرن سے تابعین اور تیسرے
قرن سے تبع تابعین یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں۔ (و) مولوی عبد الجبار و مولوی امداد علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری
کے حوالہ سے اپنے رسائل میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے (۹۰) سال کے بعد ختم ہو گئے۔ (ز) ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ
علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۵۷ مطبوعہ بریلی قرن اوّل از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تا زمان وفات
وے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافت صدیق رضی اللہ عنہ تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ و قرن
ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است بلفظہٖ (اس حساب سے خیر القرون کا زمانہ چھبیس
۲۶ سال تک ختم ہو گیا۔ (ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ۔ صفحہ ۱۴۴ میں خیر القرون دو سو بیس ۲۲۰ سال تک۔ ان تمام تحریرات پر غور
کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاوے جو نوے سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آثار اور احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فراق
اکثر مذہب مبتدعین مثل روافض۔ خوارج قدریہ۔ مجریہ۔ معتزلہ وغیرہا جو دو سو بیس سال کے اندر اندر پیدا ہوئے۔ یہ سب کے
سب اچھے خاصے سنت ہوئے۔ اور یزید پلید کے سب افعال و اقوال بھی سنت میں داخل ہوئے ان سب کو جانے دیجئے۔ اپنے
گھر کی طرف توجہ کیجئے۔ تمام مدارس بالخصوص مدرسہ دیوبند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعتِ سیۂ ہے۔
اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانے کی اجرت جو لی جاتی ہے۔ وہ حرام ہے۔ احادیث کا جمع ہونا بدعتِ سیہ قرآن
شریف موجوہ مطبوعہ سنہری چھوٹی چھوٹی حمائل شریف وغیرہ سب کی سب بدعتِ سیہ، علم صرف ونحو، ومنطق بدعت، وظائف و
اوراد دلائل الخیرات۔ حزب الاعظم۔ حزب البحر۔ وغیرہا سب بدعت اور تقلید شخصی بدعتِ سیہ اور شرک۔ اور تمام مساجد پختہ۔
سنگ مرمر۔ سنگ سرخ۔ گلکاری شدہ اور برجیاں اور گنبد سب بدعت۔ اور ان میں نماز پڑھنا بدعتِ سیہ۔ اور آپ کے جد فاسد
مولوی محمد مرحوم کی دو منزلی مسجد واقع لدھیانہ سب سے زیادہ بدعتِ سیہ ہے۔ اس میں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا
چاہیئے۔ اور آپ کا اور تمام دیوبندیوں کا جسم ہی بدعتِ سیہ۔ آپ آپ کا تیجے دسویں چالیسویں برسیسی میں پلاؤ۔ قورمہ۔ یا
شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ چائے۔ پان وغیرہ کا کھانا سب بدعت وحرام ہوا۔ کیونکہ قرون ثلاثہ مشہود لہا میں ان سب باتوں کا
وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں کچھ حمیت مفیت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتوے دیجئے۔ اور لدھیانہ والی مسجد دو
منزلی کے انہدام کا فتویٰ دیجئے ورنہ لم تقولون مالا تفعلون میں داخل ہو جایئے۔ اور آئندہ خیر القرون کے لفظ کو سمجھ سوچ
کر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنّت کے مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں۔

بدعت کی بحث کتب اہلسنّت و جماعت میں بہت طول طویل ہے۔ جن کی صرف ایک ہی مثال دیکھ لیجئے۔ غایۃ الاوطار

ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہنا (اذان کے بعد) نیا پیدا ہوا۔ ربیع الاول ۷۸۱ھ سال ہجری میں عشاء کی نماز میں دوشنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں سوا مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہوگیا۔ اور یہ امر بدعتِ حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا۔ اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اس کی ابتداء حدوث سلطان صلاح الدین بن مظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی ۷۹۱ ہجری میں طحطاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں۔ الخ۔ بدعتِ حسنہ وہ نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو۔ بلفظہٖ۔ ۱۸۱، سطر ۲۱۔

دیکھیئے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا بدعتِ حسنہ ہے۔ جو صلاح الدین بادشاہ کے وقت ان کے حکم سے رائج ہوا۔ اس عمل اور آمد مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے خواہ وہابی لوگ اس کے بھی منکر ہوں پس یہی صورت مولود شریف کی اس ہیئت کذایہ پر ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل ظفر الدین جاری ہوا۔ اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے۔ یعنی دونوں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما ہمنام ہیں۔ پس ثابت ہے کہ امورات نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور ان کے اجرا کے لیے خیر القرون پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے خاص حدیث شریف ہے۔ جو صحیح مسلم میں ہے: من سن فی الاسلام سنه حسنة فله اجر الحدیث ہے۔ جس میں کسی زمانہ کا حصہ نہیں۔ دیکھیئے آپ کے امام الطائفہ اپنی صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں۔ صفحہ ۸ ملاحظہ ہو۔ مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب وقت ست تعین کردہ شود۔ بلفظہٖ۔

اس کے آگے آپ نے ایک باب ہی جداگانہ ۱۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے جس میں سلاسل اربعہ صوفیاء کرام علیہم الرحمتہ کے اشغال وافہ کار تیار کر کے لکھ دیا ہے۔ جس میں ذکر یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، مراقبہ کے اقسام۔ نفی اثبات۔ کشف قبور لطائف ششگانہ۔ سلطان الذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی! خیر القرون اور قرون ثلاثہ کو لایئے جس کے مطابق آپ کے امام الطائفہ نے یہ باب مبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتوے کفر و بدعت و شرک کا دھر دیا ہے۔ تا کہ آپ کے امام الطائفہ کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے۔ دوم و سوم آپ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود شریف کو ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تذکرہ میلاد مبارک تو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔ پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی کرتے رہے۔ لیکن اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ جو فی زمانا موجود ہے۔ اس کو اس سے پہلے حضرت شیخ و شیخ المشائخ عمر بن محمد موصلی جو نہایت متقی دیندار و صلحاء روزگار و آئمہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصل علاقہ عراق میں ایجاد فرمایا اور جو آپ نے عمر بن حسن لکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اس کی تصدیق میں اس کتاب معتبرہ اور معتمدہ سے دکھلاتا ہوں۔ جس کے مصنف کا نام حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین ابی محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل بن ابراہیم معروف بابوشامہ ہیں۔ اور آپ امام نووی شارح صحیح

مسلم کے استاذ و شیخ ہیں۔ اس کتاب کا نام مبارک الباعث علٰی انکار البدع والحوادث ہے اس میں یوں لکھا ہے:

(۱) ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل خبر اللّٰہ تعالٰی کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزینة والسرور فان ذلك مع مانیه من الاحسان اے الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلمٌ و تعظیمه و جلالته فی قلب فاعله و شکر اللّٰہ تعالٰی علٰی ما من به من ایجاد رسول الذی ارسله رحمة اللعلمین صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلم وعلٰی جمیع المرسلین و کان اوّل من فعل ذلك بالموصل الشیخ عمر محمد الملاء احد الصالحین المشهودین و به اقتدی فی ذلك صاحب اربل وغیره رحمهم اللّٰہ تعالٰی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۱، سطر ۳۔ ترجمہ: نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے۔ جو خاص طور پر شہر اربل میں کی جاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہر سال آج کے دن جو موافق اس دن سے ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے۔ صدقات سے نیکی اور خدا کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور اس میں فقرا پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا جاتا ہے۔ یعنی احسان کیا جاتا ہے۔ بغرض حصولِ محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ان کی تعظیم اور عظمت اور جلالت مولود شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جاتا ہے۔ اس بات پر کہ اس نے پیدا کیا ہمارے اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو رحمۃ للعلمین ہیں۔ اور رحمت ہیں۔ تمام مرسلین علیہم السلام پر اور سب سے پہلے یہ کام (مولود شریف کا شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سردار تھے۔ صالحین اور دیندار مشہورین میں سے اور پھر ان کا اقتدا کیا بادشاہ اربل (مظفر الدین) وغیرہ سلاطین نے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل کرے۔ ختم ہوا ترجمہ۔ پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولد شریف کو اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ کو سب سے پہلے حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں ایجاد فرمایا۔ جن کی پیروی فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان مظفر الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا۔ اطاب اللّٰہ ثراه وجعل الجنة مثواه۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ، متقی، کریم النفس اور متبع شریعت تھا۔ اور اس میں شبہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں اور جن کے قلب میں تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی توہین کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کون سی بڑی بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھیئے کہ وہ اس بادشاہ کی لکھ رہے ہیں۔ گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل تھی۔ جزاه اللّٰہ خیر الجزا الٰی یوم القیمه۔ اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع الاول کے تمام مہینے میں مولود شریف کی محفل کو شروع کر کے قائم رکھا۔ اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ کرتا تھا۔ اور ہر سال ایسا کرنا اس کے زمانہ میں جو نہایت خیر و برکت کا زمانہ تھا اور اس وقت ایک عالم دیندار حضرت ابوالخطاب بن وجہہ نام علیہا الرحمتہ جو حضرت وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کی اولاد سے موجود تھے۔ جن کی بابت شارح علامہ زرقانی تاریخ عربی میں

لکھتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا ماہر علم صرف ونحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں سفر کر کے اس نے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک اندلس ومراکش۔ افریقہ۔ دیار مصر وشام۔ ودیار مشرقیہ وغربیہ وعراق وخراسان وماژندران وغیرہا میں علم حاصل کرتا۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا پھرا۔ انجام کار ۶۰۴ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سلطان ابوسعید مظفر کے لیے مولد شریف تصنیف کیا۔ اس کا نام کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایک ہزار اشرفی انعام فرمائی۔ بلفظہٖ۔ (انوار الساطعہ والبوارق اللامعہ)۔

(۲) علامہ زرقانی شارح مواہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں: کان (ای ابوسعید مظفر) شھمًا شجاعًا بطلًا عادلًا محمودًا لسیرۃ یعنی یہ بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل، تعریف کیا گیا۔ نیک خصلت تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وکان یحضر عندہ فی مولد اعیان العلماء والصوفیۃ یعنی حاضر ہوتے تھے اس بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) کے پاس مولد شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیاء کرام۔

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے ہیں: احدثہ ملک عادل وعالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ فیہ العلماء والصالحون من غیر نکیر۔ یعنی جاری کیا اس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ (ابو سعید مظفر) عادل اور عالم نے۔ اور ارادہ کیا اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا۔ اور حاضر ہوئے اس کے پاس اس مولود شریف میں بہت علماء اور صالح لوگ بغیر کسی انکار کے۔

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ۔ ۱۵، سطر ۱۶۔ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلکان وابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابوسعید سلطان مظفر اربل اوّل درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا ۶۰۴ ہجری میں اپنے قلمرو کے تمام سربرآوردہ علماء ومشائخ وفقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کیا۔ اور ان کے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت تزک واحتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سب سے پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی۔ اس کا نام کتاب التنویر فی مولد سراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابوالخطاب بن وجیہ کی تصنیف ہے۔ سلطان نے اس کے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایک ہزار دینار بطور نذر پیش کیا تھا۔ بلفظہٖ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اس بادشاہ سلطان مظفر الدین کے وقت تمام علماء وصلحائے زمانہ بلا انکار مولد شریف میں حاضر ہوتے تھے۔ اور سب کا اتفاق ہو کر اجماع ہو گیا۔ اس اجماع کے پچاس سال بعد آپ کا امام فالہانے پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اس کی ۶۵۴ ہجری میں ہوئی۔ اور یہ محفل ۶۰۴ ہجری میں بکلی طور پر قائم ہو گئی۔ اس پر حکم ارشاد صادر ہو کر تمام علماء کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابوسعید مظفر کا انتقال ۶۳۶ھ میں ہوا۔ گویا بتیس تینتیس سال تک یہ عمل مولد شریف بلانگیر اجماعاً ہوتا رہا۔ اس کے بعد آپ کے امام فاکہانی نے خلاف جمہور علماء وحکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب ردّ عمل المولد تصنیف کی۔ جس کو تمام علماء وفقہاء ومحدثین نے ردّ کیا۔ اور بدستور یہ عمل مولد شریف ہوتا رہا۔ اور

تمام بلاد اسلامیہ شرقاً غرباً وشمالاً جنوباً رائج ہو گیا۔ اور بموجب حکم خداوند اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ کے اس کا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ اور بموجب حدیث ماراٰہ المسلمون حسناً وھو عند اللہ حسن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اس کا اہتمام واحتشام واجب ہو گیا۔ جس کی تعمیل ہو رہی ہے۔ اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ وہابیہ جلیں بھنیں ان کی قسمت۔

(۶) حضرت ملا علی قاری وعلامہ حلبی وقسطلانی علیہم الرحمۃ لکھتے ہیں: ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن والکبار یحتفلون فی شھر مولدہ ویغنون بقراٰۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم۔ یعنی پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف واقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہوتیں ان لوگوں پر برکتیں مولود شریف کی جس سے ہر طرح کا فضل عمیم ہے۔

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم۔ اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام واحتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی محفلیں۔ ومن تعظم مشایخھم و علماء ھم ھذا المولد المعظم والمجد المکرم لانہ لا یاباہ احد فی حضورہ رجا ادراک نورہ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ طریقت وعلماء شریعت اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی ان میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اس امید پر کہ اس کے نور سے مشرف ہوں۔ بلفظہٖ۔ (انوار ساطعہ)

(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد۔ پھر ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مولود شریف کو (یعنی یہ عملدرآمد ہمیشہ سے چلا آیا ہے)۔

(۹) سیرت حلبی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی محفلیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں: وقال اصل عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعدھا بالمقاصد الحسنۃ والنیۃ للاخلاص الشاملۃ ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار یحتفلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الامام شمس الدین الجزری والمحراب من خواصہ انہ

امان تام فی ذلك العام و بشری تعجیل ینیل ما ینبغی ویرام قال واکثرهم بذلك عنایة اهل مصرو الشام ولسلطان مصر فی تلك اللیلة من العلم اعظم مقام قال و لقد حضرت فی سنه خمس و ثمانین وسبع مائة لیلة المولد عند الملك ظاهر برقوق رحمه الله بقلعة الجبل العلیه فوأیت ما هالنی و سرنی ولا ساءنی وحوزت ما انفق فی تلك اللیلة علی الراء والحاضرین من الوعاظ والمنشدین وغیرهم من الاتباع والغلمان والخدام المتردّدین بنحر عشرة الاف مثقال من الذهب العین مابین خلع و مطعوم و مشروب و مشموم و مشموع و غیرها مما یستقم به الضلوع ۔ وقال السخاوی قلت ولم یزل ملوك مصر خدام الحرمین الشریفین من رفقهم لهدم کثیرا من المناکر والشین وانظروانی امر الرعیه کالو الدالولده وشهر وا انفسهم بالعدل فاسفهم یجده ومدده واما ملوك الا ندلس والغرب ندهم فیه لیلة لتیربها الرکبان یجتمع فیها ائمة العلماء الاعیان فمن یلیهم من کل مکان و تعلومابین اهل الکفر کلمة الایمان واظن اهل الروم لا یخلفون من ذلك افتقاء بغیرهم من الملوك فیما هناك وبلاد الهند تزید علی غیرها بکثیر کما اعلمینه بعض اولی النقلوالتحریر و قلت العجم من حیث دخل هذا الشهر المعظم وازمان المکرم لا هلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراع الکرام والعلماء العظام و الفقراء من الخاص والعام و قرأت الختمات والتلاوت المتوالیات والانشارات المتعالیات واجناس المبرات والخیرات وانواع السرورواصناف الحیور حتیٰ بعض العجائز من غنزلهن وتجهن یجمعن مایقمن لجمعهن الاکابرا لاعیان وضیافتهن ما یقدرنا علیه فی ذلك الزمان ومن تعظیم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المکرم انه لایا باه احد فی حضوره رجا ادراك نوره و سروره وقال السخاوی وما اهل مکة معدن الخیر فیتوجهون لی المکان المتواتر بین الناس انه محل مولده رجا بلوغ کل منهم بذلك المقصده ویزید اهتمامهم به علیٰ یوم العید حتیٰ قل ان یتخلف عند احد من صالح و طالح ومقل وسعید وسیما الشریف صاحب اللواء والجهاز والاهل المدینة کرمهما الله احتفال وعلیٰ فعله ۔ بلفظهٖ ۔ (من البوارق اللامعه) ۔صفحہ۱۱۵،سطر اخیر۔ خلاصہ ترجمہ: یعنی یہ عمل مولودشریف (اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ) قرون ثلاثہ سے منقول نہیں نہیں۔لیکن اس کے بعد یہ مولودشریف جاری ہوا۔اوراس میں مقصد نیک اورنیت خالص للہ ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہلِ اسلام کے مما لک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں جاری ہوگیا۔ اور مولودشریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوتی رہیں۔ امام شمس الدین جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مولودشریف کی محفل ایسی ہے جس میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کی جاتی ہے۔اس میں ایک سال تک امن وامان اور برکت رہتی ہے۔اسی طرح سے یہ محفل مولودشریف اس رات میں بڑے عظیم نشانوں کے ساتھ اہل مصراور

شام اور بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں۔اور کرتے ہیں۔امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر برفوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولودشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع ۷۸۵ ہجری کو ایک بلند قلعہ میں یعنی قلعہ کے اندر میں نے وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اس کے خرچ کا اندازہ کیا۔اس سات حاضرین وقاریوں اورواعظوں اورمداحوں نعت خوانوں وغیرہم اوران کے پیروں اورلڑکوں اور خادموں خدمت گاروں کے لیے خلقوں اورطعاموں شربتوں اورخوشبوؤں اورروشنی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار مثقال زر کے تقسیم کیا گیا۔حضرت امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین ہیں۔ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت ناجائز باتوں اورعیبوں کے زائل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔اورانہوں نے رعیت پروہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اورانہوں نے عدل وانصاف میں ناموری حاصل کی۔اوراسی طرح بادشاہان اندلس اورمغرب کے لیے مولدشریف کی ایک ایسی رات ہے۔جس کا چرچہ دوردور مسافر اپنے شہروں میں لے جاتے ہیں اورجمع ہوتے ہیں۔اس میں بڑے بڑے امام اورعلماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔ اورکافروں میں اسلام کا بول بالا ہوتا ہے۔اوراہل روم وغیرہ کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتا اورانہیں میں سے ہیں بادشاہان ہندوستان جو اوربھی زیادہ کرتے ہیں۔اورعجم کے بادشاہان میں جب یہ ماہ مبارک ربیع الاول چڑھتا ہے۔مجالس مولودشریف کی شروع ہوجاتی ہیں اورانواع اقسام کے طعام اورکھانے قاریان کرام اورعلماء عظام کو تقسیم کیئے جاتے ہیں۔اورقرأت اور ختمات اورتلاوت قرآنی پے درپے اورخوب زور سے نعت خوانی کی جاتی ہے۔اورقسم قسم کی چیزیں پاک اورکثرت سے خیرات کی جاتی ہیں۔اوررنگارنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔اوراکابر علماء وفضلاء اورصوفیاء کی ضیافتیں کی جاتی ہیں۔اورمشائخ اور علماء کی نہایت خاطر اورتعظیم کی جاتی ہے۔جو مولودشریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔اوراس حاضری میں کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔اوراس کے نوراورسرور کی امیدرکھتے ہیں۔یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں۔اس مجلس مولدشریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مولد مبارک میں نہایت اہتمام سے یوم العید کی طرح کرتے ہیں۔حتیٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔خواہ صالح نیک دیندار ہو۔خواہ طالح گنہگار ہو۔خصوصاً شریف مکہ معظمہ صاحب نشان اوروالی حجاز اورمدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ہر دوجگہ یہ مولودشریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ختم ہوا خلاصہ ترجمہ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلطان ابوسعید مظفرالدین شاہ اربل بہت بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عالم، عادل، محمودالسیرت، اورمحبّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔جس کے حکم سے محفل مولودشریف جاری ہوئی اورتمام بادشاہان مصر اندلس، روم، شام، عرب وعجم نے اس کی اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اورتمام بڑے بڑے علماء صالحین اورمشائخ متصوفین نے بلاانکار نہایت خوشی سے اس میں حصہ لیا۔اوراب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔اورقیامت تک خدا کے فضل اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کرتے جائیں گے۔مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق وفاجر تھا: لعنة الله علی الکذبین ۔ چہارم مفتی جی! جو آپ نے نتیجہ نکالا تھا

اور نکالنے کی کوشش کی تھی۔ اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد ہے۔ یاد رکھو اولی الامر کا حکم مسلمانوں کے لیے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے واجب الامتثال ہے۔ جس کا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ حجاج بن یوسف ثقفی جو سخت درجہ کا ظالم تھا۔ اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے۔ یہ ایک صریح بدعت ہے۔ لیکن تمام علماء زمانہ نے اس کو بحال رکھ کر تسلیم کیا۔ کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب وعجم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوئے۔ یہ بھی اولی الامر کا کام تھا۔ جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جداگانہ بلا اعراب پتوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں۔ تاکہ بدعتی اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ: اب رہا قیام فی المولد سو اسے بھی متقدمین علماء نے بدعت و بے اصل لکھا ہے۔ شرعۃ الٰہیہ میں ہے: منها القيام عند ذكر وضع خير الانام صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فانه بدعة لا اصل له فى الشرع ودلت الاحاديث والاثار علٰى كون القيام لتعظيم القادم مكروها فما بال هذا لقيام الذى احدث عند حكاية القدوم فى هذا العمل۔ ترجمہ: بدعت میلاد میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے۔ وقت ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے بدعت ہے۔ نہیں ہے اس کی کچھ اصل شرع میں۔ اور کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کی اصل شرع میں جب کہ احادیث وآثار ولادت کرتی ہیں کسی قادم کے لیے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر۔

سیرت شامی میں ہے: جوت عادة كثيرة من المحبيّن اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه واله وسلم ان يقوموا تعظيمًا لهٗ صلى الله عليه واله وسلم و هذا القيام بدعة لا اصل له۔ ترجمہ: بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ذکر ولادت سن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تعظیماً پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اس کی کچھ بھی اصل۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۹۔ سطر ۱۸۔

اقول: مفتی جی! آپ نے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لا اصل ہونے پر لکھی ہیں۔ شرعۃ الٰہیہ کوئی غیر معروف کتاب وہابیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اس کے مصنف کا نام یا مذہب یا زمانہ تصنیف نہیں لکھا۔ جس سے اصلیت معلوم ہو جاتی۔ ہاں دوسری کتاب سیرت شامی البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اس کو آپ نے سیرت لشانی لکھ دیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے۔ میں اس کو سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپ نے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شانی لکھ دیا ہو۔ دوسری غلطی آپ نے یہ کی کہ لفظ کثیر کو کثیرۃ لکھ دیا۔ تیسری غلطی یہ ہے لفظ اصل لها کو اصل له لکھا۔ یہ باتیں نافہمی عبارت کا موجب ہے۔ خیر۔ اب میں آپ کے اصل اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ آپ نے عبارات کو لکھ کر اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرنے کی کوئی اصل نہیں۔ اور احادیث وآثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کے لیے ہو۔ مکروہ کہہ رہے ہیں۔

مفتی جی! لا اصل لها کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کوئی اصل حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی

کوئی حدیث اس میں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جایا کرے۔ اور لفظ بدعت سے بدعتِ حسنہ مراد ہے۔ جیسے آگے معلوم ہوگا مگر یاد رہے کہ آپ کسی حدیث شریف سے قیام ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنّت و جماعت نے آیات و احادیث سے تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے۔ اور اجماع امت بھی درج ہے۔ میں آپ کی تسکین کے لیے لفظ یا جملہ لا اصل لها کے معنی اور مراد چند کتابوں سے دکھلاتا ہوں۔ جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور نام ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲۔ مطبوعہ نولکشور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا۔ کہ پھول یا خوشبو سونگھنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے۔ تو انہوں نے اس کا جواب اس طرح فرمایا: اما الصلوٰة على النبى صلى الله عيه وسلم عند ذلك ونحوه فلا اصل لها و مع ذالك فلا كراهة فى ذٰلك عندنا الخ۔ یعنی درود شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس وقت میں یا اس کی مثل میں اس کی اصل نہیں ہے۔ باوجود اس کے ہمارے نزدیک (اہلسنّت و جماعت) اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ دیکھیئے اس میں جملہ لا اصل لها کی بابت کیا بیان فرمایا کہ باوجود لا اصل لها ہونے کے کوئی کراہت اس میں نہیں۔

(۲) مسائل اربعین مصنفہ مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیہ مسئلہ چہاردہم میں اس سوال کے جواب میں کہ ''نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا۔ اور دلہن کو منہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے''۔ جواب در شریعت محمدی اصل ایں چیز ہا یافتہ نمیشو۔ مگر ظاہر حال ایں چیز یا کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد۔ بلفظہٖ۔ دیکھو بے اصل کہہ کر پھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاہ المسلمین۔ ترجمہ اردو اربعین جو ستائیسویں سوال کے جواب میں ہے۔ یوں ہے۔ ''جواب شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ اصل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے۔''

دیکھیئے۔ باوجود شریعت میں اصل نہ ہونے یا لا اصل لها ہونے کا کوئی حرج نہیں تاہم مباح ہے۔

(۳) الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم۔ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔ صفحہ ۳۸۔ مراد ایں قول وهذا القيام بدعة لا اصل لها بدعة حسنة است چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آں پرداخت و معنی لا اصل لها۔ لانظير لهاك فى القرون الثلثة باشد الخ۔ بلفظہٖ۔ یعنی اس قول وهذا القيام بدعة لا اصل لها سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔ جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور معنی اس لا اصل لها کے یہ ہیں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں۔ یعنی قرون ثلاثہ میں لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپ کے لا اصل لها کی۔ سارا کارخانہ آپ کا بے اصل ثابت ہوگیا۔ سارا کھیت اجڑ گیا۔ اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپ نے سیرت شامی کی جرت عادة كثيرة الخ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپ نے لا تقربوا الصلوٰة کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ سنیئے۔ پہلی دلیل جملہ۔ جرت عادة سے ایک قسم کا مسئلہ نہ ہونا اس عمل کی دلیل ہے۔ جس پر یہ کلمہ وارد ہوا ہے۔ جیسے صاحبِ ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں:

وبذلك جرة العادة الفاشية وهي من احدى الحجج ۔یعنی اس کے ساتھ عادت جاری ہوئی ظاہرہ اور وہ ایک دلیل ہے شرعیہ دلیلوں سے ۔یعنی اگر یہ عادت فاشیہ یعنی ظاہرہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہے۔اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سند ہے۔جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن ۔یعنی جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جانیں ۔وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔پس تمام مسلمانان وعلماء کرام وصوفیائے عظام ممالک اسلامیہ وحرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اس قیام تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں اور نیک واچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔اگر چند شخص دیونجدیہ یا دیوبندیہ انکار کریں تو کریں۔

دوسری دلیل۔شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادت کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی ایک دلیل ہے۔اس عمل قیام کے سند ہونے پر۔جیسے شامی علیہ الرحمۃ محشی وشارح درمختار فرماتے ہیں:والاعتماد علیٰ ما علیه الجهم الكثير یعنی یقین یا بھروسا اس پر ہوتا ہے جس پر جماعت کثیر ہوتی ہے۔اسی کے مطابق یہ حدیث شریف ہے۔اتبعوا السواد الاعظم الحديث یعنی بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔پس سواد اعظم۔اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی مولود شریف پر حقا عامل ہے۔تیسری دلیل:وہ کثیر جماعت (جس کا عمل قیام تعظیم وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) محب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔جن کی یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں فوراً نہایت ذوق وشوق ومحبّ مافوق سے تعظیم کے لیے قیام کرتے ہیں۔اور احادیث شریف صحیحہ قطعیہ ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل الایمان وہ محبین لوگ ہیں۔جن کو حضرت رسول کریم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔جیسے فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والده وولده والناس اجمعين متفق عليه ۔یعنی کوئی بھی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور بیٹے اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ کرے گا۔ایک دوسری حدیث میں من نفسه و ماله کا لفظ بھی آیا۔جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہ بنالے گا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں پس یہ عمل قیام مولد شریف ومحبین کثیر جماعت کی کامل دلیل اور حجت ہے۔چوتھی دلیل یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے جو سب مسلمانوں کو شرع میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔جس کی بابت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ناطق وتعزروه وتوقروه اس سے قیام تعظیمی کی اصل بھی ثابت ہوگئی۔نیز یہ ثابت ہوگیا کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لا اصل لها کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحسن ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔بلکہ اس پر جمہور علماء اور صلحاء امت کا اجماع ہے۔جو خاص حجت اور دلیل شرعی ہے۔پانچویں دلیل یہ ہے کہ دراصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کی جاتی ہے وہ امام علی ابن برہان الدین حلبی کی کتاب انسان العيون في سيرة الامين المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔اس میں لفظ لا اصل لها کی شرح اس طرح پر کردی گئی ہے۔جرت عادة

كثير من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه صلی الله عليه واله وسلم ان يقوموا تعظيماً له، صلی الله عليه وآله وسلم وهذا لقيام بدعة لا اصل لها ای لكن هي بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة وقد قال سيدنا عمر رضی الله تعالىٰ عنه في اجتماع الناس لصلوٰة والتراويح نعمة البدعة هذه الخ۔بلفظہ۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۶ ۱۳۱۔اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کا ذکر (مولد شریف میں) سنتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے۔اس کے واسطے اصل نہیں۔یعنی لیکن یہ بدعتِ حسنہ ہے۔کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔کیونکہ فرمایا ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے۔لیجئے آپ کے اعتراضات کلمہ لا اصل لها کے جوابات کافی سے زیادہ ہوگئے ہیں۔باقی اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف واحادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر اس وقت تک (۱۳۳۷ھ) لکھا جائے گا۔(جب کہ آپ کے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا) انتظار کریں۔قولہ:فتویٰ تحفۃ القضاۃ میں ہے:يقومون عند ذكر مولده صلی الله عليه واله وسلم و يزعمون ان روحه صلی الله عليه وآله وسلم يجيئ و حاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك و قد منع الائمة عن مثل هذا ۔ترجمہ نبی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں۔اور خیال کرتے ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے۔یہ زعم ان کا باطل ہے۔بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے۔اور منع کیا ہے اماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے۔بلفظہ۔صفحہ ۳۰۔سطر ۴۔اقول:مفتی جی!آپ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم اختصار درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بدبختی کی علامت ہے۔دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے نبی علیہ السلام لکھتے ہیں۔افسوس!آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ بھی قدر اور وقعت نہیں۔پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف اور حدیث شریف کی پروا نہیں کرتے۔خیر!ولا تزر وازرةٌ وزر اُخری ۔پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضات کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے۔اور وہ کس زمانہ میں ہوئے۔کس مذہب کے تھے۔میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابل سند نہیں۔جیسے کہ آپ کے جد فاسد کی تحریر سے ایسی کتابوں کا نام معتبر ہونا دکھلا چکا ہوں ممکن ہے کہ کسی نے فرضی عبارت لکھ کر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حوالہ دے دیا جو نہ وہ کتاب ہو۔اور نہ ملے۔اچھا اتنا فرمائیے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے۔یا قلمی نسخہ آپ کے پاس ہے۔اگر قلمی ہے تو اس کے مصنف کا نام درج ہوگا۔کیوں آپ نے اس کو نہیں لکھا۔یہ کہیے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں تشریف فرما ہو تو شرک کس طرح ہو جائے گا اور تشریف آوری کے لیے کون سے امور موانع ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب وہابی المذہب ہے۔اسی سبب سے اس کا نام نہیں لکھا۔اور جو اس میں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے۔وہ کون سے ہیں؟یا وہابیوں کی مسجدوں کے امام ہیں!منہ سے کہہ دینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات ہے۔اور ثابت کرنا اور بات۔

ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتے ہیں۔ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں
جہاں ذکر مبارک ہوتا ہے چاہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مسلمان
اہلسنّت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔ زہے نصیب ان لوگوں کے جو محافل موالید
کرتے ہیں۔ اب سنیئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف میں تشریف فرما ہونا اس طرح پر ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وسیری اللہ عملکم و رسوله۔ (توبہ) یعنی شتاب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ تعالیٰ
اور اس کا رسول۔ یعنی تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالیٰ دیکھے گا ایسے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھے گا۔

(۲) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷، النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم
من السيئات والدعا بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض بحلول البركة فيها و حضور جنازة
من مات من صالحی امته فان هذه الامور من اشغاله كما وردت بذلك الاحاديث والأثار۔ بلفظہ۔ یعنی
بات احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور دفع بلا
کے لیے دعا فرماتے ہیں۔ اور حدود زمین میں پھرتے ہیں۔ برکت دیتے ہیں۔ اور جب امت کا کوئی ایک آدمی مرجاتا ہے
اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے اشغال ہیں برزخ میں۔ اسی طرح احادیث وآثار میں وارد ہے۔

(۳) تفسیر روح البیان میں سورۃ تبارک الذی کے آخر پر ہے قال الامام الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ والرسول
عليه الصلوٰة والسلام له الخيار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم بقدر اه كثير
من الاولياء۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ تمام عالم زمین وآسمانوں میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اور اولیاء علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے۔

(۴) دُرثمین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی حدیث سترھویں۔ ترجمہ: یعنی خبر دی مجھ کو میرے والد سردار
نے اور کہا انہوں نے کہ خبر دی مجھ کو میرے پیر سید عبداللہ قاری نے کہ کہا سید عبداللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری
زاہد سے۔ جو جنگل میں رہتے تھے۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے آدمی آئے۔ ان کا سردار آ گیا تھا۔ اس
نے قاری کا پڑھنا سن کر کہا۔ اللہ تعالیٰ برکت کرے تو نے قرآن کا حق ادا کیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ایک آدمی دوسرا انہیں عرب
والوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری
کا قرآن سننے جائیں گے جب اس آدمی نے یہ بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تھے۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔

(۵) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا ترجمہ۔ فرماتے ہیں۔ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے۔ یعنی آپ کی اصل صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ

روح کو طاقت ہے۔ بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے۔ اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے۔
یعنی حدیث میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مرتے ہیں بے شک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور حج کرتے ہیں۔ اور نہ
بے شک زندہ ہیں۔ فقط۔

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر ہشتاد و دوئم و دویست جلد اول۔ امروز در حلقه
بامداد مے بینم کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہم والصلوٰۃ والسلام بصورت روحانیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت
خضر وفرمودند کہ ما از عالم ارواحیم۔ حضرت سبحانہ، وتعالیٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است۔ کہ بصورت اجسام متمثل شدہ
کارہائے کہ از اجسام بوقوع مے آید از ارواح ما صدور مے یابد۔ بلفظہ۔

(۷) ایضاً مکتوب نمبر دوصد و بست (۲۲۰) جلد اول۔ دریں اثنا عنایت خداوندی در رسید وحقیقت معاملہ را کما ینبغی را
نمود۔ روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان ست دریں وقت حضور ارزانی فرمود وتسلی
خاطر حزیں نمود بلفظہ۔

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۶۵۔ مقصد عاشر کا ترجمہ عبارت عربی کا۔ اور کچھ شک نہیں۔ اس میں کہ حال حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں۔ لاکھ روحیں یا زیادہ
ایک ہی وقت میں اور نہیں روکتا ان کو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے۔ اور وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ
ہیں۔ عبادات الٰہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور
عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار کی۔ اور سامنے ہیں اس کے ہمیشہ رہتے ہیں۔ قربت میں مزہ لیتے ہیں۔ سنیئے خطاب الٰہی کا۔
اور یہی حال تھا آپ کا دنیا میں۔ ڈالتے تھے امت پر روشنیاں وحی الٰہی کی۔ جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالیٰ ان پر۔ اور نہیں روکتی تھی ان
کو امت کی فیض بخشی اور خبر گیری اللہ تعالیٰ کی مشغولی سے۔

(۹) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۔ ترجمہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم زندہ ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادات سے اور غمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے۔ انبیاء کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ
ہماری نظر سے چھپ گئے۔ اور واقع میں زندہ ہیں۔ اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں۔ اور نظر نہیں آتے۔ مگر جس
ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلا دے۔ وہ دیکھ لیتے ہیں۔ الخ۔

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سوال کیا کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں۔ آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کے درود شریف کا کیا حال
ہے۔ وہ کس طرح آپ کو معلوم ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسمع صلوٰة اهل محبتی و اعرفهم و
تعرض علی صلوٰة غيرهم عرضًا۔ یعنی میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا۔ اور پہچانتا ہوں ان کو۔ اور پیش کیئے جاتے

ہیں۔ درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔ یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت سے
درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہونے والے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ ان کے درود شریف
کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام ان کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں موقع یا موضع یا قصبہ
شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہو رہا ہے۔ اب یہاں پر تشریف فرما ہونا

ان کا آپ کی نظر میں مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ اور یہ ضرور ہے کہ منکرین کو ان کی روح مبارک یا جسم اطہر نظر نہیں آتا۔ اور
آنا بھی نہیں چاہیئے۔ لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں۔ وہ برابر زیارت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی
بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور خاص کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آنکھوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الطف
ہے۔ محال اور واقعی محال ہے۔ لیکن جن بزرگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے ہیں ان
میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھ کر بیٹھے ہیں فوراً تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں جن
کو یہ رتبہ حاصل ہے۔ لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج کرتا
ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ دیکھنے والے اس پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ بہت کتابوں میں اس
تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

(۱۱) مناہج النبوت ترجمہ اُردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمتہ۔ جلد اول صفحہ ۲۷۵، سطر ۱۱۔ بہجۃ الاسرار کی
جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اس کے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد
بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہا یعنی شیخ ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے۔ اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں کو
خاموش ہو۔ پس چپ ہوئے۔ یہاں تک کہ سنی جاتی تھی ان سے مگر سانس ان کی۔ پس نیچے اترے حضرت شیخ کرسی سے اور
کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے اور گھور کر نظر کرنے لگے اس میں۔ بعد اس کے جاگا شیخ علی۔ اور کہا
حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا

جواب میں کہا: ہاں دیکھا۔ کہا اسی واسطے ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تجھے حضرت رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے۔ کہا وصیت کی اوپر تمہاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے خواب میں اسے شیخ نے
بیداری میں دیکھا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظہٖ۔

(۱۲) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۴ھ صفحہ ۸۴ و ۸۵۔ سطر ۱۱۔ ایضاً۔ نقل است از شیخ ابوسعید
قیلولی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در مجلس حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پیغمبران دیگر
علیہم السلام را بمشاہدہ مے دیدم الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۴۔ سطر ۵۔ دیکھیئے حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اپنی بیداری میں دیکھا۔ ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت کی۔ اور
تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا بھی
ثابت ہو گیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئیں۔

(۱۳) الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی، صفحہ ۱۴۰، سطر ۱۸۔ و کتب مولینا
محمد بن یحییٰ مفتی حنابله فی مکة الشریفة نعم یجب القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه و آلهٖ
وبسلم لما استحسه العلماء الاعلام و قدوة الدین والاسلام فذکروا عند ذکر ولا دته صلی الله علیه
وآلهٖ وسلم یحضر روحانیته صلی الله علیه و آلهٖ وسلم فعند ذلك یستجب التعظیم و القیام والله سبحانه
وتعالٰی . اعلم۔ بلفظہٖ۔ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام و
قدوۃ الدین والاسلام نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف
میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لیے قیام کرنا واجب ہے۔ دیکھیئے یہاں قیام تعظیمی واجب
ہے۔ اور مولود شریف میں حاضر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ہے۔ یہی عمل اہلسنّت و جماعت کا
ہے۔

(۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری۔ وفصل فی المواطن یستجب فیها الصلوٰة
والسلام علی النبی صلی الله علیه و آلهٖ وسلم) قال ابن دینار وهو من کبائر التابعین المکیین و فقهائهم
ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی رحمة الله و برکاته ای لان روحه علیه السلام حاضر
فی بیوت اهل الاسلام الخ الدرالمنظم صفحہ ۱۴۱، سطر ۱۔ یعنی کتاب شرح شفاء میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے کہا ابن
دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہاء میں سے تھے کہ اگر کوئی (شخص کسی کو ملنے کے واسطے جائے) اور اس گھر میں کوئی
موجود نہ ہو تو یوں کہنا چاہیئے۔ السلام علی النبی ورحمة الله و برکاته۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح
پاک ہر اہلِ اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے۔ لیجئے یہ دلائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور قیام
تعظیمی کے لیے کافی ہیں۔ لیکن ایک دو اور بھی لکھ دیتا ہوں۔

(۱۵) مدارج النبوت جلد دوم حیات الانبیاء۔ بعد از ثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی۔ اگر بعد ازاں گویند کہ حق تعالیٰ جسد
شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بمثال خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر
یا غیروے صورتے وارد باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

(۱۶) شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ و اما مشاهدة حضوره صلی الله علیه و آلهٖ وسلم فقدا
خبر فی الثقات من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلی الله علیه و آلهٖ وسلم موارا قرأة المولد الشریف و

عند ختم القراٰن۔ بلفظہٖ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری یا حاضری کا مشاہدہ۔ پس بے شک خبر دی مجھے ثقہ صالح لوگوں نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بارہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے۔ اور زیارت کی ہے۔ (منکرین کو خدا ہدایت کرے)۔ اب ایک خلجان باقی رہ گیا ہے۔ جو منکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے مواقعات کی خبر کس طرح ہوتی ہوگی۔ جب کہ وہ ایک ہیں۔ اور ایک روح ان کی ہزاروں لاکھوں جگہ دنیا میں جہاں جہاں محافل موالید ہوتی ہیں سب جگہ کس طرح حاضر ہوتی ہے۔ اس کے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ اور حضرت ملک الموت کی قدرت و طاقت سے بھی ان کی طاقت و قدرت زیادہ ہے۔ تمام مخلوق ان کے سامنے ہے۔ یہ بات تو ادنیٰ سے ادنیٰ خادمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں۔ اور ہوتے ہیں۔ کیونکہ نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف کا متجسد ہو کر ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے۔ دیکھیئے حضرت عارف ربانی امام مجدّد الف ثانی۔ آپ کے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اس طرح فرماتے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۷) مکتوبات حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۱۶۔ ہرگاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل اشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج ببدن دیگر اگر ازیں قبیل است آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آں درامکنہ متعددہ حاضر میگردند۔ و افعال متبائنہ بوقوع مے آرند ایں جائز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ و متشکل متبائنہ مے شوند۔ و ایں شکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آں سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہا می نمائند ایں ہمہ تشکل صفات و لطائف اوست علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام بصورتہائے مثالی و ہمچنیں مریداں از صور مثالی پیراں استفادہا می نمائند و حل مشکلات میفر مائیند۔ بلفظہٖ۔ (۱۸) مکتوبات ایضاً۔ مکتوب نمبر پنجاہ و ہشتم۔ (۵۸) جلد ثانی۔ اولیائیکہ صاحب علم کشف اند جائز ہست کہ بر بعضے خوارق خود اطلاع پیدا نکنند۔ بلکہ صور مثالیہ ایشانرا درامکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہائے عجیبہ ازاں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را ازانہا اصلا اطلاعے نیست۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

دیکھیئے! ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں۔ پیر صاحبان کی روحیں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں۔ اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات فرماتی ہیں اور آپ کے نزدیک آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور حل مشکلات اپنی امت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور وہابیت پر۔ اب میں زیادہ طوالت دینا نہیں چاہتا اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمتہ کے اقوال و افعال درج کروں تو ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف ایک بات کیا دستاویز آپ کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی کتاب صراطِ مستقیم سے دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کیفیت پوری حاضری بزرگان کی معلوم ہو جائے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرید بنانے اور

اپنے حلقہ طریقت میں داخل کرنے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی میں ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرماتا تھا کہ میں اپنا مرید کروں گا۔ ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی کہ ہم دونوں ان کو ایک ساتھ توجہ دے کر مرید بنالیں۔ ایک پہر برابر دونوں صاحبوں علیہم الرحمتہ نے توجہ دے کر نسبت ہر دو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی عطا فرمائی۔'' اصل عبارت صراطِ مستقیم کے صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ کی یہ ہے۔ القصہ حضرت ایشانرا طریق ثلاثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شدہ۔ اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ۔ پس بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن توجہات آں جناب ہدایت آب جروح مقدس جناب حضرۃ غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال ایشان گردیدہ۔ و تاقریب یک ماہ فی الجملہ تنازع درمیان۔ روحین مقدسین درحق حضرت ایشاں ماندہ۔ زیراکہ ہر واحد ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں بتمامہ سوئے خود میفر مودند تا اینکہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں جلوہ گر شد و تاقریب یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردید۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ حضرت غوث الثقلین شیخ و سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بغداد شریف میں اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کو بخارا شریف میں کس طرح خبر ہوگئی۔ کیا چٹھی بھیجی گئی ڈاک میں یا کوئی تار بھیجی گئی۔ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسمٰعیل دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے۔ یہ بھی نہیں۔ پھر کیونکر ان کو معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ چلو ان کو مرید بناؤ۔ اور پھر یہ وہ بات کیا تھی کہ دونوں بزرگ ان کے مرید بنانے میں ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے۔ اور تنازعہ ہی رہا۔ اتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہے۔ خیر اگر آپ اپنے امام الطائفہ پر ایمان رکھتے ہیں تو اس بات پر بھی ایمان لایئے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے حد و بے عدد درجہ طاقت اور قدرت ہے کہ وہ سب حالات جانتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے موالید کی محافل ان کے سامنے ہتھیلی کی طرح ہیں اس میں شک لانے والا اپنے ایمان سے خارج ہے۔ دوسری بات آپ کے امام مولوی اسمٰعیل نے اس میں یہ کی کہ حضرت پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریاد رس کے ہیں اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنوں اور انسانوں کے فریاد رس ہیں۔ بس انہوں نے غضب کر دیا۔ خدا کو چھوڑ کر ان کو فریاد رس قرار دیا۔ اب تو آپ کے فتوے کے مطابق کافر ہوئے۔ لکھیئے فتوے۔ قولہ: بہجۃ العشاق میں ہے: مایفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ السلام لیس بشیٔ بل ھو مکروہ ۔ ترجمہ نبی علیہ السلام کے تذکرہ ولادت کے وقت جو عام قیام کرتے ہیں۔ ایک بے ہودہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے:۔

طریقۃ السلف میں ہے: وقد احدث بعض الجھال المشائخ امورًا کثیرۃ لا بخدلھا اثر اولا اماء فی

کتب ولا فی سنة منها القیام عند ذکر ولادة سید الانام علیه السلام ۔ترجمہ: جاہل صوفیوں نے بہت سے ایسے نئے امر دین میں ایجاد کیئے ہیں جن کا کچھ بھی نام ونشان قرآن وحدیث میں نہیں۔ایک ان میں کا قیام ہے۔نبی علیہ السلام کے ولادت کے تذکرہ کے وقت۔بلفظہٖ۔صفحہ۳۰،سطر۹۔

اقول: مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ کر کے میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں عبارتیں کسی جونپوری اور گجراتی وہابیوں کی کتابوں سے آپ نے نقل کی ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپ کے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل صوفیوں نے ایجاد کیا ہے۔کیا حضرت امام تاج الدین سبکی حضرت پیران پیر قدس سرہٗ۔حضرت امام جلال الدین سیوطی۔ حضرت ملا علی قاری۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔حضرت شیخ عبدالعزیز۔شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ ودیگر علماء کرام ومفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً تعظیماً اربعہ مذاہب وسلاسل اربعہ طریقت مشرب بادشاہان امصار، مصر، روم، شام، عرب، اندلس، جدہ، حدیدہ، بغداد، بصرہ، ہندوستان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے۔یا اب ہیں۔ ایسی شوخ چشمی اور دیدہ دہنی آفتاب نیم روز پر خاک ڈالنا آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔اچھا یہ بتلائیے۔کہ تمام دیوبندیوں کے پیرو مرشد حضرت شاہ امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ مہاجر مکی بھی جاہل صوفی تھے۔جن کی نسبت آپ کے علماء دیوبند نے ان مندرجہ ذیل خطابات سے مخاطب کیا ہے:

(الف) کتاب ارشاد مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے: ''از تصانیف قطب زمان غوث دوران سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم۔''بلفظہٖ۔

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کی پیشانی پر اس طرح لکھا ہے۔از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدام المحققین فی ادانہ سیدنا ومولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی علینا۔بلفظہٖ۔

(ج) مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷،سطر ۵ پر اس طرح لکھا ہے: حضرت حجۃ الاصفیا تاج الاولیاء زبدۃ المقربین عمدۃ الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان مدد الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالیٰ البالغہ برہان الملۃ المستقیمۃ مرجع العالم منبع الفیض الاتم بحر الرائق والاسرار مصدر العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ الصدیق اعظم والقطب الافخم مولانا وسیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی المہاجر فی المکۃ المعظمۃ لازالت شموس فیضہ وبدور مکارمہ طالعۃ۔بلفظہٖ۔

کہیے! آپ ایسے اوصاف وخصائص وخصائل تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء وحجۃ اللہ البالغہ مکارم ومراتب کو آپ کے علماء خطابات لکھ رہے ہیں۔یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار ہیں۔جو پرلے درجہ کے شائق اور محبّ مولود شریف اور قیام تعظیمی کے دلدادہ ہیں۔اور باقی مولوی دیوبندی جونپوری اور گجراتی بھی ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔یا بالخصوص مولوی خلیل احمد صاحب و

دیگر مولوی صاحبان جو اپنے پیرو مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں۔اور قطب اور غوث دوران الفاظ کلمات شرکیہ۔(بزعم وہابیاں) لکھ رہے ہیں۔اور ادھر ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں ہاتھ جھڑ جائیں اور آنکھیں پھوٹ جائیں جو کبھی ایسی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لکھ سکیں۔بلکہ نقل کفر کفر نباشد یہ برملا کہیں کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔مولود شریف میں ان کا قیام تعظیمی کرنا کنھیا کے جنم کے برابر۔ان کا علم غیب حیوانوں چار پایوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے۔ان کا نماز پڑھتے ہوئے خیال آجانا بیل اور گدھے سے بدتر۔ان کو علم اردو علماء دیوبند کے ملنے جلنے ان سے بات چیت کرنے سے آگیا (شاگردوں کے برابر) وہ جملہ بنی آدم کے برابر۔وغیرہ وغیرہ۔العیاذ باللہ۔میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جونپوری یا گجراتی کے جن کی کتابوں کی عبارتیں آپ نے لکھی ہیں۔حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی عوام جہال صوفیوں میں شمار کرتے ہیں تو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطال ہیں۔اور اگر یہ سچے ہیں تو آپ اور آپ کے بہجۃ العشاق اور طریقۃ السلف کے مصنف (بشرطیکہ کوئی کتابیں ہوں) جونپوری اور گجراتی کاذب اور بطال ہیں۔کہیے آپ کس طرف ہوتے ہیں۔نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جان عذاب میں ہے۔

دو گونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

مگر میرا یقین اس پر ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ واقعی ویسے ہی تھے جیسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔اب باقی فیصلہ آپ کر لیں ان میں کون کاذب اور بطال ہے۔اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر نہایت مختصر شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی مولود شریف اور قیام تعظیمی کی بابت لکھتا ہوں۔اور باقی دوسرے موقعوں پر ہوں گی۔دیکھیئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں۔اور قیام کرتا ہوں۔ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔مرقومہ-۱۳، ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ ہجری۔بلفظہٖ۔انوار ساطعہ۔صفحہ ۳۲۷،سطر ۱۷۔

دیکھیئے۔اور آنکھ کھول کر ملاحظہ کیجئے۔حضرت حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ کی عبارت کی جسارت اور زبدۃ المقربین وعمدۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجۃ البالغہ کا فرمانا اور حضرت بحر الرائق والاسرار کا سمجھنا اور مصدر العلوم والانوار کی تحریر بے نظیر اور الصدیق الاعظم والقطب الافخم کی تقریر صحیح و پرتاثیر اور قطب زمان اور غوث دوران کے فرمان واجب الاذعان کو۔اور شرم کیجئے۔وہ شرم نہیں جو آپ کے بازار میں شرک کے نرخ پر ٹکے سیر بکتی ہے۔بلکہ وہ شرم جو الحیاء من الایمان کی دکان پر ملتی ہے اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے جو مولود شریف کرنے والوں اور قیام تعظیمی کے آداب بجالانے والوں کو جو اعلیٰ درجہ کے عالم فاضل اور صوفی کامل تھے۔اور ہیں سب کو صوفی جاہل بنا دیا اور بڑے بڑے بادشاہوں، اولو الامروں، اماموں، عالموں، بزرگوں، متقیوں، مفتیوں، عرب وعجم اور اپنے پیرو مرشدوں کلہم کو بے ہودہ فعل کرنے والے عوام اور جاہل صوفی لکھ دیا۔**انا للہ وانا الیہ راجعون** ۔خدا ہدایت کرے۔اب رہا آپ کا مطالبہ نمبر ۱۳۔صفحہ ۳۰۔سو اس کا جواب

اس میں پورے طور پر آ چکا ہے۔ ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی اور آپ کے امام فاکہانی جو اول المنکرین ہیں۔ ان کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ جو اس نے حضرت مظفر الدین سلطان اربل علیہ الرحمۃ پر الزام فاسق و فاجر ہونے کے لگائے تھے۔ پورا پورا حال ظاہر ہوگیا۔ اور حضرت امام مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوب سے جو عبارات نافہمی سے درج کی تھیں۔ ان کا بھی پورا جواب ہو کر انہیں کے مکتوبات سے مولود شریف کا جائز ہونا ثابت ہوگیا۔ بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آ گیا۔ اور تحفۃ القضات اور بہجۃ العشاق و طریقۃ السلف کا خاکہ بھی خوب کھینچ گیا۔ اس میں ایک بہت ضروری بات جو آپ نے دانستہ عمداً اغماض کر کے چھوڑ دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف اور قیام تعظیمی کو کنھیا کا جنم لکھا ہے۔ اس کی دلیل ادلہ اربعہ قرآن حدیث اجماع امت۔ قیاس مجتہد میں سے کون سی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے۔ اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانان سات سو سال سے لے کر اس وقت تک کو کافر اور مشرک بنا دیا۔ مولوی رشید احمد کی اصل عبارت یہ ہے: پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں۔ یہ خرفات فرضی بناتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنؤ۔ ذیقعد ۱۳۳۲ھ اس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہ ناپاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رہ گئی تھی۔ تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بزرگ ایسے ہی ہیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کریں۔ ان کی توہین اور اہانت میں اپنا نامہ سیاہ کریں پھر بھی ان کی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ بلکہ زیادتی ہو۔ اور علامہ زمان یکتائے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک یہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کنھیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض حرکت قبیحہ۔ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہندوؤں سے بڑھ کر۔ پہ غور کیجئے۔ اچھا کہیے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کس طرح ہوئی اور پھر سانگ کنھیا کے جنم کا کس طرح ہوا ذرا تشریح کیجئے۔ اور مثل کو بیان کیجئے۔ کسی ہندو پنڈت یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا۔ کہ کنھیا جی کا جنم کس طرح کرتے ہیں۔ یا یہ کہ گھر میں ہی بیٹھ کر ایسی ایسی مثالیں اور تشبیہیں بنالیں دیکھو میں بتاتا ہوں کہ کنھیا کا جنم ہندو لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ جنم اشٹمی کے روز رات کو ایک پھل خیار (کھیرا) لے کر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کنھیا کے بت کو اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیار کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کنھیا نے جنم لیا۔ یا کنھیا کا جنم ہوگیا۔ یعنی کنھیا پیدا ہوگیا۔ یہ ہے کنھیا کا جنم جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب بتلاؤ کون سا مسلمان آپ کے گنگوہ یا دیوبند یا دنبہٹہ یا تھانہ بھون میں ایسا کرتا ہے۔ جس کی تشبیہ دی گئی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے۔ **ھذا بھتان عظیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی** العظیم۔

ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہ میں بھی بیہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف میں کون سا تعزیہ بنایا جاتا ہے۔ اور کون سے ڈھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں۔ تشبیہات کے دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمال رکھتے تھے۔ اور ان کے چیلے تشبیہات غیر منطبقہ پر قربان ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرا یہ بتلاؤ کہ مولود شریف سب سے پہلے اس ہیئت کذائیہ سے بحکم بادشاہ دیندار اولی الامر کے رائج ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء فضلا و صلحاء و سلاطین نے اس کو عمل خیر و برکت جان کر اس پر مداومت کی جہاں کنھیا کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیہ روافض کا ذکر وہاں کوئی جانتا بھی نہیں۔ پھر کنھیا کا جنم کس طرح تشبیہ قبیحہ میں ہوا۔ اور کیا سمجھ کر یہ تشبیہ ناپاک دی گئی۔ یہ محض کمال و دیال ان کا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ یہ حرکت قبیحہ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولوی صاحب کی درفشانی پر۔ خدا ایسی تحریر ناپاک کا ثواب ان کی روح پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے اور مریدوں اور معتقدوں کے اعمال ناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ ''یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ یعنی صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی سیری نہ ہوئی تو فرمادیا کہ یہ لوگ کافروں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ مولود شریف کرتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام تعظیمی کرتے ہیں خواہ وہ عرب یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں۔ یا بغداد کے یا شام و روم کے ہوں۔ یا بیت المقدس کے خواہ ان کے پیر و مرشد ہی کیوں نہ ہوں سب کے سب کافروں سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خوب! تمام دنیا کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھ کر اور یہ مولوی صاحب اکیلے اور یہ شرذمہ قلیلہ مٹھی بھر وہابی مسلمان!!! اللہ اللہ!!

اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھلاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ بجواب مولوی اولاد حسن قنوجی وہابی کے اس تشبیہ قبیح کے بارے میں لکھا گیا۔ وہو ہذا۔

پس بعضے از بے ادبان ناحق شناس کہ اعادہ مجلس میلاد شریف در ماہ ربیع الاول تشبیہ بجنم کنھیا دادہ روئے بیاض راہمچو نامہ اعمال خودشاں سیاہ ساختہ اند بکمال اسأت ادب پرداختہ اند ازیں بے باکاں دریدہ دہن دور نیست۔ کہ تقبیل حجر اسود و طواف کعبہ را پوجا ہنومان و نہادر مہادیو گویند۔ نعوذ باللہ من تلک المھفوات والکفریات و تشبیہ بجنم کنھیا دادن بے تکلف باب جہنم بر روئے خود کشادن است الخ۔ بلفظہٖ۔ از کتاب تحقیق الخ مطبوعہ کانپور۔ صفحہ ۲۶۔ سطر ۴۔

(۲) زبدۃ المرام فی اثبات مولد القیام الملقب تحفۃ الاحمدیہ فی میلاد المحمدیہ مؤلفہ مولانا مولوی اظہر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ ہجری صفحہ ۳۲، ۳۳۔

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے مشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو ساتھ جنم کنھیا کے سراسر اس کی عداوت بشان صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک کہاں وہ جنم ناپاک۔ بیت

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا مہدی کجا دجّال ناپاک

کیفیت ان بے ادبوں کی مفہوم عبارات ان فتاوے سے خوب ظاہر ہوگی: اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی شی کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شعر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشعر من بشعر من شعراتہ فقد کفر وذکر فے الاصل ان شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کفر (قاضیخان) جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی شے میں تحقیق کافر ہوا۔ کہا بعض علماء نے اگر بال مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لصغر صغیر ہو کہا تحقیق کافر ہوا۔ اور روایت ہے ابی حفظ کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہ جس نے عیب لگایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک بال بالوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پس تحقیق کافر ہوا۔ اور ذکر کیا گیا اصل میں۔ کہ تحقیق دشنام نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کفر ہے (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے)۔ بلفظہٖ۔

(ب) والکافر سبب النبی من الانبیاء لانہ یقتل حدا ولا یقبل توبتہ مطلقًا ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللہ تعالیٰ والاقل حق العبد لا یزول بالتوبہ (درمختار)۔ اور جو شخص کافر ہوا بوجہ گالی دینے کسی نبی کے انبیاء میں سے تحقیق قتل کیا جائے گا۔ نابر حد کے اور نہیں قبول کی جائے گی توبہ اس کی کسی طرح بھی اور اگر گالی دی اللہ تعالیٰ کو قبول کی جائے گی توبہ اس کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور پہلا یعنی گالی دینا انبیاء کو حق العباد ہے۔ نہیں ہوگا۔ زائل بوجہ توبہ کرنے کے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۴-۳۵۔

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاوے قاضی خاں اور اشباہ النظائر اور حموی اور درمختار کی بہ کیفیت منکرین تشبیہہ دہندگان مولود پاک آں صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساتھ جنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹایا مرتبہ صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بایں طور کہ گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صریحاً کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ جنم کنھیا کے عین دشنام ہے۔ اور بدیں عنوان بغض رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس لیے کہ اگر محبّین سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا۔ پس بموجب مفہوم عبارات مندرجہ صدر واجب القتل ہوا۔ سلطان اسلام اسے قتل کرتا بصورت نہ تائب ہونے کے بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۵۔

(۳) سیف النبی علی ساب النبی مطبوعہ حمیدہ پریس لاہور۔ صفحہ ۳۔ قال فی الخلاصۃ وفی المحیط من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم او اھانۃ اوعابہ فی امور دینہ او فی شخصہ اوفی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان المشتم من امتہ اوغیرھا و سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ زمیا کان اوحوبیا سواء کان المشتم اوالاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدًا او سھوًا او غفلتا اوحدا وھزلا فقد کفر خلودا ابحیث ان تاب لم

یقبل توبتہ ابدًا لا عند اللہ اولا عند الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند المتاخرین المجتھدین اجماعًا وعند اکثر المتقدمین اقتل قطعاً الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۔ یعنی خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا اہانت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا ان کے جسم مبارک پر یا ان کی کسی صفت پر جو ان کی ذاتی صفات ہیں برابر ہے کہ گالی دینے والا امتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتاب ہو یا ذمی یا حربی۔ اور برابر ہے۔ یا یکساں ہے گالی دینا۔ یا اہانت کرنا یا عیب لگانا خواہ عمداً ہو یا سہواً یا غفلت سے یا کوشش سے۔ یا تمسخر سے۔ پس ایسا شخص ہمیشہ کے لیے کافر ہو گیا یہاں تک کہ اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے۔

(۴) ایضاً صفحہ ۴۔ سطر ۶۔ قال فی ذخیرۃ العقبیٰ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قتل ولم یستتب انتھی و حکمہ ان یقتل ولا یقیل توبتہ وھذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوےٰ من لدن الصحابہ الیٰ حکم جرًا۔ اھ۔ بلفظہٖ۔ یعنی ذخیرہ میں ہے اور مبسوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دے۔ وہ قتل کیا جائے۔ اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور حکم اس کے لیے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے۔ اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اور اس پر تمام علماء کا اور آئمہ فتویٰ کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر اب تک۔

(۵) ایضاً صفحہ ۴۔ سطر ۹۔ قال فی الدر الحکام اذا سیہ اوواحد من الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیھم اجمعین مسلم فانہ یقتل حدولا توبۃ لہ اصلًا سواء بعد القدرۃ علیہ والشھادۃ ارجاء تائبًا من قبل نفسہ کانوندیق لانہ حد وجب فلایسقط بالتوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد لانہ حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق لاومبین وکحد القذف لایزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانہ معنًی ینفرد بہ الموتہ وھذا مذھب ابی بکر الصدیق والامام اعظم والثوری واھل الکوفہ۔ بلفظہٖ۔ یعنی درالحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیاء علیہم السلام میں سے مسلمان شخص۔ تو وہ حداً قتل کیا جائے۔ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اس پر شہادت گزر جائے۔ یا وہ خود توبہ کر کے آئے۔ مثل زندیق ملحد کے اس لیے اس پر حد واجب ہے۔ وہ توبہ کرنے سے دور نہیں ہوتی۔ اور اس میں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے۔ بندہ کے حق کے ساتھ۔ وہ توبہ کرنے سے نہیں ٹوٹتی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کو توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد کے کہ وہ ایسی بات ہے۔ جسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔ یہی مذہب ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ اور ثوری اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نقل فتوے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کو کنھیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ قبیح

دے جس میں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی ہے

اب میں ایک فتویٰ علماء کرام کا نقل کرتا ہوں۔ جو کنھیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے کے حق میں ہے۔ جو مولود شریف کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جس میں سب سے اول مجیب دیوبندیوں کے حکیم الوہابیہ اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مفخر ہیں۔ ولایت تو ان کی مہر سے واضح ہے یعنی ''از گروہ اشرف علی'' ہے۔ اور نبوت ورسالت میں ان کی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ[1] لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ سے ہوتی ہے۔ جو ان کے مرید پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ ان کی زبان پر ہی نہیں چڑھتا۔ جب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۱۳۰۹ ہجری میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے۔ یہ فتویٰ وہاں مرتب ہوا تھا وہ یوں ہے:۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو۔ اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والاحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں اس لیے ایسا قابل امامت وبیعت نہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ۔ مہر اشرف علی از گروہ اولیاء۔

(۲) ھو العلیم۔ ذکر ولادت باسعادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف وتحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مرتکب وقائل اس قول کو توبہ کرنا۔ واستغفار کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ اصرار کرے تو خوف کفر ہے۔ ترک صحبت وبیعت اس سے چاہیئے۔ حررہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی۔ محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

حاشیہ[1] کلمہ الخ۔ دیکھو رسالہ امداد ماہ صفر ۱۳۳۶ ہجری۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موہم توہین وتحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں۔ ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم۔ کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس علم مدرسہ فیض عام کانپور۔ دل مرتضی ۹۸ ۱۲ جان احمد حسین۔

(۴) الحق استخفاف وتوہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً وفعلاً واعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات وسعادت دارین کا ہے۔ حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلفظہ۔ الکامل فی العاجل والآجل۔ (مہر محمد عادل ۱۲۹۸ حاکم محکمہ شرع)۔

(۵) جناب رسالت میں کلمات موہمہ توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہٰذا شخص مذکورہ کو توبہ استغفار لازم ہے۔ والا اس کی امامت وبیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیئے۔ واللہ اعلم۔ (کتبہ محمد عبد الغنی، عفی اللہ عنہ)

(۶) اصاب من اجاب۔ محمد لطف اللہ عفی اللہ عنہ (مفتی سلطنت آصفیہ دکن)

(۷) الجواب صحیح محمد علی عفی عنہ۔

(۸) للہ در من اجاب محمد صدیق عفی عنہ مدرسہ مدرسہ فیض عالم کانپور۔

(۹) للہ در المجیب فانہ فی کل ما قال مصیب کتبہ عبد الضعیف محمد فضل حق غفرلہ بہ المطلق۔

(۱۰) جواب صحیح۔ ابو الخیر محمد عبد الوہاب البخاری عفاعنہ الباری مدرس اعلیٰ مدرسہ دار العلوم کانپور۔ بلفظہ۔ از کتاب تحقیق الحق۔ صفحہ ۲۶ تا ۲۸۔

لیجئے اپنے بزرگ اجل (مولوی رشید احمد صاحب) کو مسلمان بنایئے۔ مگر اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں۔ آپ کے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیمی پر تھے۔ وہ ختم ہوئے اور کافی سے زیادہ جوابات مسکت ہو چکے۔ اب میں مولود شریف کے اثبات قرآن شریف وتوریت وزبور وانجیل وتفاسیر قرآنی واحادیث واقوال بزرگان وعلماء احیان وصوفیاء کرام سے دکھلاتا ہوں۔ تاکہ پوری پوری آپ کی تسلی ہو جائے۔

فصل اوّل:

مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واذکروا نعمت اللہ علیکم۔ (البقرہ، آل عمران، مائدہ) یعنی یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تمہیں عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں جو منعم حقیقی ہے۔ اپنی نعمتوں کو یاد کرنے یا ذکر کرنے۔ یا یادگاری کا حکم دیا ہے۔ سو اس میں شک نہیں کہ پیدا ہونا اور مبعوث ہونا۔ یا تشریف فرما دینا میں ہونا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک اعلیٰ نعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں۔ پس اس نعمت کا ذکر پورے طور پر میلاد شریف میں ادا ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ۔ (سورہ ابراہیم) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت یا نعمتوں کو اگر شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکو گے حضرت سہل ابن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔ دلائل الخیرات: وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا ۔ (سورہ نمل) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں۔ زجاج اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات طاہرہ کو دیکھ کر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال مولود شریف میں ہے کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور منکرین انکار کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الم ترالی الذین بدلو انعمت اللہ کفرا الآیۃ ۔ (سورہ ابراہیم) کیا نہیں دیکھا ہے آپ نے (یعنی دیکھا ہے) ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا۔ کفر یا ناشکری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے۔ اور جانتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: قال ھم واللہ کفار قریش و محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نعمت اللہ تعالیٰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے کفر اور ناشکری کرنے والے) کفار قریش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۲۱) اس میں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف مولود شریف میں کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کے ساتھ بدلنے والے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واشکرو انعمت اللہ ان کنتم ایہ تعبدون ۔ (سورہ نحل) یعنی شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ یا اس کو معبود جان کر اس کے عبد بنتے ہو۔ شکر گزاری نعمت اللہ کی واجب ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اتحدث بنعمت اللہ شکر اوترکہ کفر الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر بیان کرنا شکر ہے۔ اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل اس حدیث شریف مندرجہ صدر کو زیر آیت شریفہ و امابنعمت ربك فحدث ۔ کے درج کیا ہے۔ پس اس نعمت وجود باوجود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و ذکر کرنا شکر گزاری انعام خداوندی ہے۔ اور اس کا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اس کا مانع ہونا کفر یا کفران نعمت ہے۔ طریقہ شکر گزاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے۔ منکرین خاسرین ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وذکرھم بایم اللہ ۔ (سورہ ابراہیم) یعنی (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو یاد دلاون اللہ تعالیٰ کے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دونوں سے مراد واقعات عظیمہ ہیں جو ان دونوں میں واقعہ ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کون سا واقعہ عظیمہ ہے۔ ایوان کسریٰ کا شق ہونا۔ بتوں کا سر کے بل گر جانا۔ آتش خانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سمادہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے تاروں کا جھک آنا کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الٰہی بجالانا۔ ایسے ایسے واقعات عظیمہ ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام کے یاد دلانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھ کر ہے۔ تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کی طرف سے یہ بھی منقول ہے: ذکرھم بایم اللہ اے ذکر ھم نعمائی لیؤ منوابی یعنی یاد دلاؤ ان کو میری نعمت تاکہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ اھ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نعمت اللہ ہیں۔ اور یہ یاد دلا نعمت اللہ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی موزوں ہے۔ جو موجب ازدیاد رونق ایمان ہے اور منکرین اس نعمت سے محروم ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ورفعنا لك ذکرك ۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ یعنی نبی اور رسول بنایا۔ اور زمین و آسمان میں مشہور کیا۔ اور پھیلا دیا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا کناروں تک اور تمہارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کر دیا۔ امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ باتیں مذکورہ بالا لکھ کر اس کے بعد یوں لکھا ہے۔ کان اللہ تعالیٰ یقول املاء العالم من اتباعك و کلھم یثنون علیك ویصلون علیك ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم بھر دیں گے عالم کو تمہارے فرماں برداروں سے اور وہ سب تمہاری تعریف کیا کریں گے۔ اور درود پڑھا کریں گے۔ (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور اس کی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف خوب کی جاتی ہے۔ اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علیٰ نور کا تذکرہ اور معجزات وخرق عادات جو وقت ظہور میں آئے۔ اور حلیہ شریف کا بیان یہ تمام حضور کی تعریف وثناء میں بیان کیا جاتا ہے جو یشنون علیك ویصلون علیك ۔ ہر دو پر خوب صادق ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے اور مقام بلند مثل منبر۔ چوکی۔ تخت پر بیان ہوتا ہے۔ اور آپ کی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی ورفعنالك ذکرك ۔ کی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن منکرین کو سوا جلنے بھننے اور کوئلے ہونے کے اور کچھ نہیں۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہیں۔ زیر آیت بالا: ۔ یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترمیسر شد کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ وبایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالا ترا ہمراہ خدایاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول دانا ترست۔ واللہ و رسول چنیں فرمود۔ کہ واجب الاطاعت امت وعلیٰ ہذا القیاس در حدیث شریف وارد ست۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گفت کر ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و اقامت والتحیات وخطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۔ و در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابدا۔ پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست۔ الخ۔ بلفظہ پارہ عم۔ صفحہ ۲۳۳۔ کتاب الشفاء میں ہے۔ آیت۔ ورفعنا لك ذکرك

کے تحت میں ابن عطا سے روایت ہے جعلتك ذكر امن ذكرى فمن ذكرك ذكرنى یعنی کیا میں نے تجھ کو اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا۔ پس جس نے کیا ذکر آپ کا۔ اس نے میرا ذکر کیا۔ یعنی دونوں ذکر واحد ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر واحد ہے۔ جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ محفل مولود شریف جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ فرد فرض ہے۔ منکرین فرض کے منکر ہیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ماعنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءُوف رحيم ط (سورہ توبہ) یعنی بے شک آیا ہے۔ تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف اٹھاؤ حرص رکھتا ہے (تمہاری ہدایت پر) مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رءُوف اور رحیم) اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا فرماتا ہے اور پھر ان کی صفات فرما رہا ہے۔ مولود شریف میں بعینہٖ یہی بیان ہوتا ہے کہ آپ پیدا ہوئے یعنی علم غیب وبطوں سے عالم شہادت وظہور میں رونق افروز ہوئے نظماً ونثراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ومعجزات کا تذکرہ خوش الحانی اور ذوق شوق سے کیا جاتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ اور نعمت اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص ان کا نام ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولًا۔ الآیہ۔ (آل عمران) یعنی بے شک احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں مومنوں پر جو بھیج دیا ان میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلقہ صحابہ میں تشریف لائے۔ پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ اور اس کا شکر بجالاتے ہیں على ما هدانا الله للاسلام ومن به علينا ۔ یعنی اس بات کا شکر کرتے ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگایا۔ تب فرمایا: حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم محض شکریہ کے لیے بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لیے قسم نہیں دی کہ تم پر گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل آیا۔ اور اس نے یہ خبر دی کہ ان الله عزوجل يباهى بكم الملئكة ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے (کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں)۔ دیکھیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نعمت وہدایت اسلام جو محض حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عطا ہوئی شکریہ ادا کر کے کتنا بڑا درجہ پایا۔ جو اللہ تعالیٰ ان کا فخر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے اس مولود شریف میں بھی بعینہٖ وہی شکر اللہ کی نعمت کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے اصل مبداء ہیں ادا کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یـئنون ویصلون ۔ کے ساتھ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا فخر بھی ملائکہ میں ظاہر فرماتا ہوگا۔ یا فرماتا ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام کے لیے عطا فرمایا اس میں وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نمبر ۱،۲،۳،۴،۵، میں اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ منکرین کے لیے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں ان کا فخر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو ان کو۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قد جاء كم من الله نور ۔ (سورہ مائدہ) یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نور بھی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے جن کے نور کا ذکر مولود شریف میں کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ۔ (سورہ انبیاء) یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کے واسطے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہی رحمت ہے۔ پس اس رحمت کی تشریف آوری پر جو نہایت عظمت وجلالت سے ظہور کے ذکر کے وقت مولود شریف میں تعظیم کے لیے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا ثابت الاصل ہے۔ اور فرحت اور سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خورمی اس محفل مبارک میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں بھی آتا ہے۔ لیکن منکرین ومانعین اس رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مسموم ہیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا ۔ (سورہ یونس) یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ خوشی کیا کریں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان کے لیے دنیا میں نہیں ہے۔ اس لیے مولود شریف میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ کھانے کھلانا خوشبو لگانا۔ مکان محفل کو خوب فرش وفروش اور روشنی سے سجانا۔ شیرینی تقسیم کرنا۔ وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور حبور خوشی وخورمی کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا ارسلنك شاهدًا و مبشرًا و نذيراً لتؤمنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه وتسبحوه بكرةً واصيلا (سورہ فتح) یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھ کو بھیجا رسول بنا کر۔ احوال دیکھنے اور بتلانے والا اور گواہ اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ تا کہ لوگ ایمان لائیں اللہ اور اس کے رسول "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر۔ اور اس کی مدد کرو۔ اور اس کی تعظیم کرو۔ اور توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو۔ اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قال ابن عباس رضى الله عنه فى تفسير تعزروه اى تجلوه وقال المبرد فيه اى تبالغوا فى تعظيمه و قوى تعززوه من العز كذافى الشفا و قال الله تعالىٰ من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ط یعنی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروہ کی تفسیر میں یعنی اجلال یا بزرگی کرو ان کی۔ اور کہا مبرد نے کہ مبالغہ کرو اس کی تعظیم میں۔ اور بعض قاریوں نے تعزروہ کی را مہملہ کو زا معجمہ سے پڑھا ہے یعنی تعززوہ جو عزت کے لفظ سے ہے۔ یعنی عزت کرو اس کی یہ سب کتاب الشفاء میں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالیٰ کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑھ کر کوئی شعائر اللہ یا نشانیوں اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے۔ اور ان کی تعظیم

دلوں کی پرہیز گاری ہے۔ جو محفل مولود شریف میں اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے۔ جن کے دلوں میں محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیز گاری ہے۔ منکرین اس سے محروم ہیں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وآلہ وسلموا تسلیماً (سورہ احزاب) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! مسلمانو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کیا کرو۔ لیکن یہاں خود کو اولاً شامل فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو جبرائیل (علیہ السلام) آ کر کہیں گے۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہوں گا علیہ و علیك السلام و رحمۃ اللہ و بر کاتہ۔ دیکھو یہ کتنا بڑا اعالی درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر درود رحمت بھیجتا رہتا ہے۔ اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکیدی حکم درود وسلام کے بھیجنے کا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود وسلام ہوتا ہے۔ زہے نصیب ان محبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کا درود وسلام نام بنام مع ولدیت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور ان پر نام بنام حضور کی طرف سے رحمت وسلام بھیجی جاتی ہے۔ منکرین کے لیے خسر الدنیا و الآخرۃ۔

حکایت

ایک عالم نے ایک درویش بزرگ سے پوچھا کہ حضرت بتاؤ۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کیا کام کر رہا ہے؟ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم سائیں صاحب کا جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ محفل میلاد شریف منعقد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے یا ان کا ذکر خیر و برکت کا کرتے ہیں۔ تو وہابیہ کے نزدیک بدعتی۔ مشرک کافر، فاجر، فاسق، بنائے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر ان کی مشیت میں ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۵ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۵ ط (سورہ جمعہ) یعنی وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے۔ اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی۔ اس سے پہلے صریح بھلا دے میں تھے۔ یا بھولے ہوئے تھے۔ اور لوگ بھی ان میں سے ہیں۔ جو بھی نہیں ملے ان سے۔ اور وہی ہے۔ زبردست حکمت والا۔ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جو ہماری نجات کے موجب اور شفیع اور خدا تک پہنچانے کے باعث ہیں خداوند کریم خود ان کو پیدا اور مبعوث ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور رہبری کے لیے ہے۔ اس لیے ہم کو ضروری ہے کہ ہم ان کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں۔ اور ان کی تعظیم وتوقیر وعزت کریں۔ تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ مولود شریف کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے۔ اس پر کسی منکر کے کہنے کی پروا نہیں چاہیئے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و أولی الامر منکم آلایۃ۔ (سورہ النساء) یعنی تابعداری کرو اللہ تعالیٰ کی۔ اور تابعداری کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں ان کی بھی تابعداری کرو۔ یعنی دین میں خاص کر سلاطین وآئمہ مجتہدین اولیاء کرام وعلماء عظام جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں۔ اور ثواب وعذاب وحلال وحرام کے احکام سمجھاتے ہیں۔ ان کی تابعداری فرض وواجب ہے۔ اسی طرح ماں باپ، استاذ، مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے۔ اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف کو اس ہیئت کذائیہ سے جاری فرمایا۔ اور خود عمل کیا۔ اور اس کا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور تمام علماء کرام ومشائخ عظام نے اس عمل کے کرنے کا بالاتفاق فتویٰ دیا۔ اور صوفیائے کرام نے اس کے کرنے میں ذوق وشوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبت کا از دیاد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اس کے کرنے کا حکم فرمایا۔ اور استادوں اور مرشدوں علیہم الرحمتہ نے اس کا خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا منکر ہو۔ تو قرآن شریف کے حکم کا منکر۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر۔ اولی الامر کے حکم کا منکر۔ علماء کرام وصوفیائے عظام کے حکم کا منکر۔ استاذوں مرشدوں کے حکم کا منکر۔ ماں باپ کے فرمانے کا منکر بتایئے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا سب کو ہدایت دے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۵ ط (سورہ آل عمران) یعنی کہہ دو (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو دوست بنا لے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی عزت اور تعظیم کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی۔ ایمان ندارد ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ جس سے محبت ہوگی۔ اس کا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہوگا۔ اور اس کا ذکر زیادہ کرے گا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ من احب شیٔ اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جس کے ساتھ محبت ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب۔ اس آیت شریف اور احادیث سے ظاہر ہے کہ منکرین کو حضور سرورِ عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق محبت نہیں۔ اسی لیے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت ترہیب کے وعظ کر کے فتاوے شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک

کا نام تک نہ لے۔ دیکھیئے کیسی کیسی عداوت اور بغض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو سید ھا ... کا راستہ ہے۔ العیاذ باللہ ۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاؤ کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصر نه قال ء اقررتم و اخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا ط قال فاشھدوا و انا معکم مع الشھدین فمن تولیٰ بعد ذٰلك فاولٰئك ھم الفٰسقون ۵ ط (سورہ آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت سے۔ پھر جب آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا۔ تم نے اقرار کیا۔ اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کے لیے ضروری ہے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف ہی گویا میلاد شریف ہے۔ جیسے کہ۔

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔ اور اس کا ذکر۔ (اعراف)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول امی ہونے کا ذکر (اعراف، جمعہ، شوریٰ، عنکبوت)۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام دنیا کے لیے قیامت تک نبی اور رسول ہونے کا ذکر۔ (اعراف، سبا)

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر۔ (سورہ احزاب)

(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام عالموں کے لیے رحمت ہونے کا ذکر۔ (سورہ انبیاء)

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق تعظیم پر مخلوق ہونے کا ذکر۔ (سورہ قلم)

(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جن وانس کے لیے رسول مبعوث ہونے کا ذکر۔ (سورہ احقاف و جن)

(۲۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دنیا کے لیے بشیر ونذیر ہونے کا ذکر۔ (بقرہ، ہود، فرقان، وغیرہا)۔

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ورسالت ہونے کا ذکر۔ (علق، مدثر)

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغ فرمانے کا ذکر۔ (بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، اعراف، وغیرہ)

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرح صدر ہونے کا ذکر (انشراح)

(۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکروں کافروں سے علیحدہ ہو جانے کا ذکر۔ (سورہ کافرون)

(۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانے کا ذکر۔ (بنی اسرائیل)

(۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے کا سبب اور اس کا ذکر۔ (سورہ انفال)

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور میں تشریف لے جانے کا ذکر۔ (سورہ توبہ)

(۳۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر۔ (عمران، انفال)

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۳۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ وخیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۳۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک رہنے کا ذکر۔ (سورہ بقرہ، بنی اسرائیل، یونس، وغیرہا)

(۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر۔ (سورہ قمر)

(۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عنصری کے ساتھ مکہ معظمہ سے فوق السموات تک تشریف لے جانے کا ذکر۔ (سورہ بنی اسرائیل، نجم)

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات دکھلانے کا ذکر۔ (عمران، قمر)

(۴۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کا ذکر۔ (سورہ آل عمران)

(۴۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مباہلہ اور معجزہ کا ذکر۔ (سورہ بقرہ، جمعہ)

(۴۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل سے بچنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ مائدہ)

(۴۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لا سکے گا کا ذکر (سورہ بقرہ)

(۴۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ روم)

(۴۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ فتح، توبہ)

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لانے کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر۔ (سورہ نور)

(۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیش گوئی کا ذکر۔ (انبیاء)

(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہان پر غالب آنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف)

فصل دوم:

وہ آیات جن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف میں جو حالات بیان کرنے کی تصدیق قرآن شریف میں فرمائی ہے.............................

بعض دیگر انبیاء علیہم السلام لے حوکر مولد کرنے کے واسطے بھی حکم فرمایا ہے۔ ہوتی ہے۔اس طرح پر:۔

(۱) واذکر فی الکتاب مریم۔

(۲) واذکر فی الکتاب ادریس۔

(۳) واذکر فی الکتاب موسیٰ۔

(۴) واذکر فی الکتب اسمٰعیل۔

(۵) واذکر عبدنا داوٗد ذاالاید۔

(۶) واذکر عبادنا ابراھیم و اسحٰق و یعقوب۔

(۷) واذکر اسمٰعیل والیسع و ذالکفل۔

(۸) واذکرا خاعاد۔

(۹) واذکر عباد اللہ ابراھیم الآیہ۔

(۱۰) یا ذکریا انا تبشرک بغلام ن اسمہ یحطیی وسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔

(۱۱) قال انما انا رسول ربک لا ھب لک غلاماً زکیا الآیہ۔ قال انی عبداللہ اٰتانی الکتب وجعلنی نبیًّا۔

(۱۲) واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم۔ وجاعلوہ من المرسلین انہ ۔ یہ سب آیات مولود شریف انبیاء علیہم السلام میں ہیں۔ اور خاص کر آیات ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ، عیسیٰ، موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ہے گویا اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کے لیے دلیل ہے۔

فصل سوم:

توریت زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود ونصاریٰ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصراً درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں کہ جس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور ان کے معجزات کا تذکرہ اس میں نہ ہو یہ دوسری بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہوگیا۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل ہنود کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے۔ جیسے کہ ذیل کی چند عبارات سے پایا جاتا ہے۔

توریت مروّجہ موجودہ سے ثبوت

جو پرانے عہد نامہ سے موسوم ہے

(۱) کتاب پیدائش۔ باب ۱۷، درس ۲۰ اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بڑھاؤں گا۔

(۲) ایضاً۔ باب ۲۱، درس ۱۷، تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی آواز سنی۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا: کہ اے ہاجرہ! تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی (۱۸) اٹھ اور لڑکے کو اٹھا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔

(۳) کتاب استثناء، باب ۱۸، درس ۱۵، (اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے) (۱۵) خداوند خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھرلو۔ (۱۶) اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ (۱۷) اور میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔ (۱۸) اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا۔ نہ سنے گا۔ میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (۱۹) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

توضیح: اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ اور یہود حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر دراصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے۔ بوجوہات ذیل:۔

وجہ اول: تمام اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی یقیناً اور بلاشبہ انتظار تھی۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اس طرح پر لکھا ہے:

(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلم سے کاہنوں اور لادیوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں۔ (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے۔ کیا تو ایاس ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ (۲۲) تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے؟ تا کہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا۔ کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ (۲۳) اس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کے راہ کو درست کرو۔ (۲۴) مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور انہوں نے اس سے سوال کیا۔ اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے، نہ الیاس ہے، اور نہ وہ نبی ہے پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ نبی لکھا ہے۔ حاشیہ پر کتاب استثناء کے باب ۱۵/۱۸ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیرے ہی درمیان ہے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ الخ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس نبی کی انتظار تھی وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

وجہ دوم: اس بشارت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند نبی برپا کروں گا۔ یہ ظاہر وباہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ یہ دونوں نبی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور کتاب تورات کی کتاب استثناء کے باب درس ۱۰ میں لکھا ہے کہ "اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حسب ذیل مطابقت نہیں

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ خدا کے بیٹے تھے۔ اور خدا بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔ بزعم نصاریٰ۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی ونکاح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بحکم خدا اٹھائے گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور نکاح کریں گے۔ اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کے راعی تھے۔ اور بکریاں آپ نے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا نہیں کر سکتے۔

پس یہ تمام مماثلتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من کل الوجوہ ثابت ہیں۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال وحرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھلائی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور روم کی قید سے نکال کر موحّد بنا دیا۔ اور مہذب اور شائستہ

کر دیا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی تھے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کفار کے ساتھ جہاد کیئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کیئے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر امر میں پوری پوری مماثلت دونوں اولوالعزم پیغمبران علیہما السلام میں پائی جاتی ہے اور کسی نبی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اس لیے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے: **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا**۔ یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمہاری طرف اے مسلمانو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے اور ایسا ہی فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

نکتہ: ایک سرّ اس میں مطابقت کا یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اول میم ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی میم ہی ہے۔ جس کے اعداد جمل چالیس (۴۰) ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رہے تھے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اول بھی میم ہی ہے۔

وجہ سوم: اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور ان کے بھائی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں جن کی اولاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے برکت کا دیا جانا تورات کی کتاب پیدائش سے نقل ہو چکا ہے۔

وجہ چہارم: اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ یعنی تورات اور انجیل وزبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ ان کے روبرو کلام پڑھ کر ان کے منہ میں ڈالے گا۔ اور وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الٰہی سن کر یاد کرے گا اور لوگوں کو اپنے منہ سے پڑھ کر سنائے گا۔ پس یہ بات بھی اور کسی نبی میں پائی نہیں گئی۔

وجہ پنجم: اس نبی کے لیے اعزاز واکرام کی بھی سختی سے بشارت دی گئی ہے کہ جو شخص اس نبی کی بات کو نہ مانے گا میں اسے سزا دوں گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سزا خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں کیونکہ اس میں کسی نبی کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا۔ بلکہ اس سزا سے سزا دینا مراد ہے کہ اس نبی کے منکر اور نافرمان کو جہاد اور قتال سے زیر کروں گا۔ اور ذلیل بنا دوں گا۔ سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں۔ پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھی جو پوری ہوئی۔

وجہ ششم: اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ نبی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہے گا تو قتل کیا جائے گا اور یہ ظاہر ہے کہ

ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ روز افزوں شان وشوکت زیادہ ہوتی گئی۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں لیکن نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کیئے گئے۔ یہ بات ان کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے واضح طور پر ثابت ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۴) توراۃ، کتاب استثناء، باب ۳۳، درس ۲، اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار (۱۰۰۰۰) قدوسیوں کے ساتھ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی۔ بلفظہ۔

توضیح: پہاڑ سینا وہ پہاڑ ہے جس کو کوہ طور کہتے ہیں۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب توراۃ عطا ہوئی۔ اور کوہ ساعیر وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور فاران پہاڑ مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ یا کوہ حرا جہاں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ قرآن شریف کا نزول شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنی صحابہ کرام ان کے ساتھ تھے۔ اور آتشی شریعت احکام سزا سخت۔ مشرکوں، منافقوں، رہزنوں، حرامکاروں، شراب خوروں وغیرہم کے لیے۔ اور تلوار ان کے پاس تھی۔ اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں پہاڑ نہیں ہے تو ازالہ شبہ کے لیے توراۃ کی عبارت لکھ دی جاتی ہے۔ توراۃ کتاب پیدائش، باب ۲۱، درس ۲۰، ۲۱، (۲۰) خدا اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہوگیا۔ (۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظہ۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے پہاڑ میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران پہاڑ ہے۔ جہاں وہ تیر اندازی کرتے تھے۔ وہی تیر اندازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی۔

کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت

زبور ۴۵، حضرت داود علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس طرح پر ہے:

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بتائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔

(۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے۔ اسی لیے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔

(۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔

(۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔ اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ اور تیرا

داہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھائے گا۔

(۵) تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

(۶) تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

(۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔

(۸) تیرے سارے لباس سے مرادعود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے دو محلوں کے درمیان انہوں نے تجھ کو خوش کیا ہے۔ (۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔ (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔ (۱۷) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ تیری ستائش کریں گے۔ بلفظہ۔ توضیح: تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ حضرت داود علیہ السلام ایک ایسے نبی کی بشارت دیتے ہیں جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہوگا۔ پس یہود کے نزدیک تو اب تک کوئی نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان صفات سے ظاہر نہیں ہوا۔ اور نصاریٰ کے نزدیک اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اہلِ اسلام کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور حق اور صحیح یہی ہے کہ یہ بشارت واقعی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ کیونکہ جو اوصاف اس بشارت میں درج ہیں وہ سب کے سب ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ وہ اوصاف یہ ہیں:

(۱) اس نبی کا حسین ہونا،

(۲) قوی ہونا، یا پہلوان ہونا،

(۳) افضل البشر ہونا۔

(۴) فصیح ہونا۔

(۵) مبارک زمانہ ہونا۔

(۶) شمشیر بند ہونا۔

(۷) تیر انداز ہونا۔

(۸) خلق کا آپ کے تابع ہونا۔

(۹) ان کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا۔

(۱۰) بادشاہوں کی بیٹیوں کا ان کے گھرانے میں آنا۔

(۱۱) اس کی اولاد کا بجائے اپنے باپ کے رئیس یا حاکم ہونا۔

(۱۲) ہر جگہ اس کی ستائش کا ذکر ہونا۔

(۱۳) ساری پشتوں یعنی تمام لوگوں کو اس کا نام یاد دلانا۔

(۱۴) ابدالآباد اس کا ذکر جاری رہنا۔ ان تمام اوصاف کی تطبیق اس طرح پر ہے کہ یہ تمام امور مولود شریف میں موجود ہیں۔ اور یوں ہے:

(۱) حسین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے اور جب ہنستے تھے تو دیوار تک آپ کے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح منقول ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ نام پہلوان طاقت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھ کو کشتی میں مغلوب کر دو گے تو میں جان لوں گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو دو دفعہ پچھاڑا۔

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہونا دلیل ہے۔

(۴) فصاحت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اظہر من الشّمس و بین من الامس ہے۔

(۵) تلوار باندھنا۔ اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے۔

(۶) مبارک ہونا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنج وقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف **اللھم بارك علٰى محمد صلى الله عليه و آلہٖ وسلم** کثرت سے پڑھتے ہیں۔

(۷) تیراندازی تو کل بنی اسمٰعیل علیہ السلام کا شیوہ ہے۔ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے۔

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہو گئی تھی۔ چنانچہ گروہ کے گروہ آ کر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون فى دين الله افواجا** ۔ لوگ کثرت سے فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب کبھی حضور کو مسجد یا گھر نہ پاتے۔ تو ان کے کپڑوں کی خوشبو سے پتا لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کر کے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا کئی پشت تک اس کی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سب کچھ کتب اسلامیہ میں درج ہے۔

(۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریات کی خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزوجرو کسریٰ فارس کی بیٹی حضرت شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی۔

(۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے۔ اور بعد ان کے ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو ان کی اولاد سے ہوں گے تمام روئے زمین کے قرب قیامت کو بادشاہ ہوں گے۔

(۱۲) ہر جگہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر تمام ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں، اقامت میں۔ التحیات میں۔ خطبہ میں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی برابر ہے۔

(۱۳) ابدالآباد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ اور محافل موالید شریف تمام دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گی اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتشام سے ہوتا رہے گا۔ اور داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی۔ اور منکرین جلتے سلگتے بھنتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی کتاب زبور میں من کل الوجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ **الحمد لله**۔

انجیل مروّجہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۳۔ درس

(۱) ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والا یہود کے بیابان میں ظاہر ہو کر منادی کرنے لگا۔

(۲) اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔ ایضاً۔ باب ۴، درس (۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا۔ تب جلیل کو چلا گیا۔

(۱۷) اسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا ادب وشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا۔ ایضاً باب ۱۰، درس

(۶) بلکہ پہلے بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ۔

(۷) اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ ایضاً باب ۲۱، درس (۴۲) یسوع نے انہیں کہا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا۔ وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دی جائے گی (۴۴) جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گی پر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ انجیل

مرقس باب اول۔ درس (۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آ کر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی۔
(۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔

توضیح: ان تمام حوالہ جات اناجیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت کی بشارت ہے کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرے بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت و رسالت ہے۔ جس کی منادی یوحنا پیغمبر اور مسیح علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت وسلطنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے جو ان کے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدیین وصحابہ وتابعین وتبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زمانہ حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دی گئیں۔ ان کو غلام بنایا گیا۔ اُن کے مال واسباب کو ضبط کیا گیا۔ خدائی خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں پھر ان کے توبہ کرنے سے حسب قانون آسمانی معافی دی گئی۔ قزاقوں کو سزائیں ملیں۔ ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں۔ زناکاروں کو رجم کیا گیا۔ اور خزانہ الٰہی بیت المال سے خدا کے مسکینوں بے کسوں یتیموں اور عاجزوں کی دستگیری کی گئی۔ یہ ہے آسمانی بادشاہت۔ جو میوہ لانے والی قوم کو دی گئی۔ جو قوم عرب ہے۔ اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال دینا اور آخر کو کونے کا سرا ہونا اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہونا۔ اور پتھر کا یہ وصف کہ جس پر گرے اسے چور چور کر ڈالے یہ خاص اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔ کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خوار تھی۔ علوم وفنون کا ان میں نام ونشان نہ تھا۔ یہود ونصاریٰ بسبب اپنے علم وہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل وحقیر جانتے تھے اور عرب میں ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسند تھے۔ کیونکہ نہ ان کے پاس مال واسباب دنیوی موجود تھا اور نہ کبھی ان کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے گویا وہ ناپسند پتھر کی مانند تھے۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ کا تمام جہان کے لیے رسول ہونا عجیب تھا۔ (یہ لفظ توریت کی کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۹، درس ۶ میں اس طرح آیا ہے):-

''یسعیاہ نبی باب ۹، درس

(۶) ہمارے لیے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب شیر خدائے قادر۔ بلفظہٖ۔

ہاں پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا۔ یعنی خاتم النبیین۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی مثال ہے کہ تمام محل خوب بنایا گیا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ وہ اینٹ میں ہوں۔ اور مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر جو کوئی آپ پر گرا وہ چور ہوگیا۔ بدر کے جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر گرے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چورا چورا کر دیا۔ علیٰ ہذا القیاس جس پر آپ گرے اس کو بھی چورا کر ڈالا فتح مکہ میں اہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو انہوں نے چورا کر دیا۔

پس یہ بشارت تھی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی۔ اور کسی کے لیے نہیں۔

انجیل یوحنا: باب اول، درس

(۶) ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جس کا نام یوحنا تھا۔

(۷) یہ گواہی کے لیے آیا کہ نور پر گواہی دے۔ تاکہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں۔

(۸) وہ نور نہ تھا۔ پُر نور پر گواہی دینے آیا تھا۔

(۹) حقیقی نور وہ جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ (۱۹) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے۔ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ (۲۲) تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے۔ تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جواب دیں۔ (۲۵) اور انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیوں بپتسمہ دیا ہے۔ ایضاً باب ۳، درس (۲۷) تم خود میرے گواہ ہو کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں۔ ایضاً باب ۷، (۳۳) اس وقت یسوع نے انہیں کہا ابھی تھوڑی دیر تک میں تمہارے ساتھ ہوں اور آس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈو گے۔ اور نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکو گے۔ ایضاً باب ۱۴، درس (۱۵) اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلائے گا۔ (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ۔ (۳۰) بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ ایضاً باب ۱۵ (۲۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لیے گواہی دے گا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دو گے۔ کیونکہ تم میرے ساتھ ہو۔ ایضاً باب ۱۶

(۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلیم دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا۔

(۸) اور وہ آ کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔

(۹) گناہ سے اس لیے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔

(۱۱) عدالت سے اس لیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔

(۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔

(۱۳) لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سنے گی سو کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔

(۱۴) وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی۔

(۱۵) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی۔ اور تمہیں دکھائے گی۔ بلفظہٖ۔ توضیح: اس انجیل یوحنا سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص طور پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے۔ اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی۔ مگر تاہم یہ عبارات انجیل یوحنا کی واضح طور پر شہادت دے رہی ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں اور نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لقد جاء کم من اللہ نور فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ابتدائی انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اس میں پورے طور پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دی گئی تھی۔ مگر روز بروز کی تحریف کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھایا کہ وہ سب کچھ نکال دیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا۔ وہ بھی صاف ہے کیونکہ پہلے ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء میں جو ترجمہ عربی اس انجیل یوحنا کا باب ۱۴، ۱۵، بمقام لندن کیا گیا تھا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا اگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو یاد رکھو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دے گا۔ جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ جو ۱۸۵۱ء میں باپستت مشن میں چھپا ہے۔ اس میں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے۔ بصیغۂ مؤنث۔ اور اس کے بعد جو بائبل کا ترجمہ ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے (جو میرے پاس موجود ہے) اس میں دوسرا تسلی دینے والا لکھا ہے۔ بصیغہ مذکر۔ اسی طرح تحریفات کا بازار گرم ہے۔ لیکن لندن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا۔ اس میں لفظ فارفنط فارقلیط صاف درج ہے۔ مثلاً (الف) میری وصیتیں سنو۔ (ب) میں باپ سے مانگتا ہوں وہ تمہیں فارقلیط دے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (ج) فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور تم کو یاد دلائے گا۔ (د) اور اب میں نے تم کو اس کے آنے سے پہلے خبر کر دی تاکہ جب آئے تب تم اس پر ایمان لاؤ۔ (ہ) اس کے بعد میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ (و) پھر جب کہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا وہ میرے لیے گواہی دے گا۔ وہ (ز) میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاؤں گا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ وہ آن کر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دے گا۔ گناہ پر اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ (ح) لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو تمہیں راہ حق بتائے گا۔ اور تم کو آئندہ کی خبریں بتائے گا۔ (علم غیب، (ط) وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ اس لیے کہ وہ میری

چیزیں پا کر تمہیں خبر کرے گا۔ (وغیرہ وغیرہ) میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اہل کتاب سلف سے خلف تک تحریف کتب آسمانی کی کرتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے۔ پس سب سے پہلے جو انجیل عبری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اس میں خاص اور صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) درج تھا۔ اور اس کا ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوطوس کیا۔ جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہیں اور پھر یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا تو اس کا معرب فارقلیط بنایا گیا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے لفظ فارقلیط کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھ کر کلکتہ میں ۱۲۶۸ ہجری میں شائع کیا اس میں وہ اس طرح پر لکھتے ہیں:۔ ”یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے۔ پس اگر اس کی اصل پاراکلی طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں۔ اور اگر کہیں اصل پیرکلوطوس ہے تو اس کے معنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے قریب ہیں۔ پس جس عالم اہل السلام نے اس بشارت سے استدلال کیا ہے۔ تو وہ اصل پیرکلوطوس سمجھا کیونکہ اس کے معنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہیں۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خبر دی لیکن اصل پاراکلی طوس ہے (بلفظ کتاب عقائد السلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی) اس کے بعد مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اصل لفظ پیرکلوطوس ہی ہے۔ اور یونانی میں بہت تشابہ ہے۔ اس کو پاراکلی طوس غلطی سے پڑھ لیا اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے تو ہم پہلے ان کے اکابرین کی تحریف وتبدیل ثابت کر چکے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ پیرکلوطوس کا پاراکلی طوس بنا لیا اس میں کچھ زیادہ فرق نہیں اگر پاراکلی طوس کو بھی رہنے دیا جائے۔ تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کیونکہ معین اور وکیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ تک اہل کتاب اور دیگر لوگ فارقلیط کے تشریف لانے کے منتظر تھے اسی واسطے بعض لوگوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ اور بعض نے ان کو مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منتس مسیحی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں وہ فارقلیط نبی ہوں جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی لوگ اس پر ایمان لائے اس کے تابع ہو گئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے متبعین کا حال لکھا ہے۔ اور یہ کتاب ۱۸۴۸ء میں چھپی۔ اور لب التواریخ کا مصنف بھی جو عیسائی ہے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے اسی وجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال سن کر ایمان لایا۔ اور کہا کہ بلاشک یہ وہی نبی ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی تورات وانجیل کا پورا واقف تھا اسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ اور بہت سے ہدایا آپ کے حضور میں روانہ کیئے اور یہ بادشاہ توریت وانجیل کا بڑا عالم تھا۔ اسی طرح جارود بن العلا جو اپنی قوم نصاریٰ میں بڑا عالم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح ہرقل شاہ روم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اقرار کیا۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سے

ذی شوکت نصاریٰ کے عالموں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کوئی شوکت ظاہری نہ نہیں ہوئی تھی۔ پس اندرین حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے تورات وانجیل وزبور سے ثابت ہے کہ پہلے نور کے آنے کی خبر دی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں: لقد جاء کم من اللہ نور سے دی ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ جس کی بابت انجیل یوحنا سے درج ہو چکا ہے کہ نور پر سب ایمان لائیں۔ اور دوسری بشارت فارقلیط احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے دی گئی تھی۔ اس کی تصدیق قرآن شریف سے یوں ہوتی ہے: واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التورته و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمه احمد فلما جاء هم بالبینت قالوا هذا سحر مبین ۵ (سورہ صف) یعنی جب کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات میرے پاس ہے اور خوشخبری سناتا ہوں۔ تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ آ گیا۔ معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادوگر ہے۔ دیکھیے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل یوحنا میں ظاہر ہے۔ جس کی اصل یونانی زبان میں پیرکلوطوس ہے اور معرب فارقلیط ہے۔ اور اب تحریفاً اس کا ترجمہ تسلی دینے والا کیا گیا۔ خیر مضائقہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ غرضیکہ ان تمام تحریرات و دستاویزات تورات، انجیل، زبور محرفہ موجود میں واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے۔ اب میں اصلی انجیل غیر محرف سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں۔

اصلی اور صحیح غیر محرف انجیل برنباس حواری کی کتاب

سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل برنباس اصلی وصحیح تحریف اہل کتاب سے محفوظ ہے جس کا ذکر تذکرہ تورات وانجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ پاپا جلاسیوس کے حکم سے ۴۹۲ء عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ اس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے اسی (۸۰) سال پیشتر کا زمانہ ہے۔ ایطالی و یونانی زبان سے اس کا ترجمہ عربی میں ہوا اور اب ۱۹۰۹ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کے مطبع وطن لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس کا مختصراً اقتباس اس طرح ہے:

(۱) بارہویں فصل۔ آیت ۷، پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۔ اا

حاشیہ۱: نہ آسکو گے، یعنی آسمان پر۔

کے حاشیہ میں ہے عربی: خلق اللہ کل المخلوق برحمته و خیره ذکر فی الزبور اول خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و اولیاء نور منه نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظہ۔

(۲) پینتیسویں فصل۔ آیت ۸، اور رسول اللہ کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی۔

(۳) چھتیسویں فصل۔ آیت ۶۔ لیکن انسان بحالیکہ تحقیق تمام انبیاء بجز اس رسول اللہ کے آ چکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئے گا۔ کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۵۵۔ (۴۴) انتالیسویں فصل۔ آیات ۱۴۔۱۱۔ پس جب کہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی۔ جس کی عبارت تھی: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ کھولا۔ اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ۔ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں۔ محمد رسول اللہ۔ (۱۷) تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم۔ (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے۔ جس کو میں نے پیدا کیا۔ (۱۹) اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔ (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ (۲۱) یہ وہ شے ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ (۲۳) پس آدم نے بمنت یہ کہا کہ اے پروردگار! یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الہ الا اللہ۔ (۲۶) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ۔ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کی پدری محبت کے ساتھ بوسہ[1] دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔ بلفظہ صفحہ ۶۰-۶۱۔

(۵) اکتالیسویں فصل۔ آیت ۳۰، پس جب کہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی تو اس نے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب وہ اس وقت رویا۔ اور کہا اے بیٹے کاش اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آئے اور ہم کو اس کم بختی و مصیبت سے چھڑائے۔ بلفظہ صفحہ ۶۴-۶۵۔

(۶) بیالیسویں فصل۔ آیات (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام)۔ (۱۵) کیونکہ میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ کے جوتے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جس کو تم مسیحا کہتے ہو۔ (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئے گا۔ اور اس کے دین کو کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظہ صفحہ ۶۶۔

(۷) تینتالیسویں فصل۔ آیات

حاشیہ۱: بوسہ دیا بہ تقبیل ایہام میں سنت آدم علیہ السلام کی ہے۔ جو مسلمان لوگ ادا کرتے ہیں۔

(۹) اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا۔ سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی وہ رسول جس کے سبب سے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔

(۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لیے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر لاتا ہے۔

(۱۴) اور اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے۔

(۱۵) لیکن رسول اللہ، جب آئے گا اللہ اس کو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتری کی مانند ہے۔

(۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لیے خلاص اور رحمت لائے گا۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹا دے گا کہ شیطان ذلیل وخوار ہوگا۔ الخ بلفظہٖ صفحہ ۶۸۔

(۸) بچپنویں فصل۔ اس فصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔ بوجہ خوف طناب ترک کیا گیا۔ دیکھو صفحہ ۸۵ تا ۸۷۔

(۹) بہترویں فصل آیات (۱۲) تب اس وقت اندراس نے کہا اے معلم ہمارے لیے کوئی نشان بتا۔ تا کہ ہم اس رسول کو پہچانیں۔

(۱۳) تب یسوع نے اب دبا بے شک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئے گا۔ بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے جس وقت کہ میری انجیل باطل کردی جائے گی۔ اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائیں گے۔

(۱۴) اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا۔ پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اس وقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا۔

(۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کردے گا۔

(۱۶) اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا۔ اور اللہ کی بڑائی[۱] کی جائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔

(۱۷) اور عنقریب وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا۔ جو کہتے ہیں[۲] کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔

(۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کے لیے لوریاں دے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دونوں ہتھیلیوں[۳] سے پکڑے گا۔

(۱۹) پس چاہیئے کہ دنیا اس کے انکار کرنے سے ڈرے۔ الخ صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰۔

حاشیہ۱: اذان میں۔
حاشیہ۲: یعنی عیسائی۔

(۱۰) بیاسویں فصل آیات (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک ایماندار سامری عورت سے)

(۹) عورت نے جواب دیا تحقیق ہم مسیحا کے منتظر ہیں پس جب وہ آئے گا ہمیں تعلیم دے گا۔

(۱۰) یسوع نے جواب میں کہا۔ اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ مسیحا ضرور آئے گا؟

(۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے سید۔

(۱۲) اس وقت یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا: اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے۔

(۱۳) پس تو اب معلوم رکھ کر تحقیق مسیحا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔

(۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیحا کی آمد کو جانے

(۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیحا ہے اے سید۔

(۱۶) یسوع نے جواب دیا حق یہ ہے کہ میں ہی بنی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیحا اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا تمام دنیا کے لیے آئے گا۔ وہ مسیحا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے۔

(۱۸) اور اس وقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائے گا۔ اور رحمت[۱] حاصل کی جائے گی کہ جوبلی کا سال جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے مسیحا اس کو ہر سال ہر ایک جگہ میں بنا دے گا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۲۳۔

دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوبلی۔ یعنی مولود شریف ہر سال ہوا کرے گا۔ ان کی پیش گوئی کیسی پوری ہو رہی ہے۔ منکرین خسران میں ہیں۔

(۱۱) تراسی فصل۔ آیات

(۲۴) اور آدمی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے۔

(۲۵) تب یسوع نے ان سے کہا یہی رات مسیحا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جوبلی ہوگی۔ جو اس وقت ہر سو برس پر آتی ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۲۵۔ یہ دوبارہ پیش گوئی جوبلی (مولود شریف) کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔ جوبلی انگریزی لفظ ہے اس کے معنی خوشی کا جلسہ ہے جو بادشاہوں کے لیے سو یا پچاس سال بعد کیا جایا کرتا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی ہے کہ ان کی جوبلی جشن یعنی مولود شریف ہر سال نہایت احتشام واہتمام کرام سے ہوا کرے گا۔ اس لیے سب سے اول بھی ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اس کو شروع کیا پھر اس کے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت اور انبساط ومسرّت کو شریعت کے مطابق جاری رکھا۔ اور قیامت تک جاری رہے گا اور خاص کر مقام مولد شریف مکہ معظمہ پر ہر

حاشیہ۱: رحمت۔ الخ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔ قرآنی آیت ہے۔۱۲

سال یہ مولود شریف ہوتا ہے۔ جہاں شریف مکہ مع علماء حرم حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوشی وخرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہاں بڑے جلا کریں۔ دشمن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہوئے۔

ان تمام تحریراتِ تورات وزبور وانجیل کی تصدیق

قرآن شریف واحادیث سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدو نه مکتوبا عندهم فی التورٰنه والانجیل ۔الآیہ (سورہ اعراف) یعنی وہ (اہل کتاب یہود ونصاریٰ) لوگ جو تابعداری کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی تورات اور انجیل میں۔ یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام وحلیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں تورات وانجیل میں پاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ ان کے حالات پڑھتے ہیں۔ جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح فرماتے ہیں۔

حدیث شریف: قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینة ساخبرکم باوّل امری دعوة ابراهیم و تبارة عیسی و رویا امی التی رات حین وضعتنی وقدخرج لها نورًا اضاع لها منه قصور الشام رواه احمد والبزاز و طبرانی والحاکم و البیهقی وابن حبان ذکره القسطلانی فی مواهب اللدنیة ۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے پاس (لوح محفوظ وتورات وانجیل ہیں) خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (گارہ) میں تھے۔ سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ (سورہ بقرہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (سورہ صف) اور میں اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جو انہوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان میں ایک نور روشن ہوا۔ جس سے محلات شام کے نظر آئے تھے (روایت کیا اس کو احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب (للدنیہ) میں اس کے علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ لکھی جائیں گی۔

فصل چہارم:

احادیث شریف سے مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اس قدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب مبسوط تیار ہو۔ بخوف اطناب مختصراً لکھی

جائیں گی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو اپنا ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا۔ یا کرنے کا حکم دیا یا خلفاء راشدین وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل بدعتِ سیہ کا کام کرتے ہیں اور قیام تعظیمی کر کے مشرک بنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی دلیل بدعت سیۂ ہونے کی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بدعت کیا ہے۔ اور باتیں تو جانے دو اس وقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لو جس کو تمام دنیا اور وہابی لوگ پڑھ رہے ہیں اس ہیئت کذائیہ سے دفتین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنؤ کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے یہ قرآن شریف نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور نہ تابعین اور نہ تبع التابعین۔ خیر القرون میں تھا تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعتِ سیہ ہو گیا۔ ذرا ہوش کر۔

اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم۔ مؤلفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا المکرّم شیخ الدلائل مولوی محمد عبدالخالق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی میں سے لکھی جائیں گی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر ومرشد جماعت دیوبندیہ کے ۱۳۰۷ ہجری کو دہلی میں طبع ہوئی) میں نے حضرت شیخ الدلائل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے عالم فقیہ ومحدث اور متقی پرہیز گار سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب ارشاد کامل بزرگ مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں عمر قریباً ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ پُر نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظّمہ میں حاضر ہوتے ہیں ان سے اسناد واجازت وظائف دلائل الخیرات، حزب البحر، حزب الاعظم وغیرہ کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف بھی ۱۳۳۲ ہجری کو جب مکہ معظّمہ میں حاضر ہوا اور ۲۷ ذیعقد ۱۳۳۲ھ بروز یکشنبہ اجازت وسند تحریری وظائف دلائل الخیرات حزب البحر، حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اس کا اظہار بصورت ریا نہیں بلکہ عطا نعمت کا اظہار بموجب حکم خداوندی۔ واما بنعمة ربك فحدث ہے۔ دوم یہ کہ وہابیہ وظائف دلائل الخیرات کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات وسندات کو بوجہ طوالت درج نہیں کیا جاتا۔ احادیث کے شروع کرنے سے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض وہابی لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا۔ تو یہ بدعتی لوگ میلاد میلاد پکارتے پھرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت، شرک وکفر کا ایسا وظیفہ ہے کہ دم پاس انفاس کی طرح دور ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ نمازوں میں بھی اس وظیفہ کا ذکر رہتا ہے۔

لیجئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولود کا دکھلاتا ہوں تا کہ آپ کی حدیث دانی بھی معلوم ہو جائے۔

(۱) جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں خاص باب اس طرح پر ہے۔ باب ماجاء نی میلاد النبی صلی الله علیه و آله وسلم ۔اسی باب کے نیچے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ اس طرح پر کہ ولدت انا و رسول الله

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل یعنی میں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اصحاب فیل کا واقع ہوا
اس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انت اکبر ام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکبر منی و انا اقدم منہ فی المیلاد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ
سے بڑے ہیں۔ لیکن پیدائش میں میں مقدم ہوں۔ (الدر المنظم)

(۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے
کہ انہوں نے فرمایا: کان قدوم اصحب الفیل للنصف من المحرم فبین الفیل و بین المولد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس و خمسون لیلۃ ۔ یعنی اصحاب الفیل کا آنا نصف محرم کو ہوا پس فاصلہ درمیان اس واقعہ کے
اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچپن (۵۵) رات کا تھا۔ دیکھیئے! کتب احادیث میں لفظ مولد اور میلاد
موجود ہے۔ پھر اس کا انکار بے سود ہے۔

قرآن شریف اور کتب سماوی تورات، زبور، انجیل و احادیث شریف و اجماع سے مولود شریف ثابت ہے۔ قرآن شریف
اور تورات و زبور و اناجیل کی عبارات درج ہو چکی ہیں۔ اب احادیث شریف پیش کی جاتی ہیں۔ اس کا انکار آپ کے امام
المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں کر سکے ان کی تحریر یہ ہے: "جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیر اور حالات اور
ذکر حالات ان ذن میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا۔ بلفظہ فتویٰ رشید احمد صفحہ ۱، سطر ۸۔ چلئے مفتی
جی! اب میں احادیث پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کے شکوک رفع ہوں۔ بخوف اطناب عبارات عربی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا
ہوں تا کہ آپ کی سمجھ میں پورے طور پر آئے۔ یہ سب کچھ کتاب الدر المنظم سے لکھوں گا۔

فصل پنجم

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف: امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوئی۔ اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے
وجود سے لے کر وقتاً فوقتاً علی سبیل الترقی چلی آئی۔ یہاں تک کہ جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی۔ وہ زمانہ سب سے افضل تھا۔
بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ امام مسلم نے واثلہ بن الاسقع سے۔ کہا واثلہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد
میں سے اولاد کنانہ کو اور اولاد کنانہ سے قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو بلفظہ صفحہ ۱۱۔

(۳) حدیث شریف: بیہقی اور طبرانی اور ابو نعیم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تخریج کی ہے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرما کر اس مین سے آدم کو پسند فرمایا۔ اور اولاد آدم سے عرب کو
اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ سو میں نسلاً بعد نسل تمام
خلقت سے بہتر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۔

(۴) حدیث شریف: تخریج کی احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے عرباض بن ساریہ سے کہ تحقیق
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبد اللہ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے
تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور
انبیاء کی مائیں خواب دیکھا گئیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس سے ملک شام کے محل نظر
آنے لگے۔ صفحہ ۱۵

(۵) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خزرجی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کسی نے دوشنبہ کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی
روز اول مجھ پر نزول وحی ہوا۔ یہ روایت مسلم میں ہے۔ صفحہ ۱۶۔ اس کے علاوہ بیس احادیث اسی میلاد مبارک کی اور درج ہیں
جن کو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے لکھی گئی ہیں۔ ماننے
والے کے لیے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کے لیے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی۔

فصل ششم:

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین خود منبر پر تشریف فرما کر میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی دواعۃ سے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کچھ مذمت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفار سے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ علیک السلام ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا۔ اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا۔ پھر دو گروہ گئے۔ سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے۔ اور مجھ کو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا پھر گھرانے گھرانے جدے کیے۔ سو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور ذاتی شرافت بھی عطاء فرمائی ہے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۷۔ (یہ حدیث قیام مولود شریف پر بھی دلیل ہے)۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی دلائل میں بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں اور جس جگہ آدمی فرقے فرقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو افضل فرقہ میں رکھا۔ سو پیدا ہوا میں ماں باپ اپنے سے اور مجھ کو جاہلیت کی بے احتیاطی نے ذرہ بھر بھی نہیں چھوا۔ اور زمانہ آدم سے میرے ماں باپ تک میری پیدائش نکاح سے ہوئی۔ نہ سفاح سے۔ سو میں بہتر ہوں۔ اپنی ذات سے بھی اور باعتبار نسب کے بھی اللہ پاک برتر زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کا علم کامل تر ہے۔ صفحہ ۱۷۔

یہاں علم غیب بھی ظاہر فرمادیا کہ خطبہ میں ۱۹ پشتیں فوراً بیان کردیں۔ اللہ غنی۔

فصل ہفتم

وہ چند احادیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: روایت کیا عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے جو صحابی ہیں اور صحابی کے بیٹے ہیں کہا جابر نے کہ عرض کیا میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ کو آپ کے اوپر نثار کروں یہ تو فرمائیے کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ اے جابر سب سے اول اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ اپنے نور سے (یہاں مواہب اللدنیہ سے نور کی تشریح کی ہے) سو یہ نور قدرت الٰہی سے پھرتا رہا۔ مشیت ایزدی کے مطابق۔ اور اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتہ، زمین و آسمان، سورج و چاند جن وانس کچھ نہ تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کو چار حصہ کیا۔ ایک جزو سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے جزو کے چار حصے کر کے ایک جزو سے حاملان عرش دوسرے سے کرسی تیسرے جزو سے باقی فرشتے بنائے پھر چوتھے جزو کے چار حصے کیئے۔ اول جزو سے تو آسمانوں کو اور دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزو کے چار حصے کیئے اول حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کی بینائی اور دوسرے سے ان کے دلوں میں نور معرفت الٰہی کا بخشا۔ اور تیسرے حصہ سے

ان کی زبانوں کو نور عطا فرمایا کہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے الحدیث۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۸ (یہ حدیث شریف کلہم علم غیب سے پر ہے)۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور طبرانی نے بن اوس سے کہ میں ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کررہے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں۔ آپ نے فرمایا: کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچائے۔ تو انہوں نے یہ قصیدہ پڑھا:

قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں

من قبلها طبت فی الظلال وفی   مستودع حیث یخصف الورق
ثم حبطت البلاد لا بشر   انت ولا مصتغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد   الجم نسرا واهله الغرق
منتقل من صالب الی رحم   اذا مضی عالم بدا طبق
وانت هیا ولدت اشرقت   الارض وضأت بنورك الافق
حتے احتوی بیتك المهیمن من   خندف علیا تحتها النطق
فنحن فی ذلك الفیاو فی النور   وسبیل الرشاد نخترق
وردت نار الخلیل مکتتما   فی صلبه انت کیف یحترق

ترجمہ: (۱) آپ کی پیدائش دنیا سے پیشتر پاک وصاف تھی۔ درختوں کے سایہ اور جنتی مکان میں جب کہ حلے بہشتی اتر جانے سے آدم وحوا اپنے ستر عورت کے لیے پتے لپیٹتے تھے۔

(۲) پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ جامہ بشری میں تھے۔ اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے۔

(۳) بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح (علیہ السلام) کی کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کہ نسر بت کے لگام دیا گیا۔ اور اس کے پوجنے والے غرق ہوگئے۔

(۴) آپ باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرن آپ کو ختم ہوا۔ اور دوسرا شروع ہوا۔

(۵) اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین وآسمان منور ہوگیا۔

(۶) اور آپ کی بزرگی یہاں تک ہے کہ آپ کا شرف حاوی ہوگیا۔ بڑے بڑے عالی نسب والوں کو۔

(۷) سو ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں۔ اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

(۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا۔ پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۵-۲۶۔

(۳) حدیث شریف: امام بخاری نے تخریج کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے واسطے مسجد میں منبر بچھوایا کرتے تھے۔ تاکہ حضرت کی طرف سے اس پر کھڑے ہوکر کفار کی ہجو کا جواب دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی مدد روح القدس سے کراتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۸۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بہت سے آدمی پیشوائی کو گئے۔ جس کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امراء کی پیشوائی تعظیماً وتکریماً کیا کرتے تھے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دنوں میں تشریف لائے تھے۔ علاوہ بریں منافقین کی ایذارسانی کے مشورہ کی خبر پاچکے تھے۔ اور عورتیں بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑی تھی۔ اور پردہ نشیں کوٹھوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئی تھیں کہ وہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ اسلام کا چرچا ان میں پیشتر تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
وجبت الشکر علینا — ما دعا للہ داع
وبعد ھما فیما یروی — ☆☆☆☆☆

ترجمہ: ہمارے اوپر پورا چاند ثنیات (گھاٹیاں) وداع کی طرف سے نکلا اور اوپر اس چاند کے طلوع ہونے کا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ فرمان واجب الاطاعت لائے ہیں۔ صفحہ ۲۹۔

فصل ہشتم

حضرت خلفائے راشدین وعشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصراً

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن وہب سے کہا۔ عیسیٰ نے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اور زید بن عمرو بن فضل وہاں کھڑا تھا۔ سو امیہ بن ابی الصلت نے وہاں آکر زید سے دریافت کیا۔ کہ جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہورہا ہے۔ ہم تم میں سے ہوگا۔ یا فلسطین والوں میں سے زید نے کہا کہ مجھ کو یہ بھی خبر نہیں کہ کسی نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ یہ گفتگو ان دونوں کی سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا۔ اور سب قصہ ان کی گفتگو کا بیان کیا۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے سچ ہے جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے مجھ کو یہ خبر اہل کتاب اور علماء سے تحقیق ہوچکی ہے کہ اہل عرب کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا۔ میں نسب بھی خوب جانتا ہوں اور تیرا نسب عرب میں بڑھ کر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ نبی کیا کہے گا۔ کہا کہ جیسا مشہور ہے۔ وہ ہدایت کی باتیں کہے گا۔ لیکن وہ ظلم نہ کرے گا۔ اور نہ ظلم کیا جائے گا۔ سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کرکے فوراً ایمان لے آیا۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۰-۳۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب سے کہ حضرت ابوبکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اس کا یوں ہے کہ ملک شام میں بحالت تاجری ابوبکر نے ایک خواب دیکھا تھا۔ تو اثناء راہ میں کبیرا راہب سے اس خواب کا ذکر کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ مکہ کا کہا قریشی ہے؟ کہا ہاں پھر کہا کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے۔ تیری ہی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تو زندگانی بھر اس کا وزیر ہوگا۔ اور بعد میں خلیفہ ہوگا سو ابوبکر نے حضرت کے مبعوث ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا: جو خواب تو نے ملک شام میں دیکھی تھی۔ (علم الغیب) یہ سنتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگالیا۔ اور پیشانی چوم لی۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تم اللہ کے رسول ہو۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۱۔

(۳) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمٰن بیاضی سے اور محمد نے اپنے باپ سے اور باپ نے اس کے دادا سے۔ کہا کہ کسی نے ابوبکر سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قریش میں وہ کون سا شخص باقی رہ گیا ہے جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت

نہیں ہو چکی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی۔ پھر اس میں سے یہ آواز آئی کہ جس نبی کا انتظار ہے۔ فلانے سن اور فلانے ماہ میں مبعوث ہوگا تو اس کی تصدیق کر سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۱-۳۲۔

(۴) حدیث شریف: ابونعیم نے تخریج کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گروہ تھا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۲۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ ابوموسیٰ مدافعی نے ذیل میں ابن کلبی سے اس نے عوانہ سے کہا کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمنشینوں سے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید حارثی نے کہا کہ اچھا اور ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس کی تھی کہ آپ کو خبر ہے کہ ماموں بن معاویہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت کی بعثت کی خبر دے کر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ وہی آ کر تم کو ٹھیک کریں گے۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اے کاش میں ان سے ملوں۔ اور ان کی بعثت سے پہلے نہ مر جاؤں۔ طفیل نے کہا کہ پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی۔ اس وقت تھا میں تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کے مبعوث ہونے کا ماموں ذکر کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ دن گزرے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جماعتیں کی جماعتیں مشرف باسلام ہونے لگیں۔ تو اس وقت میں بھی مسلمان ہو گیا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۲۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کے ساتھ سلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں۔ بیان کیجیے۔ کعب نے کہا کہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ابراہیم خلیل (علیہ السلام) کو ایک پتھر ملا تھا۔ جس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اوّل ۱ سطر میں یہ ہے تھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ میں ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ دوسری ۲ سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اس کے لیے جو اس پر ایمان لا کر اس کی اتباع کرے۔ تیسری ۳ سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ جو میرا حکم مانے گا۔ وہی نجات پائے گا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ اور حرم میری ملک ہے۔ اور کعبہ میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں آ جائے گا۔ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۲۔

(۳) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عمر ابن خطاب سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں

بیٹھے تھے کہ یکا یک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قسم ہے لات اور عزے کی میں تجھ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی۔ آپ نے فرمایا: اے گوہ! اس نے نہایت فصاحت کے ساتھ عربی میں کہا: لبيك و سعديك يا رسول الله کہ جس کو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا کہ تو کس کی بندگی کرتی ہے؟ کہا جس کا عرش آسمان پر ہے۔ اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور دریا میں اس کا راستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کرے مراد پائے اور جو آپ کو جھٹلائے برباد ہوئے۔ یہ سنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳۔

(۴) حدیث شریف: تخریج کی ہے حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی اور عتاب الٰہی میں ہوئے تو اس نے یہ کہا کہ میں بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح جانا۔ عرض کیا کہ اے پروردگار! تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایہ پر لکھا ہوا پایا۔ لا الٰه الا الله محمد رسول الله سو میں نے جان لیا۔ تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کہ آدم علیہ السلام تو نے سچ کہا۔ اور جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا تھا۔ جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی۔ راستہ میں ملی اور کہا کہ جو میرا یار آسمان کی خبریں لا دیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا اندر آؤ۔ اور کچھ خبریں سناؤ اس نے کہا اب موقع نہ رہا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا۔ اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ کو واپس آیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ کہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: کتاب احکام ابن القطان میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور محض تھا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۴۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ ایک یہودی کے چند

دینار حضرت کے ذمہ تھے۔ آپ نے اس پر تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس وقت دینے کے لیے کچھ نہیں۔ اس نے کہا میں تم سے بدوں لیے یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا: میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت نے اسی جگہ تشریف رکھی۔ یہاں تک کہ پنجگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیفیت دیکھ کر اس کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت یہودی کا یہ حوصلہ ہے کہ آپ کو روک سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو میرے رب نے ظلم سے منع کیا ہے۔ خواہ معاہدہ ہو یا اور کوئی جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہو گیا۔ اور آدھا مال اسی وقت فی سبیل اللہ دے دیا۔ اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی۔ کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ظہور میں آیا ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں آپ کی اس صفت کی جانچ کرتا تھا۔ جو توراۃ میں آئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے۔ اور ملک اس کا شام اور وہ درشت خو سخت مزاج نہیں۔ اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ اور نہ اس کی خصلت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ اور جو یہ نصف باقی میرا مال ہے۔ یہ بھی آپ کے حکم پر نثار ہے۔ اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۵۔

(۳) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس عمر کا عہد نہ لیا ہو کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے۔ باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ اور باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۵۔

(حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعدازاں ایک خواندہ آدمی کو بلایا تو اس نے اس پر سے یہ عبارت پڑھی: - میرا[1] بندہ سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونے والا اور برگزیدہ وہ ہے جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا۔ جب تک ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کر دے گا۔ اور وہ گواہی دے گا۔ اس امر کی کہ سوا خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور[2] امتی اس کے نہایت تعریف کرتے ہیں۔ ہر ٹیلہ[3] پر اور تہبند[4] ناف پر باندھتے ہیں۔ اور[5]

حاشیہ ۱: میرا بندہ الخ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حاشیہ ۲: اور امتی الخ۔ یعنی مولود شریف میں خوب تعریف کریں گے یہی لوگ امتی ہیں۔

حاشیہ ۳: ہر ٹیلہ پر الخ۔ یعنی اذان کہیں گے منبر یا اونچی جگہ کھڑے ہو کر۔

حاشیہ ۴: تہ بند الخ احناف اہلسنّت و جماعت تہبند ناف پر باندھتے ہیں۔

حاشیہ ۵: ہاتھ پاؤں الخ۔ یعنی وضو کرتے ہیں۔

ہاتھ پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ()۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابی سعد اور بیہقی نے طریق ابراہیم ابن محمد بن طلحہ سے کہا۔ فرمایا: طلحہ بن عبیداللہ نے کہ میں بصرے کے بازار میں جو گیا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ ان دونوں کے آنے والوں میں دریافت کرو کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی ہے۔ میں نے کہا: ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے۔ میں نے کہا: کون احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جو عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اس کا ظہور ہوگا اور وہ ختم الانبیاء ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ اس طرف ہے۔ جہاں کھجور کے درخت اور پتھریلی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اس کی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس کی بات گڑ گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ جس کو امین کہا کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ابوقحافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بصرہ کے راہب کا قصہ بیان کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۶-۳۷۔

(حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی بغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبداللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ سے یہ کہا کہ اے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ (عائشہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں ور ہے کا ہے۔ وہ تو تو جانتا ہے۔ اب اوپر کی قرابت کا حال کا سن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں۔ اور میری ماں حضرت کی پھوپھی اور ان کی ماں آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف دونوں بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۷۔

(حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے، وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا۔ اوّل میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا پھر زمین پر لٹایا۔ حضرت اس وقت چھینکے۔ میں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے۔ پھر میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ یونہی دیر گزری کہ مجھ کو اندھیری چھا گئی اور دل میں

رعب سما گیا اور بدن پر رونگٹا کھڑا ہو گیا تو داہنی طرف سے مجھ کو یہ آواز آئی۔ کسی نے کہا: اس کو کہاں لے گئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی طرف پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ۔ ہاں پھر دوبارہ میری وہی حالت ہو گئی۔ اسی حالت میں میں باہر طرف سے کیا سنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف۔ یہ کیفیت جو گزری تھی میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ دکھائے گی۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ اسی لیے میں نے اسلام میں سبقت کی کہ جماعت سابقین میں داخل ہوئی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۸۔

(حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب مکان بنا رہے تھے۔ مٹی گارے میں سنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً لیلیٰ عدویہ کے پاس ہو کر گزرے۔ اس نے ان سے اپنی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ سو اونٹ دوں گی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤں گا۔ جب گھر میں گئے تو اپنی زوجہ آمنہ سے ملے۔ پھر لیلیٰ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھ کو خواہش ہے جو پیشتر تو نے استدعا کی تھی اس نے کہا اب نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا پہلے جس وقت تو آیا تھا تیری پیشانی میں ایک نور تھا۔ اور اب اس کو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا۔ وہ نور لے کر نہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۹۔

(حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے۔ جب کہ شام میں پہنچے تو ورقہ بن نوفل تو نصرانی ہو گئے اور زید سے یہ بات کہی گئی کہ جس کی تم کو طلب ہے وہ آگے تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ موصل میں پہنچے۔ پس ملاقات ہوئی ان کی وہاں راہب نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ زید نے جواب دیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے۔ یعنی مکہ معظّمہ سے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور کہا اس کی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا جس کو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری ہی زمین میں ظہور کرے گا۔ پس زید چلے کہتے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں بے شک اور بے شبہہ بند دہن کر غلام ہو کر جب بوجھ ڈالے گا۔ مجھ پر اٹھاؤں گا میں پناہ پکڑتا ہوں۔ ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے زید نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤں گا وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس دن سے کہ کھایا ہو آپ نے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے۔ اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ استغفار کریں اس کے لیے۔ آپ نے وعدہ فرمایا وہ اٹھے گا۔ قیامت کو جماعت بن کر۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۰۔

(حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی بیہقی نے اور ابونعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اول ظہور دین کا نبوت اور رحمت ہے اس کے بعد خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت گزند ہوگی اس کے بعد سرکشی اور ظلم اور امت میں فساد ہوگا۔ حلال جانیں گے شرمگاہوں کو اور شرابوں کو اور ریشمی لباس کو اور مدد کیئے جائیں گے۔ اور روزی دیئے جائیں گے۔ ہمیشہ یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ سے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۰-۴۱۔

احادیث و روایات صحیحہ بقیہ صحابہ وام المومنین وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور بیہقی نے طریق ابی عون مولیٰ مسور بن مخرمہ سے اس نے مسور بن مخرمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ کہا عبدالمطلب نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سو اترا میں نزدیک ایک عالم یہود کے پس کہا ایک شخص نے اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کون سے قریش سے؟ میں نے جواب دیا ہاشم۔ اس نے کہا تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو دیکھوں۔ میں نے کہا کچھ مضائقہ ہے بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک نتھنا۔ (سوراخ بینی) کھول کر میرا دیکھا۔ پھر دوسرا دیکھا۔ اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ میں نبوت۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس کو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اور ہم پاتے ہیں اس کو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر۔ میں نے کہا: مجھ کو علم نہیں پھر اس نے کہا تمہاری بیوی ہے میں نے کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جا کر نکاح کرلو۔ پس آئے عبدالمطلب مکہ میں اور نکاح کیا ہالہ بنت واہب بن عبد مناف سے پس جنا انہوں نے حمزہ اور صفیہ کو اور نکاح کیا اپنے بیٹے عبداللہ کا آمنہ بنت وہب سے۔ پس پیدا ہوئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس کہا قریش نے فلاح پائی عبداللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ۔ ۴۱-۴۲۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عباس ابن عبدالمطلب سے کہا پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کیئے ہوئے ناف بریدہ اس امر سے کمال تعجب کیا۔ عبدالمطلب نے اور کمال دوست رکھا آپ کو اور کہا اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۲۔

(۳) حدیث شریف: روایت کیا حافظ ابو بکر عائذ نے ابن عباس سے کہ تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضوان داروغہ جنت نے آپ کے مکان مبارک میں آواز دی۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا۔ مگر آپ کو عطا ہوا سو آپ سب سے بڑھ کر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اس کو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے کس واسطے کہ اس میں راوی کو دخل نہیں ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۳۔

(۴) حدیث شریف: روایت کیا محمد بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت سے جن میں عطا بن ریاح اور ابن عباس ہیں۔ فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب جدا ہوئے مجھ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپ کے ایسا نور جس نے مشرق سے مغرب تک کل کو روشن کر دیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونوں ہاتھ رکھے اس پر۔ اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی۔ اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۳۔

(۵) حدیث شریف: روایت کی امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپ کی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدینہ منورہ میں پیر کے دن۔ اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اس کی جگہ میں پیر کے دن بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۔

(۶) تخریج کی ابونعیم نے ابن عباس سے کہا آپ کے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور چراغ ہیں اہل دنیا کے واسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کاہن کا مگر جاتا رہا اور الٹے ہو گئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہو گئے کہ اس دن کلام کرنے کی ان کو طاقت نہ رہی۔ اور تمام جانور مشرق اور مغرب کے آپس میں مبارکبادیاں دیتے رہے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا اور ہر ماہ میں ایک آواز دی جاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ بڑی برکت والے ہیں اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرانی اور درد اور پیچش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا۔ جو عورتوں کو ان ایام میں ہوا کرتا ہے اور آپ کے والد عبداللہ کا حمل کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یاالٰہی یہ نبی محبوب آپ کا یتیم ہوا۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اس کا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں اور برکت حاصل کرو اس کی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے اور کھولے جائیں دروازے آسمان اور جنت کے۔ اور آمنہ اپنا حال بیان کرتی ہیں کہ جب چھے مہینے گزرے حمل کے ایک آنے والا آیا اور پیر سے اس نے مجھ کو آگاہ کیا اور کہا اے آمنہ تو باردار ہوئی ساتھ خیرالعلمین کے اور جب یہ پیدا ہوں نام پاک ان کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو پکڑا اس امر نے جو عورتوں کو واقع ہوتا ہے اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سنا میں نے ایک دھماکا سخت اور امر عظیم پس ہیبت ہوئی مجھ کو میرے دل پر گویا بازو وجانور سفید کا ملا گیا ہے اس کے اثر سے وہ رعب مجھ سے جاتا رہا۔ پھر دی گئی مجھ کو شربت دودھ سے زیادہ سفید تھی۔ چونکہ میں پیاسی تھی۔ پیا اس کو پس روشن کر دیا مجھ کو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبد مناف کی بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ کو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی انہوں نے کہاں سے جان لیا میرا حال پس انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر ہر لحظہ آواز سخت سنتی تھی۔ اور کھینچا گیا۔ دیبا سفید درمیان آسمان

اور زمین کے گویا خیمہ قائم کیا گیا۔ اور کوئی شخص کہتا ہے۔ چھپاؤ اسے لوگوں کی نظروں سے۔ کہا آمنہ نے دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں اور ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گودی کو گھیر لیا ہے۔ جن کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پس تمام مشرق اور مغرب میرے سامنے تھے۔ اور دیکھا میں نے تین علم قائم کیئے گئے ہیں۔ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر پھر مجھ کو دردزہ شروع ہوئی۔ پس پیدا ہوئے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پس جب پیدا ہوئے مجھ سے سجدہ کیا۔ اور انگلیاں اٹھائیں آسمان کی طرف عجز وزاری کے ساتھ۔ پھر دیکھا میں نے ابر سفید کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپ کو۔ پس غائب کیئے گئے میری نظروں سے اور سنا میں نے آواز دینے والے کو کہ کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں کی تا کہ سب ان کو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک ان کا ماحی ہے یعنی میٹ دیں گے شرک اور کفر کو پھر جلدی لائے گئے میرے سامنے لپٹے ہوئے کپڑے سفید میں اور نیچے آپ کے سبز ریشمی نہالچہ تھا۔ اور آپ قبضہ کیئے ہوئے تھے تین کنجیوں کا کہ موتی تر و تازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کنجیاں نصرت اور مدد کی ہیں آمنہ کہتی ہیں۔ پھر آیا دوسرا ابر جس میں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پرداروں کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تک ڈھک لیا ہے۔ آپ کو پھر غائب ہو گئے میری نظروں سے۔ پھر سنا میں نے کوئی کہتا ہے پھراؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیاء کی پیدائش ہوئی ہے اور پیش کرو ان پر ہر روحانی کو خواہ انسان اور جن ہوں۔ خواہ سباع وطیور ہوں۔ اور دوان کو صفوت آدم علیہ السلام کی۔ اور رقت نوح علیہ السلام کی۔ اور خلعت ابراہیم علیہ السلام کی اور لسان اسمٰعیل علیہ السلام کی۔ اور جمال یوسف علیہ السلام کا۔ اور آواز داؤد علیہ السلام کی۔ اور صبر ایوب علیہ السلام کا۔ اور زہد یحیٰی علیہ السلام کا۔ اور کرم عیسیٰ علیہ السلام کا۔ بلکہ غوطہ دو جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام میں پھر وہ ابر ہٹا۔ پس آپ حریر سبز میں لپٹے ہوئے تھے۔ جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قائل کہتا تھا۔ واہ واہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر۔ اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو کہ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ طشت زمرد کا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا ریشمی سفید رنگ کا۔ پس کھولا۔ اس کو اور اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی۔ جس کے دیکھنے سے ناظرین کو حیرت ہوئی تھی۔ پس غسل دیا آپ کو اس آفتابہ سے سات مرتبہ پھر مہر لگائی۔ دونوں شانوں کے درمیان۔ پھر لپیٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپ کو اپنے بازوؤں میں اور پھر مجھ کو دیا بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۴-۴۵-۴۶۔

(۷) حدیث شریف: تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور حکم کرو امت کو کہ ایمان لائیں ساتھ ان کے پس اگر نہ ہوتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتا میں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو۔ اور البتہ پیدا کیا میں نے عرش کو اوپر پانی کے۔ پس کانپا۔ پس لکھا میں نے اوپر اس کے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس ٹھہر گیا وہ۔ بلفظہٖ صفحہ ۴۶۔

(۸) حدیث شریف: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرر ہے تھے۔ اپنے گھر میں واقعات ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۵۔ یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنے کا حکم بوعدۂ حلت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنے والے سنی، حنفی ومقلدین مسلمان حصول شفاعت کا عمل کرر ہے ہیں اور منکرین بغض وعداوت کر کے مرر ہے ہیں۔ اور شفاعت وشقاوت کے حصول کا عمل کرر ہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا فرمانا حق ہے۔ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر۔

(حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: حضرت دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامر انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم کرر ہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ آج کا دن ہے آج کا دن ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول دیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کرے گا نجات پائے گا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۵۔ یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کرنے والوں کے لیے دروازے رحمت کے کھول رہی ہے اور فرشتے ان کے لیے طلب آمرزش کرر ہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور منکرین کے لیے دروازے زحمت اور نقبت کے واکرر ہے ہیں۔ اور فرشتے عذاب کے ان کے لیے استعذاب کرر ہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا اور دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے پیدا کیا ہے۔ کہ تیری بزرگی اور منزلت جو تیرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۵۹-۶۰۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اور آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پس آپ کو کون سی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام۔ اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے۔ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا۔ تو تجھ سے آسمانوں پر کلام کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو

روح القدس سے پیدا کیا تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور میں نے آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے
لیے تیار کی ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کسی کے لیے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ تو تجھ کو خاتم الانبیا کیا۔
تیرے سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے کوئی پیدا نہیں کیا اور میں نے تجھ کو۔ حوض، شفاعت، ناقہ، عصا،
تاج اور علم حج وعمرہ، ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شئے تیرے لیے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے
پر پھیلا ہوا اور تاج حمد کا تیرے سر پر رکھا ہوگا اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا اور
میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لیے پیدا کیا۔ تا کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں۔ اگر تجھ کو پیدا نہ
کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۰۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی بزار اور ابو یعلےٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ
منورہ کو کسی رستہ سے گزرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے گزرے
ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی
نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۱۔

(حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا انہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے
التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبارہ التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) میرے قریب آئے۔ جب آپ قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری۔ اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں
میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں۔ کہ میں ان کو دودھ پلاؤں اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کرے گی اس
نے کہا اگر میں نہ آؤں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ عذاب کرے جیسا حصول لینے والے ظالم کو کرے گا۔ پس آپ نے کھول دیا اور وہ دودھ
پلا کر جلدی سے آ گئی۔ پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا: آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہرنی دوڑتی تھی۔ اور کہتی تھی
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۷۰-۷۱۔

حضرت فاطمہ بنت عبداللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: تخریج کی بیہقی اور طبرانی اور ابن عبدالبر نے عثمان بن العاص سے انہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے
کہا جب کہ وقت آیا۔ آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آ گئے تھے۔ کہ میں
گمان کرتی تھی کہ میری گود میں آن پڑیں گے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۷۔

(۲) حدیث شریف: کتاب مورد الروی فی مولد النبوی۔ علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا حلیمہ نے آئی میں
مکہ میں ساتھ عورتوں بنی سعد بکر کے بچوں کی تلاش میں کہ دودھ پلائیں قحط کے موسم میں اور میں آئی۔ اپنے مرکب پر سوار ہو کر۔
اور میرے ساتھ ایک اونٹنی بڑھیا دبلی کہ جس کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا۔ اور ایک میرا بچہ تھا۔ کہ ہم تمام رات نہ سوتے تھے بسبب
اس کے کہ دودھ اس کی غذا کے موافق نہ تھا جس سے اس کا پیٹ بھرے۔ اور نہ اونٹنی میں دودھ کہ بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم مکہ
میں آئے۔ جس عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرنے کے واسطے دودھ کے وہ انکار کرتی۔ بسبب یتیم ہونے کے
جب کوئی عورت باقی نہ رہی۔ مگر اس نے بچہ لے لیا اور میں رہ گئی اور میں نے نہ پایا بچہ کوئی سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب کے ساتھ بچے ہوں۔ اور میں خالی جاؤں میں اس یتیم کو
ہی لے آتی ہوں۔ پس میں گئی تو میں نے دیکھا۔ آپ سفید کپڑے صوف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ جو دودھ سے بھی بڑھ کر سفید
تھا۔ اور آپ میں سے خوشبوؤں کی مہک آ رہی تھی۔ اور نیچے سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور آپ چت لیٹے ہوئے آرام فرما
رہے ہیں۔ اور خراٹے لیتے ہیں۔ میں نے جب آپ کا حسن و جمال دیکھا تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بیٹھی رہی۔ تھوڑی
دیر بعد میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور آنکھیں کھول لیں۔ مجھ کو دیکھتی تھی اور آپ کی
آنکھوں سے نور نکلا اور آسمان کو گیا۔ اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور دائیں چھاتی اپنی آپ کو
دی۔ پس قبول فرمایا۔ حضور نے دودھ جس قدر مزاج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھیرا تو آپ نے انکار فرمایا۔ یہ حالت
آپ کی اس وقت تھی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ، نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا کہ تمہارا دودھ شریک
بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرما کر ایک طرف اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دی تھی۔ کہتی ہیں۔ حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہوئے۔ اور
میرا بچہ بھی سیر ہو گیا۔ پس میں آپ کو لے کر اپنے مقام پر آئی۔ میرے خاوند نے قصد کیا۔ دودھ دہنے کا اس اونٹنی سے۔ پس
اس کے تھن دیکھے۔ تو بھرے ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے۔ اور رات بڑی خیر سے گزاری۔ پھر میرے
شوہر نے کہا۔ اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح کو لیا ہے۔ تو نے۔ دیکھتی تھیں۔ جب سے کیا خیر و برکت ہے ہمارے
ہاں اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ خیر اللہ کے حکم سے۔ کہا حلیمہ نے پس رخصت کیا بعض نے بعض کو۔ اور رخصت کیا۔ میں نے ماں نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور میں سوار ہوئی اپنی سواری پر۔ اور لیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے۔ سو دیکھا میں نے سواری کو کہ سجدہ کیا۔ اس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند کیا۔ طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب سے آگے بڑھ گئی اور میرے ہمراہ جو عورتیں تھیں۔ وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں۔ کہ اے بنت ابی ذویب یہ وہی سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں۔ اس کی بڑی شان ہے۔ تو وہ سواری خود کہتی تھی۔ میری شان[1] پھر میری شان مجھ کو اللہ نے بعد مرنے کے جلایا۔ اور بعد دبلا ہونے کے موٹا کیا۔ افسوس تم پر اے عورتو بنی سعد کی۔ تم بڑی غفلت میں ہو۔ تم جانتی ہو۔ کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت خیر النبیین وسید المرسلین وافضل الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم منازل بنی سعد میں اور زمین میں سبزی کا نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ سے پر آتیں۔ اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے چراہوں سے کہا کہ جہاں بنت ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرو۔ پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی آتیں۔ اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری کوکیں پر آتیں۔ پس واسطے اللہ ہی کے ہے خوبی برکت سے کثیر ہوئیں۔ بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں۔ اور موٹی ہوئیں اور ہمیشہ رہیں۔ حلیمہ پہچانتی رہیں۔ خیر اور سعادت کو اور فائز ہوئیں۔ ساتھ حسنی اور زیارت کے البتہ تحقیق پہنچی حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور بزرگی کے۔ بسبب برکت ایک ذات ہاشمی کے بلکہ یہ سعادت کل بنی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵۔

مختصراً چند روایات صحیحہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف میں

(حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: ذکر کیا امام عارف ربانی عبداللہ ابن ابی جمرہ نے اپنی کتاب بہجۃ النفوس میں کہا جب کہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ حکم فرمایا جبرائیل علیہ السلام کو کہ لائیں۔ مٹی قلب زمین اور روشن سے۔ پس اترے جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ فردوس اور رفیع اعلیٰ کے اور ایک مٹھی لی۔ وہاں کی جہاں قبر شریف ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ وہ بہت روشن اور سفید تھی۔ اور گوندھا اس کو اپنی تسنیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے۔ یہاں تک کہ مانند موتی عظیم کے ہوگئی سفید رنگ اور شعاع والی پھر اس کو پھرایا ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور پہاڑوں اور دریاؤں میں۔ پس پہچان لیا۔ ملائکہ اور تمام مخلوقات نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور آپ کے فضل اور بزرگی کو۔ اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا بھی نہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی رائے سے تو کہہ سکتا ہی نہیں۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۶۔

حاشیہ[1]: وہ سواری الخ سواری مرکب کی کلام عورتوں سے۔

(حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم الایۃ کی تفسیر میں امام ابی جعفر اپنے والد علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ کا: من انفسکم سے مراد یہ ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ سفاح سے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۹۔

حضرت امام ابوجعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ہے کہ ہم نے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابوجعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جو باقر کر کے مشہور ہیں پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے۔ حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ جب خدا نے ذریات آدم (علیہ السلام) سے عہد لیا تھا (الست بربکم) کا سوال کیا۔ تو سب سے اول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلےٰ کہا تھا۔ اس لیے مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۰۔

(حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: بقی بن مخلد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا۔ جس وقت کہ ملعون[1] ہوا اور جب آسمان[2] سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور ایک روایت میں جب آپ مبعوث[3] ہوئے اور فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲۔

(حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: اخراج کیا ابن حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ زمین نورانی ہوگئی۔ ابلیس نے کہا کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے کہ ہمارے کام کو فاسد کرے گا۔ اس کے لشکر نے کہا کہ جا کر اس کو مس کر۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کو ایسا دھکیلا کہ عدن میں آن پڑا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲۔

(حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے اور ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے کہا وحی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اشعیاء پیغمبر

علیہ السلام کی طرف کہ میں ایک نبی امی مبعوث کروں گا۔ اور کھولوں گا میں اس کے سبب سے بہرے کان تاکہ حق سنیں بات
سمجھیں۔ اور دلوں کے پردے اور آنکھوں کا اندھاپن۔ پیدائش اس کی مکہ میں ہوگی۔ اور ہجرت اس کی طیبہ میں ہوگی۔ اور اس
کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور وہ میرا متوکل بندہ ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیب مختار ہے۔ برائی کے عوض برائی نہیں کرتا۔ لیکن
معاف کردیتا ہے۔ اور بخش دیتا ہے مومنین پر مہربان ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۶۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے وہب سے حلیہ میں ایک شخص نے بنی اسرائیل میں دوسو برس تک اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی کی۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا۔ لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو وحی کی کہ جاکر اس کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار! بنی اسرائیل نے گواہی دی ہے کہ
اس نے دوسو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا۔ کہ بے شک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ توارت کھول کر پڑھتا
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اس کی نظر پڑتا اس کو چومتا اور اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا۔ اور اس پر درود بھیجتا تھا۔ پس میں
نے اس کے شکریہ اور انعام میں اس کے گناہ معاف کردیئے۔ اور ستر حوروں سے اس کی شادی کردی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۶۔

مختصر اروایات صحیحہ حضرات تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے ذکر مولد شریف

(حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اور ابوبکر و
عمر وعثمان وعلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے عرش کی دہنی جانب نور تھے۔ جب آدم
علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ہم کو ان کی پشت میں ساکن کیا پھر ہمیشہ ہم پاک پشتوں سے منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک نقل کیا مجھ کو
اللہ نے میرے باپ عبداللہ کی پشت میں اور ابوبکر کو ابوقحافہ کی پشت میں۔ اور عمر کو خطاب کی پشت میں۔ اور عثمان کو عفان کی
پشت میں اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر ان کو میری صحابیت کے واسطے برگزیدہ کیا۔ پس ابوبکر کو صدیق بنایا عمر کو فاروق
عثمان کو ذوالنورین۔ اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے وصی آیا ہے۔ پس جس شخص نے میرے اصحاب کو برا
کہا۔ اس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔ اس نے اللہ کو برا کہا۔ اور جس نے اللہ کو برا کہا۔ وہ آگ میں اوندھا گرا۔
بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۱، ۹۲۔

(حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا۔ سنا میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ علم تھے۔ کہ جب حضرت

آمنہ کے وضع حمل (پیدائش) کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دیں۔ اور جنت
کو آراستہ کرکے اس کے دروازے اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم ہو۔ پس وہ زمین پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے۔
سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق گلے میں ڈال کر دریائے اخضر کی تہ میں پھینک دیا اور سرکش شیاطینوں کو
بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اس روز بڑا نوارانی حلہ پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار حوریں ہوا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی
منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں سب لڑکے جنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی تعظیم وتکریم کے واسطے۔ اور تمام دنیا کے درخت بارآور ہوئے۔ خوف ان سے مبدل ہوگیا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے بھر گئی اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور
ایک یاقوت کا بنایا۔ جس سے آسمان روشن ہوگیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر معروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا اور فرشتوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ستون آپ کی ولادت کی
مبارکبادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے ہر دو
جانب ستر ہزار درخت مشک اذفر کے لگائے۔ اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کا نجور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے۔ اللہ کو
ساتھ سلامتی کے اور تمام بت اوندھے گر پڑے۔ مگر لات عزیٰ بھی اپنی جگہ سے نکل گئے۔ اور پکارتے تھے۔ تباہی ہو قریش کی۔
آگیا ان کے پاس امین۔ اور ان کے ہاں صدیق اور نہیں خبر قریش کو ان کے ساتھ کیا ہوگی۔ اور کعبہ کے جوف میں سے چند روز
تک یہ آواز آتی رہی۔ اب میرا نور مجھ میں واپس آ گیا۔ اب میری زیارت کرنے والے آئیں گے۔ اور اب میں زمانہ
جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہوگیا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہوگیا تین یوم تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ اول علامت ہے۔ جو قریش نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۱، ۹۲۔

فصل نہم:

مولود شریف بہ ہیئت کذائیہ مروّجہ کا ثبوت متفرق آیات واحادیث وتفاسیر
واقوال آئمہ دین وعلمائے شرح متین سے

واضح ہو کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ مولود شریف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت باسعادت کا تذکرہ
جو قرآن شریف واحادیث شریف وکتب سماویہ میں ہے۔ ابتداء سے برابر ہوتا رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہیئت
کذائیہ ملتزمہ موقوتہ سے اس وقت محفل مولد مبارک کی جاتی ہے۔ بعینہٖ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ
ہی کوئی ممانعت تھی۔ لیکن یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس ہیئت کذائیہ سے یہ عمل خیر وبرکت ونعمت ورحمت ۶۰۴ ہجری سے بحکم بادشاہ

اولی الامر نہایت تزک واحتشام واہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری ہو کر ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا ہے اور برکت اس سال فجستہ خصال بابرکت کی جس کے اعداد ۶۰۴ ہیں جو کلمات مندرجہ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کے کرنے والوں کے لیے بشارت اور نیک فال ہیں شاباش۔ چشمۂ نور، مستمندی، نمونہ جنت، مفتاح دعا، آرایش انام سعادت دو جہان، عرش بالا، اقرار ایمان''۔ ان سب کے جداگانہ وہی چھے سو چار (۶۰۴) عدد ہیں اور لطف یہ ہیں کہ شاہ نواح اربل جس نے یعنی جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت کو جاری کیا۔ اس کے اعداد جمل بھی وہی چھے سو چار (۶۰۴) ہی ہیں۔ گویا اس محفل کے کرنے والے کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاباش ہے۔ اور یہ مولود شریف چشمۂ نور ہے۔ اور اس کے لیے مستمندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور جو شخص مولود شریف کے بعد دعائے خیر مانگے اس کے لیے مفتاح دعا ہے۔ اور یہ مولود شریف کرنے والے کے لیے سعادت دو جہان ہے۔ اس عمل خیر کا راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا گویا اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلك۔ اب اس وقت یعنی ۱۳۳۷ھ کو سات سو تنتیس سال (۷۳۳) کا عرصہ گزر رہا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیر سے لے کر زمانہ تبع تابعین کے وقت تک یہ عمل خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا ہے جیسے کہ میں نے احادیث شریف بالا سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اس کے بعد محبّین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سلاطین و علماء علیہم الرحمتہ نے سات سو تینتیس سال سے اس صورت میں ترتیب دیکر کرنے کا حکم فرمایا۔ جو بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علماء نے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض کفایہ قرار دیا۔ اور بلا نکیر ہوتا چلا آیا ہے۔

اور علماء حنابلہ نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہیئت مسئلہ کی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب رئیس بڑودہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وہو ہذا:-

(۱) اسی بنا پر یہ عمل خیر (مولود شریف) بہ ہیبت کذائیہ مذہباً مستحسن و مباح بلکہ مسنون قرار دیا گیا ہے۔ اور دنیائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء محققین نے اس کو مستحبات دینیہ اور مستحسنات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صدر اول میں یہی روایتیں کسی قدر سادگی واختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ عہد مسعود میں جس کی بابت فخر صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ارشاد فرمایا تھا۔ مسلمانوں کی ایمانی قوت ان کا مذہبی احساس درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرون محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا۔ تو چنداں قابل لحاظ نہیں۔ مگر اب وہ حالت باقی نہیں۔ بقول شخصے

نہ وہ طاقت نہ طبیعت نہ اثر باتوں میں
ہے زمانہ کی ہوا روز بدلتی جاتی

پس ایسے پرآشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ اور زمانہ کی ہوا روز بروز بدلتی جاتی ہے اور ہر طرف سے ملت بیضا کی روشن مطلع پر دہریت اور لامذہبیت کی تاریک گھٹائیں اُمڈی آ رہی ہیں۔ مادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یوماً فیوماً رجحان بڑھتا جاتا ہے۔ حریف قومیں متفقہ طور پر اسلام کی توہین وتذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی شعائر کو انتہائی شوکت وشان کے ساتھ بدین خیال انجام دے رہا ہے۔ کہ اس کا غیر معمولی تسخیر اثر دیگر ملل وادیان کے سادہ طبائع پر جاگزین ہوئے بغیر نہ رہے۔ یہ بات کچھ کم قرین مصلحت نہیں۔ کہ پیروان اسلام بھی قانون شرع کے اندر رہ کر اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ اپنے مذہبی شعائر وفرائض کو عام اس سے کہ وہ کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں۔ کسی قدر اولوالعزمانہ طرز وانداز پر ادا کریں۔ اور اپنے درجہ اور حیثیت کے مطابق وموافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تا کہ اسلام اور بانئ اسلام کی حقیقت وعظمت کا اثر مخالفین کے قلوب سے دفعتاً محو نہ ہونے پائے۔ برادران من! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک وقت وہ تھا۔ جب کہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آیتیں صرف مختلف چیزوں کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلمبند کر لی گئی تھیں۔ اور ان کی کوئی باضابطہ ترتیب نہ تھی۔ متفرق اجزا متعدد صحابہ کے پاس تھے۔ جن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتوں پر کچھ پتھر کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ مستقل کتاب کی صورت میں ان کی باضابطہ سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ ازاں بعد مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں پر طلائی ونقرئی حروف میں کتابت ہوئی۔ کہیں پیشانیوں پر آب زر سے گلکاریاں کی گئیں۔ کہیں مطلا جلد اوّل اور زرّیں ٹائیٹل پیجوں کے ذریعہ مزید ترین عمل میں آئی۔ اور بعینہٖ یہی صورت ابتداء احادیث نبویہ کی تھی لیکن مصلحت کے وقت کے لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی۔ محتاج توضیح نہیں ہے لہٰذا ایک وہ زمانہ تھا کہ مسجد نبوی کی بساط محض، کھجور کی چند خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون پھر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالی شان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی۔ جو انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت وہ ہے جو ان پاک نگاہوں سے پوچھئے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے غرضیکہ بکثرت اشیاء و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتا چلتا ہے کہ گو ابتدا ابتدا میں بعض بعض چیزیں سادگی سے برتی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت وقت کے لحاظ سے ان میں مناسب اضافے ہونے لگے اور ان اضافوں کو سواد اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب ومستحسن سمجھا۔ خیر یہ ایک وسیع بحث ہے جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲۔

(۲) حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً تمام دیو بندیوں کے استاذ مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اس وقت فرض کفایہ ہے۔

اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کی ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا

انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا
ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں۔
الخ۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳۔

ان عبارات فتاویٰ علماء سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا۔
لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر فرمایا ہے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ سنی
چاہیئے۔

فصل دہم:

اجماعِ اُمت سے مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تینتیس (۷۳۳) سے بحکم سلاطین عادل و علماء کرام فاضلین
جاری ہے اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔ لیکن منکرین کا انکار خرق اجماع پر زور سے ہے اور اس پر فتاویٰ کفر اور شرک کے
جاری ہیں۔ وجہ اس کی صرف سوائے بغض و عداوت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور کچھ نہیں ثبوت اس فصل کا
اس طرح پر ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وممن خلقنا امة يهدون بالحق وبه يعدلون (سورہ اعراف) یعنی اور ان لوگوں میں سے جن
کو ہم نے (جنت کے لیے) پیدا کیا ہے ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔
یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے۔ جو جنت کے لیے پیدا کیئے گئے ہیں۔ وہ ایسا کام کرتے ہیں۔

(ا) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے۔ فی احكامهم قيل هم العلماء والدعاة اى
الذين وفيه دلالة ان اجماع كل عصر حجة الخ یعنی اس ان کے احکام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ علماء اور واعظ دین کی
طرف بلانے والے ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے۔ (ب) تفسیر بیضاوی والے حضرت اس
آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں: واستدل به على صحة الاجماع لان المراد منه ان فى كل قرن
طائفه بهذه الصفة۔ یعنی صحت اجماع پر اس کا استدلال ہے۔ اس کی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء ربانی) کا اس
صفت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدىٰ و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله
ما تولى ونصله جهنم وسآء ت مصيرا۔ (سورہ النساء) یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے۔
جب کھل چکی اس پر راہِ ہدایت کی بات اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سو ہم اس کو حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی

ہے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔ اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو
کثرت سے ہیں) کے خلاف راستہ نکالے اس کی جگہ دوزخ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شرذمہ قلیلہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو
اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ (الف) تفسیر مدارک میں اس آیت شریف بالا کے نیچے اس طرح تحریر فرمایا ہے:
اى السبيل الذين هم عليه من السدين الحنفى وهو دليل علىٰ ان الاجماع حجة لا يجوز مخالفتها
كمالا يجوز مخالفة الكتب والسنة لان الله تعالىٰ جمع بين اتباع غير سبيل المؤمنين و بين مشاقة
الرسول فى الشرط و جعل جزائه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبًا كموالات الرسول انتهىٰ ۔ یعنی وہ
راستہ جس پر وہ لوگ دین حنیف یا حنفی پر ہیں اور یہ دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسے قرآن مجید اور
حدیث شریف کی مخالفت جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اتباع غیر راہ مومنین اور مخالفت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ایک
شرط میں جمع کر دیا ہے۔ اور اس کی جزا یا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے پس اتباع واجب ہے۔ جیسے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی واجب ہے۔ (ب) تفسیر بیضاوی میں اس آیت شریف کے نیچے اس طرح لکھا ہے: والاية تدل على حزمه
مخالفة الاجماع لانه تعالىٰ رتب الوعيد الشديد على المشافة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ یعنی یہ
آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید شدید مرتب فرمائی ہے۔ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت کرے۔

(۳) حدیث شریف: (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر (رضى الله عنهما) قال قال رسول الله
صلى الله عليه وآلهٖ وسلم اتبعوا السواد الا عظم فانه من شذشذ فى النار۔ (رواہ ابن ماجہ من حدیث انس رضی
اللہ عنہ) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیروی کرو سواد اعظم
(جمہور علماء المسلمین) کی جو کوئی دور ہوا جماعت جمہور علماء اور مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں۔

(۴) حدیث شریف (مشکوٰۃ): وعن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآلهٖ وسلم ان الله لا يجمع امتى علىٰ ضلالة ويد الله علىٰ الجماعة ومن شذشذ فى النار۔ (رواہ
الترمذی) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں
جمع کرتا۔ اور نہ کرے گا۔ میری امت کو گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ
ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(۵) حدیث شریف مشکوٰۃ: عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم ان
الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يا خذالشاة القاصية الناحية و اياكم والشعاب وعليكم بالجماعة و
العامة (رواہ احمد) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ شیطان

آدمی کے لیے بھیڑیا ہے (جماعت سے الگ الگ کر کے ہلاک کرتا ہے) جیسے بکری کے لیے بھیڑیا ہے۔ جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر ہوتی ہے۔ سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ۔ اور تم کو لازم ہے کہ جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو۔

(۶) حدیث شریف مشکوٰۃ: عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من فارق الجماعۃ عمبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ ۔یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اس نے اپنی گردن پر سے رسی اسلام کو نکال دیا۔

(۷) مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔ یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ و المراد ماعلیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے۔ یعنی تم پیروی اس امر پر ہو کہ جس پر اکثر مسلمان ہوں۔

(۸) کتاب توضیح میں ہے: والسواد الاعظم عامۃ المسلمین سوامۃ مطلقۃ والمراد با لامۃ المطلقۃ اھل السنۃ و الجماعۃ کو بالسواد الاعظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو۔ اور امت مطلقہ کی مراد و معنے اہل سنت و جماعت ہے۔

(۹) مسلم الثبوت میں ہے: ان اتفاق العلماء المحققین علی صمرا لا عصاد حجۃ کالاجماع ۔اور شارح بحر العلوم نے لفظ محققین کے نیچے لکھا ہے وان کانوا غیر مجتھدین ۔یعنی تحقیق اتفاق علماء محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے اجماع کی طرح اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں۔

توضیح:

ان آیات واحادیث وتفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اجماع امت کا منکر یا اس کے خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے کیونکہ تمام علماء کرام وصوفیاء عظام وسلاحین فہام اور مفتیان اعلام ہر چار مذاہب۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جدہ، حدید، روم، شام، مصر، اندلس، بغداد، بصرہ، موصل، بخارا، ہندوستان، پنجاب وغیرہ عمل خیر و برکت مولود شریف کو اور قیام تعظیمی کو مستحسن، مسنون، واجب فرض کفایہ جان کر نہایت شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں اور اس کے منکریں جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شرذمہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فارق الجماعت کے نعل سے شیطان کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اور ہر چند ہمارے علمائے اہلسنّت و جماعت کافی طور پر سمجھا چکے ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا بلند کر رکھا ہے۔ کہ بس سے حق و باطل کے سمجھنے کی تمیز کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آمدم برسر مطلب یعنی اثبات مولود شریف

(۱۱) تفسیر روح البیان۔ زیر آیت شریفہ: محمد رسول اللہ آلایہ ومن تعظیمہ عمل المولد اذلم یکن فیہ منکر والمراد من المنکر ضد المعروف و کل شئ لا یعرف اباحتہ من الشرع ۔یعنی عمل مولود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں نہ پائی جائے۔ مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات واحادیث سے ثابت ہے۔

(۱۲) مواہب اللدنیہ جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۱، مصری۔ حضرت امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ثویبۃ عتیقۃ ابی لھب اعتقھا حین بشرتہ بولا دتہ علیہ السلام وقدروی ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین و امص من بین اصبعی ھاتین ماء و اشاربراء س اصبعہ وان ذالک باعتاقی ثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وبازضاعھالہ ۔ قال ابن الجرزی فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذین نزل القران بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ فما حال الملمر الموحد من امنہ علیہ السلام الذی یرلبی لدہ ویبذل ماتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنان النعیم ۔بلفظہٖ۔ ترجمہ: ثویبہ (لونڈی ابولہب) کو ابولہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوشخبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ (ابولہب) کہا کہ دوزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا رہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے بتایا۔ یہ اس واسطے ہے کہ سب کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کے دودھ پلانے کی وجہ سے ہے۔ فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ جب یہ بات ابولہب کے لیے حاصل ہوئی۔ جو کافر تھا۔ اور جس کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی۔ جب کہ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی کرنے میں اس کو جزا دی گئی۔ اور اس کا عذاب دوشنبہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے۔ پس کیا حال ہے مسلمان مؤحد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کا۔ جو ان کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ (ابن جزری کہتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بے شک اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بہشت میں داخل کرے۔

(۱۳) ایضاً جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۷: ولازال اھل الاسلام تحیفلون بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویذیدون فی الممبرات ویعتنون لقرأۃ

مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ۔بلفظہٖ۔ترجمہ: تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمت للعالمین نے ظہور فرمایا۔ بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں فقراء پر طرح طرح کے صدقات وخیرات کر کے خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں۔اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں اس لیے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱۴) مواہب اللدنیہ۔جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۹۔مصری۔ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امراء اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد ل۔بلفظہٖ۔ترجمہ (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کرنے والے کے لیے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے۔اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے۔پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے۔ان کے لیے شدت سے بیماری ہو۔(آمین) بعینہٖ وہابیہ نجدیہ کی حالت ہے۔

(۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیه الرحمته ۔ لازال اهل الحرمین الشریفین و المصر و الیمن والشام سائر البلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ویفرحون بقدوم هلال ربیع الاوّل ویلبسون بالثیاب الفاخرة ویتزینون بانواع الزیت ویتطیبون ویكتحلون ویاتون بالسرور فی هذا الایام و یبذلون علی الناس بما كان عندهم رهیمتون اهتماماً بلیغا علی اسماع القرأة المولد النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم دینالون بذالك اجرا جزیلا وفوزا عظیما و مما جرب عن ذلك انه وجد فی تلك الایام كثرة الخیر والبركة مع السلامة والعلیه وسعته الرزق واز دیاد المال والا ولاد دوام الامن والامل اے البلاد الامصاد و السكون والقرار فی البیوت والدار بركة مولد النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ۔بلفظہٖ۔ترجمہ: ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین (زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) او اہل مصر اور یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں۔اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے۔اور قسم قسم کی زمینیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے۔بذل اور بخشش کرتے ہیں۔اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں۔اور اس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل مجرب ہے۔جو ان دنوں میں کیا جاتا ہے۔مال میں کثرت اور برکت وسلامتی اور عافیت کے اور کشادگی رزق اور زیادتی مال اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے۔امن وامان اس ملک یا شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے۔گھروں میں مولود شریف کی برکت ہے۔

(۱۶) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷، سطر ۱۵ بعضے عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعویٰ کیا ہے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارہویں تاریخ (ربیع الاول) کو واقع ہوئی۔ اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اس شب میں مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور مولد شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع میں سے ہے بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں روز دوشنبہ کو واقع ہوئی تھی۔بلفظہٖ۔

(۱۷) مجمع البحار حضرت محمد طاہر محدث علیہ الرحمۃ ثلث اخیر۔صفحہ ۵۵۰،فانه شهر امرنا باظهار الجور فیه كل عام ۔بلفظہٖ۔یعنی یہ ماہ (ربیع الاوّل) ایسا ہے کہ ہم حکم کیئے گئے ہیں اس بات کا کہ خوشی واکرام ظاہر کیا کریں ہر سال یعنی مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

(۱۸) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم، صفحہ ۳۶، سطر ۸۔وصل۔اول جس نے سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو شیر دیا ثویبہ کنیز تھی ابولہب کی۔جب متولد ہوئے پیغمبر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثویبہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جا کر پہنچائی کہ تیرے بھائی کے گھر میں یعنی عبداللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ابولہب نے یہ مژدہ سن کر ثویبہ کو آزاد کیا۔اور امر کیا کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود محمود کے واسطے کی۔حق تعالیٰ نے اس کے عذاب تخفیف فرمائی۔اور دوشنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اٹھایا۔چنانچہ حدیث میں آیا ہے اور اس جگہ سند ہے اہل موالید کے لیے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی اس میں سرور کریں۔اور بذل اموال کریں۔اور خیرات نکالیں۔یعنی ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اس کی مذمت میں نازل ہوا چنانچہ تبت یدا ابی لهب ۔یعنی قطع ہو جیو دونوں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے کافر کی خبر دی جائے کہ اس نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ولادت میں سرور کیا۔اور بذل کیا اپنی جاریہ کا شیر واسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ پر ہے محبت میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور سرور اور بذل مال کرتے ہیں اس کی راہ میں کیا کچھ ہو۔بلفظہٖ۔

(۱۹) ماثبت بالسنة فی الایام والسنته شیخ عبدالحق محدث علیه الرحمةصفحه ۷۹، سطر ۹ ولازال اهل الاسلام یحنفلون بشهر مولده صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ویعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات و یعتنون لقرأة مولده الكریم ویطهر علیهم من بركاته كل فضل عمیم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشری عاجل بنیل البغیه والمرام فرحم الله امرء اتخذلیالی شهر مولده المبارك اعیاد الیكون اشد علته علی من فی قلبه مرض و عناده ۔ترجمہ: اور اہلِ اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں۔اور خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے کاروبار نیک میں زیادتی پکڑتے ہیں۔اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر ہر ایک قسم کا فضل عمیم کی

برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امام اور امن ہے اور حاجت روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر رحم کرے جو مولد مبارک کے مہینہ میں کی راتوں کو عیدین بنائے۔ تاکہ اس پر جس کے دل میں مرض عداوت (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلفظہٖ۔

(۲۰) درمنظّم علامہ طغربک میں ہے۔ قد عمل المحبون النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرحابمولدہ الولائم فمن ذلك ماعمله بالقاهرة من ولائم الكبادالشيخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس سرہ شيخ شيخنا ابی عبداللہ محمد بن نعمان و عمل ذالك قبله جمال الدين عجمی الهمدانی و ممن عمل ذالك علیٰ قدر وسعته يوسف الحجاز بمصر و قدرئ النبی صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم وهو يحرص يوسف المذكور علیٰ عمل ذلك۔ یعنی میلاد مبارک کی شادی میں محبان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ولیمے کیئے۔ ازاں جملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں میں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاذ ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے استاذ شیخ ابوالحسن معروف ابن فضل قدس سرہٗ نے کیا۔ اور ان سے پہلے جمال الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور یوسف حجاز نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں انہیں اس عمل مبارک کی ترغیب تحریص فرمائی۔ بلفظہٖ۔ (از کتاب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام مصنفہ حضرت مولانا محمد نقی علی خاں حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲۔

(۲۱) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں: لم یکن فی ذالك الا ادغام الشيطان و ادغام اهل الايمان۔ یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔ بلفظہٖ۔ (اذاقۃ الاثام لامانعی المولد والقیام حضرت مولانا محمد نقی علی خاں حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲۔

(۲۲) درثمین فی مبشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی۔ صفحہ ۸۔ (بائیسویں حدیث) اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ كنت اصنع فی ايام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم فلم يفتح لی فی سنته من السنن شیء اصنع به طعاما فلم جدالا حمصا مقليا فقسمته بين الناس فرأيته صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم و بين يديه هذه الحمص متجحوله بشاشا۔ یعنی میں ایام مولد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کردیئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا (اور دیکھا) کہ وہی چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شاد اور مسرور ہیں۔

(۲۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۶-۲۷۔ كنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم فی يوم الولادته والناس يصلون علی النبی صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم يذكرون ادهاصاصته التی ظهرت فی ولادته و مشاهده (قبل بعثة صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم)

فرأيت انوار سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط۔ اللہ اعلم كيف كان الامر بين هذا و ذاك فباملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملئكة الموكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس وراء يت نجالط انوار الملئكة بانوار الرحمت۔ ترجمہ: میں اس سے پہلے مکہ مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مولد مبارک میں تھا۔ میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے۔ وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا۔ فقط۔ خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے تامل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ نوران ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں۔ اور اسی مشاہد پر میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

(۲۵) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صاحب تفسیر فتح العزیز دادا پیر دیوبندیاں آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر فرمایا تھا عبارت اس کی مختصراً یہ ہے: ''درتمام سال دو مجلس درخانہ فقیر منعقد مے شود اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دوروز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس وزیادہ ازاں فرہم مے آیند۔ ودرود مے خوانند بعدازاں کہ فقیر مے آید مے نشیند۔ وذکر فضائل حسنین کہ درحدیث شریف واردشدہ دربیان مے آمد۔ وآنچہ دراحادیث واخبار شہادت این بزرگان واردشدہ نیز بیان کردہ می شود وبعدازاں ختم قرآن وپنج آیت خواندہ برماحضر فاتحہ نمودہ مے آید۔ پس اگر این چیز ہانزد فقیر جائز نمے بود اقدام برآن اصلا نمے کرد۔ (سامنے کھانا رکھ کر قرآن پڑھ کر فاتحہ) باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاوّل ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند۔ ودرخواندن درود شریف مشغول گشتند فقیر مے آید۔ اذلاً از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مذکور مے شود۔ بعدازاں مذکر ولادت باسعادت و نبذے از حال رضاع وحلیہ شریف۔ وبعضی از آثار کہ درین آوان بظہور آمد۔ بمعرض بیان مے آید۔ پس برماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود۔ بلفظہٖ۔ (از انوار ساطعہ، صفحہ ۱۵۴۔ والدرالمنظم فی بیان حکم مولا النبی الاعظم، صفحہ ۱۰۴۔) یہ بھی سامنے کھانا شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھی گئی۔

(۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی۔ تمام دیوبندی علماء کے پیرومرشد۔ قابل عمل وہابیہ دیوبندیہ۔ ضروری۔

(الف)

خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔ بنام مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری مدرس احمد آباد (گجرات): جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقات صلحاء ومشائخ کرام بارہا اقرار کرچکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات وتقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف

کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض وانوار و برکات ورحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶۔ سطر ۵۔ (تاریخ خط ۷ رمضان ۱۳۰۷ ہجری۔

(ب)

خط دوم از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ ومولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۷ ہجری۔ از امداد اللہ عفی اللہ عنہ۔ بخدمت عزیزم پیرجی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی وعزیز مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ تمام بلاد وممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپورہ بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز وحسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جس کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہین قاطعہ ودیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک کے علماء ومفاتی نے ساری کتاب کو نزول سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ وعقائد باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اور کیسے کیسے الزام و اعتراض وشبہات وشکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت آپس کے مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیئے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و مکارم اخلاق ومحاسن اوصاف کو ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور شور سے مشتہر کرنا چاہیئے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد اوصاف ومکارم اخلاق کو مشتہر واشاعت کرنے کے لیے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ ومستحسن وسیلہ ہے۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ ۳۲۶۔

(ج)

خط سوم: از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ مورخہ دہم رمضان ۱۳۰۷ ہجری۔ انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیروں سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراطِ مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار وہصار واہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین وبلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں: ذالك فضل الله یو تیه من یشآء۔ بلفظہٖ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷۔

(د)

خط چہارم از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ۔ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ۔ یاز دہم رجب ۱۳۰۴

ہجری۔ انوار ساطعہ از اول تا آخر شنیدم و بغور وتدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب ومشرب خود و بزرگان خود یافتم۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷۔

(ھ)

خط پنجم: از جانب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ۔ مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۰۴ ہجری:- خود مولود شریف پڑھواتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔ اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۷۔

(۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مؤلفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر ومرشد دیوبندیاں

حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے ان سات مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے۔ جن میں حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان بہاولپور میں ۱۳۰۶ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا۔ اور پھر کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھی گئی۔ اور علماء ومفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین کی تصدیق سے شائع ہوئی۔ وہ ہفت مسائل یہ ہیں۔ اوّل: مسئلہ مولود شریف، دوم: مسئلہ فاتحہ مروّجہ۔ سوم: عرس وسماع، چہارم: نداء غیر اللہ، پنجم: جماعت ثانیہ، ششم: امکان کذب باری تعالیٰ۔ ہفتم: امکان نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس بات میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لیے وہی لکھا جاتا ہے۔

اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی واخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں **لقوله كل بدعة ضلالة** اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ **کما یظهر من العامل فی قوله علیه السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد**۔ پس ان تخصیصات کی اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام لذاتہا۔ عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی۔ اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر مستحسن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولت دوام یا کسی اور مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال ومراکبات وتعینات رسوم مدارس وخانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اگر کوئی شخص عمل مولد ہیئت کذائیہ کو موجب برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کے قیام کو ضروری سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال بدون دریافت کیئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض قرآن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا معتقد ہے درست نہیں اور اگر کسی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض واجب ہے تو صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائے گا۔ جس کا یہ عقیدہ نہیں۔ اس کے حق میں مباح اور مستحسن

رہے گا اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیاں دیکھ کر جیسا کہ بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۱۔ ۱۱

۶۔ دیکھیئے مفتی جی! یہ ہے انصاف بزرگان دین کا۔ بالخصوص عمل پیر و مرشد وہابیہ دیوبندیہ کا جو مریدوں پر واجب ہے۔

(۲۸) حضرت مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء والفضلاء مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات جن کو خود مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے اعلم لکھا ہے۔

(الف) اس رسالہ (انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ) کو اول سے آخر تک اچھی طرح سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے بلکہ بحلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ وہی ہے

برین زیستم هم برین بگذرم

اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو۔ جیسے تغنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بے ہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے۔ پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں۔ ہرگز نہ التفات کریں۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ نے جائز رکھا ہے۔ اور تعجب ہے۔ ان منکروں سے ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین و محدثین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ اور ان کو ضال و مضل بتلایا۔ اور خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے استاذ اور پیر بھی تھے۔ مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی۔ اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ اور ان کے نواسے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اف ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیا سے حرمین مصر اور شام اور یمن۔ اور دیار عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں۔ اور یہ چند حضرات ہدایت پر۔ بلفظہٖ۔ (انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)۔ (ب) نقل تقریظ از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مؤلفہ حضرت حاجی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مولوی ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ۔

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کا لب لباب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ ط

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے راجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا۔ جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب کو جوان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے۔ تحریراً منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں۔ اور علماء مدرسہ دیوبندیہ کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا۔ کس طرح ممتد رہتا کہ حضرت علماء مدرسہ دیوبندیہ کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ لیکن میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت اول قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ آپ کا اور آپ کے تبعین کا وہ حکم تو نہ تھا۔ جو نجدیوں کے وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا کہ جماعت اول میں حاضر نہ ہو۔ اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپ کے تبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلویٰ ہو گیا کہ سب موسموں میں خاص کر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جائیں۔ اور علماء نے جو مخالف ان کے لکھا کب سنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے۔ پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسیٰ اور موسیٰ اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین نقشبند (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور شہاب الدین سہروردی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم کو جن کے سلسلوں میں لکھو کھا صالحین اور ہزارہا اولیاء مقبول رب العلمین گزرے ہیں۔ کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا ہے۔ اور فجوائے

این سلسلہ از طلائے ناب است این خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی مردود کا دنیا کی کمائی کے لیے اور ہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اس کا امام الدین نامی جو ہڑوں اور بھنگیوں کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ان کے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے ہیں۔ اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے۔ اور کہتے تھے مرد صالح ہے الحمدللہ کہ

حق تعالیٰ نے اس کو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں دعویٰ کرتا تھا۔ اس میں بالکل ہی جھوٹا کیا۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا۔ اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشائخ کرام واساتذہ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام واساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں تھا عاشورے کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا۔ اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی ہیں ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے۔ اوّل یہ کہ چھے گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا۔ اور دوپہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا۔ سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رکے رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزیے بنتے تھے جس میں سے دو شیعوں کے اور اٹھاون (۵۸) سنت جماعت کے سو اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکتیس (۳۱) کم ہو گئے۔ دو برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہنا میرا اور ہو تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موقوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اونچے کو بلاواسطہ اور ہزار مرد عورت اور بچوں کو بواسطہ ان ہزار کے برائی تعزیہ کی اور ان بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت پر قلم اٹھایا۔ اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی۔ پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واعلیٰ اخوانہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے ولود کو کنھیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے بتلانے فرمانے سے لکھو کہا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العٰلمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھے خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا۔ اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذا الخرافات میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محبیّن کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیاء کاملین اور رسول رب

العٰلمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ قصبہ گنگوہ مدت ہائے دراز تک محل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ صابریہ کا رہا ان میں سے ایک ناپاک الٰہ بخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موذی مشہور ہوا کہ صدہا کوس تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیاء کو جو بکثرت ہوئے برا کہہ سکتا۔ حاشا وکلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھتا تھا۔ خوف یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خوف ہوگا۔ اور جیسا مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الامارہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (نعوذ باللہ من راس السبعین وامادة الصبیان) یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں ابتدا سر ستر سے اور حکومت لڑکوں سے) میں بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں وہ کچھ میرے اوپر تحریر کریں گے تین سبب سے اس کے جواب کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اول یہ کہ شدت کا ضعف ہے اور مجھ میں طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے باطل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی ہیں اور دو بات۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں بموجب خواب کسی شخص کے کہ علمائے دیوبند کے علمائے حرمین سے افضل ہیں۔ سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج نے بیس (۲۰) برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر وکبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت امانت بھی ضرب المثل ہے۔ اور اکثر علماء صالحین یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا میں اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا (بدعة وحرام) شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہوں گے جو تقیہ سے نام ان کا نہیں لیا۔ ان کو مکہ کا ہر صغیر وکبیر اہل علم سے برا کہتا ہے۔ یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بینائی کا ہوگا۔ سبحان اللہ! خواب ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علماء سے افضل ٹھہریں اور ایک بینائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھہر جائے۔ اس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر ان میں کے رند و بدمذہب ہوتے ہیں۔ گو شاذ و نادر بعض ان میں کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تھا کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤں گا۔ بعد چند مدت کے اس نے خدمت کر کے جو دو نکتہ پوچھا۔ تو کہا؟ کہ مولا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مدار تینوں کے اوّل میم ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤں گا۔ بعد گزرنے مدت کے اور کرنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا؟ کہا کہ مکہ، مدینہ، مکھن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس رند نے نکتہ، مدینہ کو مکھن پور کے برابر بتلایا تھا۔ حضرت مرجح بفحوائے۔ ہر کہ آمد براں مزید کرد۔ دیوبند کو مکہ۔ مدینہ دونوں سے افضل ٹھہرا دیا کیوں نہ ہو شاباش ۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف کو صراحتاً کلمات فحش سے یاد نہ کرتے ہوں۔ اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہدے کہ۔ ندی اور گالی گلوچ بکنے میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک کی بیعت کا حال میں نے سنا تو معلوم ہوا کہ اس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا کہ سن بے!! کھیلیو۔ گالی گلوچ بکیو۔ پر کاف لام سے رکیو۔ سن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا۔ میں نے ان کے ایک معتبر سے پوچھا کہ اس قول کے کیا معنی ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ! جامع مسجد کے شہدے کافر کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا برا سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف ان کو مشرک اور کافر بتلا دیں۔ بعض جگہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور نانوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہما تھے۔ نحوست میں مشہور ہیں کہ عوام صبح کو نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیزیوں والا شہر اور نانوتہ کو چھوٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھلہ۔ اور کرسی اور کاندھلہ اور انبیٹھ جو حمق میں مشہور ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی ہیں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوئی کہ ایسا زمانہ نحوست کا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولوی خلیل احمد کو ان کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو ان کے ردّ میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما الحنان۔ ۱۵ ذیقعد ۱۳۰۷ھ ہجری از مکہ معظمہ۔ بلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۱۔

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مولود شریف کا بیان باوجود اختصار کرنے کے طویل ہوتا جاتا ہے۔ اگر کلہم مفصلاً لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لیے بخوف اطناب بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کی بابت آپ نے لکھا ہے کہ احادیث و آثار سے کسی قادم کے لیے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و اثار اور اقوال علمائے کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرّہ ٹھنڈے دل سے سنیئے۔

فصل یازدہم

دربیان اثبات قیام تعظیمی وقت

ذکر ولادت باسعادت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھے۔ کافی پڑھ چکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین و علمائے کرام عرب

اور عجم سے ثابت کرتا ہوں۔ غشاوۂ قلب و عین کو دور کر کے غور اور تدبر کیجئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا ارسلنک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا لتؤمنوا باللہ ورسولہ و تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ و اصیلا۔ (فتح) تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ تم اے لوگو ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کی مدد کرو اور عزت اور تعظیم کرو اس کی اور پھر تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام۔ یہ آیت شریف اصل تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے۔ جس کا مفصل ذکر نمبر ۱۳ صفحہ ۲۷۰ کے پر ہو چکا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودًا وعلیٰ جنوبھم۔ آلایہ (سورہ آل عمران) وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر ذکر الٰہی کھڑے بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں۔ اور کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل ہے۔ جیسے کتاب الشفاء میں زیر آیت ورفعنا لک ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک و ذکرا من ذکری من ذکرک ذکرنی یعنی کیا میں نے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا۔ جس نے یاد کیا تجھ کو اس نے یاد کیا مجھ کو۔ پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریف سے ثابت ہوا جو قیام تعظیمی ہے۔

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۸ سطر ۱۰۔ ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور پر کہ اذان و اقامت۔ تشہد، خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے۔ تاکہ بندے جب مجھ کو یاد کریں تو تجھ کو بھی یاد کریں۔ یا خود میں نے تجھ پر سلام بھیجا۔ اور اوروں کو تجھ پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ الخ۔ گویا خداوند تعالیٰ کا ذکر کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے ساتھ شامل ہے۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوتا ہے۔ جو قیاماً جائز ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا الایۃ۔ یعنی اے ایمان والو! مسلمانو جب تم کو کہا جائے کہ جگہ کشادہ کر دو مجلسوں میں تو جگہ کشادہ کردو لوگوں میں۔ تاکہ کشادہ کردے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے (قبر یا بہشت۔ یا تنگی اور زحمت دور کردے) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے۔ مجلسوں سے مراد مجالس ذکر اور تلاوت اور نماز کی مجلسیں ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے۔ مجلس ذکر ہے۔ اس میں وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولد کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا۔ جب وہ مجلس میں سب کو کہہ دیتا ہے کہ تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قاری مولود وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے

اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو — اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

یا یوں

ندا از حاملانِ عرش آمد — کہ برخیز از پے تعظیم احمد ﷺ "

ندائے غیب یہ آئی برابر — کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر "

اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب — کھڑے دست بستہ ہوؤ سب کے سب "

سر کے بل اٹھو سنو جب مصطفٰے پیدا ہوئے — نور سے جن کے جہاں میں انبیاء پیدا ہوئے "

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر مشقی القلب نہیں۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۵) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم، صفحہ ۲۵ باب القیام۔ عن عکرمه بن ابی جهل قال قال رسول الله صلی الله علیه و آلہ وسلم یوم جئة گفت عکرمہ کہ گفت آنخضرت درروز آمدنِ من آنخضرت رابرائے بیعت اسلام مرحبا بالواکب المهاجر بسوارے کہ ہجرت آورد۔ درجب مکان فراخ را گویند ایں وما نجوش آمدن و خوشحال رسیدن وسیوطی درجمع الجوامع از مصعب بن عبداللہ آوردہ یک چوں آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل راوید ایسنادو بجانب اورفت واعتناس کردو فرمود۔ مرحبا بالراکب المهاجر۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی۔ بلفظہٖ۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابوجہل کے لیے قیام بھی فرمایا۔ اور استقبال کر کے معانقہ بھی فرمایا۔

(۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم، صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبی ان النبی صلی الله علیه و آلہ وسلم تلقی جعفر بن ابی طالب۔ شعبی کہ از تابعین است روایت مے کند کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابی طالب را فالتزمه وقبل ما بین عینیه پس معانقہ کرد او مابوسہ داد درمیان دو چشم وے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

(۷) حدیث شریف ایضاً۔ جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع و کان دفه عبدا لقیس روایت ست از زارع . و بود وے در ایلچیان عبدالقیس قال گفت لما قدمنا المدینة هر گاه که قدوم آور دیم بمدینه فجعلنا نتبادم من دواحد نا پس شتابی می کردیم واز دورمے شتا فتیم و فرددمے آمدیم و فی افتادیم از مرکب هائے خود نقبل ید رسول الله پس بوسه مے دادیم دست مبارك پیغمبر خدا صلی الله علیه وآلہ وسلم ورجل . وپائے شریف اور ازین جائے تجویز پائے بوس معلوم شدرواه ابو داؤد) بلفظہٖ .

توضیح:۔اس حدیث شریف اور اس سے پہلی حدیث شریف سے قیام ومعانقہ اور بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور ادب ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سواریوں پر سے کود پڑے اور دور سے ہی اتر پڑے۔ اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوم لیا۔ اس سے قدم بوسی کیسی صاف ثابت ہے

یا تو وہابیوں کو قیام ہی برا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدم بوسی سر کو جھکا کر سجدہ کی طرح کی جاتی ہے۔ قیام کا رونا تو روتے ہی تھے۔ اب قدم بوسی پر پیٹنا اور سر کو نوچنا ہوگا۔ جو وہابیوں کے نصیب ہے۔

(۸) حدیث شریف اشعۃ اللمعات جلد چہارم، صفحہ ۲۷۔ رضی الله عنها قالت ما رأیت احد کان اشبه سمتاً دهدیاو دلاوفی روایة حدیثا و کلاما گفت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ندیدم ہیچ یکے را مانند تر ابخشوع وخضوع وتواضع دہدے وبسکینہ ووقار وحسن خلق وحسن حدیث۔ برسول الله صلی الله علیه و آلہ وسلم من فاطمة رضی الله عنها از فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کانت اذا دخلت فاطمه چوں مے درآمد براں حضرت قام ایرما مے ایسناد دے رفت ومیل مے کرد آنخضرت بسوئے دے ناخة بیدها پس مے گرفت آنخضرت دست فاطمہ افقبلها پس بوسہ مے کرد او اذا جلسها فی مجلسه وے مے نشاند آنخضرت فاطمہ را در جائے نشست خود یعنے جائے خود را برائے وے مے گذاشت واد را ے نشاند وکان اذا دخل علیها قامت الیه فاخذت بیده فقبلته واجلسة فی مجلسها ۔ وبود آنخضرت چوں مے درآمد بر فاطمہ مے ایستاد دمے رفت ومیل مے کرد بسوئے آنخضرت پس مے گرفت دست آنخضرت را پس بوسہ مے کرد و مے نشاند آنخضرت را در مجلس نشست خود (رواہ ابوداؤد) بلفظہٖ۔

دیکھیئے کیسا قیام بالوضاحت ہے قادم کے لیے جس کے آپ منکر ہیں۔

(۹) حدیث شریف مشکوٰۃ، باب القیام، عن ابی سعید خدری قال لما نزلت علٰی حکم سعد بعث رسول الله صلی الله علیه و آلہ وسلم الیه و کان قریباً منه فجاء علٰی حار فلما دنامن المسجد قال رسول الله صلی الله علیه و آلہ وسلم درانصار قوموا الٰی سید کم متفق علیه یعنی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (بنوقریظہ کا قبیلہ ایک حصار سے) اترے بحکم سعد بن معاذ ر بنوقبیلہ اوس کے سردار تھے) آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا ان کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جب مسجد (نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک پہنچے (جہاں حضرت تشریف فرما تھے) تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ اٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف یعنی کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لیے۔ نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہم طیبی از محی السنۃ نقل کردہ اند جماہیر علماء بایں حدیث براکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا مشرف بقیام وامام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ کہ ایں قیام مراہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشاں مستحب است واحادیث دریں باب وردد یافتہ ودر نہی ازاں صریحاً چیزے صحیح نشدہ۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۰۔

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جماہیر علماء ہو چکا ہے کہ ہر اہل فضل وقادم کے لیے قیام کرنا جائز ہے۔

(۱۰) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الآداب باب القیام الفصل الثالث۔ وعن ابی هریر ۃ رضی الله عنه قال كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یجلس معنا فی المسجد ویحدثنا فاذا قام تمنا قیامًا حتیٰ نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جب حضور کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔ اور کھڑے رہا کرتے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے ازواجات مطہرات کے گھر میں داخل ہوجاتے۔

(۱۱) ایضاً۔ وعن واثلہ بن خطاب قال دخل رجل الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وھو فی المسجد قاعدا فتزحزح لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال الرجل ان فی المکان سعۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان للمسلم لحقا اذاراہ اخوہ ان یتزحزح لہ ۔ یعنی واثلہ بن خطاب سے روایت ہے کہا کہ ایک روز ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ پس سرکے اور ہلے (بطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لیے۔ پس عرض کی اس مرد نے کہ جگہ تو بہت کشادہ ہے (ہلنے اور سرکنے کی ضرورت نہیں) پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ہر مسلمان کے لیے ایک حق ہے۔ جب وہ دیکھے اپنے بھائی کو آتے ہوئے تو ہلے اور سرکے رابطے اظہار تعظیم وتکریم جس میں قیام بھی داخل ہے۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں اس طرح فرماتے ہیں: قطع نظر از تنگی و فراخی جائے جنبیدن ویکسوشدن از جائے بقصد اکرام واعتنا نیز حق ست۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳، جلد چہارم۔

(۱۲) غنیۃ الطالبین حضرت غوث پاک شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ صفحہ ۳۶-۳۷۔ یستحب القیام للامام العادل والوالدین واھل الدین والودع و اکرم الناس واصل ذلک ماروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ارسل الیٰ سعد رضی اللہ عنہ فی شان اھل قریظۃ فجاء علیٰ حمار قمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قوموا الیٰ سیدکم و قدردت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا انھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اذا دخل علی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قامت الیہ فاخذت بیدہ وقبلتہ واجلسۃ فی مجلسھا واذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قام الیھاد اخذ بیدھا و قبلھا واجلسھا فی مجلسہ وقد روی عنہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انہ قال اذا جاء کم کریم قوم فاکرموہ.

ترجمہ: بہتر ہے قیام کرنا یا کھڑے ہوجانا (تعظیماً) بادشاہ عادل اور ماں باپ اور دیندار شخص اور پرہیزگار اور بڑے لوگوں کے واسطے۔ اور اصل اس کی وہ احادیث ہیں جو روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سعد رضی اللہ عنہ کی طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ ایک سفید گدھے پر سوار ہوکر حضور کی خدمت میں آئے تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کھڑے ہوجاؤ اپنے سردار کے واسطے نیز روایت کی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ کھڑی ہوجاتیں (تعظیماً)

اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضور کو بٹھلاتیں۔ اور جب حضرت بی بی فاطمہ حضور کی خدمت میں آتیں تو ان کے لیے حضور کھڑے ہوجاتے۔ اور ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے۔ اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آئے تو اس کی عزت اور تعظیم کرو۔

(۱۳) آیات اللہ الکاملہ اردو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۹۵۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قصہ میں قوموا الیٰ سیدکم کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے تھے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوجایا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک چومتی تھیں۔ اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

(۱۴) عقدالجوہر برزنجی۔ مصنفہ حضرت علامہ جعفر بن حسین برزنجی علیہ الرحمتہ، صفحہ ۲۸، مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری وقد استحسن القیام عند ذکر مولد الشریف ائمۃ ذوروایۃ و رویۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غایۃ مرامہ و مرما ۔ یعنی اور بے شک اچھا جانا قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اماموں نے۔ جو روایت کرنے والے شعور مند ہیں۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو اس کے لیے جسے پسند ہو تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود مدِ نظر اس کا اور خواہش اس کی۔

(۱۵) حاشیہ عقدالجوہر مذکورہ بالا صفحہ ۲۹۔ منجانب حضرت نوراللہ شاہ قادری لکھنوی۔ یعنی علماء دین شرع متین اور فقہائے راشدین ومحدثین۔ اور مجتہدین متقدمین ومتاخرین نے فرمایا کہ بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف پر واسطے تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحسن اور لازم ہے۔ اور اس بات پر تمام مکہ ومدینہ منورہ کے عالموں کا اتفاق ہے۔ مگر فرقہ وہابیہ کے لوگوں کو البتہ اس میں کلام ہے۔ اور سوا ان کے سب اکابرین اور علمائے محققین بے تکلف ہمیشہ سے قیام مولود شریف کرتے چلے آئے ہیں۔ کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہوچکی تو ہر ایک صاحب ایمان کو پیروی کرنا لازم ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور ابن جوزی محدث اور امام جعفر بن حسین برزنجی علاوہ ان کے بڑے بڑے علماء ہندوستان اور فقہا محدثان چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ومعلم العلمائے ذیجاہ مولانا ولی اللہ محدث دہلوی اور ابوالعلماء متاخرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ادام اللہ فیوضہم یہ سب کے سب مولد کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں کما حقہ ان سب صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں۔ بلکہ ہمارے جناب تقدس مآب امام العلماء سلطان الاصفیاء پیر دستگیر جنت آرام گاہ حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے رسالہ اشباہ الکلام فی الاثبات المولد والقیام میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ اس کی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کرلے۔ جب مطلب اس قدر

حدیثوں کو پہنچ چکا ہے۔تو نزدیک اس فقیر مترجم[۱] کے قیام مولد شریف واجب ٹھہرا۔اور اب انکار اس بات کا قصداً ضد سے بلا تاویل لامحالہ کفر ہوگا۔اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔۱۲منہ بلفظہٖ صفحہ۲۹۔

(۱۶)الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبدالحق مہاجر مکی۔صفحہ۱۳۸۔افاد العلامة مولٰنا و شیخ شیخنا عبدالله سراج الحنفی مفتی مکة المکرّمة رحمة الله علیھا ۔ اما القیام اذا جاء ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم عند قرأة المولد الشریف نوارثة الائمة اعلام واقره الائمة والحکام من غیر نکیر ولا ردرادو لھٰذا کان مستحسنا ومن یستحق التعظیم غیره ویکفی اثر عبدالله بن مسعود ماراه المسلمون حسنا فھو عند اللّٰه حسن والله ولی التوفیق والھادی الیٰ سواء الطریق حروه خادم الشریعة الشریفة والمنھاج عبدالله بن المرحوم عبدالرحمٰن سراج المفسر بالمسجد الحرام ۔بلفظہٖ۔ترجمہ: آفادہ فرمایا ہے مولانا وشیخ شیخنا عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں سو یہ آئمہ اعلام سے متعارف ہے۔اور قبول کیا ہے۔اس کو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رد کرنے والے کے اس واسطے مستحسن ہے اور کافی ہے۔یہ اثر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ماراہ مسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن۔یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے۔

(۱۷)ایضاً قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ۱۳۹۔القیام عند ذکر مولده الاعطر جمع من السلف استحسنه فھو بدعة حسنة بلفظہٖ۔یعنی مولود شریف میں قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا ہے۔پس وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

(۱۸)ایضاً تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر مکی صفحہ۱۳۹۔اصاب من احباب۔ترجمہ جو(مولانا شیخ عبدالرحمان سراج نے)جواب دیا ہے۔وہ صحیح ہے۔

(۱۹)ایضاً تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ۱۳۹:-ان القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه والٰه وسلم قیل انه مندوب وقیل انه بدعة حسنة لان البدعة تنقسم الیٰ واجبة والیٰ مستحبة والیٰ بقیة الاحکام الخمسة کمابینه العلماء وفی محله ۔بلفظہٖ۔ترجمہ: بے شک ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے کہ وہ بدعتِ حسنہ ہے۔کیونکہ بدعت کے بہت سے اقسام ہیں۔واجب مندوب، مستحب احکام خمسہ میں جیسے علماء نے بیان کیا ہے۔

(۲۰)ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ۱۴۰۔واما القیام عند ذکر مولده صلی الله علیه وآلہٖ وسلم فھو ادب حسن ولایخالف مشروعًا ومن ترکه مع قیام الناس علیٰ اختلاف طبقاتھم فقد

حاشیہ۱: مترجم الخ۔یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عِقد الجواہر مصنفہ حضرت جعفر بن حسین برزنجی کے۔

سلك مسلك الجفاو ربما یحصل علیه من الذم ولتوبیخ مالا خیرفیه ولا بھولئك الشطع والتعمق والتشرید فی انکاده فانه اسالتم واستخفان بالجناب الاعظم صلی الله علیه وآلہٖ وسلم بلفظہٖ۔یعنی قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمدہ ادب ہے شریعت کے مخالف نہیں اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک کرے۔پس اس نے طریق جفا کا اختیار کیا۔اور اکثر اس پر برائی اور توبیخ حاصل کرتے ہیں جس میں خیر نہیں۔پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں استحقاف اور توہین ہے۔(جو کفر ہے)۔

(۲۱)ایضاً تحریر شیخ مولانا محمد بن عبداللہ بن حمید مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ۱۴۰۔ ان المولد النبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فصل السیرة النبویة ومعلوم استحباب قرء ة السیرة الشریفة کلا و بعضا واما القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم فھو مقتضی الادب ولا ینا فی مشروعًا۔الخ۔بلفظہٖ۔یعنی بے شک مولد نبوی ایک فصل ہے۔سیرت نبویہ سے سیرت شریفہ کا کلا یا بعضا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے۔مگر قیام کرنا مقتضائی ادب ہے۔اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں۔

(۲۲)ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنبلی مکة المشرفة۔صفحہ۱۴۰۔یجب القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم لما مستحسنه العلماء الاعلام وقدوة الدین والاسلام فذکر وا ان عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم لمااستحسنه العلماء الاعلام وقدوة الدین والاسلام فذکروا ان عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم یحضر روحانیة صلی الله علیه وآلہٖ وسلم ففد ذلك فیجبُ التعظیم والقیامه ۔ یعنی قیام کرنا وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واجب ہے۔کیونکہ علمائے اعلام نے اس کو مستحسن کہا ہے۔جو کہ پیشوائے دین واسلام کے ہیں۔انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے۔تو اس وقت تعظیم کے لیے قیام واجب ہے۔

(۲۳)ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی مکہ معظمہ، صفحہ۱۴۱۔القیام عند ذکر ولا دته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم سید الاولین والاخرین صلی الله علیه وآلہٖ وسلم استحسنه اکثر من العلماء یعنی حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو اکثر علماء نے مستحسن کہا ہے۔

(۲۴)ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی شافعی مکہ معظمہ، صفحہ۱۴۱۔نعم القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم استحسنه العلماء وھو حسن یجب علینا من تعظیمه صلی الله علیه وآلہٖ وسلم بلفظہٖ۔یعنی ہاں البتہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استحسان علماء سے ہے اور وہ اچھا ہے۔کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔

(۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدمیاطی شافعی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادته سید المرسلین صلی الله علیه وآلہٖ وسلم فی قرأة المولہ الشریف تعظیماً له صلی الله علیه وآلہٖ وسلم امر لا شك فی استحسانه وطلبه واستحبابه وانه به ویحصل لفاعله من الثواب الحظ الاوفز و خیر الا کبر لانه تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا الله به من ظلمات الکفر الیٰ نور الایمان و خلصنا به من نارالجهل الیٰ جنت المعارف و الایقان فتعظیمه صلی الله علیه وآلہٖ وسلم مسارعة الیٰ رمناء رب العٰلمین واظهار الا قوی شرائع الدین ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب ومن یعظم حرمات الله فهو خیرله عند ربه ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث المثبتة القیام فاستفید من مجموع ما ذکر باستحباب القیام له عنه ذکر ولادته الخ۔ بلفظہٖ۔ ترجمہ: کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مولود شریف میں ذکر ولادت کے وقت آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا امر ہے جس کی استحباب اور استحسان میں کچھ شک نہیں۔ اور اس کے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یہ قیام تعظیمی ہے۔ اور تعظیم بھی اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہم کو کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہل کی آگ سے نکال کر معارف اور ایقان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کرنا رضائے الٰہی کا باعث ہے جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے شعائر کی وہ تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ جو شخص تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ کے حرمات کی پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے واسطے بہتر ہے۔ پھر دمیاطی نے بعد نقل کرنے ان حدیثوں کے جن سے قیام کا ثابت ہوتا ہے کہا اس مجموع سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت قیام کرنے کا استحباب مستفاد ہوا۔

(۲۶) ایضاً مولدہ الکبیر مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۱۴۳۔ فیقال نظیر ذلك فی القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وآلہٖ وسلم ایضًا قال اجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنّة والجماعة علیٰ استحسان القیام المذکور قد قال صلی الله علیه وآلہٖ وسلم لا یجتمع امتی علیٰ ضلالة ۔ (ترجمہ) پس کہا جائے گا اسی کی نظیر سے قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنّت و جماعت نے اجماع کرلیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی قدس سرہٗ، صفحہ ۱۴۳۔ حامداً و مصلیاً در پردہ مبارکہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمچنان ذکر معراج وغزوات و معجزات و مانند اینہا بروایات معتمدہ ومعتبرہ در ہر وقت و ہر مکاں ظاہر بلا تقیہ و تعیین تاریخ وماہ معرے از بدعات منفرداً او مجتمعاً بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو۔ نثر باشد یا نظم بالا نفاق از مثوبات ست وخیر محض و موجب تقویت ایمان۔ واما تعیین آں در شہر ربیع اول ودر شب دوازدہم آں در روز وے پس نزد

محدثین مانند امام نووی و حافظ ابوشامہ استاذ امام نووی وابن جوزی و شیخ الوموسےٰ زرہوتی وعلامہ ناصر الدین مبارک معروف بابن طباخ وجلال الدین سیوطی وعلامہ ظہیر الدین جعفر ومحمد بن علی دمشقی مصنف سبل اللہ وامام برزنجی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم قدس اسرارہم پس از امور مستحسنہ است واز ادلہ قویہ دندان شکن مبرہن ومثبت است۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ (۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت لندن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کے لیے قیام۔ از اخبار زمیندار لاہور، مورخہ ۸ ذیقعد ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یکشنبہ، صفحہ ۲، کالم ۳۔

ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں الوداعی جلسہ

خلاصہ: اس جلسہ الوداعی چودھری عبدالحق بیرسٹر کا یہ ہے کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلیٰ طبقہ کے امراء قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے:

(۱) ڈاکٹر جان پولن، سی-آئی-ای
(۲) مسٹر جی بی پنینکن، سی-آئی-ای
(۳) پروفیسر بی ڈبلیو آرنلڈ
(۴) مسٹر این-سی-سین
(۵) ڈاکٹر کیاڈیا، ایم-ڈی
(۶) مسز جی-او-بیرسٹر ایٹ لاء
(۷) مسٹر بی بی ورما بیرسٹر ایٹ لاء
(۸) مسٹر این-بی-دلال
(۹) پروفیسر لیون ایم-ڈی-ایچ-ڈی-لیون
(۱۰) نواب امین الدین حسین خاں
(۱۱) مسٹر اے-ایچ تیمور مصر
(۱۲) السید بکری مصر
(۱۳) مسز مرداکشمیر
(۱۴) مس ای-جے ہیلکٹ
(۱۵) مسٹر ومسز مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ
(۱۶) مسٹر انور العظیم (مشرقی بنگال)
(۱۷) مسٹر ومسز فلائٹ
(۱۸) مسٹر ولیم بل ممبر پارلیمنٹ
(۱۹) مسٹر ڈگبی-سی-آئی-ای-وغیرہ

میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ چودھری عبدالحق نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط بڑھانے میں کوشش کی ہے۔ جو قابل داد ہے۔ اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں۔ اخیر پر بہت سے انگریز مرد وزن میں سے ایک جاپانی شاعر (مسٹر کومائی) نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی۔ اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم بزبان انگریزی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل ومناقب میں پڑھی۔ جس کے دوران میں تمام حاضرین از راہ تعظیم سرو قد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہوگیا۔ بلفظہٖ۔ ملخصاً، وملتقطاً۔

میں کہتا ہوں مسلمانو غور کرو! اور منکر و سوچو!! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو اس جلسہ میں

غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا۔ اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسی سبیل پیدا کر دے گا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں اور منکرین کے لیے (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل السافلین سے بچائے۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

(۳۰) اقتباس فتاوے علماء (۴۴) مکہ معظمہ و (۲۰) مدینہ منورہ و (۱۰) جدہ و (۱۲) حدیدہ۔ جو مولوی عبدالرحیم مرحوم دہلوی ۱۲۸۸ھ کو لائے۔ اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کیئے۔ جن میں حکم ہے کہ جو شخص مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکم شرع کو لازم ہے کہ ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علماء ۹۴۔

سوال استفتاء از علمائے مکہ معظمہ

ما قولكم دام فضلكم فى ان ذكر مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم والقيام عند ذكر ولادة خاصة مع تعيين اليوم و تزئين المكان و استعمال الطيب و قرأة سورة من القراٰن و اطعام للمسلمين هل يجوز و يثاب فاعله ام لا بينوا جزاكم الله تعالىٰ ۔ترجمہ: کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا ولادت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش کے خاص کر ساتھ معین کرنے دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی صورت کا قرآن مجید سے۔ اور کھانا کھانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے اس کے کرنے والے کو یا نہیں بیان فرماؤ تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا۔

الجواب

اعلم ان عمل المولد الشريف بهذه الكيفية المذكورة مستحسن مستحب لان العلماء المتقدمين قد استحسنه وقد استحسن القيام عند ذكر ولادة الشريف فالمنكر لهذه مبتدع ببدعة سية مذمومة لانكاره علىٰ شئ حسن عند الله المسلمين كما جاء فى حديث ابن مسعود قال ماراه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن والمراد من المسلمين ههنا الذين كملوا الا سلام كالعلما العاملين وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس كلهم رواه حسنا فى زمان السلف الىٰ الان فصار الاجماع الامة فهو حق ليس بضلال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجتمع امتى علىٰ ضلالة فعلى حاكم الشريعة تعزير منكره والله اعلم۔ ترجمہ:- جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ سے مستحسن مستحب ہے۔ کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسی طرح قیام تعظیمی کو مستحسن کہا ہے اور اس کا منکر بدعتی ہے۔ اور برا بدعتی۔ اس لیے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو رب العزت اور کافۃ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر حضرت عبداللہ بن مسعود سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عند اللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔

عام مسلمانوں سے مراد علمائے باعمل ہیں۔ چنانچہ سلف سے اب تک علمائے عرب، مصر، شام، روم اندلس بالاتفاق اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر اجماع امت ہو گیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع نہ ہوگی۔ لہٰذا حاکم شرع کو لازم ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔ اس فتوے پر مفتیان مذاہب اربعہ و دیگر علمائے مکہ معظمہ بیالیس (۴۲) کس[1] کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ۔ سوال وہی ایک ہے

الجواب

اعلم ان ماصنع من الولائم فى مولد الشريف و قرءت نحضرة المسلمين وانفاق الطعومات و قيام عند ذكر ولادة الرسول الامين ورش ماء الوردو ايقاد النجور و تزيين المكان و قرت شئ من القراٰن والصلوٰة على النبى صلى الله عليه وآله وسلم اظهار الفرح والسرور فلاشبه فى انه بدعة حسنة مستحبة وفضيلة مستحسنة فلا ينكرها الامبتدع لا استماع بقوله بل على حاكم الاسلام ان بعزره ۔ والله اعلم ۔ترجمہ: جو چیزیں عمل مولد شریف میں برتی جاتی ہیں مثلاً خیر خیرات اور اچھی چیزیں تقسیم کرنا۔ اور آیات قرآنی اور درود شریف کا پڑھنا اور اظہار فرحت اور سرور اور قیام وقت ذکر ولادت کرنا۔ اور گلاب پاشے اور بخور کا سلگانا۔ اور مکان کو سجانا سب کے سب بلاشبہ بدعت حسنہ ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں اس کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات ہرگز نہ سننا چاہیئے۔ بلکہ حاکم شرح کو واجب ہے کہ اس منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر علماء کرام مدینہ منورہ کے تیس (۳۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے جدہ شریفہ

اعلم ان ذكر مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم بهذه التمورة المجموعة المذكررة بدعة حسنة مستحبة شرعًا لا ينكرها الا من فى قلبه شعبة من شعب النفاق والبغض له صلى الله عليه وآله وسلم كيف يسوغ له ذلك مع قوله تعالىٰ ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب والله اعلم ۔ترجمہ: محفل میلاد مبارک بہیئت کذائیہ شرعاً بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جس کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ کس طرح سے اس کا انکار کوئی کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس (۱۰) کس[1] کی مواہیر ثبت ہیں۔

---
[1] کس بمعنی شخص   [1] کس بمعنی شخص

خلاصہ تحریر علمائے کرام حدیدہ شریفہ

نعم قواء ة المولہ الشریف مع الاشیاء المذکورة جائزة بل مستحبة یثاب فاعلها فقد الف فی ذلک العلماء و حثوا علی فعله وقالوا لا ینکرها الا المبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزره والله علیم۔

یعنی ہاں! انعقاد محفل پاک مولود شریف بہیئت کذائیہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اکثر علماء نے اس محفل پاک کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور لوگوں کو اس محفل پاک کے انعقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کا قول ہے کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر حدیدہ شریفہ کے علمائے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

فہرست اوّل اسم وار محدثین وعلمائے مجوزین

مولود شریف وحاملین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

۱- شیخ محمد بن الملاء موصلی من الصالحین المشہورین سب سے اوّل انہوں نے مولود شریف کو ترتیب دیا۔

۲- علامہ ابوالخطاب ابن وحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علماء وصلحاء سلطان ابوسعید مظفر کی محفل میں آتے تھے انہوں نے سب سے اول کتاب التنویر فی مولد سراج المنیر تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کے پیش کی۔ دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

۳- علامہ ابوطیب السبتی تریل قوص من اجلة العلماء المالکیہ۔

۴- امام ابومحمد عبدالرحمٰن ابن اسماعیل استاذ امام نووی معروف بابوشامہ۔

۵- علامہ ابوالفرح بن جوزی محدث وفقیہ حنبلی۔

۶- امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابن طغربک۔

۷- امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری۔

۸- حافظ عمادالدین ابن کثیر۔

۹- علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری۔

۱۰- علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللولوی الدمشقی۔

۱۱- شمس الدین محمد بن ناصرالدین الدمشقی۔

۱۲- علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف ان کا مؤلف مجالس رومیہ میں پڑھا جاتا

ہے۔

۱۳- ابن الشیخ آقا شمس الدین (کشف الظنون)۔

۱۴- المولیٰ حسن البحری۔

۱۵- الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ۔

۱۶- الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی۔

۱۷- علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی۔

۱۸- سید عفیف الدین الشیرازی۔

۱۹- ابوبکر الدنقلی۔

۲۰- برہان محمد ناصحی۔

۲۱- برہان ابوالصفا۔ ان کے مولود شریف کا نام ہے **فتح الله حسبی و کفی فی مولد المصطفیٰ۔**

۲۲- الشمس الدین دمیاطی المعروف بابن السنباطی۔

۲۳- برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے۔

۲۴- حافظ زین الدین عراقی۔

۲۵- مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس ان کے مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ۔

۲۶- امام محقق ولی الدین ابوزرعة العراقی۔

۲۷- ابوعبداللہ محمد بن النعمان۔

۲۸- جمال الدین العجمی الہمدانی۔

۲۹- یوسف الحجاز۔

۳۰- یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل المصری المولد۔

۳۱- ابوبکر الحجاز۔

۳۲- منصور بشار۔

۳۳- ابوموسیٰ ترہونی وقیل زرہونی۔

۳۴- الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالملک المعروف بالمخلص۔

۳۵- ناصرالدین المبارک الشہیر بابن الطباخ۔ انہوں نے اپنے فتاوے میں لکھا ہے کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس

یعنی پوشاک پہنانی چاہیئے۔

۳۶- امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر ریسینی۔

۳۷- فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری۔

۳۸- الشیخ الامام صدر الدین موہوب الجزری الشافعی۔

۳۹- علامہ ابن حجر عسقلانی۔

۴۰- شیخ جلال الدین سیوطی۔مجدّد مائۃ تاسعہ۔

۴۱- محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی۔

۴۲- شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ وشارح صحیح بخاری۔

۴۳- نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی۔

۴۴- علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث۔

۴۵- علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری۔انہوں نے اپنے مولد شریف میں ثابت کیا ہے۔عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر وشام وروم واندلس ومغرب وبلاد ہندوستان ومکہ ومدینہ زادہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ میں۔پس درحقیقت یہ ایک کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے۔اور لکھا ہے اس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشائخ و علماء سے انکار نہیں کرتا۔اس میں شامل ہونے میں۔

۴۶- عبدالرحمٰن صفوری شافعی صاحب نزہۃ المجالس۔

۴۷- نور الدین ابو سعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔اور بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایۂ او مے نشستند در غایئت آراستگی از جہت آنکہ دریں شب وروز آں را برافرازند ودر غیر آں پیچیدہ باشد۔

۴۸- سید امام جعفر برزنجی۔ان کا مولد شریف ستر عبارات مقفی فصیح مشہور ہے۔دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے۔

۴۹- سید زین العابدین برزنجی۔ان کا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے۔

۵۰- شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری۔ان کا نسب محمد بن اسمٰعیل بخاری تک پہنچتا ہے۔

۵۱- شیخ اسمٰعیل حنفی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان۔

۵۲- احمد بن قشاشی مدنی استاذ اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

۵۳- محمد بن غرب مدنی۔

۵۴- شیخ عبدالملک کروی۔

۵۵- فاضل ابراہیم باجوری۔

۵۶- امیر محمد استاذ ابراہیم باجوری۔

۵۷- شیخ سقاصہ استاد والاستاذ باجوری۔

۵۸- شیخ عبدالباقی پدر واستاذ علامہ زرقانی۔

۵۹- شیخ محمد ریلی۔

۶۰- عامہ احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار بمولد المختار۔

۶۱- حافظ ابن الحدیث رجب دمشقی حنبلی۔

۶۲- ابی زکریا یحیٰی ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی۔

۶۳- سعید بن مسعود گازرونی۔انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علماء وصوفیاء سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔

۶۴- مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔

۶۵- علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولد شریف کے جواز میں ہے۔

۶۶- حضرت مولانا سید جمال الدین میرک۔

۶۷- علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدور۔

۶۸- قاضی ابن خلکان شافعی۔

۶۹- مولانا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بملا مسکین۔انہوں نے کتاب معارج النبوۃ اسی واسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ میں بیان کریں۔دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔

۷۰- علامہ ابو اسحاق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف میں کھانا کھلاتے تھے۔اور یہ فرماتے کہ اگر مجھ کو مقدور ہوتا تو میں ربیع الاول میں مہینہ بھر مولد شریف کیا کرتا۔

۷۱- شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔

۷۲- شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی۔

۷۳- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ مولد خاص میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔

(بلفظہٖ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۹ تک)

فہرست دوم صرف تعداد علمائے مفتیان کرام وصوفیائے عظام کی جو کہ مولود شریف وقیام تعظیمی کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱-	مکہ معظمہ	۴۲	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم ۱۲۸۸ ہجری	اسکے شامل فتویٰ	اس کتاب کیساتھ یہ فتویٰ ہے۔
۲-	مدینہ منورہ	۳۰	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم ۱۲۸۸ ہجری	اسکے شامل فتوے	"
۳-	جدہ شریفہ	۱۰	"	اسکے شامل فتوے	"
۴-	حدیدہ شریفہ	۱۲	"	اسکے شامل فتوے	"
۵-	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دستگیر قصوری و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے ہوئی۔
۶-	متفرقہ عرب وعجم	۷۳	انوار ساطعہ درمیان مولود وفاتحہ	۲۷۶ تا ۲۷۹	"
۷-	بغداد شریف	۸	"	۲۸۹	"
۸-	فرنگی محل لکھنؤ	۱۱	"	۲۹۱	"
۹-	دہلی-بریلی-رامپور	۶۷	"	۲۹۲	"
۱۰-	علی گڑھ	۱	"	۲۹۶	"
۱۱-	سہارن پور	۱	"	۲۹۷	"
۱۲-	قصور ضلع لاہور	۱	"	۲۹۸	"
۱۳-	ریاست رامپور	۲	"	۲۹۹	"
۱۴-	بریلی	۱	"	۳۰۱	"
۱۵-	بدایوں	۱	"	۳۰۴	"
۱۶-	بمبئی	۲	"	۳۰۶	"
۱۷-	حیدرآباد	۱	"	۳۰۷	"
۱۸-	احمد آباد	۱	"	۳۰۸	"
۱۹-	غازی پور	۱	"	۳۱۰	"
۲۰-	چڑیاکوٹ	۱	انوار ساطعہ درمیان مولود وفاتحہ	۳۱۲	"
۲۱-	لکھنؤ	۳	"	"	"
۲۲-	بلندہ ضلع فتح پور مسوا	۱	"	۳۱۴	"
۲۳-	کانپور	۱	"	۳۱۵	"
۲۴-	اکبر آباد	۱	"	۳۱۶	"
۲۵-	دہلی	۲	"	۳۱۶	"
۲۶-	رڑکی	۱	"	۳۱۸	"
۲۷-	میرٹھ	۱	"	۳۱۹	"
۲۸-	ریاست بہاولپور ونواح	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹-ذیقعد	۱۳۰۸	بر موقع بحث مندرجہ نمبر ۵
۲۹-	متفرق عجم	۲۸	الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۲۸ تا ۱۵۶	"
۳۰-	موجودہ عرب	۸	تقدیس الوکیل	۳۶۱	"
	میزان کل	۳۳۳	بزرگان ہادئ پاکباز	۳۳۳	کے اعداد کے برابر

یہ سب حضرات محدثین وفقہاء وعلماء متقدمین ومتاخرین ومفتیان اعلام عرب وعجم کل تعداد میں تین سوتینتیس (۳۳۳)

ہیں۔اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاوے جمع کیئے جائیں۔تو ہزاروں علماء وفضلاء اجل شمار میں آئیں۔لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجئے اور شرم کو مول لیجئے۔**قولہ**: مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۳ جن علماء کی تحریرات کو ہم توضیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں۔اگر ان کو آپ اہلسنّت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنے کو جواب مطالبہ میں متقدمین علماء کی تحریرات نقل فرمائیے۔جن میں انہوں نے اہلسنّت سے خارج لکھا ہو۔بلفظہٖ۔صفحہ ۳۱۔

اقول: مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث اور اجماع امت اور اقوال علماء متقدمین ومتاخرین وفتاوے نقل کیئے گئے ہیں جس سے آپ کے خیالات باطلہ کا دفعیہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے۔امید ہے کہ اگر آپ ان کو دیکھیں گے اور انصاف سے ان پر غور کریں گے تو آپ صراطِ مستقیم پر آجائیں گے اور اگر آپ نے صرف قول فاکہانی یا دو ایک وہابیہ غیر مشہور مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنّت وجماعت سے خارج ہوں گے بلکہ اسلام سے ہی خارج ہوں گے۔ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپ نے سن سنا کر لکھ دیا تھا۔وہ بالکل غلط ثابت ہوا۔اور حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہر گز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع اور قوالی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اس کو جائز بلکہ موجب ترقی مدارج فرما رہے ہیں:- جیسے لکھا جا چکا ہے۔اَب کہیے آپ کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام تابعین و تبع تابعین اور محدثین اور علماء متقدمین ومتاخرین وحرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً وملک شام وروم، مصر، بغداد، موصل واندلس وہندوستان وپنجاب وغیرہا آلان آپ کے نزدیک بدعتی اور مشرک ہیں۔اور میاں فاکہانی وشوکانی وغیرہ دو چار اہل سنت وجماعت ہیں۔حاشا وکلا ہر گز نہیں۔آپ کے سب مطالبات گاؤ خورد ہو گئے۔واللہ العلیم۔

غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم وقت ذکر ولادت باسعادت

نبی کی شان و شوکت ہے قیامِ محفل مولد
عجب تعظیم حضرت ہے قیامِ محفل مولد
عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیامِ محفل مولد
طریق اہل سنت ہے قیامِ محفل مولد
کھڑے ہوں دست بستہ محفل اقدس میں اے شاغل
ادب کی خاص ہیئت ہے قیامِ محفل مولد
ہے اہل علم کی سنت یہ سنت دیکھ شامی میں
اسی معنے میں سنت ہے قیامِ محفل مولد

نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک کفر و بدعت ہے
یہ ردّ شرک و بدعت ہے قیامِ محفل مولد
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے
یہ دونوں کی اطاعت ہے قیامِ محفل مولد
سوا چند آدمی کے دیکھ لو مشرق سے مغرب تک
ہوا مقبول امت ہے قیامِ محفل مولد
نہ ہوں خوش مفتیاں منع گر عشاق قائم ہیں
تو قائم تا قیامت ہے قیامِ محفل مولد
ادب دل میں مثالب پر کھڑے ہوں سروقد اٹھکر
عجب یہ ذوق حالت ہے قیامِ محفل مولد
حصول فیض رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے
وصول عشق حضرت ہے قیامِ محفل مولد
اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو تو بھی اے بیدلؔ
ادب کی خاص صورت ہے قیامِ محفل مولد

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار ساطعہ مرید وخلیفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔

باب (۱۵) پانزدھم

عقیدہ نمبر ۲۰

وہابیہ دیوبندیہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے

بلفظہ صراطِ مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی، صفحہ ۸۶۔ سطر ۳۔ اصل عبارت فارسی یہ ہے از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہٗ بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خرِ خود است۔ بشرک مے کشد

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر۱۴، برعقیدہ نمبر۲۰۔ مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراطِ مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت کا مقصد آپ سمجھتے تو اس کو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے۔ مصنف کا مطلب صرف اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے کہ نماز ایک عبادت ہے اس میں معبود کی طرف دھیان لگانا چاہیئے اور غیر معبود کا خیال اس موقع پر نہ آئے۔ لان اللہ تعالٰی یقول فاعبد اللہ مخلصین بس نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے خیال کے سوا کسی کا خیال نہ آنا چاہیئے۔ مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت مرتبت کا خیال آئے۔ سو یہ مذموم ہے۔ الخ، بلفظہ، صفحہ ۱۳۱، سطر ۵۔

اقول: مفتی جی! شکر ہے کہ یہاں پر آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تحریر کو بعینہٖ قبول کر لیا۔ اور حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا۔ اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اوّل یہ کہ صراط مستقیم کو صراط المستقیم الف ولام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتب ۲ بے معنی لکھ دیا۔ اور تیسری ۳ یہ عبارت لا ان اللہ یقول فاعبداللہ مخلصین لکھ دی جس کے کوئی معنی یا مطلب اس جگہ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے یا حدیث ہے۔ یا کوئی آثار ہے۔ یا کسی کا بے معنی قول ہے۔ ترجمہ بھی اس کا آپ نے نہیں کیا کسی رسالہ وہابیہ میں سے بے سمجھے بوجھے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بے باکی اور شوخ چشمی اور دریدہ دہنی سے لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آئے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ! اللہ!! اے غضب یہ توہین واہانت ودشنام حضرت افضل المرسلین سید الانبیاء محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اے

پاک پروردگار خالق اللیل والنہار منتقم حقیقی قہار وجبار اس قوم سرکش وغدار ونا ہنجار کی گستاخیوں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان میں کب تک سنے گا۔ اور ان کا بیڑا غرق نہ کرے گا۔ بار بار خیال آتا ہے۔ اور رنج وغم میں کلیجہ پھٹا جاتا ہے کہ کیوں اس قوم نابکار ظالم وکفار نہیں رساب وشاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں ان پر پتھر برسائے نہیں جاتے۔ کیوں بجلی ان کا کام تمام نہیں کرتی۔ کیونکہ ان کو خسف نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسی وقت تیرا کلام پاک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت قدر ومنزلت وتوقیر وعزت میں ہے:-

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (انفال) یاد آ جاتا ہے کہ سرورِ عالم رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی معذب ہوتے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانے والی ہیں۔ جس سے ایمان کا تو صاف صفایا ہے جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرت!!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ "اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا تو ضرور ہے اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت ومرتبت کا خیال آئے یہ مذموم ہے۔" درج ہے جس سے آپ کے ایمان کا ستیاناس ہو گیا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس قسم کے الفاظ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سب وشتم ہیں۔ جن کا حکم کتب معتبرات سے کفر وارتداد کا لکھا جا چکا ہے۔ اللہ رحم کرے۔ اب میں کچھ کسی قدر تفصیل کے ساتھ قرآن شریف واحادیث شریف سے اسی کلام کا کفر ہونا ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو دُہرانا نہیں چاہتا۔ اور اس کو بھی کفر سمجھتا ہوں العیاذ باللہ۔ مگر بقول عرب کل اناء یترشح بما فیہ۔ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو۔

سنیئے! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ فاتحہ ہے۔ جس کا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے۔ جب نمازی مسلمان اس سورہ کو پڑھے گا۔ فوراً اس کا خیال اس طرف جائے گا کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جو ہمارے شفیع اولوالعزم رسول ہیں۔ جب نمازی الحمد للہ رب العلمین پڑھے گا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو تمام جہانوں کا رب پروردگار ہے۔ اس وقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آئے گا جس کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر صراط الذین انعمت علیھم ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جو انبیاء، اصدقا، اور شہداء، صلحاء، مومنین ہیں۔ وہ سب خیال آئیں گے۔ جن کے سرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نیز صراط مستقیم نام پاک ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاً نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہو گا۔ بشرطیکہ نمازی باایمان اور محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی شان

میں نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں۔ جگہ جگہ لفظ قل اور کاف خطابیہ اور خاص نام مبارک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوگا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کرے گا معاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بہر حال دل میں آئے گا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت ان کی دل میں ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ سورۂ فتح میں جب نمازی پڑھے گا محمد رسول اللہ والذین معه الآیه۔ تو لامحالہ حضور کا ہی خیال دل میں آئے گا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خیال ضرور آئے گا۔ پھر جہاں جہاں یا ایھا الرسول ۔ یا یھا النبی یایھا المزمل ۔ یایھا المدثر ۔یٰس، طٰہ ۔ انا اعطینٰك الکوثر ۔ اے نبی اور نبی رسول۔ اے جھرمٹ مارنے والے! اے سردار! طٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ گویا نماز میں قرآن شریف پڑھنے والا نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں خیال کیئے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہوسکتی ہے۔ وہ نماز ہی نہیں جس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ آپ کو نماز میں پڑھنے کے لیے ایک نئے وہابیہ کے قرآن کی ضروری ہی ضرورت ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک اور ذکر تک نہ ہو۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا مشکل ہے اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی نمازوں میں ویدوں، شاستروں، پرانوں پوتھیوں، گرنتھوں، رامائن، مہا بھارت کے پڑھنے کی تجویز کر کے شروع کردیں تاکہ اس شرک سے نجات ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہو جائے۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرف علی صاحب کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللّٰہ ان کے مرید بڑے شوق سے پڑھیں۔ اور ذرّہ بھر زبان پر کانٹا نہ چبھے۔ اور اگر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہ دی جائے۔ لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور ہوش سے سنیئے۔ بہتر ہوگا کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشہد میں پڑھنے کو نماز میں سے نکال ڈالیئے۔ کیوں ایسا شرک پنجوقتہ نماز میں آپ لوگ کرتے ہیں۔ اور بیل اور گدھے میں غرق رہتے ہیں۔ مرد بنیئے چکڑالوی عبداللہ کی طرح التحیات اور درود شریف کو نماز سے خارج کیجئے۔ ہم اہلسنّت وجماعت اپنی نمازوں میں التحیات للہ والصلوٰت والطیّبات السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ و برکاته السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ و رسوله اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید[1] پڑھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھے گا تو نماز خراب ہوگی۔ اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز ناقص

حاشیہ[1]: بلکہ اپنے والدین اور تمام مرد مسلمان اور عورتوں کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ہوگی۔ آپ کی تسلی کے لیے مسلمانان اہل سنت وجماعت کی کتب معتبرات دکھلاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل آپ کے امام الطائفہ نے جو یہ ناپاک و گستاخانہ تشبیہ دی ہے۔ اور جس کو آپ نے تصدیق کر کے کہا کہ یہ حق ہے کون سی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب وعجم کا ہے۔ اس کو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب سے سب کافر اسلام سے خارج ہیں۔ اور ساب اور شاتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منھا۔

تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ له علیٰ وجه الانشاء کانه یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علیٰ نبیّه و علیٰ نفسه و اولیائه لا الاخبار عن ذلك ذکرہ المجتبی۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہوں۔ یعنی ان کا ایجاد اسی وقت سمجھے تصور کرے اس طرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور اپنے نفس اور اولیائے کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اس اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اس کو مجتبیٰ میں۔ بلفظہٖ۔

(۲) ردالمختار شرح درمختار معروف بشامی جلد اول، صفحہ ۳۴۲۔ بموجب وموافق بالا۔

(۳) مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول۔ باب چہارم۔ صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں۔ خواہ صلوات ہو یا طیّبات یعنی اخلاق ظاہر وہ سب اللہ کے لیے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لیے ہے۔ اور یہی معنی التحیات کے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ اور کہو السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔ بلفظہٖ۔

(۴) میزان امام شعرانی جلد اوّل، صفحہ ۱۸۲، سطر ۱۴۔ مطبوعہ اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ اور مطبوعہ مصر جلد اول، صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰۔ سمعت سیدی علی الخواص رحمة اللہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی التشھد لینیه الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علیٰ نبیھم فی تلك الحضرۃ فانه لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافھة ۔ بلفظہٖ۔ ترجمہ:- میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لیے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار

سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ (سامنے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام عرض کریں۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب تشہد، صفحہ ۴۳۰۔ حدیث شریف از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته دعا بخیر وسلام است برتوائے پیغمبر ومہربانی خدا وافزون ہائے خیر وکرم وے ووجہ خطاب بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بجہت ابقائے ایں کلام است برآنچہ دراصل بود کہ درشب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ وتقدس برآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطاب بسلام آمد پس آنحضرت درعین تعلیم امت نیز برہماں لفظ اصل گذاشت تا ایشاں رابذکرآں حال گردو نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ نصب[1] العین مومناں وقرۃ العین[2] عابداں است درجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخرآں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تراست۔ وبعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریاں[3] حقیقت محمدیہ است درذائر[4] موجودات وافراد ممکنات۔ پس آنحضرت در ذوات[5] مصلیان موجود وحاضر است پس مصلے بائد کہ ازیں معنے آگاہ باشد وازیں شہود[6] غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد۔ بلفظہٖ۔

(۶) حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی۔ صفحہ ۲۴۳۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رأیت فی مقامی هذا کل شیٔ وعدتم یعنی دیکھا میں نے اپنے اس مقام میں ہر چیز کو جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ میں علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ میں مشارق سے منقول ہے۔ فی قوله مقامی یجوزان یکون الرادبه المقام الحسی وهو المنیر ویجوز ان یکون المرادبه المقام المعنوی وهو مقام المکاشفة وتجلی عن حضرة الملك والملکوت والارواح والغیب الاضافی والغیب الحقیقی فانه البرزخ الذی له لتوجه له لتوجه الی لکل کنقطة الدائرة صلوٰة الله والسلامه۔ یعنی علامہ مذکور اس کی شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مقام حسی ہے اور وہ منیر ہے یا مقام معنوی۔ اور وہ مقام مکاشفہ ہے۔ اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور ملکوت اور ارواح اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خالق ومخلوق میں برزخ ومتوسط ہیں تمام کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ مانند مرکز دائرہ کے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔

پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام عالم کے ہر شے کی طرف متوجہ ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ

حاشیہ[1]: نصب العین۔ روبرو سامنے آنکھوں کے روبرو۔۱۲

حاشیہ[2]: قرۃ العین۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔۱۲

حاشیہ[3]: سریان اجرائے۔ آب یا جاری ہونا۔۱۲

حاشیہ[4]: ذرائر جمع ذرّہ کی۔۱۲

حاشیہ[5]: ذوات جمع ذات کی اور ذات بمعنی نفس ہر شے کا۔۱۲

حاشیہ[6]: شہود بمعنی حاضر ہونا اور حاضری۔۱۲

محیط کی طرف ہوتا ہے۔ جس کو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۷) منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۷۶، سطر ۱۲۔
حکایت: شیخ ابی العباس مرسی سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مجھ سے ایک پل (لمحہ) تو میں اپنے تئیں مسلمانوں سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر ہمیشگی کے ہے۔ بلفظہٖ۔

(۸) ضابطہ رابطہ مصنفہ حضرت مولانا مولوی فاضل مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری انبیٹھوی۔ صفحہ ۳۰۔ سطر اول: وقد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذه ابی العباس مرسی رحمة الله علیه وغیرهما انهم کانو ایقولون لو احتجبت عنا رویة رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم طرفة عین ما اعددنا انفسنا من جملة المسلمین۔ بلفظہٖ اور تحقیق حضرت ابی الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لحمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتے۔

(۹) مکتوبات امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد اول۔ مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ امرتسر بعضے از آداب پیر وشرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ مے شود بگوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب رابائد کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد وباوجود پیر بے اذان او بنوافل واذکار نپرداز ودر حضور او بغیر او التفات نہ نمائد وبکلیت خود متوجہ او بنشیند۔ حتے کہ بذکر ہم مشغول نشود۔ بلفظہٖ۔

(۱۰) ایضاً مکتوب نمبر ۳۱، جلد ثانی۔ (تصور شیخ) ایں قسم دولت سعادت منداں را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشد بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۰۔

(۱۱) حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۲۱۔ ثم اختار بعده السلام علی النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم تنویها بذکره و اثباتا للاقرار برسالته واداء لبعض حقوقه بلفظہٖ۔ ترجمہ: پھر اس کے بعد ہی (التحیات) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرّہ ادا کرنے کے لیے۔

(۱۲) سبیل الرشاد مصنفہ حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ۔ اگر وقت دوری شیخ لبے استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گذارد وہماں جانشستہ صورت شیخ کہ از وے فیض مے جوید بجمع ہمت و دفعہ خطرات ملاحظہ نمایند۔ بلفظہٖ۔

(۱۳) انوار محمدی مصنفہ شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمتہ۔

(جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث پڑھی تھی)۔

(بائد کہ مرشد دے رابعینے مریدرا) بوقت پراگندگی خاطر وعدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت خود بدیں معنے امر فرمائد۔ صورت مراد ضاع مراد اخلاق مثل ریش وخال وخد ولباس وغیرہ۔ آں چناں بصورت نیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ درآں محو گردی۔ الخ

(۱۴) امدادالسلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ اس کتاب کا نام ہی مصنف نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداداللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر رکھا ہے۔ صفحہ ۱۰۔ سطر ۴۔ ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیہ و در نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ رابیاد دارد و ربط قلب پیدا آید وہر دم مستفید بود۔ مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ رابقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است۔ وبسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق مے بود وبسوئے حق تعالیٰ راہ مے کشائد وحق تعالیٰ اورا محدث مے کند۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتویٰ کفر وشرک لکھ دیجئے۔ بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب اپنے بزرگ پر تو ضرور ہی لکھئے۔ شاید آپ کہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے تھے۔ اور انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ مگر محض غلط۔ وہ تحریر دکھلایئے جس میں انہوں نے توبہ کی۔

(۱۵) مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۶۵، سطر ۵۔ پس بائد کہ بندہ ہچناں کہ حق سبحانہ، تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف ومطلع بیند و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رانیز ظاہر وباطن مطلع وحاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم ووقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود واز مخالفت او ستر او اعلانا شرم دارد و ہیچ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد بلفظہ۔ یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع الوتین تحریر ہے۔

(۱۶) مسک الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مجتہد وہابی۔ صفحہ ۲۴۴۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں است در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی است وبعضے از عرفاء قدس سرہم گفتہ اند ایں خطاب سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود وحاضر است پس مصلے رابایدکہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد۔ آرے

درره عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
مے بینمت عیاں و دعا مے فرستمت

بلفظہ

دیکھیئے نواب صاحب وہی فرما رہے ہیں جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

میں فرما چکے ہیں۔ جو نمبر ۵ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنی

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کے آنکھوں کے سامنے ہر وقت۔

(۲) تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔ یعنی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔

(۳) بعض عارفوں نے فرمایا ہے:

(۴) پس نمازیوں کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں۔

(۶) اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنی حاضری اور موجودگی سے غافل نہ ہوں۔

(۷) تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو۔ لیجئے! اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتویٰ جھونک دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ:۔ مفتی جی! صوفیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سلاسل اربعہ کا مشہور اور مسلمہ مسئلہ تصور شیخ یا رابطہ بالشیخ ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ **والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم**۔ یعنی بڑا رکن سلوک میں تصور شیخ ہے جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل میں رکھنا۔ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اطناب ترک کرتا ہوں۔

تمام اہلسنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپ کے امام الطائفہ اور آپ نے استعمال کیئے ہیں۔ اور ایذاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہے۔ اور صریح گالیاں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ واعدلھم عذاب مھینا**۔ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے عذاب ذلیل کرنے والا تیار کیا ہے۔ نکتہ: یہ لفظ لعنت کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے اعداد جمل پانچ سو پچاس (۵۵۰) ہیں۔ اور ادھر جملہ ''مولوی اسمٰعیل دہلوی نالائق'' کے اعداد جمل بھی وہی پانچ سو پچاس (۵۵۰) ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم**۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے عذاب ہے درد دینے والا ہے۔ نکتہ: اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل آیت شریف **ولھم عذاب الیم** کے نوسو انتیس (۹۲۹) ہیں۔ اور ادھر فقرہ ''مولوی اسمٰعیل دہلوی وفرقہ بانو اوہابیہ دیو بندیہ'' کے بھی وہی اعداد جمل نوسو انتیس (۹۲۹) یہ خدا کی طرف سے مبارک ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ یا کسی بری تشبیہ سے نسبت کرے جو وہ بھی گالی ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بس چلے تو اس کی جان مار دے۔ لیکن افسوس دن دہاڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بری بری تشبیہیں لکھی جاتی

ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور عذر گناہ بدتر از گناہ تاویلیں لایعنی کی جاتی ہیں۔ اور بلا تاویل ان کی گالیوں اور توہینوں کو قبول کر کے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے اف اور تف ہے۔ ایسی نام کی مسلمانی پر۔ الٰہی ہمیں ان سے اور ان کے شر سے بچا۔ آمین۔

دو کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں۔ عبرت کے لیے درج کرتا ہوں:

(۱) کتاب الخراج مصنفہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ شاگرد رشید حضرت امام الآئمہ سراج الامت امام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ **ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی و بانت منہ امرأتہ**۔ یعنی جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برا کہے یا گالی دے۔ یا جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا کسی طرح کا عیب لگا دے۔ یا کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان گھٹا دے۔ وہ یقیناً خدا کا منکر اور کافر ہے۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

(۲) درمختار۔ **الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل قابتہ مطلقا و من شک من عذابہ و کفرہ کفر**۔ جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اس کے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ میں کہتا ہوں یہ لوگ شیعہ قوم سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے۔ وہ تو صرف اصحاب ثلاثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبرا کر کے اہلسنّت و جماعت سے نکل گئے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان عالی پر اس قدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں وہابیہ نے اودھم مچا رکھی ہے۔ یہاں پر میں اپنے وطن پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنے کا ذکر کرتا ہوں۔ اس میں وعظ کے بعد ایک شیعہ کی طرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا۔ اور اس کا جواب دیا گیا۔ اعتراض عجیب تھا اور اس کا جواب بھی عجیب و غریب ہوا۔

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ شوال ۱۳۳۴ھ

شیعہ: قرآن میں آیت ہے انا من المجرمین منتقمون ہم مجرموں سے بدلہ یا انتقام لینے والے ہیں۔ اس کے اعداد جمل بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ جو مطابق ہوتے ہیں۔ اعداد، ابوبکر، عمر، عثمان کے نام سے یعنی ان ناموں کے بھی بارہ سو دو (۱۲۰۲) اعداد جمل ہیں۔ اس لیے ہر سہ صحابہ مجرم ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا۔ (نقلِ کفر کفر نباشد)

مختصراً جواب بطور تازیانہ از جانب احقر راقم الحروف

مین: ایسے اعداد کا اعتبار نہیں۔ جب تک ان کی واقعات سے تصدیق ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایسی کی کہ وطن چھوڑا، گھربار ترک کیا، خدا کے راہ میں شہید ہوئے۔ اور اسلام کو شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً پھیلایا۔ اور انتقال فرمانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدوم مبارک

میں جگہ لی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہی ان کا بھی خمیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو خسر اور داماد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ان کے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بات محض غلط ہے۔

دوم: یہ نام حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کون سے اصحاب ہیں؟ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں کہ وہ ہر سہ بزرگ کون سے ہیں۔ جن پر آیت شریف کے اعداد منطبق کیئے جا سکتے ہیں۔ مگر اس کا فرق کبھی بتلا بھی نہیں سکتے۔ خواہ تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ **فان لم تفعلو اولن تفعلوا**:-

سوم: ہمارا سُنّیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفائے راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا دی۔ جن کے اعداد آیت شریفہ میں ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہوں گے۔ اور مشہور مجرم:-

چہارم: یہ ہیں۔ عبداللہ بن سلول وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افک لگایا۔

(۲) فیروز غلام ہے۔ جس مردود مجرم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳-۴) سار، سودان۔ یہ وہ دو شخص مردود اور مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(۵) ابن ملجم۔ وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو شہید کیا۔

(۶) یزید وہ خبیث مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت امام حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کروایا پس ان چھے مردود مجرموں کے ناموں کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) کے برابر اس آیت شریف کے ہیں۔ فہو المراد۔ شیعہ صاحبان سن کر حیران ہوئے۔ اور اس عقیدہ سے باز آ گئے۔ **الحمد للہ علٰی ذلک**۔ اس پر ایک استفتاء کیا گیا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

استفتا و فتوٰی الھامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ **انا من المجرمین منتقمون** کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ اور یہی عدد ابوبکر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے **بینوا توجروا** المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی، ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ۔

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و پاور ہوا پر ہے:-

اوّلاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ ثانیاً: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام: ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا: اووفے ابنی ماذا سمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شبیر مبشر حسن حسین محسن ان سے ہموزن وہم معنی۔ اس سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، عباس وغیرھم رکھے۔ ثالثاً: رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی

(۱) بارہ سو عدد کا ہے کے ہیں۔ ابن سبا رافضہ کے

(۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں **ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی طوسی خلی۔**

(۳) ہاں او رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعالست منھم فی شیٔ** بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شبعہ ہو گئے۔ اے نبی! تمہیں اس سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ اور یہی عدد ہیں۔ **روافض اثنا عشریۃ شیطنیۃ اسمٰعیلیہ** کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمٰعیلہ میں الف چاہیئے تو یہی عدد ہیں **روافض اثنا عشریہ و نصریہ و اسماعیلۃ** کے

(۴) ہاں او رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار** اُن کے لیے ہے لعنت اور ان کے لیے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۴۴۵ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی سعید کے۔

(۶) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اولئک ھم الصدیقون و الشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم** وہی اپنے سب کے حضور صدیق وشہید ہیں۔ ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے عدد ۱۷۹۲ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابوبکر و عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر و سعد کے۔

(۷) نہیں اور راضی بلکہ عزوجل فرماتا ہے: **والذین امنو باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون و الشھداء عند ربھم لھم اجرھم و نور ھم** جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں۔ ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیۂ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ ۳۰۱۶ اور یہی عدد ہیں۔ صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے الحمدللہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ یدح بھی پورا ہو گیا۔ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آ گئے۔ جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد و اللہ تعالیٰ اعلم۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی منہ)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کا تو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت و جماعت بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف کے گزر چکی تھی۔ واللہ باللہ اعداد اخیار و اشرار کے بلا سوچ اور تامل کیئے فرما دیئے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القاء ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ اعلیٰ حضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اس وقت معاً بلا تفہیم و تاویل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ لکھو۔ فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی

(۱) **اھلکنھم انھم کانوا مجرمین** کے اعداد ۶۶۸ جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے

(۲) **ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفر وابعد اسلامھم** کے ۱۲۶۴ ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے

(۳) آیت **شیطانًا مرید العنہ اللہ** کے اعداد ۸۴۶ ہیں۔ اور وہی عدد ہیں (حاجی قاسم صاحب نانوتوی) کے

سبحان اللہ و بحمدہ کیا قدرت الہیہ کا تماشا اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے۔ جو بندگان رب العلےٰ اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان فرما سکتے اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم** ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سُنّی ہیں۔ اور لفظ سنی کے (۱۲۰) ایک سو بیس عدد ہیں۔ اور حب علی کے بھی وہی ہیں اور لفظ شیعہ کے عدد تین سو پچاسی (۳۸۵) ہیں۔

اور یہی عدد ہیں شیطانیہ کے ۱۲۔ آیات میں جہاں گول (ۃ) ہے اس کے عدد پانچ لیے گئے ہیں یعنی ۵ عدد (ہ) کے ہیں۔ پیشتر لفظ کلمہ ۱۲ منہ۔

قولہ: مطالبہ نمبر ۱۴ کا نماز میں اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہیئے یا نبی علیہ السلام کی طرف اگر صرف اللہ ہی کی طرف دھیان لگانا چاہیئے تو کیا نبی علیہ السلام کا اس وقت دھیان آنا یا کسی اور کا دھیان اول کے مضر ہے کہ نہیں۔ اگر مضر ہے تو مذموم ہے کہ نہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۱، سطر ۲۴۔ اقول: مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے۔ صغریٰ کبریٰ آپ کا مثل جماد قابل ضماد ہے۔ اگر صرف دھیان لگانا ہے تو نماز کی کیا ضرورت ہے صرف مراقبہ میں دھیان لگا لیا کریں۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھنا پڑے گا۔ جس میں ہر لفظ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھیان یا خیال آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ پھر تشہد میں لازمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے گا۔ بلکہ ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر جاننا پڑے گا اور درود شریف پڑھنا پڑے گا۔ گویا کوئی وقت خالی نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ پس وہابیہ نجدیہ کو نماز ترک کر کے کوئی سندھیا (نماز ہنو) بنانی چاہیئے اور تصور شیخ جو کہ بزرگوں کی طرف سے ضروری طور پر رائج ہے۔ اس کو بھی خیر باد کہنی چاہیئے اور ان پر فتویٰ کفر اور شرک جاری کر کے پکے بننا چاہیئے۔

باقی دو مطالبے اسی قبیل کے بیہودہ ہیں۔ جس کے نقل کرنے میں دل کانپتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو ان کو ذلیل سمجھنا چاہیئے العیاذ باللہ۔ کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے۔ یہ عقیدہ نہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا بڑے زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا ہے۔ آپ کے امام الطائفہ کے مجاہدین کو وہ پنجتار سے ابھی لالے ہیں۔ اور دیوبندیوں کے حوالہ کی ہے جو قرآن شریف واحادیث و اجماع امت کے برخلاف ہے جو ہم نے یا ہمارے باپ دادا نے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے۔

میں کہتا ہوں قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہ السلام کے نام اور ان کا تذکرہ تعلیم کے ساتھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے احکام اور امر و نواہی موجود ہیں۔ اور سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یٰس۔ طٰہٰ، المزمل، المدثر، سورہ ابراہیم، سورہ یونس، سورہ یوسف، سورہ ہود، سورہ مریم، سورہ کہف، سورہ انبیاء، سورہ لقمان، سورہ نوح علیہ السلام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السلام اور فرشتگان الٰہی کے تذکرہ سے پر ہے۔ ان سب کو نماز پڑھتے ہوئے مذموم اور ذلیل سمجھنا چاہیئے۔ اور جب نماز میں تعزروہ و توقروہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو۔ پڑھا جائے تو قرآن شریف سے اس آیت شریف کی جگہ تذللوہ و تحقروہ لکھنا چاہیئے۔ اور جہاں وللہ العزۃ ورسولہ آئے۔ وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرنے چاہیئے۔ اگر کلمات کفر آپ کے جمع کیئے جائیں تو آپ کے لیے ہار کی سجاوٹ پوری ہو جائے۔ وہابیت کیا ہے۔ جہنم کے لیے عمدہ سے عمدہ سرٹیفکیٹ ہے) مبارک ہو۔

باب شانزدھم

عقیدہ نمبر ۲۱

وہابیہ دیوبندیہ (کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں) سبیل الرشاد مولوی رشید احمد صاحب

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۵ بر عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۱ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۹۔ اقول: مفتی جی! پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آ گئے کہ عبارت کا انکار کرنے لگ۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں تا کہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے۔ وھو ھذا: - البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیئے ہیں۔ لاریب یہ امر زبوں ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۳۲، سطر ۱۹: - میری عبارت۔ اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زبوں لکھا ہوا ہے لفظ مذموم ہے۔ جس کے معنی بد کے ہیں۔ یعنی برے۔ اور لفظ زبون فارسی ہے اس کے معنی بدتر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زبوں کے معنی اور بھی زیادہ خراب اور سخت بجائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً۔ اور علماء عرب وعجم سب کے سب بے علم اور بے خبر ہیں۔ جن کو ان چار مصلوں کی زبونی معلوم نہ ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی صحبت سے علمیت اور فضیلت حاصل ہوئی کہ کسی عالم مفتی، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو آج تک صدہا سال گزر گیا۔ معلوم ہی نہ ہوا اور نہ کسی نے ایسا لکھا۔ یہی سبب ہے کہ دیوبندے علماء، علماء حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ چونکہ یہ ہر چہار مصلے جو بحکم سلطان وقت اولی الامر کے بالاتفاق علماء ومفتیان وقت بغرض اصلاً مسلمین ورفع تنازعہ کیئے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبوں) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی ان کے نزدیک بدتر ہے۔ درانحالیکہ بادشاہوں کا حکم خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الآیۃ۔ نساء۔ یعنی اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے

ہیں۔پس اس آیت شریف پر عمل کرنے والے مسلمان ان کی اطاعت واجب جانتے ہیں۔دیکھیئے :-

(۱) تفسیر عزیزی سورہ بقر، صفحہ ۸۶۔ کسیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گردہ انداز ان جملہ سلاطین وامراو اہل خدمات اند۔مثل قضاۃ و محتسبین وحکام کہ اوامرونواہی ایشاں در مصالح جزئیہ وحوادث یومیہ واجب الاتباع است درحق رعایا۔ بلفظہٖ۔

(۲) ترجمہ حجۃ البالغہ۔حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ دہلوی صفحہ ۲۳۴، سطر ۲۰۔ چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رواج ہوا اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کیئے۔بلفظہٖ۔ (۳) خلاصہ تواریخ مکہ معظّمہ صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳، (بعد تقرر تقلید شخصی کے) ۳۳۹ ہجری۔اور بعد اس کے زمانہ فرح بن ظاہر برفوق بادشاہ کے آگ لگ گئی ۸۰۲ ہجری میں بعد اس کے بیسق طاہری امیر الحاج مصر نے ۸۰۳ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو ازسرنو تعمیر کیا۔اور مصلات اربعہ کو بھی ہیئات قدیمہ پر تعمیر کیا۔بلفظہٖ۔اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ ۸۰۳ھ سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔جو پھر اسی ہیئت پر تعمیر کیئے گئے۔اس پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے۔کہ جب تقلید شخصی ۳۳۹ ہجری میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلحتاً بنائے گئے تھے۔کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا۔

(۴) حدیقہ اللدنیۃ شرح الطریقۃ الحمدیہ للعارف باللہ تعالیٰ۔سید عبدالغنی النابلسی الحنفی الجزءالاوّل صفحہ ۱۰۳۔ یہ کتاب ۱۰۷۶ہجری میں لکھی گئی۔نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔اسکے اقسام البدعت فصل ثانی میں ہے۔وھو ھٰذا:- وقد سئل بعض العلماء عن هذه المقامات المنصوبة حول الكعبة التى يصلون فيها الان باربعة آئمة علىٰ مقتضى المذاهب الاربعة ما كانت السنة علىٰ ذلك ولا عصر التابعين ولا تابعيهم ولا عهد الائمة اربعة ولا امرونها ولا طلبوها فاجاب بانها بدعة ولكنها بدعة حسنة لا شيئة لانها تدخل بدليل السنه الصحيحة وتقريرهافى السنة الحسنة لا نها لم يحدث منها ضرر ولا جرج فى المسجد ولافى المصلّين من المسلمين تعامه اهل السنة والجماعة بل فيها عميم النفع فى المطر واحر الشديد والبردوفيها وسيلة للقرب من الامام فى الجمعة وغيرها فهى بدعة حسنة وسمّون يفغلهم للسة الحسنة وان كانت بدعة اهل السنة لا اهل بدعة لان النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم قال من سن سنة حسنة فسمّى لمبتدع للحسن مستنا فادخله النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فى السنة و قرر بذالك لا بتداع وان لمريرد فى الفعل فقد ورد فى القول فالسان سنّى لاب عى لدخولة تسميه النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فيما قرره من السنة وضابط والسنة ماقرده اوفعله النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وداوم عليه واظهره ومن جملة فعلة ايضاً قوله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وداوم عليه واظهره ومن جمله فعلة ايضًا قوله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم و سكوته على الامر لا تنقرير وان فى ابتداع السنه الحسنه الىٰ يوم الدين وانه مادون

له بالنزع فيها و ماجور عليها مع العاملين لها بدوامنها اخرج لادم احمد بن حنبل و مسلم والترمذى والنسائى و ابن ماجه عن جرير عن عبدالله عن رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم قال من سنّ فى الاسلام سنه حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غيران ينقض من اجرهم شئ الحديث فيدخل فى السنة تقريره صلى الله عليه وآلہٖ وسلم كل بدعة حسنة ومنها البربط والمدارس والمرافق والمصالح حيث كانت للمسلمين بالطريق و غيرها للمنافع ۔بلفظہٖ۔ترجمہ:- جو مصلات کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔اور چاروں مذہب کی وجہ سے اب ان میں چار اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔بیشک بعض علماء سے ان کی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے اور نہ تابعین وتبع تابعین اور نہ آئمہ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ ان کا اس پر عمل تھا۔اور نہ اسے طلب کیا تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں لیکن بدعتِ حسنہ نہ سیہ اس واسطے کہ وہ حدیث صحیح کے ارشاد وقبول سے نیک سنت میں داخل ہیں اس لیے کہ ان سے کوئی ضرر اور حرج نہ مسجد میں پیدا ہوا۔اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ ان میں عام نفع ہے۔بارش اور سخت گرمیوں اور سردی میں اور وہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قرب ہونے کا وسیلہ ہیں۔تو وہ بدعتِ حسنہ ہیں۔اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے نو پیدا ہے۔اہلسنّت کہلائیں کہ نہ اہل بدعت۔اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد کی تو نئی نیک بات نکالنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت والا فرمایا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت میں داخل کیا۔اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا۔مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے اور اس نئے نکالنے کو مقبول رکھا۔پس اس کا نکالنے والا سنی ہے نہ کہ بدعتی۔اس واسطے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تقریری میں داخل ہے۔اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقبول رکھا یا خود ہمیشہ کیا اور اس سے ظاہر فرمایا۔اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد فرمانا اور خاموش رہنا بھی ہے۔اس لیے کہ وہ مقرر رکھنا ہے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنے کا اذن دیا۔اور یہ کہ شرع سے اس نئے پیدا کرنے کا پیدا کرنے والوں کو اذن ہے اور اسے اس کام اور جو اس پر عمل کرے ان سب کا ہمیشہ ثواب ہے۔امام احمد بن حنبل و مسلم ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہوالخ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعتِ حسنہ کو مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔انہیں میں سے خانقاہیں ہیں۔مدرسے اور سب منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کے لیے ہوں۔ختم ہوا ترجمہ پس جب کہ یہ مصلات صدہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت سے بنائے گئے ہوئے ہیں جس پر حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً کا اجماع حجت ہے۔اور اس پر دلیل ہے حدیث شریف لا يجتمع امتى على اضلاله میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔اور دوسری حدیث شریف ماراه المسلمون

حسنًا فھو عند اللہ موَطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۴۰، سطر ۲۔ یعنی کسی چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے پس ان مصلات اربعہ کو تمام دنیا کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک دیوبندی صاحب کے کہنے سے زبوں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبوں اور خارق اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود مولوی رشید احمد صاحب اسی اپنی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ ہے۔ بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳، سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ سلاطین اہلِ اسلام نے بنائے جو اولی الامر ہیں ان پر طعن ہے۔ حالانکہ ان کی اطاعت بحکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کون سے کھیت کی مولی ہیں کہ ان پر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی رسوائی کرائیں اور رسوائی کا اثبات ان کے ایسے لچر فتاوے ہیں جن کی شکایت آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لدھیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اس طرح کرتے ہیں۔ وھو ہذا:- تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی، صفحہ ۹۴-۹۵ ظاہر ہو گیا کہ فتوے مولوی گنگوہی کا ان کے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے اور یہ ان مولوی صاحب کی پہلی ہی خطا نہیں۔ بلکہ ان کی عادت ہے۔ اسی قسم کے مسائل میں جن کی حقیقت نہیں معلوم ہوگی۔ مگر گہری نظر سے۔ درحقیقت وہ مولوی صاحب[1] اہل نظر نہیں ہیں۔ کیونکہ:-

(الف) پہلا فتویٰ یہ دے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس پر یہ حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ ہم نے اتارا اس کو قادیاں[2] کے قریب (ب) پھر یہ فتویٰ دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ (ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے کوئی سچا نہیں۔ (د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو حنفیوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی۔ (ھ) نیز جواز شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا فتویٰ دیا۔ باوجودیکہ پہلا فتویٰ اس پر تھا کہ یہ کلمہ شرک ہے۔ (و) اور کفار کے واسطے جواز تعمیر مسجد کو فتویٰ دے دیا۔ (ز) اور یہ بھی فتویٰ دے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے جن کو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے۔ اور بھی مسائل ہیں جن میں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظہٖ۔

لیجئے! اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے کہ مولوی رشید احمد کے فتویٰ یا تحریر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اہل نظر نہیں ہیں اور مصلات اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں۔ خدا کے لیے اپنے بزرگوں کی کتابوں پر تو عمل کیجئے۔ یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو...... دیکھا نہیں۔ اگر دیکھا ہے تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے۔ اور مفتی بننے کے امنگ میں جو چاہا سو کہہ دیا مفتی جو ہوئے۔ میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں۔ تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو۔

حاشیہ[1]: اہل نظر نہیں ہیں۔ یعنی نابینا ہیں۔ ۱۲

حاشیہ[2]: قادیاں ایک گاؤں ہے۔ ضلع گورداسپور میں۔ ۱۲

میں نے کہا سچ ہے وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں اسم با مسمیٰ۔ قولہ: مطالبہ نمبر ۱۵ کیا یہ مصلیٰ نبی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا آئمہ نے مقرر کیئے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اور اس پر اربعہ ادلہ سے کوئی دلیل نہ ہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے۔ بلفظہٖ، صفحہ ۳۲، سطر ۱۲۔ اقول: آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ (مولود شریف) میں مفصّل دیا جا چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی ایک عالم کا متقدمین سے نام تو لکھا ہوتا۔ جس نے مذموم لکھا ہو۔ یا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء راشدین یا آئمہ نے مقرر کیا تھا۔ یا آپ کے جد فاسد مولوی محمد نے جو مسجد لدھیانہ میں دومنزلی[1] بنوائی۔ وہ خیر القرون میں بنی تھی۔ یہ مذموم ہے یا نہیں؟ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہر امر جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں۔ مثلاً مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دعویٰ نبوت کیا۔ اور اس مسماۃ سجاح سے نکاح کر کے مہر میں صبح وعشاء کی نمازیں معاف کر دیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ مسیلمہ کذاب کی پیغمبری پر ایمان لائیں۔ یا صبح وعشاء کی نماز معاف کر دیں۔ اور یزید علیہ ما یستحقہ نے شراب کو حلال کر دیا تھا تو آپ کو لازم ہے کہ شراب کو حلال جان کر پیا کریں۔ کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح علم صرف ونحو وکلام مدارس خانقاہ، رباطین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے پڑھنے یا ان میں رہنے کا انکار کریں۔ یا قرآن شریف جواب چھاپے کے موجود ہیں۔ ان پر تلاوت نہ کریں۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ بیہوشی اچھی نہیں۔ قولہ: بضمن مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپ کے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا ان چار مصلوں کے ہونے سے جماعت میں تفرق پیدا نہیں ہوئی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل شرعی لا کر اس امر کو ثابت فرمایئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۳۲۔ اقول: تفریق کا مسئلہ لکھ دیا ہوتا کہ اس طرح پر تفریق جماعت ہوئی۔ مولوی رشید احمد سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک جماعت نہیں ہوتی۔ اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳، سبیل الرشاد۔

میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے ورنہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ صبح کی نماز علی الصباح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے اور تمام لوگ جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتداء کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد امام مالکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ اس وقت حاضر ہوتے وہ ان کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں۔ اس کے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب روشنی ہو جاتی ہے تو اس وقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور مقتدی بھی اس وقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں۔ لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب

حاشیہ[1]: دومنزلی مسجد جو لوگوں کے چندہ سے بنائی گئی تھی۔ ۱۲ منہ رح

شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء سب سے اول امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں۔ تمام لوگ۔ باقی ہر سہ مذاہب کے ان کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے نہ افتراق جماعت۔ یہ سب باتیں معترضانہ ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات اربعہ کو زبوں یا بدتر جاننے میں حق پر تھے۔ اور ان کے پاس شرعی دلائل اور براہین تو یہ مصلات کے زبوں یا بدتر ہونے کے موجود تھے۔ تو حج کے موقع پر علمائے و مفتیان اربعہ مذاہب سے اس کا فیصلہ کر کے ان سے فتویٰ لیتے اور فیصلہ ہو جاتا۔ مگر ان علماء کے روبربات کا نا کارے دارد کا معاملہ ہے یہاں ہندوستاں میں بے باکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دے دی۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا ہجو کر دی۔ اپنی فضیلت لکھ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنا شاگرد بنا لیا مگر مزہ جب تھا کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے آپ یہ کہہ دیں کہ علماء دیوبند پر یہ افترا ر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بناتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت افتراء کرنے والے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپ کے اطمینان کے لیے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب سے دکھلاتا ہوں کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ وہوالخ اور مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کا ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ۔ براہین قاطعہ۔ صفحہ ۲۶، سطر ۸۔

دیکھیئے آپ کے مرد صالح کی وضعی خواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم علوم الاولین والاخرین کا استاد قرار دیا گیا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب سے اردو بولنا آ گیا اور اگر ان سے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا ہی عرصہ ہوا پہلے کچھ معاملہ علمائے دیوبند کے ساتھ نہ تھا۔ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا معاملہ تھا۔ جواب آن کر پڑا اور یہ اردو زبان آ گئی۔ نعوذ باللہ من ذالک الخرافات والخزعبلات۔ واقعی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو زبان آ گئی تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح علمائے دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے۔ صفحہ ۱۸، ۱۹ براہین قاطعہ کا دیکھو۔ مگر جب علماء دیوبند یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ۔ چونکہ مدرسہ دیوبند اور اس کے علماء کی تعریف میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ اس لیے میں حالات مدرسہ اور ان کے علماء مدرسین و مہتممین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھا دیتا ہوں جو ایک راست گو مولوی صاحب نے ظاہر کیئے ہیں۔ رسالہ منظوم مسمیٰ تدرسہ عربی دیوبند کا مرقع۔ اغنی واقعی حالات مصنفہ حضرت مولانا مولوی منظور الحق صاحب پنشنر کا اقتباس۔ بلفظہٖ۔ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر شائع ہوا مولانا فرماتے ہیں:

غائبانہ ہر چہ در سمعاں شدہ — بر خلافش دیدۂ چشماں شدہ
نا نشسم من گرفتہ پنشنیں — واقعی حالات را جویاں شدہ

بے دیکھے جو کچھ سنا گیا۔ اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا۔ جب میں پنشن لے کر آیا تو میں نے اس مدرسہ دیوبند کی تفتیش کی۔ حالات واقعی کو لکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ الحق مرٌّ ہے۔ لیکن جو سچ کہنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں:۔

پر زنخوت چند مختالاں شدہ — حدسہ از ننگ شاں نالاں شدہ
گشتہ سہ یک برسر طغیاں شدہ — مدرسہ از ننگ شاں گریاں شدہ
گشتہ سہ یک و یکے گشتہ سہ
مات بر تثلیث محز سایاں شدہ

یعنی چند لوگ مغرور تکبر سے بھر گئے۔ اس لیے مدرسہ ان کی شرم سے روتا ہے۔ اور تین ایک ہو کر سرکش ہو گئے۔ مدرسہ ان کے عیب سے روتا ہے۔ تین ایک ہو گئے۔ اور ایک تین ہو گیا۔ عیسائیوں کی تثلیث پر مات ہو گئے۔ ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمٰن مرحومین ممبر مدرسہ تھے۔ جب ان تینوں کا زور ہوا۔ تو ان کا بس نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈاہڑیوں کو ان کی سرکشی سے بچایا۔ جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تین یہ ہیں۔ ایک جنیب (تصغیر جنب کا بمعنی ناپاک جس کو غسل کی حاجت ہو)۔ دوسرا گھوگھی تیسرا کنعان (پسر ناخلف حضرت نوح علیہ السلام ہو۔ ان تینوں سرکشوں نے مولانا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا۔ جب کہ انہوں نے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ نکالا۔ اور مولانا نے اس بات سے منع کیا۔ اس پر ان کے ساتھ الجھ گئے۔ تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور گھوگھی صدر بن گیا۔

آں جنیب اہلیہ اش قبل الطلاق — فے المودۃ ہدیہ کنعان شدہ
مے گذارم تو غسیلا اش بچش — واہ وا برخلہ خلاں شدہ

یعنی جنیب کی جورو طلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفۂ دی گئی کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں تو بھی اس کا مزہ چکھ لے۔ واہ واہ۔ کیا اچھی دوستی ہے۔ جب اس عفیفہ نے یہ بات نہ مانی۔ تب اس نافرمانی کی وجہ سے کہ کنعان سے اس نے اپنی عزت بچائی۔ اس کو طلاق دے دی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد کنعان کی جورو کا پردہ جنیب شخص سے اٹھا لیا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے کہ کنعان کی جورو کا پردہ جنیب سے نہیں رہا کہ وہ جب روٹی کھانے بیٹھتا ہے تو کنعان کی جورو اس کو پنکھا جھلتی ہے اور بہت سے بھید ہیں۔ جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کیئے جاتے اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی۔ جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ

گاہ از اولاد من فی المدرسہ — لایلج احد ملازم آں شدہ

کہ میری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت ان کی از روی کشف تھی جس کے چھوڑنے سے یہ

خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے کا حال ان پر ظاہر گیا۔ جو اس کو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا۔ یہ مدرسہ ان کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولانا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے۔ مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ وہ وصیت ان سرکشوں نے گم کردی اس وقت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے کہنے سے موم کی ناک گھوگھی نے مشورہ کر کے مدرسہ کو کنعان کے سپرد کردیا۔ اس کا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب جنیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا تاکہ کنعان کا اصل حال معلوم ان کو نہ ہو۔ ہر وقت ان کے پاس رہتا۔ کسی کو موقع نہ دیتا کہ کنعان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ سو (۶۰۰) روپیہ کی چوری کرلی۔ اور محرر پر اس کا الزام لگایا۔ حالانکہ کنجی اس کی کنعان کے پاس تھی۔ پھر کنعان کو حلف دی گئی۔ اس نے حلف لینے سے انکار کردیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھالوی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب رجسٹرار تھے۔ مولانا رشید احمد سے سب حال کہہ دیا کہ کنعان نے محرر سے کنجی لے لی تھی۔ یہ کارروائی کنعان کی ہے اور اس پر دو گواہوں نے گواہی دی اور کنعان پر جرم ثابت کیا گیا اور اس کو مدرسہ سے برخاست کردیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا۔ بہت چاپلوسی کی اور پھر بحال کردیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ ان کی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہو گئے تو جنیب وہاں سے چلا آیا۔ اور کنعان کا مددگار ہو گیا:

گشتہ آں کنعاں ملاح اقتناص　　　　کز تکبر سر بسر ملّاں شدہ

کنعان شکار کرنے کا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سراسر بھر گیا:۔

اشتغال او بطلاب صغار　　　　مرتکز در طبع آں کنعاں شدہ

چھوٹے طالب علموں سے اس کی مشغولی طبیعت میں گڑ گئی۔ تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنعان کی اس حرکت سے واقف ہے۔ اور مختلف اوقات اس کے جھگڑے پیش آئے مگر مدرسہ والے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے:۔

جملہ مے دانند اہل مدرسہ　　　　گرچہ اخفائش زخوف آں شدہ

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں۔ مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں: نظام حیدرآباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ کنعان اپنے گھر بٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ ایک سو نوے روپے (مالع) مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے حالانکہ اس کے باپ ایسی دنیا پر لات مارتے تھے۔ اور ان کا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا:

کبر ہم نخوت کہ ماھم بالغیہ　　　　مرتکز اندر صدور شاں شدہ

لا یحب کل مختال فخور　　　　نص قاطع دارد قرآن شدہ

تکبر و غرور جس کو وہ نہ پہنچے گا وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں یہ صاف ہے:

راہ وسط قاسمی بگذاشتند　　　　تمبغی راہ معو جان شدہ

میانہ روی راہ قاسم کے رستہ کو چھوڑ دیا اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہو گئے۔ جس شخص نے ان کے حالات دریافت کرنے ہوں وہ ان کی خیانتیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے اس کو مدرسہ سے ایسا نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکال ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے۔ ان میں سے دو ممبروں کو اسی وجہ سے نکال دیا کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے:

ہر چہ مے خواہند خود با مے کنند　　　　اہل شوریٰ فیل رادنداں شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں وہی کر لیتے ہیں۔ اور اہل شوریٰ ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں (دکھانے کے اور کھانے کے اور)

کامدہ فرش مکان مہتمم　　　　درج در مدرس حساب آں شدہ

مہتمم مدرسہ کے لیے فرش خریدا گیا اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے جو دیوبند کے تھے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان ہر دو ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقاف تھا۔ اس کو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند کے ممبر ہوتے تو ان کا حال کھلتا:۔

کانیک اوقاف بخاری غضب کرد　　　　غضب او از خلق کے پنہاں شدہ

ابھی مسجد شاہ بخاری کے اوقاف کا غضب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے۔ اس کے نیچے بازار ہے۔ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اس کی تمام آمدنی غصب کر کے کھا لیتے ہیں۔ اس بات سے مولوی منفعت علی مدرس نے ان کے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ رہے۔ ان سب نے ایکا کر کے مولوی صاحب پر جھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو رکھا جو ان کے ہاتھ پاؤں چومیں:۔

معجبے غلماں گریزانندہٗ　　　　مسند تدریس را نشایاں شدہ

ایک خود پسند لونڈوں کو بہکانے والا مدرسی کی مسند کے لائق ہوا:۔

تضرب الاجراس فی اوقاتہا　　　　شبہ ضرب جرس ترسایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں۔ جو عیسائیوں کی مشابہت ہے:۔

یحسبون یحسنون صنعهم　　　　حبط جملہ کار ہائے شان شدہ

سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام اکارت ہو گئے:۔

آں حضاج مال کوٹھی کردہ ہپ　　　　شد امین در از دارشاں شدہ

مثل کوٹھی مدرسہ ہم ہپ شود　　　　این رفتہ کو نشاں آں شدہ

دیوبند میں تجارت کی کوٹھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھی۔ اس کا نام کثیر المنفعت رکھا گیا تھا میرے ذمہ میں اس کا () تھا۔ جب میں مرادآباد تھا سنا کہ کوٹھی ٹوٹ گئی۔ وہ روپیہ میں نے دیوبند کو بھیج دیا۔ لیکن جب دیوبند میں آ کر پوچھا تو اس روپیہ کا

کچھ پتا نہ لگا۔ بہت لوگوں نے دعوے کیئے اب تک مغضوبہ حصص باقی ہیں۔

مال مفت دہم دل بیرحم شاں — گنج للہی دران و براں شدہ

گویا مال مفت اور دل بے رحم کی طرح سب خورد برد ہو گیا۔ مدرسہ کی ابتدا اس طرح پر ہے کہ چند طالب علم کوہاٹ سے پڑھنے کے لیے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانے والے کو ڈھونڈتے ہوئے دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب (شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ) نے ان کو خط دے کر مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ چند بڈھے مولوی جب مر جائیں گے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم نے چندہ کر کے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرس مقرر کر دیا۔ اور مدرسہ چل نکلا:

دز شمول قاسم علم ہدے — مظہر انوار بے پایاں شدہ
داشت اوبا حضرت قاسم دداد — بودہ قالب رود بے یکجاں شدہ
ایں حروناں ہیں کہ از جہل عمے — تفرقہ انداز بین شان شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندہاپن سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈال دیا تھا۔ اھ

یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور مہتممین کی جو ناگفتہ بہ ہے۔ اس پر دعویٰ لاف وگزاف یہ ہے کہ علمائے مدرسہ دیوبند علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً سے افضل ہیں اور خاک بدہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ آمدم برسر مطلب۔

مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک بلکہ تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو مسلمان ہی نہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں۔ اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل آپ کے صالح کی خواب لغو اور بیہودہ ہے کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجدّ دین عظام جو ہندوستان میں گزر چکے ہیں۔ ان سے کبھی معاملہ نہیں ہوا۔ اور اب علمائے دیوبند سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب ہی جھوٹی ہے۔ ردی ہے۔ اور اضغاث احلام ہے اور یہ کذب عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا گیا۔ جس کی وعید میں حضور کا ارشاد ہے: **من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار** اب میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان جانتے ہیں اور ہر ایک کے آدمی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھلاتا ہوں۔ وہو ہذا: منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ، جلد اول، صفحہ ۱۷۳۔ **وقال اللہ تعالیٰ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا** ۔یعنی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں طرف تم تمام کے **وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً** یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمامی انسانوں کے بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور یہ یعنی فرستادہ ہونا طرف تمام انسانوں کے اس سرور کے خصائص سے ہے۔ **وقال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسولا الا بلسان قومہ لیبین لھم** ۔یعنی نہیں بھیجا ہم نے رسول سے **من بیانیہ** ہے۔ مگر اس قوم کی لسان کر کے تاکہ بیان کرے واسطے اس قوم اور مترجم یہاں ایک اور بھی فائدہ بیان کرتا ہے۔ شبہ رفع کرنے کے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہان کے لوگوں کی طرف مرسل ہیں۔ اور سب سے سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرب میں تھے۔ اور زبان عرب دوسرے ملک والوں کی زبان کے مخالف ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے۔ یہ بات کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہر ملک کے آدمی سے اسی کی زبان سے دعوت کی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے مکن پورریوہ کے راجہ نے اپنے پرجا کو پان اور چونہ وغیرہ دے کر مکے کو بھجوایا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دیں اگر اس کو اس کے آئین سے کھائے۔ اور تجھ سے بات ہماری زبان میں کرے تو جانیو برحق پیغمبر ہے۔ جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پان اس سے لے کر چونہ لگا کر تناول فرمایا اور کلام اس کی لسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی۔ تمرو راجو گیتم کسل ہتو۔ پس تخصیص کی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی ان کی قوم سے اور بھجوایا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اس سرور نے فرمایا۔ **بعثت الی الاسود والاحمر** یعنی بھجوایا گیا میں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں کہ رنگ ان کے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود سے مراد عرب وغیرہ ہیں کہ رنگ میں ان کے سبزی ہے۔ بلفظہٖ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

قولہ: فتح الباری میں ہے: **قولہ محدثا تھا بفتح الخ** ۔ ترجمہ: محدث دال کی زبر سے جمع ہے۔ محدثہ کی مراد ساتھ اس کے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو اور نہ اس کی اصل شرع میں نام رکھا جاتا ہے۔ اس کا عرف شروع میں بدعۃ وہ چیز کہ ہو اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے۔ بخلاف لغت کے صفحہ ۳۲، سطر ۱۶۔

اقول: فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے۔ جو خلاف حکم خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نئی بات پیدا کی جائے۔ سو اس میں کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے کہ اولی الامر اور اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ پس جب یہ مصلات اربعہ بحکم بادشاہ اولی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں۔ تو کیونکر بدعت مذمومہ ہوں گے بدعت کی کئی اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا ہی وظیفہ نہ کریجئے۔ اس کا جواب متعدد جگہ پر لکھ آیا ہوں۔ لیجئے بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام لکھتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے۔

بدعت کی تعریف اوراس کے اقسام

جامع الفتاویٰ حضرت مفتی سید عبدالفتاح صاحب حسینی القادری گلشن آبادی، جلد اول، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ ہجری۔ معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں۔ ایک بدعت ہدیٰ جس کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالہ جس کو سیہ بولتے ہیں۔ فصل الخطاب میں امام جزری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: قال الجزری فی الھایۃ البدعة بد عتان بدعة هدى وبدعة ضلالة فما كان فى خلاف ما امر الله به ورسوله فهو فى حيز الذم وما كان واقعات تحت عموم ماندب الله اليه رخص عليه اورسوله فهو فى حيز المدح یعنی کہا حضرت جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہائیۃ میں۔ بدعت دو قسم پر ہے۔ بدعت ہدیٰ بدعت ضلالہ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ سو وہ کام برائی میں داخل ہے۔ اور جو واقع ہے اور جو واقع نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے فرمایا اور اس کی رغبت دلائی یا اس کے رسول نے فرمایا تو وہ کلام بھلائی میں داخل ہے۔ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ مگر ان کے درمیان مشتبہات اشیاء ایسی ہیں کہ ان کے لیے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ بحکم الاصل فی الاشیاء اباحة عند الجمهور۔ سب محققین کے نزدیک ہمہ اشیاء جب تک حرام کا حکم نہ آئے اپنی اصلیت اباحتہ پر ہیں۔ کل بدعة ضلالة مخصوص بعض ہے۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غيران ينقص من اجورهم شيئ ومن فى الاسلام سنة سيئه كان عليه وزدها و وزر من عمل بها غيران ينقص من اوزارهم شيء ۔ ترجمہ: جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اس کو اس کا اجر و ثواب ہے اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا لیکن اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا۔ اس کو اس کا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کرے گا اس کا عذاب بھی لیکن اس پچھلے عمل کرنے والے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث دوسری بھی اس کے متعلق ہے من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهورد۔ جس نے نو ایجاد کیا ہمارے دین میں جو کچھ کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ ردّ ہے۔ سنت کا لفظ باعتبار معنی لغوی کے نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔ كل بدعة ضلالة عام مخصص البعض اس معنی میں ہوئی كل بدعة سيئة صلاة یعنی جو بدعتِ سیہ ہے وہ ضلالت ہے اور جو بدعتِ حسنہ ہے وہ ہدایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ما احدث و خالف كتاباً اوسنة اواجماعًا او اثرًا فهو البدعة الضلالة وما احدث من خير ولم يخالف شيأ من ذلك فهو البدعة المحمودة جو فعل یا قول ایسا نیا نکلا کہ مخالف نہ ہوا کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) سے یا اجماع امت سے۔ یا کسی اثر سے۔ سو وہ بدعتِ حسنہ یا محمودہ۔ یعنی تعریف کے لائق ہے۔

مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے۔ بالاتفاق آئمہ اربعہ و جمہور علماء کے نزدیک:-

اول: واجبہ۔ جیسا کہ تصنیفات تفاسیر و شروح احادیث و کلام اسانید کتاب و سنت و تدوین کتب تصوف و اصول و فروع فقہ و نحو و صرف و لغت و معانی و بیان اور جو کچھ دین میں اصلاح و تعلیم و تعلیم علوم و تالیفات رو فرق مبتدعہ جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے نئے جوابات بنانا بھی علماء پر واجب ہوئے۔

دوم: مستحبہ۔ جیسے بناء مدارس و خانقاہ و مسافر خانہ و دار الشفاء و سرور میلاد سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام نیکی اور ثواب کے کام جو قرون ثلاثہ میں نہ تھے۔

سوم: مباحہ۔ جیسا کہ مصافحہ نماز کے بعد اور توسیع طعام لذیذ۔ ولابس فاخرہ و عمارات جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو۔ اور باعث فخر و نخوت نہ ہو۔ اور استعمال غربال و زیادتی اسباب خانہ۔

چہارم: مکروہ۔ جیسے[1] آرائش مساجد و مصاحف سونے روپے کے نقش و نگار سے و تجمل فروش و سواری وغیرہ۔

پنجم: محرمہ۔ جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ وغیرہم اسراف کے کام اور تفصیل اس کی سفینۃ النجاۃ میں مرقوم ہے روایت ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مزین المسجد والمنبر والمحراب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا: نعمة البدعة هذاه یعنی یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز پڑھی تھی۔ وہ سنت ہے اور بحکم عليكم بسنتى و سنة خلفاء الراشدين یعنی تم کو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا۔ اس پر بھی سنت کی طرح عمل کرو۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ لیجئے یہ مختصراً بدعت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ میری مؤلفہ کتاب الدر المكنون فى دعاء الطاعون میں کسی قدر تفصیل سے ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی ہے اور فتح الباری کی عبارت ہمارے لیے مفید اور آپ کے لیے مضر اور غیر مفید اور مصلات اربعہ۔ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں۔ آپ کی کرکری دور ہوگئی۔ ہاں مدرسہ دیوبند میں ہر وقت گھنٹہ بجے تو وہ بدعت نہ ہو۔ بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت ادا ہو۔ شرم!

حاشیہ[1]: بعض متاخرین نے ان اشیاء کو بھی بدعت مباحہ میں رکھا۔ ۱۲

باب ہفت دہم

عقیدہ نمبر۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل ہنود

فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۶- برعقیدہ نمبر۲۲۔ آپ نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے صفحے ۱۶-۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد النبی شریف۔ اور گیارہویں شریف۔ حضرت ثقلین کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود۔ مولوی صاحب مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ عبارت نہیں ہے۔ لیکن اس عبارت سے جو ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ عقیدہ نمبر ۲۲ سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا جو ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کھانا یا کچھ اور اللہ کے نام کا نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی یا ولی کی نذر کا ہو۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳- سطر ۲۔

اقول: مفتی جی! عبارت مندرجہ کا انکار کر کے اپنی عادت کو ضرور پورا کیجئے:- بندہ خدا اگر یہ عبارت با مطلب اُن کے فتاوے میں موجود نہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ان کے ضامنی وکیل بن کر جواب کس بات کا دیتے ہیں۔ اگر عبارت موجود نہیں اور ان کے صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ مطلب نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا کہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فتوے میں موجود نہیں جس کا جواب بھی کچھ نہیں دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بنا کر یہ لکھ دی کہ جو شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا حضرت پیرانِ پیر علیہ الرحمۃ کے نام کی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اور اس پر اہل سنت کا اتفاق۔ حالانکہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر نہیں۔ میری تحریر صاف ہے کہ بارہویں تاریخ کو میلاد شریف میں جو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ یا گیارہویں تاریخ کو جو کھانا اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور فقراء وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا حرام بتایا گیا ہے۔ ایک حلال اور طیب کھانے کو حرام قرار دینا کس

مسلمان کا کام ہے۔ اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو اڑا کر صرف لفظ ثقلین بلا تفہم معنی اور مطلب لکھ دیا۔ اس لیے کہ غوث کا لفظ وہابیہ کے لیے سم قاتل ہے۔ گو اپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے۔ مگر حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ا[illegible] لکھنا شرک ہے۔ واہ سبحان اللہ! آپ کا خیال ناپاک اس طرف رجوع ہوا ہے۔ کہ جس طعام حلال وطیب وپاک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاہر ومطہر آ گیا ہے۔ اس لیے ان کے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہو گیا۔ لاحول ولا قوة الا باللہ العیاذ باللہ۔ دیکھو۔ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور مویشی جن کو داغ دے کر بتوں کے نام پر نام بنام کفار نے چھوڑے ہوئے تھے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خداوندی ان کے حلال ہونے اور کھانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور انکار کرنے والوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام الآیۃ یعنی ہم نے (اللہ تعالیٰ نے) مقرر نہیں کیا ہے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں۔ خدا پر بوجہ بے عقل ہونے کے۔ اس کی تشریح تفسیروں میں اس طرح پر ہے۔

(۲) تفسیر جلالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اهل الجاهلية يفعلونه روى البخارى عن سعيد ابن مسيب قال البحيرة التى يمنع درها للطواغيت فلا يحملها احد من ان اس والسائبة التى كانوا يسيبون لالهتهم فلا يحملها بشئ والوصيلة الناقة التى البكر تبكر فى الاوّل انتاج الابل انثى ثم انثى بعده بانثى كانوا يسبونها للطواغيتهم ان وصلت احدهما بالاخرى ليس بينهما ذكر والحام فحمل الابل يضرب الضراب المعدودة ماذاقضى ضرابه ودعوه للطواغيتهماواعفوه من الحمل عليه شئ ودعوة الحامى كذافى المعالم بلفظہٖ۔ ترجمہ: اس کا موضح القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر کی رسمیں تھیں۔ کہ اگر کوئی بچہ بہائم پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کا کان پھاڑ دیتے اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو کے نام پر آزاد کر دیتے۔ اس کا نام سائبہ تھا۔ اکثر کی عادت تھی۔ اگر نر پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام کا داغ کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا۔ اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں تو اس پر مال واسباب اور اس کا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے۔ یہ حام تھا۔ اھ۔

یہ سب جانور بتوں کے نام پر داغ دیئے ہوئے۔ اور مشہور آزاد کیئے ہوئے نام بنام بتوں کے تو حلال ہوں۔ اور جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمۃ یا کسی ولی یا بزرگ کے نام کی نیاز کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو حرام العجب۔ اس وقت کے وہابی (منافق) جب شبہ کرنے لگے کہ بتوں کے نام کے جانور حلال کیسے ہو سکتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اس طرح پر صادر ہوا۔ یاایها الناس كلوا مما فى الارض حلالا طيبا

ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن الآیة: یعنی حلال جانوروں کو حرام مت کہو۔ (۳) تفسیر حسینی میں ہے۔ مشرکان عرب چیز ہارا بو سوسہ شیطان حلال را حرام مے کروند چو بحیرۂ سائبہ واقسام حرث۔

(۴) تفسیر جلالین نزلت فیمن حرم السوائب ونحوھا بلفظہٖ۔

(۵) تفسیر جامع البیان نزلت فیمن حر مواعلٰی انفسھم من السوائب والوصائل و الحامی وغیرھا ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ مشرکان ان جانوروں کو حرام کہتے تھے۔ جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کو حلال اور طیب فرما رہا ہے۔ اور اس عقیدہ والوں کو شیطان کے پیرو۔ صرف کسی کے مطلق نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ یہ وہابیوں کا خیال باطل ہے۔ جب تک ذبح کرنے کے وقت خدا کے نام کی بجائے غیر خدا کا نام نہ لیا جائے۔ اور یہی تمام اہلسنّت و جماعت عرب وعجم کا مذہب ہے۔

سنیئے! ایک حدیث صحیحہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں عرض کی کہ میری ماں مر گئی ہے۔ میں اس کے لیے کون سا صدقہ کروں جس کا ثواب اس کی روح کو پہنچے۔ آپ نے فرمایا: پانی افضل ہے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک چاہ کھدوایا اور فرمایا یعنی اس کنوئیں کا ثواب میری ماں کے لیے ہے۔ تمام لوگوں نے پانی پیا۔ اور اب تک پیا جاتا ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت یہی فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا کنواں ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ یہ اللہ کا چاہ ہے۔ کیا آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایسا فرمانا شرک ہے۔ اور یہ پانی اس کنوئیں کا حرام ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی چیز یعنی خدا کے نام کے سوا کسی اور شخص کے نام کی کوئی چیز حرام نہیں۔ ورنہ اگر ہم کہیں کہ مفتی جی یہ آپ کی بکری یا گائے بھینس ہے۔ اور آپ بھی مانتے ہیں کہ ہاں میری ہے۔ تو پھر یہ بھی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ اس پر آپ کا نام لیا گیا ہے۔ مگر ایسا فتویٰ کسی مسلمان مفتی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپ ایسے مفتی ہیں کہ حلال چیزوں پر حرمت کا فتوے دیتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوے کو ردی کے ٹوکرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ گیارہویں اور بارہویں کی فاتحہ اور مولود شریف کی شیرینی کی نسبت یہ ہے کہ اس روز عمدہ کھانا پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت کا کر علماء وفقراء کو بلا کر اور اس پر سورۂ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں یا قرآن شریف کلہم پڑھا ہوا ان کی خوشنودی مزاج کے لیے ان کے نام ایصال ثواب کر کے روحیں مبارکیں کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو معمول باسلام ہے۔ اور بس۔ قولہ: غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے۔ الخ عبارت بحر الرائق ملخصاً۔ صفحہ ۳۳۔

اقوال: آپ نے نذر اور منت کے معنی نہیں بتلائے۔ نذر غیر اللہ کیا ہے۔ اور منت کیا ہے۔ اور جو مطلب آپ نے بارہویں اور گیارہویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ دیکھیئے لغت میں۔ نذر کے معنی برہان قاطعہ میں تحفہ درویشاں لکھا ہے۔ اور تفسیر احمدیہ میں صدقہ وخیرات لکھا ہے۔ یہی معنی نیاز کے ہیں۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا

منت مانے کہ اے پاک پروردگار اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اس قدر مال یا کھانا فلاں درویش یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقراء کو کھلاؤں گا۔ یا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا روح کو ثواب پہنچاؤں گا۔ تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھیئے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انفاس العارفین میں فرماتے ہیں۔ دربیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد۔ نذر کرد کہ بارخدایا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ حضرت ایشانرا ہدیہ دھم۔ آن مشکل مندفع شبد آن نذر راز خاطر او برفت۔ بعد چندیں اسپ او بیمار شد ونزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم الفاء ایں وعدہ مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادند کہ ایں بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر راست۔ اگر آپ خود را مے خواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودۂ بفرست وے نادم شد وآں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت انتہیٰ۔ (دوسری جگہ اس کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔) ایں فقیر از یاراں کہ حاضر واقع بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصبۂ ڈاشنہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دتہ بودند و ہنگام شب شد دراں محل اقامت فرمودند۔ وگفتند کہ مخدوم ضیافت ما ئے کندہ مے گوئد کہ چیز سے خوردہ روید توقف روید توقف کروند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد دیاس بر یاراں غالب آمد آں گاہ زنے بدر آمد طبق برنج وشیرینی بر سر گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیائد ہماں ساعت ایں طعام پختہ بنشینندگاں درگاہ مخدوم اللہ دتہ نذر رسانم زوجم دریں وقت آمد ایفاء نذر کردم وآرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔ بلفظہٖ (وجیز الصراط) صفحہ ۸۷۔ دیکھیئے بزرگوں کا تصرف اور علم اور نذر کو ادا کرنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد کا قول۔ اور بحر الرائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے۔ وہ تقرب لغیر اللہ ہے۔ یعنی خدا کی طرح کسی کی نذر کرنا۔ سو ہماری ان نذروں میں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے آپ غلط فہمی اور وہابیت کی وجہ سے لکھتے ہیں۔ جو قابل لحاظ کے نہیں۔ اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی کی کتاب مائۃ مسائل سے لکھتا ہوں۔ تا کہ آپ کا اطمینان ہو۔ مائۃ مسائل صفحہ ۸۲۔ سطر ۱۷۔ اگر ایں طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا برآرد بفقراء خادمان مزار فلاں بخورانم پس نذر صحیح خواہد شد و وفائے لازم۔ بلفظہٖ۔ پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا ہوگا۔ اور جو پاک اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں وہ آپ کی ضد اور ہٹ ہے ورنہ جس چیز پاک پر کلام الٰہی پڑھی جائے۔ وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے کہ اس کو حلال جان کر کھایا جائے۔ اور اس کا انکار خداوند تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیه ان کنتم بایته مؤمنین وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیه۔ الآیۃ یعنی کھاؤ تم اس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہے۔ اگر تم خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اس کے کھانے کا انکار مت کرو۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اس کھانے کو حرام کر رہے ہو۔ اور ایسے عاملوں اور عالموں کو مشرک اور کافر کہنے کے شائق ہو۔ خدا ہدایت کرے وہابیہ کو عرس گیارہویں اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے کہ جب ان کے روبرے اس کا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کی طرح

سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے۔ مولود شریف کا حال تو مفصّل لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن گیارہویں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (کا مختصر بیان)

حضرت پیرانِ پیر دستگیر اسیران کثیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد و بے شمار ہیں۔ اور طوق عادات و کرامات لاتعداد ہیں۔ سینکڑوں کتابیں پڑھیں۔ مجھے اس وقت ان کی گیارہویں شریف کی حقیقت لکھنی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں۔ اور بھائی سنی حنفی المذہب شوق و ذوق سے عمل خیر و برکت کو عمل میں لا کر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاصل کریں اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں:- پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔

قطعہ تاریخ

سال تولیدش بگوائے مدح خواں — ''پیر محی الدین والی جہاں''۔
بالیقین تولید آں والی حق — خواں امام المسلمین ھادی حق
سال تولیدش بصد صدق صفا — شد رقم مقبول قطب اصفیا
طرفہ تر تولید آں شاہ زماں — رہبر دیں آمداز ہاتف عیاں
سرورا تولید آں پیر نکو — بالیقین سید ولی عارف بگو

اور وفات حضرت کی بروایت مختلفہ ۱۱-۱۷ وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ ہجری میں ہوئی۔ ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے کہ **وقد الشتر فی دیار ناھذالیوم الحادی عشرو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ رضی اللہ عنہ وقد یقال ان وفاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل لہ انتھٰی** ۔یعنی ہمارے ملک میں یہ دن وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت کی وفات ۱۷ تاریخ کو ہوئی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔'' اور گیارہویں شریف کی تصدیق ہے۔

قطعات تاریخ وفات

سال وصلش آں شہِ والاہمم — ماہتاب دین امجد شد رقم

سال ترحیلش اگر دانی بگو — ماہ عالم قطب ربانی بگو
سال ترحیلش چہ نایاب آمدہ است — سرورامہتاب اقطاب آمدہ است

اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع آلاخر کو حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کی جاتی ہے۔ گیارہویں شریف سے اس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے جیسے کہتے ہیں آج میں نے گیارہویں کھلائی۔ یا گیارہویں کھائی۔ اس پر یہ قیاس یوں ہے کہ گیارہویں کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارہویں کو کھانا یا کھلانا ممکن نہیں۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ میں نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک طشت یا اطباق کھالیا۔ تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔ بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے۔ اس کو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شیرینی وغیرہ ہر شخص کے لیے حلال وطیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط نے مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے:- طعامیکہ روز عاشورہ برحانیت حضرت امامین شہیدین سبدی وشباب اہل الجنتہ ابی محمدن الحسن وابی عبداللہ الحسین تیار مے کنند وثواب آں برائے خدانیا۔ آنحضرت مے کنند از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطریفین مرتہ العین الحسنین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا ومولانا فرد الفراد ابی محمدن الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی است چوں مشائخ دیگر راعری بعد سال مے کردند آنجناب رادر ہر ماہے قرار دادہ اند و دلائل تخصیص یوم اول گذشتہ اند تا بیان خوردن صدقہ یا زدہم وصدقات اعراس دیگر مشائخ وحکم صدقات تفیہ برائے اغنیا وبنی ہاشم۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۲، سطر ۱۴۔ ونیز در مالا بدمنہ است از صدقات نافلہ بنی ہاشم بدہد کہ زکوٰۃ برانہا حرام است وبتواضع واحترام نظر برقرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بگذارند۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۲، سطر ۵۔ اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس یا گیارہویں شریف کی اصل سن لیجئے۔ جو اہلِ اسلام کا معمول یہ ہے۔ تبصرۃ العیون لرؤیۃ اسرار المکنون مطبوعہ مطبع غوثیہ واقع کلکتہ ۱۳۱۰ھ ہجری، صفحہ ۱۷۴۔ وجہ اور خصوصیت فاتحہ گیارہویں کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارہویں پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت پیران پیر کے باپ سے حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتیں گزریں اور حضرت خاتم رسالتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **ان اللہ الوتر ویحب الوتر** یعنی اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدد طاق کو کہ وہ اس کی صفات **مختصہ** سے ہے لہٰذا حضرت غوثیت مآب کو بھی باتباع سنت الٰہی وحکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کا طاق ہے۔ نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کوکب غوثیت برج یازدہم آسمان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت کی واقع ہوا۔ بس اسی حساب سے حضرت غوثیت مآب اپنے کل آبا اور اجداد امجاد کے نام پرتا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں تالی الآن جاری اور متواتر چلا آتا ہے۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی گیارہویں کہ جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شیرینی مہیا کر کے کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر بارواح طیبات تمام بزرگان از پیغمبران واز ملائیکہ واز صحابہ وتابعین وتبع تابعین

وازاولیاء وعلماء، مجتہدین والمقلدین از متقدمین ومتاخرین وصالحین امت و عامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلہ جمیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامیہ علیہ وعلی آلہ الیٰ یوم الدین۔ ایصال ثواب کر کے شئ ماحضر کو حاضرین پر تقسیم کر دینا۔ اور بڑی گیارہویں یعنی ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام۔ یا شیرینی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سوائے فاتحہ معمولی کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہ ہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متوارث بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظہٖ۔

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ یہ ہے کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا گیارہویں بارہویں کو یقین کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعتِ سیہ ہے۔ سو اس کو دور کرتا ہوں سنیئے :-

(۱) حدیث شریف مشکوٰۃ:- باب الاستسقاء عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قحوط المطر فامر بمنبر فوضع لہ فی المصلیٰ و وعد الناس یوما یخرجون فیہ قالت عائشۃ فحرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حین بدأحاجب الشمس الحدیث (رواہ ابو داؤد) ترجمہ: لوگوں نے مینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عیدگاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا کہ اس دن سب لوگ عیدگاہ کو چلیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے۔ اور عیدگاہ کو تشریف لے گئے۔

(۲) صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یاتی مسجد بناکل سبت ماشیًا رواکبًا یصلی فیہ رکعتین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (۳) صحیح بخاری وصحیح: مسلم عن شفیق قال کان عبداللہ ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ مثلاً: (الف) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ (ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی شر فرعون سے۔ اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا روزہ رکھا تھا۔ اس لیے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کے لیے پیر، جمعرات، ہفتہ، جمعہ بعد نماز کا حکم دیا۔ (ج) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور رمضان شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے۔ (د) ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

(ہ) آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کو روزہ رکھا کرو۔ (و) آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد) اور بہت سی احادیث ہیں۔ جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا۔ اور ان مقررہ پر اس کا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطناب کے وہ یہاں ترک کرتا ہوں۔

اقتباس رسالہ اظہار الحق

مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد شاہ صاحب کمل پوش حنفی نقشبندی۔ اویسی سہروردی دام فیوضہم۔ مطبوعہ کلکتہ مطبع فیض منبع اہل سنت و جماعت باہتمام حاجی مولوی لعل خاں صاحب زکریا سٹریٹ یکم ذیقعد ۱۳۳۵ھ۔

مسلمانو! جو امکان کذب باری تعالیٰ یعنی جھوٹ بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام منع کرتا ہے۔ اور گیارہویں شریف کو درست نہیں جانتا۔ اور اولیاء اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے۔ اگر چہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے۔ اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لامذہب اور بددین اور گمراہ ہے۔ وہ پیرو مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا ہے۔ جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا تھے۔ بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے کہ وہ مولوی اسمٰعیل کی تعریف کرے۔ اور ان کو اچھا جانے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا (جو عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے) مداح ہو۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۰۵۔

مسلمانو! یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں۔ اور فتنوں کی یوماً فیوماً ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے زمانے میں اپنے دین و ایمان اور عقائد حقہ اہلسنّت و جماعت پر قائم رہو۔ مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی بھی کیا کرو۔ خصوصاً فاتحہ سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کی کیا کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو عرس شریف اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں ضرور حاضر ہوا کرو۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۸۰۷۔ (وہابی زمانہ حال کی علامت) ایسے لوگ اہلسنّت و جماعت کے پیشوا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی، قادری، قاری و حافظ و محدث دام ظلہم کو بہت برا کہتے رہتے ہیں۔ ان

کاذبوں کا قول بیچارے ناواقف سنی سچ سمجھ لیتے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ ان وہابیوں کا ردّ کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے رسالہ (کتاب) کا جواب بھی نہیں لکھا۔ الخ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۰۸۔ انہیں غیر مقلدوں کے فرقہ میں نیچریہ پیدا ہوا اور فرقہ نیچریہ سے فرقہ فرانیہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا۔ یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا۔ اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اس میں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہویں شریف محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بددین بتلایا جس سے یہ لوگ ذلیل وخوار ہیں۔ ان کے منہ پُر نور نہیں ہوتا۔ اور علماء اہلسنّت و جماعت نے ان کے گمراہ ہونے پر فتوے دیئے اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے پر فتوے ہوئے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ ۲۰-۲۱ صفحات۔ فرقہ وہابیہ اور فرقہ غیر مقلد یہ ان فرقوں کا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقوں کی بنیاد وہابیت اور غیر مقلدیت ہے۔ اس فتنے کے زمانہ میں ایسے لوگ اہلسنّت و جماعت کے لیے سم قاتل ہیں۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۲۔ (یہ آپ کی واقفیت کے لیے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد رکھ لیجئے)۔

باب ہشت دہم

عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۷۱، بر عقیدہ نمبر ۲۳۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ کے حوالے پر لکھا ہے کہ اس میں ہے کہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں۔ صاحبان احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں۔ حنفیوں کی مسلمہ کتاب کبیری میں فتاوی بزازیہ سے منقول ہے۔ اتخاذ الطعام عند قرأت القراٰن یکرہ۔ ترجمہ: کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۴ سطر ۱۲۔

اقول: مفتی جی! معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے جو غلط ہے۔ اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے اور ولا تقربوا کی مثال کو یہاں بھی ثابت کر دکھلایا ہے اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھا ہے تو محض دھوکا دیا ہے۔ جو آپ لوگوں کا معمولی کام ہے۔ اور ترجمہ بھی اس جملہ کا غلط لکھا' لیجئے۔ اصل عبارت کتاب علیہ المستملی شرح منیۃ المصلی صغیری کی درج کرتا ہوں۔ جو بزازی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے: وھو ھذا:

(۱) مستملی شرح منیۃ المصلی صغیری، صفحہ ۳۰۰، سطر ۷ وذکرہ البزازی انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ بقرأۃ القراٰن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأۃ القراٰن لاجل الاکل یکرہ وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا ولا یخلوا عن النظر ۔ بلفظہٖ۔

ترجمہ: مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد اور لے جانا کھانوں کا مقبروں کی طرف موسموں مقررہ میں اور کرنا دعوت کا قرأت قرآن شریف کے بدلہ میں اور جمع کرنا صلحاء اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے۔ فرمایا (بزازی علیہ الرحمۃ) نے کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرأت قرآن کے وقت مکروہ ہے۔ اور اگر یہ طعام فقیروں کے لیے ہے تو اچھا ہے۔ یہ عبارت ہوئی بزازی علیہ الرحمۃ کی (پھر اس کی شرح میں صغیری والے صاحب لکھتے ہیں) کہ اس کھانے کو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں۔ یعنی اس میں کلام ہے اور صحیح نہیں۔ اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۳، سطر ۹ پر درج ہے۔ جو مطبع محمدی لاہور میں سنہ ۱۰۱۱ ہجری کو طبع ہوئی۔ پس آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند

قراءت القران یکرہ اس میں موجود نہیں۔ اور پھر عبارت بقیہ کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا اور نہ اس میں سوم، دہم، چہلم، کا کوئی ذکر درج ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ وہ کام ہے کہ جو لوگ طعام پکا کر قبروں میں لے جائیں۔ اور ان کے لیے موسم مقرر ہو اور دعوت کے طور پر قبروں میں صلحاء اور قاریوں کی دعوت کی جائے۔ اور سورۂ انعام اور اخلاص پڑھی جانے کے عوض کھانا تیار کرنا اور دعوت کرنا لیکن اگر یہ کھانا فقراء کے لیے ہو تو بات نیک اور اچھی ہے۔ اور اس پر حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کر دیا ہے کہ امر بحث طلب ہے۔ مکروہ کہنا صحیح نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ سوم، دہم، چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے۔ جس سے آپ کا مطلب نکل سکے۔ اور اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام بزازی کے مسلم بھی رکھیں تو وہ کراہت خاص اس کھانے کے لیے ہو سکتی ہے جس کو وارثان میت بعض جگہ فخریہ طور پر کرتے ہیں۔ جیسے شادی، عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ اسی طرح میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیاء امراء اور عزیزوں قرابتیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معلوم ہوگا۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے ''احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں'' یہ بھی اس عبارت میں درج نہیں۔ اور اتخاذ الطعام عند قرأت القران یکرہ کا ترجمہ کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری، جلد پنجم، باب الهدایا والضیافات لایباح اتخاذ الضیافة ثلث ایام فی ایام المصیبة واذا اتخذ لاباس بالاکل منه ۔ بلفظہٖ۔ یعنی مباح نہیں ہے۔ ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب ضیافت کی جائے تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (۳) فتاویٰ قاضی خاں جلد اول فصل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافة فی المصیبة من الترکة ان الوارث صغیراً او کبیراً غائباً یعنی مکروہ ہے کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا پکانا جب کہ وارث نابالغ ہو۔ اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو۔ دیکھیئے بزازی علیہ الرحمۃ کی ممانعت اسی طرح کے کھانے کی ہے۔ جو شادی وغیرہ کی طرح ضیافت کی جائے۔ دلیل انہی کی کلام میں اس طرح موجود ہے۔ وان اتخذ واطعامًا للفقراء کان حسنًا۔ یعنی اگر یہ کھانا فقیروں محتاجوں کے لیے تیار ہو تو اچھی بات ہے۔ اور اگر صاحب بزازیہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی تو آپ یوں لکھتے: وان اتخذ واطعامًا فی غیر الایام المخصوصة کان حسنًا یعنی ان دو ایامِ مخصوصہ کے سوا کسی اور دنوں میں کھانا تیار کریں تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں۔

(۴) انوار محمدی مصنفہ مولانا شیخ محمد غوث مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد، صفحہ ۴۶، سوال ہشتم۔ آنکہ خوردن طعام روز سوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل میت۔ جواب محتاج را منع نیست۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے یہ عین تصدیق صاحب بزازیہ کی آپ کے امام الطائفہ کے فتوے نے بھی کر دی کہ یہ کھانا محتاجوں کے لیے اچھا ہے۔

(۵) فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمۃ جلد چہارم، صفحہ ۳۶۶، سطر اوّل۔ ویکرہ اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لا نها

حاشیہ: شرح صغیری شرح کبیری کا پہلا حصہ ہے۔ ۱۲ منہ۔

ایام تاسف فلایلیق بها ما یکون المسرور وان اتخذ طعامًا للفقراء حسنًا یہاں دو مسئلے موجود ہیں۔ یعنی ایام مصیبت میں ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔ پھر اس کا بھی استثناء کر دیا کہ اگر فقراء وغرباء کے لیے کھانا پکایا جائے۔ تو حسن ہے۔ یعنی اچھی بات ہے۔ مفتی جی! کیوں آپ کی مثل لاتقربوا الصلوٰة کی پوری ہوئی یا نہیں کہ جملہ انتم سکریٰ یعنی وان اتخذ و اطعامًا للفقراء کان حسنا کو جو آپ کے مخالف تھا چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت۔

(۶) مشکوٰۃ شریف واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد چہارم، صفحہ ۲۰۷، سطر ۱۷۔ عن عاصم ابن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی جنازة فرأیت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وهو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیه ومن قبل رأسه فلما رجع استقبله داعی امرأته فاجاب ونحن معه فجیء بالطعام فوضع یده ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یلوك لقمة فی فیه ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلها فارسلت المرأة تقول یا رسول الله انی ارسلت الی النقیع وهو موضع یباع فیه الغنم للشتری لی شاة فلم یوجد فارسلت الی جارلی قد اشتری شاة یرسل بها الی ثمنها فلم یوجد فارسلت الی امرأته فارسلت الی بها فقال رسول الله اطعمی هذا الطعام الاسری۔ (رواه ابوداؤد والبیهقی فی دلائل النبوة) ترجمہ: ۔ روایت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے ایک صحابی انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا اس نے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گورکن کو کہ پاؤں کی طرف سے قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ نوش جان فرمایئے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کے ساتھ سے تھے گئے۔ وہاں کھانا سامنے آیا۔ آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر جب جماعت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور کھایا۔ پھر ہم نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ منہ میں لقمہ چبا رہے ہیں۔ اور نگلتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے۔ (علم غیب) اس عورت نے ایک آدمی کی زبانی کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آدمی نقیع میں بھیجا تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں تاکہ بکری مول لے آئے لیکن وہاں نہ ملی۔ تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے وہ مجھ کو قیمت پر بھیج دے۔ اتفاق سے وہ ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا کہ بکری میرے پاس بھیج دے اس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی۔ تب فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شرح مشکوٰۃ شریف اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ وہ قیدی کفار تھے۔ اور دائرہ تکلف شرعی سے خارج

تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔خواہ کوئی غنی بھی ہو۔کسی دن کی قید بھی نہیں۔

(۷) انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مصنفہ شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ استاد مولوی رشید احمد صاحب بزرگ دیوبندی جماعت۔ **واما صنعت الطعام من اهل الميت اذا كان للفقراء فلابأس به لان النبی صلی اللہ علیه و آلہٖ وسلم قبل دعوة المرأة التی مات زوجها كما فی سنن ابی داؤد۔** بلفظہٖ۔ترجمہ: یعنی کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بہ نظر ثواب فقراء اور غرباء کے لیے ہو۔اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبول فرمائی تھی۔دعوت اس عورت کی جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔جس حدیث شریف کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

(۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ زیر حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ۔ **هذا الحديث بظاهره يرد على ما قرره اصحاب مذهبنا من انه يكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاوّل والثالث او بعد السبوع۔**

ترجمہ: یعنی یہ حدیث (عاصم) بن کلیب کی) ظاہر اور بظاہرہ ردّ کر رہی ہے۔اس مسئلہ کی جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے کہ کھانا تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے روز اور ہفتہ کے بعد مکروہ ہے۔اس کے بعد حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی ہے کہ وہ خلاف حدیث کیوں ایسا حکم دیتے سوان کا حکم ایسے مقامات میں اس بات پر محمول ہے کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا نابالغ لڑکا ہو۔بالغ ہو لیکن وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو۔مگر اس کی رضامندی نہ لی گئی ہو۔اور ایسا کھانا مال ترکہ سے ہو۔ان کی اصل عبارت یہ ہے: **يحمل علٰى كون بعض الورثة صغيرا او كبيرا غائبا اولم يعرف رضاه اولم يكن الطعام من عند احدمعين من مال نفسه** ۔بلفظہٖ۔لیجئے، مفتی جی! آپ کی عبارت بزازیہ کی اصلیت آپ کو معلوم ہو گئی۔آپ کو لازم تھا کہ ان کتابوں کو دیکھ کر اعتراض کرتے تاکہ یہ ندامت آپ کو اٹھانی نہ پڑتی۔مگر آپ کو حق کا پسند اور قبول کرنا پسند نہیں۔جہاں کہیں ایک آدھ سطر کسی وہابیہ بے تحقیق کے رسالہ میں دیکھ لی۔بلا سمجھے سوچے لکھ ڈالی ان آٹھ کتب معتبرات اور مستند پر سر کو تھام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے۔

کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

قولہ: فیوض محمدیہ میں ہے......ترجمہ: پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت روی ہے۔اتفاقاً چونکہ فوت کرنے والی ہے۔سنت مؤکدہ کی وہ جو کھانا طعام کا ہے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے یہی واجب ہے۔حاضر ہونا دل قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجودیکہ یہ کام الٹا ہے۔بلفظہٖ۔صفحہ ۳۴-۳۵۔اقول: کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کس کی تصنیف ہے۔اور کن لوگوں کا اس پر عمل ہے۔اور کب کی تصنیف ہے۔اور کس مذہب کا ہے۔کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف ہے۔اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دکھلا چکا ہوں کہ غیر معروف کتب پر صحیح فتویٰ نہیں دیا جا سکتا اور جو فتاویٰ سمرقندیہ کا حوالہ دیا ہے۔اور وہ بھی غیر معروف اسی طرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے۔

کتابوں کے۔آپ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھ کر کھانا فوراً کھا لینا چاہیئے۔اور ادھر لکھتے ہیں کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت روی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ **بسم اللہ** شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے۔مگر اہلسنت **بسم اللہ** شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں۔فرمایئے آپ کے مذہب میں **بسم اللہ** شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں۔اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر **بسم اللہ** شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف نہیں ہے۔تو گویا آپ میرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں۔تو پھر آپ منکر قرآن ہوئے۔اور کہاں پہنچ گئے ہوش کیجئے۔بے ہوشی کی باتیں اچھی نہیں۔پھر یہ جواب آپ نے لکھا ہے کہ کھانا جب پیش ہو تو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔فوراً کھا لینا چاہیئے۔میں کہتا ہوں اگر پچاس سو یا دو چار سو آدمیوں کی ضیافت ہو اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو۔تو کیا جب سب سے پہلے اس کے آگے شوربا رکھ دیا گیا ہو۔تو فوراً اس کو اٹھا کر پی لینا چاہیئے۔یا اس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشتری رکھی گئی ہو۔فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہیئے۔اور جب روٹیاں آ جائیں تو ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔مگر ایسا کوئی بھی عقل کا نابینا نہ کرے گا اور اگر کوئی وہابی نابینا ہی ہو۔تو وہ کیسے کرے کیونکہ اس کو نظر ہی نہیں آتا۔دراصل ایسی ضیافتیں ایسے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں۔کیونکہ اکثر شادیوں، براتوں ولیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے۔اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز چنی جاتی ہے۔تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ **بسم اللہ** کیجئے یا شروع کیجئے۔گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہیئے۔کہ جب آپ کے آگے شوربا رکھا جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہیئے۔تاکہ تاخیر نہ ہو۔اور اگر پہلے روٹیاں آ جائیں تو ان کو بلا سالن کھا لینا چاہیئے۔اور جب شوربا آ جائے تو اوپر سے اس کو پی جانا چاہیئے۔جب کھیر یا فرنی آ گئی تو بلا تاخیر اس کو چاٹ لینا چاہیئے۔اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آ جائے تو اس پر ہاتھ صاف کر لینا چاہیئے۔اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہوں گے۔کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہوں گے۔پانی نہ ملا۔آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔اور پھر حکم خداوندی **فاذا طعمتم فانتشروا** پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جایئے۔بس لوگ آپ کو مہذب مولوی صاحب سمجھ کر آپ کی تعریف کریں گے۔ذرا عمل کر کے دکھلایئے۔یا صرف کہنے کی باتیں ہیں۔پھر زیر حکم خداوندی **لم تقولون ما لا تفعلون** مراجعت فرمایئے۔یا ہاتھی کے دانت کی طرح دکھلانے کے اور کھانے کے اور دیگراں را نصیحت اور خود را فضیحت۔لیجئے اب میں آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جن میں ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔پہلے آپ کی تفہیم کے لیے اتنا لکھ دیتا ہوں۔تاکہ آپ سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ہم لوگ اہلسنّت و جماعت جو فاتحہ بزرگاں یا موتے کی کرتے ہیں۔تو اس میں سورۂ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھتے ہیں۔اور سورۂ فاتحہ خود دعا ہے۔اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔جو خارج از نماز کی جاتی ہے۔

(۱) حصن حصین باب آداب الدعاء **آداب الدعاء بسط اليدين ۔ تمس ورفعهما** ۔ع۔لیجئے دعا کے آداب میں

یہ ہے پھیلانا دونوں ہاتھوں کا یہ ترمذی میں ہے۔ اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت اس کی چھوں محدثین صحاح ستہ کے مصنفوں نے کی ہے۔

(۲) مشکوٰۃ شریف آداب الدعاء۔ اذا سألتم فاسئلوا ہ ببطون اکفیکم یعنی جب سوال (دعا) کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے۔ (۳) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۴، سطر ۱۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک سال بہت قحط پڑا۔ جمعہ کا دن تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مر گیا۔ عیال بھوک سے تنگ آ گئے۔ فادع اللہ لنا ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمایئے فرفع یدیہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔ اسی وقت بارش ہوگئی۔ حدیث طویل ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھانا ثابت ہے۔

(۴) مشکوٰۃ شریف: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یرد صفراً۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ شرم ولحاظ والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اس کی طرف تو وہ اس کو خالی پھیر دے۔ یہ چار احادیث ایسی ہیں جن میں صاف درج ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور دعا مانگی جائے جس کی تصدیق قرآن شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے: والذین یدعون من دون اللہ لایستجیبون لھم بشیءٍ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الافی ضلل و رعد۔ اس آیت شریف میں دعا مانگنے کا طریق ثابت ہے کہ جیسے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھول کر پانی کی طلب میں منہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ یعنی جیسے اوک سے پانی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔ خیر ایک آیت شریف دعا مانگنے کے طریق میں ثابت ہیں۔ اسی طریق کو مدِ نظر رکھ کر کچھ احادیث صحیحہ درج کرتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھا اور دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ وہو ہذا۔

(۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰، سطر ۲۳۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم۔ وعن انس قال ابو طلحۃ لام سلیم الحدیث حدیث طویل ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرسنگی کا حال معلوم کر کے ام سلیم نے چند روٹیاں جویں پکا کر دوپٹہ کے پلہ میں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کو تڑوایا ملیدہ کی طرح جو کچھ اس کے برتن میں گھی لگا ہوا تھا۔ اس میں ٹپکایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفاظ قسم دعاء سے اس پر پڑھے۔ پھر دس (۱۰) دس (۱۰) آدمیوں کو بلا کر کھلانا شروع کیا۔ اسی (۸۰) آدمیوں کو پیٹ بھر کھلا دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھیج دیا ان کے سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا۔ دیکھیئے! اس حدیث میں بھی صاف ہے

کہ کھانا سامنے رکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا۔

(۲) اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، صفحہ ۵۹۲، سطر ۱۴۔ (بروایت صحیح بخاری وصحیح مسلم) عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عروسًا بزینب الحدیث۔ ترجمہ: مختصراً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا کھجور اور گھی کا اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقط ایک چیز ہے۔ جو دہی ترش یا چھاچھ کو ٹپکا کر خشک کر لیا جاتا ہے۔ عربی میں اس کو اقط کہتے ہیں۔ جس طرح دودھ کو پنیر مایہ سے جما کر پنیر بناتے ہیں۔ اور عربی میں اس کو جبن کہتے ہیں الحاصل اس طرح کی دہی اور کھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے۔ قریب تین سو آدمیوں کے کھلا دیا۔ پھر مجھ کو فرما دیا۔ اٹھا لے اسے انس اپنا بادیہ۔ میں نے جب اٹھایا حیرت میں رہ گیا کہ جب میں لایا تھا۔ اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے۔

(۳) اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، صفحہ ۵۹۱۔ سطر اخیر۔ بروایت مسلم: وعن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث۔ ترجمہ: غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گرسنہ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کرانی چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تب آپ نے دستر خوان بچھوایا۔ اور فرمایا لے آؤ جو کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے مٹھی بھر جوار کسی نے مٹھی بھر کھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا لا کر ڈال دیا۔ بہت ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا بھر لو اپنے اپنے برتن پھر جس قدر لشکر تھا۔ سب نے اپنے اپنے تمام برتن جو ان کے پاس تھے۔ بھر لیے۔ اور خوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس جگہ لکھتے ہیں ''ولشکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بصد ہزار رسیدہ بود''۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لاکھ آدمی صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے روبروئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جس کی ان کو ضرورت تھی۔ اسی طرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہے پس دعا ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ کھانے کو آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اس کھانے میں کلام الٰہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شروع میں السوال من اللہ الکریم ہے۔ اور یہ عمل دوامی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جب آپ دعا مانگتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کر کے دعا مانگتے اور اپنے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے اور جب کبھی کوئی نیا پھل حضور کے سامنے لاتا تو اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اس پر دعا فرماتے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے: قال کان اذا رأ اول الثمرۃ جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا اخذہ قال اللھم بارك لنافی ثمرنا۔ الحدیث۔ اور یہی تمام اہلسنّت والجماعت کا عمل ہے۔ اس کے برخلاف ہرگز نہیں اور اسی طرح جامع صغیر میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں: کان اذا دعا جعل بطن کفیہ الی وجھہ یعنی جب آپ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف کرتے تھے۔ پس کھانا آگے رکھ کر پڑھنا

اوردعا کرنا ثابت ہوگیا۔باوجوداتنی احادیث موجود ہونے کے اس سے انکار کرنا اوراس کو بدعت روی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے۔اور کسی اہل سنت و جماعت کی طرف سے انکارنہیں۔اس پر اجماع امت ظاہر ہے اور مار اٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن و کان تجمع امتی علیٰ ضلالۃ کے مطابق اہل سنت و جماعت کا عمل ہے خداہدایت کرے۔

(۴)ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸-۶۹۔وفی فتاوی الاو زجندی لملا علی قاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ و کان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جاء ابو ذر عند النبی بتمرۃ یابسۃ و لبن فیہ خبز من شعیر فوضعھا عند النبی فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الفاتحہ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات الیٰ ان قال رفع یدیہ للدعاء و مسح بوجھہ فامر رسول اللہ ابا ذر ان یقسمھا بین الناس وایضًا قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراھیم۔ بلفظہٖ۔ترجمہ: اوردرمیان فتاوی اوزجندی ملاعلی قاری الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہے کہ تھا دن تیسرا وفات ابراہیم فرزند محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کہ آیا ابوذر رضی اللہ عنہ نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اوردودھ کے کہ اس میں روٹی جو کی پس رکھا۔اس کو نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار یہاں تک کہ کہا اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھیرے منہ پر۔پھر حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوذر کو کہ اس کو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کردے۔اور بھی اس میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اس کا واسطے بیٹے اپنے ابراہیم کے بلفظہٖ۔قولہ: چنانچہ مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم کے فتاوے جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات مے نویسند آنکہ بعد سالے یا شش ماہے یا چہل روز ودریں دیار طعام پزند درمیان برادران بخشش کنند آنرا بھاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخورند۔اسی صفحہ پر ہے مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص وادا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست نصاب الاحتساب اورامکروہ نوشتہ۔بلفظہٖ۔صفحہ ۳۵، سطر ۷۔اقول: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البرکات میں صاف فرمادیا ہے کہ آنرا بھاجی گویند۔یعنی جو کھانا بطور بھاجی برادری کے کیا جاتا ہے۔اس کا اعتبار نہیں۔کیونکہ موتی کے ایصال ثواب کے لیے نہیں کیا جاتا اس صورت میں نہیں چاہئے۔لیکن انہوں نے اس کو نہ بدعت روی لکھا ہے اور نہ اس کھانے کو مکروہ جانا ہے۔لیکن یہ کھانا فقراء اورغرباء محتاجین کو کھلایا جائے۔اور کوئی غنی بھی اس میں شامل ہوا ہے۔تو مضائقہ نہیں۔کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک عورت کے کا کھانا جو اس کا خاوند فوت ہوگیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منظور فرمایا اور حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے۔جیسے کہ اصل حدیث شریف صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ پر درج ہو چکی ہے لیجئے اس کی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مائۃ مسائل میں کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں۔جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی عبدالحئی صاحب فتاوے کی خیانت ظاہراً پائی جاتی ہے۔وہو ہذا مایۃ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیاں صفحہ ۸۷-۸۸۔اگر محض برائے

ایصال ثواب بارواح ایشاں مے خورانیدن فقراء را باید خورانیدن لیکن در خورانیدن فقراء صالحین ثواب زیادہ تر خواہد شد واگر بطریق ضیافت پزند پس اغنیاء و فقراء ہر دو را روا باشد۔چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات مے نویسد وطعامیکہ بہ نیت تصدق برفقراء از اموات بہ پزند تا ثواب آں بایشاں برسد جز فقیر را روا نباشد چہ تصدق برفقراء مے باشد وہدیہ مر اغنیا را آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد خواہ فقیر۔چنانچہ در عرائس مشائخ در دیار ما متعارف است عام باشد مر فقرا و اغنیا را ولابد آنچہ فقراء و محتاجاں بخورند مورث ثواب خواہد بود و آنچہ غیر فقراء خورند موجب عقاب نخواہد شد۔بلفظہٖ۔سوال پنجاہ ویکم مایۃ مسائل صفحہ ۸۷-۸۸۔لیجئے آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے صاف ہوگئی۔اور یہ سب کھانے جائز ہوگئے۔

(نوٹ ا:اس کتاب پر ستائیس علماء نظام و مفتیان عرب مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے دستخط ہیں۔اور مواہیر بھی ہیں۔۱۲۔

قولہ: رسالہ تیجہ مصنفہ مولوی سکندر علی میں حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبزادہ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے منقول ہے کہ ''روز سوم کل دادن در مردان بدعت است'' بلفظہٖ۔صفحہ ۳۵، سطر ۱۳۔اقول: آپ نے یہ عبارت ''روز سوم کل دادن در مردان بدعت است'' ایسی لکھی ہے جس کے معنی اور مطلب معلوم نہیں ہوتا جب تک اس کی تصحیح نہ ہو۔تب تک اس مہمل عبارت کا جواب بھی نہیں۔لہٰذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے۔اسی طرح علامہ سیوطی و ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما لکھتے ہیں:عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الیٰ قبرہ و قرء وا القراٰن یعنی روایت ہے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت تھی جب کوئی مرجاتا ان کا جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن۔عینی شرح ہدایہ باب الحج عن الغیر میں ہے:ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القراٰن ویھدون ثوابہ لموتاھم و علیٰ ھذا ھل الصلاح والدیانۃ من کل مذھب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر ذلک منکر فکان اجماعًا ۔یعنی بے شک مسلمان جمع ہوتے ہیں اور ہوتے رہے ہیں۔ہر عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہے ہیں۔ قرآن اور پہنچاتے رہے ہیں۔ثواب اپنے موتی کو اور اسی بات پر جمع ہیں۔صلاح اور دیانت والے ہر مذہب کے مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر۔پس ہوگیا اجماع اس پر (انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۳) ان دونوں باتوں کا جواب فالتو ہے۔جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔

اتنا ہی کافی ہے۔قولہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے از عادات سنیعہ ما مردم اسراف در ماتم ہا و چہلم و فاتحہ وسالانہ ایں ہمہ را در عرب اوّل وجود نبود۔بلفظہٖ۔صفحہ ۳۵، سطر ۱۴۔اقول: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانا صحیح ہے کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف و حدیث شریف بہت برا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا لیکن یہ بات یاد رہے کہ اسراف اس چیز کا نام ہے جو اپنے حظِ نفس کے لیے کیا جائے اور خدا کے واسطے صدقات اور خیرات جو کیئے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں۔جیسے کہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو حظ حاصل ہونے کے واسطے

جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اگرچہ تل کا ایک دانہ ہو۔ اور جو کچھ خدا کے واسطے دے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا اگر تمام دنیا کو لقمہ کر کے کسی درویش کے منہ میں دے دے تو یہ اسراف نہیں ہے اسراف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے بے رضا تو صرف کرے۔ رباعی

یک جوانے کہ داشت دائم خیر — پندمے داد راہبے در دیر
کاٹے پسر خیر نیست در اسراف — گفت اسراف نیست اندر خیر

(تفسیر حسینی)

دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کے لیے برا فرمایا لیکن فاتحہ چہلم وسالانہ کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا۔ نہ بدعت نہ خلاف شریعت، نہ مکروہ اور یہ جو فرمایا کہ چہلم وفاتحہ وسالانہ عرب میں پہلے نہیں تھا۔ گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا۔ یہ بھی صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف اعراب وار مصر اور قسطنطنیہ کے چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث وفقہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف ونحو بھی نہ تھیں۔ کتب اشغال سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں۔ پختہ مساجد بھی نہ تھیں، تقلید شخصی بھی نہ تھی، اربعہ مذاہب بھی نہ تھے، اربعہ مصلات بھی نہ تھے، ایسے ہی اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔ اسی طرح سوم، دہم، چہلم، سالانہ بھی نہ تھے۔ کیا مضائقہ ہے اس نہ ہونے سے شاہ صاحب نے ان کو برا نہیں کہا۔ پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں: زبدۃ النصائح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ۱۳۲ پر تحریر ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ ملیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیاء کا درست ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر ملیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست۔ واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن جائز است۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس طرح فرماتے ہیں: پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند۔ و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند۔ الخ۔ اور درثمین فی مبشرات النبی الامین کی بائیسویں حدیث صفحہ۸، سطر۱۲۔ اس طرح فرماتے ہیں۔ جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا۔ کہ کھانا پکواؤں کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد بشاش ہیں۔ بلفظہٖ۔ دیکھیے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے۔ کہ آپ فاتحہ خوانی وسوم ودہم وچہلم وبرسی کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی پڑھنا اور طعام سامنے رکھ کر جیسے کہ نقشبندیہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے کلمات طیبات، صفحہ۹۲، سطر۱۹۔ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔ وختم (خواجگاں) حضرت خواجہا وختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نیز اگر یاران جمع آیند بعد از حلقہ صبح برآں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ است وفایدہ بسیار دارد۔ طریق اس کا یوں حاشیہ پر ہے۔ طریق ختم خواجہا بہر نیتے ومقصدے کہ خواند باید کہ اوّل دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند بعد ازاں سورہ فاتحہ بابسم اللہ ہفت بار۔ بعد ازاں درود صد بار۔ بعد آزاں الم نشرح بابسم اللہ ہفتاد ونہ بار۔ بعدہ سورہ اخلاص بابسم اللہ ہزار ویکبار۔ باز سورہ فاتحہ بابسم اللہ ہفت بار۔ بعدہٗ درود صد بار۔ بعد ازاں فاتحہ خواندہ ثواب ایں ختم بارواح بزرگوار کہ ایں ختم بایشاں منسوب است باید گذرانید۔ بلفظہٖ۔ (معمولات مظہری)

دیکھو ختم پڑھنے کا طریقہ کیسا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ تسلی ہوئی یا نہیں۔ عین حدیث کے مطابق ہے

قولہ...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے۔ بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم وبستم وچہلم و ششماہی وفاتحہ سالانہ ہیچ نہ کنند۔ ان عبارات سے سوم دہم چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی خلیل احمد صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے۔ اگر آپ کو ان اموات کے بدعت ہونے سے انکار ہے تو فرمایئے بلفظہٖ۔ صفحہ۳۵، سطر ۱۶۔ اقول: قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف یہ فرما رہے ہیں: "رسوم دنیوی" میرے مرنے کے بعد نہ کرنا۔ اس میں کوئی لفظ بدعت کا درج نہیں۔ جو آپ نے اپنی لیاقت سے درج کر دیا۔ اور لفظ سوم بھی آپ نے اپنی ذہانت سے خود بخود لکھ دیا ہے جس کو وہ جائز فرماتے ہیں۔ اور یہ صحیح اور صریح ہے کہ رسوم دنیوی بطور بھاجی برادری کے درست نہیں۔ لیکن ایصال ثواب کے لیے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ میں اس طرح لکھتے ہیں:

(ا) وازکلمہ ودرود وختم قرآن واستغفار واز مال حلال صدقہ بفقرا بخا امداد نمائند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المیت فی القبر کالغریق المتغوث ینتظہ دعوۃ ما تلحقہ عن اب او اخ او صدیق۔ بلفظہٖ۔ کلمات طیبات صفحہ۱۵۴، ۱۵۔ سطر۱۶

لیجیے۔ یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ فاتحہ وختم خوانی کے ثابت کر دیا۔ جس کے لیے طریق ایصال ثواب وہی ہے۔ جو فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دیا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر افسوس ہے آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لاتقربوا الصلوٰۃ کہہ کر وانتم سکریٰ کو ہضم کر لیا۔ قاضی صاحب نے اس میں مدد اخفا کو تحریر فرمایا ہے کہ بطور خفیہ فقراء کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد ان کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کارروائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہر اور علانیہ دینا بھی بحکم خداوندی ان تبدوا الصدقت فنعما ھی یعنی اگر صدقہ کو ظاہراً اور علانیہ بھی دو تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں: اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اس طرح پر ہے۔ اگر آشکارا کنید خیرات را نیکو چیز است۔ یہ اس لیے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ اور خیرات کرنے کی ترغیب اور ترحیص ہو۔ لیکن خیر قاضی صاحب نے ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا۔ اب اور سنیئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسمٰعیل

صاحب کے وہ تمام ایام سوم، دہم، چہلم ششماہی وسالانہ کو درست فرما رہے ہیں۔ وہو ہذا:-

(۲) تفسیر عزیزی پارہ عمّ۔ سورہ النشقت، صفحہ ۱۱۱، سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں۔ ومدد زندگاں بمردگان دریں حالت زودے رسد۔ ومردگاں منتظر لحوق مدد ازیں طرف مے باشند چناں گمان مے برند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولہٰذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان اور انجا مے گوید کہ دعونی اصلی یعنی بگذارید مرا تا نماز بخوانم۔ نیز داروست۔ مردہ دراں عالت مانند غریقے ست کہ انتظار فریاد رسے مے بردو صدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکار او مے آید۔ ازیں جا است کہ طوائف بنی آدم تا یکساں وعلے الخصوص تا یک چلّہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام مے نمائیند۔ بلفظہٖ۔ (۳) فتاوے عزیزیہ جلد اوّل، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، صفحہ ۷۵، سطر ۱۹۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمائیند وبر آں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک مے شود خوردن آں بسیار خوب است۔ بلفظہٖ۔ یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ دیکھیئے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تبرک فرمایا۔

(۴) مکتوبات امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۱۰۴، جلد اول (ماتم پرسی) بدعا واستغفار وتصدق آمداد باید نمود۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب اوام اواخ اوصدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علیٰ اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال من الرحمۃ وان ہدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم**۔ ترجمہ حدیث شریف: فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی مانند ہے۔ فریاد کرنے والا ہے اور انتظار کرتا ہے دعا کی جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے۔ جب یہ دعا اس پہنچے دوست تریا زیادہ محبوب ہے۔ وہ دعا اس کے لیے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے۔ مانند پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ یا تحفہ یا صدقہ مردوں کے لیے بخشش ہے۔ یا ذریعہ نجات۔

(۵) ایضاً۔ مکتوب نمبر ۱۵۹، جلد اوّل حصہ سوم، صفحہ ۳۵۔ امرتسری آں فرزند شیوہ صبر را پیش گرفتہ بصدقہ ودعا واستغفار ممد ومعاون باشد کہ موتے را اشد احتیاج است بامداد احیا۔ در حدیث نبوی الخ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے)۔

(۶) ایضاً مکتوب سی وششم صفحہ ۸۵، سطر ۹۔ امرتسری۔ حضرت امیر اگر داماد پیغمبر است وپسر عم اوست حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ اوست علیہ وعلیٰ جمیع اہل بیتہٖ الصلوٰۃ والسلام وحبیبہ ومقبولہ اوست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ پیش ازیں بچند سال واب فقیر آں بود کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا مے ساخت دباآں سرور حضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرت امامین راضم مے کرد۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شبے درخواب مے بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر بایشاں سلام مے کند متوجہ فقیر نمے شود درد بجانب دیگر دارند دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ مے خورم ہر کہ مرا

طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمے ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک مے ساخت وبجمیع اہل بیت توسّل مے نمود۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ دیکھیئے۔ ان مکتوبات حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ سے فاتحہ خوانی اور طریق ثواب رسانی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ تیجہ گمنام مولوی سکندر علی کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا۔

(۷) صراطِ مستقیم مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۳۷ ومطبوعہ دہلی صفحہ ۶۴۔ ونہ پندارند کہ نفع رسایندن باموات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنے بہتر وافضل غرض آنست کہ مقید برسم نبائد شد بے تعین تاریخ وروز۔ جنس وقسم طعام ہر وقت ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد۔ ہرگاہ ایصال بمیت منظور دارد وموقوف بر طعام نگذارند اگر میسر باشد بہتر امت والاصرف ثواب سورہ فاتحہ واخلاص بہترین ثواب است۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ ہدایت اولےٰ دربیان اشغال طریقہ چشتیہ۔ افادہ اوّل۔ طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بہ نشیند وفاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نمائد بلفظہٖ، صفحہ ۱۱، سطر ۴۔

(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پیر ومرشد دیوبندیاں:-

دسرا مسئلہ فاتحہ مروّجہ کا اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص اور تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہئیت کذائیہ ہے۔ تو کوئی حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا۔ اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ ''اس کا'' مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ع

چہ خود بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس بہ ہئیت کذائیہ حاصل ہو گئی۔ باقی

رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے۔ اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طول ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو اوّلاً اس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اس کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت رہتا ہے جب تک وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات وریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں آ سکتے۔ قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہئیت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہئیت مروّجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی۔ دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوا شب برات ودیگر اں طریق ایصال ثواب اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظہٖ۔ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸ تا ۱۰۔ دیکھیئے آپ کے پیران پیر علیہ الرحمۃ نے تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصال ثواب کے طریق دسواں بیسواں چہلم اور سالانہ سب کو نیک اور جائز فرما دیا۔ اور توشے اور سہ منیاں۔ شبرات کے حوالے سب جائز۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد خود کو دیکھ کر مارے غصہ کے چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارکہ آگ میں ڈال کر خاک سیہ کر ڈالنا

نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ) طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے۔ اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے بہم پہنچ سکے ان کی یہ قدر ومنزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بلفظہٖ۔

کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ ایڈیشن نمبر ۲، صفحہ ۴۲، سطر ۱۰۔ اللہ! اللہ! یہ غیظ وغضبی اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دور اندیشی کہ یہ چند دس بیس نسخے آ کر آگ میں جلا دیئے تو کیا ہوا وہ

تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی ضبط نہ ہوسکا اور اپنے مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی کہ آگ میں جلا ڈالا۔ قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو رسوائی ہوگی۔ بلکہ روسیاہی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ ضرور باضرور!۔

اب میں ایک فتویٰ علمائے پنجاب وہندوستان کا جو کتاب ''فتاوے علمائے حنفیہ فی جواب استفتاء شمسیہ'' مرتبہ منشی شمس الدین خاں حنفی نقشبندی مجدّدی جالندھری ۱۳۱۰ ہجری میں بمقام جالندھر چھپوایا تھا۔ درج کرتا ہوں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب[1] میں آج کل[2] طعام[3] کو آگے رکھ کر قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں۔ جس کو ختم یعنی فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعتِ حسنہ یا بدعتِ سیہ۔ پھر بعد تمام کرنے قرأۃ قرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور مشہور ومعروف ہوتا ہے ہر واحد اپنا اپنا پڑھا ہوا بخش دیتا ہے بلکہ اپنی اپنی مستورات سے کچھ پڑھا ہوا ہبہ کرا کر اس شخص معین کے پاس لا کر ہبہ کر دیتا ہے۔ بلکہ دیگر شہروں سے اس تاریخ اور وقت مقررہ پر قرآن سے کچھ پڑھا ہوا ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو ہبہ کراتا ہوا لا کر اس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ وہ مجموعہ ہو کر اس میت کو جس کی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے اس کو بخش دیا جائے اس طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں۔ بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر ایک کا پڑھا ہوا لے کر وہ بآواز بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا بعدہٗ ہاتھ اٹھا کر وہ بالترتیب انبیاء اور کابر اولیاء کے نام مبارک لے کر بخش دیا جاتا ہے۔ اخیر اس میت کے نام پر خاص کر کے بخش دیتا ہے اگر اس کو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اس کے اقرباء سے پوچھ لیتا ہے آیا ایصال ثواب کے لیے یہ طریق کیسا ہے۔ سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن وحدیث وفقہ سے مدلل مفصّل ارشاد فرما دیں۔ بینوا توجروا عند اللہ اجرا عظیمًا۔ صفحہ ۵، سطر ۲۔

جواب ھذا ما فی علمی من الجواب

واللہ اعلم بالصواب

ختم مذکور بوصف مسطور جس کو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنت حسنہ ہے نہ بدعتِ سیہ اور اگر خالصاً للہ ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امورات جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں۔ یعنی صدقہ دینا قرآن شریف پڑھنا۔ زندے یا مردے کو اس کا ثواب

حاشیہ[1]: پنجاب ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب وغیرہ ممالک میں بھی۔

حاشیہ[2]: آج کل ہی نہیں بلکہ مدت ہا سے

حاشیہ[3]: لفظ طعام میں آب بھی داخل ہے۔

بخشا جمعیت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا نام لینا واسطے اس کے ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جمع ہونا واسطے معاونت کرنے اس کارِ خیر میں یہ ایک امر فی نفسہٖ جائز اور ثابت ہے اور ان سب امورات کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں سرانجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں۔ پس اس ختم مروّج بالا کو بدعتِ سیہ کہنا درست نہیں وقال زین العرب البدعة ما احدث علٰی خلاف اصل من اصول الدین کذافی البریقة شرح الطریقة پس سرانجام کرنے والے اس سنت حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت حسنہ کے سب کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیران ینقص من اجورهم شیئ ۔ رواہ مسلم میں داخل ہیں۔ اور ماجور ہیں۔ اور جب کہ یہ طریقہ حسنہ ہوگا۔ فروی عن ابن مسعود موقوفًا بسند حسن ماراہ المسلمین فهو عند الله حسن لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جاننا اور اس کو ضروریات دین سے اعتقاد کرنا بدعتِ سیہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کے واسطے یہ امر سنت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل:-

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰے قال العلامة الشیخ صدر الدین ابو عبداللّٰہ محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقی فی کتاب رحمة الامة فی اختلاف الائمة. اجمعوا علٰی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعتق ینفع المیت و یصل الیه ثوابه اه والاصل فی هذا الباب ما قال فی الهدایة ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله بغیره صلٰوة او صوم او صدقة او غیرها الا کتلاوة القراٰن والاذکار کذا فی الفتح القدیر. وقال اللّٰہ تعالٰی تعاونوا علی البرو التقوٰی. وروی الطبرانی باسناده ان رجلاسئال النبی صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم فقال کان لی ابوان ابوهما حال حیاتها فکیف یبرهما بعد موتها فقال علیه السلام ان من البر بعد البران فصلی لهما مع صلواتك وان تصوم لهما مع صیامك. وروی ابن ابی شیبة عن ابن دینار مرفوعًا بلفظهٖ ان من البر بعد البران تصلی عنهما مع صلٰوتك وان تصوم عنهما مع صومك وان تصدق عنهما مع صدقتك. انتهٰی.

وقد صح انه صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم ضحی بکبشین املجین احدهما عن نفسه والاٰخر عن امته رواہ عدة من الصحابة کعائشة وابی هریرة و جابر وابی رافع وحذیفة الغفارے وابی طلحة الانصاری وانس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم واخرجه ائمة الحدیث کاحمد ابی داود و ابن ماجة والحاکم وصححه ابن شیبة وابی نعیم و ابی یعلی والطبرانی والدار قطنی والبزاز و اسحٰق بن راهویة وغیرهم بطریق متعددة کما بسطه الزیلعی فی نصب الرایة التحریج احادیث الهدایة قال شیخ الاسلام کمال الدین الهمام قدروی هذا الحدیث من الصحابة

وانتشر محزجوه فلا یبعدان یکون القدر المشترك، وهوانه علیه السلام ضحی عن امته مشهوراً یجوز تقید الکتاب به اۃ. یعنی قوله تعالٰی و ان لیس للانسان الاما سعٰی فعلٰی هذا معنی الایة لیس الانسان سعی غیره الا اذا ذهب له کذا قال السید الطحطاوی فی حواشی درالمختار اقول والابد من هذالقید لئلا بعارضه قوله تعالٰی والذین اٰمنوا وابتعتهم ذرّیتهم بایبان الحقنابهم ذریتهم وما اللهم من عملهم من شئ فاخبر اللّٰہ تعالٰی بانتفاع الابناء بعمل الا باء وقدر وے حدیث الحج عن الغیر عدة من الصحابة کابن عباس و ثابت ابن انس و بریدة و ابن عامی و ابن الحصین و سودة ام المؤمنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما اخرجه البخاری و مسلم و ابو داوٗد والترمذی والنسائی والدارمی واحمد و ابن حبان والحاکم والطبرانی والبیهقی و غیرهم بطرق مختلفة کما بسطه الزیلعی فی تخریجه ثم ظاهر المذهب ان الحج عن الحجوج عنه وبذالك تشهد الاخبار الواردة فی الباب کذافی الهدایة.

وعن ابن عباس ان رجلا قال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم ان امه توفیت اینفعها ان تصدقت عنها قال نعم رواہ البخاری.

وعن سعد بن عبادة انه اتی النبی صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم فقال ان امتی ماتت و علیها نذرة فیجزی ان اعتق عنها قال اعنق عن امك رواہ النسائی.

وعن انس انه سال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوا اللهم فهل یصلّ ذلك الیهم قال نعم انه یصل الیهم رواہ العکبری.

وعن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلهٖ وسلم من دخل المقابر ثم قرأة الفاتحة الکتاب وقل هو اللّٰہ احد والهٰکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأة من کلامك لاهل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانواشفعاء له الی اللّٰہ تعالٰی رواہ الا بوا لقاسم الزنجانی فی فوائده.

وعن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال من مرعلٰی المقابر و قرأقل هو اللّٰہ احد احدی عشر ترة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعد دالامرات رواہ الطبرانی وبالجملة قدوردت اخبار و اثار کثیرة فی هذا الباب ذکرها السیوطی فی شرح الصدور ولقد مشترك بین الکل وهوان من جعل شیئا من الاعمال الصالحة لغیره نفعه اللّٰہ به یبلغ مبلغ التواتر کما صرح به شیخ الاسلام ابن الهمام فی فتح القدیر ثم لافرق بین ان یکون المجعول له حیا او میتا

كما هو الظاهر من حديث الاصحية عن الغير والحج عن الغير۔

وقال الحافظ شمس الدين عبدالواحد المقدسى فى جوء الفه فى هذه المسئلة ان المسلمين ما زالوا فى كل عصر يجتمعون ويقرؤن لموتاهم من غير نكير فكان ذلك اجماعًا كذانقل السيوطى عنه فى شرح الصدور و ذكره القاضى ثناء الله فى تذكرة الموتٰى ولم ينكر عليه۔

وقد روى الخلال عن الشعبى قال كانت الانصار اذامات لهم الميت اختلفوا الىٰ قبره يقرؤن القراٰن كذا فى شرح الصدور ثم الاجتماع علىٰ قرأة القران فضيلة عظيمة وفائدة جليلة۔

فعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم ما اجتمع قوم فى بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه فيما بينهم الا نزلت السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملئكة وذكرهم الله فى من عنده رواه المسلم۔ قال النووى و هذا الحديث دليل لفضل الاجتماع علىٰ قرأة القراٰن لموتاهم باطعام الطعام ثم الدعا لهم بايصال الصواب والعفو والمغفرة۔

فعن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم من كانت له حاجة عاجلة او اجلة فليقدم بين يدى لجواه صدقة كذافى الفوائد المجموعة علىٰ ان الدّعا بعد القرأة وختم القراٰن دعوة مستجابة رواه البيهقى فى شعب الايمان۔

وعن حميد الاعرج قال من قرأة القران ثم دعا امن على دعائه اربعة الان مهلك رواه الدارمى۔

وروى عن ايضًا عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم ما اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا كان حقا علىٰ الله ان لا يرادايديهم وروى الحاكم عن حبيب بن سلمة مرفوعًا لا يجتمع ملأ فيدعوا بعضهم الا اجابهم الله تعالىٰ فعلم ان الاجتماع الدعاء بعد قرأة القراٰن واحضار الطعام واهداء ثوابها الاموات اصل قوى و دليل جلى واما اهداء ثواب قرأة القراٰن للنبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فمنعه ابن تيمية الحرانى بدليل عدم ورود الاذن فيه من النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم له وبالغ الامام السبكى فى الرد عليه فقال ان مثل ذلك لا يحتاج الىٰ اذن خاص الاترى ان ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما كان يعتمر عنه صلى الله عليه وآلہٖ وسلم عمر امن غير وصية و حج ابن الموفق عنه سبعين حجة و ختم ابن السراج اكثر من عشرة الاف ختمة و قال ابن عقيل يستحب اهداها له صلى الله عليه وآلہٖ وسلم

كذافى ردالمحتار۔ وفيه ايضًا قوله علمائنا للرجل ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وانه احق بذالك حيث انقدنا من الضلالة ففى ذالك نوع شكر و اسداء جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال وقد امرنا ان نقول اللهم صل علىٰ محمد (صلى الله عليه وآلہٖ وسلم) الخ۔

وقال ابو الفضل ابن حجر العسقلانى اما قول القائل فى الدعاء اللهم اجعل ثواب ماقواته زيادة فى شرف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فله اصل وهو الحديث المروى عن كعب رضى الله تعالىٰ عنه اجعل لك صلٰوتى كلّها قال اذا تكفى همك وقد قيل المراد بالصلٰوة هنا الدّعاء وقيل الصلٰوة المراد ثوابها۔ انتهٰى۔

وفى الفتاوٰى الحديثية لابن الحجر الهيتمى ان مايفعله الناس من سوالهم من الله تعالىٰ ان يوصل ثواب مايقرؤن الى النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وصحبه وتابعيهم حسن الا اعتراض عليه والاولىٰ ان يفعل ذلك مع والديه۔ انتهٰى۔

وكذافى تنقيح الحامديه وفى المجرمن صلى اوصام او تصدق وجعل ثوابة لغيره من الاموات والاحياء جازويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة و الجماعة كذافى البدائع وسئل ابن حجر المكى عمالو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم اويصل لكل منهم مثل ثواب ذلك كاملًا فاجاب بانه افتٰى جمع بالثانى وهو لائق بسعة الفضل۔ انتهٰى۔

كذافى ردالمحتار وفيه ايضًا عن التاتارخانية عن المحيط الافضل لمن تصدق نفلاان ينوى لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصلاليهم۔ انتهٰى۔ والله اعلم بالصواب۔ سوره الفقير محمد ايوب الحنفى البشاورى (محمد ایوب خدام شرع) بلفظہ۔صفحہ۵تا۹ عفااللہ عنہ۔ الجواب: والله سبحانه الموفق للصواب۔ ثواب قرأۃ قرآن شریف اور کھانے کا میت کو پہنچانا درست ہے۔ اور کھانے کو آگے رکھ کر اس پر قرآن شریف پڑھنا واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں۔ ثبوت اس کا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے متعدد رسائل۔ اور فتاوٰے میں بہ تفصیل لکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی ردالمختار میں لکھتے ہیں۔ صرح علمائنا فى الباب الحج عن الغيربان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلٰوة اوصوم او صدقة اوغيرها كذافى الهدايه۔ انتهٰى۔ مختصراً۔ العبد المجيب محمد گوهر على (محمد گوہر علی)

الجواب صواب
(محمد ارشاد حسین ۱۲۸۲)

الجواب هو الصواب
(محمد عبدالغفورخان)

صح الجواب — الجواب صواب

(المتوکل علی اللہ محمد عبداللہ ۱۲۹) — (محمد ریاست علی خان رامپوری)

فی زمانا جس کو فاتحہ خوانی ونیاز دینا بولتے ہیں اس سے مقصود اصلی میت کے واسطے دعائے مغفرت وترقی مرتبت میت کرنا ہے اور دعا کرنے کے قبل نفل عبادت مالی وبدنی جمع کر لینا مستحب ہے۔ پس دعائے مغفرت وترقی مرتبت میت کے حق میں کرنے کے قبل کسی مستحق کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت مالی اور بدنی دونوں اکٹھا کر لینا ہے تو بے شک جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع المآب۔

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنوی (فخر الدین احمد)

واقعی آیات قرآنیہ وطعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ اور اس کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے بخوبی حاصل ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا۔ جیسا کہ صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے البتہ ہیئت کذائیہ مجمعۃ مستفسرہ بالا قرون ثلاثہ میں نہ تھی۔ پس اس کو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہیئے ہاں! عادتاً ان دونوں کا اجتماع لائق امتناع نہیں۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم۔

حررہ الراجی غفور۔ الوحید ابوالحامد محمد عبدالحمید لکھنوی (ابوالحامد محمد عبدالحمید)

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اگر طعام وغیرہ آگے رکھ کر اس پر کچھ کلام الٰہی وغیرہ دعا پڑھ کر اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جائے تو یہ مشروع ہے۔ بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرض وواجب وسنت موکدہ نہ ٹھہرایا جائے۔ اس فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف و قبل از ایصال ثواب وہ آیت کلام اللہ کی تلاوت فرمائی انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت الایۃ بعد اس کے یہ دعا پڑھی اللھم منک ولک عن محمد وامتہ اور صدقہ قربانی کی طرف اشارہ فرمایا کر پڑھا اللھم تقبل ھذہ من محمد و اٰل محمد نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے حلوہ بنا کر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں ارسال کیا اس پر بھی آپ نے کچھ دعا پڑھی تھی جیسا کہ حدیث میں تکلم بماشاء اللہ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں پر جو حضرت ابوطلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے۔ جامع التفاسیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یٰسین کو وقت کھانے کے کہ ڈرتا ہو۔ قلب اس کا کفایت کرے اس کو۔ نیز جنگ تبوک میں صحابہ نے طعام موجودہ حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا۔ تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ طعام اور اشیائے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے۔ کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نکودر المجیب مصیب فتح الدین ساکن آلووال پرگنہ نکودر۔ جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن

سائر المسلمین خیر الجزاء فاحسن جوابہ و ھو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر امانت علی مفتی نکودری عفی عنہ۔ ھذہ الروایات صحیحہ فقیر حافظ نور جمال الجواب صحیح فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور۔

الجواب حامداً للہ ومصلیاً ومسلماً علیٰ رسولہ۔ قرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھ کے ان کا ثواب میت کو بخشنا اور اس کے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حسب حالی تیار کر کے اس کا ثواب بھی میت کو گزارنا بے شک جائز ہے اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنّت وجماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ رحمۃ الامۃ میں لکھا ہے: اجمعوا علٰی ان الاستغفار والدعاء والصدقۃ والحج ینفع للمیت ویقبل اثوابہ الیہ۔ انتہٰی اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نص کی طرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کے واسطے گئے ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشا کر کے حدیث سے ثابت ہوا ہے کما ھو مذکور فی محلہ واللہ اعلم مرقوم ۲۲ ذیقعد ۱۳۰۸ ہجری۔ کتبہ عبداللہ کان لہ (عبداللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی۔ الجواب صحیح محمود بن صبغۃ اللہ۔ یہ دونوں صاحب بزرگ مدراسی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

جواب: یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحسنات علماء متاخرین سے ہے۔ بموجب اس حدیث صحیح کے من راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن۔ فقیر حقیر قادر بخش معروف فقیر جندوڈا اویسی قادری حنفی ملتانی قدیماً غفر اللہ عنہ والوالدیہ۔ الخ۔ صفحہ ۱۲۔

اقول: بتوفیق اللہ تعالیٰ وتوفیقہ ونفس قرآن بروقت حضور طعام جائز است (بہت طویل عبارت ہے اور کتب فقہ کے حوالہ جات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری، غلام رسول الحنفی عفی اللہ الغنی۔

مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدھیانہ کی بہت مفصّل اور منصفانہ تحریر ہے۔ صفحہ ۱۸ سے ۱۹ تک ختم مروّجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے کچھ عبارت مختصراً آگے لکھی جائے گی۔ ان کی تحریر پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ اس طرح تصدیق فرماتے ہیں: المجیب مصیب مفتی شاہ دین لدھیانوی۔ لیجئے۔ ختم فاتحہ خوانی، سوم، دہم، چہارم، ششماہی، سالانہ وغیرہ نذر ونیاز اور کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہوگی۔ آپ بھی اپنے مردوں پر رحم کیجئے ان کے دشمن نہ بنیئے۔ قولہ: مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۷ آپ نے مولوی خلیل احمد صاحب کو ختم مروّجہ سوم ودہم، چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور ان کی تحریر کو کفریہ لکھا ہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۲۲۔ اقول: واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی ہیں۔ اور ان کے پیروکار بھی اس میں عذر لا حاصل ہے اور یہ بات طے اور فیصلہ شدہ ہے۔ فتاویٰ علماء عرب کے موجود ہیں کہ وہ وہابی سات پانیوں دھوئے ہوئے ہیں۔ اور ان کے تکفیر میں بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ صرف میرا ہی لکھنا نہیں۔ ان کی اپنی تحریرات ہیں۔ توہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ نمبر اوّل میں اس کارروائی

میں۔

قولہ: آپ نے لکھا ہے (باوجود ایسا سمجھنے کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ) قاضی صاحب اگر شرم کہیں بازار میں قیمتاً ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے...... تاکہ آپ اپنے کذب پر نادم اور شرمندہ ہوتے مولوی خلیل احمد صاحب کا آپ نے یہ عقیدہ نقل کیا ہے...... مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں دیا۔ بلفظہ۔ ملخصاً، صفحہ ۳۶، سطر ۶۔ اقول: جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ ہجری کو فوت ہوگئی اور ۱ دسمبر ۱۹۱۳ء تھا۔ حافظ کریم احمد حالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا اس کو میں نے مقرر کیا کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے۔ اور ہر روز رات کو ختم پڑھ کر کھانا لے جایا کرے۔ اس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا۔ اور ہر روز رات کو کھانا پکا کر اس کے سامنے رکھا جاتا۔ اور بڑی عمدگی سے اس سورہ تبارک الذی پڑھ کر ایصال ثواب کرتا اور کھانا اپنے گھر لے جاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھا جاتا اور گھر کو بھی لے جاتا۔ سوم اور دہم کو بھی اسی طرح پارچات اور میوہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھ کر ختم دیتا اور گھر لے جاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھ کر لے گیا۔ اور رخصت کیا گیا اور اس کے بعد بھی ہر جمعرات کو آتا اور اسی طرح ختم پڑھ کر کھانا لے جاتا رہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست منشی نیاز احمد خاں سب انسپکٹر پولیس لدھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہوگیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا۔ تیسرے روز میں اُس کے سوم میں گیا مسجد میں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ کا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ نخود بریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ کلمہ شریف اور قل ھو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ کے مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹا پانی کا ختم میں رکھ دو۔ تو پھر مولوی مذکور جھنجلا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے اور یہ بدعت ہے تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو کہ کلام الٰہی بھی پڑھ کر ایصال ثواب نہ کیا جائے چپ رہو قرآن شریف پڑھنے دو تب وہ چپ ہوگیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے مارے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مروّجہ کو پڑھا۔ اور اس کا ثواب متوفی کے روح کو بخشا۔ اس کے بعد نخود اور شیرینی تقسیم کی گئی تو مولوی صاحب مذکور نے دُہرا حصہ اپنی چادر کے پلّہ میں ڈلوالیا۔ اور لے کر چلے گئے یہ ہے منافقانہ کارروائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو ان کے گھروں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سوم، دہم، چہلم کو حرام کہیں۔ اور پھر دُہرا حصہ لے کر ہڑپ کر جائیں۔ میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کے چیلے ایسا کرتے ہیں تو لامحالہ ان کے گرو بھی ایسا کرتے ہوں گے۔ دیکھیے یہ وہی شرم ہے جس کو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہوتی ہے مگر حدیث شریف میں ہے: اذا لم تستحوا اعمل ماشئت پنجابی مثل ہے:-

دو پیاں کدھر گیاں دیدہ اوہو جیہا

قولہ: (مسلمان بھائی کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ نہیں بلکہ اہلسنّت کے نزدیک کھلانے والے کے ہاتھ ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۶، سطر ۱۴۔

اقول: میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام و آب واشیائے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے ہبہ کرنا کہ وہ میت کے روح کو ختم مروّجہ پڑھ کر بخش دے واقعی ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتحہ خوانی کے دشمن ہیں۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لیے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے کیونکہ مالکہ طعام جیسے کہ دستور ہے کہ تمام اشیاء موجودہ کو اس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے ہبہ کر دیتا ہے تا کہ وہ حسب قاعدہ مروّجہ اہلسنّت و جماعت میت کے روح کو بخش دے لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی وہابی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کرے گا بلکہ اس کے لیے ہبہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ ہبہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں اور کھانے والے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپ نے لکھ دیا ہے یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے میں نے کہاں لکھا ہے کہ ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے۔ جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اے عقلمند! آپ کو فاتحہ خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے موتے کو ایصال ثواب کبھی نہیں کیا اس لیے پتا نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنّت و جماعت کس طرح کرتے ہیں وہ فتویٰ علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۵۲۹ پر درج ہوا ہے اس کو دیکھ کر واقفیت حاصل کیجیے اور اپنی بے علمی کا اعتراف کیجیے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجیے۔

قولہ: پھر آپ نے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہیئے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوٹلی کو کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں۔ صفحہ ۳۶، سطر ۱۹۔

اقول: لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مفتی جی! اضطرابی حالت میں کیوں آ گئے۔ کذب اور بہتان اور افتراء اس فہرست کو کیونکر آپ لکھنے بیٹھ گئے۔ جب آپ تمام مضامین مندرجہ فہرست کو خود قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کر لینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ "اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں۔" ایسا دن کے وقت سورج کا انکار دیکھیے یاد دلاتا ہوں:

عقیدہ نمبر ۱ کو اور اس کی عبارت کو آپ نے بعینہ قبول کر لیا۔

عقیدہ نمبر ۵ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا مان لیا اور

عقیدہ نمبر ۱۴ کی عبارت کا بعینہ موجود ہونا تسلیم کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۶ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہٖ منظور کرلیا۔ اور
عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ کی بابت آپ نے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں اور
عقیدہ نمبر ۱۹ کی عبارت کو بعینہٖ موجود ہونا بسر وچشم قبول کرلیا۔ اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۰ کی عبات کو بھی بعینہٖ ہونا تسلیم کرلیا۔ پھر
عقیدہ نمبر ۲۱ کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبون اور مذموم کے فرق سے مان لیا اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۲ کی عبات کو بھی بعینہٖ موجود ہونا منظور کرلیا اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۳ کی عبارات کو بھی بڑی خوشی سے قبول کرلیا۔

دیکھیئے عقائد نمبر ۱-۵-۱۴-۱۶-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳، کل نو (۹) عقائد کی عبارات کو جو آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں ہیں۔ اور میری فہرست میں درج ہیں۔ بعینہٖ تسلیم اور قبول کرچکے ہیں۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشتہرہ میں تیئس (۲۳) ہیں۔ جن میں سے نو (۹) عقائد کو آپ نے تو کلیۃً بعینہٖ عبارت کا موجود ہونا مان لیا۔ اور عقائد نمبر ۱۷-۱۸ کو لکھ دیا کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ کل گیارہ ہوئے۔ گیارہ عقائد نکال کر باقی رہے بارہ عقائد سو ان کے خلاصے عبارات کے تسلیم کرلیے۔ اور قبول کرکے ان کے جوابات اور اعتراضات لکھے۔ اور جن عبارات کا آپ نے انکار کیا تھا وہ بھی آپ کی کتابوں سے نکال کر لکھ دیئے۔ مگر یہ کتنا بڑا اندھیر اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کرلینے کے پھر بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا کہ ان کی کتابوں میں عبارات ومطالب موجود ہی نہیں۔ مان کر مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھوڈالوگے۔ یا اس کو کھا جاؤگے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے خدا پناہ میں رکھے ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی نہیں نہیں چندھیا جائیں گی۔ پس عقائد والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دہرائی جائے۔ ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز نہیں۔ سو مولود شریف کا سن کر مبتدع ہے جیسے کہ اس کتاب میں ثابت ہوچکا ہے۔ باقی رہا گالیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا سو اس پر میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور وہابیہ عقائد کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہابی نہ ہو اپنے جیب میں بڑی خوشی سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے رکھے گا اور ان عقائد سے مجتنب رہے گا اور اس کے لیے دین ودنیا میں امن وامان ہوگا۔ اور وہابیہ کے لیے مار جان ہے۔ اس لیے وہ ضرور اس سے بھاگے گا میں نے صرف پانچ صد کاپی اس فہرست کی چھاپی تھی مگر حضرت مولوی حاجی محمد لعل خاں صاحب مداری نائب صدر انجمن اصلاح عقائد کلکتہ نے جو خاکسار کو جانتے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار چھاپ کر شائع کی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف ہوکر اس فقیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور سینکڑوں خطوط شکریہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے۔ الحمد للہ علی ذلك

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لدھیانہ کی طرف معترض کا خطاب

قولہ: مفتی عبدالحمید کو مخاطب نہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لیے انہیں بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔ تاکہ حق مفتی سازی پورا ہو...... جس کا جواب دینا صرف مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

مفتی عبدالحمید صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ ”بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے ازحد نفرت چاہیئے۔ اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔“ مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہوگیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات مطالبات میں اس کے متعلق خوب بسط سے لکھا جاچکا ہے عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے۔ اگر ایمان ہے تو سچ بتائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہٖ محولہ کتاب میں بچشم خود دیکھا۔ اگر دیکھا تو دکھلایئے۔ اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے ازحد نفرت چاہیئے اور ان کی امامت سے پرہیز توضیحات میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ تو آپ کے اس کہنے سے لازم آیا کہ ان لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں۔ ان کی امامت سے پرہیز چاہیئے تو فرمایئے کیا امامت ان کی جائز ہے اور بہتر ہے۔ جو مشرک اور مبتدع ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۷، سطر اوّل۔

اقول: حضرت مفتی عبدالحمید صاحب کا مخاطب کرنا ان سے سوال کرنا آپ کا بے ضرورت اور بے سود۔ جب کہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کے لیے موجود ہے۔ ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کیئے گئے ہیں۔ گویا گالیاں صریح وقبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دی گئی ہیں۔ کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ سخت کمینہ پن ہے۔ دیکھیئے آپ کیا لکھتے ہیں:

(۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے۔

(۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتلایئے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہٖ محولہ کتب میں بچشم خود دیکھا۔

(۳) اگر دیکھا ہے تو دکھلائیے۔

(۴) کیا امامت اس کی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک یا مبتدع ہو۔

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک اور مبتدع لکھا ہے۔ لیکن خیر مولانا صاحب ناراض نہیں اور نہ شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کل مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرورِ عالم سید المرسلین حبیب الرحمٰن الرحیم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص خداوند تعالیٰ جہاں آفرین گالیوں کی بوچھاڑ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہیئے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ تمام دنیا کے مسلمان بے ایمان ہیں اور میں اور میرے متبع ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اس کے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان باایمان نہیں سمجھتے بلکہ مشرک اور کافر اور مبتدع جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں ان کے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظہٖ بلفظہٖ لکھا تھا۔ وہاں بعینہٖ عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصًا لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط وغور وخوض سے دیکھ کر اشتہار کی تصدیق فرمائی علاوہ اس کے وہ فتاوے علماء کے دیکھے جن میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس کی تصدیق جو اس کتاب میں ہوئی تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ یا یہ قوم یا جماعت وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ قابل نفرت ہے اب اس کتاب میں خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے جو فضل احمد کی طرف سے باوجود ہیچ مدانی کے لکھا گیا ہے نہایت احتیاط اور اختصار سے لیکن مسکت لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کے لیے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا ان کے پاس فریاد کریں اور جو دنیا پر موجود نہیں ان کے روحوں سے امداد لیں بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپ کا شرک ہے یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ ان سے بھی رہے تو اب سیدھے خداوند تعالیٰ کے پاس جا کر استمداد کیجئے۔ یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں لدھیانہ با بسی میں الغیاث الغیاث کیجئے۔ لیکن خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ علیم بذات الصدور ہے۔ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھ کو عرش پر بیٹھا ہوا اقراء دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کرلیا ہے کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے اور مجھے مجسم مانتے ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیاء اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الجنت کی بھی توہین کرتے ہیں۔ اور چماروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور بیل اور گدھے اور کنھیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور شیطان کے علم کو ان کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں لہٰذا سیدھے داخل ہو جئے گا۔

حالت اضطراب و مذبوحی آپ کی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہوش وحواس قائم نہیں رہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ اشتہار میں عبارات عقائد وہابیہ لکھی ہیں۔ وہ کتب محولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار

کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدّد صاحب اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔'' اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد میں نے آپ کے مولویوں کے اشتہار میں درج کیئے ہیں۔ وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونوں جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اس لیے جھوٹ ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں عبارات کتب محولہ میں موجود ہونا قبول کر چکے ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اس لیے جھوٹ ہے کہ حضرت مجدّد صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بھی ان عقائد وہابیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جو صریح کذب ہے۔ تیسری طرف پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں تو دکھلائیے اب ان میں کون سی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جائے۔ بات یہ ہے کہ اشتہار عقائد وہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کر کے ہوش وحواس کو پراپیگنڈا کر دیا اور جوابات واعتراضات کرنے میں جو جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جا بجا درج کردی گئی ہیں۔ اور اخیر پر اور مذبوحی حالت میں کچھ کا کچھ دیا۔ خدا خیر کرے۔ اس کا اثر گھر پر نہ پڑے۔

اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھلائیے۔ بندہ خدا اب آپ کو یاد آیا اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہیئے تھی۔ یا اب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلمہ خود بائدزو۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلا دیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو آیئے دیکھ لیجئے ہم کو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدّد صاحب خواجہ محمد معصوم وغیرہم کے عقائد ہیں۔'' یہ بالکل جھوٹ ہے۔

ہاں! میں نے ضرور یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلف صالحین اور مجدّد علیہ الرحمۃ وخواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ بلکہ واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کر دی گئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فتاویٰ عرب وعجم سے صاف صاف ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فی الواقعہ عقائد مندرجہ اشتہار وہابیہ کے ہی ہیں۔ اور بس۔

قولہ: اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہدین صاحب مرحوم کے فتاویٰ حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر تصدیقی دستخط موجود ہیں جس میں مجیب نے ختم مروّجہ کی بدعت منکرہ لکھا ہے بلفظہٖ (خلاصہ) مولوی شاہدین صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے وہ بھی وہابی ہوئے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ دیجئے۔ الخ۔ صفحہ ۳۷، سطر ۱۷۔

اقول: مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ فتاوے حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ میں مقیم تھے۔ اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا ان کی عمر میں برکت کرے اور ان کے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہیں) گورنمنٹ سکول لدھیانہ میں مدرس عربی تھے۔ (اور اب نواب صاحب کنجپورہ ضلع کرنال کے پاس تشریف رکھتے ہیں) اس وقت یہ استفتاء

لدھیانہ میں آیا۔اور مولانا موصوف نے اس کا جواب لکھا۔صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے۔نہایت منصفانہ جواب دیا گیا۔اس کا اقتباس یہ ہے کہ وہو ہذا:

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروّجہ بدعت منکرہ ہے جس کو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے اور جو فاتحہ بعض صلحائے اہل طریقت کے یہاں مروّج ہے کہ وہ خالصاً بوجہ اللہ محض بنظر ایصال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر و برکت چند سورتیں اور آیتیں پڑھوا کر کھانے کے ثواب کے ساتھ قرأۃ قرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں۔اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانے کا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔تو یہ عمل ان کا داخل بدعتِ حسنہ ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنا انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر کی کلام میں اس فعل کا کرنا پایا جاتا ہے۔موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جس کے الفاظ یہ ہیں۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیہ ماشاء اللہ ان یقول۔اور دوسری روایت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔(مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کے لیے کافی ہے کہ کھانا آنے کے بعد کچھ قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے۔الخ۔

اس کے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھ کر مفتی شاہدین صاحب مرحوم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے دستخط کیئے الجیب مصیب مفتی شاہ دین لدھیانوی۔بلفظہٖ۔صفحہ ۱۹، سطر ۶۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مفتی شاہ دین صاحب مرحوم نے حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو مفصّل تھا فرمائی نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی۔اور آفرین ہے مولوی مفتی شاہدین صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروانہ کی اور صاف صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب ابقاہم اللہ تعالیٰ کے فتوے کے جواب کی تصدیق الجیب مصیب کر کے فرما دی۔اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔تو وہ اس بیعت پر قائم نہ تھے۔اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے۔یہ ہے آپ کی اردو عبارت کی فہمید بلید سچ فرمایا کسی بزرگ نے

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت
تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

کیا زمانہ یہ آگیا الٹا
داڑھیاں سیدھی اور عقیدہ الٹا

مفتی عبدالمجید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفاً کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا اور دوسرا مولود شریف

کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں کہ میں اکثر اوقات اپنے استاذ حضرت مولانا شاہدین صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو سید ظہور الحسن صاحب تھانہ دار پولیس ریلوے لدھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور ذوق سے تشریف رکھتے اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آتا تو فوراً تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔اور حسب دستور سلام اور درود پڑھے جانے کے بعد بیٹھتے اور پھر ختم پڑھ کر شیرینی تقسیم ہوتی۔اور پھر وہاں سے چلے جاتے۔

قولہ: مفتی صاحب آپ نے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں۔جو فتوے نویسی کے خلاف ہیں۔الخ۔بلفظہٖ۔صفحہ ۳۸، سطر ۵۔اقول: بالکل سفید جھوٹ اور غلط کوئی ایک آدھ غلطی بتلائی ہوتی۔خدا کی قدرت زمانہ قرب قیامت ہے۔اس زمانہ میں جو لوگ مسجدیں پختہ گرا کر کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی اور جو سود کھائیں وہ مفتی۔اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی۔جو چوریاں کریں اور گرفتار ہو کر جیل میں جائیں قیدیں بھگتیں وہ مفتی۔اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیں اور پھر بغیر حلالہ کے اپنے حبالہ نکاح میں لے آئیں وہ مفتی۔اور جو چوہڑیوں بھنگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں۔وہ مفتی۔اللہ! اللہ! اور جو بزرگ دین، پابند شریعت شغل و وظائف میں مشغول رہنے والے متقی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنے والے ہوں۔اور فتوے نویسی نہ جانیں العجب! بھلا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو مفتی ہونے کی سند کہاں سے حاصل ہے اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔اور کہاں آپ نے تعلیم پائی۔ہاں گالیاں دینا اور توہین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنے کی اگر کسی جگہ سے سند حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔اس کو میں بغیر سند کے قبول کرلوں گا کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے اور جس کی مبارکبادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

باب بست دہم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب

قولہ: اب قاضی صاحب آپ کے خط کا حسب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے جو آپ کی طرف سے ۱۸ ربیع الاوّل کو موصول ہوا تھا۔ آپ کے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائے گی اور میری طرف سے جو اس کے جواب میں لکھا جائے گا اس پر (ع) کی علامت ہوگی۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۸، سطر ۸۔ اقول: بہت اچھا لکھیے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائے گا۔

ق آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آپ مرزائی تو نہیں ہیں۔ لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔

ع قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا تو آپ کو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمائیے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے میں آپ کا معتزلہ اور خارجی مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم خم ہے تو سامنے آئیے اور ان باتوں کا ثبوت لیجیے۔

ق مفتی صاحب! آپ نے الفاظ ہماری اور ہمیں بصیغہ جمع استعمال کیئے ہیں۔ اور بھی اکثر جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ ان سے آپ کی مراد اپنا تفصیل ومکرم ہے۔ یا یہ کہ آپ کے ساتھ سارے لدھیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں کہ آپ کی مراد موخر الذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے اور اس بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجتمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں اپنی اس کتاب انوارِ آفتابِ صداقت میں مفصّل طور پر آپ کا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہابی دیوبندی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فراست مجھے حاصل ہے کہ وہابیوں اور مرزائیوں کو ان کی شکل سے، عقل سے، صورت سے، مورت سے، ان کے رو سے، خو سے، گفتگو سے، تحریر سے، تقریر سے، ان کے رنگ سے، ڈھنگ سے، ان کی داڑھی سے، ساڑھی سے، لباس سے، پوشاک سے، آنکھوں سے، ناک سے، فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گیرو رنگ یا بھگوے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپیٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　من انداز قدرت را مے شناسم

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں
ہزاروں گو چھپایا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک

اب اس میری کتاب کو دیکھ کر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجیے۔ اور مجھے معتزلہ، خارجی، مشرک، اور بدعتی ثابت کرنا آپ کے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولی ہیں۔ کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً وتعظیماً۔ جدہ جدیدہ مصر، شام، روم، بغداد، بصرہ، بخارا اور تمام ہندوستان و پنجاب وغیرہا اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیرومرشد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھر نہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نعوذ باللہ مشرک ہیں۔ خاک بدہن۔ میرا دم خم میری کتاب ہے۔ اس کا مقابلہ آپ کے لیے سم اتم ہے۔

ق حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دے دیئے ہیں۔

ع اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ تو جو عبارتیں آپ نے اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بعینہٖ ان کتابوں میں دکھلائیے۔ الخ۔

ق یہ سب عبارتیں میں بعینہٖ اور ملخصاً دکھلا چکا ہوں جن کو آپ خود قبول کر چکے ہیں۔ اور جوابات دیئے ہیں۔ اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کے لیے چند منصفوں کے روبرو ملاحظہ کر لیجیے۔ تا کہ یہ ہوس بھی باقی نہ رہے۔ آئیے تشریف لائیے۔ تاریخ ومقام مقرر کیجیے۔

ق آپ نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود نہیں۔

ع جی جناب میں نے لکھ دیا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپ نے خدا کے بزرگ برتر و نبی علیہ السلام کو مولوی اسمٰعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی صاحبان کے سر عقوپ کو سنائی ہیں۔ ان کا ان کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے۔ الخ۔

ق یہ عبارتیں جن کو آپ صلواتیں کہتے ہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ آپ کے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال وافعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی مؤلفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ اسی واسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا۔ اور مولوی اسمٰعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ وہابیہ سے معلوم ہوگا۔ جو لکھی جائے گی آپ کے عقائد میں وہی شہید ہے جو مسلمان پر جہاد کا فتویٰ دے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے۔ اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ انتظار کیجیے۔ سب حال لکھا جائے گا اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں۔

ق بلکہ اقرار کر کے دوسرے مولویوں کے اقوال تائید میں درج کر دیئے ہیں۔

ع میرا اقرار دکھلائیے۔ ورنہ اس بہتان بندی سے باز آئیے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا کام ہے کہ افترا باز کو اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں۔ الخ۔

ق آپ کا اقرار موجود ہے۔ اور سب اقرار آپ کے دکھلا چکا ہوں بہتان بندیاں اور افترا پردازیاں آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ لفظ افترا باز بھی آپ کی علمیت پر شہادت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے۔ کہ گستاخوں وہینوں اور عبارتوں کے سارقوں کو گھر تک نہیں۔ بلکہ جیل تک پہنچایا کرتے ہیں۔

ق جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔

ع اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اس کے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے۔ الخ۔

ق آہ مفتی جی! آپ کی تبدیلی تعلّی اور تغیر جبلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے۔ ماشاء اللہ سبعہ معلقہ کی اشعار یا سریانی یونانی لاطینی کے طومار ہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ آثار سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھنا سیکھئے۔ بعد میں میدان کے اندر نکلئے۔ فرمائیے جملہ لفظ ''اوٹ پٹانگ'' کون سی اردو ہے۔ (صفحہ) ''میں نے آپ کا کارڈ دیکھتے ہی بھانپ لیا تھا''۔ (صفحہ) کس ملک کی اردو ہے۔ ''محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا''۔ (صفحہ) کس ملک کی اردو کا محاورہ ہے۔ اور افترا بار کون سی اردو فارسی کا محاورہ ہے۔ اس طرح آپ کے رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے تاہم آپ کی تعلی یہ ہے کہ کسی سے پڑھوا کر میری تحریر سن لیتے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندان لعنت گرفتار کرد

ق میں نے فہرست میں نمبر ۲۳ تک عقائد درج کیئے ہیں۔ مگر آپ نے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا ہے۔

ع ناکافی ہونے کے وجوہ تو ذرا لکھیئے۔ الخ۔

ق ناکافی ہونے کے وجوہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جا چکی ہیں۔ جن کا جواب دینا تمام دیوبندیوں کے لیے پہاڑ اور کوہ ہمالہ سے ٹکر مارنا ہے۔

ق آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی صرف وہابیت پر نظر ہے۔

ع میں نے اپنی تحریر میں جو عبارات نقل کی ہیں۔ وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شارح مواہب اللدنیہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنے کے باعث میری نظر وہابیت پر ہی بتلاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اس کے آگے گالیاں ہیں)۔

ق جن بزرگوں کے نام مبارک آپ نے لکھے ہیں۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سب کے سب نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنّت و جماعت اور اولیائے کرام اور مجدد دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کی عبارات کو آپ نے

اپنی نافہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو ان کے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کر لینے سے روک کر صراط مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع بموقع جہاں جہاں ان کی عبارات درج ہوئی ہیں۔ بموجب مذہب اہلسنّت و جماعت کے آپ کے سمجھنے کے لیے صاف کر دیا ہے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھ دی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے۔

ق جو جواب آپ نے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی سیاق و سباق کتب محولہ کے خلاف ہے۔

ع اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونے کی وجوہ لکھیئے ورنہ آپ کا کہنا سراسر الخ گالیاں۔

ق ناکافی ہونے کی وجوہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھی جا چکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے۔

ق میں ان کا جواب دینا دردسری اور تضیع اوقات تصور کرتا ہوں۔

ع کیونکر تصور نہ کریں آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اوسان خطا ہو گئے۔ الخ۔ گالیاں۔

ق واقعی سچ فرمایا کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی۔ ایک بھوتنی کی شکل میں تھی نہ سر نہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اس پر حملہ آور ہوا تو اس سری کو بھاگتے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھیئے جو بلم اور برچھے کا کام دے گا۔ وار پا ہونے سے نہیں رکے گا۔ اس کے زخم کا اندمال بھی نہیں۔

ق اور آپ انوار سامع مصنفہ مولانا عبدالسمیع صاحب اور کتاب آفتاب محمدی مؤلفہ مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو پڑھ کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں۔

ع یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے تو میری تحریر کا جواب دیں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار سامع کی مانند دیکھی ہیں۔ الخ۔

ق آپ کی تحریر سے آپ کا سچ کہ میں نے یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا تو کتاب انوار ساطعہ کو انوار سامع نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی اور لن ترانی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ کو علم اردو بھی حاصل نہیں جس کی مثالیں دکھلا چکا ہوں۔ اور اب ان دو سطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھ دیئے ہیں۔

(۱) یہ کتاب دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔

(۲) آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اردو بھی نہیں جانتے اور علم دین کی واقفیت میں آپ کا یہ رسالہ جس کا رد بلیغ ہو چکا ہے۔ شاہد حال ہے اور جا بجا آپ کے علم کی قلعی کھول دی گئی ہے اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیوبند کے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی اعلم اور افضل ہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نعوذ باللہ منہا) استاد بھی ہیں۔

جب یہ صورت ہے تو ان کے مریدوں مقلدوں کے نزدیک میرے جیسے تو جاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جن کو ابلیس کے علم سے حصہ ملا ہو نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہونا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ تو میں آپ کو جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپ کو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کروں تو کافر اور مشرک ہو جاؤں اور آپ خود علم غیب کا دعویٰ کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہاں خیر دیوبندی مسلمان، باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اس کی بابت ایک حرف نہیں کہوں گا۔ یہ کتاب انوارِ آفتابِ صداقت علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوگی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمالیں گے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے صبر کرتا ہوں۔

ق مولوی صاحب جو میں نے عقائد اشتہار میں درج کیئے ہیں۔ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں عرصہ سے پیش ہو کر فتاوے لگ چکے ہیں۔ آپ کو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ حضرت بریلوی کو ملاحظہ فرمایئے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تحریرات کو دیکھیئے۔ اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کو پڑھیں۔ آپ کو علماء دیوبند کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ صفحہ ۴۰۔

ع قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوئی ہیں۔ ان میں ان کے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کو اسی طرح دھوکا دیا ہے جس طرح آپ نے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہو گیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰۔

ق ہاں آپ نے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہوگا۔ مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو پتا لگتا۔ اگر پڑھا تو ان کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپ کے دھوکا آ گیا دھوکا دینا یہ ہے کہ اصل کتابیں آپ کے بزرگوں کی پیش کی گئیں۔ تب انہوں نے فتاوے دیئے دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھ دی اور جو مخالف عبارت ہوئی اس کو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے میں لاتقربو الصلوٰۃ کی مثالیں کئی جگہ دکھلا چکا ہوں اگر بقول آپ کے بفرض محال علماء مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور ان کے حالات سے موبمو واقف ہیں۔ جن کی تقریظ وہابیہ کش درج ہو چکی ہے اور جس سے وہابیہ کی جڑ اکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام وہابیہ دیوبندیہ کے پیرومرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمت اللہ علیہ مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جن کی تحریریں اس میں درج کر چکا ہوں۔ اور پھر علماء مدرسہ

حاشیہ[۱]: انوار ساطع غلط صحیح انوار ساطعہ ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو قاف قرشت کے ساتھ قابل لکھ دیا اس کے جواب میں لکھا گیا کہ ''قابلیت شما قاف

صولتیہ مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پورے پورے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہو گیا کہ یہ حضرت بھی جنہوں نے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل ودیگر فتاوے کی تصدیق کی ہے مبتدعین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے بواعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ اب تمام علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے اور پبلک کے روبرو پیش ہے۔ جس سے منصفین خود معلوم کرلیں گے اور آپ کے بزرگوں کے دھوکے بے شمار ہیں۔ اور بقول آپ کے اگر ہمارے علماء حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا ومولی الکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور حضرت مولانا وبالفضل والعلم مولانا مولوی ابومحمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا تو آپ کے بزرگوں میں سے کسی نے ان کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا کہ فلاں فلاں بات میں علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا زہرہ کہاں کہ قلم اٹھا سکے ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ وبنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔

مصداق ثابت ہو چکا ہے۔ ع

مہ فشاند نور سگ عوعو کند

ہاں! شاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام ''التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند'' بلالی پریس سادھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں یہی اعتراضات ہیں جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کے لیے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نرا دھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز وقبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پرکالہ ہے سنیئے۔

رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کی حقیقت اور اس کے فرضی وجعلی ہونے کی کیفیت

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چھبیس (۲۶) سوالات تک لکھے اور خود ہی ان کے جوابات دیئے جو فاضل بریلوی کے حسام الحرمین کتاب کے جواب میں نقلاً اتارے گئے جس میں علماء دیوبند کی نسبت علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً نے تکفیر کے فتاوے دیئے ہیں۔ (جو ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی تھی)۔

(۲) اس رسالہ پر نہ ابتدا میں اور نہ آخر میں تاریخ وطبع درج ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔

(۳) اس رسالہ کے طبع کرنے والے مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب سہارن پور ہیں۔ جنہوں نے اس کو بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ میں چھپوایا۔ اس سے پتا نہیں لگتا کہ ان کو کس نے یہ رسالہ طبع کے لیے دیا۔ اور کس نے حکم اس کے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا۔

(۴) اس میں اس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروائے گئے تا کہ اس بات کی تصدیق ہو سکے نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف فرضی بات ہے اور دھوکا۔

(۵) اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور چھبیس نمبر تک پہنچائے اس لیے یہ کارروائی سب فرضی ہے اور دھوکا۔

(۶) شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ ''اے علماء کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو) تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے'' الخ۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں۔ اور ان کے نام کیا ہیں گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو فرضی ہے اور۔

(۷) اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارنپور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے اور لکھے جانے کی تاریخ، شوال ۱۳۳۵ ہجری ہے دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حسام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک لی گئی ہے حالانکہ سوالات کا مدینہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ فرضی اور دھوکا ہے۔

(۸) مگر برخلاف اس کے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اول، اوسط آخر کا درج کیا ہے اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدینہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے اور ایک رسالہ انہوں نے پیش کیا جس میں سوالات کے جواب تھے۔ الخ۔ یہ تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہے گویا چار سال کے بعد ان کے روبرو یہ رسالہ پیش کیا گیا اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا مگر اصل رسالہ ان کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تا کہ ان کی پوری تقریظ معلوم ہو جاتی ہے۔ اور نمبر ۴ اس کے خلاف ہے۔

(۹) اسی جگہ مدینہ منورہ میں حضرت سید احمد برزنجی جن کا نام صفحہ ۷۶ میں درج موجود تھے اس میں ۱۳۲۸ھ درج ہے۔ ان دونوں تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے۔

(۱۰) اس رسالہ میں سب سے اول دیوبندی علماء کی تقاریظ درج ہیں اور اس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریظ بھی اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا۔

(۱۱) پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لے گئے یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتا نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی

دیکھو صفحہ ۷۷ سے ۸۲ تک۔ یہ سب فرضی ہے۔

(۱۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۸۷ پر تاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ درج ہے مگر پہلے سے ۱۳۲۸ھ ہے۔ اور ۱۳۲۹ ہجری میں اس رسالہ کا مدینہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹۔

(۱۳) اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۵ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے اکابروں میں سے ان کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۴ اور صفحہ ۱۹۷، سطر ۵ میں اس کے برخلاف لکھ چکے ہیں۔ اور کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے یہ نرا دھوکا ہے۔

(۱۴) اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے مشائخ سب سے بڑے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱، سطر ۱۰ اور صفحہ ۱۹، سطر ۲۲ اور صفحہ ۱۹۶، سطر ۱۸ میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۵) اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات انبیاء علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے کیونکہ کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰، سطر ۲۱ میں اس کے خلاف لکھا ہوا موجود ہے۔ نرا دھوکا۔

(۱۶) اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱، سطر ۴ اور صفحہ ۱۹۷، سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صرف دھوکا ہے۔

(۱۷) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال وظائف و اوراد پڑھنے کے بارے میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف بھی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۷، سطر ۱ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۸) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ سوالات آٹھواں، نواں، دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا ہے اس کے برخلاف تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۰۵ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۹) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ گیارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے اس کے خلاف کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۷-۳۷ میں درج ہونا موجود ہے۔ صاف دھوکا ہے۔

(۲۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ بارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپ کے خاتم المجتہدین نے اپنے فتاوے رشیدیہ کی جلد اول، صفحہ ۸ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو لکھا ہے کہ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔ ان کے مقتدی اچھے تھے۔ اور وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب حنبلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ الخ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے۔

(۲۱) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵ تیرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی کھلا دھوکا ہے۔

(۲۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ پندرھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور بظاہر دھوکا ہے۔

(۲۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ سولہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بزرگ دیوبندیہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں چھٹے خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا۔

(۲۴) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹ سترھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تفویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں کہ ان کی تعظیم کو بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے کی جلد اول، صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں۔ نیز مؤلف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں جملہ بنی آدم کے برابر (کافر، چوہڑہ، چمار وغیرہ) لکھ چکے ہیں۔ العیاذ باللہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی صاف دھوکا ہے۔

(۲۵) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰-۲۱ اٹھارہویں سوال کے جواب میں عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے پیغمبر اشرف علی تھانوی اپنے اسی رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

(۲۶) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱- انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ حافظہ ندارد دھوکا۔

(۲۷) اسی رسالے کے صفحہ ۲۴ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں موجود ہے۔ یہ بھی بالکل دھوکا ہے۔

(۲۸) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاوے میں بھی شرک، کفر، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے۔ انکار کر کے دھوکا دینا ہے۔

(۲۹) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹ بائیسویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا۔ اس ہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتویٰ موجود ہے۔ نیز مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے۔ جس کو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے۔ اور مولود شریف کو مزخرفات اور شرعاً حرام لکھ دیا ہے۔ (صفحہ ۳۱) نرا دھوکا۔

(۳۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲- تیئسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے۔ اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ نرا دھوکا ہے۔

مختصراً کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے۔ کتاب انوار ساطعہ کے ردّ میں کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں گزری وہ فوراً اس کتاب کو لے کر ریاست بہاولپور[1] میں پہنچے وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنّت و جماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکال کر دکھلایا۔ اس پر بحکم نواب صاحب بہادر والئی ریاست شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریری بحث ہوئی اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کیئے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتویٰ جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع مویدین کے اہلسنّت سے خارج ہے۔ اور فرقہ وہابیہ اسمٰعیلیہ میں سے ہے۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کے کاغذات کو لے کر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے علمائے عظام حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظّمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو لے کر وہاں کے علماء کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدینہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظّمہ میں آئے تو ان کو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتا امتناع کذب باری تعالیٰ کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظّمہ کے دستخط ہو کر آرندہ واپس لے گیا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظّمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوے جو اس وقت فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹ اور اس رسالہ کے صفحہ ۳۴ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتا مغفرت کفار کے امکان کے ردّ میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الحیل حاصل کیا تھا) لکھ کر بخدمت حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی کے پیش کیا۔ اور ان کی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظّمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظّمہ نے صاف تصریح فرمائی اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوے میں درج تھا) ردّ بلیغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

(۱) قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ، (۲) فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول توگیروی علیہ الرحمۃ توگیرہ شریف بہاولنگر- (توگیروی)

فقیر (غلام دستگیر) کان اللہ لہ چار مہینہ تک مکہ معظّمہ میں رہا۔ میں رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب بعد ادائے حج فقیر اخیر ذوالحجہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا فقیر جب مکہ معظّمہ میں واپس آیا تو حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین سے دریافت ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتویٰ امتناع کذب باری تعالیٰ بھیجا ہے۔ جس

---

[1] ریاست بہاولپور میں دو نامور شخصیات گزری ہیں:

کے آخیر میں درج ہے کہ حق تعالیٰ مغفرت کفار پر قادر ہے۔ اور یہ عقیدہ جمیع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ الخ ہم نے اس پر تصدیق نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظّمہ سے ان کے بعض دوستوں نے اس فتوے پر کچھ لکھوالیا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے یہ فتوے اور اپنی تصدیق دکھلائی بلفظہٖ، صفحہ ۳۱۶۔ اس فتوے کو دیکھ کر فقیر نے مغفرت کفار کے امکان کے ردّ میں چند صفحوں کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ لکھوائی۔ **قد اجاد فیما افاد فللّٰہ درہ۔** (بے شک عمدہ بیان کیا ہے جو فائدہ دیتا ہے۔ اس کی خوبی خدا ہی جانتا ہے)۔ محمد رحمت اللہ ۱۲۶۳۔ بلفظہٖ، صفحہ ۳۱۷۔

مولوی رشید احمد صاحب کے استفتاء اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب حنفی مکہ معظّمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصّل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری تردید فرمائی ہے۔ طوالت کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کی جاتی ہے ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کا صفحہ ۳۱۸-۳۱۹۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف صدر ۱۳۱۴ھ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جس کو اس وقت ۱۳۳۷ھ میں تیئیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اس کے خلاف لکھا نہیں گیا۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے اور آپ کا رسالہ التصدیقات کلہم بے اعتبار، مجروح، مرجوح فرضی مشکوک اور جعلی ہے اور نا قابل التفات اہلسنّت و جماعت ہے۔ آگے چلیئے۔

(۳۱) اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۳۵، چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ کے رسالہ یکروزی کے صفحہ ۱۴۵ میں حق تعالیٰ کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے نیز خود مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے۔

(۳۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ پچیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ''کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے''؟ اس میں سوالات نمبر ۲۳-۲۴ امکان کذب باری تعالیٰ کو خود قبول کیا ہے۔ اور یوں تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا:-

ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے (ظلم و کذب وغیرہ) افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں۔ البتہ اہلسنّت و جماعت اشاعرہ ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً۔ اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں'' بلفظہٖ، صفحہ ۳۶۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنّت و جماعت ماتریدیہ (جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں) کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً۔ لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں۔ لیکن عقلاً جائز ہے۔ اس لیے عقل کو شریعت پر مقدم کر کے فتویٰ جواز کا دیا گیا۔ جو بالکل غلط اور دھوکا ہے۔

(۳۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۴۲ چھبیسویں (۲۶) سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے۔ اور جانتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لدھیانوی (جو آپ کے جد فاسد ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے۔ یہ تحریر ان کی چھپی ہوئی موجود ہے۔ اور حضرت پایہ حرمین شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپ کو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے۔

(۳۴) اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظّمہ میں سے کسی حنفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ بتائیے۔ بتلانا کیا ہے نرا دھوکا ہے۔

(۳۵) اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ میں خود اقبال کیا ہے کہ دو علمائے مالکی مکہ معظّمہ نے اپنی تحریر و تقریظ بہانہ کر کے واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ یہ مخالفین کی سعی تھی وغیرہ درانحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھ کر واپس لے لیں۔ پھر بھی ان کی نقلیں رکھ کر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ بس یہ نہایت معقول دلیل اس رسالہ کی دھوکا دہی اور علمائے مکہ معظّمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظّمہ نے اپنے دستخط نہیں کیئے دھوکا۔

(۳۶) اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے۔ جو ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی ان کا دھوکا ظاہر ہے۔ اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے۔

(۳۷) اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھیدی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے۔ اور دھوکا۔

(۳۸) اور دیکھیئے اس رسالہ پر علماء و حضرات مفتیان ہر چہار مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے بھی دستخط یا مواہیر تصدیقی ثبت نہیں ہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اس لیے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے۔

(۳۹) وہ استفتا اور فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب نے جو ۱۳۰۷ھ ہجری کو بمقام مکہ معظّمہ میں بھیج کر مرتب کروایا تھا۔ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ (جب کہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کاغذات لے کر وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس پر بھی مفتیات ہر چہار مذاہب کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر مکی اور نہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ (جو تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا مواہیر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے۔ اس لیے ان سے دستخط نہیں کرائے یا

انہوں نے دستخط نہیں کیئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ التصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا اور کورہ دھوکا ہے۔

(۴۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے۔ مگر لازم یہ تھا کہ اس رسالہ کی پوری نقل بلاکم وکاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ ضم کردی جاتی۔ تا کہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھ کر اپنی رائے قائم کرسکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلفیہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے تو اب سچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہوسکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جاسکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی یا نہیں جس کا خلاصہ درج کیا گیا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے جس کا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ وہو ہذا:-

میں کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے۔ بڑے بڑے علماء میں سے بھی بجز ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۷۱۔

اس تحریر میں مولانا سید احمد برزنجی صاحب نے اپنی سخت ناراضی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا۔ پس اگر وہ پورا رسالہ موجود ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضی ظاہر فرمائی ہے صاف دھوکا۔

(۴۱) اسی رسالہ کے صفحہ ۷۲ پر علمائے مدینہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تیئس ہیں۔ اور جو مولانا سید احمد برزنجی کے رسالہ پر سے اتارے گئے ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ (التصدیقات) کو دیکھا تک بھی نہیں اور یہ بھی دھوکا دیا گیا ہے کہ علمائے مدینہ منورہ نے ہمارے رسالہ کی تصدیق کی ہے۔ یہ غضب کا جعل اور دھوکا ہے۔ اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ کسی مفتی صاحب مدینہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں۔ الٰہی توبہ۔

(۴۲) اسی رسالہ کے صفحات ۷۴-۷۵-۷۶ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد برزنجی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے۔ اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شنقیطی مالکی نے لکھا ہے۔ اس میں اس رسالہ پر جرح قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنھیا کے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقین کامل ہے کہ آں رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسی واسطے اس کی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے۔

(۴۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸-۷۹ پر نقل تقریظ مولانا ابوالخیر معروف بابن عابد خلف علامہ احمد بن عبدالغنی بن عمر بن عابدین حسینی نقشبندی دمشقی کی وہ نواسہ ہیں ابن عابدین صاحب فتاوے شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے) درج ہے۔ مگر تعجب ہے

کہ ان کو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب ردالمختار شامی نہیں ملی۔ جس میں وہ نجدیون کا حال درج کرنے والے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب وخلف وعید لکھ کر تردید فرمائی ہے۔ یہ تقریظ بھی فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

(۴۴) کتاب حسام الحرمین علیٰ منخر الکفر والمین مؤلفہ اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل مجدّد مائۃ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور مصدقہ علماء کرام ومفتیانِ عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً۔ جس میں مرزا قادریانی اور مولوی رشید احمد ومولوی خلیل احمد مولوی اشرف علی وغیرہ کی تکفیر غیر نکیر کا حکم علماء ومفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے انہیں علماء مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہیئے تھے۔ بلکہ ان کی تقاریظ میں یہ تحریر ہونا چاہیئے تھا کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کتاب حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس کا ذکر تک بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں۔ اس لیے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

(۴۵) اس رسالہ میں صرف دیوبندی علماء کے دستخط ہیں۔ جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقائد مندرجہ فہرست مشتہرہ خاکسار اور کتاب حسام الحرمین وکتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل اہلسنّت وجماعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فردِ واحد خالص سنی حنفی یا مقلدین آئمہ اربعہ مالکی شافعی حنبلی جو پاک اہلسنّت وجماعت، ہندوستان، پنجاب، بنگال، کلکتہ، ممبئ، بریلی، بدایوں، دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تقریظ ثبت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقائد مندرجہ بالا خاص وہابیہ، نجدیہ اور وہابیہ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔

(۴۶) یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مؤلفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر ومرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کے صفحہ ۱۱۶ میں یہ لکھ دیا ہے کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے۔ کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف مولوی اشرف علی دیوبندی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میرا لکھا ہوا ہے۔ (لیکن پھر بھی اس کے مخالف ہیں۔ منافقانہ) یہاں پر آپ کے دونوں بزرگ مولویوں نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا۔ اور ذرّہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشید بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالیٰ صدق الصادقین۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب پیر ومرشد علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ کی تہمت لگانے سے نہیں چوکتے۔ تو ان کے لیے ایسے ایسے فرضی اور جعلی جھوٹے رسالہ لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے آمین پس سمجھ لو کہ یہ نرا دھوکا ہے۔

(۴۷) اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ وہ ایسے اضطراری اور اضطرابی و بیتابی، بے قیاسی وبدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں کہ کسی میں اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا کہ ہماری کتابوں میں

یہ بات درج ہی نہیں۔ بہتان ہے اور اسی میں انکار کر کے پھر اقرار بھی کرلیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا۔ مگر اس کی تاویلات رکیکہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے اور دھوکا۔

(۴۸) اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے۔ جس سے اس رسالہ مذکورہ کا مقابلہ کیا جا سکے اور تصدیق تقاریظ مواہیر دو شخصوں کی ہو سکے جو صداقت کے لیے ضروری ہے۔

(۴۹) کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مواہیر ہیں۔ پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور سچ اور جھوٹ اور جعل کا جال۔ اور بناوٹ کا حال معلوم ہو سکے۔ میرا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے۔

(۵۰) اب میں اس رسالہ کے معتبر اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جرح وقدح وقرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ کو (جو مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب نے کلکتہ میں ۱۳۳۴ ہجری میں طبع کرا کر شائع کی ہے) پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:-

مسلمانو! اب دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا مکر اور کیا ہے کہ عربی میں چھبیس سوال خود ہی لکھے اور خود ہی ان کے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکر وفریب اور خلاف واقعہ اظہارات کر کے سنی بنے کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مہریں نصب ہو جائیں۔ اگر یوں مہریں ہو بھی جائیں تو کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہہ کر علماء سے سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دیں گے کہ یہ مسلمان ہے مگر اس سے اس کے عقائد تو نہ ڈھل جائیں گے۔ جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے کید عظیم کے بعد بھی مہروں میں یہ کارروائیاں کیں۔

اوّل: اپنے جرگہ کے دیوبندیوں سے اس پر تقریظیں لکھوائیں۔ اور ان کے ترجمے کیئے حسام الحرمین کے فتاوے کی صورت بنائیں۔

دوم: مدینہ منورہ کے ایک عالم نے ان کے ساختہ اظہاروں پر بھی ایک رسالہ میں جابجا ان کے رد لکھے۔ اس کے اوّل آخر اوسط سے کچھ سطریں لیں کہ ہماری تصدیق کی ہے۔

سوم: بہت مہریں کہ ان مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں۔ جس میں ان دیوبندیوں کا ردّ ہے۔ وہ سب مہریں اپنے رسالہ پر اتار لیں کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کر رہے ہیں۔ چہارم: اور بھی سخت تر ظلم یہ کہ مکہ معظمہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی۔ اور خود ہی لکھا کہ اصل اس کی ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے ہمیں دھوکا دے کر واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ اوّل تو مسلمانو! یوں جو شخص چاہے۔ ہزار عالموں کی مہریں چھاپ دے اور کہہ دے کہ اصل ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے مہریں کر کے ہم سے واپس لے لی ہیں۔ مان کر مکر گئے دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو تو جب ان عالموں نے رجوع کر لی اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی مہریں تم سے واپس لے لیں۔ اب تمہیں ان کے

چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔ مگر بے ایمانی کا کیا علاج۔ پنجم: مکہ معظمہ بھر میں فقط ایک عالم مکی نے تصدیق لکھی ہے۔ ان کا مہری خط آیا ہوا مجلس اہلسنت و جماعت میں موجود ہے کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اس کی تکفیر پر قائم ہیں۔ جو ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں۔ مسلمانو! دیکھا یہ ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ **یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون** اور فرمایا کہ دجالوں کذابوں سے دور بھاگو۔ انہیں اپنے سے دور کرو۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ بلفظہ، صفحہ ۹۷ (تاریخ وہابیہ دیوبندیہ) لیجئے۔ مفتی جی! آپ کے رسالہ التصدیقات کی چھان بین اچھی طرح ہو چکی۔ یعنی یہ پچاس جرح اور قدح اس رسالہ پر ایسی ہیں جو اس پر وارد ہو کر اس کو ہمیشہ کے لیے مردہ بے جان ثابت کر کے ستیاناس اور ملیامیٹ کر رہی ہیں۔ ایک دو زخم کاری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے اور جس پر اتنے حربے تیز لگیں اس کا بچنا محال در محال ہے۔ اور آپ کی مہندا ایسی کند کی گئی ہے جو مردہ وہابی کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ سے لاحق ہو کر بچپن قروح ہو گئے۔ کوئی بھی دیوبندی حکیم یا ان کا پیغمبران کو اندمال نہیں کر سکتا پس اب آپ اس رسالہ کو ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے معدوم اور ناپید سمجھیں۔ اس رسالہ کے متعلق تفولاً ایک نکتہ بھی سن لیجئے وہ یہ کہ اس رسالہ کو پیدا ہوتے ہی دو زرد رنگ کی چا[illegible]یں پہنائی گئیں ہیں۔ جس سے ہر ایک شخص اس رسالہ کو دیکھتے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائے۔ اور اس کی زردروئی سے ہی اندازہ کر لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سرخ روئی رکھی ہی نہیں۔ دو چادروں سے مراد اس رسالہ کے ابتدائی اور آخری اوراق ہیں۔ جو قدرتاً زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں۔ ہاں! آپ کی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلیٰ حضرات مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولینا مجدّد مائتہ حاضرہ فاضل محمد احمد رضا خاں ابقاہم اللہ تعالیٰ کو مبتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت و جماعت عرب و عجم کو مبتدعین بنایا ہے جس میں تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی بھی داخل ہیں۔ جو تمام تم لوگوں سے سخت ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر میں کہوں گا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ ان کے غلاموں کو گالیاں دینے میں کیوں شرم کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ ان کی شرم بازار میں نہیں بکتی ان کے گھروں میں بٹتی ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم ان مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے **لعنت اللہ علی الکاذبین** نکل گیا۔ کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلیٰ اور ارفع حامئ اہلسنت و جماعت جانتا ہوں۔ اور مجدد دین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بددین وملحدین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بددین وملحدین وزندیقین کے شر سے اور مکر وفریب سے بچایا ہے۔ خدا کے سامنے ان کے مراتب و مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھے اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان

کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لیے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔ مگر آپ علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہو گئے۔ ہاں! مجھے حضرت قبلہ وکعبہ قدوۃ العارفین وزبدۃ السالکین پیر دستگیر سید صادق علی شاہ نقشبندی مجدّدی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساکن مکان شریف رتر چھتر ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک۔**

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کر کے کافر ومشرک کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کو بھی الہام ہوتا ہے ہاں ممکن ہے کیونکہ ادھر آپ کی نسبت ضرور ہے۔ مبارک ہو۔

ق آپ کے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس قدر کافی سمجھا گیا تا کہ آپ کی محنت وخرچ کا کچھ معاوضہ ہو جائے۔ صفحہ ۱۴۱۔

ع جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس ان کا جواب ہوتو دے۔ ان زائد باتوں سے کام نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی سے کچھ پڑھا ہے تو جواب لکھیے۔ ان زائد باتوں کو چھوڑیے۔

ق پہلے تو میں آپ کا خصم نہیں تھا۔ اور نہ آپ کو جانتا تھا۔ اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم[1] بنایا ہے۔ اب خلع کی درخواست کیوں ہوتی ہے۔ یہ جواب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جس کا جواب آپ کے لیے موت کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔**

ق اور خداوند کریم آپ کو صراطِ مستقیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ع نبی علیہ السلام کی تعظیم آپ کی اتباع میں ہے کہ فاتبعونی سے ظاہر ہے تو خداوند ذوالکرم ہمیں اور آپ کو جناب کی اتباع عنایت فرمائے۔ آمین۔

ق ہاں! آپ کے نزدیک اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو۔ اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو۔ اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسی قدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے اور کوئی درود وسلام وصلوٰۃ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور آپ کی اتباع اور تعظیم کا طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے تشبیہ دی جائے اور اس کو حق کہا جائے نعوذ باللہ منہا آپ کی تعظیم اور اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کی جائے۔ آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو میری فہرست عقائد وہابیہ دیوبندیہ میں درج ہے۔ آپ **یقولون بانواھم مالیس فی قلوبھم** کے مصداق ہیں۔

حاشیہ[1] خصم جیسے خاوند شوہر، لغات فیروزی۔

ایسی اتباع آپ کو ہی مبارک ہو۔ آمین۔ خاکسار احقر فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی۔

ع حنفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قائل ہیں۔ بلکہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے آپ بتلائیں۔ جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کو حنفی جانا جائے۔ الخ کتبہ محمد عبد اللہ حنفی از بسی ریاست پٹیالہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۳۵ ہجری۔

ق واقعی میں سنی حنفی ہوں۔ اور مشرباً نقشبندی مجددی ہوں۔ چاروں مذاہب کے مقلدین حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خداداد سمجھتے ہیں۔ جس کو میں پورے طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ جو شخص حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب نہ جانے اور تمسخر استہزاء کرے وہ منافق اور کافر ہے۔ یہ سب کچھ آیات واحادیث اور تفاسیر و کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اس کے قائل ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہی سنی حنفی ہیں اور جو اس کے منکر ہیں وہ یا تو نرے نجدی غیر مقلد ہیں۔ یا وہ آپ جیسے وہابی حنفی دیوبندی ہیں۔ جن کے عقائد میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جن کی تردید کماحقہ کی گئی ہے۔ اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دکھلائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے اور فاتحہ خوانی مروّجہ وختم کے قائل تھے الخ میں کہتا ہوں۔ کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ دکھلا دیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور ختم مروّجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپ نے ان کے انکار کا ذکر کیا ہے یا ان کا لکھا ہوا دکھلایا جائے۔ اس لیے میں سنی حنفی ہوں۔ اور آپ لوگ ظاہر میں وہابی حنفی ہیں۔ ورنہ دراصل غیر مقلد وہابی۔ اور نقشبندی بھی میں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور مولود شریف کا کرنا اور ختم اور فاتحہ خوانی وغیرہ، سوم، دہم، چہلم، چہلم، وسالانہ وغیرہ نذرونیاز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ میری اس کتاب کو پڑھ کر سنی حنفی بنیئے۔

اچھا مفتی جی! میں آپ سے صرف ایک بات آخیر پر اور پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنے کا اختیار کہاں سے حاصل ہوا۔ اور اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور شرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے:۔ نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو بلاقصور طلاق ثلاثہ دے کر پھر رجوع کر کے بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے اس جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۴ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزایاب ہوئے اور تین ماہ قید بھگت کر اپیل عدالت ہائی کورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزایاب ہو وہ بھی مفتی بنائے جانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے۔ مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے میری نسبت بہت بہت سخت الفاظ گالیاں استعمال کی ہیں۔ اس لیے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ

آپ اس جرم میں سزایاب ہوئے۔ جس میں شرعی سزا قطع ید ہے اس سے میں درگذر کر کے یہ کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر پھر بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ منسوخ کرلیا۔ اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے۔ ہاں دیوبندی مسلمانوں کے مفتی، یہاں پر میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لدھیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں اور پھر اس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یوں ہے:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ جو شخص مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جواز نکاح کا فتویٰ دے ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے۔

الجواب

(۱) مطلقہ مذکورہ کو بدوں حلالہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں۔

(۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کے درست رکھنے والے عالم کو روسیاہ کر کے نکال دینا لازم ہے۔

پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں اور دوسری عبارت صفحہ ۴، سطر ۲۰ پر درج ہے۔ دیکھو رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمکاسد والمفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی۔ والسلام علی من اتبع الہدے فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی، حنفی، نقشبندی، مجددی صادقی پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس لدھیانہ پنجاب مورخہ ۱۵، ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ ہجری المقدس۔

باب بست ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب واعظ ساڈھوروی کی علمیت

اور تقوی وطہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

قولہ: نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب ساڈھوری مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بخدمت جناب مولوی عبدالحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لدھیانہ۔

السلام علیکم! بموقع عید الضحیٰ ۱۳۳۴ھ ہجری ایک اشتہار بعنوان (مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت و جماعت) جس کے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے اور المشتہر مفتی شہر لدھیانہ محلّہ جدید لکھا ہے۔ اور اس سے نیچے عبارت تحقیق وتصدیق آپ کی طرف سے یہ رقم ہے کہ:- بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پایہ بلا شبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔ بقلم خود عبدالحمید عفی عنہ مفتی لدھیانہ۔

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور علمی طور پر بھی آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا

حکم صادر فرمایا ہے۔ الخ صفحہ ۴۲، سطر اوّل۔

اقول: واعظ ساڈھوری صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنیئے۔ اور مولانا کی طرف سے سمجھیئے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ''آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے۔'' یہ آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کون سی عبارت سے آپ نے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جوہر دکھلاتے ہیں۔ ان کی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپ کی ذہانت پر افسوس ہے کہ آپ دو سطرہ اردو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تیئیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ ان میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اس میں درج ہے کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنّت و جماعت سے خارج ہیں۔ چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ اعراضاً بھول گئے۔ اس لیے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ چلئے اپنے سوالات لیجئے (شروع کرنے کے وقت آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اس لیے کام ابتر ہوا)۔

س۱- امام ربانی محبوب سبحانی مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجدّد الف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟

ج۱- ہاں! بے شک ہم حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کو مجدّد الف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مانتے ہیں۔

قولہ: امام ربانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سماع کو منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ الخ نمبر ۵ تک صفحہ ۴۲-۴۳۔

اقول: اس کا مفصّل جواب لکھا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھیئے۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں کہ نہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم۔ یہ مکتوب سماع کے بارے میں ہے۔ میرے جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمدہ لگا کر دیکھیئے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

س۲- مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے۔ یا عدم جواز اگر جواز ہے۔ اور جواز ثابت ہے تو کون سا فقرہ ہے؟

ج۲- میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکال کر دکھلایا ہے اس میں فقرے اور عبارات درج کر دی گئی ہیں۔ دوبارہ لکھنا طوالت لا حاصل ہے بلکہ میں نے اس میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرما رہے ہیں۔ ایک دو فقروں کو دیکھ کر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپ کی علمیت پر دال ہے۔

س۳- قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے؟

ج ۳- قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنے کے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر کے نزدیک مندوب ہے دیکھو کتب ذیل:

(۱) ردالمختار شامی، جلد اول، صفحہ ۲۵۸۔ (۲) ایذان الاجر فی القبر۔ کل۔
(۳) قمرالاذان، صفحہ ۳۳۔ حاشیہ (۴) وجیز الصراط مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۳۳۔
(۵) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ، صفحہ ۶۸۔ (۶) سیف الجبار، صفحہ ۵۴۔
(۷) درالمکنون فی دعاء الطاعون، صفحہ ۳۰۔ (۸) فتاوے علمائے کراچی۔ کل۔

س ۴- جنازہ لے جانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہیئے، یا پاؤں، حنفی مذہب میں مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج ۴- میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہیئے (اس سوال میں وہابیوں کا افتراء ہے)۔

س ۵- مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپ کے استاد مولانا شاہ دین صاحب مرحوم کے پیر اور استاد بھی جن سے آپ نے سند حاصل کی ہے۔ حنفی المذہب عالم تھے یا وہابی؟

ج ۵- مولوی رشید احمد صاحب وہابی حنفی تھے۔ اور مولوی شاہ دین صاحب سنی حنفی تھے۔ افسوس ہے۔ آپ نے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا۔ میں نے اس میں ابتداہی سے صاف کر دیا ہے کہ وہابی دو قسم کے ہیں۔ ایک غیر مقلد وہابی اور دوسرے مقلد وہابی۔ جیسے مولوی رشید احمد لیکن عقائد میں سوائے تقلید کے دونوں متفق ہیں۔

س ۶- آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرف علی صاحب مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مولانا محمد صاحب ومولانا عبداللہ صاحب ومولانا عبدالعزیز صاحب لدھیانوی سے کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون وہابی۔ کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں۔

ج ۶- یہ آپ کی لیاقت ہے کہ صیغہ ماضی اور حال سے بھی واقفیت نہیں۔ مولوی صاحبان لدھیانوی مدت سے وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی آپ بصیغہ حال تحریر کرتے ہیں کہ کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں۔ مختصر اور مکمل جواب یہ ہے کہ جو لوگ میری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں وہ وہابی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کنھیا کے جنم سے نا قابل امامت اور بیعت لکھا ہے۔ فتویٰ ان کا مولود شریف کے باب میں درج ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولوی صاحبان لدھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لدھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد مکی میں مولود کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں۔ جو باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں۔ اور جا بجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اس لیے

وہابیوں میں نہیں ہیں۔

س ۷- آپ نے اشتہار میں وہابیہ دیوبندیہ کا اشارہ کن لوگوں کی طرف کیا ہے؟

ج ۷- دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جن کے عقائد میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں یا انبالہ اور ساڈھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جن کے وہ عقائد نہ ہوں۔ خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ ہوں۔ وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔ وہابی نہیں۔

س ۸- آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر بھی پہنچتا ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ امام ربانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس مولود ہی کو منع فرمارہے ہیں۔ قیام کا تو کیا ذکر؟

ج ۸- حضرت امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس کا کیا اثر ہے۔ آپ تو سماع کو بھی جائز فرمارہے ہیں تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھیئے۔

س ۹- جو شخص اہل سنت و جماعت ہو کر اہل روافض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا رہے۔ اور اپنے بچوں کے گلوں میں الٹے پہنانے اور ان کو پینکھ بناوے۔ اس سے بھی از حد نفرت چاہیئے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں؟

ج ۹- میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ ہاں! اب اپنی حالت پر فتویٰ طلب کرتے ہیں تو مضائقہ نہیں سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں۔ لیکن جو شخص سنیوں میں سُنّی اور شیعوں میں شیعہ بنے۔ جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے۔ یہ نہایت ہی برا بلکہ ایسا شخص منافق ہے۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب وہابیوں سے کئی درجہ اچھا ہے۔ اور لفظ پینکھ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے۔ صحیح پیک بمعنی قاصد ہے۔ اور پینکھ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں۔ اپنی علمیت کا لحاظ رکھیئے۔

س ۱۰- میلاد، وعظ، درس، درود خوانی کی ہر مجلس میں ہی روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا؟

ج ۱۰- یہ سوال آپ کا وہابیانہ علمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنیئے۔ (اوّل) یہ قیام تعظیمی وقت ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل ہے۔ ان فرشتوں کی جو وقت ظہور و پیدائش آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صف باندھے ہوئے تعظیم کے لیے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومات سے ہے۔ دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے۔ لیکن مسجد میں بیٹھ کر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور جب روضہ مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو تو دست بستہ کھڑا رہے۔ اور یہ بھی

کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس سماع (جو وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ سے) کوئی وجد کی حالت میں کھڑا ہو جائے تو تمام مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ کیا آپ ان تمام کھڑے ہو جانے کو گناہ تصور کرتے ہیں۔ اگر وہابی ہونے کی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے۔ لیکن اہلسنّت و جماعت ان کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس یا درود خوانی میں وہ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ معنی ہیں کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور تشریف لانے والے کے لیے قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص ہے۔ اور امر خاص کے لیے خاص ہی بات یعنی قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس درود خوانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے لیے خاص نہیں۔ اس لیے ان میں قیام نہیں کیا جاتا۔

اور روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں۔ اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ شاید خدا ہدایت دے۔

س ۱۱- مروّجہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کیا؟

ج ۱۱- جواب اس کا بحث میلاد شریف میں مفصّل درج ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے۔ اور یہاں صرف یہ ہے کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنے والے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولوالامر۔

س ۱۲- مندرجہ ذیل فقرات بلفظہٖ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں؟

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبروئے ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

(۳) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔

ج ۱۲- فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا پکا مسلمان ہے۔ جب کہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل کرنے سے الفاظ نقل کفر کفر نباشد۔ اور اس کا عقیدہ ان فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اس کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی نیت کسی بدمذہب کے قول نقل کرنے سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور راہ مستقیم دکھلانا ہو۔ اور اس کا مقصود لوگوں کو وہ اقوال نقل کر کے گمراہی اور بے دینی سے بچانا ہو۔ ہاں ایسے عقائد رکھنے اور لکھنے والا بے شک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بے دینوں کے اقوال کے ردّ کے لیے نقل کرنے والا شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق وہ تمام علماء ربانی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے باب لکھے ہیں۔ کافر ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا کہ آپ ضرور مسلمانی سے نکل گئے۔ کیونکہ آپ نے خود ان کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے۔ جن کی آپ نے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور قرار سے آپ اسلام سے خارج ہو گئے۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ دیکھیئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے: انا ربکم

الاعلیٰ میں تمہارا سب سے بڑا ہوں۔ پھر کفار کا قول ہے: قال ان اللہ ثالث ثلاثۃ کافروں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے: ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اور قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ اور قالت الیھود عزیر ن ابن اللہ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور وہ قالو الاتزرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعاً ولا یغوث و یعوق ونسراً یعنی کفار نے کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (بتوں) کو یعنی ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے۔ دیکھیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اور لکھنے والے آپ کے نزدیک سب کے سب مسلمانی سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپ کی فہمید اور علمیت دینی۔ آپ کو جامع ازہر مصر کا پروفیسر بننا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ آپ کے ایسے علم کی قدر دانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسی بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبدالحمید صاحب کے وضعی سرٹیفکیٹ پر۔

س ۱۳- ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یا نہیں:-

(۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔

(۲) انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ بلفظہٖ؟

ج ۱۳- ہم ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنّت و جماعت کے نزدیک مردود کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکرا اور جاہل بنا دیا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی قبول نہیں وہ واجب القتل ہے۔ سنیئے۔ آپ نے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے:

(۱) وکان الانسان عجولا۔

(۲) ان الانسان لکفور یا—

(۳) وکان الانسان کفورًا۔

(۴) وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا۔ اب سنیئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو۔ تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مل سکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نضر بن حارث ہے۔ جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا اور کہتا تھا: امطر علینا حجارۃ من السماء۔ ہمارے پر آسمان

سے پتھر برسا۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم، سورہ حج اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے کہ ''انسان بڑا ہی جاہل ہے''۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے۔ اور آیت شریف کا شروع اس طرح انا عرضنا الامانة الأية ہے۔ اور ترجمہ اس کا اس طرح پر ہے ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر سب نے انکار کیا۔ اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ناواقف تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ''انسان بڑا ہی جاہل ہے''۔ یہ آپ کا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ واہانتانہ ترجمہ ہے۔ جو بے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جو کچھ دل یا زبان سے نکلے گا وہ گالی کے لہجہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلے گا جو نرا کفر ہی کفر اور ارتداد ہو۔ اس آیت شریف کی تفسیریں مفسرین نے بہت کی ہیں۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں اور موٴخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی علمیت دینی اور فہمید کی اہمیت و ملحدیت و زندیقیت یہ ہے کہ ہر چار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شامل کر رہے ہے۔ الٰہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگوں کی حالت یہی ہے تو قیامت قریب ہے۔ مسلمانو دیکھو یہ لوگ کس بے باکی اور شوخ چشمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین میں دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم پکے مسلمان اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات و انخر عليلات۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمٰن میں ہے: خلق الانسان، علمه البيان ۔ اس لفظ میں ہر انسان داخل نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی مراد ہیں۔ یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا سب کچھ تعلیم فرمادیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود فرماتے ہیں: علمت علم الاولين و الأخرين ۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین اور سب وشتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام الطائفہ دیوبندی مولویوں کی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ ان کی عبارتوں اور گالیوں اور گستاخیوں کی تاویلیں بے ہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی جو دے کر پڑھے ہوئے قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ (ہائے غضب!!) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی علوشان پر چسپاں کرتے ہیں۔ واہ مسلمانی یا بے ایمانی۔ اس کے متعلق عقیدہ نمبر ۳ میں بھی لکھا جا چکا ہے۔ جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

س ۱۴- معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیام تعظیمی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو ذکر معراج شریف کے وقت

سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟

ج ۱۴- واہ واعظ صاحب! آپ کے سوالات لاینحل ہیں۔ اس کا جواب آپ کے سوال نمبر ۱۰ میں لکھا جا چکا ہے کہ علمائے کرام امت محمدیہ اہلسنّت و جماعت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت کیا جائے اور تمام بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے۔ جس کا مفصّل بیان آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ بحث میلاد شریف و قیام میں ہو چکا ہے۔ باقی رہا آسمان والوں فرشتوں کا حضور کے لیے قیام کرنا۔ یہ ان کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان کو اس کا فخر حاصل ہوا۔ لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل و کرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفاہت کی قساوت میں مرتے رہیں۔ فريق فی الجنة و فريق فی السعير کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنے مولویوں میں پیدا فرمایا۔ الحمد لله علىٰ ذالك۔

س ۱۵- قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے۔ میں صرف دو ہی نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں اور باقی تین گھر میں۔ فرمائیے کیا تارک جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گمراہ فاسق منافق نہیں فرمایا؟

ج ۱۵- آپ کو دینی واقفیت میں کمال ہے۔ اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ یہ اس لیے کہ آپ نے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبدالحمید صاحب مفتی لدھیانہ سے فرضی سرٹیفکیٹ ملازمت کے لیے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا حضرت بلبل شیراز جناب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

کس نیا موخت علم تیر از من   کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اچھا فرمائیے! وہ کون سی حدیث شریف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز عذر سے پڑھے۔ وہ گمراہ، فاسق اور منافق ہے۔ اس حدیث شریف کا پتا دیجئے۔ اور اگر کہو کہ تارک جماعت کے لیے یہ حکم ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی حدیث شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کر سو گے۔ بلکہ منافق اور فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہتان لگاتے ہیں جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: من كذب علىٰ متعمدا فليتبوأ مقعده من النار یا دوسرا فقره فجزاه جهنم ہے۔ اہل سنت و جماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت موٴکدہ لکھا ہے تارک اس کا جب تک کہ بلا عذر اس کا عقیدہ جماعت کے سنت موٴکدہ کا نہ سو گناہ گار نہیں۔ ورنہ عذرات شرعی سے جمائی میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو ردالمختار شامی میں ہے۔ شرعی عذرات یہ ہیں۔ بیماری، اپاہج، مینہ یا کیچڑ کا ہونا، شدت کی سردی، سخت اندھیرا ہونا، رات کو آندھی چلنا، اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا، قافلے کا چلا جانا، مریض کی خدمت کرنا، کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت، علم فقہ کی مشغولی، اور شیخوخیت۔ ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا۔

ہاں! منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ ماہوار کی نوکری کے لیے اپنی لمبی داڑھی کو منڈوانے یا کترائے اور خشخشی کرائے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپالے۔

مولوی اکبر حسین کا مدرسہ کی نوکری کیلئے اپنی لمبی داڑھی کو کتروانا

آپ کو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خان صاحب پنشنر کے مکان بیٹھک کے اندر مقام لدھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شملہ سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپ کے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپ نے کہا کہ ہاں[1] درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپ کے شملہ کو آپ کے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی داڑھی کو خشخاشی پایا۔ جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ مولویوں کی حالت ہے۔ تب آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بدلگام نے غلطی سے میری داڑھی کتر ڈالی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف داڑھی کتروانے والا فاسق اور منافق ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر جب کہ مدرسہ کی نوکری کے لیے جوان دنوں میں گورنمنٹ سکول میں صرف نوکری کی امیدواری تھی۔ ایسے لوگ ضرور منافق ہیں۔ میں تو بوجہ مشغولیت ومصروفیت علم دین وتردید فرق مذہب باطلہ وہابیہ مرزائیہ کے دو وقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں باوجودیکہ میرے مکان سے دور ہے۔ با جماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہیے کہ بحالت امیدواری اضطراری اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نمازیں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف **یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم** آپ پر وارد ہے۔

س۱۶- قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحٰق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی محمود حسن ورشید احمد وخلیل احمد ومحمد اشرف علی صاحبان (ہمیشہ رہیں برکتیں ان کی) کو کافر اور سنت و جماعت سے خارج جانتا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

ج۱۶- میں نے جو کچھ کچہری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچہری میں تو میں نے لکھوایا تھا کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ لیکن ان کی تکفیر میں فتاویٰ حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے۔ کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشتہرہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہی فتاویٰ عرب وعجم کے ہیں۔

[1] حاشیہ: ہاں درد ہوتا ہے الخ نرا جھوٹ تھا۔ پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد تھا۔ نہ حجام کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹ کے عادی اور بموجب حدیث شریف منافق ہیں۔ اور داڑھی کتروانے سے ڈبل منافق اور وہابیہ عقائد سے ڈبل کافر ۱۲ منہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپ کے مولوی گالیاں دیں، توہین کریں، عیب لگائیں، تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر اور ارتداد کو ان کی تحریروں، اور کتابوں اور فتوؤں سے ظاہر کیا جائے تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے اور نوحہ کرنے لگ جائیں۔ آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ روز حشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں دھتکارے جاؤ گے۔

س۱۷- جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز سمجھے اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جانے اور آپ کے عالم الغیب ہونے کا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

ج۱۷- تمام سنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا پکا مسلمان اور پکا باایمان وایقان سنی حنفی اور محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کے لیے حکم ہے۔

س۱۸- علم غیب کی کیا تعریف ہے؟

ج۱۸- علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے۔ زیادہ تکرار کرنا باعث طوالت ہے۔

قولہ: نوٹ: ان مطالبات کے جواب دینے کا مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ تاہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا۔ منتظر ہوں۔ اکبر حسین ساڈھوروی۔

اقول: نوٹ: مولانا صاحب موصوف کا ایسے ایسے مطالبات کی طرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا قصور فرماتے ہیں۔ لیجئے! آپ کے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھ کر اپنی تسکین کریں۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ جو لوگ خداوند تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے۔ خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خالص سنی حنفی بھائیوں کی تقویت کے لیے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق کرے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ "تاہنوز" کا لکھنا آپ کی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرۂ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ یہ ساڈھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنی سب سے بڑا حسین ہے۔ کیا آپ سب سے بڑا حسین ہیں۔ تمام مسلمانوں سنی اور شیعوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کو اس سے کیا نسبت۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپ کو اس کی پروا نہیں۔ کاش اگر اپنا نام

اصغر حسین رکھتے تو شاید اچھا ہوتا یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا۔ جو آپ کے ماں باپ نے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات ساڈھورہ کا ہے۔ جن میں آپ اکثر رہے ہیں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا بڑا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہد ارضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرا غضب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے آپ کو قوم سید بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لدھیانہ کے باشندگان آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار موضع گل میں جو لدھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے موجود ہیں یعنی آپ کا پھوپھا مسمّٰی پیر بخش (بقول آپ کے شرکیہ نام ہے) اور مسماۃ چاگاں آپ کی پھوپھی قوم جولاہا (اس وقت موضع گل میں موجود ہیں۔ اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا لڑکا جس کا نام منشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد مسمّی نواب تھا۔ اور آپ کے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا نام تفولاً اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اس کے تین لڑکے امیر، وزیر، اکبر ہوئے۔ گویا نواب نے سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لیے۔ اور آپ کا نام اکبر، اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا تا کہ مغلیہ سلطنت کی فال آپ پر قائم کی جائے۔ چھپکلی کو محلوں کی خوابیں۔ اور آپ کا تایا مہتاب نامی تھا جو فوت ہو گیا۔ اور آپ کے دادا کا نام غوثا اور پڑدادا کا نام چراغا تھا۔ جو جولاہے کپڑا بافی کیا کرتے تھے۔ سر مکھ سنگھ نمبردار وغیرہ سات نمبردار اور ماڑا وغیرہ چوکیدار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کا کوئی مکان یا چھپر تک اس گاؤں گل میں اس وقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سید لکھوائی ہے۔ اور اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۸۲ء لکھوائی ہے۔ جو نرا جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں داخل وخارج نسب پر لعنت وارد ہے۔ زمانہ قریب قیامت ہے جو چاہے بن جائے۔ کیا روک ہے۔ مگر اس قدر چھلانگ کہ سوائے سید بننے کے اور کوئی قوم نیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کودے کہ سید ہی بن کر رہے۔ یہ بھی سادات ساڈھورہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اس لیے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولاہا دولتمند اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا تو وہ بھی سید بن گیا۔ کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے ؎

سال اول حائک بودم سال دوم شیخ شد
غلہ چوں ارزاں شود امسال سیدی شوم

لیجئے! جو چاہے بن جائیے۔ میں آپ کے اس دروغ بے فروغ اور دھوکا دہی کی اطلاع سر رشتہ، تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا البتہ آپ کا تورع اور تقویٰ جتلانا تھا جو صحیح عرض کر دیا زیادہ زیادہ۔ لیجئے مفتی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی تواریخ اس طرح پیدا ہوئی۔

پہلی تاریخ — انوارِ آفتابِ صداقت ۱۳۳۷ھ
دوسری تاریخ — اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیو بندیہ ۱۳۳۷ھ

تیسری تاریخ — آئینہ اثبات عقائد باطل وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷ھ
چوتھی تاریخ — صمصام فضل باہلاک وہابیہ حمل ۱۳۳۷ھ
پانچواں تاریخی نام — قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین ووہابیین ۱۳۳۷ھ
چھٹا تاریخی نام — قاضی فضل احمد کا وہابی ۱۹۱۹ء

یہ چھے تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں اور بس۔

چاشنی طبع کے لیے صرف ایک غزل اور نذر ہے

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام — جانِ کافر پر قیامت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالموں محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ، حجرات، الم نشرح سے پھر — مومنوں اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے — التجاوَ استعانت کیجئے
یا رسول اللہ دہائی آپ کی — گوشمالِ اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے — زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہےٰ — اولیا کو حکم نصرت کیجئے
میرے آقا حضرت اچھے میاں — ہو رضاؔ اچھا وہ صورت کیجئے

....

(باب بست ودوم)

وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً اور وہابی کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا؟

مفتی جی بسی نے اپنے اعتراضات اور جوابات میں اس بات کی ناراضی ظاہر فرمائی ہے کہ ہم کو وہابی کیوں کہا گیا۔اس لیے انہوں نے مجھے خارجی ،معتزلہ، کافراور مشرک وغیرہ خطاب دیا ہے۔اس لیے اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے کہ کون لوگ وہابی ہیں۔اور کب سے ان کا خروج ہوا۔اور ہندوستان میں کب سے وہابیت آئی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ایک تو غیر مقلد وہابی اور دوسرے مقلد وہابی۔جو تقلید کی آڑ میں ہمارے لیے مارآستین کا کام دیتے ہیں۔کیونکہ غیر مقلد وہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخصی اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور ٹانگیں چیر کر کھڑے ہونے اور پہلوانوں کی طرح تھاپی مار کر سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی علامات سے ظاہر ہیں۔لیکن دوسری قسم کے وہابی وہ ہیں کہ جب تک ان کا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت میں آنا مشکل ہے۔اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لیے جو اہلسنّت و جماعت میں نہایت مضر اور موذی ہیں۔اس لیے میں چند کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی فرقہ کب سے پیدا ہوا اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔نیز ان کے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں میرے تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہلسنّت و جماعت ان وہابیوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہتے تھے۔اور ان کے حالات گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف معلوم ہوئے۔تو گورنمنٹ کو ان کی خبر پہنچنے لگی۔اس پر ان کی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی تو انہوں نے اس کی صفائی میں اپنے رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں کی۔اور لکھنے لگے

وہابی کا معنی ہے رحمان والا　　　کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

یعنی اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔اور وہاب کے لفظ سے یاء نسبتی ہے۔اور دوسرے لوگ جو عبدالوہاب کی نسبت کرتے ہیں۔وہ شیطان والے ہیں۔لیکن تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔اور یہ قوم مشکوک متصور ہوئی۔تب انہوں نے اپنے آپ کو موحّد کہنا شروع کیا۔لیکن مسلمانوں نے کہا کہ اب یہ لوگ موحّد بنتے ہیں۔سو موحّد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔جو صرف خدا ہی کو مانے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنے کی غرض سے اس نام سے بھی روگردانی کر کے اپنا نام محمدی رکھا۔تب مسلمانوں نے کہا ہاں بے شک یہ لوگ محمدی ہیں۔محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔اس کے ساتھ

نسبت ہے۔اس لیے ضرور یہ لوگ محمدی ہیں۔جب یہ بات ان کو معلوم ہوئی تب سے انہوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھ لیا۔جواب تک جاری ہے یہ وہ لوگ ہیں۔جو خالص غیر مقلد وہابی ہیں۔لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اہلحدیث صرف حدیث کو مانتے ہیں۔اور قرآن شریف کی پروا نہیں۔یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قرأة ہو تو تم چپ اور خاموش ہو کر سنو (نماز، غیر نماز دونوں میں) لیکن اس کو قبول نہیں کرتے۔اور حدیث بخاری پر عمل کر کے قرآن شریف امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔اسی طرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔مگر یہ لوگ اس کو تسلیم نہ کر کے آمین بالجہر پکارتے ہیں۔علیٰ ہذا القیاس اسی طرح کے اور مسائل ہیں جن میں قرآن مجید پر حدیث شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلا کر باقی تمام مسائل فہرست یا کتاب ہذا پر عمل کرتے ہیں۔اور باہم دونوں متفق ہیں۔

(۱) شرح تحفہ محمدیہ فی ردّ فرقہ مرتدیہ مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب گلشن آبادی۔جو مطبع فتح الکریم ممبئی میں ۱۲۹۹ھ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہوئی، صفحہ ۳ سے ۱۰ تک:- بیان نو پیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا، جاننا چاہیئے کہ ۷۰۰ھ ہجری میں حنبلی مذہب سے ایک شخص ابن تیمیہ نامی گمراہ بد مذہب نکلا تھا۔بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا تھا۔چنانچہ انکار شفاعت کا کیا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دے گا اسی کی شفاعت کریں گے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر حرام ہے۔اور توسّل واستمداد اولیاء اللہ سے ممنوع ہے وغیرہ۔اور بڑے بڑے علماء نے اس کا ردّ لکھا۔اور بادشاہ تک اس کی خبر پہنچی۔ابن تیمیہ جیل میں قید کیا گیا۔اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علیٰ عقیدۃ ابن تیمیۃ حل مالہ و دمہ یعنی جو شخص ابن تیمیہ کا سا عقیدہ رکھے گا سو کافر ہے۔اور اس کا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔اس کے زمانہ بعید کے بعد عبدالوہاب پیدا ہوا۔ملخّصًا

(۲) بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول مولانا مولوی فضل الرسول بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۲۶۵ھ ہجری جس کا ترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فاضل بھیروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔وھو ہذا۔صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا: ھناك الزلازل و الفتن دبھا یطلع قرن الشیطان (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوں گے۔اور یہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا۔اس پیشینگوئی کا ظہور اس طرح پر ہوا کہ ۱۲۰۳ھ ہجری میں بسبب وفات سلطان عبدالحمید خاں مرحوم (سلطان دوم) کے اور فساد قائم کرنے اس کے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی وارثان سلطنت روم کے وہاں خلل اور فساد فتور برپا ہوا۔اور سب صوبے سرکش اور باغی ہو گئے۔اور آمدنی نذور وتحائف ومواجب وخیرات جو اہل حرمین محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سے سال بسال آتے تھے سب مسدود ہو گئے۔اور شان وشوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا۔ملک گیری کے خیال میں لگا۔چنانچہ عبدالوہاب نام کے قبائل نجد میں ممتاز اور مشار الیہ میں معتقد و پیشوائے عام وخاص کا ہو رہا تھا۔ریاست

کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقود واجناس مشکل ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استمزاج کیا کہ بغیر زر حصول ریاست کس طرح ہو۔ سب متفق الرائے ہوئے۔ کہ بجز حیلہ دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں اس حیلہ کے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ۔ خزائن اور دفائن سے مملو اور مالا مال ہیں۔ قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح اور مسخر ہو جائیں گے۔ بعد قرار داد ہٰذا کے اس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرد بنانے لگے اور عامہ خلائف کو دام اطاعت اور انقیاد میں لا کر ۱۲۱۸ہجری میں بیوم جمعہ مجمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ وعید وعزل ونصب قاضیاں اور دادرسی مظلومان اور تنبیہہ ظالماں اور اجرائے حدود شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کو محض برائے نام بادشاہ ہے۔ کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اس کا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افتراء ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے۔ اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اس کی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر مجھ کو معذور رکھیں۔ کیونکہ مجھ کو دنیا کی کچھ رغبت نہیں ہے۔ خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گروہ اہلِ اسلام کی مخالفت کس طرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقائد اور اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لے کر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قرب و جوار شہروں میں نام اس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقر امامت قرار دیا۔ اور تادم زیست خود اس نے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد وامصار وامصار میں معین اور مقرر کر کے بالقاب خلفائے راشدین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی ومحتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل واحیاء دین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمۃ الجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی حرمین شریفین کے خزائن کے غارت کرنے کی اسی طرح تیاری کی کہ از ابتداء آغاز قرار داد امامت تا تسلط وانتظام ملکی کہ بوساطت وزیات ہوا خود بدولت اختراع مذہب جدید کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہلسنّت و جماعت اور سائر فرق اسلامی سے مبائنت ومخالفت رکھتا ہو مصروف رہا۔ چنانچہ مسائل متفرق مذہب معتزلہ وخوارج وملاحدہ ظاہریہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع زاد ایجاد کر کے جملہ مسائل مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جس کا مقدمہ ایزاد کر کے اور کچھ بسط وتفصیل سے تکمیل کر کے اس کے بیٹے محمد نام نے اس کو کتاب التوحید سے موسوم کیا۔ اور اس کو دو باب پر منقسم کیا۔ پہلا باب شرک کے ردّ میں۔ دوسرا باب بدعت کے ردّ میں۔ خلاصہ اس کتاب کا تکفیر وتفسیق تمام امت مرحومہ کے چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو دراصل مارقین فی الدین یعنی خارجی اور زندیق تھے ارسال کیئے اور اسی اثناء میں خود بدولت دار البوار میں داخل ہوا، اور جہنم واصل ہوا۔ بعد از تمہید مقدمہ ہٰذا سعود نامسعود عاقبت نامحمود ۱۲۲۱ھ میں بہت سا لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہلِ حرم اس کے اتباع سنت واشاعت

عدل واحیاء دین کی خبر سن کر منتظر ملاقات کے ہوئے۔ اور ہر چند قرب وجوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظّمہ میں انشاء راز کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی لشکر اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظّمہ کا کریں۔ شریف نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگا معاذ اللہ میں زائرین خانہ خدا کی ممانعت ومزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زجر وتوبیخ کی۔ اتنے میں سعود نامسعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت کے سبب سے مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ متبعانِ سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثناء میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا۔ (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح دیکر طائف میں جا کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ارکان وعیان طائف کو کہلا بھیجا کہ خلیفہ راشد براہِ محبت دینی ملاقات کے لیے تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش وخرم باہر آئے بجز دپہنچنے کے ان کے سرتن سے جدا کروا دیئے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا۔ زن ومرد۔ خورد وکلاں جو آگے آیا۔ سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلاکو خاں ملعون چنگیزی نے بغدادیوں سے اور یزیدیوں ملعونوں نے مدینے والوں سے واقع حرہ میں کیا تھا اس سے چند گُنا زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کر کے چند افسراں برائے محافظت مال وہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آ کر شریف کو سرگذشت طائف کی سناتے ہیں تو شریف کے پاس فوج کہاں۔ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط پانچ سو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ اطراف وجوانب سے مدد بلا دے۔ اور کتاب التوحید قبل اس کے ایک روز مکہ معظّمہ میں پہنچی تھی۔ اور علمائے مکہ نے فتویٰ کفر اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازاریوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا۔ اور شریف مکہ کے غلام بھی ان سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شریف سب ماجرا طائف کا سن کر سراسیمہ وہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ ونادم اور بباعث عدم موجودگی فوج کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اس کا مقابلہ کیا ہو۔ جس کی پاداش ان کو ملی ہے۔ حرم میں خونریزی نہ ہوگی۔ اب مجھ کو بیت الحرام کے زائرین سے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے۔ اس حیص بیص میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں۔ اور اب شریف کو ان خبیثوں کا خبث متیقن ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ افتاں خیزاں بہمراہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر متحصن ہوا۔ اور سعود نامسعود بے مقابلت ومزاحمت احدے چار طرف سے بکمال سفاکی وبے باکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا زن ومرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جا چھپے۔ اور چند کساں خانہ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیا نے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیراں قبہ چاہ زمزم اور حطیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا۔ جس سے قلم لرزاں اور دل تپاں ہے۔ قفل خانہ کعبہ کا توڑ کر نذور کعبہ کو کہ قبل از ابتدا ظہور خاتم النبیین تا اس وقت کوئی معترض ان کا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جملہ باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہوں۔ مگر جس کے پاس اسلحہ وساز جنگ پائیں گے۔ اس کو قتل کر ڈالیں

گے۔اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان نہ ہوگی۔ جہاں پائیں گے کام ان کا تمام کریں گے۔اور ان کے وجود سے ہمارے دل میں دغدغہ فتنہ وفساد کا باقی ہے۔ پس جس کو طاقت فرار تھی وہ تو آوارہ ہوگیا۔اور جوان کے ہاتھ آیا اس نے شربت شہادت پیا۔بقیۃ السیف اپنے گھروں میں جب آئے تو گھروں کو اثاث البیت سے خالی ورفتہ پالیتے ہیں۔اے گروہ اہل ایمان والے امت حضرت ختم مرسلاں یہ مقام عبرت ہے۔جس جگہ جانوراں شکاری شکار کو چھوڑ دیتے ہیں۔اور وہاں کی نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو۔ اور بھیڑیا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے۔اور وہ جانور داخل حرم ہو جائے تو وہ درندہ تعاقب اس کا چھوڑ دیتا ہے اور داخل حد حرم نہیں ہوتا۔اور پرندگان ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی چپ وراست منحرف ہو جاتے ہیں۔اوپر سے نہیں گزرتے۔ان شیاطین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کیئے۔انا للہ وانا الیه راجعون۔بعد فراغ اس مہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منورہ کا کیا۔اثنائے راہ میں جو ملا اس کو شربت شہادت پلایا۔وہاں جا کر قتل عام اور غارت تام اور ہدم اثار صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کر کے قصد گرانے روضہ مقدس نبوی کا کیا۔اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنی بڑا بت نام رکھا۔چند اوباش نے بآلات ہدم بہ نیت فاسدہ اس مقام پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا۔دروازہ کھولتے ہی ایک اژدہا نے عصائے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح ان فراعین ملاقین پر ایسا پھونکار امارا کہ اکثر سوختہ وسیاہ ہو کر داخل جہنم ہوئے۔اور ان کی لاشہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی کہ ان کے بقایا نے ان کو غسل وکفن بھی نہ دیا۔کتوں کی طرح شہر سے باہر ڈال دیئے گئے۔الحاصل بعد تکمیل مراتب جور وستم ایک کاردار بافواج اظلم وہاں چھوڑ کر اور تمام سامان ساتھ لے کر مکہ معظّمہ کو واپس آ کر اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے۔ادھر دیہات قرب وجوار مکہ معظّمہ میں جو خالی از فوج تھے۔سب کو لوٹا مگر جدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بدو وہاں جمع ہو گئے تھے۔اور ۱۲۲۳ھ میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین روم ہوا۔ان کو اہل بیت ابدال دجّال کا حال دریافت کر کے محمد علی پاشا والیے مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑے والیے مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر جرار اگن بوٹ پر سوار کر کے بندر جدہ کو روانہ کیا۔اور ادھر فتویٰ علماء مکہ کا قبل از نزول بلا درباب تکفیر مصنف کتاب التوحید جس کا ترجمہ تقویۃ الایمان ہے۔مرتب کیا گیا تھا۔ان ملاعین کے ہاتھ آیا۔دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مفتیانِ فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزا دینا شروع کیا۔اور حضرت عمر عبدالرسول کہ مقتداء اہل مکہ تھے۔ان کو بھی حاضر کیا۔سعود مردود نے بطریق تمسخر اُن سے کہا: **السلام علیك یا شیخ مکة** حضرت نے فرمایا: **وعلیك یا شیخ نجد** [۲] سعود نامسعود یہ بات سن کر برہم ہوا کہ مجھ کو گالیاں دیتے ہو۔شیخ نے فرمایا تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔میں نے تجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔اور اس آیت پر عمل کیا۔**اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها** ۔یعنی جب ہم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر دو۔یا اس کو واپس کر دو۔یہ ملعون بولا کہ یہ مہر تمہاری ہے۔شیخ نے فرمایا کہ برضا ورغبت خود بلا جبر واکراہ فہمیدہ اور سنجیدہ میں نے مہر کی ہے ملعون بولا کس سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔شیخ بولا کتاب [۳] التواہب اپنی لا۔تا مفصلاً نشان دوں۔کتاب مذکور شیخ کو دی۔کتاب کھولتے ہی دیکھا۔تو یہ نکلا۔''یاد

کرنا موتی کا خواہ نبی ہو یا ولی بغیر وقت زیارت قبور کے شرک ہے۔'' شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے۔**السلام علیك ایها النبی** نماز میں پڑھتے ہو۔اگر اب تجھ کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں اور عقیدہ تیرا مسلم ہو تو کوئی متنفس تا صحابہ کفر سے نجات نہ پائے گا۔**نعوذ بالله من هذه العقیدة الفاسدة** اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کر کے خارجی مردود کو ملزم کیا۔سعود مردود طیش میں آ کر بولا اے شیخ تو مخبوط العقل ہو گیا ہے۔بے محابا ایسی کلام ہم سے کرتا ہے۔ ہماری شان وشوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سزائے اعمال تجھے پہنچے۔شیخ نے نعرہ مارا۔یا احکم الحاکمین!!!! ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی کہ یکا یک لوگوں میں چرچا ہوا کہ ابراہیم پاشا بندر ینبوع سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔اور یہی افواہ عوام الناس میں اڑ گئی حتیٰ کہ سعود مردود نے یہ کلام سنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا۔اور حضرت شیخ اس کے ظلم سے محفوظ رہے [۱]۔بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس وقت ابراہیم پاشا ینبوع سے کہ مکہ سے آٹھ دن کے فاصلے پر ہے گزرا تھا (اب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑائی تھی)۔(تعجب کی بات کوئی نہیں۔یہ ادنیٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔دیکھیئے) راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشفی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظّمہ میں خدا کے حکم سے ظالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کے لیے اڑائی گئی تھی۔اور یہ کرامت بعینہٖ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دوسو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔اور اس میں نکتہ یہ بھی ہے کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے فقط۔

دوسرے روز گروہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر اب دریا خیمہ زن ہوا۔اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از وردو گروہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچا دیں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس پر ہے فوج کو اتار رہے لے۔(تو میں قبل از طلوع صبح بندر جدہ پر پہنچا کر اس گروہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔اور شبا شب بطور یلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شبخون ڈالے۔اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے۔ جب کہ یہ گروہ شیاطین فرار ہوں تو ان پر گراب مارے۔الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اتاری تھیں کہ ادھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی۔اور ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش بازی ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔روبفرار ہو گیا۔ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز وسامان ان کا غارت کر کے تعاقب کیا۔ان مرحومین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ادھر ابراہیم کی ادھر امیر البحر کی ادھر فوج کمین گاہ کی۔اور یہ فراعنہ ملاعنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔سعود مردود بانا کساں معدود گریزاں افتاں وخیزاں نجد کا راہی ہوا بعدہ ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظّمہ ہوا۔اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور خود مکہ معظّمہ میں پہنچ کر بعد ادائے عمرہ نجد میں جا کر کسی متنفس کو ان اشرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔اسباب وسامان جو مکہ معظّمہ مدینہ منورہ سے غارت کر کے لے گئے تھے۔ہر ایک

حاشیہ[۱] محفوظ رہے۔یہ کرامت ہے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی۔۱۲ منہ

مالک کو واپس کر دیا۔ اور علاوہ براں جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے مسمار کیا تھا۔ ان کے لیے حکم تعمیر کا فرمایا۔ انہیں ایام میں صحرائے بادیہ نشینیاں فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ شیعہ کا ہے۔ اور نواح بنادر یمن میں آباد ہے۔ کتاب التوحید کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا چونکہ اس نواح میں بباعث ضعف حکومت بادشاہ صنعاء کے ان بادیہ نشیناں نے تجرد اختیار کیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المومنین مقرر کر کے مخا حدیدہ پر کہ بڑے بندر یمن کے ہیں۔ مسلمانوں سے قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعا نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے بنام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں جا کر ندیدہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جوار رحمت الٰہی میں گئے۔ اور خلف الصدق ان کا سلطان عبدالحمید خاں زینت فرمائے اورنگ سلطنت کے ہوئے تو صوبیداراں کو بعد از جد و کد مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمن و نجد و شام وغیرہ کی اس سے افتزاع کر کے دوسرے پاشوں کو دیدی اس اثناء میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور ہنوز فوج سلطان یمن میں نہیں پہنچی کہ فرقہ زیدیہ نے نواح مخا حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المومنین کا خطاب دے کر اسی وتیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر اور مخا حدیدہ پر تاخت کر کے تجار غارت کر لیے۔ جب یہ فقیر (یعنی مولانا فضل الرسول صاحب مغفور و مبرور، وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المومنین مخا نے علاج کے واسطے یاد کیا۔ مرض قرحہ مثانہ تھا۔ میرے علاج سے شفا پائی۔ اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ خارجیہ کہ جس کو بیاصیہ کہتے ہیں۔ مسقط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص کو امیر المومنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیوں کے اور تاجروں کے غارت گئے۔ دریائی راستہ میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی تھا اور روادار اذیت کسی متنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو نہ ہوتا۔ ان کی قرار واقعی تنبیہ میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ الغرض آج برعرب و حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بجز چند صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان ان کا ہے۔ اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تقیہ گزران خبیثوں کا محال ہے۔ یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصراً لکھی گئی ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲ سے ۱۰ تک۔ شوارق صمدیہ۔ ترجمہ بوارق محمدیہ۔

وہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خط ہندوستان میں یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اخیر عمر میں اپنی سب جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نواسوں کو ہبہ کر کے ان کو قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسمٰعیل برادرزادہ ان

کا سراسیمہ ہو کر باتفاق مولوی عبدالحی داماد شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دنوں میں نوکری کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دلّی میں پہنچے تھے سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں ان کو مشابہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا۔ یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں مشابہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب لوح وفطرت ان کی نقوش علم رسمیہ اور تحریر و تقریر سے مصفی رہی ہے۔ اور یمن بیعت شاہ صاحب سے کمالات طریقہ نبوت کے کو مجملاً ان کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ بہ تفصیل و مشرح تمام ہوئے اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور تین خرما حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو خواب میں کھلائے۔ بعدہ جناب ولایت مآب علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب سے کمالات طریقہ نبوت ان میں نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حق تعالیٰ بلاواسطہ متکفل ان کے حال کا ہوا۔ حتیٰ کہ ایک دن خدا تعالیٰ نے دایاں ہاتھ ان کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوار قدسی پیش آنخضرت کے کر کے فرمایا کہ تجھ کو یہ دیا اور بہت کچھ دیں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص بخواہش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپ کو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا۔ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ گو لکھوکھا آدمی ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک (صراطِ مستقیم کا مضمون)۔ آخر سید احمد صاحب داعی اجل کو لبیک کہہ کر سدھارے اور اثنائے دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسمٰعیل کے ملاحظہ میں گزری۔ بحکم کل جدید لذیذ ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔ پسند کیا اور طرز وعظ اس پر ڈالی۔ اور بتصرف قلیل کتاب تقویۃ الایمان نام کر کے ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور ان کے خلفاء اور امناء دور و نزدیک اس کو منتشر کر کے تحریر فساد کی کرنے لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فارق اور مابہ الامتیاز کفر و ایمان کا اعتقاد کیا۔ ع

ہر کہ آمد براں مزیت کرد

اور یہ اسمٰعیلیہ نے تو کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کرنے شروع کر دیئے اور تکفیر و تفسیق عامہ امت مرحومہ کے اور سب وطعن و ہتک و توہین انبیاء اولیاء اس قدر شائع کی کہ حد و نہایت سے باہر ہے۔ مار وعظ کا انہیں سیاہ اوراق ہندی زبان پر قرار دے کر مجلس وعظ کی گرمی کر کے جو مسئلہ اس کتاب میں آ گیا۔ اس کو کالوحی سمجھے۔ نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے۔ اور پوربی کتے کہ علم حدیث و تفسیر و سیر میں چنداں مہارت نہ رکھتے تھے۔ اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب ان کے نہ تھیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان کا کمال علوم دینیہ میں مشہور تھا۔ اس سبب سے ان کو اس خارستان میں کھینچا اور بعضے متردّد ہوئے تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں اور اسلام صرف اسی طریقہ جدید میں کہ صاحب اس طریقہ کا بھی قدیم طریقہ پر تھا۔ اور کتاب تقویۃ الایمان و کتاب صراطِ مستقیم ہموزن کی تو اور زیادہ رنجیدہ ہوئے۔ اور عقلمند ہنسے۔ بیت

گہ بت شکنی وگاہ بمسجد زنی آتش — از مذہب تو گبر ومسلمان گلہ دارد

یاوہ شور بایا یہ بے نمکی۔ کجا وہ افراط اور کجا یہ تفریط۔ نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل والاعالیط۔

جب دلی میں دین جدیدہ کی نوبت پہنچی تو ہزاروں آدمی مریدان وشاگردان مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبدالقادر صاحب مولوی اسمٰعیل کے دست بگریبان ہوئے کہ ماوشما اساتذہ کے حضور میں متفق ہوکر ایسے کام کیا کرتے تھے۔ اور موجب ثواب جانتے تھے۔ اور تم بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب شرک اور کفر ہوگئیں۔ اس کا باعث اور سبب بیان کرو۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہ اس زمانہ میں سب سے ادنیٰ اور افضل تھے۔ تخلیہ میں بذریعہ وبلا ذریعہ اسمٰعیل کو بہت سمجھایا کہ دین میں فساد ڈالنا اور جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا قبیح ہے۔ اور واجب الترک اور مفروض الاجتناب اگر دل میں کچھ خلش ہے تو آؤ ماوشما و دیگر علماء وصلحاء متفق ہوکر کتب دین کی طرف رجوع کریں اور احقاق حق قبول کرلیں اور شقاق ونفاق کو جماعت مومنین سے استیصال کریں۔ اور نوائے اعانت واشاعت کا راہ راست پر کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں۔ اور خاص وعام کو حق سے آگاہ کریں۔ مولوی عبدالحی اور مولوی اسمٰعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقائد فاسدہ طشت ازبام نہ ہوجائیں۔ روبراہ نہ لائے۔ آخر مولوی رشید الدین خان صاحب نے ۱۲۴۰ ہجری میں باتفاق مولوی مخصوص اللہ اور مولوی موسیٰ خلف الرشید مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم ودیگر علماء بحضور عامہ اعیان واعاد علیٰ روس الاشہاد مجمع خاص وعام جامع مسجد دہلی میں کیا۔ اور سائل تنازعہ میں مباحثہ کرکے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب وعاجز کیا کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر وباہر ہوگئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کرکے مولوی اسمٰعیل کو راہ راست پر لائے۔ اور ان سے اقرار کرالیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط تفریط کو چھوڑ سواد اعظم کے تحائف سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام وخاص پر جامع مسجد میں شائع وذائع ہوگئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار واقبال کے پھر گئے۔ مگر فتویٰ مسائل نزاعیہ کا بمہر ودستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہوگیا اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسمٰعیل پر تاخت کی۔ یعنی شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسمٰعیل سے سرزد ہوا۔ اس پر گرفت کی۔ اسمٰعیل نے ابتداً کچھ حرکت مذبوحی کی۔ انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغوی (تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم) رافع جملہ اوہام مزین بمہر ودستخط علماء اعلام اطراف واکناف میں شائع ذائع ہوگئی۔ اس سبب شورش وطغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ او، واعظین دین جدید نے بھی لگام توسن کلام کی کھینچی اور مجلس وعظ میں بجائے شدت کے رفق اور لین کو کام فرمایا۔ اور قال وقیل میں بات تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بیخ سے برکندہ ہوگیا۔ اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا کہ مولوی اسمٰعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا۔ چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہلِ اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان ومال سے حاضر ہوکر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہوگئی تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغاناں کو جو راہ خدا میں اپنی جان دینی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل وجان سے ان کے مطیع ہوئے۔ اور ان کے ادعاء کرامات کے باعث زیادہ تر اجماع ہوگیا۔ منجملہ کرامات اور

پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلانے سال فلاں ماہ فلاں تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلاں سال مسجد لاہور میں پڑھیں گے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آئے گا۔ اور فلانے سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہوگا۔ ایسے ہذیانات غیر منتہائی کے سبب لوگ فریفتہ ہوگئے۔ آخر کار بجرد تلاقی صفیں اور شروع مقاتلہ اور چلنے توپ اور تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور عار فرار من الزحف کی اختیار کی۔ اور سکھوں سے بھاگنا سب یاوہ گوئیوں کا مبطل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاوریوں سے ہمداستان ہوکر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا۔ اور مسلمانوں کا قتل وغارت کما ینبغی کیا۔ ہنوز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا اور پچتار کو چلے گئے۔ پچتار کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہوگئے اور جان ومال سے حاضر ہوئے پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کردی اور احکام دین جدید کے علی الاعلان جاری کردیئے۔ ہر چند رؤسا نے فہمائش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہوکر اتفاق کیا کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہوآئے ہیں۔ اور جان ومال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں۔ ان کو دفع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کے علماء ورؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے نہ سنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفعہ تمام متعین آدمیوں کو جابجا قتل کر ڈالا۔ اور فتح خاں رئیس پچتار کو کہ وزیر امیر المومنین قرار دیا جاچکا تھا معذرت کے طور پر کہنے لگا کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا کہ تجاوز حد اعتدال اور تعرض کرنا ناموس اور جان ومال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا۔ سارا لشکری معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک اس کا محال ہے لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرو ہونے اس نائرہ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہوگا۔ چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسمٰعیل کو پچتار سے باحتیاط تمام نکال کر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ فنا دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پچتار سے بھاگ آئے تھے۔ اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہوگئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ آکر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلانے پہاڑ پر زندہ ہیں مگر خلقت سے پوشیدہ ہیں اور جس سے ان کا جی چاہتا ہے اس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اس کو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر ان کے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ ان کا ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کے کفر ہے۔ جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ الغرض سید احمد اور اسمٰعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہوا اور ارکان دین جدید میں کمال ضعف آگیا۔ کتاب تقویۃ الایمان گویا مستور اور پوشیدہ ہوگئی امہات قواعد اصول اس کے سائل کے کتاب مائۃ[1] مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو لکھا گیا۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۸ تک۔ (۳) کتاب فریاد المسلمین مصنفہ منشی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

حاشیہ[1]: مائۃ مسائل اور اربعین دونوں کتابیں مولوی اسحاق دہلوی کی مصنفہ ہیں۔

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل مرحوم کا ابتدائی حال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہوگا کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رائے بریلی ملک اودھ کے رئیس سید حسنی صاحب خاندانی عمر میں نوجوان جن کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش ان کی ۱۲۰۰ ہجری کی تھی اور طبیعت ان کی آغاز سن تمیز سے علم فقیری کی طرف مائل اور شاغل تھی۔ اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہو کر مزار ہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دلی پہنچے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر خاں مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اردلی سواروں میں نوکر ہو گئے۔ تین سال تک نوکری بھی کی۔ اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے بعد تین سال کے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کروں گا اور بادشاہ بنوں گا۔ اس لیے جہاد کا خیال ان کے دل میں پختہ ہو گیا۔ ۱۲۳۴ھ میں نوکری چھوڑ کر دلّی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیر سے ملے۔ ان کی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی میں یہ معاملہ اور مخمصہ درپیش تھا کہ مولوی اسمٰعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خردسالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نوجوان مولوی بڑے ذہین اور منطقی حجتی تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے۔ انہی دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بمبئی سے دہلی میں آئی چونکہ عبدالوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زبان دان تھا۔ مولوی اسمٰعیل ان کی فصاحت بلاغت پر فریفتہ ہو گئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب و اخذ کر کے علمائے دہلی حنفی مذہب سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ انہوں نے اس کو ایک خوردسال خام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی۔ مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسمٰعیل کو پیغام بھیجا کہ میری طرف سے کہو۔ ''اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے پھرے ہوئے ہیں۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شوروشر برپا نہ کرو۔'' مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان کی فہمایش اور ناراضی کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ سب سے اول اپنے خاندانی علماء کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکرمند ہوئے کہ کیا کیا جائے۔ اگر مناظر قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بقبضہ ہے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئی اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا نقارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کریں گے مشورہ کر کے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ مولوی اور مولوی اسمٰعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اس وقت تک مولوی اسمٰعیل شہید کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ کمی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اٹھانی پڑی۔ پھر یہ بیعت کرنے کے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسمٰعیل خلیفہ صاحب کے مرید ہو گئے (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا کہ جب خلیفہ صاحب شہر کی سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب ان کی رکاب پکڑ کر بجائے سائیس کے

کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پر ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچا نے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صدہا مرید چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ سپاہی مزاج آدمی تھے۔ ان کو علم رسمی حاصل تھا۔ عالم متبحر محدث نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تازہ اجتہاد کیا۔ مگر ہاں مولوی اسمٰعیل عالم محدث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراطِ مستقیم لکھی اور مسائل تصوف کی قوت اور فرط عقیدت کے جوش میں آ کر پیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولوی صاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہو گئی۔ پیری مریدی کے سلسلہ نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونوں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک۔

فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونے کا ذکر

اس وقت مولوی اسمٰعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیرایہ پر رکھی کہ آئمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کر کے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ علمائے دہلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ ان کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور گمراہی کے خطاب بھی طرفین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے۔ ایسے ہی مرید بھی ہم عمل گئے۔ الہامی خوشخبری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی۔ اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۹۳۔

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر
لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندھی۔ اور بہت مریدان کی جمعیت سے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مرزا مظہر جانجاناں کے مرید کے بڑے کامل مشہور تھے۔ ان سے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے۔ اثناء گفتگو میں یہ ذکر کیا کہ چار مذہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے وریںولا پانچواں فرقہ محمدیہ تجویز کیا ہے۔ جس کا نام عامل بالحدیث رکھا ہے۔ مولوی نعیم اللہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھلا سید صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبۃ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ کیا آپ کی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچواں فرقہ ایجاد کیا۔ مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہلِ اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا جواب مولوی اسمٰعیل نے بجز خاموشی اور کچھ نہ دیا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمٰن ولایتی صوفی لقب خاص شہر لکھنؤ میں مقیم تھے۔ ان کی کشف و کرامات کی اس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسمٰعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے ان سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں کہ صوفی صاحب کا تصرف غالب رہا۔ بحث شروع کرنے سے باز رہے۔ رخصت کے

وقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا۔ کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ سے واپس ہوں گا ان گمراہوں سے جہاد کروں گا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مڑکر نہیں آتے۔ سید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی میں واقعی ایک تسخیر کا عالم تھا۔ لکھنؤ کے وزیر نے ان کی واعظانہ گفتگو سن کر اور اولوالعزمی کی طرف خیال کر کے پچیس ہزار کی رقم نذر پکڑی۔ دیگر امراء لکھنؤ نے اتنا دیا کہ قریب ایک لاکھ کے ہوگیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا کہ یہ سب روپیہ[1] ناجائز ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے جواب دیا کہ ہاں ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کے واسطے نہیں لیا مساکین اور غرباء کے کام آئے گا (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنؤ سے چل کر عظیم آباد پٹنہ پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزارہا مرید ہوئے۔ اور ایک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہوگیا۔ بظاہر ایک لشکر کی سی صورت بن گئی۔

حکام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور

آمدم برسر مطلب۔ کمپنی کے مخبر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا کہ شاید ان مولویوں کا ارادہ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کرلیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے دیا۔ فورٹ ولیم قلعہ کے میدان میں لے جا کر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فتوح حاصل ہوئی۔ کیونکہ نامی امیران کی ملاقات سے کنارہ کش رہے ۱۲۲۲ہجری سے ۱۲۳۴ہجری تک ان کا گروہ بارہ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحی کرتا پیری مریدی کو ترقی دیتا رہا ہندوستان کے حنفی علماء نے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی رہے۔ اس وقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہوگیا کہ ہندوستان میں جس قدر رئیس ہندو اور مسلمان باعتبار ہیں۔ وہ کمپنی کے مددگار ہیں لہٰذا انگریزی عمل داری میں خروج غیر ممکن ہے۔ اس لیے ۱۲۴۴ھ میں چار پانچ ہزار مسلمان کو ساتھ لے کر بمبئی گئے۔ پھر سندھ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بندوبست تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر موصوف کا ناظم تھا۔ سکھوں کی فوج اس کے ملک میں دھاوا کرتی پھرتی تھی۔ اول اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو واعظان دین سمجھ کر کچھ مزاحم یا معاون ان کا نہ ہوا۔ پھر پیری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لگے۔ اور ملکی جرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ مگر ان کی عادت حیلی سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسا پر جو لاکھ آدمی سے زیادہ تھا۔ مطمئن ہو کر اپنے مشیروں کی صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کردی۔ اور شاہ

حاشیہ[1]: یہ سب روپیہ ناجائز الخ نذور کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں کے بھی پیشکش لینے میں تامل نہ تھا یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا رزیڈنٹ اگنس بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نذر کیئے۔ اور اس کے مرید ہونے سے رزیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی۔ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ بلفظہ کتاب سیف الجبار۔ مؤلفہ مولانا فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی، صفحہ ۳۷-۳۸: -۱۲منہ۔

بخاری اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارے میں مراسلے روانہ کیئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نامدار اور علمائے لاہور کو مطلع کیا کہ امیر المومنین سے بیعت حاصل کرو۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے ان کی تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ اس فتویٰ تکفیر کے اجراء سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علماء ناراض ہوگئے۔ اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ الخ۔

جرگہ یوسف زئی کیساتھ جہاد اور مولوی اسمٰعیل کی شہادت (قتل)

راقم الحروف (مسلمانوں پر فتویٰ جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں۔ بلکہ حرام موت ہے) اب خلیفہ صاحب کی خلافت کے ضعف کا یہ سبب ظہور میں آیا کہ جرگہ یوسف زئی میں جن کے علاقہ میں ساٹھ ہزار بندوق تھی۔ لیکن یہ دستور ناقص قدیم سے جاری تھا کہ اپنی دختروں کا نکاح بدوں خاطر خواہ روپیہ لیے نہ کرتے تھے۔ جس سے ان کی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع ہوجاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے زور سے ان کی لڑکیوں کا نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرادیئے اور خود بھی برضامندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کیئے۔ مگر وہ جرگہ ان سے سرکش ہوگیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا ایک روز بہت سی ملکی جمع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی اور شہید ہوگئے۔

ع

کارما آخر شدو آخر زما کارے نشد

ان کے شہید ہوتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے ایسے دشمن ہوگئے کہ پھر وہاں ٹھہرنا مشکل ہوگیا۔ خلیفہ صاحب نے بیدل ہو کر فرمایا جو دولہا برات کا تھا وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظہٖ، صفحہ ۱۰۲۔

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ حسین پور ضلع مظفر نگر جو سکھوں کے امتیازی سواروں میں نوکر اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اس کا یہ بیان چشم دید ہے۔ تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپ خانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی ملکیہ پھر جمع ہوگیا ہے۔ کمان افسر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کردی اور اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) آدمی لے کر بالاکوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ پانچ ہزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ سولہ مسلمانوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتا ہے۔ جھپٹ کر مارلو۔ اپنی جائے فرودگاہ سے جو چھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پیدل آدمیوں نے دھاوا کیا۔ خلیفہ صاحب ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے دوربین سے دیکھ کر کہا کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف

ہے۔ ہماری فتح ہے کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائے گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے اور کچھ راستہ ہی میں بیدم ہوکر رہ گئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چھرہ دس دس آدمیوں کو ہلاک کر گیا اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چھرہ لگا۔ وہیں شہید ہو گئے۔ مؤلف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے) ایک زمانہ اسلام کی یاوری اقبال کا وہ تھا کہ پینتالیس ہزار عرب نے چھے لاکھ فوج ہرقل شاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی اور ایک زمانہ یہ ہے کہ پانچ ہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا اور شکست کھائی۔ (صرف شکست ہی نہیں بلکہ امیر المومنین میں اپنا مردالیا)۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا۔ اس لیے بموجب حکم خداوند تعالیٰ: کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ط کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالیٰ کا گروہ تھا۔ جو بحکم خداوندی: ان حزب الله هم الغلبون ط فتح یاب ہوا۔ اور یہ گروہ وہابیوں کا اسلام میں داخل نہ تھا۔ اس لیے اسی ہزار نے پانچ ہزار سے شکست کھائی اور بناوٹی امیر المومنین بھی بیچارے دو بیویوں کو چھوڑ کر ویں کھیت رہے اور یہ بھی ٹھیک پتا نہیں کہ وہ چھرہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے لگا یا کسی سکھ سے۔ کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان ہی تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی نعش کو مقتولین میں شناخت کر کے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ ان کا تجہیز و تکفین ہم کریں گے۔ کنور صاحب نے منظور کر کے خود ایک دوشالہ رنگ سیاہ دے کر کہا کہ یہ ہماری طرف سے ان کے جنازہ پر ڈال دو کہ ان کی عزت ہو۔ تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھ کر بالاکوٹ کے نشیب میں دفن کر دیا۔ ملخصاً، صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۷ تک۔

اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

س: بعضے علمائے اور معتقد خلیفہ صاحب کے اب تک خلیفہ صاحب کو زندہ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھوں سے غائب ہیں اور پھر ظاہر ہونے والے ہیں؟

ج: جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں وہ ناواقفیت کے سبب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر منجملہ ان کے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد وہابیہ دیوبندیہ ہے۔ اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اس مولوی خلیفہ کی حیات کے بارے میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں جس کا مختصر حال یہ ہے۔

جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا پتلا بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہاڑ پر رکھا جانا

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجاہد اپنے ساتھ لے کر ستھانہ کے پہاڑوں

اور ہزارو کے سرحدی علاقہ میں آئے۔ خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے۔ اور [1] مولوی عبدالقادر سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مہر بنوائی۔ اس کے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے۔ ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں۔ اور خرچ کی ضرورت ہے۔ مسلمان معاونت کریں۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق صاحبان بنارسی فراہمی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔

جب یہ خطوط جعلی مہر چسپاں ہندوستان میں پہنچے تو بیچارے مسلمان سادہ دل نادان اس ملک میں آنے شروع ہو گئے۔ اور خلیفہ صاحب کی زیارت کے ملتجی ہوئے۔ کچھ دنوں تک مولوی محمد قاسم ان کو ٹالتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یہ تجویز کی کہ کاغان کی غار میں ایک کاٹھ کا بت بنوا کر اس کو چوغہ اور عمامہ پہنا کر رکھا دیا۔ اور دو چار زیارت کے متقاضیوں کو دور سے دکھا کر کہا کہ دیکھو یہ خلیفہ صاحب عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ مگر پاس آنے کا کسی کو حکم نہیں۔ اسی تقریب سے ہزار ہا روپیہ وصول کر کے کھاتے رہے اور نو کس علمائے مفصلہ ذیل۔ مولوی محمد قاسم، مولوی حسن علی، مولوی اسحاق، مولوی عبداللہ یہ چار کس (بمعنی شخص) نوبت بنوبت آئے۔ اور خلیفہ صاحب کے جانشین یعنی امیر المومنین بنے۔ اور کوہستان کے ویرانہ کو بنام جہاد آباد کرتے رہے۔ اور مولوی ولایت علی اور مولوی اولاد علی اور مولوی عنایت علی۔ یہ تین شخص وہاں کا حال ابتر دیکھ کر ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق بنارسی ہندوستان میں خیرات کی تحصیل کے مہتمم رہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۰۸-۱۰۹ دیکھو مفصل حالات کی کیفیت تاریخ ہزارہ صفحہ ۲۲۷ سے ۲۳۷ تک۔

نتیجہ راقم الحروف ان تاریخی واقعات نمبر ۲، ۳ سے صاف ثابت ہے کہ خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل ہرگز شہید نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور کرایا اور یہ تمام قتلِ عمد انہوں نے قصداً اور عمداً کیئے۔ اور خدا کے حکم ومن يقتل مومنا متعمدًا فجزاء ہ جهنم خلدًا الايه سے نہ ڈرے اور ایک فساد عظیم دین اسلام میں برپا کر دیا۔ اور ایسا تفرقہ اور فتنہ قائم کر دیا جو قابل اصلاح نہیں اور احکام خداوندی والفتنة اكبر من القتل ـ والله لا يحب الفساد اور ويسعون فى الارض فسادًا اور ولا تعثوا فى الارض مفسدين اور والله لا يحب المفسدين ـ سب کو فراموش کر دیا اور خلاف شریعت مسلمانوں پر فتویٰ جہاد دے کر قتل عام کیا اور مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان حالات میں ان کو شہید اور علیہ الرحمۃ کہنا بالکل بیہودہ اور لغو امر ہے۔ اور جہاد کی بھی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ انگریزوں کے راج میں کسی قسم مزاحمت ادائے فریضہ اسلام میں نہیں تھی۔ اگر کہا جائے کہ سکھوں کی طرف سے ایسا ہوتا تھا تو میں کہتا ہوں کہ کلکتہ پر چڑھائی کیوں کی گئی اور فرنگی محل کے مولویوں پر فتویٰ جہاد کیوں دیا۔ اور پھر لاہور کے علمائے احناف پر فتویٰ کفر اور جہاد کا کیوں دیا اور یوسف زئی افغانوں پر یورش کر کے ہزار ہا مسلمانوں کو قتل کر دیا اور امیر کابل کے بھائی کو ناحق قتل کر دیا۔ سکھوں کے ساتھ کون سا جنگ اور جہاد کیا۔ ایک ہی لڑائی آخر میں جو کنور شیر سنگھ سے خلیفہ سید احمد کی ہوئی۔ جو اپنی ناواقفی تو قواعد جنگ کی وجہ

حاشیہ [1]: یہ مولوی عبدالقادر والد مولوی محمد لدھیانوی معلوم ہوتا ہے جو جد فاسد معترض دیوبندی کا ہے۔

سے اسی (۸۰,۰۰۰) ہزار مسلمانوں کو پانچ ہزار فوج سے قتل کرادیا اور آپ بھی اسی میدان میں ایک ہی چھرہ کھا کر رہ گئے۔ ایک ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یقتل مومنًا متعمدًا فجزاؤہ جھنم خٰلدًا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہٗ عذابًا عظیمًا۔ یعنی جو کوئی شخص مسلمان کو قتلِ عمداً کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا۔ اس میں ہمیشہ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوا۔ اور اس کو لعنت کی ہے اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب۔ پس جب یہ حال ہے تو شہید ہونا محال ہے۔ آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول، صفحہ ۱۲۲، سطر ۱۷ میں اس طرح لکھتے ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر۔ بلفظہٖ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے۔ اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے۔ پس آیت شریف آپ کے گھر کے فتویٰ سے ہی ان پر کفر ثابت ہے۔ پھر جو لوگ ان کو شہید کہتے ہیں۔ وہ قرآن شریف وحدیث شریف کے منکر ہیں اور بس۔

مولوی عبدالحق بنارسی خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بنارسی نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ میں سے اور نکالا۔ اور اپنے مریدوں کو جا بجا بھیج کر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب ستھانہ[1] کے پہاڑوں میں زندہ ہیں۔ خرچ کی ضرورت ہے۔ اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی۔ (بنارسی ٹھگ مشہور ہیں) بیت اللہ شریف میں پہنچا۔ (مال حرام سے) وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلانا شروع کر دیا جب مکہ معظّمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہے۔ اس کی نسبت فتویٰ قتل کا دیا گیا۔ اس کے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے۔ مگر یہ آدمی چالاک تھا۔ وہاں سے بھاگ کر بمبئی آ گیا۔ یہاں آ کر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور وفساد برپا کر دیا۔ مجبور ہو کر بمبئی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق کر کے اول اس کے عمل کی تحقیقات کی۔ پھر مکہ معظّمہ کے عالموں کے فتوے منگائے اور دو کتابیں اس کے ردّ عقائد میں لکھیں۔ تحفہ محمدیہ[2]۔ سراج الہدایت ان کو طبع کرا کر شائع کیا۔ جب کہیں اس عذر دینی میں کچھ کمی واقع ہوئی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴۔

(۴) کتاب بعمدۃ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقبہ بشریٰ للمومنین فی اخراج الوہابیین۔ یہ کتاب پہلے ۱۲۶۸ھ میں مطبع سلطانی میں حسب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سدھ پریس مراد آباد میں ۱۳۳۰ھ میں مرقع وہابیہ کے نام چھپی ہے۔ (پرانی اردو):-

مقدمہ:- جاننا چاہیئے کہ سبب محضر کے آنے کا جناب حضرت سلطانی میں و دیگر قرطاس کا یہ ہے کہ مولوی محمد مراد، شیخ

حاشیہ ۱: ستھانہ الخ۔ ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ۱۲۔
حاشیہ ۲: تحفہ محمدیہ الخ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے۔ ۱۲ منہ۔

عبداللطیف لکھنوی اور شیخ محمد دہلوی، وشیخ عبدالرحمٰن بنارسی اور محمود علی بریلوی نے کہ احوال اس کا قرطاس میں ہے جب کہ شیخ عبدالوہاب نجدی کے مذہب کو مکہ معظّمہ میں رواج وشہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام وسرور انبیاء علیہم السلام اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نزدیک قبر اقدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر ونیاز فاتحہ درود دہم وچہلم وبرسی ومجلس مولود سے انکار کیا۔ مشاہیر علماء مفتیان منزلہ مروہ صفا نے اٹھارہویں تاریخ جمادی الاخر ۱۲۱۵ھ کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفرین کو بحکم شرعیہ نکالا۔ اگرچہ اول حضرت حبیب پاشا جس کو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی کی زبان میں پاشا مشورہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پژدہ کہ وہ بحکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۴۰۳۔ تقویت الایمان کی عبارات (جیسے میں نے اپنے اشتہار میں لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بھی اس طرح سے درج کرتا ہوں)۔ وھو ہذا۔

(الف) انبیاء واولیاء ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تعظیم ان کی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیئے کہ وہ بڑے بھائی ہیں۔

(ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔

(ج) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مر کر مٹی ہونے والا ہوں۔

(د) اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل ومحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(ہ) اور انبیاء اور اولیاء کو سفارشی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو وہ ابوجہل اور مشرک کے برابر ہے۔

(و) جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ یہ حالت بھی اسی پر چھوڑ دیجئے۔ جن کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے۔

(ز) (انکار وسیلہ انبیاء اور اولیاء) جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے یا چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

(ح) اور روشنی قبروں پر اور مورچھل رکھنا۔ اور غلام نبی، عبدالنبی، سیتلا بخش، گنگا بخش، نام رکھنا اور شاہ عبدالحق کا توشہ کرنا، نذر ونیاز کرنا، اولیاء انبیاء کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر جانا سفر کر کر اور ان سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرو ہمارے واسطے سو یہ شرک ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۲۔

ساتویں ذیقعد روز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل پر فتویٰ کفر علماء نے دیا۔ جن کے نام اور مواہیر صفحہ ۲۰ پر درج ہیں۔ کل ۲۳ علماء ہیں اور صفحہ ۲۶ پر سب علماء دین کا اجماع اس کے کفر پر ہوا۔ اور پانچ کس وہابی، بمبئی، مدارس وغیرہ سے نکالے گئے۔ اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر گئے۔ اور صفحہ ۲۸ پر علمائے عرب وحاکم وقاضیاں اور مفتیان مکہ معظّمہ کا فتویٰ اور حکم گروہ وہابیہ اسمٰعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا۔ اور صفحہ ۳۰-۳۱ پر دستخط ودر مواہیر ثبت ہیں۔ اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے بحکم سلطان ابوظفر محمد بہادر شاہ دہلی وہابیوں کا اخراج کیا گیا۔ صفحہ ۳۶ اور بادشاہ موصوف علیہ

الرحمۃ نے خود ایک مخمس لکھا۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ مخمس بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶

آگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگہی — اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی
سنتے رہے حلال ہے تریل و مچھی — لیکن کسی نے اُلو کی حلت نہیں کہی
اُلو ہے وہ جو کہتا ہے اُلو حلال ہے

(۵) تحقیق الحقیقۃ مصنفہ حضرت مولانا ومولی الکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی ۱۲۶۷ھ ہجری مطبوعہ بمبئی۔ اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے اور وہ اس کو بے دین اور بدمذہب وہابی نجدی کہتا ہے۔ اور یہ قصہ ہندوستان میں کب سے کس طرح کھڑا ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب سے تقویۃ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا کہ اس میں باتیں خلاف عقائد اور مخالف مذہب اہلسنّت کے ہیں۔ عبدالوہاب نجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر مکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے اگلے پچھلوں کو کافر مشرک ٹھہرایا۔ اس کے لوگوں نے جہاد نام رکھ کر ان متبرک مکانوں میں قتل وظلم کیا۔ اور مال و متاع وہاں کے رہنے والوں کا اور دونوں حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا۔ حرم کا ادب کہ فرض ہے اور آدمی وہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور وہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کاٹنا اور پتے جھاڑنا حرام ہے۔ کچھ لحاظ نہ کیا۔ ایسے ایسے ظلم کیئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ مساجد متبرکہ مقدسہ اور آثار متبرکہ کہ بنا ان کی آخر وقت صحابہ اور اول زمان تابعین سے چلی آتی تھی۔ اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنا ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے تھی۔ سب کو ڈھا کر (گرا کر) زمین کے برابر کر دیا اور یہاں تک کہ مسجد قباء کو جس کے فضائل صحیح حدیثوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار اور نشان ہونے کے سبب سب[1] اوثان میں داخل ہیں۔ پیغمبر۔ نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے رہے۔ اس سبب سے وہاں نماز پڑھنا اور اس کو متبرک جاننا شرک ہے۔ چاروں مذہب کے عالموں نے ان ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا۔ اس کے کفر پر اور فوج اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے ان پر جہاد کیا اور نام ونشان ان کا باقی نہ رہا۔ الحمد للہ۔

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں آ گیا تھا۔ تقویۃ الایمان گویا اسی کی شرح ہے۔ اس کے بموجب مولوی اسمٰعیل کے استادوں سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کوئی شرک وکفر سے نہیں بچتا۔ اور سب کافر ومشرک ہوئے جاتے ہیں۔ اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کرنے والے اور حکم دینے والے ٹھہرتے ہیں۔ اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے ان کو برا جانتے ہیں۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱-۲۔

تقویۃ الایمان تصنیف کرنے سے پہلے خود مولوی اسمٰعیل بھی ایسے نہ تھے۔ جن باتوں کو تقویۃ الایمان میں نسبت انبیاء

حاشیہ [1]: اوثان بمعنی بے تصویر کے حجت۔ ۱۲ منہ

اولیاء کے شرک وکفر ٹھہرایا ہے۔ صراطِ مستقیم میں پیر سید احمد کے واسطے ان کے مناقب وکمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین ومذہب کا نہیں ہے اس میں تفریط اور اس میں افراط۔ سید احمد کو لکھا کہ ''کمالات طریق نبوت بذروہ علیا خود رسیدند''۔ اور ان کے کمالات کے بیان میں لکھا کہ ایک مقام والوں کو علوم کلیہ شرعیہ ایک قسم کی وحی سے پہنچتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور انبیاء کا استاذ بھی۔ اور ان کو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے۔ دیکھو کیسا کھلا دعویٰ نبوت کا ہے۔ سید احمد کا لکھا کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخلوق تھے۔ اسی سبب سے امی رہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۴، سطر ۱۳۔

مولوی اسحٰق صاحب بھی آخر کو اس طرف جھک گئے تھے۔ اگرچہ ان کی کتابوں میں مولوی اسمٰعیل صاحب کا سا زور اور شور نہیں ہے۔ یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل صاحب صاف صاف مطلق شرک وکفر کہتے ہیں۔ مولوی اسحاق صاحب ان میں کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کسی میں تفصیل لکھ دیتے ہیں۔ مگر وہ جو اصل باتیں عبدالوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں۔ ان کے کلام میں بھی ہیں۔ کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی۔ اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ ان کے حال میں متردّد ہیں۔ اور جن کو علم وفہم ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی عیب پوشی کا ایک پردہ یہ بھی ہے کہ ہر جگہ سند عقائد حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں اور حال اس کا یہ ہے کہ نقل میں تحریف اور تصرف کرتے ہیں۔ کہیں عبارت بیچ میں اڑا دی کہیں بڑھا دی۔ کہیں مردود قول کی نقل پر کفایت کر دی کہیں ایک عبارت کسی دعویٰ کی دلیل لکھ دی کہ اس کے معنی کو اس دعویٰ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اس کے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اس کے برخلاف لکھا۔ اس طرح کی خرابیاں ان کی کتابوں میں بہت ہیں۔ تمام ہوا خلاصہ اس شخص کی تقریر کا۔ عاجز (مولانا فضل الرسول صاحب) کو یہ حال سن کر تعجب آیا کہ ''مسلمان خاطر مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے۔ اس شخص سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے اس شخص سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور ان کی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق وتقریر ہے۔ یا ان کے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے۔ جیسا کہ آپ نے بیان کیا۔ یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں ان کا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جس وقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا اور تقویۃ الایمان لوگوں کی نظروں سے گزری۔ اسی وقت سے تمام علماء وصلحاء نے ان پر ملامت کی۔ سب سے پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے ان کے روبرو تقریر وتحریر سے ردّ وتشنیع کی۔ اور ان سے جواب کا سرانجام نہ ہوسکا۔ مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے۔ اور مولوی افضل حق کہ یگانہ عصر ہیں۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخون محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد حیات صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام

اہل علم تلانذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے۔ ان کے ردّ وابطال پر اور منگل کے دن انتیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد دہلی میں اکثر ان بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب سے گفتگو کی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے۔ اور چلے گئے۔ مولوی عبدالحی صاحب نے کچھ کلام کیا سو ملتا ہوا جمہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھ دیا کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست اور سوم فاتحہ میں اقرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں۔ تفصیل اس حال کی نقل محفل میں کہ نہایت مشہور ہے۔ موجود مولوی فضل حق صاحب نے ان کے روبروان کی تکفیر کی تحریر کی الخ۔ صفحہ ۱۵ سے ۱۷ تک۔ حالا خلاصہ فتویٰ و جواب استفتاء باید شنید کہ مستفتی دراستفتاسہ سوال کرد۔ یکے آنکہ کلام ایں قائل حق ست یا باطل۔ دوم آنکہ کلامش براستخفاف وانتقاص شان خطیر وقدر واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتمال و دلالت دارد یا نہ۔ سوم اینکہ برتقدیر اشتمال و دلالت آں برساعت استحقاف وانتقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال وحکم مرتکب آں شرعاً چیست واواز روئے دین ملت کیست۔ جواب سوال اوّل: اینست کہ کلام قائل مذکور از سرتا پا کذب و زور وفریب وغرور است چہ اونفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاراں ونفی شفاعت وجاہت وشفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت سائر انبیاء ملائکہ واصفیائے کند۔ ایں اعتقاد اوخلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین واجماع مسلمین است الخ۔ جواب سوال ثانی اینست کہ کلام او بلاتردد استباہ براستحقاف منزلت وجاہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقربان بارگاہ حضرت الٰہ وانتقاص شان سائر انبیاء وملائکہ واصفیاو شیوخ واولیاء اشتمال ودلالت دارد۔ الخ۔ جواب ثالث: اینست کہ قائل آں کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر وبے دین است۔ ہرگز مومن ومسلمان نیست۔ وحکم او شرعاً قتل وتکفیر است۔ وہر کہ در کفریت اوشک آرد وتردد دارد یا ایں استخفاف راسہل انگارد کافر وبے دین ونامسلمان ولعین است الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۸-۱۹۔

یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی اور اکثر علمائے شاہ جہان آباد (دہلی) کی مہریں اس پر ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب یا ان کے کسی پیروؤں سے اس کے جواب کا سرانجام نہ ہو سکا۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے جو تقویۃ الایمان کا رد لکھا۔ اس کا نام ''معید الایمان'' رکھا۔ مولوی مفتی محمد صدرالدین خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے عقیدہ اسمٰعیلیہ کا ردّ لکھا۔ اس کا نام منتہی المقال ہے علمائے بریلی نے تقویۃ الایمان کا ردّ لکھا۔ اس کا نام صحیح الایمان ہے۔ علماء رامپور نے تقویۃ الایمان کے متعدد رد لکھے کہ بعض ان میں مطبوع بھی ہوئے اور اس ملک کے عالموں نے بھی اس کے ردّ لکھے۔ مطبوع وہاں کے موجود علمائے لکھنؤ نے اس کے مقدمات کو ردّ کیا۔ مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہما نے تحریر کی۔ علمائے مدراس اور علمائے حیدر آباد نے بھی اس کا ردّ کیا۔ اور وہاں تو بعد قائلی معقولی کے اس مذہب والوں کا ایسا استیصال ہوا کہ نام ونشان باقی نہ رہا کہ اکثر ان تحریروں میں سے بالفعل موجود ہیں۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۸ تا ۲۰۔

اس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ

عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ عبارت اس عریضہ کی یہ ہے۔

بعد گزارش آداب تسلیمات کے عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی نزاع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلاف ہے۔ تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کے ردّ سے ان کے استادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر وشرک سے نہیں بچتا۔ اور ان کے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوں گے غالب کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا۔ اهل البيت ادری مافی البيت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب باصواب مرحمت ہو۔

پہلا سوال: تقویۃ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟

دوسرا سوال: لوگ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیاء کے ساتھ بے ادبی کی ہے۔ اس کا کیا حال ہے؟

تیسرا سوال: شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے؟

چوتھا سوال: لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی۔ تقویۃ الایمان اس کے مطابق ہے۔

پانچواں سوال: وہ کتاب التوحید جب ہندوستان آئی۔ آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا۔

چھٹا سوال: مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مولوی رشید الدین خاں صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحیٔ صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اس کا کیا حال ہے؟

ساتواں سوال: اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مریدان کے طور پر تھے۔ یا آپ کے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سبب ہدایت ناواقفوں کا ہے۔

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمتہ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کہ میں نے اس کا نام تقویۃ الایمان ساتھ فا کے رکھا ہے اس کے ردّ میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے۔ اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اس کے رسالہ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتا بھی نہیں ہے۔ اس میں شرک اور بدعت کی افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے۔ کسی رسول اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اس کے پیروؤں سے کہو کہ ہم کو بھی دکھاؤ۔ دوسرے سوال کا جواب

یہ ہے کہ شرک کے معنی ایسے کہتے ہیں کہ اس کے رو سے فرشتے اور رسول خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبغوض بنانا اور کھوانا ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفیا اولیاء بدعتی ٹھہرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ (واقعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے)۔ تیسرے مطلب کا جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا کہ جس رسالہ سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو۔ اور وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے وہ شخص[1] ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے۔ ع

چوں فرق مراتب نہ کنی زندیقی

ایسے ہی ہو گئے۔ چوتھی بات جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص (مولوی اسمٰعیل) گویا اسی کی شرح کرنے والا ہو گیا۔ پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم بزرگوار (یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ) کہ وہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو سنا یہ فرمایا کہ میں اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثناء عشریہ[2] کا سا جواب اس کا ردّ بھی لکھتا۔ اس کی بخشش وہاب بینت نے اس بے اعتبار کو شرع کا ردّ لکھا۔ متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت فرمانے سے کھل گیا کہ جب اس کو گمراہ جان لیا۔ تب اس کا ردّ لکھنا فرمایا۔ چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے۔ وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔ ساتویں بات کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادر پھرا ہو تو مجھے اس کی خبر نہیں۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۴۔

راقم الحروف (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نے کتاب تقویۃ الایمان کا نام تفویۃ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت صحیح اور واقعات کے مطابق ہے اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ مولوی ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل میں تفویۃ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ف سے لکھا ہے۔ اس لیے جا بجا میرے قلم نے بھی انہیں ہر دو بزرگوں کی تحریر کے مطابق تسطیر کی

حاشیہ[1]: وہ شخص الخ۔ یعنی مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق۔ دیکھو صفحہ حاشیہ ۲۴۔ تحقیق الحقیقۃ۔

حاشیہ[2]: تحفہ اثناعشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے ردّ میں ہے۔

ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اور تفویۃ الایمان کا لکھا جانا حرف ف کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکورہ کی حالت پر وارد ہے جو مؤلف اصل کتاب (مولوی اسمٰعیل) کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اس کی یوں ہے:۔

امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرف سے اور ان کے خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الٰہی سے تفویۃ الایمان ہی لکھا گیا تھا

تاریخ وہابیہ دیوبندیہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری ابقاہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ ۱۳۳۴ ہجری حاشیہ، صفحہ ۳۷۔

سردفتر محدثین وقدوۃ المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استاذی مولوی قاضی محمود سنکسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ جس وقت اسمٰعیل دہلوی نے تفویۃ الایمان کی تصنیف شروع کی تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک کتاب تفویۃ الایمان جو خلاف اہلسنّت وجماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ بسا مقدمات اس کے راہ حق سے دور ہیں۔ مولوی موصوف نے سنتے ہی فرمایا شب کو وہ مسودات مجھ کو لا کر دینا موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آتے۔ اور اس کا ردّ آپ لکھتے یہ بات مولوی اسمٰعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی۔ ردّ بھی اس کا تمام ہوا۔ اس ردّ میں یوں فرماتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے۔ تقویۃ الایمان کی جائے پر تفویۃ الایمان بجائے قاف کے ف سے لکھا ہوا تھا۔ خداوندِ عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھایا تھا۔ سچ ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے اور اس کے بعضے مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔ جس طرح گوبر مٹی کو لے جاتا ہے اور جس گھر میں وہ ہے ایمان کو لے جائے گی۔ بلفظہٖ (بشرطیکہ اس کی ردّ کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو)۔

(۶) کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ مولانا شیخ الکل شیخ المشائخ حضرت شیخ مولوی محمد عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی۔ جن سے اجازت وظائف دلائل الخیرات کی راقم الحروف کو ملی۔

حال وہابیہ ہندوستان

یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقہ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں اور مشرکوں کے حق میں جو بات اتری ہے۔ اس کے حق میں پڑھتے ہیں اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دہلی اور بنارس اور عظیم آباد اور سورجگدھی اور کلکتہ اور ڈھاکا اور رامپور اور بوائیا کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں۔ اور دوسرے فرقہ کے لوگ تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ پرانے وہابی لوگ اپنے تئیں حنبلی کہتے تھے۔ ویسا یہ لوگ بھی اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں (وہابیہ دیوبندیہ) جیسے بنگال میں ڈھاکہ اور فرید پور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں۔ اور درمیان کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے

دیہات ہیں۔ دو درمیان کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے دیہات میں مخلص الرحمٰن کے گروہ اور بھی کئی قسم کے وہابی لوگ ہیں۔ وہ سب کس طرح پہچان پڑیں کہ یہ وہابی ہیں۔ سو ان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں (وہابی دیوبندی) اگرچہ ظاہر میں شرک نہ کہیں۔ بلکہ نماز بھی ساتھ پڑھ لیں۔ مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے کے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانیں گے۔ چنانچہ ہندوستان اور بنگالے کے وہابیوں میں اب تک وہی پرانا اعتقاد پرانے وہابیوں کا موجود ہے۔ جو چاہے آزمائے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالموں کو پیٹ پالنے والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ رامپور بوالیا میں ایک دغاباز دہلی سے جاکر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مولود شریف بدعتِ سیہ ہے اور اس میں قیام کرنا شرک ہے اور اسی قیام کے سبب سے کہتا ہے العیاذ باللہ۔ روم کا بادشاہ اور حرمین شریف کے سارے علماء اور سارے لوگ مشرک ہیں۔ الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۳۴۔ اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب مرحوم لدھیانوی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی کون ہے۔

(۷) فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ ترجمہ مولوی محمد لدھیانوی مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱۳۰۷ ہجری

خلاصۃً :- اس عاجز اعنی محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی نے ارادہ کرلیا۔ تاکہ ہر شخص کو ان کے (فرقہ نجدیہ کے) عقائد باطلہ سے آگاہی ہو۔ نام اس کا فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی رکھا گیا محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۰ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ، حسن، حسین، علی، عبداللہ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمان و عبدالرحمٰن۔ حسن کا صرف عبدالرحمٰن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی۔ الخ بہت مفصل لکھا ہے۔ عقائد مختصراً یہ ہیں:-

(الف) نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت کی اور نام ان کا طارش رکھا (امیر کا پیغام لے جانے والا)۔

(ب) حضرت کی کئی باتیں صیمیہ میں جھوٹی ہوئیں اور بہت تمسخر۔

(ج) نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتا تھا۔

(د) جو حضرت کا وسیلہ پکڑے وہ کافر ہے۔

(ھ) لوگوں کو منع کرتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو۔

(و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا اور کتب دینیہ کو جلا دینے کا حکم کرتا تھا۔

(ز) اور قتل کرنا عالموں کا اور مال اہلِ اسلام کو غارت کرنا مباح کہتا تھا۔

(ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا اور اولیاؤں کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھرواتا تھا۔

(ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا۔

(ک) سنتوں اور اذکار اور مولود اور درود سے روکتا تھا۔

(ل) اور اعتقاد کرتا تھا کہ سوا میرے اور میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر باایمان نہیں۔

(م) جو شخص کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے۔

(ن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا۔ ملتقطاً۔ صفحہ ۱ سے ۱۵ تک۔

نوٹ: ان عقائد میں وہابیہ دیوبندیہ مضبوط ہیں۔ اور مولود شریف کے منکر ہیں۔

باب بست وسوم

فتاویٰ کفر وہابیوں نجدیوں اوران کی کتاب تقویۃ الایمان پر

(۱) فتویٰ کفر اجماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسمٰعیل دہلوی اوراس کی کتاب تقویۃ الایمان پر:-

لا شك فى بطلان المنقول من تفوية الايمان يكونه موافقًا للنجدية وما خوذ من كتاب التوحيد لقرن الشيطان۔ وايضًاله نسبت تفوية الايمان ومؤلف ان هذا الدجّال والكذاب استحق اللعنة من الله تعالٰى وملئكة و اولى العلم و سائر العٰلمين اعلم ان كلام هذا الدجّال كله سبًا الانبياء والا ستهزاء بسنن المرسلين وعدٰوة بعلوشان المرفوع الذكر صلى الله عليه وآلہٖ وسلم بالدرجة القصٰوى لا يصّور المزيد عليها فهو ملعون مطرد ساقط من عين الله ليس له فى الاسلام نصيب و لمعاد فيه و ناصريه اجمعين لعنة الله بعددرمل القفار و اوراق الا شجار۔ الخ۔ بلفظہٖ۔ بھونچال برلشکر دجال، صفحہ ۵۴۔

(۲) فتویٰ کفر مفصّل سیوف البارقہ علیٰ رؤس الفاسقہ منجانب علمائے حرب از کتاب بھونچال برلشکر دجال مطبوعہ مطبع قمر الہند لاہور صفحہ ۶۸ سے ۱۳۰ تک ۱۳۰۵ ہجری مولوی اسمٰعیل دہلوی مؤلف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتویٰ کفر ہے طوالت کی وجہ نقل نہیں کیا گیا صرف مواہیر (فہر کی جمع ہے۔۱۲۔تو گیروی) درج ہیں۔

عبدہ جمال شیخ عمر	احمد دخلان	عبدہ عبدالرحمٰن	مفتی محمد الکمی مکی
مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مفتی محمد الکمی مکی
السید ابوسعود الحنفی المفتی	محمد بالی	سید یوسف العربے	سید ابومحمد طاہر الصدیقی
مدینہ منورہ	خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ
محمد ابوالسعادات	عبدالقادر دیتاوے	مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی	شمس الدین ولد عبدالرحمٰن
خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ

(۳) حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت مولانا فاضل ابن فاضل اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان صاحب مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنّت و جماعت بریلی ۱۳۰۶ھ اختصاراً ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے سرداروں امن والے شہر مکہ معظمہ کے عالموں اور پیشواؤں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ درود وسلام و برکت نازل کرے۔ ہمارے نبی اور سب انبیاء پر پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب میں عرض (ایسی عرض کہ جیسے کوئی حاجت مند، بے نوا، ستم زدہ، گرفتار دل، شکستہ عظمت والے کریموں سخاوالے رحیموں سے عرض کرے۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بلا ورنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے خوشی اور سودمندی بخشتا ہے) یہ ہے کہ مذہب اہلسنّت ہندوستان میں غریب ہے اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں مہیب شر بلند ہے۔ اور ضرر غالب اور کام نہایت دشوار تو سنی اپنے دین پر صبر کرنے والا ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دیں اور تذلیل مفسدین واجب ہے۔ جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد! فریاد!! اے خدا کے لشکر و نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوارو!! ہماری مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے دفع دشمناں کے لیے سامان مہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے باز وکو قوت دو۔ الخ ....اور اے ہمارے سردارو! اپنے رب عزوجل کے دین کی مدد کو بیان فرمائیے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا ہے ان کا کلام نقل کیا...... جیسے قادیانی کی اعجاز احمدی، ادواز اور افرام اور فتویٰ رشید احمد کا فوٹو۔ اور براہین قاطعہ کہ درحقیقت اسی گنگوہی کی ہے اور نام کے لیے خلیل انبیٹھوی کی طرف نسبت ہے اور اشرف علی تھانوی کی فقط الایمان کہ ان کتابوں کی عبارات مردود و پر امتیاز کے لیے خط کھینچ دیئے گئے ہیں کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اور مرتد کافر ہیں تو مسلمان پر فرض ہے کہ اسے کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علماء معتمدین نے فرمایا ہے جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء السقام و بزازیہ و مجمع الانہر در مختار وغیرہا میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر سے منع کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا افاضہ فرماتے رہیں اور درود وسلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ صفحہ ۳ سے ۷ تک۔

ایک فرقہ مرزائیہ ہے۔ اور ہم نے اس کا نام امامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت۔

دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چھے سات مثل موجود ماننے والے خاتمیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھے خاتم النبیین موجود جاننے والے...... وہ کئی قسم ہیں: امیریہ، امیر حسن و امیر احمد سہوانیوں کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب۔

تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ۔ رشید احمد گنگوہی کے پیرو۔ پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے اور یہ شیطان افاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ۔ صفحہ ۵۱۔ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے۔ جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی رسلیا تصنیف کی۔ چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ الخ۔ صفحہ ۲۱۔

خلاصہ فتاویٰ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا ترجمہ اردو

۱- بعد حمد وصلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس علامہ کامل استاذ ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے باز و حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں جس میں بدمذہبی و بے دینی کے خبیث سرداران کا رڈ کیا ہے بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں۔ جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں میں ہوں۔ الخ۔ صفحہ ۲۷ تا ۲۹۔ مہر محمد سعید بابصیل مفتی شافعیہ مکہ۔

۲- حمد وصلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جس کا تذکرہ سوال میں واقع ہے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے۔ بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے۔ اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔ صفحہ ۴۳۔ مہر سید اسمٰعیل فیل ۱۲۹۱ھ خطیب مکہ۔

۳- وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی وغیرہم کھلے کافران گمراہ ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۵۹۔ مہر محمد عابد ابن شیخ حسین ۱۳۰۰ھ مفتی سرداران مالکی۔

۴- حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ انہوں نے کچھ اوراق پر اطلاع دی جن میں ان گمراہوں کے نام بیان کیئے جو ہند میں نئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ غلام احمد قادیانی، رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد وغیرہ جو گمراہی کھلے کفر والے ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۷۱۔ مہر محمد علی بن حسین ۱۳۱۰ھ۔

۵- حمد وصلوٰۃ کے بعد میں ان گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا۔ جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں نے پایا کہ ان کے اقوال مرتد ہو جانے کے موجب ہیں۔ جس نے انہیں سخت رسوائی کا مستحق کر دیا۔ اور انہیں اللہ رسوا کرے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں۔ جو کھلے کفر اور گمراہی والے ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۷۱۔ مہر محمد جمال

بن محمد ۱۳۱۲ھ۔ مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ۔

۶- بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے۔ بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیدوار احمد مکی حنفی قادری چشتی امدادی (خلیفہ شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مرشد دیوبندیاں) میں مطلع ہوا۔ اس رسالہ پر جو چار بیانوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے مرید اور ایسی حجتوں سے جو قرآن وحدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دلوں کے دل میں بھالے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا۔ کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر نیز سلطان پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے۔ یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹائے قتل کیا جائے۔ الخ۔ صفحہ ۸۱ تا ۸۵۔ مہر احمد مکی۔

۷- وہ گروہ خارج از دین کون ہے جسے وہابی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرفعلی تھانوی اور جو ان کی چال چلا۔ الخ صفحہ ۱۰۱۔ مہر عثمان بن عبدالسلام داغستانی ۱۲۹۶ھ۔ عثمان بن عبدالسلام داغستانی، سابق مفتی مدینہ منورہ۔

۸- وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود۔ غلام احمد قادیانی دجال کذاب آخر زمانہ کا مسیلمہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل انبیٹھی اور اشرفعلی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر میں قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کفار میں اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ ان کو سزا موت دیں۔ الخ صفحہ ۱۱۹۔ مہر عمر ابن حمدان محرسی۔ (عمر ابن حمدان محرسی مالکی معلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ)۔

۹- مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک۔ بہت طویل بادلائل تقریظ ہے۔ جس میں انہوں نے غلام محمد قادیانی، امیر احمد، نذیر حسین دہلوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی سب کی نسبت فتویٰ کفر دیا ہے۔ مہر السید احمد البرزنجی۔ مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

یادداشت ضروری: یہ مقرظ حضرت سید احمد یا سید شریف احمد برزنجی وہی بزرگ ہیں جن کے رسالہ ردّ وہابیہ بر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہیر اتار کر اپنے رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف ہند کے صفحہ ۷۳ پر لگائی ہیں۔ اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔

۱۰- حمد وصلوٰۃ کے بعد جب کہ ثابت اور متحقق ہو جو ان کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے جو ساتھ والے ہیں۔ وہ جو سوال میں بیان ہوا تو بے شک

ان کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم ان کو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے۔ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلائی جائے۔ منبروں پر رسالوں میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تا کہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے۔ الخ۔ صفحہ ۱۵۱۔ مہر عبدالقادر دقیق شبلی۔ طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ۔ اسی طرح کی تقاریظ علماء و مفتیان مکہ معظمہ کی تعداد میں بیس ہیں اور علماء و مفتیان مدینہ طیبہ کی تقاریظ چودہ ہیں۔ کل چونتیس علماء کی مفصّل تقاریظ ہیں۔ جن میں تمام نے فتویٰ کفر لکھا ہے۔ اصل کتاب نایاب قابل دید احباب ہے۔ جس میں مصنف کتاب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدّد مائۃ حاضرہ کی علمائے حرمین شریفین نے بہت تعریف فرما کر ہزاروں دعائیں دی ہیں۔ ہم تمام مسلمانان اہلسنّت و جماعت بھی نہایت خلوص اور تہ دل سے آمین ثم آمین کہتے ہیں۔ لیجئے! وہابیوں کا حال آپ کو پورا پورا معلوم ہو گیا۔ یہ ہیں وہابی نجد اور وہابی دیوبند جن کے اعداد جمل بھی خدا کی قدرت سے برابر ہیں یعنی وہابی نجدی (۹۱) وہابی دیوبند (۹۱) اور بھی جیسے دیونجد (۷۷) اور دیوبند (۷۶) ہیں۔ ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور مدارج پر محمول ہو۔ وہابی وہی ہیں جو عبدالوہاب نجدی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی آپ شبہ میں ہیں تو لیجئے آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد کا فتویٰ موجود ہے۔ وہ اس طرح پر اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں وھو ہذا۔

سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کیا مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ جواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ بلفظہٖ۔ لیجئے! اب تو تسلی ہو گئی کہ آپ وہابی ہیں۔ اور وہابی سندی اور سند بھی اپنے ہی بزرگ کی اس سرٹیفکیٹ کو لکھ کر اپنی جیب میں رکھیئے۔ اور اس کے خلاف جو مولوی خلیل احمد نے اپنے رسالہ التصدیقات کے صفحہ ۱۳-۱۴ میں لکھا ہے سو آپ فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا یا دونوں جھوٹے۔

باب بست و چہارم

مختصر فہرست[۱] کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں

(۱) معید الایمان مصنفہ حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ، رشتہ دار مولوی اسمٰعیل دہلوی۔

(۲) تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مصنفہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی چشتی نظامی حنفی فاروقی علیہ الرحمۃ، ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ (۳) حجۃ العمل فی ابطال الحیل مصنفہ حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ دہلوی، برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ۔ نمبر ا۔

(۴) سیف الجبار۔ مصنفہ حضرت مولانا مولوی فضل الرسول صاحب علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی۔

(۵) تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مصنفہ حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فاضل قصوری مصدقہ حضرات علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔

(۶) سبحٰن السبوح عن غیب کذب مقبوح۔ مصنفہ حضرت امام اہلسنّت و جماعت مجدّد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا فاضل ابن فاضل شیخ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقالہ۔

(۷) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ۔ مصنفہ الضار۔

(۸) سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات باب النجدیہ۔ مصنفہ ایضاً۔

(۹) حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین۔ مصدقہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جس میں تمام فرقہ باطلہ قادیانیہ و گنگوہیہ و نانوتویہ۔ ونذیریہ، اسیریہ وغیرہ سار دالے کفر ہیں۔ علاوہ ان کے بہت سی کتابیں قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی تردید میں تصنیف فرمائی ہیں۔ بخوف اطناب درج نہیں ہوئیں۔

(۱۰) الدرر السنیہ فی ردّ علیٰ الوہابیہ۔ تصنیف شیخ العلماء مرجع الخاص والعام سیدنا و مولانا السید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمۃ مفتی مکہ معظمہ۔

حاشیہ ۱: دیکھو تاریخ وہابیہ دیو بندیہ صفحہ ۳۹ مطبوعہ کلکتہ

(۱۱) سیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ تصنیف حضرت امام الفقہاء والمحدثین قطب الاولیاء والعارفین شمس العلماء مولوی محمد عبداللہ صاحب خراسانی مطبوعہ قیصریہ۔

(۱۲) تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان مصنفہ حضرت جامع شریعت وطریقت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری خلیفہ حضرت شاہ امداداللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔

(۱۳) الرمح الدیانی علیٰ راس الوسواس الشیطانی (یا شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ) تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب حنفی قادری بریلوی۔

(۱۴) شرح الصدور فی دفع الشرور تصنیف حضرت مولانا مولوی مخلص الرحمٰن صاحب اسلام آبادی (چاٹگامی)۔

(۱۵) میزان عدالت فی اثبات شفاعت تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد سلطان صاحب کنگی۔

(۱۶) ہادی المضلین تصنیف حضرت مولانا مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی۔

(۱۷) ازالۃ الشکوک مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی۔

(۱۸) صحیح الایمان مصنفہ ومؤلفہ حضرات علمائے بریلی۔ مولوی احمد حسین صاحب۔

(۱۹) شرح تحفہ محمدیہ فی ردّ فرقہ المرتدیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی۔

(۲۰) ذوالفقار حیدریہ علیٰ اعناق الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید حیدر شاہ صاحب حنفی قادری متوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر بھڑ والہ۔

(۲۱) رسالہ تحقیق توحید وشرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوری المعروف ملا دراز فاری۔

(۲۲) رسالہ حیات النبی تصنیف حضرت قدوۃ العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ عربی۔

(۲۳) گلزار ہدایت تصنیف مولانا مولوی صبغۃ اللہ امام العلماء مفتی مدراس۔

(۲۴) سلاح المومنین فی قطع الخارجین۔ تصنیف مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی جلیل الحق قادری البتالوی۔

(۲۵) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب سہارنپوری۔

(۲۶) رسم الخیرات۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمٰن الحنفی الیوسفی المصطفیٰ آبادی۔

(۲۷) سبیل النجاح الیٰ تحصیل الفلاح تصنیف مولانا مولوی تراب علی صاحب لکھنوی۔

(۲۸) سفینۃ النجات، تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس۔

(۲۹) نظام الاسلام۔ تصنیف حضرت مولانا محمد وجیہ صاحب، مدرس مدرسہ کلکتہ۔

(۳۰) تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین جامع فتاویٰ علمائے دہلی وحرمین شریفین۔

(۳۱) قوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جونپوری خلیفہ سید احمد صاحب۔

(۳۲) احقاق الحق تصنیف حضرت مولانا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدرآبادی۔

(۳۳) خیر الزاد لیوم المیعاد۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی ابوالعلا محمد الملقب خیر الدین مدراسی۔

(۳۴) نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ۔ مصنفہ حضرت مولانا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد جامع بمبئی۔

(۳۵) دفع البہتان فی ردّ بعض احکام تنبیہ الانسان۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد یونس مترجم عدالت شاہی۔

(۳۶) ہدایت المسلمین الیٰ طریق والحق الیقین تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کوفی مہری عربی مع ترجمہ ہندی۔

(۳۷) آفتاب محمدی تصنیف حضرت مولانا مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی پنجابی۔

(۳۸) گفتگو جمعہ تصنیف فقہ قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی (محمود شاہ وہابی کیساتھ بحث)۔

(۳۹) میزان الحق۔ تصنیف فقیر ایضاً (ایک وہابی کے رسالہ کا رد)۔

(۴۰) انوارِ آفتابِ صداقت ۱۳۳۷ھ کتاب ہذا۔

اگرچہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا یہاں درج کرنا طوالت ہے۔ لیکن چالیس (۴۰) کے عدد پر ختم کرتا ہوں۔ جو بہت مبارک عدد ہے۔ اور چالیس (۴۰) ابدال کا کام دیں گی۔ اور مومنین سنی حنفیوں کے لیے ڈھال کا فرض ادا کریں گی۔ کیونکہ ڈھال کے بھی اعداد جمل چالیس (۴۰) ہی ہیں۔

گزارش والتماس بخدمت شریف حضرات علمائے کرام وصوفیائے،

عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ ملک پنجاب وہندوستان

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ اس خاکسار ہیچمدان ذرہ بمقدار من عباداللہ الصمد قاضی فضل احمد بن قاضی الہ دین عفا اللہ عنہما متوطن قصبہ شاہ پور ضلع گورداسپور پنجاب حال مقیم شہر لدھیانہ نے بوجہ تنگ آجانے قوم وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال اور افعال اہانت خداوند تعالیٰ ذوالجلال وتوہین حضرت شفیع المذنبین وخاتم النبیین خیر الخلق من الاوّلین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد وہابیہ دیوبندیہ متضمن ۲۳ عقائد کے ضائع کیا۔ جس پر قوم وہابیہ آگ بگولا ہوگئی۔ جس کا ذکر تمہید کتاب ہذا میں آچکا ہے۔ اس کا جواب متفقہ کمیٹی وہابیہ لدھیانہ کی طرف سے تیار ہوکر مولوی عبداللہ ساکن بسی ریاست پٹیالہ اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک رسالہ موسومہ قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف شائع ہوا۔ جس کا جواب یہ کتاب ''انوارِ آفتابِ صداقت ۱۳۳۷ھ''۔ نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بموجب مذہب حقہ، اہلسنت و جماعت باوضو تالیف ہوکر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس کو تکلیف فرما کر بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ اور بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ **انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال** کے میری بے بضاعتی پر خیال نہ فرما کر جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی قیمتی رائے سے اس کو مزین فرمائیں۔ اور جہاں کہیں فقیر سے بباعث بشریت الانسان

مساوق النسیان غلطی سرزد ہوئی ہو براہ لطف واحسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہوکر مفید خاص وعام بالخصوص ہمارے سنی حنفی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچا کر حضرات کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ فقیر نے اس میں نہایت سلیس اردو عام فہم عبارات کو لکھا ہے۔ تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہوسکے۔ علمی، منطقی، صرفی، نحوی۔ بحثوں کی طرف رخ نہیں کیا۔ تاکہ روز روز کے اعتراضات وہابیہ سے مسلمانوں کو رستگاری حاصل ہو۔ فقیر کے خیال میں پہلے اس سے اس قسم کی کتاب کہ جس میں فرقہ وہابیہ کے مجموعۂ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجوہ ایک ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی۔ اور نہ فقیر کی نظر سے گزری ہے۔ اس لیے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرض تصور کر کے محض لابتغاء مرضات اللّٰہ ادا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ادا کروایا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر عاصی پُر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے۔ اور اپنی رحمت کاملہ سے بہ طفیل حضور پُر نور موفور السرور سرورِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبول ومنظور فرمائے آمین ثم آمین۔ ورنہ اپنی حالت یہ ہے

صرفت العمر فی لھو و لعب	نـا ٰھـا ثـم اھـاثـم اھـا
یلوح الخط فی القرطاس دھرًا	وکـاتـبـہ رمیم فی التـراب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب۔ صلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقه محمد واله واصحابه واھل بیتہ و ذریته واتباعه اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین۔

خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس۔ پنشنر لدھیانہ۔ مقام لدھیانہ۔

مہر قاضی فضل احمد

۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ عیسوی روز پنجشنبہ۔

حاشیہ ا: نقل احمد بن قاضی الہ دین بن بایشاہ بن کا کیشاہ بن قاضی عبدالوہاب شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر سنگھ نامی قوم کائل راجپوت سولہ سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔ جس کا نام عبدالوہاب رکھا گیا۔ وہ اپنے والدین سکنہ سوجووال علاقہ تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور سے نکل کر مقام اڑیلی اور قصبہ شاہ پور تحصیل پٹھانکوٹ میں آ گئے۔ اور اس علاقہ میں بادشاہ کی طرف سے قاضی بنائے گئے۔ مفصل حالات کاغذات میں درج ہیں۔ گویا مجھے پانچویں پشت مسلمان ہونے کو ہے۔ الحمد للّٰہ۔ منہ ا ا

باب بست وپنجم

ضمیمۂ کتاب مختصراً

ضمیمۂ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں دو چار وہابی دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کیئے تھے۔ کیونکہ اشتہار خاکسار نے ان کے چہرہ بے مہرہ پر گرد وغبار کا ایک انبار طومار وارد کر دیا تھا اور غضب وغیظ میں آ کر اس کو دھونا چاہا تھا۔ اس لیے انہوں نے تحریری مباحثہ شروع کر دیا تھا۔ مگر دھونہ سکے۔ سب سے اول حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈ کلرک ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ چھاؤنی فیروز پور پنجاب ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو باتیں تم نے اشتہار میں لکھی ہیں وہ دیوبندیوں کی کتابوں میں درج نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہوگئی ہے۔ تو مناسب یہ ہے کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہونے کا ارشاد فرمائیے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھلا دوں۔ مگر افسوس نہ تو انہوں نے اپنا تشریف لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا۔ آخر کو یہ لکھا کہ ایک رسالہ اس اشتہار کے جواب میں چھپایا ہے۔ جو یہاں فیروز پور میں مفت تقسیم ہوا ہے۔ اس کا جواب آپ نے لکھا ہے؟ اگر لکھا ہے تو مجھے دکھلایئے (یہ رسالہ وہی ہے جس کا جواب یہ کتاب ہے) میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس کے جواب لکھنے میں مصروف ہوں۔ جب جواب مکمل ہو جائے گا تو آپ تسلی کرلیں گے کہ یہ رسالہ کیسی دیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کر کے اپنے مطلب کو لکھ دیا اور اگلی پچھلی عبارت کو جو مخالف ہوئی اس کو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم فہمی سے بے معنی عبارات کو درج کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے لا تقربوا الصلوٰۃ کو لے لیا اور انتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خط وکتابت بند کر دی۔ مگر کسی قدر تہذیب سے خط وکتابت کی۔ دوسرے شخص مولوی محمد عبداللطیف صاحب سونی پتی ہیں۔ جو خالی دیوبندی اور معتزلہ عقائد کے سختی سے پابند ہیں۔ انہوں نے ابتداء ہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی بحث کو شروع فرمایا اور انہوں نے علی الاعلان فرما دیا کہ میں خداوند تعالیٰ کو تمام افعال قبائح کذب وغیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں۔ اور جو تمہارے اشتہار میں عقائد ۲۳ نمبر تک درج ہیں۔ وہ میرا مذہب ہے۔ تب ان کو بحث میں دکھلایا گیا کہ تمام افعال قبیحہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات میں عیب کا ہونا محال ہے۔ اور تحت قدرت نہیں ہے لیکن انہوں نے بڑے اصرار سے لکھا کہ نہیں میں اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں تب لکھا گیا کہ یہ جو آپ کہتے ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔

جیسے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: **انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عندالمعتزلہ انہ یقدر و لا یفعل** یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم سے موصوف کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور تحت قدرت نہیں۔ لیکن معتزلہ کا مذہب ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے۔ مگر کرتا نہیں اسی طرح اور دیگر کتب سے ان کو دکھلایا۔ مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اس کو آپ نہیں مانتے اور جو آپ لکھتے ہیں۔ اس کو میں نہیں مانتا تو لازم ہے کہ ہم دونوں کے لیے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیئے جس کا فیصلہ ہم دونوں قبول کرلیں۔ سو حکم ہونے کے قابل بجز علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوسرا نہیں ہے۔ اگر آپ اس بات کو منظور کرلیں تو بہتر ہوگا۔ تب انہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا اور بہت احتظاظ کے ساتھ آپ نے رسالہ التصدیقات مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کے لیے بھیج دیا اور فرمایا کہ لیجئے یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے۔ میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھپن ۵۶ وجوہات سے (جو اس کتاب میں بھی لکھی گئی ہیں) ثابت کر کے لکھ دیا کہ یہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تب آپ بہت سٹ پٹائے اور گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ فیصلہ مصدقہ جس پر اس وقت کوئی جرح و قدح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں ہیں ایک حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل جس میں کسی شبہ کو گنجائش نہیں۔ اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی پوری بحث یہ بحث درمیان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فاضل قصوری مقام ریاست بہاولپور

مُسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

فرمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اپنے تمام خوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے

حصہ دوم

انوارِ آفتابِ صداقت

مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ سُنی حنفی نقشبندی صادقی

کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ

فہرست مضامین کتاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید

مؤلفہ مولوی حاجی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ

تقاریظ علمائے کرام

بر کتاب

فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید

انوار آفتاب صداقت (جلد دوم)

تقاریظ علمائے کرام وصوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ

(۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سیّد محمد حنیف صاحب

حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا شاہ امانت علی

قدس سرہ نکودر جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پڑھ لی جس نے ہے روشندل و پکی روٹی — تو وہ اپنے تئیں راوی و غزالی سمجھا

ہم مسلمان ہیں وہ کہتا ہے کافر کافر — نور ایمان سے ہم پر ہیں وہ خالی سمجھا

کتاب انوار آفتاب صداقت ہمارے مطالعہ میں تھی کہ اثبات التوحید در جواب انوار آفتاب صداقت مولفہ محمد حسین صاحب ایمن آبادی کا اشتہار نظر سے گزرا۔ شوق گدگدایا ذوق علم نے ابھارا اثبات التوحید کو منگوایا۔ دیکھا تو استاد غالب کا یہ شعر یاد آیا۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

اللہ! اللہ!! کجا وہ انوار آفتاب صداقت اور کجا یہ ظلمت کدہ اثبات التوحید تف برتوا ے چرخ گردوں تف۔ مباحث علمی سے یہ خالی مناظر تحقیق سے یہ عاری

خود غلط انشا غلط املا غلط

جو شخص اردو کی دو سطریں اور عربی کا ایک لفظ صحیح نہ لکھ سکے وہ قرآن مجید کے حقائق اور احادیث شریف کے نکات بیان کرے اور تصنیف و تالیف کا مدعی بنے۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

انوار آفتاب صداقت کا وہ کیا جواب لکھ سکتا ہے۔ جس جاہل کی تحقیق علمی کا یہ حال ہو کہ سورہ فاتحہ کو قرآن کریم سے باہر سمجھے اور قرشی کو قریشی لکھے اور لفظ اردو کو مذکور سمجھے حالانکہ یہ مسئلہ جمہورا کابرامت اور علمائے ملت کے نزدیک بطور ایک مسلمہ اصول کے ہے کہ قرآن شریف کے کسی حرف یا لفظ کا انکار کرے یا یہ سمجھے کہ قرآن شریف میں سے نہیں تو وہ قطعی کافر ہے۔ خدا بھلا کرے میرے مکرم اور فاضل دوست حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا کہ انہوں نے فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید (جس کا مسودہ احقر کی نظر سے گزرا) لکھ کر اس کا پول کھول دیا ہے۔ قاضی صاحب کی عالمانہ تحقیق اور اس پر فاضلانہ نکات سونے پر سہاگہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند اللہ تعالیٰ اس راہ حق کی مشعل کو ابد تک درخشاں رکھے اور ایک عالم کو آپ کے فیض سے فیضیاب کرے۔ آمین

فقیر مفتی سیّد محمد حنیف چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا شاہ امانت علی قدس سرہ، نکودر ضلع جالندھر

۹۔شوال ۱۳۴۵ھ۔مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی واعظ لاثانی

صدر جمعیۃ علمائے بمبئی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ المترہ عن الکذب والنقصان والجد والمکان والصلوۃ والسلام علی الصادق المصدوق سیّد الانس والجان مسجود الخلائق وممدوح الرحمن النور الذاتی والسر الساری فی کل من یکون وقد کان وعلی الہ واصحابہ ذوی الفضل والاحسان اسلام ومسلمین بالخصوص جماعت اہل سنت وجماعت۔ پھر حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا بیحد وغایت احسان وکرم ہے کہ انہوں نے انوار آفتاب صداقت کے ذریعہ شب دیجور وہابیت شیطنیت کا خاتمہ فرما کر دنیائے اسلام کو صراط مستقیم دکھائی اور آج خرمن الحادو ارتداد نام نہاد اثبات التوحید پر برق جولان فضل الوحید گرا کر اس کے مضرات کو نیست و نابود کر دیا جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین اس ملحد مدعی اثبات التوحید کا ایک کرشمہ مسلمان یہ دیکھیں کہ وہ سورۂ فاتحہ کو جزو قرآن ہی نہیں مانتا۔ حالانکہ رب العزت جل جلالہ قرآن عظیم اس کو مانتے ہیں و اتینٰک سبعاً من المثانی و القرآن العظیم پھر اس راندہ درگاہ ایزدی نے بوقت حاضری مدینہ منورہ۔ صانہا اللہ تعالیٰ عن مکائد الشیطانیۃ (النجدیۃ) حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونے کا حکم لگایا۔ کیوں نہ ہو اس کے گرو گھنٹال نے پیشانی آدم علیہ السلام میں اس نور انوار کی جھلک کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ مُنہ پھر آئے تو کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ جس کا مُنہ ان سے پھرا وہ خدا سے پھرا حضرت قاضی صاحب دامت

برکاتہم نے ان مسائل خبیثہ کے علاوہ جملہ مخترعات و تلبیسات شیطانیہ نجدیہ کی تردید باحسن وجوہ فرمائی ہے۔ دین کے ساتھ اس مجہول الحال نے اردو زبان کا خون بھی کیا ہے۔ جناب قاضی صاحب مدظلہم العالی نے اس کو بخوبی واضح فرمادیا ہے۔ رب العزت بطفیل سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب قاضی صاحب کے فیوض و برکات سے تاقیام قیامت مسلمانوں کو متمتع و مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین احمد مختار صدیقی صدر جمعیت علمائے ممبئی۔

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا ھو الحق ولیس بعد الحق الا الضلال فقیر محمد عبدالعلیم الصدیقی

(۴) تقریظ منظوم حضرت مولانا شاعر بے بدل و ناظم بے مثل مولوی ابو ناظم محمد کاظم ''رحمتی'' سراج گنج (بنگال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واہ کیا! اچھی پکی ہے یہ کتاب

علم وفاضل فقیہ بے بدل — عابد حق تارک آرام وخواب
چشمہ فیض الٰہی ہیں حضور — ایک عالم ان کے در سے فیضیاب
ماحئ بدعات اور کفروضلال — رہنما و ہادی ہر شیخ وشاب
حامی دین محمد مصطفیٰ — رہبر خلق و ہدایت انتساب
ہیں مباحث اور منظر بینظیر — حاجی و قاضی و شاہ کا خطاب
سر اٹھایا جب کسی مفرنے یاں — آپ نے دکھلادیا نیچا شتاب
کیا لکھوں تعریف ان کے علم کی — ہے دلیل علم خود ان کی کتاب ؎
دشمنان دین کی تردید میں — بے مثیل و بیعدیل ولاجواب
میں جوابات اس کے سب دندان شکن — کیا ہی عمدہ رد لکھا ہے آفتاب
سب دلائل اس کے ہیں از بس قوی — منکروں کے حق میں ہے بیشک عذاب
اور بھی گرچہ کتابیں ہیں بہت — لیک اس مضمون پہ ہے یہ لاجواب
زہر قاتل منکروں کے واسطے — مومنوں کے واسطے ہے شہد وناب
خار ہے یہ چشم اعدا کے لیے — دوستوں کے حق میں ہے مثل گلاب
ہے بلاشک حرزِ جانِ مومناں — تازیانہ ہوئے نجدی کلاب

جتنے ہیں ان کے عقائد باطلہ / سب کا یکدم کردیا ہے سدباب
مجھ سے تعریف اس کی ہوسکتی نہیں / میں نے دیکھی ہی نہیں ایسی کتاب
حق مصنّف کو جزائے خیر دے / اور دے ان کو ثواب بے حساب
اے خدا اس نسخہ کو مقبول کر / تاکہ ہر مسلم ہو اس سے فیضیاب
یاالٰہی عمران کی کردراز / رحمتی کی یہ دعا ہو مستجاب

الراقم سنیوں کا خادم
ابوناظم محمد کاظم سراج گنج بنگال
مورخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

۱ یعنی حضرت مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لدھیانوی مدظلہ العالیٰ
۲ یعنی یہ کتاب فضل الوحید فی اثبات التوحید اور انوار آفتاب صداقت جیسی ضخیم کتاب جن کی تصانیف عالیہ میں سے موجود ہے ان کی تبحر علمی اور معلوماتِ دینی کی تعریف دوسرے آدمی کیا کریں ان کی تصانیف عالیہ خود ہی ان کی علمی لیاقت اور تحریری قابلیت کی واضح اور روشن دلیل ہے۔۱۲

(۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی افضل الفضلاء حاجی محمد نور بخش صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی توکلی ایم۔اے پروفیسر پنشنر کالج لاہور۔

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امابعد تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں عرب شریف کے ملحق عراق کے صوبہ نجد سے مطابق خبر حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتنہ وہابیہ کا ظہور ہوا۔ یہ فتنہ پھیلتے پھیلتے مرض متعدی کی طرح ہندوستان میں بھی آ پہنچا۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے آپ کو موحد حقیقی اور باقی سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں اور اپنی تصانیف میں کھلے الفاظ میں اس امر کی تصریح کرتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف کے ناموں میں بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا تھا اس کی اتباع سے پنجاب میں حکیم مولوی محمد حسین قریشی ایمن آبادی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا ہے۔ موخرالذکر کتاب کو حکیم صاحب نے مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی پنشنر کورٹ انسپکٹر کی مشہور اور جامع کتاب انوار آفتاب صداقت کے جواب میں لکھی ہے۔ اس میں عقائد وہابیہ کی تفصیل اور تردید درج ہے۔ جناب قاضی صاحب موصوف نے جواب الجواب میں یہ کتاب فضل الوحید لکھا ہے۔ فقیر نے ہرسہ ۳ کتب کو متعدد مقامات سے دیکھا ہے۔ فضل الوحید میں اثبات التوحید کا رد بلیغ ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حکیم صاحب کے پاس انوار کے دلائل اور براہین کا

حقیقت میں کوئی جواب نہیں۔ اس پرآشوب زمانے میں اہل اسلام کے لیے جناب قاضی صاحب کی دونوں کتابوں کا مطالعہ از بس مفید اور ضروری ہے اور فقیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس سعی کو مشکور فرمائے اور اس کی مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے

واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیّدنا ومولانا ووسیلتنا فی الدارین محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین امین یا رب العالمین

۱۷ شوال ۱۳۴۵ھ

محمد نور بخش حنفی نقشبندی توکلی
حال چک سرون ناتھ ضلع لودھیانہ

(۶) تقریظ حضرت مولانا خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

وبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور سابق وکیل وچیف کورٹ پنجاب لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر اگرچہ نہ تو زمرۂ علماء میں محدود ہے اور نہ مدعی علم البتہ ننگ خاندان علماء ہے فضل ایزدی مجال سے زندگی کا اتنا وقت ملا کہ قریباً ہر قسم کے علماء کے مباحثات اور مذاکرات کے دیکھنے اور سننے کا اتفاق کثیر رہا۔ میرے مکرم دوست قاضی فضل احمد صاحب نے ۱۳۲۷ھ میں ایک کتاب موسوم بہ انوار آفتاب صداقت لکھ کر شائع کی اور مستند باسناد صحیحہ وہابیہ نجدیہ وغیرہ کے عقائد باطلہ کا عمدہ رد ہے۔ قریباً ۹ سال تک تو اس کا جواب نہ ہوسکا۔ اب ایک نوعمر تازہ داخل سلسلہ وہابیہ نے حال میں ایک رسالہ موسومہ اثبات التوحید اس کے جواب میں لکھا ہے جس کی ضخامت صرف ایک سو بہتر ۱۷۲ صفحے تقطیع خورد ۲۳x۲۹ ہے۔ حالانکہ جس کا جواب لکھنا چاہا ہے وہ قریباً پونے سات سو صفحہ کی کتاب ہے۔ اس جواب لکھنے سے غرض صرف پانچوں سواروں میں داخل ہونا خیال کیا جاسکتا ہے ورنہ مجیب کی تحریر سے ظاہر ہے کہ باعتبار علوم دینیہ کے وہ کس درجہ کے ہیں البتہ دو باتیں انہوں نے ایسی لکھ دی ہیں جو ان سے پہلے کسی غیر مقلد نے لکھنے یا کہنے کی جرأت نہیں کی۔ غالباً یہ جرأت اس فرقہ میں بوجہ جدید اور عارضی وانشاءاللہ تعالیٰ جلشانہ تسط ان کے اصل ماخذ کی نسل کا حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً پر ہوجانا ہے اب یہ لوگ کھیل کھیلے قریب تین چار سال ہوئے کہ انہیں اصل مصنف علام کا موضع دھاویوال ضلع گورداسپور میں ایک غیر مقلد صاحب سے مباحثہ ہوا تھا۔ جو اس امر کا مدعی تھا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضروناظر جاننا اور ماننا شرک ہے جو اخباروں میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ صاحب جدید ایسے نکلے کہ جنہوں نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۵۶ میں یہ لکھ دیا کہ الحمد شریف (سورہ فاتحہ) قرآن شریف کا جزو ہی نہیں۔ شاید ایک وقت آجائے کہ خود قرآن امجد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصنفہ کہنے لگ جائیں تو ایسے جدت

خیالات سے تعجب نہیں۔ اور ادب و تعظیم طبیعت میں اس قدر ہے کہ صاف لکھ دیا کہ روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام گزارش کرے تو قبلہ کی طرف منہ اور مرقد اطہر کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو میدان عرصات میں بھی حضور باعث تکوین عالم کی طرف پشت ہی کرنا ہوگا اور مواجہہ نصیب نہ ہوگا۔ فقیر ضعف بصارت سے معذور ہے۔ اس لئے سارے رسالہ مجیب کو مطالعہ نہیں کر سکا دو چار مقامات سماعت کر لیے غالباً باقی رسالہ میں ایسے ہی عجائبات بھرے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور قاضی صاحب کو اپنی حسن عقیدت اور اس محنت شاقہ اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی تصنیفات کو مسلمانان اہلسنّت کے مضبوطی عقائد کا ذریعہ کرے اور ان کے اپنی معاد کے لیے ذخیرہ۔ آمین یارب العالمین۔

فقط فقیر تاج الدین احمد عفی عنہ

وبیرا انجمن نعمانیہ ہند لاہور سابق وکیل چیف کورٹ پنجاب

۲۰ شوال ۱۳۴۵ھ

(۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی سیّد حبیب شاہ صاحب

مدرس مدرسہ دار العلوم انجمن نعمانیہ ہند لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لودھیانوی نے اس وہابی کو جس نے بہت سے احکام شرع میں غلو کر کے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن شریف کا جز نہیں ہے اور اس نے یہ بھی گستاخی کی ہے کہ جب روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شخص دعا اور صلوٰۃ کے لیے کھڑا ہو تو اس کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ ایسا شخص جو قرآن پاک سے منکر ہو۔ بیشک شرع میں کافر سمجھا جائے گا اور ایسا گستاخ بھی اسی حکم شرع میں داخل ہوگا۔

فقط فدوی حبیب شاہ عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(۸) تقریظ حضرت فاضل مولانا مولوی مفتی غلام احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی

حضرت جامع شریعت وطریقت مولانا سیّدنا پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ عالی جناب مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر کے انوار اور ضیاء سے مومنین کے قلوب پر نورانیت آ گئی تھی مگر بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در بوم خار و خش

ضالین و مضلین کی آنکھوں میں ان انوار سے چکا چوند پیدا ہو گئی اور کسی وہابی نے اس کے بعض حصص کا بخیال خود جواب لکھا اگرچہ علماء اور صاحب فہم و ذکا کے سامنے دونوں کتابیں رکھ دی جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ جواب درحقیقت جواب نہیں اس لیے میرے خیال میں اس لغو رسالہ کا جواب چنداں ضروری نہ تھا۔ لیکن اس رسالہ پر آٹھ وہابی مولویوں کی تقریظیں ہیں جن سے عوام۔۔۔۔۔۔ ہے اس لیے قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا۔ اس جواب کو میں نے دیکھا اور بعض مقامات کو خاص دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ وہابی مجیب کے ہفوات واہیہ کی تقلیع بوجہ احسن کر دی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا کہ وہابی مجیب نے محض جماعت وہابیہ کی اشک سوئی کے لیے فضول جواب لکھا تھا۔ وہابی مجیب نے ہمت تو بڑی کی کہ جس کتاب کے جواب سے اس کے گروہ کے اکابر ساکت و قاصر رہے تھے اس کا برائے نام جواب لکھا اور اپنی گمنامی کو شہرت سے تبدیل کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ایک حد تک کامیاب ہو گیا کہ آٹھ غیر مقلد مولویوں نے اس کی تصدیق کر دی لیکن اس شہرت کے مقابلہ میں اس کی خجالت وندامت زیادہ وزن رکھتی ہے اور امید ہے کہ آئندہ کبھی اس میدان میں قدم نہ رکھے گا۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے امید ہے۔ قاضی صاحب کا جواب الجواب فضل الوحید نور الانوار ثابت ہوگا۔ اور اس کے انوار و برکات سے مومنین اہلسنّت کے قلوب روشن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی ہمت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

الراجی الی رحمتہ ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ واید امرتسری

(۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سیّد احمد صاحب سنی حنفی قادری رضوی الوری

ثم لاہوری مدیر انجمن حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی ھدانا وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۔۔۔۔۔۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا وشفیعنا ۔۔۔۔۔ وقرۃ عیوننا وسرور قلوبنا محمد عبدہ ورسولہ بالحق ارسلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد فقیر حقیر درماندہ نفس شرر ابوالبرکات سیّد احمد سنی حنفی قادری رضوی الوری مدرس دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ارباب سنت واخوان ملت کی خدمت میں گزارش پرواز ہے کہ احقر نے کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید نے جواب اثبات التوحید مصنفہ حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لودھیانوی کے بعض مواقعہ مخصوصہ کا استماع کیا حضرت ممدوح نے کمال قابلیت وعلمیت کے ساتھ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی دریدہ دہنی کا جواب شافی وتردیدہ کافی فرما کر کافہ اہلسنّت والجماعت پر احسان وکرم فرمایا اور اس کتاب مستطاب کے ذریعہ مسلمانان عالم کو چاہ ضلات در ورطہ ہلاکت سے نکال کر شاہراہ رشد وہدایت دکھائی۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین۔

سورہ فاتحہ کا منکر اور خارج از قرآن بتانیوالا کافر مرتد خارج از اسلام ہے اور جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اس کو کافر مرتد نہ جانے یا اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر بے ایمان ہے۔ کہ صریح نصوص کا انکار کرتا ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے ولقد اتینٰک سبعاً من المثانی و القرآن العظیم علی ھذا اس شیطان رجیم کا یہ کہنا کہ آستان عرش نشان حضور پرنور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے وقت روضہ اقدس واطہر کو پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیے اس کے خبث باطن اور ذریت شیطان ہونے کی بین دلیل ہے کہ اس کے معلم اول رئیس الشیاطین علیہ العلنۃ رب العلمین نے بھی تعظیم نور سیّد المرسلین محبوب رب العالمین جلوہ افروز پیشانی سیدنا آدم علیہ السلام سے اعراض کر کے روگردانی کی تھی۔ فاتلھم اللہ تعالیٰ انی یوفکون ط برادران اسلام اہل سنت ان دشمنان دین وملت سے بچو اور اپنے احباب کو بچاؤ اور انوار آفتاب صداقت کا مطالعہ کر کے اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھو۔ و آخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین ۔ تمقہ بقلمہ وقالہ بفمہ العبد المذنب ابوالبرکات سُنّی حنفی قادری رضوی الوری ثُمّ لاہوری۔

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا استاذ الاساتذہ اعلیٰ

حضرت مولوی ومفتی سیّد ابو محمد محمد دیدار علی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جلد دوم انوار آفتاب صداقت (فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید کو میں نے متفرق جگہ سے مطالعہ کیا فی الواقعہ حامی سنت قامع بدعت قاضی صاحب مدظلہ علیہ مصنف کتاب مذکور نے مبتدعین اور فرق ضالین خصوصاً وہابیہ نجدیہ کا بہت ہی کافی رد لکھا ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً ۔ ابو محمد ابن محمد دیدار علی الحنفی امجدی عفو اللہ لہ والوالدیہ والمشائخہ ۲۰ شوال ۱۳۴۵ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین کاگانی

ضلع ہزارہ فارغ التحصیل حال مقام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط حقیقت میں جو کچھ قاضی صاحب موصوف نے کوشش اور سعی دوبارہ رد اقوال وہابیہ نجدیہ وغیرہ فرمائی ہے وہ دوسری کتابوں میں شاذ ونادر ہی ملیگی۔ جزاء اللہ فی الدارین احسن الخیر۔

غلام محی الدین کاگانی ضلع ہزارہ بقلم خود

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابواحمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری معین الدین پوری گجرات حال لاہور

انوار آفتاب صداقت جلد دوم دراصل وہابیہ نجدیہ اور مبتدعین اور گمراہ فرقوں کا کافی اور کامل رد ہے۔ رب العزت

حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی مصنف کتاب کو جزا خیر عطا فرمائے۔

بقلم خود ابواحمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری

ساکن معین الدین پور گجرات پنجاب

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سیّد محمد شاہ صاحب

ابن حضرت مولانا مولوی یاسین شاہ صاحب شمس العلماء ریاست پونچھ (کشمیر) ڈاکخانہ شہر پونچھ

امابعد فقیر حقیر نے انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید مصنفہ حامی سنن ماحی بدعت حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لدھیانوی کا مطالعہ کیا حرف بحرف عین حدیث وقرآن کے مطابق پایا۔ لہٰذا تحقیق سے تصدیق کرتا ہوں۔ مفتی سیّد محمد شاہ ابن حضرت مولانا مولوی یاسین شاہ شمس العلماء ریاست پونچھ (کشمیر) ڈاکخانہ شہر پونچھ

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید حاجی حرمین نور احمد شاہ

فارغ التحصیل المتوطن رامپور راجوری مقام لاہ

بتصدیق مضمون مافیہا بالکل صحیح ہے۔

بقلم خود عبدالراجی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید

حاجی حرمین نور احمد شاہ المتوطن رامپور راجوری۔

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد غنی فارغ التحصیل مقام لاہور

تحقیق کے ساتھ بندہ نے کتاب مذکورہ کا مطالعہ کیا حرف بحرف حدیث وقرآن سے صحیح پایا۔

عبدہ محمد غنی بقلم خود

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مفتی اکمل مولوی مفتی عبدالقادر

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وبہ نستعین ۔ اگرچہ اکثر افراد بنی نوع انسان کے جھولاً کے مصداق ہیں لیکن ادعا اسلام کے بعد (سورہ فاتحہ) جزو قرآن مجید کا انکار جہالت فائقہ اور کسافت باطنہ کا مظہر ہے۔ چنانچہ آجکل بدمذہب محمد حسین نے سورہ فاتحہ مکیہ سے انکار کر دیا ہے اس کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن۔ ام الکتاب کیوں کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ اصل جزو قرآن مجید ہے اگر یہ جزو نہ ہوتی تو جہری نماز میں دیگر سورۂ قرآن کے ساتھ اس کا جہر کیوں ہوتا۔ قرون سابقہ متبرکہ میں کسی نے اس میں شک تک نہیں کیا۔ اب اس قرب قیامت میں عالم وفاضل ایسے پیدا

ہو گئے ہیں کہ اپنی اجتہادی قوت سے قرآن کریم کا ہی انکار کر رہے ہیں اور ان کے ہمنوا ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ مصدق اور مصدق یکساں جہالت وسفاہت کے ورطہ میں بڑھے ہوئے ہیں ایسے بیوقوفوں کا اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

کتبہ مفتی عبدالقادر

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور

۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا ادیب بی عدیل فاضل جزیل

مولوی اصغر علی صاحب ''روحی'' پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقت یہ ہے کہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنا اور ہر دو خصم کا اسے تسلیم کر لینا بظاہر آج تک نہ ہوا ہے اور نہ امید ہے۔

نہ بیند مدعی جز خویشتن را　　　که دارد پردهٔ پندار در پیش

عقائد کا بے محبت شرعی جو نصوص آیات واحادیث سے ثابت نہ ہو صحیح مان لینا مذہب سے آزاد ہونے کی دلیل ہے جو عقائد قرون ثلاثہ میں مسموع نہیں ہوئے اور نہ ان کا ثبوت صریح آیات واحادیث سے مل سکتا ہے آج کس طرح تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ حضرات غیر مقلدین کے عقائد کی بنا عموماً زمانہ حال کے آزادانہ خیالات پر مبنی ہیں۔ مؤلف فضل الوحید نے جو کچھ لکھا ہے حضرات اہلسنّت والجماعت کے عقائد کا آئینہ اور اس میں کسی حق پسند کو مجال طعن نہیں ہو سکتی۔ اور یہی کافی ہے۔

مولف رسالہ اثبات التوحید کا سورہ فاتحہ کو جزو قرآن مجید نہ قرار دینا ایک ایسی بات ہے جو آج تک سننے میں نہ آئی تھی۔ غالباً آیۃ۔ اذا قرئ القرآن فاستمعوا له الآية کا جواب دینے کے لئے یہ بات نکالی گئی ہے اور دعا کے وقت روضہ مطہرہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہونا ایک ایسی گستاخی ہے جو ہرگز قابل معافی نہیں۔ مولف رسالہ کو غالباً معلوم نہیں کہ سلف صالحین میں ارشاد ہو چکا ہے کہ دعا کے وقت قبر شریف کی طرف متوجہ ہونا جائز ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کو نکلتے تو قبر شریف پر حاضر ہوتے اور دعا کر کے روانہ ہوتے۔

مولانا صاحب نے بہت صحیح سمجھا کیونکہ علماء اہلسنّت وجماعت سورہ فاتحہ کو امام کے پیچھے۔۔۔۔منع فرماتے ہیں اس لیے غیب نے اس کے قرآن میں داخل ہونے کا ہی انکار کر دیا تا کہ پڑھنا جائز ہو جائے۔

خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ میں دعا کرتے وقت قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوں یا قبلہ کی طرف آپ نے فرمایا تو اس شخص کے توسل سے کیسے مستغنی ہو سکتا ہے جو تیری اور تیری بات ابوالبشر آدم علیہ السلام کے لئے ذریعہ مغفرت ہو۔ بہر صورت مولف رسالہ اثبات التوحید نے جس عقیدت بزرگان دین کو بالائے طاق رکھ کر جواب لکھا ہے یہی وہابیت ہے کیونکہ وہابیت اور بے ادبی بزرگان دین مترادف لفظ ہیں۔　　فقط اصغر علی عفی عنہ۔

(۱۸) تقریظ حضرت مولانا وبالفضل اولانا مولوی محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ

خطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور

امابعد میں نے کتاب مستطاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید مصنفہ مولانا مولوی قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ کو دیکھا۔ مولف رسالہ اثبات التوحید میں جوان کا رسالہ صفحہ صرف ۱۷۲ اکابر کے نام جواب ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علمائے کرام وصوفیائے عظام پنجاب وہندوستان وغیرہ لکھا ہے ایک بات کا بھی جواب دیا گیا۔ بلکہ ایسی سوء ادبی کا نتیجہ اس کو یہ ملا کہ اس نے سورہ فاتحہ کو قرآن شریف میں ہونے سے انکار کر دیا جو صریح کفر ہے۔ دوسرا امر یہ کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت پشت دے کر کھڑا ہونا شیطان نے سکھلا دیا۔ اس کا جواب مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے جو دیا ہے اہل اسلام بالخصوص احناف کے لیے کافی اور وافی ہے۔ جزاالله خير الجزا ماحققه وسعى الراقم

خادم العلماء الابرار محمد یار عفی عنہ بقلمہ

خادم وخطیب ومفتی مسجد طلائی لاہور۔

(۱۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ صاحب

شاگرد مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث (غیر مقلد) امرتسری ساکن موضع بہوڑ تحصیل پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔ اس کو صحیح پایا اس کے بعد ایک رسالہ مسماۃ اثبات التوحید مولفہ حکیم محمد حسین صاحب غیر مقلد کا نظر سے گزرا جو برائے نام جواب میں کتاب مستطاب۔۔۔۔۔۔۔صداقت کے لکھا گیا۔ اور اس کے بعد جواب الجواب میں کتاب فضل الوحید فی جواب۔۔۔۔۔۔۔کو دیکھا جو قاضی صاحب کا مولفہ ہے۔ حق اور انصاف یہ ہے کہ واقعی انوار آفتاب صداقت کا جواب کسی ایک مضمون کا بھی نہیں۔ مزید برآں حکیم محمد حسین نے اپنے رسالہ میں علاوہ تمام تحریرات کے دو باتیں ایسی عجیب اور نادر لکھ دی ہیں جو تیرہ ۱۳ سو سال سے لے کر آج تک دنیائے اسلام میں سے کسی نے بھی نہیں لکھیں۔ ایک یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے وقت روضہ مطہرہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔ جو سخت گستاخی ہے دوسری بات یہ کہ سورۂ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور نہ وہ کوئی قرآن شریف کا جزو ہے۔ یہ بات صریح انکار قرآن کریم ہے جو کفر ہے برآں مزید تعجب یہ ہے کہ آٹھ کس (بمعنیٰ شخص-۱۲ تو گیروی) علمائے غیر مقلدین نے اس کتاب کی تصدیق بھی کر دی۔ قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب کافی طور پر لکھ دیا ہے۔　　محمد ولی اللہ حنفی نقشبندی مجددی

تعلیم یافتہ تلمیذ مولانا مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث امرتسر بقلم خود

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مولوی مفتی سیّد منظور احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی

از خاندان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مکان شریف ڈاک خانہ بسم اللہ (دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله الذى نزه ذاته عن وهم الاشتراك فى الالوهيته والصلوة والسلام على رسوله محمد صلى الله عليه وسلم خير البريته وعلى واله واصحابه الذين بذلوا اجهدهم باداطاعات انحضرة الصمديته امابعد فانى طالعت الرسالته الشريفته والصحيفته للنيفته المسمته بفضل الوحيد التى الفها حبى فى الله القاضى فضل احمد الحنفى مذهبا والنقشبندى مشربا واللودهيانوى نزيلا ـ ردمسائل الكتاب الذى سعى با ثبات التوحيد من تصنيف اسفه سنها الوهابيته واجهل الجهلا نجديته محمد حسين وهوالذى لا يطلع من العلوم العربيته الشرعية هيئا قط حيث سوفيه ان سورة الفاتحة ليست من القرآن الكريم والحالانها سورة افتتح بها الله تعالىٰ وتبارك فى كتاب القد و عظمها امن جميع سورة القرآن العظيم كما قال النبى الامين عليه التحيته والتسليم لسعيدالعلىٰ بن لا علمنك سورة هى اعظم سودالقرآن قال الحمد رب العالمين رواه البخارى فوجدتهافى ترديد الفرقته الضالته الوهابيته كافيته وفى ابطال جج مسائل النجدية وافيه فارجومنه ان يجعلها متلقية بالقبول بين المسلمين ويحشر المولف يوم القيامة فى زمرة الصديقين بحرمته حبيبة خاتم النبيين وارحمنا برحمتك يا ارحم الراحمين آمين

کتبہ العبد المذنب
سید منظور احمد عفاعنہ۔

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب بن حضرت مولانا مولوی عمر الدین مرحوم قریشی حنفی قادری

امام وخطیب مسجد خراسیاں لاہور

بسم الله الرحمٰن الرحيم ـ نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم ـ

حمد ونعت کے بعد جملہ مسلمانان حنفی المذہب صوفی المشرب کو آگاہ اور مطلع کیا جاتا ہے کہ ایک کتاب باصواب لا جواب مسمی فضل الوحید بجواب اثبات التوحید دیکھنے میں آئی جو ایسی نہ کبھی سنی نہ سنائی۔ اس کا ہر کوئی ہوشیدائی جس کے مولف

جزالتحریر نے التقریر والتحریر۔

صاحب حنفی حنیف منیف سنی جامع کتب متعددہ نے بدعتیوں مفسدوں بدمذہبوں کی اندرونی بیرونی ضلالتوں خباثتوں کی جڑ کاٹ دی۔ گردن اتاردی نافرمانوں بدعقیدوں دشمنان مذہب حنفی کے شبہات دور کرنے پر قائم اور گمراہوں ممدواں کے خرافات باطل کرنے پر دائم کمربستہ ہمت برجستہ ہیں خدائے تعالیٰ قاضی صاحب موصوف وتمام احناف کے درجے بڑھائے جنہوں نے بداعتقادو مخالفین اہلسنّت والجماعت کے شبہات ٹکڑے ٹکڑے کردیئے غرض کہ قاضی صاحب ممدوح زادمجدہٗ کی کتاب مستطاب موسوم بہ انوار آفتاب صداقت ایک بڑی بسوط کے جواب میں طیب محمد حسین غیر مقلد جدید نے کتاب ناصواب برائے نام مسمی اثبات التوحید (۷۲ اصفحہ کا ایک رسالہ) جو حقیقت میں ایک بات کا بھی جواب نہیں لکھی ہے جس میں تمام جہان کے غیر مقلدوں سے دو باتیں نرالی لکھی ہیں ایک تو یہ کہ بوقت زیارت روضہ اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہونا چاہیے جو نہایت گستاخی اور کفر ہے دوسری بات یہ ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور نہ اس کا جزو ہے صریح انکار انکار قرآن شریف ہے اس پر اس کے مصدقین نے خود فتویٰ کفر دیا ہے۔ قاضی صاحب نے ان دونوں مسئلوں کا جواب فضل الوحید میں بڑی شرح اور بسط کے ساتھ دیدیا ہے اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو دین و دنیا میں جزائے خیر دے آمین۔ حررہ قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم امام وخطیب مسجد خراسیاں لاہور ۲۴ محرم ۱۳۴۶-

(مسجد خراسیاں یہ متصل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ ہے۔ الحمد للہ عزوجل فقیر توگیروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے فارغ التحصیل ہے۔ (توگیروی)

(۲۲) تقریظ حضرت مولانا فاضل ابن افضل الفضلا مولوی مفتی محمد معوان حسین صاحب

سنی حنفی عمری مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور دام فیوضہم

بسم الله الرحمٰن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدالمرسلين وخاتم النبين احمد مجتبىٰ محمد ن المصطفىٰ وعلى وآله وصحبه ـ ـ ـ ـ ـ ـ اما بعد میں نے اکثر مواقع کتاب فضل الوحید کو جو بجواب اثبات التوحید لکھی گئی ہے دیکھا۔ مولف اثبات التوحید نے پرانے راگ تفویہ الایمان کو جس کی قاہر تردیدیں علماء اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ گائے ہیں اور بار بار ان کو چھیڑا ہے جس پر سورۂ فاتحہ کا جو قرآن میں ہونے سے انکار مستزاد ہے کیونکہ نہ ہوایں کا راز تو آید۔ اس سے پہلے پہلے قرآن کا بھی انکار کیا جاچکا ہے گر نہ ان منکرین نے کچھ بنایا نہ حال کے منکرین معہ اپنے اعوان کچھ بنا سکیں گے۔ ولو كان بعضهم بعض ظهيرا۔ رب العزت تبارک وتعالیٰ جزا خیر دے مولف فضل الوحید مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو جنہوں نے کافی وانی تردید فرمادی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا وصل الی غاية ماتیمناہ کتبہ المداالمدعو بمعوان حسین العمری المجددی مقام رامپور)

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام احمد فریدی حنفی چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی

سجادہ نشین مزار پر انوار حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ الکاملین کبیر الحق والدین شیخ کبیر کلہ اوان

نبیرہ حضرت باباجد امجد شیخ فرید الدین والملۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۷۸۶) بعد حمد وصلوٰۃ اس خاکسار تصنیف شریف وتالیف لطیف جناب مخلصی مکرمی حامی سنت حامی بدعت مقبول بارگاہ احد مولانا مولوی مفتی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی صانہ اللہ عن الآفات الشرالی الابد نے یہ محقق ومدقق کتاب مولانا جواب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید تحریر فرما کر بدلگام دشمنان حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام شرک وکفر کی جہالت و ضلالت کی کامل وکافی تردید وبیخ کنی فرمائی جزاھم اللہ خیر الجزا فی الدارین بتصد کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلـــہ وسلـم ۔ اللہ! اللہ! اس پرشور وفتن آخیر زمانہ میں کیا دوں مکاروں بدمذہبوں، مفسدوں، گستاخوں کی بدلگامی اس کفر وشرک کی حد تک پہنچ گئی کہ کلام افلاس رب تبارک وتعالیٰ پر شیطانی جائے معلم الملکوتی کا پہن کر اسلام اور اتباع قرآن وحدیث کے پردہ میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ پر حملہ جاہلانہ کر کے کہا کہ الحمد شریف قرآن سے باہر ہے۔ الحمد شریف تو قرآن سے باہر نہیں البتہ اس عقیدہ وایمان کے دائرہ سے ضرور باہر ہے اس نے تقلید شیطانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا پس یہ کفر صریحی ہے پھر ایک نہ شد دو شد۔ سیّد الکائنات مفخر موجودات علیہ وعلیٰ آلہ اکمل التسلیم وافضل الصلوٰۃ کے روضہ انور میں مقدس قبر اطہر کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونے کا فتویٰ واسطے ارباب طغویٰ کے مرتب کیا اس خبیث بے علم بے ادب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اس کا پیشوا اس کا پیرومرشد رشید احمد گنگوہی زبدۃ المناسک مولفہ اور مصدقہ خود میں صاف لکھ رہا ہے کہ اس مقام تقدس خیام میں زائر پہنچ کر پشت قبلہ کی جانب اور رخ دو عالم کعبہ انس وانسان رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہایت ادب اور خشوع قلبی اور خضوع دلی کے ساتھ دونوں ہاتھ باندھ کر دست بستہ اس طرح کھڑا ہو جیسے مصلی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ جناب مفتی وقاضی صاحب مدظلہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کی برق ریز شعاعوں سے پشرہ چشماں وہابیت کے آنکھوں کے نور کا سرور گم کر دیا اور عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور بڑھا دیا ایک نیم حکیم خطرہ جان ونیم ملا خطرۂ ایمان کی جدوجہد باطلہ اس مقدس محقق متبرک عالمگیر آفتابِ صداقت کے خلاف پر شیطانی ضد سے سبق حاصل کر کے اس کی تردید پر کمر باندھی تو یہ قرآنی شہادت اس کی خباثت پر دلیل کافی اور حجت دانی ہے کہ اللہ جل جلالہ کفار ومشرکین کے حق میں فرماتا ہے یطـفـوزا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون اس نے عدد کی کمر کو بالکل توڑ دیا اور اس کے ایمانی شیشہ کو پتھر پر پھوڑ دیا اور شیطان کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑ دیا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم .

حدرہ خادم العلماء رد الفقراء خاک از غلام احمد فریدی حنفی قادری چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی

سجادہ نشین مزار پُر انوار حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ الکاملین کبیر الحق والدین شیخ برکلہ اوان

نبیرہ حضرت باباجد امجد شیخ فرید الدین والملۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔۱۴ جمادی الآخر ۱۳۴۶ھ

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا استاذ العلماء مولوی مفتی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ

مہتمم مدرسہ اہلسنّت والجماعت مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم ۔

مکرمی جناب قاضی محمد فضل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اپنی کتاب فضل الوحید دکھائی استعمال میں دو ایک مقام سے دیکھا اس سے پہلے جناب قاضی موصوف دوسری مضبوط کتاب انوار آفتاب صداقت کو بھی فقیر چند مقام سے دیکھ چکا ہے۔ قاضی صاحب بسعی وباطل کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر دین حق کی حمایت کرنا یقیناً فضل الٰہی وفضل احمد ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب موصوف کو ان کی اسلامی حمیت کے ساتھ نادیر زندہ وسلامت رکھے اور مسلمانوں کو ان کے برکات سے متنفع کر کے اور ان کی سعی مشکور فرمائے۔ وحشرنا وایاہ فی زمرۃ سیّد الانبیاء وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم امین .

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۹ جمادی الآخر ۱۳۴۶ھ

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالارشاد سیّد سجاد حسین ''سجادؔ''

مولف کتب متعددہ متوطن قصبہ شیتنس گڈھ ضلع بریلی

میں نے رسالہ فیض مقالہ فضل الوحید مصنفہ حضرت مولانا مولوی حاجی قاضی شاہ محمد فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لدھیانوی کو اکثر مقامات سے دیکھا فی الحقیقت رسالہ اثبات التوحید کا ایسا قاہر رد ہے کہ تمام وہابیہ کو عموماً اور اس کے مولف کو خصوصاً مجال دم زدن نہیں رہی۔ جزاک اللہ فی الدین خیراً فقط مورخہ یکم شوال المکرّم ۱۳۴۶ھ

بہ ابوالارشاد خاکسار سیّد سجاد حسین ''سجادؔ'' مقام شیش گڑھ ضلع بریلی

تحمید

الحمدﷲ الذی وجب له الکمال المطلق لذاته فی ذاته وصفاته الذی یسبح له ویقدسه عن کل نقص من ارضه وسماواته وتعالت حقیقته عن الشریك والنظیر فلیس کمثله شئی وهوالسمیع البصیر کلامه الازلی هو الصدق وعین الیقین وقوله الفصل والحق المبین وافضل الصلوة والتسلیم واکمل الرحمة والبرکة والتکریم علی سیدنا و مولانا محمدن الذی اصطفاه ربه علی العلمین واتاه علم الاولین والآخرین وانزل علیه القرآن المجید لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید وخصه یا لکمالات التی لا ستقطی وعلمه المغنیات التی لا تحصی وهوافضل الخلق ذاتا وشمائل علی الاطلاق اکملهم عقلاً وعلماً وعملاً بلاشقاق وختم به النبیین فلا رسول ولا نبی بعده وابدشریعته فلاتنسخ حتی تقوم الساعة وینجز اللہ وعده وآله الطیبین الطاهرین واصحابه المویدین بنصر اللہ علی عدوهم حتیٰ اصبحوا ظاهرین ط

ترجمہ:-تمام خوبیاں اور تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنی ذات سے ہر کمال ذاتی اور صفاتی لازم ہے وہ جس کی تسبیح ہر شے کرتی ہے اور ہر نقص سے اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کی ذات شریک اور شابہ سے بلند و بالا ہے۔تو کوئی چیز اس جیسی نہیں۔وہی ہے سنتا اور دیکھتا اس کا کلام قدیم سچ اور خالص یقین ہے اس کا قول حق اور باطل میں فیصلہ فرما دینے والا ہے اور صریح حق ہے اور سب سے بہتر درود و سلام اور سب سے کامل تر رحمت اور برکت و تعظیم ہمارے سردار مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کو ان کے رب نے تمام جہان سے چن لیا اور ان کو سب اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا۔اور ان پر قرآن عظیم اتارا جس کی طرف باطل کو راہ نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے حکمت والے سراہے گئے کا اتارا ہوا اور انہیں ایسے کمالات کے ساتھ خاص کیا جس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور انہیں اتنے غیبوں کے علم دیئے جس کا شمار نہیں وہ مطلقاً تمام جہان سے افضل ہیں ذات میں بھی صفات میں بھی اور عقل و علم و عمل میں بلاخلاف تمام جہان سے کامل تو ہیں اور ان پر انبیاء کو ختم فرمایا۔پس نہ ان کے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی۔اور ان کی شریعت کو ابدی کیا اور وہ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور ان کی ستھری پاکیزہ آل اور ان کے اصحاب پر کہ مدد الٰہی نے دشمنوں پر جن کی تائید فرمائی یہاں تک کہ وہی غالب ہوئے۔

تمہید

امابعد۔عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا ہے کہ گروہ وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ نے فقیر راقم الحروف کو اس وجہ سے کہ مولود شریف کرتا اور وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام تعظیمی کرتا اور ایصال ثواب موتی، سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو جائز کرتا ہے۔کافر اور مشرک اور بدعتی کہنا شروع کیا۔اس پر فقیر نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کی ایک فہرست مختصر نمبر ۲۳ تک بطور اشتہار شائع کر دی۔تب اس گروہ میں کھلبلی مچی اور کئی خطوط گمنام سب دشنام فحش سے بھرے ہوئے میرے پاس پہنچے اور مشورہ کر کے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا بنام قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف شائع کیا اور باقی ماندہ گالیوں سے اپنے دل کی ہوس کو ظاہر کیا اور اس رسالہ کا جواب فقیر نے ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷) تاریخی نام سے ۶۴۰ صفحات پر دیا۔اور علمائے کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان و کشمیر وغیرہ کی خدمت میں پیش کیا۔جنہوں نے بعد ملاحظہ اپنی رائے کا اظہار فرمایا کہ ایسی جامع کتاب اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی لکھی نہیں گئی۔اس کے بعد فقیر اس کتاب کو لے کر بریلی شریف میں بخدمت اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل ابن فاضل مولانا مولوی قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ حاضر ہوا۔حضرت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ جب تک میں خود اس کتاب کو بالاستیعاب نہ دیکھ لوں تب تک میری تسلی نہیں ہو سکتی۔اور نہ میں اس پر کوئی تقریظ لکھ سکتا ہوں۔لیکن بوجہ آشوب چشم خود پڑھ نہیں سکتا۔دوسری صورت یوں ہو سکتی ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب حرف بحرف ابتداء سے اخیر تک سنا دیں۔تو میں اپنا اظہار رائے کر سکتا ہوں مگر آپ کو اس میں تکلیف ہوگی اور عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔فقیر نے عرض کیا کہ میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ جناب کو اس کتاب کے سنانے کی تکلیف دوں اور اس تکلیف دہی کی معافی چاہوں۔حضرت نے منظور فرمایا۔تیئیس (۲۳) یوم میں اس کتاب کو ابتداء سے لے کر اخیر تک سماعت فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔اور اپنی تقریظ سے کتاب کو مزین فرمایا اور اس پر ایک اجازت نامہ وعظ و تردید فرق باطلہ کی عنایت فرمایا۔جو کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۷ پر درج ہے۔یعنی ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس کام سے فارغ ہوا اور واپس لدھیانہ ہوا۔اس کے بعد کتاب مکمل کو میاں امیر بخش میر صاحب مرحوم کے حوالہ بغرض طبع کیا کہ وہ اپنے مطبع کریمی میں اس کو طبع فرمائیں۔انہوں نے غلطی سے اس کتاب کو کسی غیر مقلد کاتب کو کتابت کے لیے دیدیا۔اس نے لاہور میں گروہ دیوبند اور غیر مقلدین میں اس کتاب کا ذکر کر کے کاں کاں (بمعنیٰ شور مچانا-۱۲-تو گیروی) مچا دی۔اور انہوں نے میر امیر بخش کو مجبور کیا کہ اس کتاب

انوار آفتاب صداقت کو طبع نہ کیا جائے۔ انہوں نے منظور کرلیا۔ فقیر یہ خبر سن کر ان کے پاس پہنچا اور سمجھایا۔ تب انہوں نے منشی نوراحمد صاحب کاتب حنفی المذہب ساکن ایمن آباد کے حوالہ کیا کتابت ہو کر (الحمدللہ) کتاب چھپ گئی۔

ایک سال کے بعد (اخیری ذی الحج ۱۳۴۲ھ) ایک شخص حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن کوٹ بھٹہ ایمن آبادی نے (جو منشی نوراحمد صاحب کاتب کے خاندان میں سے ہیں) کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے غیر مقلدین وہابیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے میری کتاب مبسوط مصدقہ علمائے کرام وصوفیائے عظام انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں صرف ۲۷ اصفحات کا رسالہ مسماۃ اثبات التوحید لکھ کر اپنا نام مصنفوں میں درج کروالیا اور پانچوں سواروں میں شمار ہوگئے۔ اس رسالہ کو لاہور سے بقیمت ایک روپیہ منگوا کر دیکھا گیا۔ کوئی باضابطہ مدلل جواب نہیں۔ اس لیے نہایت افسوس ہوا کہ کوئی دیوبندی صاحب تو جواب کے لیے نہ اٹھے۔ مگر ایک نئے تازہ غیر مقلد نے ناحق اپنا اور اپنے معین لوگوں کا وقت ضائع کیا۔ لہٰذا بالفعل جواب الجواب کی ضرورت محسوس نہ کر کے ایک خط حکیم صاحب کی خدمت میں بغرض تصفیہ باہمی اور فیصلہ ثالثی کے لکھا گیا۔ جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ وھو ھذا

نقل خط جو حکیم صاحب مولف رسالہ کی خدمت میں لکھا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

منجانب قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ

بخدمت شریف حکیم محمد حسین قریشی ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

(۱) بعد ماوجب آنکہ حسب اطلاع حضرت مولانا مفتی سیّد محمد حنیف صاحب ساکن نکودر ضلع جالندھر و دیگر احباب معلوم ہوا کہ آپ نے میری مولفہ کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷ھ) کے جواب میں کتاب اثبات التوحید تالیف کی ہے جو لاہور سے منگوائی گئی لازمی قاعدہ یہ تھا کہ اس کی ایک جلد میرے پاس بھی بھیجی جاتی مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(۲) فقیر نے آپ کی کتاب کو دیکھا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ آپ نے میرے اعتراضات کو ہمہ وجوہ قبول کرلیا اور جو جوابات آپ نے دیئے ہیں وہ از قبیل "سوال از آسمان وجواب از ریسمان" ہے گویا کچھ بھی نہیں محض منہ چڑایا ہے دیوبندی صاحب نے تو کچھ ہاتھ پاؤں مارے بھی تھے مگر آپ نے قبولیت کے سوا حرکت ہی نہیں کی۔

(۳) بہت سے اعتراضات کو آپ نے نظر انداز کر دیا۔ آیات واحادیث کے مقابلہ میں اپنے عقائد کے خلاف دیگر لوگوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔

(۴) آپ کی کتاب کی تصدیق کسی ایک شخص آپ کے ہم عقیدہ غیر مقلد نے بھی نہیں کی۔ حتیٰ کہ آپ کے احباب

دلائل پوری وغیرہ مندرجہ تمہید نے بھی دو حرف تصدیقی ثبت نہیں کی جس سے آپ کی کتاب کی حیثیت اور وقعت ظاہر ہے۔

(۵) معلوم ہوتا ہے کہ آپ غیر مقلد جدید ہیں اس لئے شدید نہیں گو عنید ہیں۔

(۶) فقیر آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے جو آج تک پکے مقلد حنفی المذہب چلے آئے ہیں۔ اسلئے آپ کی حالت پر افسوس ہے۔

(۷) آپ جانتے ہیں اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب وہ شخص مختلف مذاہب میں بحث یا مناظرہ ہوتا ہے تو ہر ایک یہی کہتا ہے کہ میں سچا ہوں اور حق پر ہوں۔ اس کے تصفیہ کے لیے لامحالہ ثالث یا حکم کی ضرورت ہوگی جو جانبین کا مسلمہ اور مقبولہ ہو اور جو فیصلہ وہ کرے اس کو منظور رکھا جائے۔ اس لئے فقیر آپ کے ساتھ مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ طے کرنا چاہتا ہے۔

اول:- آپ اور میں ایک تاریخ مقرر کر کے لاہور میں ایک مکان مقررہ پر حاضر ہو جائیں۔ آپ جن علمائے ہم عقیدہ کو چاہیں بلالیں۔ اور میں اپنے ہم عقیدہ علماء کو بلالوں جو دو دو سے کم نہ ہوں ان کے روبرو یہ ہر دو کتابیں پیش کی جائیں اور وہ بعد ملاحظہ ہر دو کتاب اگر متفقہ فیصلہ نہ کریں تو آخری فیصلہ کے لیے علماء، حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف رجوع کیا جائے اور دونوں کتابیں ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں۔ پھر ان کا فیصلہ قطعی تصور کیا جائے اور کسی فریق کو اس کے منظور کرنے میں کوئی عذر نہ ہو اور خرچ اخراجات کے ہر دو فریق متحمل ہوں۔

اگر آپ ایسا کرنا چاہیں اور اس کو طوالت اور توقف کا موجب تصور کریں۔ تو یہ سہل ترین طریق ہے کہ مسائل متنازعہ جو فیصلہ جات علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تکریماً وتعظیماً کی طرف سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ان کو ہی تسلیم کرلیا جائے تاکہ فریقین کا ہمیشہ کے لیے تنازعہ رفع ہو جائے۔

(۸) آخری فیصلہ کے لیے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو ثالث وحکم اس لئے منتخب کیا جاتا ہے کہ ان ہر دو مقامات مقدسہ کی شان تمام بلاد دنیا سے اعلیٰ اور ارفع ہے اور قرآن شریف اور احادیث منیف میں ان کی عظمت درج ہے۔ دین وہیں سے نکلا اور قیامت تک وہاں ہی رہے گا۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ ہر دو مقامات مقدسہ معظم اور مروّج ہیں اس سے کسی مسلمان کو عذر اور انکار نہیں۔ اور نہ ہوسکتا ہے لہٰذا عریضہ ہذا آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ارسال کر کے التماس ہے کہ بواپسی ڈاک مندرجہ بالا امور کا جواب باصواب عطا فرمائیں تاکیداً عرض ہے۔ زیادہ والسلام علٰی من اتبع الھدٰی ۔

راقم فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی

مقیم لدھیانہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

نقل جواب خط از حکیم محمد حسین قریشی مولف اثبات التوحید

باسمه سبحانه (۷۸٦) ۷ امحرم الحرام ۴۳ ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونستعينه ونصلى على افضل البرايا يا شفيع الامم الذى مولا . اخرجت الدنيا من العدم والذى علمنا براهين التوحيد والاسلام اخرجنامن ظلمات الكفروعبادة الاصنام على آله واصحابه اجمعين .

امابعد من جانب خادم سنت رسول الثقلین حکیم محمد حسین الی قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس۔

جواب نمبر دار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ نے سلام مسنون عمداً ترک کی ہوگی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک عامل بالکتاب والحدیث ونعوذ باللہ کافر ٹھہر چکے ہیں۔افسوس آپ سنت کر ترک کر کے حنفی بنتے ہیں۔

جواب نمبر ا- کتاب اس واسطے نہ بھیجی گئی کہ جب کہ آپ نے سلف صالحین پر کفر تھوپا اوران کے دلائل کو نہ مانا تو میرے دلائل اور کتاب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

جواب نمبر ۲- کتاب گواز قبیل سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے مگر اختصار کو مدنظر رکھ کر عاقل کو اشارہ سے کام لیا ہے۔اگر آپ کا منہ چڑا ہے تو یہ تعصب کی نشانی ہے۔ مجھے اپنے فہم وادراک سے کام لینا تھا۔ دیوبندی صاحبوں کی پابندی ضروری تھی۔

جواب نمبر ۳- جواعتراضات آپ کے آپ کو نظر انداختہ معلوم ہوتے ہیں اس کا جواب بھی کسی نمبر کے ضمن میں ہوگا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے خلاف اقوال کو درج کتاب کرتا بلکہ کتاب میں وہی اقوال بزرگان دین درج ہیں جن کا میں پابند ہوں۔

جواب نمبر ۴- مجھے آج کل کے علماء سے تصدیق کی ضرورت پہلے محسوس نہ ہوئی کیونکہ آج کل کے علماء کا شیوہ ہے کہ مدعی اسلام کلمہ گوؤں کو کافر کہنے اور لکھنے سے نہیں جھجکتے۔ یہ باب عمداً چھوڑا گیا تھا مگر چند دن تک علماء کی رائیں چھپ کر ہدیہ ناظرین ہوں گی۔ دیگر اسباب میں سدراہ یہ بات تھی۔ کہ رائے لینے میں کتاب کو دیر ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ تمام کتاب کو پڑھ کر علماء رائیں دیں۔ایسا نہ ہو کہ انوارِ آفتاب صداقت پر رائیں دینے والوں کی طرح بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھواؤں اور علماء حق ایسا کرتے تھے۔

جواب نمبر ۵- یہ خطاب تو آپ کے گھر سے ملنا ہی تھا کہ میں غیر مقلد ہوں۔ یہ لکھنے کی آپ کو ضرورت نہ تھی کہ میں غیر مقلد جدید ہوں یا قدیم شدید ہوں یا علید۔مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ آپ حنفی اور آپ کی کتاب چھ سو ٦٠٠ صفحات کی اور اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ عیہ ورضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی نہیں مگر بفضل خدا میری کتاب میں اکثر اقوال امام موصوف رحمۃ اللہ کے درج ہیں کیا میں حنفی یا آپ؟ یا یوں ہی اپنے منہ میاں مٹھو زرہ حنفیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ پھر حنفی بنئے۔امام اعظم رحمہ

اللہ نے حامل بالحدیث کو اپنا پیرو کہا ہے (اذاصح الحديث فهو مذهبى)

جواب نمبر ٦- آپ مجلس علماء میں انصاف مانگتے ہیں۔ افسوس کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرمارہے ہیں۔مگر آپ جیسے بزرگوں نے وہابیت اور حنفیت کا جھگڑا نہ مٹنے نہ دیا۔ دیکھو پرچہ انصاف مابین اہلحدیث واحناف جو محمدی مدرسہ اجمیری دروازہ دہلی سے ملے گا۔اس پرچہ کو ملاحظہ فرما کر آپ جرح کریں پھر جواب دیدونگا۔ نیز آج کل کی بحثوں میں کہیں نہیں دیکھا گیا کہ کسی صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہو۔ بلکہ تعصب ہی بڑھتا گیا۔ جب تک تعصب اور جاہ وجلال کا خیال دل سے نہ نکلے۔ بحث کا فیصلہ ناممکن۔مگر میں اپنا فیصلہ اللہ کریم کے ارشاد پر کرتا ہوں۔ جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھایا۔ جب کہ یہودی اور نصاریٰ نے آپ کو مناظرہ کی دعوت دی۔تو اللہ نے مناظرہ یوں سکھایا۔فرمایا ان مثل عيسى عند الله كمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون والحق من ربك فلاتكن من المصتره فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالو اندع ابناء ناوابناءكم ونساء نا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكافرين . میں بھی آپ کو اسی آیت کی طرح دعوت دیتا ہوں نیز آپ نے میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا اور نہ آپ کے خط کا جواب بتمامہ ہی کتاب میں موجود ہے۔اگر آپ انصاف چاہتے ہیں تو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں۔شاید آپ کہہ دیں کہ پیران پیر رحمۃ اللہ حنبلی مذہب تھے مگر یاد رہے کہ آپ مسلمہ بزرگ ہیں۔خاص کر آپ کا دعویٰ ان سے محبت رکھنے کا زیادہ ہے اور ان کی گیارہویں پکاتے اور ان سے شیئاً للہ طلب کرنے کو اپنا جزوایمان جانتے ہیں۔مالا بدمنه . ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت قاری ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (یہ بزرگ آپ کے ہم مشرب ہیں آپ بھی نقشبندی بنتے ہیں اور وہ بھی نقشبندی تھے) خصوصاً مالا بدمنہ کا صفحہ ۱۰۰ اور ارشاد الطالبین کا صفحہ ۱۸ ضرور ملاحظہ فرمائیں اور پھر حنفی نہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ بھی مسلمہ کتاب ہے اس کو بھی پڑھیں۔ زادالمعاد امام ابن قیم پڑھا کریں۔

اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے تو براہ مہربانی رقم فرمادیں۔ فقیر معترف ہوگا۔ نیز یاد رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر ۲-۳-۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں ہے بلکہ نمبر ۲ کی بحث تو ضمناً کلہ۔ مولانا شہید پر ہے اور نمبر ۳-۴ پر آپ کی طرف سے بہتان ہے۔آخر میں، میں آپ کو برادرانہ طور پر مشورہ دیتا ہوں کہ براہِ خدا ہر ایک کو قابل تقلید نہ جانیں۔ بلکہ صرف انہی کی تقلید کریں جن کی تقلید کا آپ کو دعویٰ ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں ہر ایک صحیح حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ دیکھو کتب فقہ ایسا نہ کریں کہ صرف بریلویوں کے رسائل کو نص قطعی تصور فرمادیں۔ یا فتاووں پر اپنا مدار عمل رکھیں۔جیسا کہ عالی مرحوم نے کہا ہے ؎

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے
حدیثوں پر چلنے میں دین کا خلل ہے

فتاوؤں پر بالکل مدار عمل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

آئندہ یادرکھیں کہ ہرمسئلہ پر قول امام اعظم رحمۃ اللہ ونوراللہ مرقدہ کا تلاش کیا کریں یوں ہی حنفیت کا دعویٰ قابل سماعت نہیں اور نہ ہی اللہ اور رسول کے سوا ہر ایک کا قول حجت ہے بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو حجت مانا (دیکھ کتب فقہ)۔کیا آپ حنفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر تمام آئمہ کے اقوال مذہب کو کافر جانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جواب کی دیری کی وجہ سے معذور ہوں۔ مجھے اس پتہ پر خط لکھا کریں۔

معرفت مولوی نوراحمد صاحب خوشنویش ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

راقم آثم فقیر محمد حسین قریشی العلوی

یادداشت

(۱) حکیم صاحب کا جواب خط ناظرین قارئین کے سامنے ہے۔آپ نے جو جواب دیا اس سے ظاہر ہے کہ وہ بالمشافہ علمائے کرام اور ثالث اور حکم ہونا علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا منظور نہیں کرتے اور نہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ تمام غیر مقلدین سے بڑھ کر مجھے یہودی اور نصرانی قرار دے کر اور خود مرزا قادیانی کی طرح رسول اور پیغمبر بن کر مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں اندریں حالات ان کے خط مندرجہ بالا کا جواب دیا جا کر پھر آپ کی کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کی طرف توجہ کروں گا۔جس سے آپ کی تعلی اور غیر مقلدی کا بخیہ ادھڑ جائے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ وماتوفیقی الاباللہ ۔

(۲) ایک کام ضروری بموجب حکم الٰہی وصیت تعمیر مسجد آ گیا اس لئے لدھیانہ سے اپنی اراضی موسومہ فضل آباد ڈاکخانہ میرتھل براستہ دینانگر ضلع گرداسپور میں ۱۱۰ کتوبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو آ گیا اور تعمیر مسجد و چاہ شروع کی گئی۔ تالیف کتاب میں التوا ہوا۔امید ہے کہ مجیب کی تقاریظ بھی آ جائے گی۔

جواب خط حکیم محمد حسین صاحب مولف رسالہ اثبات التوحید

مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ نمبر وار

سلام مسنون ان مسلمانوں سے ہے جو اسلام میں من حیث الاسلام داخل ہیں اور جو لوگ سبیل المومنین سے جدا ہیں اور انہوں نے الگ اپنا مذہب وہابی ،محمدی، موحد اہلحدیث قرار دے رکھا ہے اور بموجب قرآن شریف و احادیث شریف اور اجماع امت مومنین کی جماعت سے خود بخود الگ ہو کر اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر اور مشرک جانتے ہیں۔ان سے ترک سلام ترک سنت نہیں بلکہ بموجب حکم خداوندی[1] ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور فرمان واجب الاذعان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاکم وایاھم الحدیث[2] عین عمل بالقرآن والحدیث ہے۔

جواب الجواب نمبر ۱- سلف صالحین کے معنی بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ ہاں! آپ کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی

[1] ظالموں بدمذہبوں سے ملنا جلنا سلام کرنا ترک کرو ورنہ دوزخ میں جاؤ گے۔

[2] ان وہابیوں جھوٹے دجالوں سے الگ ہو اور خود ان سے دور ہو جاؤ۔ حدیث شریف کا مضمون ہے ۱۲-

اور محمد بن عبدالوہاب نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر ضرور قرار دیدیا ہے تاہم آپ ان کے پیرو منکر مسلمان ہی ہیں۔

جواب الجواب ۲- الحمد للہ آپ نے اقبال کو لیا کہ بیشک آپ کا رسالہ از قبیل سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے۔ چونکہ آپ جدید مولف ہیں۔اس لئے آپ کو پتہ نہیں کہ کتاب کی تالیف کس طرح ہوا کرتی ہے۔ بالخصوص اگر کسی مخالف کی کتاب کا جواب دینا ہو تو کس طرح دینا چاہیے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب آپ کسی مخالف کی تحریر یا کتاب کا جواب دیں تو پہلے آپ مخالف کی کتاب کی یا اس کے قول کی پوری پوری عبارت بلفظ نقل کریں اور پھر اس کا جواب دیں تاکہ ناظرین وقارئین کو پتہ نہ لگے کہ اعتراض کیا تھا اور اس کا جواب کیا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کرلیں گے۔سبق حاصل کرنے کے لئے میری کتاب آپ کے سامنے تھی۔لیکن پھر بھی آپ نے ایسا نہیں کیا۔پس اس سے ثابت ہے کہ میرا اعتراض کچھ تھا اور جواب اس کا کچھ اور دیا۔اسی کو منہ چڑانا کہتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو کسی کی بھی پابندی نہیں۔لیکن اپنے اصول پر پابند ہونا پڑتا ہے۔

جواب الجواب نمبر ۳- میرے اعتراضات آپ کی کتاب کے کسی ضمن میں بھی نہیں اور لفظ ضمناً کو ضمن لکھنا آپ کی لیاقت علمی کا اظہار ہے۔آپ کی کتاب کا جب جواب ہوگا۔تب اس کا اگلا پچھلا حساب ہوگا اور آپ پر عتاب ہوگا جن بزرگوں کے اقوال آپ نے لکھے ہیں وہ سب کے سب مقلد ہیں اور آپ کے نزدیک مشرک ان کے اقوال کی سند آپ کیسے مانتے ہیں- یہ دھوکا۔

جواب الجواب نمبر ۴- یہ صحیح کہا کہ ''آج کل کے علماء کا شیوہ ہے کہ مدعی اسلام اور کلمہ گوؤں کو کافر کہتے ہیں۔'' یہ صفت بعینہٖ علماء وہابیہ میں موجود ہے کہ اپنے سوا سب مسلمانان کلمہ پڑھنے والوں جدید اور مسلمانان قدیم کو کافر کہتے اور لکھتے ہیں۔اور روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے کافر مولود شریف کرنے والے مشرک و کافر، فاتحہ ختم، سوم، دہم، چہلم کے ایصال ثواب کرنے والے کافر، سینکڑوں باتیں جو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھی ہیں جن میں ہم مسلمانان اہلسنت والجماعت کلمہ پڑھنے والوں کو کافر و مشرک قرار دیا ہے اور آپ نے اپنے رسالہ میں ان کی تصدیق کی ہے۔ اسی باعث سے آپ نے لکھا ہے کہ ''میں نے اپنی کتاب میں آج کل کے علماء کی تصدیق نہیں کرائی۔لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے اقرار کو توڑ کر انہیں علماء کی رائے حاصل کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔شاید یہ آپ کے علماء خیر القرون کے چلے آتے ہوں اور کسی غار میں پوشیدہ ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی راؤں کا انتظار کروں گا۔آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت پر تم نے علماء کی رائیں یوں ہی لکھوالی ہیں۔علماء نے بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھ دیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے بغیر پڑھے کتاب پر رائیں لکھ دیں کیا یہ جھوٹا علم غیب نہیں؟ علم غیب حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اتنے اصرار اور انکار اور ان کے علم غیب ماننے والے کافر اور بدکردار اور سزاوار نار مگر خود علم غیب

کا دعویٰ کریں تو بھی کھرے، خاصے موحد، وہابی، محمدی، اہلحدیث پکے مسلمان جنت کے حقدار۔ میاں حکیم صاحب! آپ نے
علمائے کرام وصوفیائے عظام مصدقین کتاب انوار آفتاب صداقت پر بہت بڑا بہتان اور افترا قائم کر دیا اور ایک ذرہ بھر خوف
خدا نہ کیا۔ پچاس کے قریب بزرگان دین علمائے وصوفیان زمانہ نے بغیر دیکھے پڑھے اپنی اپنی تقاریظ لکھ دیں۔ اس سے زیادہ کیا
بہتان ہوگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بندہ خدا میں نے خود تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی خدمت میں حاضر ہو کر
کتاب کو پیش کیا اور ہر ایک بزرگ نے کتاب پڑھ کر اپنی اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔ ان تمام تقاریظ کے حاصل کرنے میں سفر
پنجاب وہندوستان میں تین ماہ سے زیادہ صرف ہوئے۔ دیکھئے تقاریظ کے صفحہ ۱۹ اور ۲۰ سطر ۲۰ تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ
مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ حافظ قاری حاجی مولانا بالفضل والعلم اولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ بریلوی کو کہ انہوں نے
بتیس یوم میں اس کتاب کو فقیر سے حرف بحرف سنا اور پھر اپنی تقریظ لکھی۔ یعنی فقیر ان کی خدمت میں ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری کو
حاضر ہوا۔ اور ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو وہاں سے واپس آیا۔ (دیکھو فہرست مضامین کتاب کا صفحہ، اجازت نامہ وعظ وتردید فرق
باطلہ) اس طرح علمائے کرام نے نہایت غور اور سوچ کے بعد تقاریظ لکھیں مگر افسوس حکیم صاحب نے اپنے فرقہ کے علماء کی
حالات پر نظر کر کے ہمارے علمائے کرام پر اتنا بڑا بہتان لگا دیا۔ لیکن جن لوگوں کا وتیرہ ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی توہین کر کے ان پر افترا کرتے ہیں۔ تو اگر علماء زمانہ پر افترا کر کے توہین کریں تو کیا افسوس جواب
الجواب نمبر ۵ حکیم صاحب! اس پر کیا ناراضگی ہے جب کہ آپ غیر مقلد بہمہ وجوہ ہیں۔ ناراضگی جھوٹے خطاب پر ہوتی ہے نہ کہ
سچی بات پر۔ اگرچہ میں نے خط میں آپ کو غیر مقلد شدید نہیں لکھا تھا۔ اس لئے کہ آپ جدید داخل شدہ تھے۔ مگر اب معلوم ہوا
کہ آپ تمام دنیا نجد، ہند، بنگال، سندھ وغیرہ کے غیر مقلدین سے زیادہ شدید ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے مجھے مباہلہ کی دعوت
دی ہے جو آج تک جب سے غیر مقلدی (تقریباً ساٹھ سال سے) نکلی ہے کسی اشد سے اشد غیر مقلد نے ایسی دعوت نہیں دی۔
آپ لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب چھ سو صفحہ کی ہے مگر اس میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی قول نہیں۔ حکیم صاحب آپ خود
لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح حدیث کے مطابق ہے اور یہی ان کا قول ہے۔

جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی صحیح حدیث کے مطابق ہے تو میں نے اپنی کتاب میں سب احادیث صحیحہ ہی لکھی
ہیں۔ یعنی سب سے پہلے میں نے آیات قرآن شریف کو لیا ہے جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نصب العین ہے۔ پھر
احادیث صحیحہ کو نقل کیا ہے جو حضرت امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ صحیح مذہب ہے۔ اس کے بعد ان
کی خاص کتاب فقہ اکبر اور اس سے شروع کے حوالے دیئے ہیں اور پھر دیگر کتب فقہ سے مدعا ثابت کیا گیا ہے جو خاص انہی کا
مذہب ہے پھر تعجب ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں حضرت امام رضی اللہ عنہ کا کوئی قول ہی درج نہیں۔

لاحول ولاقوۃ اللہ باللہ العلی العظیم۔

اور یہ جو آپ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ (اذا صح الحدیث فہو مذہبی وہ اسی زمانہ کے علماء کے

لئے تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث صحیحہ ہی آپ کا مذہب ہے اور اسی سے علم فقہ کی کتب مدوں ہوئیں جو احادیث صحیحہ کے
مطابق ہے۔ پس جو آج کل کے غیر مقلد وہابی یا اہلحدیث ہیں اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کی مخالفت کرتے
ہیں وہ عین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے برخلاف ہیں۔ مگر غیر مقلد گستاخ یوں کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو
صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ تین ثلث دنیا میں جن کا مذہب ہو۔ ان کی یہ شان ہو۔

<u>جواب الجواب نمبر ۶</u>۔ آپ فرماتے ہیں کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں۔ عرض تو یہ کیا گیا تھا کہ فقیر
آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ پکے مقلد حنفی المذہب تھے اور اب بھی ہیں۔ مگر آپ کی حالت پر افسوس ہے اس پر
جواب ملتا ہے کہ چالیس صدی سے علماء انصاف فرما رہے ہیں۔ ''سوال از اسمان وجواب از ریسمان۔'' کو ثابت کر دیا اور نمبر ے
کو اسی نمبر میں داخل کر کے لکھتے ہیں کہ آپ علماء کی مجلس میں انصاف مانگتے ہیں۔ افسوس علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما
رہے ہیں۔'' یہ چالیس صدی کا ایسا فقرہ ہے جو کسی کے سمجھنے کے قابل نہیں کیونکہ حساب میں اس وقت چودھویں صدی کا زمانہ
ہے۔ چالیس صدی تو غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت پوری ہوتی ہے اور اگر آپ کی مراد اس چالیس
صدی سے ۱۳۴۰ھ تیرہ سو چالیس ہو کہ تمام وہابی غیر مقلد اور دیوبندی مشرکین سے مل گئے تھے اور ایک شخص گاندھی مسلمہ مشرک
کو اپنا پیغمبر راہ بر۔ مذکر۔ مہدی قبول کر کے اس کی اطاعت کو اپنے پر فرض کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا کہ کھدر پہنو۔ علماء
وہابیہ نے فتویٰ دیا کہ کھدر پہننا فرض ہے۔ نماز بغیر کھدر حرام ہے، یہی علماء حق ہیں جو انصاف کر رہے ہیں فرقہ گاندھویہ یہی ہیں
جن کا مفصل ذکر آئے آئے گا۔

اس کے بعد آپ مجھے ایک پرچہ کے پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں جو دہلی میں کسی غیر مقلد کے محمدی مدرسہ میں چھپا ہے۔
نہایت افسوس ہے کہ اپنے عقائد کے برخلاف قرآن شریف واحادیث شریف کو ترک کر کے کسی ایک ردی پرچہ کے پڑھنے کا حکم
دیتے ہیں اور پھر مجھے کہتے ہیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے سواء کوئی چیز حجت نہیں۔
میں نے اپنے خط کے نمبرے میں یہ لکھا تھا کہ علماء کرام لاہور کے روبرو اس طرح فیصلہ کیا جائے کہ میری کتاب اور آپ کی
دونوں ان کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیں۔ اور پھر اخیر فیصلہ کے لئے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو ثالث اور حکم
مان لیا جائے۔ اس پر آپ نے بالکل سکوت اور معناً انکار کر کے مباہلہ کی درخواست کر دی۔ اور مجھے دعوت مباہلہ دی جس نے
تمام دنیا کے نجدی وہندی غیر مقلدین کو مات کر دیا۔ آیات شریف اور دعوت میں کئی غلطیاں آپ نے کیں۔

(۱) آیات شریف میں رسم الخط قرآنی کی دو غلطیاں کی ہیں؟

(الف) لعنت اللہ کو لعنتہ اللہ لکھا

(ب) علی الکذبین کو علی الکفرین لکھ دیا۔

(۲) یہودی اور انصاری نے آپ کو دعوت مناظرہ دی۔ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ مناظرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا صرف قوم نصاریٰ کے ساتھ جو نجران کے رہنے والے تھے ہوا تھا۔ یہودیوں کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔

(۳) مباہلہ کی دعوت میں حکیم صاحب مرزا قادیانی کی طرح خود پیغمبر بنتے ہیں اور مجھے یہودی اور نصرانی قرار دیتے ہیں اور پھر شکا لتا یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء زمانہ حال کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور خود مجھے کلمہ گو بھی شمار نہیں کرتے۔ ماشاء اللہ ابھی تو آپ غیر مقلد جدید ہیں اور جب غیر مقلد کہنہ ہوں گے تو خدا جانے کیا غضب ڈھائیں گے۔ العیاذ باللہ۔

اچھا صاحب! اگر آپ اپنے تئیں پیغمبر اور رسول قرار دیتے ہیں اور مجھے یہودی اور نصرانی جانتے ہیں تو چلئے مجھے آپ کی دعوت مباہلہ منظور ہے۔ شرائط مندرجہ آیت شریف پر کاربند ہو کر مجھے اطلاع دیجئے۔ اس تاریخ پر میں اور آپ مکملاً لاہور کی جامع مسجد شاہی میں حاضر ہو جائیں۔ اور مباہلہ باضابطہ ہو جائے تاکہ علماء کرام احناف اور لامذہب بھی حاضر ہو کر اپنے جدید بہادر غیر مقلد کی بہادری کا ملاحظہ فرمائیں اور آیت شریف کی جملہ لعنت اللہ علی الکذبین کی تصدیق کا معائنہ کریں اور ساتھ ہی اس نکتہ پر غور فرمائیں کہ اس جملہ آیت شریف کے اعداد جمل پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں جو مطابق ہوتے ہیں۔ حکیم محمد حسین قریشی بے ادب بے دین دشمن اسلام کے سو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مباہلہ ان کے لئے عذاب آتش حزن ہوگا کیونکہ اس کے اعداد جمل بھی وہی پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں۔

علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ظاہرین علی الحق کا عز ووقار اور حکیم محمد حسین غیر مقلد کا ان کے فیصلہ سے انکار اور فرار

میں نے اپنے خط کے نمبر ۷-۸ میں فیصلہ کی یہ تجویز پیش کی تھی کہ پہلے علماء کرام لاہور کے روبرو ہر دو کتابیں انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوحید پیش کی جائیں۔ ان کے فیصلہ کے بعد آخری فیصلہ کے واسطے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً کی طرف رجوع کیا جائے اور جو فیصلہ وہ فرمائیں وہ قطعی تصور ہو کر واجب العمل قرار دیا جائے اور پھر فریقین کو اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ لیکن افسوس حکیم صاحب نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس لئے مناسب ہوا کہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث وحید سے دکھلائی جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ یہی جماعت علمائے کرام کی ظاہرین علی الحق ہے اور جن مسلمانوں کا اعتقاد اور عمل ان کے مطابق ہوگا خواہ وہ مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں آباد ہوں وہ صحیح اہلسنت والجماعت ہے اور جو عقائد اور اعمال میں ان کے مخالف ہو وہ حق کے خلاف اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ ہمیشہ سے یہ امر شہرت کے ساتھ چلا آیا ہے کہ تمام ممالک کے علماء اور مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام کو اپنا پیشوا اور بزرگ ومقتدا سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے جب کوئی اختلاف کسی مسئلہ میں ہوا تو علماء کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی خدمت میں لکھا گیا اور جو فیصلہ انہوں نے فرمایا اس کو سب نے صحیح مان کر بسر وچشم قبول کر لیا مگر افسوس آج کل کے وہابی اور غیر مقلد اس سے انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا وہاں کی تعریف قرآن کریم اور احادیث عظیم سے دکھلاتا ہوں۔ وھو ھذا۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی فرما دیجئے کہ تحقیق آ گیا حق

(قرآن شریف) اسلام عبادت اللہ) اور جاتا رہا باطل (شیطان شرک کفر) تحقیق باطل جانے والا ہی ہے۔

(۲) وما یبدئ الباطل وما یعید یعنی نہ ظاہر ہوگا باطل (کفر) اور نہ لوٹ کر آئے گا پھر ان ہر دو آیات سے ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ میں سے کفر وشرک ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا اور نہ پھر کبھی واپس آئے گا نہ آ سکتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون یعنی کفار مکہ معظمہ کے ولی یا متولی نہیں ہو سکتے اور اس کے متولی متقی لوگ ہوں گے لیکن چند روز کے لئے اگر کوئی باغی طاغی ظالم بدمذہب اس پر مسلط یا متغلب ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں اعتبار استقلال پر ہے۔ ایسے واقعات کئی دفعہ ہو چکے ہیں مثلاً یزید پلید اور حجاج بن یوسف، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آج کل ۱۳۴۳ھ عبدالعزیز بن سعود نجدی وہابی۔

(۱) حدیث شریف۔ بخاری ومسلم شریف میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتہ وحول البیت ستون وثلثمائۃ نصب فجعل یطعنھا بعود فی یدہ ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ومایبدئ الباطل ومایعید۔ ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں (فتح مکہ کے دن) داخل ہوئے، جب کہ کعبۃ اللہ شریف کے گرداگرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے۔ پس ایک چھڑی حضور کے دست مبارک میں تھی۔ ان بتوں پر مارتے جاتے تھے اور ان آیات شریفہ کو جن کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق آ گیا (قرآن۔ اسلام۔ ایمان) اور جاتا رہا باطل (کفر۔ شرک) اور وہ جانے والا ہی تھا۔ اور نہ پھر کبھی لوٹ کر آئے گا پڑھتے جاتے تھے۔

(۲) حدیث شریف۔ مسلم۔ ترمذی۔ مسند امام احمد علیہ الرحمۃ میں جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الشیطان ایس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان ناامید ہو گیا ہے۔ اس بات سے کہ نمازی جزیرۃ العرب کے اس کو یوں پوجیں۔ یعنی کفر وشرک جزیرۃ العرب میں ہرگز نہ ہوگا۔

(۳) حدیث شریف۔ طبرانی عن عبارۃ ابن صامت رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان قد ایس ان یعبدفی جزیرۃ العرب یعنی شیطان ناامید ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔

ان احادیث سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ عرب میں کفر اور شرک ہرگز نہ ہوگا جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں مزارات کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس لئے ابن سعود نجدی وہابی نے سب مزارات کو گرا دیا اور ساتھ ہی موالید ومساجد کو بھی گرا دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تفسیر کبیر۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری۔ معالم التنزیل بیضاوی وغیرہ تفاسیر معتبرات میں لکھا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں مرادحق سے اسلام۔ قرآن اور عبادت اللہ ہے اور باطل سے مراد شیطان یعنی شیطانی عقائد، شرک، کفر، بتوں کی پرستش وغیرہ

ہے۔ پس خلاصہ اور ماحصل ان ہر دو آیات کا یہ ہوا کہ مکہ معظمہ میں اسلام اور قرآن شریف آ گیا اور کفر شرک یہاں سے جاتا رہا ہے اور پھر یہاں کبھی نہیں آئے گا۔ رہی یہ بات کہ گناہ بھی مکہ معظمہ میں ہوں گے اور مسلمانان اہل حرم کسی جرم صغائر یا کبائر میں بھی ملوث ہوں گے یا نہیں۔ سو اس میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی معصوم نہیں۔ یہ مانا کہ بوجہ شرف عظمت و برکت بیت اللہ شریف کے سکان مکہ معظمہ سے گناہان کا سرزد ہونا نسبتاً کم ہوگا لیکن بالکل نفی نہیں۔ ہاں! کفر اور شرک ہرگز ہرگز نہیں ہوگا۔ ہندوستان کفرستان کے ساتھ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا مقابلہ مساوات کرنا صریح قرآن شریف اور احادیث شریف کا انکار ہونا۔ اسی وجہ سے بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الاعتصام بخاری میں قائم کیا ہے کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء کا اجماع اہل مدینہ ہی حجت شرعی ہے۔ یہ امر انہیں آیات مذکورہ بالا کی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ احادیث شریف میں آیا ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ ایسی قائم رہے گی جو حق پر ہوگی اور خواہ وہ جماعت کہیں بھی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و اکراماً کے عقائد کے مطابق ہو۔ اور جو مخالف ہوں گے وہ ناحق پر ہوں گے۔ قرآن شریف و احادیث شریف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے تمام بلاد دنیا سے افضل ہونے میں شاہد ہیں جن کا ذکر طولت چاہتا ہے لیکن مختصراً لکھا جاتا ہے۔

علمائے اہل عرب و حجاز کا ظاہرین علی الحق ہونا احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح مسلم عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا یزال اھل الغرب ظاھرین علی الحق حتّٰی تقوم الساعۃ و رواہ مسلم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیشہ غرب والے غالب رہیں گے حق پر یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

ف۔ غرب (غ ر ب) کے معنی عدت، شوکت، تیز مزاجی اور قوت کے ہیں اور بڑے ڈول کے بھی اور اس طرف کو بھی کہتے ہیں۔ جس طرف سورج ڈوبتا ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے فقط اہل حجاز مراد ہیں اور اہل حجاز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ والے اور تمام عرب کے لوگ مراد ہیں۔

۲۔ جمع البحار شرح و لغت کتاب احادیث۔ مندرجہ بالا حدیث شریف کے معنی یہ لکھے ہیں۔ یعنی غرب والے ہمیشہ حق پر غالب رہیں گے یعنی شام والے اس واسطے کہ شام حجاز سے مغرب کی طرف ہے یا اس واسطے کہ غرب کے معنی بہادری اور شوکت کے ہیں اور اہل حجاز کی بہادری اور شان شوکت کے ہیں یا اس واسطے کہ غرب بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کنوؤں سے پانی نکالتے ہیں۔ عرب (ع ر ب) سب سے مخصوص اور ممتاز ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ:۔

۳۔ شرح مسلم امام نووی میں حدیث شریف مندرجہ کی شرح اس طرح پر لکھی ہے کہ ہمیشہ اہل حق غرب والے ہی غالب رہیں گے علی بن مدینی محدث نامی نقاد حدیث فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے مراد عرب والے ہیں۔ وجہ خصوصیت اہل عرب کے ہونے کی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں بڑے ڈول سے ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اہل مغرب مراد

ہیں اور معاذ فرماتے ہیں کہ اہل عرب سے شام والے مراد ہیں اور دوسروں کی حدیث میں بیت المقدس کا ذکر ہے اور بعض کے قول سے شام وغیرہ کے لوگ مراد ہیں اور قاضی رحمۃ اللہ تو غرب کے معنی جلادت اور شدت کے لے کر اہل حجازی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

۴۔ حدیث شریف صحیح مسلم۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جفا اور سختی مشرق کے رہنے والوں کے دلوں میں ہے۔ اور ایمان حجاز مکے اور مدینے کے رہنے والوں میں ہے۔

۵۔ مجمع البحار الانوار۔ شرح حدیث و دیگر کتب احادیث میں ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقدس مقامات ایمان کی جگہ ہیں اور انہیں دو جگہوں میں قیامت تک ایمان رہے گا۔ یہاں تک کہ دجال لعین بھی ان ہر دو مقدس مقامات میں داخل نہ ہو سکے گا اور یہی ہر دو شہر دنیا میں ہیں جن کے علمائے کرام اور مفتیان عظام قیامت تک حق پر قائم اور غالب رہیں گے۔ انہی کے عقائد اور اعمال صحیح ہیں جو شخص (خواہ کسی جگہ کا باشندہ ہو) ان کے عقائد صحیحہ کے مطابق ہوگا۔ وہی مفلحین میں شمار ہوگا اور جو شخص ان کے مخالف ہوگا وہی فاسدین میں داخل ہو کر ذلیل و خوار ہوگا۔ یہی جماعت حزب اللہ ہے جو اسلام و ایمان کی جگہ کے رہنے والے ہیں اور ان حزب اللہ ھم المفلحون اور ان حزب اللہ ھم الغلبون میں داخل ہیں۔ اور قیامت تک ظاہرین علی الحق مفلحین اور غالب رہیں گے اور اس کے خلاف الا ان حزب اللہ ھم الخسرون گروہ شیطان اور خاسرین کا ہے۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت تو دیکھو۔ مختصر المیز ان بکلام اسجان مصنفہ مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ الوری و تصانیف اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا قاری حاجی احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ۔

فرقہ گاندھویہ کون ہے اس کی نسبت پیش گوئیاں

یہ فرقہ وہی ہے جو بلحاظ عقائد اور اعمال مخالف ہیں۔ عقائد و اعمال حضرات علماء کرام مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سلف و خلف ان کی نسبت پیش گوئیاں اور علامات مختصراً یہ ہے۔

۱۔ پہلی پیش گوئی حدیث شریف۔ کان ابن عمر یرمی الخوارج شرار خلق اللہ و قال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقاً شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الآثار امام طبری موصولاً) یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے۔ انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں اتری تھیں۔ مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔

اس حدیث شریف کی تصدیق یوں ہے کہ آیت شریف (الف) اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ الایۃ یعنی ٹھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو اپنا مالک خدا کے سوا تقویۃ الایمان (ب) و الذین یدعون من دون اللہ الایۃ (اثبات التوحید صفحہ ۱۱۱) یعنی جو لوگ سوا خدا کے اور کسی کی عبادت کرتے ہیں۔

(ج) افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء الایۃ (اثبات التوحید صفحہ ۱۱۲)

(د) قالوا لاتذرن الھتکم ولاتذرن وداولا سواعاً ولا یغوث ویعوق ونصرا۔ اثبات التوحید صفحہ ۱۱۲

اسی قسم کی بہت سی آیات اور بھی اسی اثبات التوحید میں موجود ہیں جو نئے غیر مقلد صاحب نے مسلمانان اہلسنت و الجماعت پر لگائی ہیں۔

دوسری پیش گوئی حدیث شریف۔ صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۷۵۴ سطر ۱۰)

حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام مین۔ اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں (مکہ معظمہ ملک یمن میں ہے اور مدینہ منورہ ملک شام میں ہے) نجد والوں نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ یہی دعا فرمائی اے اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے اور اے اللہ ہمارے ملک یمن میں برکت دے۔ پھر دوبارہ نجد والوں نے عرض کی کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمایئے۔ راوی کہتا ہے تیسری دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان یعنی وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (ختم ہوا ترجمہ حدیث نجد کے لئے دعا فرمائی۔

یہ پیش گوئی ۱۲۳۳ ہجری (بارہ سوتینتیس) میں محمد بن عبدالوہاب شیخ نجد کے ظہور سے پوری ہوئی۔ (دیکھو کتاب ردالمختار شامی کا کتاب الجہاد والبغات)

اس پیش گوئی کی تصدیق اس طرح پر ہوئی ہے۔

اول:- جب تصدیق کتاب ردالمختار شامی مقبولہ وسلمہ علماء عرب وعجم کے محمد بن عبدالوہاب شیخ نجد کی بغاوت کا قلع قمع ۱۲۳۳ ہجری میں ہوگیا۔ دیگر تصدیقی نکتہ یوں ہے:

نکتہ۔ اس میں یہ ہے کہ جب ہم محمد ابن عبدالوہاب شیخ نجد کے حروف کے اعداد جمل پر غور کرتے ہیں تو ہی سال ہجری ۱۲۳۳ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ اور یہی سال بغاوت ہے۔ اور یہی سال اور زمانہ مولوی اسماعیل دہلوی کا ہے۔ جب کہ ان کے پاس ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید پہنچی۔ اور انہوں نے اس کا ترجمہ کر کے تقویۃ الایمان نام کی کتاب لکھ دی جو اس فرقہ کے لئے عین ایمان اور اپنے گھر اس کا رکھنا عین اسلام ہے۔ گویا قرآن شریف سے بھی زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

دوم:- اب جب کہ وہابی نجدیوں ذریت محمد بن عبدالوہاب شیخ نجد عبدالعزیز ابن سعود نے ان ایام پر ۱۳۴۳ھ مکہ معظمہ میں دخل کر کے سخت مظالم کا برتاؤ کیا اور طائف اور مکہ معظمہ کے امراء اور رؤسا کو ناحق شہید کیا اور تمام مساجد ومزارات ومقابر وموالید اور قباب کو مسمار کر دیا۔ (بعینہٖ اس طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی اس کے دادا نے ایسا کیا تھا) اس پر اس فرقہ گاندھویہ نے

ا بیشک اللہ کا گروہ فلاح پانیوالا ہے۔۳۔ ۲ بیشک اللہ کا گروہ ہونے والا ہے۔۱۲۔ ۳ خبردار ہو جاؤ شیطان کا گروہ خدا پانیوالا ہے۔۱۲

ہندوستان اور پنجاب میں بڑی خوشی منائی۔ چراغاں کئے مبارک باد کی تاخبریں بھیجیں اور اخبارات بالخصوص اخبار زمیندار نے ابن سعود وہابی نجدی کو امام اور مصلح تسلیم کر لیا۔

تیسری پیش گوئی حدیث شریف۔ (بخاری ومسلم متفق علیہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ ناقص العقل۔ اچھے لوگوں کی باتیں یا حدیثیں بیان کرے گی۔ اور قرآن شریف پڑھے گی۔ لیکن ان کا ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائے گی جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ سو جہاں کہیں تم ان سے ملوان کو قتل کرو۔ ان کے قتل کرنے کا ثواب خدا کے نزدیک قیامت کو ہوگا (ختم ہوا ترجمہ)

یہ پیش گوئی بالاتفاق علماء زمانہ اہلسنت والجماعت غیر مقلدین وہابیہ۔ نجدیہ اور فرقہ گاندھویہ کے ظہور پر گواہی دے رہی ہے۔ یہی قوم اخیر زمانہ میں پیدا ہوئی۔ قرآن شریف بھی پڑھتے ہیں مگر حلق کے نیچے ایمان کے ساتھ نہیں اترتا۔ اس قوم کے قتل کرنے کا ثواب سلطنت اسلامیہ حاصل کر سکتی ہے۔ کیونکہ سلطنت انگلشیہ میں یہ بات مسلمانوں کے اختیار میں نہیں۔ ہاں جہاں سلطنت اسلامیہ ہے جیسے بادشاہ کابل خلد اللہ ملکہ، وشوکتہ، ان کو یہ حق حاصل ہے اور وہی اس ثواب کی مستحق ہے۔ اگر تصدیق کی ضرورت ہو تو یہ قوم فرقہ وہابیہ نجدیہ یا فرقہ گاندھویہ وہاں جا کر اپنے عقائد کا اظہار کر کے تصدیق کر لے جیسے کہ فرقہ مرزائیہ کر چکا ہے۔

چوتھی پیش گوئی حدیث شریف (صحیح مسلم میں ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری آخر امت کے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ دوسری روایت ترمذی میں ہے کہ بہت جھوٹے اور فریبی لوگ پیدا ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی باتیں یا حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے کبھی اور تمہارے باپ دادوں نے کبھی سنا ہوگا۔ سو تم ان کو اپنے پاس سے دور کرو۔ اور تم خود ان سے دور اور الگ ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

یہ پیش گوئی۔ بعینہٖ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ گاندھویہ پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ جو باتیں یا حدیثیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں ان کو نہ تو ہم نے اور نہ ہمارے باپ دادوں نے کبھی سنا وہ چند باتیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں (نقل کفر کفر نباشد)

۱- کہتے ہیں کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو اس کی قدرت انسانی قدرت سے کم ہو جائے گی۔

۲- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش معلّٰی کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور عرش بوجھ کی وجہ سے چر چر کر رہا ہے۔

ا سب سے پہلے عبداللطیف ملاخوست نے بعہد امیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اظہار مرزائیت کیا گیا۔ اسے پہلے امیر عبدالرحمٰن کے وقت ایک شخص عبدالرحمٰن نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا قتل کیا گیا۔ اس کے بعد بعہد امیر امان اللہ دام ظلہ نعمت اللہ نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا وہ بھی سنگسار کیا گیا۔ اس کے بعد دو اور مرزائی دو کاندار رجم کئے گئے اب کوئی مرزائی کابل میں نہیں ہے الحمد للہ تمام سلطنت کابل میں سوائے ایک مذہب حنفی کے اور کوئی مذہب دوسرا نہیں اگر کوئی شیعہ مذہب کا آدمی ہو تو برائی نہیں۔۱۲ منہ

۳- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔

۴- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

۵- کہتے ہیں کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم واولیاء کرام علیہم الرحمۃ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔

۶- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔

۷- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ایسا ہی تھا جیسے لڑکوں، پاگلوں اور تمام ڈنگروں اور چوپایوں کو ہوتا ہے۔

۸- کہتے ہیں کہ نماز میں اگر اپنی عورت کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آئے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال آجائے تو بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

۹- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف کرنا کنھیا کے جنم کے برابر ہے۔

۱۰- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے۔

۱۱- کہتے ہیں کہ یا محمد یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنا شرک ہے۔

۱۲- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان اردو علمائے دیوبند سے سیکھی۔

۱۳- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیادت کرنا شرک ہے۔

۱۴- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے۔

۱۵- کہتے ہیں کہ ایصال ثواب فاتحہ خوانی اولیاء کرام اور موتی مومنین کی کرنا پنڈتوں کے منتر اور شلوک پڑھنے کے برابر ہے۔

۱۶- کہتے ہیں کہ کلمہ شریف صرف لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اگر اس کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھا جائے گا تو شرک ہے اور پڑھنے والا مشرک ہوگا۔

(تقویۃ الایمان) اور مقدمہ قتل دہلی ۱۳۴۰ھ) جس میں عبدالوہاب نجدی ثانی اور اس کے پیراوؤں نے اسی مسئلہ کی بحث میں چار غریب حنفیوں کو چھریوں سے مار ڈالا تھا۔

۱۷- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے نہیں اترتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ (دیکھو میری بحث ہمراہ مولوی محمد علی غیر مقلد ساکن سوہل مقام دھاریوال ضلع گرداسپور)

۱۸- چرخہ کاتنا مردوں کے لئے سنت ہے۔ گاندھویہ فرقہ نے چرخہ کاتنا شروع کر دیا۔

۱۹- ملازمت پولیس حرام اور کفر ہے۔ ملازم پولیس اور پنشنر پولیس کافر ہیں۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ درج باقی بوجہ اطناب ترک ہیں۔ ان مندرجہ بالا باتوں پر غور کیجئے۔ ان کو نہ تو ہم نے کبھی سنا تھا اور نہ ہمارے باپ دادوں نے یہ احداث محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے پیدائش وظہور سے پیدا ہوا۔ جس کو تقریباً ساٹھ ستر سال کا عرصہ گزرتا ہے اس سے پہلے کسی مسلمان کو ان باتوں کی مطلق خبر نہ تھی۔ یہ پیش گوئی پورے طور پر صاف صاف اس فرقہ پر صادق آ گئی۔

پانچویں پیش گوئی حدیث شریف (مشکوٰۃ۔ کنوز الحقائق) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **لاتقوم الساعة حتی تلحق قائل من امتی بالمشرکین** یعنی قیامت سے پہلے میری امت کے چند لوگ مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے یا جا ملیں گے۔

یہ پیش گوئی عرصہ چار سال سے روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ جب کہ چند نام کے مسلمانوں نے ایک مشرک مسلمہ (گاندھی) کو اپنا امام مہدی پیغمبر، مذکر، رہبر، سردار وغیرہ قبول کر کے تمام مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنالیا۔ یہاں تک غلو کیا کہ مشرکین کے تیوہاروں، دسہروں، ہولیوں، دیوالیوں وغیرہ میں مکمل شامل ہوکر ڈولے اٹھائے۔ ان کے مندروں میں جا کر پوجا کی، قشقے لگائے، ارتھیا اٹھائیں، ننگے سر اور ننگے پاؤں رام رام ست ہے، رام رام ست ہے کرتے ہوئے مسلمانوں میں پہنچایا۔ رام چندر لچھمن گاندہی کی جے کے نعرے بڑے زور اور شور سے لگائے۔ مشرک نے حکم دیا کہ کھدر پہنو سواس کی تعمیل ایسے ہوئی کہ کھدر پہننے کو فرض شرعی قرار دیدیا ہے جو مسلمان کھدر نہ پہنے وہ کافر ہے یہاں تک کہ اگر تم اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لو گے تو خدا کو راضی کر لو گے یہ بھی کہا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مسلمان بادشاہ یا سلطان روم چڑھا کرے تو ہم ہندوؤں کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور تلوار اٹھائیں گے اور ہندوؤں کے بدلے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہندو بھائیو دعا کرو کہ ہندو مذہب سچا ہے تو ایشر پر ماتما مجھ کو ہندو مارے۔ اور یہ بھی کہا۔ اللہ اکبر اور گاندہی کی جے پکارنا مترادف المعنی ہے۔ یہ بھی کہا کہ میں اور گاندھی یقینی بھائی بھائی ہیں اور کہا کہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں کسی ہندو سے لڑائی نہ کروں گا چاہے وہ میری بزرگ ماں تک کو بے حرمت کرنے اور میری بیٹی اور بہو کو بے حرمت کرے۔ خواہ وہ میری مسجد کو شہید کرے اور قرآن شریف کو بھی پھاڑ ڈالے۔ (اللہ! اللہ! کفر کی حد ہوگئی) ایک گاندہوی فرقہ کے بڑے مولوی صاحب نے فرمایا

عمر یکہ بآیات واحادیث گزشت — رفتی و نثار بت پرستی کردی

علاوہ اس کے سینکڑوں خرافات کئے۔ غرضیکہ مشرکین کے ساتھ ملجانے میں ایک سرموبھی فرق نہ رکھا۔ مخبر صادق بلکہ اصدق الصادقین حضور سید مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم **ومن یتولهم منكم فانه منهم**[1] نے اس پیش گوئی کی تصدیق اور تائید فرمادی ایک ذرہ بھر بھی تاویل کی گنجائش نہ رہی اور فرقہ گاندہویہ کے لقب کا شرف حاصل کرلیا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

---

[1] جو کوئی ان سے دوستی اور محبت کرے وہ انہی میں سے ہے ۱۲ منہ

علاوہ ازیں اسی پیش گوئی میں دو نکتے عجیبہ وغریبہ ہیں جن سے اس کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

نکتہ اول:- پیش گوئی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔ فلحق قبائل من امتی بالمشرکین اس کے اعداد جمل اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہیں اور ادھر غیر مقلدین آزاد وہابیہ نجدیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کے بھی اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہی اعداد جمل ہیں۔

نکتہ دوم:- حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ قریب قیامت کے کچھ لوگ ہماری امت کے مشرکین میں جاملیں گے۔ وہ فرقہ گاندہویہ کے نام سے نامرد اس کی تصدیق اور تطبیق یوں ہوئی کہ فرقہ گاندہویہ کے اعداد جمل بھی چار سو چھیاسی ۴۸۶ ہیں۔ اور ادھر فرقہ وہابیہ نجدیہ کے بھی چار سو چھیاسی (۴۸۶) اعداد جمل ہیں یوں بھی یعنی گاندہویہ اور وہابیہ نجدیہ کے ایک سو ایک (۱۰۱) ہی ہیں اور لفظ بدعتی کے بھی اعداد جمل چار سو چھیاسی ہی ہیں (۴۸۶) اور لفظ بدانجام کے اعداد جمل بھی ایک سو ایک (۱۰۱) ہیں۔ جو گاندہویہ اور وہابیہ نجدیہ کے برابر ہے۔

اللہ اکبر!! اس پیش گوئی کا پورا ہونا اس فرقہ وہابیہ نجدیہ پر سورج کی طرح ظاہر ہوگیا۔ اور یہی فرقہ گاندہویہ ہے جو مسلمانوں میں سے جدا ہو کر مشرکین سے جاملا اور ان میں داخل ہوگیا۔

حدیث شریف۔ مندرجہ بالا ان کتب مندرجہ ذیل میں موجود ہے۔ کنوز الحقائق مشکوٰۃ المصابیح۔ ترمذی، اشعۃ اللمعات جلد۴، صفحہ۳۱۴ سطر۱۰ (کتاب الفتن) تفویۃ الایمان صفحہ۴۳ سطر۱ پوری حدیث شریف یوں ہے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لا تقوم الساعۃ حتّٰی لحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتّٰی تعبد قبائل من امتی الاوثان ۔ بلفظہ۔

اگر زیادہ وضاحت سے فرقہ گاندہویہ کا حال دیکھنا ہو تو میرا مضمون تاریخی (۱۳۴۳) اطلاع حالات وہابیہ فرقہ گاندہویہ د مرزائیہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ جو سالانہ جلسہ انجمن حزب الاحناف لاہور میں ۲۸ شوال ۱۳۴۳ ہجری کو پڑھا گیا۔

نظم غزلیہ بحالت نجدیہ

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

علم شیطان کا ہو علم نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزم میلاد کنھیا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علم غیبی سے ہو نمازوں میں خیال ان کا برا
اف جہنم کے گدھے اف یہ خرافت تیری

مان لیا ایک مشرک کو امام مہدی تو نے
نبی مان کے اس سے ہوئی سخت محبت تیری

ج کے نعرے لگانا ہوا وظیفہ تیرا
ایسی بڑھ گئی مشرکین سے الفت تیری

کانگرس و خلافت کا غلام بن کر تو نے
ایمان کو کھو دیا پھر ہوئی ذلت تیری

بہکا کے مسلمانوں کو گھر بار چھڑایا
اب روتے ہیں یاد کر کر کے وہ ہجرت تیری

گاندھی نے دیا حکم کہ سب کھدر پہنو
فرضیت کا دیا فتویٰ یہ شریعت تیری

کھدر جو نہ پہنے گا وہ کافر ہوگا
واہ رے اسلام دین سے عداوت تیری

مشرکین سے مل گیا بنایا بھائی ان کو
ہوگئی سب پہ ظاہر یہ گاندہویت تیری

ہوگئی صاف یہ حضرت کی پیش گوئی پوری
کہ مشرکین سے ہو جائے گی اخوت تیری

اسی واسطے ہوگیا گاندھویہ فرقہ
مسلمانوں سے جدا ہے یہ شناخت تیری

وہابیہ نجدیہ اور گاندھویہ برابر
عددوں کے حساب سے ہے یہ مورت تیری

فرقہ وہابیہ ۱۰۱ ، نجدیہ ۱۰۱- ۴۸۶
فرقہ گاندہویہ ۴۸۶

علماء ومفاتی کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرق باطلہ وہابی نجدی۔ وہابی اسماعیلی غیر مقلد نیچری، مرزائی قادیانی، مرزائی لاہوری، مرزائی گناچوری، چکڑالوی، گاندہوی وغیرہ پیدا ہوگئے اور دین اسلام اور مذہب اہلسنّت والجماعت سے خارج ہوگئے۔ اللہم احفظنا من سوء الا عتقادو الفتن و الفساد۔ آمین

اس کے بعد حکیم محمد حسین اپنے خط میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

قولہ، (الف)۔ آپ نے میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا۔

(ب) ذرہ غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں۔ وہ آپ کے بزرگ ہیں۔ آپ ان کی گیارہویں کرتے ہیں ان سے شیئاً للہ طلب کرنے کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں۔

(ج) مالابدمنہ۔ ارشاد الطالبین حجۃ اللہ البالغہ۔ زاد المعاد ابن قیم پڑھا کریں۔

(د) اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے تو براہ مہربانی رقم فرمادیں۔ نیز یاد رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر۲-۳-۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں۔ بلکہ نمبر۲ کی بحث ضمناً کلمہ مولانا شہید پر ہے۔ اور نمبر۳-۴ آپ کی طرف سے بہتان ہے۔

(ھ) برادرانہ مشورہ اور مسٹر حالی کے ابیات۔

(و) اللہ اور رسول کے سوا کسی کا قول حجت نہیں۔ بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو حجت نہیں مانا۔

(ز) آپ حنفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر عام آئمہ کے اقوال اور مذہب کو کافر جانتے ہیں۔

اقوال۔ (الف) آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے آپ کی کتاب کو پڑھا نہیں۔ یہ آپ کی طرف سے علم غیب کا دعویٰ ہے۔ جو آپ کے نزدیک کفر ہے۔ میں نے آپ کی کتاب مختصر کو حرفاً حرفاً پڑھا۔ ہاں! اس میں شک نہیں کہ آپ نے میری کتاب مبسوط کو ضرور نہیں پڑھا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ نصف کے قریب تک میری کتاب میں سے (آپ نے دیکھا بھی نہیں۔ جیسے آگے چل کر معلوم ہوگا) بالخصوص میری کتاب کے ابواب دہم۔ دوازدہم سیزدہم۔ پانزدہم میں سے ایک حرف بھی آپ کے قلم میں نہ آیا۔ جن میں مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد پر بخوبی روشنی پڑتی تھی۔ یا تو عمداً چھوڑ دیا۔ یا دیکھا ہی نہیں۔

(ب) یہ بھی دعویٰ علم غیب سے اور آپ کے لئے کفر ہے۔ میں نے کہاں لکھا ہے کہ شیئاً للہ کہنا میرا جزو ایمان ہے۔ میں نے کہاں لکھا ہے کہ گیارہویں پکایا کرتا ہوں۔ غیر مقلد لوگ جب آزاد ہوگئے۔ تو ان کو خدا کی لعنتوں کا خوف بھی جاتا رہا۔ جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہیں۔ افسوس بہتان بندی کریں تو غیر مقلد یا دیوبندی اور الزام لگائیں۔ دوسروں پر تو یہی مگر کوئی شبہ نہیں کہ شیئاً للہ کا وظیفہ بزرگان سلسلہ قادریہ میں معمول بہ ہے۔ ہر طرح جائز اور گیارہویں کی نیاز ایصال ثواب بروح حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بالکل جائز اور تمام مسلمانوں میں متوارث رائج ہے اور اس کے منکر ہیں۔ تو صرف وہابی ہیں۔ ہوا کریں۔

تعجب ہے کہ آپ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم پیران پیر کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ میری کتاب کوئی عقیدہ برخلاف ان کے نہیں ہے۔ سب سے اول اور سب سے اہم مسئلہ تقلید ہے۔ جس کو حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ بڑے زور و شور سے پکار رہے ہیں کہ خداوند کریم مجھ کو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی پر میری موت ہو اور اسی مذہب پر میرا حشر ہو۔ (صفحہ ۱۸۷) لیکن آپ سختی کے ساتھ اس کے منکر اور فتنہ لکھا (صفحہ ۱۴۶) دیگر تمام مسائل تقلیدیہ حضرت امام حنبل علیہ الرحمۃ کے وہ قائل اور آپ سب کے منکر۔ مثلاً آپ نماز تراویح کی آٹھ رکعت کہتے ہیں اور حضرت بیس رکعت تراویح کی غنیۃ الطالبین میں پڑھنا فرماتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۵۶)

۳-وضو اور تیمم میں زبان سے نیت کرنا افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۶

۴-گردن کا مسح کرنا سنت ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۸

۵-اذان بلا ترجیع کہنی چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۹

۶-زیارت روضہ مطہرہ میں سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۳۳

۷-بادشاہ عادل اور ماں باپ کسی دیندار پرہیزگار، بزرگ کی تعظیم کے لئے قیام کرنا۔ (جن کے وہابی منکر ہیں) (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۴۶

۸-امام کے پیچھے قرأت کرنے کو منع فرماتے ہیں (قرأت خلف الامام) سے سختی سے روکا ہے۔ (مگر غیر مقلد تمام اور خود مولف مخالف ہے۔ صفحہ ۴۴۳-۱۷۷

۹-عامی کو اختلافی مسائل میں اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہیے غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۴۳

۱۰-میت اپنے زائر کو پہچانتی ہے جب وہ قبر پر آتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۱۶۱

اور بھی بہت سے مسائل ہیں لیکن یہ دس مسائل کافی ہیں جس میں غیر مقلدین مخالف ہیں۔ اور میاں طبیب صاحب مجیب پر ایمان لا کر سب سے پہلے غیر مقلدین سے توبہ کرے پھر دیگر امور و مسائل پر عمل کرے ورنہ حضرت غوث الثقلین پیران پیر کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگ سرتاج ہیں۔ لیکن آپ کے چھوٹے بھائی بھی نہیں۔

(ج)۔ سواء ابن قیم کے باقی کتب مصنفہ مقلدین کا نام لکھا ہے جو آپ کے نزدیک شرک ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کا قول حجت شرعی نہیں تو پھر ان کتابوں کی طرف توجہ دلانا اپنے عقیدہ کے خلاف بے سود ہے۔ جس طرح غنیۃ الطالبین آپ کی تردید کر رہی ہے۔ اس طرح تمام مقلدین کی کتابیں آپ کے عقائد کی بڑے زور سے رد کر رہی ہیں۔

(د)۔ مندرجہ بالا کتب مصنفہ علماء مقلدین رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کو دھکے دے رہی ہیں اور غیر مقلدی کی جڑ اکھیڑ رہی ہیں۔ ان کا نام بھی لینا آپ کے لیے شرم کا مقام ہے۔ نمبر ۳،۴ مولوی اسماعیل دہلوی کا عین عقیدہ اور ایمان ہے۔ بہتان نہیں۔ میں نے کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل کے صفحات ۱۴-۱۹-۵۵ کا حوالہ دیدیا اور پھر آپ بہتان کہتے ہیں۔ ہاں! آپ کا ایسا کہنا ضرور بہتان ہے۔

(ھ) برادرانہ مشورہ کیسے۔ میں مقلد اور آپ غیر مقلد۔ اخوت کیسی؟ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سوا حالی کے ابیات اور ابوالکلام کے خیالات آپ کو مبارک ہوں۔

(و) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اولوالامر۔ ماں، باپ، استاذ، مرشد کا حکم ماننا بھی شریعت کا حکم ہے جس کے آپ منکر ہیں۔ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ بلکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو صرف علماء مدینہ منورہ کا اتفاق بھی حجت ہے لیکن آپ کے نزدیک تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام بھی حجت نہیں۔ (العیاذ باللہ) اس لئے کہ آپ غیر مقلد ہیں اور پورا غیر مقلد وہی ہے جو خدا کا بھی مقلد اور فرمانبردار نہ ہو۔

(ز) بالکل غلط اور جھوٹ۔ ہاں آپ کے نزدیک تمام مقلدین آئمہ اربعہ ضرور مشرک ہیں اس حساب سے دوسری یا تیسری صدی ہجری المقدس سے لے کر اب تک (چودھویں صدی تک) سب کے سب مقلدین آئمہ اربعہ (حنفی۔ مالکی،

شافعی۔ حنبلی) اورار بعہ سلاسل کے اہل طریقت ونقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی) مشرک اور کافر ہیں۔ اور تمام محدثین صحاح ستہ وغیرہ سب کے سب مقلدین ہیں جونعوذ باللہ آپ کے نزدیک مشرک ہیں اور مسلمان کون! مٹھی بھر وہابی نجدی۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خبردار! آئندہ کبھی کتب محدثین۔ (بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابی داؤد۔ حصن حصین۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ طبرانی بیہقی وغیرہ) سے کوئی سند پیش نہ کرنا۔ کیونکہ وہ سب مقلد ہیں اور آپ کے نزدیک مشرک۔ مشرک کی کتاب سے حدیث پیش کرنا آپ کو مشرک بنادے گا۔ بس لازم ہے کہ اپنے غیر مقلدین کی کتابوں سے حدیث پیش کیا کریں مثلاً ابن تیمیہ، ابن قیم، داؤد ظاہری، قاضی شوقانی، جو اہلسنّت والجماعت سے خارج ہیں۔ تاکہ پوری پوری غیر مقلدی ثابت ہو۔

لیجئے! آپ کے خط کا جواب ہو چکا۔ اس سے اصل حقیقت مذہب مصنف اثبات التوحید ظاہر کیا ہے۔ یہی غیر مقلدی اور وہابیت ہے جس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر فرقہ فرقہ جدا کر دیا ہے۔ نیچری ان کے بھائی۔ چکڑ الوی ان کے اخی، مرزائی ان کے برادر، گاندھوی یہ خود ایک صدی کے اندر اندر انہوں نے یہ ترقی کی ہے۔ اور آئندہ کوشش جاری ہے مگر یاد رہے کہ وہ ناجی فرقہ، ظاہرین علی الحق، حزب اللہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً اور ان کے متفق العقائد مسلمان ہی ہیں جو ان سب فرق باطلہ پر بفضل ایزدی تاقیامت مسلط اور غالب رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللھم زدفزد اٰمین

کتاب جواب الجواب کا نام فضل التوحید ہے

اب میں خدا کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید کے جواب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور نام اس کتاب کا فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید رکھتا ہوں لفظ فضل میرے نام کی ابتدا ہے نیز فضل سے الوحید جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے اور خداوند کریم کا بھی ایک نام صفاتی الوحید ہے۔ گویا حقیر قاضی فضل احمد نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے یہ کتاب لکھی ہے جو انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرما کر مسلمانان اہلسنّت والجماعت کے لئے موجب ہدایت وصراط مستقیم کرے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

کتاب فضل الوحید فی جواب رسالہ اثبات التوحید

اب میں اللہ تعالیٰ اور فخر عالم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید مصنفہ وممدودہ حکیم یا طبیب محمد حسین قریشی ساکن موضع کوٹ بھٹہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو اس نے میری مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان وکشمیر کے برائے نام جواب میں لکھا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھلاؤں گا کہ مجیب نے کیا لکھا اور کیا جواب دیا۔ یا کہ میری کتاب تمام اعتراضات اور مضامین کو قبول کر کے اپنی غیر مقلدی اور وہابیت کا ثبوت خود بخود پیش کر دیا۔ جواب اس کا بطرز قولہ اور اقول کے ہوگا۔ لفظ قولہ اصل عبارت بلفظ رسالہ اثبات التوحید کی لکھی جائے گی تاکہ ناظرین وقارئین کو اس رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اور یہی طریقہ انسب کسی کی تحریر کے جواب دینے کا ہے تاکہ کوئی عذر نہ ہو سکے کہ ہم نے یوں لکھا اور ہمارے الفاظ اور ہیں اور جواب کچھ اور ہے۔ جیسے کہ مصنف رسالہ اثبات التوحید نے کیا ہے اور لفظ اقول کے آگے میری طرف سے جواب ہوگا۔ جس سے پڑھنے والے حضرات کو پورے طور پر پتہ لگ جائے گا کہ دراصل اثبات التوحید ہے یا اثبات التوحید ہے اور اس کی تحریر ہے اور اس کے جواب میں کیا مستطیر ہے۔ وھو ھذا قولہ:-

تمہید

برادران اسلام یہ ناچیز تالیف کوئی عالمانہ تالیف نہیں۔ میں اپنی کم علمی اور بے مائیگی کو تسلیم کرتا ہوں۔ بلفظ ملتقطاً ٹائیٹل پیج

اقول:- آپ نے سچ کہا کہ آپ عالم نہیں۔ اس لئے آپ کی تالیف بھی عالمانہ نہیں ہاں! طبیب ہیں۔ لیکن وہ بھی دہقانی، دیہاتی۔ آپ کی کم علمی کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سی شرعی، املائی، علمی، سیری، انشائی غلطیاں۔ اس اپنے رسالہ میں آپ نے کی ہیں۔ جو سرسری نظر میں آئی ہیں۔ یہ ہیں۔

رسالہ اثبات التوحید کے اغلاط

۱- شروع رسالہ میں تمہید سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدأ فیه ببسم الله فھو اقطع (بیہقی) کنوز الحقائق صفحہ ۹۴-

جوکام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے۔ وہ اقطع وابتر ہوتا ہے۔ سوخداوند کریم کی طرف سے آپ کا یہ رسالہ ابتر ہے۔ اور واقعی ابتر ہے۔ یوں تو دعویٰ ہے کہ ہم موحد اہلحدیث ہیں۔ مگر دراصل حدیث شریف سے کوسوں دور اور نفور ہیں۔

۲- نذر کو نظر لکھ دیا ہے۔ ابتدائی تمہیدی صفحہ۔ اصل عبارت یہ ہے۔ وہ بہرحال توکل علی اللہ یہ کام جیسا کچھ ہوسکا ارباب علم کی نظر کیا جاتا ہے" چونکہ نذر غیر اللہ شرک ہے سب سے پہلے شروع ہی میں مصنف نے اس رسالہ کو نذر غیر اللہ کرکے اپنے مشرک ہونے کا اظہار کردیا۔ یہی آپ کا رسالہ ابتر ہوا اور خلاف حدیث شریف جو کام کیا اس نے قلم پکڑتے ہی مشرک بنا دیا۔

۳- تہدیہ۔ مولف نے اس رسالہ کا ہدیہ آنحضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر کیا ہے۔ یہاں تک بغض ہے کہ ہدیہ بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر نہ کیا۔

۴- اس کے خلاف پہلے تمہیدی صفحہ پر یوں لکھتے ہیں۔ کتاب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ پہلے یہ رسالہ ناظرین کو ہدیہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ہدیہ کردیا۔ یہ خوب تہدیہ ہے۔ وہابیت کا ہدیہ اسی قسم کا ہوا کرتا ہے۔

۵- ملخصاً کو مخلصاً لکھ دیا۔ صفحہ کا آخری نوٹ۔ اصل عبارت یہ ہے۔ "معترض کی عبارات جو اس کتاب میں بتائی گئی ہیں۔ وہ بجنسہ نہیں لکھی گئیں۔ بلکہ مخلصاً اور ان کا مفہوم بتایا گیا ہے۔"

ناظرین! جب میری کتاب کی عبارت ہی نہیں لکھی گئی۔ تو اس کا جواب کیا ہوگا۔ اور کیا سمجھا جاوے گا مگر دراصل جواب نہیں صرف ٹالم ٹال ہے۔

۶- مولوی اور عالم سدواتے ہیں یہاں دو لفظ کہلواتے ہیں۔ لکھنا چاہیے تھا۔ مگر سدواتے لکھ دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ اردو الفاظ بھی نہیں جانتے۔

۷- مطالعہ کو معالعہ لکھ دیا۔ صفحہ ۳ سطر ۶

۸- کفرون کو کافرون خلاف رسم الخط لکھ دیا۔ صفحہ ۳ سطر ۱۴

۹- اتقلم کو اتقاکم۔۔۔ قرآنی کے لکھ دیا صفحہ ۴ سطر ۲۷

۱۰- رنڈیوں کے دوبارہ نکاح کروائے۔ آپ کی اردو دانی یہ ہے صفحہ ۱۱ سطر ا کہ بیوہ عورتوں کو رنڈیاں (بازاری فاحشہ عورات) لکھ دیا۔

۱۱- جابجا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر درود شریف کا اختصار کرکے لفظ صلعم جو خلاف حدیث بدبختی کی علامت ہے۔ یوں تو آپ غیر مقلد اہلحدیث ہیں۔ (صفحہ ۱۳ سطر ۲-۲۷) (صفحہ ۱۳ سطر ۴-۸-۱۰) صفحہ ۷ ۵ سطر ۵ وغیرہ۔

۱۲- لاپروائی کو لاپرواہی لکھا۔ صفحہ ۱۳ سطر ۳۲

۱۳- مزامیر کو مذامیر (صفحہ ۳ سطر ۲۰) (صفحہ ۱۴ سطر ۲۶) (صفحہ ۱۳ سطر ۱۷-۲)

۱۴- صراط مستقیم کو صراط مستقیم لکھا۔ (صفحہ ۲۶ سطر ۱۳) (صفحہ ۲۸ سطر ۶-۱۷) (صفحہ ۳۸ سطر ۷) اس سے ظاہر ہے۔ آپ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی صراط مستقیم کو بھی نہیں دیکھا۔ ورنہ نام صحیح لکھتے۔

۱۵- پوشانندہ کو پوشندہ لکھ دیا۔ (صفحہ ۴۸ سطر ۱) یہ آپ کی فارسی دانی ہے۔

۱۶- کل مومن اخوۃ کو حدیث بیان کیا۔ حالانکہ یہ کوئی حدیث نہیں۔ یہ اہلحدیث صاحب کی حدیث دانی ہے۔ (صفحہ ۵۲ سطر ۸) (صفحہ ۵۴ سطر ۱۳) (صفحہ ۵۶ سطر ۶)

۱۷- مکہ معظمہ کو ملکہ معظمہ لکھ دیا ، صفحہ ۲۷ سطر ۲۴

۱۸- لفظ شمیدی کو شنیدی لکھا صفحہ ۸۵ سطر ۳۱

۱۹- پاگل کو پاغل لکھ دیا صفحہ ۹۳ سطر ۱۵

۲۰- مدعو کو مدعوا لکھا صفحہ ۱۳۱ سطر ۲۶

۲۱- شوربہ کو شورا لکھا صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۰

مولف کی اظہار لیاقت اقبالیہ کے لئے صرف ۲۱ نمبر ہی کافی سے زیادہ ہیں۔ یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ کہ کاتب کی طرف سے یہ اغلاط ظہور میں آئی ہیں۔ کیونکہ مولف صاحب خود کاتب ہیں اور انہوں نے اس کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کو خود اپنے قلم سے لکھا ہے۔ افسوس ان اغلاط کو مولف کے معاونین نے یا مقرضین نے بھی نہ دیکھا۔ خدا کی قدرت نے بھی مولف کی لیاقت کو ظاہر کرنا تھا۔ جیسے کہ وہ اپنی حالت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

جومیاں صاحب نجات المومنین اور یکی روٹی پڑھ گئے۔ وہ لگے دیگر علماء پر فتوے کفر لگانے (صفحہ ۳ سطر ۵)

یعنی بعینہ جومیاں صاحب اردو کے چند رسالے۔ تقویۃ الایمان۔ نجات المسلمین۔ منجی المومنین، فقہ محمدی پڑھ گئے۔ وہ لگے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر بنانے مولف نے خود اپنا خاکہ کھینچ کر دکھلا دیا اور لوگوں کی مدد پر جواب لکھنے بیٹھ گئے۔

باوجود اس بے مائیگی اور کم علمی کے مولف نے اس کتاب مبسوط (انوار آفتاب صداقت) کے جواب میں قلم اٹھایا جس کو علمائے کرام وصوفیائے عظام پنجاب وہندوستان نے ملاحظہ فرما کر تصدیق کیا۔ لیکن مولف نے ان پانچ کس علمائے لائل پور کی امداد تحریری وتصدیق نہ کی۔ لیکن تاہم مولف نے ان کا شکریہ یوں ادا کیا ہے۔

آخر میں مجھے ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے جرأت وہمت دلائی اور مشورہ اور تحریر سے مدد دی۔ بلفظ تمہیدی صفحہ سطر ۱۵

ان مولویوں کے نام جنہوں نے مولف کو مدد دی

۱- مولوی محمد امین لائل پوری، ۲- مولوی عبدالجلیل، ۳- حافظ محمد شریف، ۴- منشی برکت علی، ۵- برادر عبدالغفور

مگر افسوس۔ ان مندرجہ بالا معاونین نے کئی تصدیقی الفاظ اس رسالہ اثبات التوحید پر نہ لکھے۔ یہ ان کی عقلمندی ہے کہ

آج وہ اپنی ندامت اور خجالت سے محفوظ رہے۔

قولہ:- نہیں اختیار کسی کو اس کے ملک میں چھلکے اور تل کے برابر یہاں تک نہ شفاعت کریں گے نبی بغیر اس کی اجازت کے اور نہ چھٹکارا کسی کا۔ مگر اس کے لطف اور احسان سے اور درود ہو اوپر افضل خلقت اور شفیع الامم کے اگر نہ پیدا ہوتے وہ دنیا ہی پیدا نہ ہوتی۔ صفحہ ۱ سطر ۱۰- بلفظہ۔

اقول:- ناظرین مولف کی وہابی یا گلابی اردو کو ملاحظہ فرمایئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو بھی ایک تل کے برابر بھی اختیار نہیں اور نہ وہ کسی کی شفاعت بغیر اجازت کر سکتے ہیں۔ محض بے اختیار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبیوں میں داخل اور بے اختیار ہیں۔ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل خلقت نہ ہوتی۔ مگر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک تل کے برابر بھی ان کو اختیار نہیں۔ مولف کی یہ بہکی ہوئی باتیں ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ وہابیہ تو ضرور منکر شفاعت ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کبھی کبھی ان کے قلم سے اقرار بھی نکل جاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ شفیع اور مشفع اور مختار کل ہیں اور ان کے اسمائے مبارک میں ایک نام مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالیٰ رزق دینے والا ہے مگر اس کے تقسیم کرنے والے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فارسی شرح دلائل الخیرات وظیفہ اہلسنّت والجماعت عرب وعجم

مفتاح اللہ المختار یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت اور رحمت اور برگزیدہ مختار ہیں۔ روایت ہے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا ہوا ہے۔ توریت کی سطر اول میں محمد رسول اللہ میرے بندے مختار ہیں۔ نہ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنیوالے بازار میں اور نہ بدلہ لینے والے بدی کا ساتھ بدی کے بلکہ معاف کرنے والے بخشنے والے مولد (مَوْلِدُ اسم ظرف ہے بمعنٰی جائے پیدائش' پیدائش کی جگہ ۱۲- توگیروی) ان کا مکہ ہے، اور جائے ہجرت ان کی مدینہ ہے۔ اور ملک ان کا شام ہے۔ (بلفظہ حاشیہ دلائل الخیرات صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ انصاری دہلی تقطیع خورد)

وہابیہ نجدیہ کا اصول یہ ہے کہ ان باتوں کا تلاش کرتے رہنا کہ جس سے کسر شان اس عالیشان محبوب وحبیب رب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔

غزل نعتیہ

قربان ہو نبی پر ایمان ہے تو یہ ہے — زاہد جنان کا رستہ آسان ہے تو یہ ہے

مرغوب اولیاء ہے مطلوب انبیا ہے — محبوب کبریا ہے انسان ہے تو یہ ہے

یا رب ھب لی امت کہتے سر قیامت — آئیں گے میرے حضرت پہچان ہے تو یہ ہے

مخدوم انس وجاں ہے سردار مرسلاں ہے — مختار دو جہاں ہے سلطاں ہے تو یہ ہے

میں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون الشفاعت ہیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

اب میں مجیب کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھلاتا ہوں۔ اس پر شائد ایمان لے آئیں۔ ابن قیم اپنی کتاب کبائر اور کتاب سنت اور بدعت میں لکھتے ہیں۔ عن رجلین الذی استغاثا برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وکان بعد وقطع لسان احدهما وبعضهم فقاعین الاخر فلما آتیاقبر الشریف واستغاثابه رد اللہ علیهما ما فقد من اللسان والعین یعنی ابن قیم دو شخصوں کا حال لکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کرنے کو گئے تھے۔ وہ کہ بعض دشمنوں نے ایک کی آنکھ نکال لی اور دوسرے کی زبان کاٹ ڈالی تھی۔ پس وہ دونوں شخص قبر شریف پر گئے اور انہوں نے دہائی دی اور فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زبان اور آنکھ دیدی۔

دیکھئے یہ ہے خداداد اختیار کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر انہوں نے فریاد کی نکلی ہوئی آنکھ اور کاٹی ہوئی زبان واپس دلوادی اس کو کہتے ہیں۔ اختیار اور یہی ہیں مختار۔ جن کی نسبت آپ کہتے کہ ان کو تل کے برابر بھی اختیار نہیں۔ ہمارے بزرگوں کے اقوال کو نہ مانو لیکن اپنے بڑے بزرگ کا لکھا ہوا مان لو اور یقین مان لو۔

قولہ:- چونکہ اس زمانہ طوفان بدتمیزی میں جدھر نظر اٹھائی جاتی ہے۔ ایک نیا عالم اور نیا ہی شعبدہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ آزادی زمانہ نے بیبا پیدا کر دی ہے۔ الخ۔ بلفظہ (صفحہ ۱ سطر ۲)

اقول:- بیشک غیر مقلدی کے معنی ہی آزادی کے ہیں۔ اسی آزادی نے طوفان بے تمیزی میں بیبا کی پیدا کرتی ہے۔ یہاں تک بیبا کی کہ مشرکین کو اپنا بھائی یقینی بنالیا اور من کل الوجوہ ان میں مل گئے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور فرقہ گاندھویہ کا فخری لقب حاصل کرلیا۔ اگر مفصل دیکھنا ہو تو یہ رسالہ متفقہ فتویٰ ہے۔ تاریخی نام کو ملاحظہ کیجئے جو جمعیۃ العلماء دہلی کے فتوے کی تردید میں ہے اور لاہور میں ۱۹۳۲ء کو طبع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

قولہ:- جو علمائے کرام دین حق کے لئے اپنی جانوں اور مالوں کو تلف کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے بدلے جیل خانوں میں جا رہے ہیں جو طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو رہے ہیں ان کو وہابی پکارا جاتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴ سطر ۴)

اقول:- واقعی وہابی مولوی دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر بغاوت کے جرم میں جیل میں جا رہے ہیں۔ کوئی کام دین کا نہیں کیا۔ لوگوں سے روپیہ وصول کر کے اپنے عیش وآرام میں صرف کیا۔ گاندھی مشرک مسلمہ کو۔ امام پیغمبر۔ مذکر۔ سردار۔ رہبر قبول کر کے سوراج سلطنت لینے کے لیے اپنی خلافت کو کانگرس میں جذب کر کے طوفان بدتمیزی کا شور وشغب بغاوت کے ساتھ ملایا اور فرقہ گاندھویہ کا فخر حاصل کر کے جیل خانوں کی سیر کی۔ اور لاکھوں کروڑوں روپیہ وصول شدہ کو ہضم کر کے ڈکار بھی نہ لیا۔

قولہ:- بھلا عمر فاروق ساعدل گستر اور موحد امیر المومنین السلام کا خلیفہ ہوتو کیوں نہ ایسا ہوتا۔ حجرِ اسود کے بوسہ دینے پر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا۔ تو تجھ کو اکھڑوا کر باہر پھینکوا دیتا۔ یہ بات حجر الاسود کو مخاطب کر کے کہی تھی۔ ملتقطاً (صفحہ ۴ سطر ۱۱)

اقول:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت اور ادب کہ کوئی کلمہ تعظیمی حضرت یا رضی اللہ عنہ ان کے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے پہلے غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کی گردن زنی کرتے۔ جو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھنے سے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور آٹھ تراویح پڑھنے والے غیر مقلد کو جہنم رسید کرتے۔ حجر الاسود کے بوسہ دینے پر اب بھی غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کا اعتقاد یہی ہے۔ کہ یہ بوسہ دینا شرک ہے۔ جیسے ان دنوں ابن سعود نجدی نے کعبۃ اللہ پر مسلط ہو کر سخت مسلمانوں کے ہی ہاتھوں سے قتل ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کریں۔ سو ایسے لوگ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ضرور کافر ہیں اور وجوہات کفر میری کتاب میں موجود ہیں۔ آپ نے اپنے چار بزرگوں کے نام بتائے ہیں جن کا ذکر آپ اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۷ سے شروع کر کے صفحہ ۴۰ تک لکھا ہے۔ سو ان کی بزرگی کی کیفیت اپنے موقع پر درج ہوگی۔ انتظار کریں۔

قولہ:- عجب یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں اور ان کا سا عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے اور مسجدوں میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ سبحان اللہ! ایسے مفتری لوگ مقلد تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بنتے ہیں مگر ان کے فرمان والصلوۃ خلف کل بر وفاجر من المومنین جائزۃ کی تقلید سے منکر ہیں۔ اور فرمان باری تعالیٰ کے بھی خلاف ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہ اسمہ وسعیٰ فی خرابھا الأیۃ بلفظ صفحہ ۸ سطر ۲۲)

اقول:- غیر مقلدین نجدیہ وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا باعث ان کے عقائد اور اعمال فاسدہ اور کلمات کفر اور کاسدہ ہیں۔ جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس لئے اہلسنّت والجماعت کی نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔ اس میں علماء سلف وخلف کا اتفاق ہے۔ مجیب صاحب نے جو قول حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نقل کیا ہے۔ وہ ان کے لئے مفید نہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ بشرط ضرورت ہر نیک و فاجر مسلمان اہلسنّت والجماعت کے پیچھے نماز جائز ہے۔ لیکن کسی فرق باطلہ مثلاً معتزلہ۔ قدریہ۔ دہریہ۔ نیچریہ۔ غیر مقلد۔ وہابیہ نجدیہ۔ شیعہ۔ مرزائیہ۔ چکڑالویہ۔ گاندھویہ وغیرہ ہم کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ تمام فرق عقیدتاً اہلسنّت والجماعت مقلدین اربعہ مذاہب کے خلاف ہیں۔ اور جو آیت شریف آپ نے لکھی ہے۔ اس میں آپ نے دو غلطیاں کی ہیں۔ مسجد کو مساجد اور فیہا کو فیہ لکھ دیا۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ایسے ایسے بدمذہب خلاف عقائد فرق کا اہلسنّت والجماعت کی مسجدوں میں داخل ہونا موجب فساد وفتنہ ہے۔ جیسے کہ آیت شریف وسعیٰ فی خرابھا ظاہر کر رہا ہے۔ یہی مفسد لوگ مسجد کی آبادی میں فساد ڈال کر خرابی کرتے ہیں یا اس میں کوشش کرتے ہیں دیکھو جب اہلسنّت والجماعت مقلدین امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد میں جب تم زور سے آمین پکارو گے تو ان کی نمازوں میں خلل آئے

گا۔ وہ چپ نہ رہ سکیں گے اور تم اس زعم میں کہ ہم سنت ادا کرتے ہیں اور وہ کہیں گے کہ تم سنت متروکہ کو بغرض فساد ایسا کرتے ہو تو مسجد میں فتنہ وفساد ہو کر جنگ وجدال ہو جائے گا۔ جیسے کہ ایسا کئی جگہ ہوا۔ اور غیر مقلدین کی مساجد حکماً الگ ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی مساجد میں ایسے مفسد کو آنے نہیں دیتے اور اگر آ گیا ہو تو معلوم ہو جانے پر اس کو نکال دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ نہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لہسن شام کھانے والے کو مسجد سے نکال دیا اور ایک قصاص کو مسجد میں سے باہر نکلوا دیا۔ کیا یہ آیت شریف موجود نہ تھی۔ ضرور تھی مگر مفسد دین، ایذا رساں مصلیاں۔ بدعقیدہ قصہ گو، بدمذہب فرق باطلہ کے لئے اہلسنّت والجماعت مسلمانوں کی مساجد میں داخل نہیں۔ فتاوے موجود ہیں۔

قولہ:- نیز راقم نے مذکورہ بالا کتاب کے مصنف انسپکٹر صاحب کی زبان سے اپنے کانوں سے سنا کہ جو علماء ترک موالات عدم تعاون کا فتویٰ دے کر نصاریٰ کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ سب کے سب وہابی ہیں اور ایسے وہابی اس کی کتاب ناصواب میں کافر۔ مشرک مرتد ٹھہر چکے ہیں۔ خدا جانے مسلمان کون ہیں۔ بلفظہ ۹ سطر ۸۔

اقول:- مجھے یاد نہیں۔ مجیب صاحب نے سنا ہوگا۔ یہ میرا کہنا سچ اور بالکل سچ ہے کہ ایسے ایسے فتوے دینے والے ضرور غیر مقلد وہابی، دیوبندی، نجدی ہی تھے جنہوں نے ایسے ایسے فتاوے دے کر مسلمانوں کو ستیاناس کر دیا۔ ہندو مشرکوں کے غلام بھی بنے۔ مگر پھر بھی انہوں نے مٹی کا تیل ڈال ڈال کر زندہ مسلمانوں کو جلایا۔ یہ ان مفتیان ترک موالات اور عدم تعاونیوں کے فتاووں کا نتیجہ بد تھا اور اب تک چلا جا رہا ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ مفتیان بغاوت جنہوں نے دہلی میں اپنی جمعیت قائم کر کے پانچ سو مفتیان وہابیہ وضعی نے فتوے دے کر تمام ملازمتیں حرام قرار دیں اور ملازمت پولیس کو سب سے زیادہ حرام لکھا اور ملازم پولیس اور پنشن خوار پولیس کو کافر قرار دیا۔ یہ سب کے سب (جو پانچ سو علما کذباً بیان کئے جاتے تھے اور دراصل ایک سو اکیس تھے۔ ضرور غیر مقلد اور وہابی نجدی دیوبندی تھے۔ ان کے وہابی ہونے میں انکار نہیں ہو سکتا۔ اس فتوے کی تردید میں، میں نے ایک رسالہ جس کا تاریخی نام عہدہ پولیس ۱۳۳۴ کی ملازمت حلال وسنت ہے اور دوسرا تاریخی نام ردمتفقہ فتویٰ ۱۳۴۰ ہے لکھ کر لاہور میں شائع کیا ہے جس کا جواب اب تک کسی خلافتی وہابی مولوی سے نہیں ہو سکا۔ کہاں ایک سو اکیس وہابی فرضی مولوی یا ان کے ساتھ جہلا کا اژدہام اور کہاں سات کروڑ مسلمان ہندوستان اور ان کے ہزاروں علماء کرام یہ سچ ہے کہ حق حق ہے باطل باطل ہے۔ دیکھا اہل کتاب سے ترک موالات اور مشرکین سے اخوت اور اتحادات کرنے کا نتیجہ کیا ہوا۔ مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ خوار کیا۔ ہجرت کروا کر ان کو گھر بار سے نکلوا کر نادار اور لاچار کیا۔ واپس ہوئے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے مشرکین نے بھی جن کو وہ اپنے بھائی یقینی سمجھے ہوئے تھے قتل اور خونریزیاں کیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو مٹی کا تیل ڈال کر زندوں کو جلایا۔ بقول شخصے نہ پیا ملا نہ رام ملا نہ اس ملا نہ چام ملا ٹھن ٹھن گویاں ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی وہ علما مسلمانوں کے خیر خواہ تارک موالات ہیں۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ:- ان بزرگان دین کے بہت سے حاسد بھی ہیں جنہوں نے ان کو برے برے الفاظ سے موسوم کیا ہے اور ان کی

تصانیف پر اعتراض رکھے۔ مگر اکثر ان کے موافق بھی تو ہیں۔ خواہ مخالفوں سے کم ہی ہوں مگر یہ تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ وقلیلاً مین عبادی الشکور بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۱۸

اقول:- عبارت کیسی موزون ہے۔ برے برے الفاظ سے موسوم کیا۔ الفاظ کے ساتھ موسوم:- دوسرے ان کو تصانیف پر اعتراض رکھے۔'' چھوٹی سی آیت شریف کو بھی صحیح نہیں لکھا۔ لکھ دیا۔ قرآنی علم بھی آپ کا ایسا ہی ہے اور اکثر جگہ یہی حال ہے۔ آیت بھی صحیح نہیں لکھی گئی۔ آپ نے نص قطعی قلیل من عبادی الشکور یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ جو گروہ یا جماعت قلیل ہوتی ہے وہ بندگان مشکور میں داخل اور ناجی ہے اور یہی حق پر ہے۔ مگر آپ نے یہ بالکل غلط سمجھا اور تفقہ فی الدین سے کوسوں دور ہے۔ اگر آپ نے تھوڑی جماعت کو حق پر تصور کرتے ہیں تو سب سے زیادہ حق خوراج اور نواصب۔ شیعہ، نیچری، مرزائی، بہائی اور چکڑالوی ہوں گے۔ چکڑالوی تو سب سے اول درجہ حق پر سمجھنے چاہئیں جو تمام پنجاب میں صرف ۱۷۲ ہی ہیں جو مردم شماری میں آچکے ہیں۔ اگر یہ مندرجہ بالا فرق دعویٰ حقانیت کریں تو اس کا کیا جواب ہوگا۔ کچھ نہیں لیکن دراصل یہ آیت شریف اس کی دلیل ہی نہیں۔ معنی آیت شریف کے یہ ہیں کہ میرے بندوں میں سے شکر گزار کم ہیں۔ دوسرا ترجمہ تھوڑے ہیں۔ میرے بندوں میں حق ماننے والے۔ اور ابتدا آیت شریف کے اعملو آل داؤد شکرا ہے یعنی اے آل داؤد کی نیک کام کرو شکران نعمت کرتے ہوئے تفاسیر میں آل داؤد کے شکر کی بابت لکھا ہے کہ ان کے برابر کوئی شکر کرنے والا نہیں تھا۔ بعض تفاسیر میں پیغمبران علیہم السلام کی نسبت اشارہ ہے کہ وہ تمام دنیا سے قلیل ہیں۔ لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ اہل اسلام سے ایک قلیل جماعت اپنے مخترع عقائد کو لے کر یہ کہے کہ ہماری تھوڑی جماعت حق پر ہے اور اس آیت شریف کو اپنی دلیل بیان کردے۔

میں کہتا ہوں کہ حق اور صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل جماعت سواد اعظم بموجب حکم خداوندی ثلثة من الاولین وثلته من الأخرین داہنے ہاتھ والے اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بہت ہوں گے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

(الف) اتبعوا اسوادا لا عظم ۔ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔

(ب) لایجتمع امتی علیٰ ضلالة میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(ج) یداللہ علی الجماعت جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر وہابیہ اس بارہ میں کے ساتھ اچھا فیصلہ فرماتے ہیں۔

تحفہ اثناء عشریہ کید یازدہم۔ مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ آنکہ گویند مذہب اثناء عشریہ حق است قلیل وذلیل و اہل سنت کثیر وعزیز وخدا تعالیٰ در اہل حق میفرماید ودرین تقریر تحریف کلام اللہ است زیرا کہ حق تعالیٰ درحق اصحاب الیمن فرمودہ است ثلة من الاولین وثلة من الاخرین اگر قلت وذلت موجب حقیقت شود باید کہ نواصب وخوارج باوادلے بحق باشند کہ

بسیار قلیل وذلیل اند۔ بلکہ حق تعالیٰ جا بجا ظہور وغلبہ وتسلط در شان اہل حق میفرماید ودر احادیث جا بجا باتباع سواد الاعظم ازامت ومعافقت با جماعت فرمودہ اند۔ بلفظہ۔

ترجمہ:- شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ قلیل وذلیل ہے اور فرقہ اہل سنت بہت ہے اور غالب ہے اور خدا تعالیٰ اہل حق کے لئے قلیل تاہم تھوڑے ہونا فرماتا ہے۔ سو اس کلام میں کلام اللہ شریف کی تعریف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اہل حق کے حق میں اصحاب الیمین داہنے ہاتھ والے فرماتا ہے۔ پہلوں میں سے بہت اور پچھلوں میں سے بہت ہوں گے۔ اگر تھوڑا ہونا اور ذلیل ہونا حق ہونے کا موجب ہو تو لازم ہے کہ خارجی اور ناصبی گروہ اولیٰ اور زیادہ حقدار اہل حق ہوں۔ کیونکہ یہ قلیل اور ذلیل ہیں۔ مگر حق تعالیٰ نے جا بجا غالب اور مسلط ہونا دوسرے لوگوں پر اہل حق کی شان میں فرماتا ہے اور احادیث شریف میں جگہ جگہ سواد اعظم کی اتباع اور جماعت کے ساتھ موافقت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (ختم ہوا ترجمہ)

پس مجیب کا گروہ قلیل وذلیل ہے۔ اس لئے اس کے ناحق پر ہونے کی یہی کافی دلیل ہے۔

قولہ:- مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان توحید پر ایک یگانہ کتاب ہے۔ صفحہ ۷ سطر ۲۳- کتاب تقویۃ الایمان پر جرح کر کے اور شہید صاحب کا مذہب وہابی لکھا ہے صفحہ ۹ سطر ۲۳ - یہ نادر کتاب توحید پر لکھی گئی۔ صفحہ ۹ سطر ۲۷-

اقول:- ہاں! یہ کتاب بلاشبہ تمام مسلمانوں و کافر اور مشرک بنانے میں ضرور یگانہ اور نادر ہے۔ اس سے انکار نہیں۔ توحید کی آڑ میں اللہ تعالیٰ کی توہین اور تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت اور تمام صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم اور تبع التابعین واولیاء اور بزرگان دین وکافتہ المسلمین کو مشرک اور کافر بنا دیا ہے۔ پھر کیوں نہ یہ کتاب تقویۃ الایمان یگانہ اور نادر ہو۔ اس لئے میں اس کی یگانگی اور نادرہی اور اس کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی کی جرأت پر علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف سے جو فتویٰ کفر لکھا گیا اس کو پیش کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کی یگانگیت ونادریت ظاہر ہو جائے۔ جو میری کتاب میں پہلے بھی درج ہو چکا ہے۔

پہلا فتویٰ کفر منجانب علمائے کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً۔ کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی پر لاشك فی بطلان المنقول من تفوية الايمان وكونه موفقا للنجدية وماخوذ من كتاب التوحيد لقرن الشيطان ۔

وايضاً نسبت تفوية الايمان ومولف ان هذا الدجال والكتاب استحق اللغنة من الله تعالىٰ ومليكته واولى العلم وسائر العلمين اعلم ان كلام هذا الدحال كله سيا للا نبياء والا ستهزا بسنن المرسلين وعداوة وبعلوشان المرفوع الذكر صلى الله عليه وسلم يا ان رجة القصرى لا يصودالمزيد وناصريه اجمعين لعنته الله بعددرمل القفار واوراق الاشجارا الخ ۔

سيوف البارقه علی رؤس الفاسفه تصنیف علامہ محمد عبداللہ حراسانی مطبوعہ نصیریہ ۱۳۰۲ مکہ معظمہ بلفظہ کتاب

پھونچال بر لشکر دجال صفحہ ۵۴ انوار آفتاب صداقت ۶۲۳۔

(دوسرا فتویٰ کفر)

منجانب علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مولف مولوی اسماعیل دہلوی پر یہ بہت مفصل فتویٰ ہے بوجہ اطناب عبارت ترک ہے دیکھو کتاب پھونچال بر لشکر دجال مطبوعہ مطبع قمر ہند لاہور ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۸ سے ۱۳۰ تک اور انوار آفتاب صداقت صفحہ ۶۲۴۔

علاوہ اس کے تقویۃ الایمان نادر کتاب کی تردید میں چالیس کتابیں طبع شدہ موجود ہیں جن کی فہرست میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۳۰ پر درج ہے۔ مولف مجیب نے ان فتاوؤں کی طرف خیال ہی نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ آپ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو پڑھا ہی نہیں۔ یا تجاہل عارفانہ کیا۔ دیگر فتاوے تکفیر جو مولوی اسماعیل دہلوی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پر لگائے یا ان کی ذریت غیر مقلدین وہابیہ دیوبندیہ نے ان پر قائم کئے ہیں۔ وہ بھی آگے آتے ہیں۔ انتظار کریں۔

قولہ:- ہمت انسپکٹر صاحب موصوف نے بہت کی۔ مگر تعصب سے کاش! اس کی بجائے کوئی مفید خلائق اور نتیجہ خیز کام کی طرف متوجہ ہوتے جس سے نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق نہ بنتے اور تمام اہل اسلام کی دعا کے مستحق ٹھہرتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۲۔

اقول:- الحمدللہ کام تو خداوند کریم نے مجھ سے بلاتعصب مذمومہ کے وہ کرایا ہے کہ جس کا شکریہ تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت ادا کرتے ہیں اور تمام علماء کرام اور صوفیائے عظام تہ دل سے دعائیں دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت وحضانت کردی۔ اس سے بڑھ کر مفید خلائق کام اور کیا ہوسکتا ہے چونکہ جو لوگ اسلام میں داخل ہی نہیں۔ ان کی دعا کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ بیشک گالیاں دیں۔ کوئی پرواہ نہیں۔

قولہ:- مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ ہی میں تھی۔ مگر کہیں سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قبر مبارک پر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو آج ہمارے علماء بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۳ سطر ۷۔

اقول:- لاحول ولا قوۃ الا باللہ ! آپ کو اتنی خبر بھی نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک کہاں ہے۔ افسوس پہلے یہ تو معلوم کر لیتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ معظمہ میں ہے یا نہیں۔ مگر نہ کیا اور ندامت وخجالت کا منہ دیکھا۔ دیکھو کتاب تاریخ اشرف التواریخ ترجمہ تاریخ کامل صفحہ ۱۷-۲۹۔

(الف) ایک روایت میں ہے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدس خلیل میں ہے۔ دوسری روایت اخبار الدول میں ہے کہ مزار شریف آپ کا بجیرون میں ہے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ قبر شریف آپ کی خلیل الرحمٰن میں

ہے جو اراضی مقدسہ کے متعلق ہے۔

(ب) حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت، یہ بھی وصیت کی کہ جب وعدہ وصل الٰہی پہنچ جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادوں کی قبر کے پاس پہنچا دیویں۔ بعد اس کے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدسہ میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے اور اس میں فرش حریر کا بچھا ہوا ہے اور ایک گروہ ملائک اس پر منتظر کھڑا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے۔ فرشتوں نے کہا جو شخص بہشت کا مشتاق ہو۔ حضرت نے فرمایا میں مشتاق ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اتروں۔ فرشتوں نے اجازت دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قدم مبارک اس قبر میں رکھا۔ فوراً حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا اور وہی شربت وصال ہوا۔ ملائک نے حضرت کو غسل دیا اور نماز پڑھی۔ بلفظہ صفحہ ۲۶۰۔

بدعت حسنہ کی آپ نے اچھی کہی۔ سنت کہئے۔ کیا آپ کو اپنی بھی خبر نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنۃ البقیع میں روز دوشنبہ پنجشنبہ۔ جمعہ۔ ہفتہ چار روز تشریف لیجایا کرتے تھے۔ نیز اپنے والدین شریفین کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے مگر اس کے خلاف وہابیہ نجدیہ کو اہل قبور سے ضرور نفرت اور نفور ہے اور عامل بالحدیث ہونے کا ادعا کرتے ہیں۔

قولہ:- اہل ہنود ستھانوں اور اپنے دیوتاؤں کی مورتوں پر پھولوں کے بار عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے سندھور وغیرہ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ مسلمان دیکھ کر رہ سکے۔ انہوں نے یہ فعل اپنے بزرگوں کی قبروں پر جاری کر دیئے۔ بلفظ (صفحہ ۱۳ سطر ۲۳)

اقول:- مجیب طبیب نے کیا تشبیہ صحیح رقم فرمائی ہے۔ ہندوؤں کی مورتوں پر عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے کہاں دیکھے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں پر سندھور کہاں دیکھا۔ بالکل غلط اور جھوٹ۔

پھولوں کے ہار خلافتی مولویوں کے گلوں میں ڈالے جائیں اور کانگریسی مشرکین لیڈروں کے گلے میں ہار پہنائے جائیں۔ ان مندروں میں جا کر پوجا کی جائے، قشقے لگائے جائیں، رام رام ست ہے، کہیں ست سری اکال پکاریں۔ رام لچھمن اور گاندھی کی جے کے نعرے زور سے لگائے جائیں۔ مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنائیں۔ یہ ہے مشابہت نامہ جس کی بابت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جو کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتولھم منکم فانہ منھم جو کوئی شخص تم سے ان سے محبت کرے۔ وہ انہیں میں سے ہے۔

قولہ:- بعض علماء امت کے اقوال مثلاً آئمہ اربعہ وغیرہ کے۔ سو یہ کسی طرح بھی حجت لازمہ (دلیل شرعی) نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۱ سطر ۴)

اقول:- آپ ایسے غیر مقلد وہابی ہیں کہ آپ کے نزدیک مجتہدین مطلق آئمہ اربعہ کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے جب کہ آپ کے نزدیک خلفاء راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں۔ تو آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بڑے بزرگ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی آئمہ مجتہدین کے اجتہادی مسائل کو بھی سنت میں داخل کرتے ہیں۔ دیکھو وہ لکھتے ہیں۔

جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابوں نے کیا وہ سنت ہے۔ یا تابعین اور تبع تابعین میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ بھی سنت میں داخل ہے۔ بلفظہ تذکیر الاخوان۔ بقیہ حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۹ سطر ۱۴ مطبوعہ مطبع نامی نولکشور ۱۸۸۲ء و صفحہ ۳ سطر ۴ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔

افسوس آپ نے اپنے ایمان کی کتاب تقویۃ الایمان کو بھی نہ پڑھا اور اس مسئلہ سے انکار کر کے اپنے بزرگ کے بھی نافرمان نکلے۔ یہ بھی غیر مقلدی ہی کا کرشمہ ہے۔ پکا غیر مقلد وہی ہے جو خداوند کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو بھی حجت شرعی نہ جانے نہ ان کی تقلید کرے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔**

قولہ:- معترض نقل کرتا ہے کہ ۷۰۰ء میں ایک شخص ابن تیمیہ نامی مذہب حنبلی سے گمراہ بدمذہب نکلا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا ہے۔ انکار شفاعت کیا یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دے گا اسی کی شفاعت کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے لئے سفر حرام، توسل اور امداد اولیاء اللہ ممنوع۔ بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ بادشاہ نے اس کو جیل خانہ بھیج دیا توبہ کر کے پھر ویسا ہو گیا۔

کیا یہ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہوئی ہے۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی یا نجدی نہ کہا کرو۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی کیوں کہا جاتا ہے۔ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہے یا فرقہ کا نام ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۸ سطر ۸۔

اقول:- طبیب مجیب صاحب نے ابن تیمیہ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ مگر جو اس کے عقائد لکھے گئے ہیں۔ ان کو ان کے سر پر سے نہ اٹھایا جو کچھ میں نے لکھا تھا۔ وہ کتاب تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدیہ سے لکھا تھا اور کئی کتابوں میں ابن تیمیہ کا ایسا ہی حال لکھا ہے۔ اگر کوئی ان کا چیلہ اس کی مدح سرائی کرے تو کرے لیکن اس کے عقائد کو کوئی حمایتی ہرگز دھو نہیں سکتا لیجئے ایک اور کتاب سے بھی اس کا حال درج کرتا ہوں۔

"تحفۃ الناظرین" مولفہ حضرت مولوی سیّد غلام مصطفیٰ صاحب ساکن بھیکوال ضلع ہوشیار پور مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۲۷ سطر ۱۰۔

۷۰۵ھ میں (سات سو پانچ) میں ابن تیمیہ پیدا ہوا۔ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین۔ بعض خلفاء راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا اور کتاب صراط مستقیم اس کی اس بارہ میں موجود ہے۔ آخر علماء عصر شیخ داؤد سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے ان کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اس کو گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے

مجلس منعقد ہوئی قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے اور اس کو قائل کیا اور حکم سلطان بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی اس کی پیروی کرے گا۔ سزایاب ہو گا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ میں گفتگو ہوئی۔ آخر اس مقدمہ میں قید ہوا۔ کہ اہانت اولیاء اللہ مشائخ و علماء کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق علیہ علماء امت ہے اور منکر اس کا گمراہ ہے چنانچہ دولت ناصریہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ اور جب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قید خانہ دمشقی میں قید ہوا۔ اور حکم عام بادشاہ کا جاری ہوا کہ جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہو گا۔ اس کا خون و مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔

یہ ہے مختصر کیفیت۔ ابن تیمیہ خارجی المذہب کی آپ نے تعریف تو اپنی زبان سے کی مگر اس کے عقائد پر روشنی نہ ڈالی اور نہ اس کا جواب دیا۔ کہ (الف) وہ خدا کو مجسم کہتا تھا۔ (ب) انکار شفاعت کرتا تھا۔ (ج) روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا تھا۔ (د) توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء کرام کا منکر تھا۔ (ھ) خلفاء راشدین کی توہین کرتا تھا۔ (و) اور آئمہ مجتہدین کی بھی توہین کرتا تھا اور نہ آپ نے کسی شہادت معتبر سے ثابت کیا کہ یہ مندرجہ بالا عقائد اس کے نہ تھے اور نہ وہ قید کیا گیا اور نہ اس نے توبہ کی اور نہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر کے توبہ شکن ہوا۔ ہاں! یہ ضرور آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل اور ابن تیمیہ دونوں ہم عقائد تھے۔ (صفحہ ۲۳ سطر ۱۳)

پس ہم کو اور ضرورت نہیں کہ ابن تیمیہ کے عقائد کی زیادہ پڑتال کریں۔ جب کہ آپ کے ہر دو بزرگ ہم عقیدہ تھے۔ اس لئے ابن تیمیہ پر بھی وہی فتویٰ عائد ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب پر پہلے صفحہ ۶۰ پر لکھا جا چکا ہے۔ یعنی جو حال اسماعیل دہلوی کا ہے وہی ابن تیمیہ کا ہے۔

ہاں! آپ لفظ اور خطاب وہابی پر بہت چڑتے اور ناراض ہوتے ہیں۔ کہ لفظ وہابی مت کہو۔ وہابی کوئی سزا مقرر ہوئی ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کی سوانح عمری جوان کے مریدوں محمد جعفر تھانیسری غیر مقلد اور ابوالکلام آزاد کے تذکرہ سے غلط لکھی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ آزاد صاحب تو وہ ہیں جنہوں نے فرقہ مرزائیہ مرتدہ کو بھی مسلمان لکھا ہے۔ (جس کی تردید کی جا چکی ہے۔ ایسے غیر محتاط اشخاص کی شہادت قابل پذیرائی نہیں۔ صحیح تاریخ وہ ہے جو ایک ثالث شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے باب بست و دوم میں لکھا ہے۔ جس پر آپ نے نظر بھی نہ کی۔ اس کو ملاحظہ کیجئے۔

اب لفظ وہابی کی کیفیت سن لیجئے۔ پھر کبھی برا نہ منانا۔ نہ چڑنا نہ لڑنا نہ بھڑنا۔ اور میرا شکریہ ادا کرنا کیونکہ آپ کے بزرگوں نے لفظ وہابی کا خطاب بڑی خوشی سے قبول کیا ہوا ہے اور بڑی لمبی لکھی ہوئی موجود ہے۔ جس کا ایک شعر یہ بھی ہے

وہابی کا معنی ہے رحمان والا   کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

اس کے علاوہ آپ کے فرضی بزرگ مولوی رشید احمد اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں جس کو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۲۹ پر لکھا ہے اور اس کو آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے:

سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون سا مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر وہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، ملکی، حنبلی کا ہے (بلفظہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸)

امید ہے کہ لفظ وہابی اب آپ کے دماغ میں انجرأت پیدا نہیں کرے گا۔

قولہ:۔ جامع حالات سیّد صاحب ومولانا شہید لکھتے ہیں۔ کہ اللہ رب العزت کی حمد ہے کہ یہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تھا۔ واقع ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ بوقت ظہر صدہا کافروں کو تہ تیغ بے دریغ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا۔ بلفظہ (صفحہ ۳۸ سطر ۱۲)

اقول:۔ بالکل جھوٹ۔ نرا جھوٹ۔ کلہم جھوٹ۔ جامع حالات کا سراسر جھوٹ سچا واقعہ دراصل حقیقت قتل مولوی اسماعیل دہلوی کی وہ ہے جو کتاب فریاد المسلمین کے صفحہ ۱۰۲ اور تاریخ پچھتر ہزارہ کے صفحہ ۲۲۷ سے ۲۳۷ تک لکھی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے۔

خلیفہ صاحب (سید احمد) نے شرعی حکومت کے زور سے ان کی (جرگہ یوسف زئی) لڑکیوں کے نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دیئے اور خود بھی برضا مندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے مگر وہ جرگہ زبردست ان سے سرکش ہو گیا اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال وقتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سے ملکی جمع کر کے مولوی اسماعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگی شہید ہو گئے۔

مصرع۔ کار ما آخر شد و آخر زما کارے نشد

ان کے مرتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔
یہ خلیفہ کے دشمن ہو گئے۔ خلیفہ نے بیدل ہو کر فرمایا جو دولہا اس برات کا تھا وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظہ۔

یہ ہے اصل واقعہ۔ اور اس پر کتنے بڑے کذب کا استعمال کیا گیا ہے کہ صدہا کافروں کو تہ تیغ بدریغ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا۔ جرگہ یوسف زئی جن کی لڑکیاں بھی نکاح میں لائی گئیں۔ کیا وہ کافر تھے؟

کیا جو شخص مسلمانوں پر جہاد کا حکم دے وہ مسلمان ہے؟ نہیں۔ جس شخص نے مسلمانوں پر جہاد کیا وہ مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس شخص نے صدہا مسلمانوں کو بے گناہ عمداً قتل کیا وہ مسلمان ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا جو شخص ایسے حالات سے

مسلمانوں کے ہی ہاتھ سے قتل ہو وہ شہید ہے؟ ہرگز نہیں۔

شہید وہ ہے۔ جو دین اسلام کے لئے کفار کے مقابلہ جنگ میں مارا جائے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا بالاکوٹ قتل ہونا لکھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ ہاں خلیفہ سیّد احمد صاحب ضرور بالاکوٹ میں مارے گئے۔ جو کنور شیر سنگھ کے مقابلہ میں ان کی پانچ ہزار فوج سے ان کی اسی ہزار فوج نے شکست کھائی۔ ان کی فوج میں مسلمان گولہ انداز تھے۔ ان کے چھرہ لگنے سے سید صاحب راہی ملک بقا ہوئے اور قلعہ بالاکوٹ کے نشیب میں دفن ہوئے۔ دیکھو تاریخ پچھتر ہزارہ کا صفحہ ۲۷۷ اور میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۶۰۸۔

مولوی اسماعیل کی تاریخ موت سن بارہ سو چھیالیس ۱۲۴۶ھ لکھی ہے۔ جو مطابق ہے۔ آیت شریفہ اولئک ھم شر البریۃ اس کے اعداد جمل بھی بارہ سو چھیالیس ۱۲۴۶ ہی ہیں۔ مگر افسوس ان کی قبر کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ طبیب مجیب صاحب ہزار پاؤں ماریں اور مولوی اسماعیل کی حمایت میں زمین آسمان کے قلابے ملائیں لیکن ان کے عقائد جو کتابوں میں لکھے ہیں وہ دھل نہیں سکتے جب کہ آپ نے ان کے عقائد میری کتاب میں لکھے ہوئے قبول کر لئے ہیں تو پھر حمایت کیسی۔

جو شخص خدا پر جھوٹ بولنے کا الزام لگائے۔ وہ مسلمان کیسا؟

جو شخص خداوند تعالیٰ کو مجسم قرار دے۔ وہ مسلمان کیونکر ہوا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے جہت اور مکان مقرر کرے۔ وہ مسلمان کس طرح؟ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنے کو بیل وگدھے سے تشبیہ قبیح دے وہ مسلمان کیسے ہوا؟ اور اسی قسم کے عقائد مہین اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیسیوں ہیں۔ جو میری کتاب میں درج ہیں۔ اس کا شمار مسلمانوں میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک فتویٰ آپ کے بزرگوں کا جو مولوی اسماعیل پر عائد کیا گیا ہے درج کرتا ہوں۔ جو میری کتاب کے صفحہ ۳۶۴ میں بھی درج ہے جس کو آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ نرا جھوٹ کہہ دیا کہ ساری کتاب کا جواب لکھا گیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب میں عقیدہ نمبر ۱۸ مولوی اسماعیل کا ملخصاً یہ لکھا گیا ہے۔

حق سبحانہ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔ ملخصاً کتاب ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسماعیل کا ملخصاً یہ لکھا ہے۔

تیسرا فتویٰ کفر علماء دیوبند کا اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال:۔ کیا ارشاد ہے۔ علماء دین کا اس شخص کے بارہ میں جو شخص یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔

الجواب۔ یہ شخص عقائد اہلسنّت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ وکلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مہر

الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

الجواب۔ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ حق تبارک وتعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لایزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں۔ کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو السمیع البصیر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین اور ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند مہر وتوکل علی العزیز الرحمٰن۔

الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ۔

الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ۔

الجواب۔ زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث وخواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ سب سے بری ہے۔ چنانچہ عقائد نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے۔ لکھا ہے الخ۔ حررہ المسکین عبدالحق عفی عنہ۔

الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

الجواب۔ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ، مہر ثناء اللہ محمود بلفظ از کتاب دیوبندی مولویوں کا ایمان۔

مشتہرہ عبدالغنی رامپوری۔ مورخہ ۱۸ صفر مظفر ۱۳۲۹ ہجری مطبوعہ مطبع اہلسنّت والجماعت بریلی۔

اس فتویٰ مذکورہ بالا پر آٹھ کس بزرگان ومفتیان اعلیٰ درجہ کے مستند علماء وہابیہ دیوبندیہ کے مواہیر و دستخط ثبت ہیں جن کی بزرگی کے آپ قائل ہیں اور ان پر تہ دل یا بالا دل سے مائل ہیں اور ایک مولوی صاحب برائے نام شیر پنجاب تو آپ کے اپنے ہی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک دونوں چھوٹے بھائی ایک ہی ہیں۔ چونکہ آپ کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دونوں ہم عقائد ہیں۔ (صفحہ ۲۳۔ سطر ۱۳۔ اثبات التوحید) اس لئے ابن تیمیہ بھی اس فتویٰ کے پورے پورے حقدار ہیں۔ الفاظ جو مفتیان نے اس عقیدہ والے کی نسبت استعمال کئے ہیں یہ ہیں جاہل، بے بہرہ، زندیق، ملحد، بددین، کافر، سلف صالحین کا مخالف۔ نعوذ باللہ منہا۔

کہئے! یہ فتویٰ میری طرف سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کے اپنے بزرگوں کی طرف سے۔ مگر افسوس۔ آپ جا بجا جھوٹے اشتہار شائع کر کے میرے پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے بزرگوں پر کفر کے فتاوے لگائے ہیں۔ کیا آپ جانتے نہیں۔ کہ خداوند کریم جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ اب آپ اپنے دیوبندی بزرگوں اور اپنے شیروفا کے باپ سے پوچھئے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اور میرے پر جھوٹا الزام لگانے سے توبہ کیجئے اور یوں سمجھئے

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چوتھا فتویٰ کفر جو مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ نے خود اپنے پر لگایا

یہ فتویٰ مولوی اسماعیل امام ثانی وہابیہ نجدیہ پر خدا کی قدرت حدیث شریف کی سند سے ان کے اپنے ہاتھوں اپنے قلم اپنے اقبال اپنے اقرار سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ثابت ہوگیا۔ وہ یوں ہے کہ جب مولوی اسماعیل دہلوی امام ثانی وہابیہ نجدیہ کے دماغ پر کفر اور شرک کی ہوا نے اپنا پورا پورا تحکم قائم کر لیا اور تمام مسلمانان سلف اور خلف کو کافر اور مشرک بناتی ہوئی نجد کے ٹیلوں سے چھوٹ کر دار الفتن ہندوستان کی سرزمین بالخصوص دہلی میں وارد ہوئی اور ساتھ ہی کتاب التوحید تصنیف محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کو لائی اس کے کفر کے بگولوں نے مولوی صاحب کے دماغ میں گھس کر اس کا ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام سے لکھ مارا اور اس میں علاوہ دیگر کفرات کے لکھتے لکھتے ایک کفر اپنے پر بھی لگا لیا اور حدیث شریف کی سند سے اس کو مضبوط کر لیا۔ وہ یوں ہے:

(تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ سطر ۹)

حدیث شریف۔ خرج مسلم عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول لا یذھب اللیل والنھار حتی یعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ انی کنت لاظن حین انزل اللہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ان ذلک تاما قال انہ سیکون من ذلک ماشاء اللہ ثم یبعث اللہ ریحًا طیبۃ فتوفی من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من حردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الیٰ دین ابائھم ترجمہ مشکوۃ کے

باب لاتقوله الساعة علی شرار الناس میں لکھا ہے۔ کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہوں گے رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی۔ یہاں تک کہ پوجیں لات وعزیٰ کو۔ سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیشک میں جانتی تھی۔ جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ الخ بیشک یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا بیشک ہوگا۔ اس طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک باد اچھی۔ سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ سورہ برأت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ ہدایت اور سچا دین دے کر اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں۔ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ اس سچے دین کا روز قیامت تک رہے گا۔ سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا۔ جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ آپ ہی ایسی باد بھیجے گا۔ کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہے مر جائیں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے جن کے دل میں کچھ بھلائی نہیں۔ یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق۔ بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے۔ سو اسی طرح شرک میں پڑ جائیں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے۔ آپ ہی مشرک ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ بلفظہ۔ تفویۃ الایمان صفحہ ۴۴ سطر ۶۰۹–

اس حدیث شریف سے امام الطائفہ وہابیہ نے ثابت کر دیا کہ ان کے وقت یا زمانہ میں کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ یعنی سب کے سب کافر شرار الناس ہیں اور انہیں میں آپ بھی داخل ہیں۔ فیصلہ شد۔ اسی وجہ سے ان کی تاریخ وفات بھی اس طرح ثابت ہوگئی۔

تاریخ وفات مولوی اسماعیل دہلوی

۱۔ اولئک هم شر البریة۔ ۱۳۴۶ھ

۲۔ شرار الناس اجہل مولوی اسماعیل وہابی اول ۱۳۴۶ھ

۳۔ مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا۔ ۱۳۴۶ھ

۴۔ مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا ۱۳۴۶ھ

۵۔ طشت از بام افتاد۔ ۱۳۴۶ھ

۶۔ تشریف برند۔ ۱۳۴۶ھ

اور سنیئے! تاریخ وفات امام الطائفہ وہابیہ میں لفظ اجہل میں آیا ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ مولوی صاحب کی حدیث دانی میں سراسر جہالت یہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو کافر بنانے کی خوشی میں ایسے منہمک ہوئے کہ خود بدولت بھی کافر ہو گئے اور کفر کا فتویٰ اپنے قلم سے اپنے پر چسپاں کر لیا اور یہ نہ سمجھا کہ حدیث شریف کے مطابق یہ زمانہ کون سا ہے۔ کیونکہ اسی حدیث شریف کے آگے خود اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں ایک دوسری حدیث صفحہ ۴۵ سطر ۱۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے۔

مسلم نے ذکر کیا۔ عبداللہ بن عمر نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم علیہما السلام کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باد (بمعنیٰ ہوا-۱۲- تو گیروی) ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا۔ زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو۔ مگر مار ڈالے گی اس کو پھر باقی رہ جائیں گے۔ برے برے لوگ۔ بے وقوفی میں جیسے جانور پرندہ اور پھاڑ کھانے کے فکر میں نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو۔ نہ بری سمجھتے ہیں کسی بری بات کو۔ پھر بھیس بدل کر آئے گا ان کے پاس شیطان سو کہے گا کیا تم کو کچھ شرم نہیں آتی سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے۔ بتاوے گا ان کو پوجنا تھانوں اور ان کی اس میں چلی آئے گی۔ روزی اچھی طرح گزرے گی زندگی۔ بلفظہ۔

دیکھئے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب تک دجال لعین نہ آئے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان پر سے اس دنیا میں تشریف نہ لائیں۔ تب تک وہ زمانہ نہیں آئے گا۔ جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے مگر افسوس امام الطائفہ وہابیہ کے علم اور حدیث دانی پر کہ انہوں نے الٹا مطلب سمجھ کر اپنے آپ کو اور تمام بزرگان عرب عجم موجودہ وقت اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگ کو بھی (نعوذ باللہ منہا) کافر بنا دیا۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

ملاحظہ کیجئے۔ آپ دو بزرگوں پر آپ کے بزرگان حال نے فتویٰ تکفیر نہایت موزوں بموجب قرآن کریم واحادیث شریف وکتب عقائد کے لگا دیا۔ وہ جھوٹی سوانح عمریاں سب کی سب دریا برد ہو گئیں۔ اب دو بزرگ آپ کے جن کو آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ سطر ۱۸ اور اشتہار اور کتاب کے ابتدائی صفحہ میں درج کیا ہے باقی ہیں یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی۔ سو ان کا حساب کتاب بھی ویسا ہی ہے۔ جس کا ذکر آئے گا۔

محفل میلاد شریف اور مولوی رشید احمد گنگوہی

قولہ:۔ حاسدان مولانا گنگوہی صاحب سے ایک یہ صاحب ہیں۔ جو کتاب ہذا میں بلفظ معترض مدعو ہیں۔ یہ صاحب ذیل کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے مولانا گنگوہی کو کافر مرتد (نعوذ باللہ) لکھنے سے نہیں شرماتے۔ زیر بحث یہ ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میلاد کو مشابہ بجنم کنہا لکھا ہے۔

۲۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں ان کو زبون قرار دیا ہے۔

۳- دہم فاتحہ اور گیارہویں پیر کی کا کھانا حرام ہے۔

۴- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ (یہ افتراء ہے) بلفظ صفحہ ۱۲۸ سطر ۱۷-

اقول: - طبیب مجیب صاحب نے نمبر ۱-۲-۳ کو بعینہٖ قبول کرلیا اور نمبر ۴ کو قبول نہ کر کے اس کو افتراء لکھ دیا۔

سب سے اول محفل میلا د شریف کی نسبت لکھا وہ بالکل نعو سوال از آسمان اور جواب از ریسمان (بمعنی رسی ڈوری دھاگہ ۱۲- تو گیروی) کے مصداق ہے۔ یعنی اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت ہیں۔ وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اثبات محفل میلا د شریف پر حسب ذیل دلائل دیئے ہیں۔

۱- آیات قرآن مجید ۶۲ آیات۔

۲- توریت، زبور، انجیل، اصلی انجیل برنباس سے ثبوت۔

۳- احادیث شریف سے ثبوت محفل میلا د ۵۴ روایات۔

۴- روایات تابعین و تبع تابعین سے ۹ روایات۔

۵- اجماع امت سے میلا د شریف کا ثبوت۔

۶- تفاسیر و دیگر کتب دینیہ سے ثبوت ۲۸ کتب۔

۷- فتاوی عرب و عجم اور کتب دینیہ سے قیام تعظیمی کا ثبوت ۳۰ کتب۔

۸- فتاوی علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جن میں لکھا ہے کہ منکر میلا د شریف اور قیام تعظیمی کا بدعتی ہے۔ حاکم وقت کو لازم ہے کہ منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر ۴۲ علماء کے دستخط ہیں۔

۹- فہرست اسم وار محدثین و علماء مجوزین و عاملین رحمہم اللہ ۷۳ ہیں۔

۱۰- دوسری فہرست علماء مجوزین و عاملین میلا د شریف تعدادی ۳۳۳-

۱۱- انوار آفتاب صداقت ابتداء صفحہ ۲۲۶ سے ۴۴۸ تک اثبات میں ہے۔

مگر افسوس لا مجیب نے ایک کا جواب بھی نہ دیا۔ ایسی کور چشمی اور نابینائی یا بے شرمی اور بے حیائی کی وجہ سے راہ ہدایت نہ پائی۔ بلکہ گمراہی پر گمراہی کی سیاہی ایسی دل پر چھائی کہ نورِ ہدایت کی روشنی اس کے کام نہ آئی۔ اور برائے نام جواب کی خواب آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

ناظرین! ذرہ انصاف اور چشم بصیرت کو وسیع فرما کر مجیب اس غم عجیب اغماض کا موجب تو دریافت فرمائیے۔ کہ جواب لکھنے بیٹھے مگر جواب سے جواب دے بیٹھے۔ دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھ کر ایک ایک امر کا جواب لیجئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کیا جواب دیا گیا ہے۔

قولہ: - تماش بین لوگ مجلس میں آئیں اور بے نماز قوال غزلیں گاویں اور تغنی اور باجا بجے۔ اور مریدان شیطان اس کی آواز پر سر ہلاویں۔ کبھی قرآن کو سننے کے لئے تو کان بھی متوجہ نہ ہوئے۔ مگر سرور سننے سے دل متوجہ اور سر جنبان ہو۔ خوب! پھر لوگ خوش ہو کر کہیں کہ واہ جی فلاں میاں نے مجلس میلا د میں خوب خرچ کیا واہ جو قوالوں کی جوڑی جالندھر سے آئی تھی اس کا کیا کہنا۔ ساز اور قوالوں کا ایک آواز تھا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۸ سطر ۱۰-

اقول: - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ انعام الٰھی لعنت اللہ علی الکذبین مجیب نے جھوٹ بولنے اور لکھنے میں کمال حاصل کرلیا اور اللہ تعالیٰ سے انعام بھی وافر حاصل کرلیا۔ خداوند کریم ایسے جھوٹے مفتری سے سمجھے اور سمجھے اور پھر سمجھے۔

قارئین باوقار! ذرہ طبیب مجیب سے دریافت فرمائیے گا کہ کس محفل میلا د شریف میں اور کہاں تماش بین لوگ آتے ہیں اور قوال غزلیں گاتے ہیں اور کس محفل پاک میں تغنی اور باجے بجتے ہیں اور کس محفل مبارک میں اور کہاں سرود ہوتا ہے اور کہاں اور کس محفل میلا د میں جالندھر کے قوالوں کی جوڑی آتی ہے اور ان کے ساز اور قوالوں کی آواز ایک ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ میں پھر کلام پاک کی تلاوت کروں گا۔ لعنت اللہ علی الکذبین جھوٹے مفتریوں پے بے شمار خدا کی لعنتیں۔ کیسے دن دیہاڑے سورج پر تھوکا اور اپنے مُنہ پر لیا۔ افسوس مجیب نے میری کتاب کے صفحہ ۲۷۰ کو نہیں دیکھا۔ جس میں طریقہ آداب محفل میلا د شریف درج ہے۔ یہ مولود شریف جو آپ نے بیان کیا ہے۔ آپ کے گاؤں کوٹ بھٹہ میں جہاں آج کل آپ کی رہائش ہے یا آپ کے گھر میں یا آپ کی کوٹھڑی میں ہوتا ہوگا جس کو دنیائے عالم کے خط میں کوئی بھی نہیں جانتا یا آپ کے کتبہ خانے یا کسی چھوٹی الماری میں کوئی نسخہ قلمی شکستہ خط کا ہوگا جس میں ایسا طریقہ مولود شریف کا لکھا ہوا ہوگا۔ جو کسی کتاب دینیہ میں درج نہیں ہوا۔ یہ ہے آپ کا بہتان اور اسی کو کہتے ہیں بہتان عظیم۔

وہابیو خدا سے ڈرو!

قولہ: - اتنی بے اندازہ روشنی کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں بھی روشنی نہیں ہوتی۔ بلفظ صفحہ ۱۲۹ سطر ۳-

قولہ: - طبیب مجیب کو معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا ان کے لئے شیر مادر ہے۔ اس لئے جھوٹ ان کے جسم میں ایسا سرایت کر گیا ہے جیسے پانی میں نمک۔ بندہ خدا آپ کو روضہ مطہرہ کا دیکھنا نصیب میں کہاں۔ وہاں کی روشنی کا دیکھنا۔ وہابیہ کی قسمت میں ہی نہیں۔ میں نے بفضل ایزدی روضہ منورہ کی روشنی سے اپنی ان چشموں کو روشن کیا ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا اور میرا حافظہ مجھ کو مدد دیتا ہے کئی کئی ہزار روپیہ کی قیمت کے جھاڑ فانوس کی بتیوں روضہ منورہ اور مسجد نبوی میں لٹک رہے ہیں۔ علاوہ ان کے کثرت سے موم بتیوں کے فانوس اور شمعدان روشن ہوتے ہیں۔ روشنی کی کیفیت ہے کہ سورج کی روشنی کو بھی مات

کیا ہوا ہے۔ رات معلوم ہی نہیں ہوتی۔ گویا آفتاب نصف النہار پر ہے۔ چشم وہابیہ کو یہ دیکھنا نصیب نہیں۔ ان کو روضہ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانا ہی مشرک بنا دیتا ہے۔ وہ جائیں تو کیسے؟ یہی تو ان کے ایمان کی نشانی ہے۔

میاں! دلائل الخیرات میں مدینہ پاک مسجد نبوی اور روضہ منورہ کا نقشہ ہی دیکھ لیا ہوتا۔ لیکن وہ بھی نصیب نہیں۔ کیونکہ اس کا دیکھنا یا وظیفہ کرنا بھی وہابیہ کے نزدیک شرک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہابیہ خداوند کریم پر بھی الزام دیتے ہیں۔ جب کبھی ان کے سامنے آیت شریف **ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح** یعنی ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی) اس قدر بے شمار ستاروں کی کیا ضرورت تھی اور پھر چاند کو اتنی بڑی روشنی دیدی اور پھر سورج کو تو اور بھی نعوذ باللہ فضول بنا دیا اور اتنی روشنی اس میں رکھ دی کہ آدمی کے جسم کو بھی جلا دے۔ زیادہ سے زیادہ اتنی روشنی ہونی چاہیے تھی کہ ایک آدمی دوسرے کو راستہ میں چلتے ہوئے دیکھ لیتا۔ اور بس۔ اندریں حالات وہابیہ کو خدا تعالیٰ پر بھی سخت اعتراض ہے۔ نہ وہابیوں کی مسجدوں میں دیکھا ہے کہ رمضان شریف میں بھی ایک ہی چراغ ٹمٹما ہوا ہوتا ہے۔ روشنی سے ان کو دشمنی ہے۔ تاریکی ان کو پسند ہے۔ کیونکہ خود تاریکی کے مغاک میں پڑے ہوئے خوش ہیں۔ ہمارے لئے روشنی اور تمہارے لئے تاریکی مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمت الی النور** ترجمہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

قولہ: - بہ نظر انصاف بینند کہ اگر حضرت ایشاں فرضاً در دنیا زندہ می بودند۔ این مجلس (یعنی مجلس مولانہ مجلس سماع) واجتماع منعقد میباشد ایا باین راضی می شدند وایں اجتماع رامی شنیدند (غور کرو اس عبادت میں جو لفظ ''حضرت ایشاں'' اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ کیونکہ یہ مجلس ان کے نام سے منسوب ہے۔ نہ کہ ''حضرت ایشاں'' میں ایشاں کی ضمیر سماع کی طرف ہے بلکہ مجلس میلاد کی طرف صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو پھر اگر یہ مجلس اور اجتماع مقرر ہوتا اور اس اجتماع کو وہ سنتے تو کیا اس سے راضی ہوتے) امام صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوت شدہ لکھا ہے ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگاؤ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوت شدہ مانا ہے۔ حیات النبی تمہاری طرح نہیں جانتے۔ الخ بلفظ صفحہ ۱۳۰ سطر ۳۔

اقول: - اول مجیب صاحب کی لیاقت فارسی دانی کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ لفظ ''بینند'' کو ''بیند'' لکھ دیا۔ اور پھر خطوط وحدانی میں اپنی طرف (یعنی مجلس مولانا مجلس سماع) تحریف کیا اور پھر جملہ ''حضرات ایشاں'' کو لفظ سے تعبیر کیا۔ آپ کو لفظ اور جملہ میں بھی تمیز نہیں اور پھر جملہ ''حضرت ایشاں'' کی یہ فہمید کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ لیا اور ضمیروں کے سمجھنے میں تو آپ نے اور بھی کمال کر دیا اور کہہ دیا کہ لفظ ایشاں کی ضمیر سماع کی طرف نہیں بلکہ مجلس میلاد کی طرف صاف ظاہر ہے۔ جاننے والے خوب جانتے ہیں۔

میاں طبیب صاحب! آپ نے میری کتاب اور بحث میلاد شریف اور دلائل اثبات کو دیکھا ہی نہیں۔ میں نے مکتوبات

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ ''ایشاں'' کو کئی بار لکھا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب سطر ۲۴-۲۵ صفحہ ۲۸۳ سطر ۱) آپ کا اپنا خیال کہ جہاں جہاں لفظ ایشاں آیا ہے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس پر آپ کے دوست آپ کی فارسی دانی پر قربان۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ ایشاں یا جملہ حضرتِ ایشاں سے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ میں مراد حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ سے ہے جن کے صاحبزادگان کو آپ نے اپنے خط میں ارشاد فرمایا تھا۔ **وھو ھذا**

فیروز آباد کو ملجا و ملاذ ما فقرا است وقدوہ پیران مادر وے امرے حادث شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزندان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بعد از تغییر طریق والد بزرگوار ایشاں طریق اصل۔ ایشاں محافظت نمودند الخ انوار آفتاب صداقت ۲۷۹ سطر ۱۶۔

تمام مکتوبات کے پڑھنے اور عبارت فارسی کے سمجھنے کے بعد کوئی ذی عقل وذی علم یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ جملہ حضرت ایشاں سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ صرف مجیب صاحب کی نئی فہمید ہے۔ اب میں آپ کو آپ کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ہی کتاب صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں کہ وہ اپنے پیر سیّد احمد کے واسطے ہی جملہ حضرت ایشاں کو پانچ دفعہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

القصہ۔ حضرت ایشاں راطریق ثلاثہ قادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ قبل از مساوی حاصل شدہ الخ بلفظ صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۶ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ

مجیب صاحب! اپنے امام پر تو ایمان لائے۔ مگر غیر مقلدی کیسی کہ کسی کے لکھنے پر اعتبار کیا جائے۔ خواہ اپنا امام یا اپنا پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے تقلید شخصی ہو جائے گی۔ جو نرا شرک ہے۔

اور لیجئے لاہور میں ایک مزار ہے۔ جو حضرت ایشاں کا مزار مشہور ہے۔[1] تو آپ کی تفقہ کے مطابق یہ مزار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ اس مکتوب میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

نہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مکتوب واقعی سماع کے بارہ میں ہے۔ کہ نہ تو ہم یہ کام کرتے ہیں اور نہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یوں فرمائی کہ سماع کا سننا ہمارے سلسلہ (نقشبندیہ) کے منافی ہے اس لئے ہم سماع نہیں سنتے۔ لیکن جب کہ دوسرے مشائخ نے سماع کو سنا ہے۔ لہٰذا ہم اس سے انکار بھی نہیں کرتے۔ یہ ہے عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ انہوں نے تو سماع کو بھی متوسطان اور منتہیوں کے لئے ضروری اور ترقی درجات کا موجب

[1] دربار حضرت ایشاں نزد جامعہ فاروقیہ رضویہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور میں واقع ہے۔ فقیر توگیروی نے بھی زیارت کی ہے۔ ۱۲- توگیروی

لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب مجیب صاحب اور تمام غیر مقلدین سوائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کا قول حجت شرعی نہیں مانتے اور مقلدین آئمہ اربعہ ان کے نزدیک مشرک ہیں تو ان کا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو پیش کرنا ان کے ایمان کے خلاف ہے۔ لازم یہ تھا کہ مولود شریف کی ممانعت اور کنھیا کے جنم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کی جاتی اور میرے دلائل آیات واحادیث وتفاسیر وغیرہ کے جواب میں کوئی دلیل لائی جاتی مگر ایسا ہونا اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا ہے۔

علاوہ ازیں کوئی آیت یا حدیث یا ایک سو سال سے پہلے کی کسی بزرگ کی تصنیف یا تالیف کتاب دینی سے یہ دکھلاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ اگر تمام دنیائے نجد وہند کے وہابی جمع ہو جائیں اور فاکہانی اور ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی کی روحوں سے بھی استمداد کریں۔ ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ البتہ یہ بہادری مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حصہ میں آئی ہے۔ جس پر مجیب صاحب اور دیگر تمام وہابیہ غیر مقلدین و وہابیہ دیوبند کا ایمان ہے۔

مگر العجب!!!! اس پر بھی مولوی رشید احمد گنگوہی پر ان کے اپنے ہم مشرب وہم مرشد اور دیگر علماء نے تکفیر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۳۲۳ میں طبع ہو چکا ہے۔ جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا۔ لہٰذا یہاں بھی اس فتویٰ کو نقل کرتا ہوں جس پر سب سے اول مولوی اشرف علی صاحب ان کے ہم پیر کی مہر ثبت ہے۔

پانچواں فتویٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی پر جس نے میلاد شریف کی محفل کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ قبیح دی

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کوئی شخص منکر میلاد شریف ہو۔ اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہو۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ اس لئے ایسا شخص قابل امامت وبیعت نہیں۔ واللہ اعلم کتبہ محمد اشرف علی۔ مہر

یادداشت۔ یہ مولوی صاحب دیوبندیہ کے اعلیٰ بزرگ جب ۱۳۰۹ھ میں جامع العلوم کانپور میں مدرس اول تھے۔ اس وقت یہ فتویٰ مرتب ہوا تھا اور اب مفتی صاحب تھانہ بھون میں تشریف فرما ہیں۔

(۲) والعلیم۔ ذکر ولادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف وتحقیر شان نبوی ہے۔ مرتکب وقائل اس قول کو توبہ استغفار کرنا واجب ہے اور اگر اصرار کرے تو خوف کفر ہے ترک صحبت وبیعت اس سے چاہیے۔

حررہ عبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب موہم توہین وتحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں۔ ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے۔ چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدارس اعلیٰ مدرسہ فیض عالم کانپور۔ مہر

(۴) الحق استخفاف وتوہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً وفعلاً واعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلا شبہ موجب حصول برکات سعادت دارین کا ہے۔ حررہ، عبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والاجل۔

(۵) جناب رسالت مآب میں کلمات موہمہ توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہٰذا شخص مذکور کو توبہ استغفار لازم ہے۔ امامت اور بیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الغنی عفا اللہ عنہ۔

(۶) اصاب من اجاب۔ محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ۔ مفتی سلطنت آصفیہ دکن۔

(۷) الجواب صحیح۔ محمد علی عفی عنہ۔

(۸) محمد صدیق مدرس فیض عام کانپور۔

(۹) کتبہ عبد الضعیف محمد فضل حق غفرلہ۔

(۱۰) جواب صحیح۔ ابو الخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفا اللہ عنہ الباری مدرس اعلیٰ مدرسہ دار العلوم کانپور۔ بلفظہ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۸ انوار صفحہ ۳۲۳ یہاں بھی وہی کہوں گا جو پہلے کہہ چکا ہوں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پس تمام غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبند کا یہی اعتقاد ہے کہ مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا کنھیا کے جنم کے مثل ہے۔ اس لئے یہی فتویٰ مندرجہ بالا سب پر حاوی ہے۔ مبارک ہو۔

باقی عقائد نمبر ۲-۳-۴ کا جواب اپنے موقع پر ہوگا۔

قولہ:- معترض صاحب نے مولوی محمد لدھیانوی سے نقل کیا ہے اور کہ مولوی محمد صاحب لکھتے ہیں۔ یہ مجلس فرض کفایہ ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۳۳ سطر ۸ وصفحہ ۱۳۴ سطر ۶۔

اقول:- میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور کذب لکھنے کی سخت عادت ہے۔ العادۃ لا یرد الا یا

موت عادت پڑی ہوئی موت کے ساتھ جاتی ہے۔ دکھلایئے میں نے کہاں لکھا ہے اور کہاں مولوی لدھیانوی سے نقل کیا ہے۔ میری کتاب میں اس کا نام ونشان بھی نہیں۔ مجیب صاحب کے حواس صحیح نہیں رہے پس ایسی حالت میں مدلل کتاب کا جواب کیا دے سکتے ہیں۔ اسی کو میں کہہ چکا ہوں کہ سوال از آسمان و جواب از رِیسمان ہے۔

لیجئے آپ کے تین بڑے بزرگوں کی کیفیت ایمان و اعتقاد وایقان تو ظاہر ہوگئی۔ باقی چوتھے آپ کے بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔ ان کی کیفیت بھی سن لیجئے اور اس پر غور کیجئے۔ وہ لکھتے ہیں۔

علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں) اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ الخ بلفظ۔ حفظ الایمان مولوی اشرف علی صفحہ ۷، ۸

اس تحریر میں مولوی اشرف علی صاحب نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقف علوم غیب حافظ نوح محفوظ کی ایسی اہانت اور توہین کی ہے کہ جس سے ایک منٹ کے لئے بھی وہ مسلمان ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ فوراً ان کلمات کفریہ کے کہنے سے کافر اور مرتد ہوگئے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی۔ اشرف علی کے یہ ایسے کلمات بکے ہیں۔ جن کے دوہرانے میں بھی نعوذ باللہ خوف کفر ہے۔ آپ بتا سکتے ہیں۔ اور آپ کا ایمان گواہی دے کر گوارہ کر سکتا ہے۔ کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے کہ دمہ یا چھوکروں لڑکوں کا سا ہے۔ یا ان کا علم غیب پاگلوں کا سا ہے۔ یا تمام چوپائیوں اور ڈنگروں مثل گائے، بیل، گدھا، کتا، سور وغیرہ کے ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی گستاخی اور توہین حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہو سکتی۔

مگر افسوس ہزار افسوس! مجیب نے اس پر نظر ہی نہیں کی اور میری کتاب کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر دیکھا تو خوش فہمی اور حسن ظنی نے کچھ اثر نہیں کیا۔ لیکن آپ مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب آپکے بزرگان ابن تیمیہ اور امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے ہم عقائد ہیں۔ اس لئے ان سب کی نسبت یہ فتویٰ تکفیر کافی ہے۔ لیکن علاوہ اس کے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا فتویٰ کفر بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۲۶، ۶۲۷ پر درج ہے۔

چھٹا فتویٰ کفر

مولوی اشرف علی تھانوی پر علمائے حرمین شریفین کی طرف سے

۱- اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اس گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے۔ پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ بلفظ۔

۲- غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اس کے پیروؤں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں

اور نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہتے ہیں۔ توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔

۳- وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی ورشید احمد وخلیل احمد اشرف علی کھلے کافران گمراہ ہیں۔ بلفظ کلہم از حسام الحرمین باوصف ایسے ایسے عقائدی امور کے پھر بھی ان لوگوں کو بزرگ اعلیٰ کہا جاتا ہے کچھ سوچ اور سمجھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ بھی انہی میں منہمک ہیں۔ الحمد للہ کب کے بزرگوں کی حالت معلوم ہوگئی۔ جن کے لئے اتنی چیخ وپکار اور جھوٹے اشتہار دیئے تھے۔

قبل اس کے کہ آپ کے رسالہ کے جوابات کی طرف متوجہ ہوں۔ ایک بات کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ بموجب ارشادات اپنے بزرگوں کے تمام مسلمان مقلدین اہلسنّت والجماعت کو ذرہ ذرہ بات میں کافر اور مشرک اپنے رسالہ (اثبات التوحید میں لکھتے چلے آئے ہیں اور اپنے آپ کو موحد جان رہے ہیں۔ اور شرک کے معنی بھی آج تک آپ کی سمجھ میں نہ آئے جس کی وجہ سے اپنے ہی عقائد کے مطابق مشرک ثابت ہوگئے۔ اور اپنے آپ پر اپنی بزرگوں کی سنت ادا کرتے ہوئے کفر اور شرک کا فتویٰ لگا لیا۔ خود کردہ را علاج نیست۔

مجیب محمد حسین پر پہلا فتویٰ کفر جو اس نے خود اپنے پر اپنی ہی تحریر سے لگالیا

پہلا فتویٰ۔ مجیب طبیب صاحب نے اپنی کتاب اثبات التوحید کے صفحہ ٹائٹل پیج پر یوں لکھا ہے۔

''الراجی الی الرحمۃ اللہ حکیم محمد حسین القریشی العلوی بلفظ

حکیم خداوند کریم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جو مجیب وہی نام اپنا لکھا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی اپنا نام خدا، رحمٰن، رحیم، علیم، کریم، حکیم وغیرہ رکھ لے تو وہ آپ ہی کے عقائد کے مطابق مشرک اور کافر ہے۔ پس آپ اپنے ہی عقائد کے مطابق مشرک ثابت ہوگئے۔ اب آپ کسی اور مسلمان کو مشرک اور کافر کہنے کی مجاز نہیں۔ الحمد للہ۔ اجمالاً آپ کے رسالہ اور اشتہار اور چیخ وپکار کا جواب ہولیا۔ اب پہلے اپنے بڑے بزرگوں اور اپنے آپ کو مسلمان بنائیں جو اپنے ہی گھر کے مفتیوں اور خود اپنے فتووں سے کافر قرار پا چکے ہیں اور آئندہ فتاویٰ اور بھی آنے ہیں انتظار کریں۔ پھر پورے موحد بنیں۔ العیاذ باللہ۔

قولہ:- آخری جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت کتاب اللہ اور حدیث اور آئمہ اربعہ سے نہیں ملتا۔ دوسرے اقوال کو ہم حجت نہیں جانتے۔ بلفظ صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۰-

اقول:- آخری جواب الجواب یہ ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

بندۂ خدا! میں افسوس سے کہتا ہوں کہ میں اپنی کتاب میں آیات قرآنی اور احادیث رسول رحمانی اور تمام کتب آسمانی اور اقوال حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت تابعین وتبع التابعین اور اجماع امت سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور اپنے خط میں بھی لکھ چکا ہوں کہ بمقام لاہور علماء کرام کے بالمشافہ فیصلہ کرلیں۔ مگر مجیب نے فرار کی راہ لی۔ اگر ان کے پاس کچھ ہوتا تو

میرے خط کے اقرار کو قبول کر کے تصفیہ کر لیتے۔ روزِ روشن میں سورج کا انکار کرنا کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا۔ اس پر افسوس یہ ہے کہ خود وہابی لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کرنا جائز اور درست لکھیں۔ لیکن مولود شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے نزدیک بدعت، شرک، کفر، خرافات، مزخرفات، کافروں سے بھی بڑھ کر کام ہوا۔ العجب! دیکھو مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ کیا لکھتے ہیں۔

سوال ۲۲۔ سالگرہ بچوں کی اور اس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا اور بعد چند سال کے کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلانا درست ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ جا حصہ اول صفحہ ۷۸ سطر ۴۔

شروع جواب الجواب رسالہ اثبات التوحید

قولہ:۔ اعتراض نمبر ۱ کا جواب۔ (خلف وعید)

معترض نے لکھا ہے کہ مولوی صاحب نے خدا کو جھوٹا اور جھوٹ بولنے والا اقرار دیا۔ مولانا صاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وعید وہ ہوتی ہے جو گناہ کو سزا مقرر ہو۔ اور وعدہ وہ ہوتا ہے جو نیکی کی جزا کا وعدہ ہو۔ مگر معترض نے وعدہ اور وعید دونوں کو ایک بنا دیا۔ بلفظ صفحہ ۴۴ سطر ۲۲۔

اقول:۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو کچھ لکھا جھوٹ اور جو کچھ بیان کیا نرا کذب وعنوان مضمون کا اثر ہے۔ دیکھئے۔

۱۔ میرا لکھا ہوا عنوان نمبر ۱ (خلف وعید) نہیں ہے۔ بلکہ میرا عنوان یہ ہے۔ عقیدہ نمبر ۱۔ خدا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ مگر مجیب نے اس کے برخلاف اپنی طرف سے جھوٹا اعتراض خلف وعید بنا لیا۔

۲۔ وعدہ اور وعید کے جو معنی اپنی خانہ زاد لغت اور اصطلاح سے کئے وہ غلط بلکہ اغلط کئے۔ بندہ خدا وعدہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ جنہم میں رہیں گے اور اس وعدہ اور وعید میں اللہ تبارک وتعالیٰ سچا اور بالکل سچا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جگہ ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلا کوئی شبہ نہیں کہ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرے گا۔ وہ اللہ پاک پر جھوٹ بولنے کا الزام لگا کر کافر ہو رہا ہے۔ یہ مذہب معتزلہ وہابیہ کا ہے۔ کہ خداوند کریم جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو انسان کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہ انسان تو جھوٹ بولے اور خدا تعالیٰ جھوٹ نہ بول سکے۔ یہ خدا کی قدرت کا گھٹا ہے۔ یہی مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ کا قول اور مذہب ہے اور میری کتاب میں یہی بحث ہے۔ لیکن مجیب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور یوں ہی بے سمجھے سوچے حمایت میں کھڑے ہو کر اپنی لیاقت کا اظہار کر دیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ مولوی صاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے۔ یعنی وعید کے خلاف اللہ تعالیٰ کا کرنا ممکن ہے۔ دوسرے معنی یہ ہوئے کہ اپنے حکم وعید کے

برخلاف کرنا ممکن ہے۔ تیسرے معنی یہ ہوئے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

ناظرین! ذرہ تکلف فرما کر میری کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر پھر مجیب صاحب کے لکھنے کو ملاحظہ فرمائیے کہ خلف وعید کیا ہے۔ اس کا امکن کیسا۔ یہ نرا کذب ہے مگر جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کزب کا الزام لگا رہے ہیں تو خود سچ بولنے پر کیونکر عامل ہو سکتے ہیں۔

قولہ:۔ ردالمختار والے صاحب نے خلف وعید کے معنی جوداً وکراماً کئے ہیں اور لکھا ہے۔ ان الاعرۃ قائلون بجوازہ کانہ لا یعدنقصا بل جوداً و کرماً یعنی اشاعرہ (محققین) خلف وعید کے جواز کے قائل ہیں۔ بلفظ صفحہ ۴۵ سطر ۳۔

اقول:۔ افسوس آندھی تقلید اس کو کہتے ہیں۔ یوں تو صرف تقلید کو شرک کہتے ہیں مگر اپنے بزرگوں کی تقلید پر ایسے اوندھے کرتے ہیں کہ آیات واحادیث شریف کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ردالمختار شامی کی عبارت کو جو مولوی خلیل احمد اور رشید احمد نے خیانتاً دھوکا دینے کی غرض سے لکھا تھا۔ وہی دھوکا طبیب صاحب نے بھی دیدیا اور میری پوری عبارت کو نہ دیکھا۔ جس کی نقل میں نے بحوالہ صفحہ وسطر لکھ دی ہے اور اس خیانت کی دیانت کا پورا خاکہ دکھلا چکا ہوں۔ مگر طبیب مجیب صاحب نے اس پر اور اپنی ایمانداری سے یہ زیادتی کر دی کہ لفظ محققین کو اپنی طرف سے خطوط وحدانی میں لکھ کر محرف کا لقب حاصل کیا۔ حالانکہ اسی عبارت کے آگے اس بات کا رد کیا گیا ہے کہ محققین اشاعرہ اس کے ہرگز قائل نہیں۔ تاہم دھوکا دیا گیا بلکہ قرآن شریف سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ اے وعیدہ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔ مجیب اور بھی پرلے درجے کا خائن محرف اور دھوکے باز ثابت ہوا۔ اور میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ رسالہ یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل کی عبارت جو انہوں نے خداوند کریم کے امکان کذب میں لکھی ہے۔ وہ ان کی سمجھ میں ہی نہ آئی۔ اور نہ اس کا ذکر کیا۔ اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی براہین قاطعہ میں لکھا ہے۔ کہ خلف وعید امکان کذب کی فرع ہے۔ مجیب صاحب نے اس طرف نظر ہی نہیں کی۔ پچاس صفحہ کی بحث میں آپ نے صرف چھ صفحات میں مذبوحی حالت میں ہاتھ پاؤں بے سود مارے۔ میں نے وہابی دیوبندی کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اپنے دعوے کے اثبات میں بیس آیات قرآنی، پندرہ معتبر تفاسیر، سینتیس کتب علم کلام اور اٹھارہ دیگر کتب دینیہ پیش کی ہیں جن میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ کوئی جواب ہو نہیں سکتا۔ ہاں اس بات کا اقبال ہے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر نہ بولے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔ مولوی صاحب دہلوی کا لکھنا صحیح ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر ہمارے اہلسنّت والجماعت کے اعتقاد میں کفر ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ:۔ اعتراض نمبر ۲ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولوی اسماعیل نے بڑا بھائی قرار دیا ہے) مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا۔ بلفظ صفحہ ۵۲ سطر ۱۔

اقول:- یہاں بھی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا ہوں۔اور میری کتاب کا یہ عنوان ہی نہیں ہے۔ جو مجیب صاحب نے لکھا ہے۔وہ یوں ہے:

عقیدہ نمبر۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں اور ان کے اقبالی الفاظ یہ ہیں۔''کہ مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے۔''

اچھا کہئے۔اگر آپ کے مولانا نے صحیح لکھا ہے تو کوئی دلیل یا سند آیات وحدیث سے بیان کیجئے۔جس میں یہ لکھا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ تمام نجد وہند کے وہابی جمع ہو جائیں اور میاں ابن تیمیہ، داؤد، ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب، مولوی اسماعیل دہلوی اور میاں نذیر حسین وغیرہ ہم اپنے بزرگوں کی روحوں سے امداد لے کر مشرک بھی بن جائیں تب بھی ایسی کوئی آیات اور حدیث پیش نہیں کریں گے۔عریق کی طرح ہاتھ پاؤں مارنا اور بات ہے اور جواب دینا اور بات ہے۔یہ تو لکھ دیا کہ ''مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے'' مگر اس کی صحت کی کوئی دلیل بیان نہ کی۔افسوس!

قولہ:-ایک حدیث شریف کے تحت مولانا صاحب نے فائدہ لکھا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ **واعبدوا ربکم واکرموا اخاکم** کی تشریح کی ہے یعنی انسان سب آپس میں بھائی ہیں۔ **کل مومن اخوۃ** جو بڑ بزرگ وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔الخ۔بلفظ صفحہ ۵۲ سطر ۷-

اقول:-جس حدیث شریف کو آپ نے لکھا ہے۔اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۶۱ سطر ۳۱ میں درج ہے۔جس کو آپ نے نہیں دیکھا اور کتاب مشکوٰۃ اور مجمع البحار شرح حدیث سے جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس سے کسر نفسی اور واضع ہے نہ کہ حقیقتاً بھائی ہے جو وہابیہ کا عقیدہ ہے۔پھر اس حدیث شریف کے وہ الفاظ کہاں ہیں جس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا ہے۔سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔

بیشک یہ آپ کے بزرگ نے اپنی ف فتنہ اور فساد کی ڈال کر لکھا ہے۔مگر میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔جو کثرت احادیث سے لکھا گیا ہوا ہے۔کہاں بڑا بھائی اور کہاں یہ۔ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

کسی حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔من گھڑت ہے۔

قولہ:-**اعتراض نمبر۳-۴** کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی شان کے سامنے چوہڑے چمارے ذلیل ہیں۔(نعوذ باللہ)

معترض نے یہ اعتراض لکھنے میں تعصب سے کام لے کر مولانا شہید سے بدظن کرنے کے لئے پوری کوشش کی ہے۔مولانا کی عبارت کو سمجھ نہیں سکا الخ صفحہ ۵۸ سطر ۲۳-

اقول:- میرا اس میں کوئی تعصب نہیں ہے۔میں نے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھ دی یہ کہ یقین جان لینا

چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔مجیب نے لفظ چوہڑے اپنی طرف سے ایزاد کر دیا ہے۔یہ بھی خوب کہا کہ میں نے مولوی اسماعیل کی عبارت کو نہیں سمجھا۔کیا یہ عبارت اردو ہے یا عبرانی، یونانی، لاطینی ہے۔جو یہاں پڑھائی نہیں جاتی یا آپ کی اردو ہی ایسی ادق ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی۔یا صرف وہابی ہی اس اردو کو سمجھ سکتے ہیں، دوسرا نہیں۔کیا تمام علماء ہند بالخصوص شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اور ان کا تمام خاندان اس اردو کو سمجھ نہیں سکا۔جنہوں نے چالیس تک کتب تقویۃ الایمان کی تردید میں لکھیں اور فتاویٰ عرب اور عجم بھی لکھے گئے۔یہ سب کے سب آپ کی اردو نہیں سمجھ سکے۔اسی صورت سے میں بھی سمجھ نہیں سکا۔اگر سمجھے تو صرف وہابیہ نجدیہ اور آپ پنجابی موضع کوٹ بھٹہ کے طبیب سمجھے۔جو اردو سے ایسے ہی نابلد ہیں جیسے عربی سے۔جو لفظ پاگل کو پاغل لکھیں۔جب جواب وہابیہ سے بن نہیں آتا تو کہہ دیتے ہیں کہ تم مولوی صاحب کی اردو عبارت نہیں سمجھ سکے۔میں کہتا ہوں۔تین سال تک دہلی میں کورٹ انسپکٹر رہا۔جہاں اردو پیدا ہوا اور کئی کتابیں اردو میں تصنیف کیں پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اردو نہیں سمجھ سکا۔العجب۔

سب غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبند یہ کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان عین ترجمہ ہے۔آیات واحادیث کا اور یہی عین اسلام ہے۔اس کتاب کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ گئے ہیں کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کا اپنے گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔گویا جس کے گھر یا جس وہابیہ کے گھر میں یہ کتاب نہ ہو۔اس کے گھر میں اسلام ہی نہیں۔قرآن شریف کی بھی نعوذ باللہ منہا ضرورت نہیں ہے۔اس تقویۃ الایمان کا ہی گھر میں رکھ لینا کافی ہے۔اس واسطے دیوبند کے مدرسہ میں اسکی تعلیم کو لازمی فرض اولین قرار دیا ہوا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ کتاب تقویۃ الایمان واقعی ایسی کتاب ہے کہ یہ آیات واحادیث کا ترجمہ اور عین اسلام ہے تو کہئے یہ عبارت۔یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے اور عین اسلام ہونے کی کون سی آیت اور حدیث ہے۔یہاں پر بھی وہی کہوں گا کہ تمام نجد اور ہند کے وہابی اگر جمع ہو جائیں۔اس کا جواب نہ دے سکیں اور نہ دے سکتے ہیں۔اور نہ دے سکیں گے۔**ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا** اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمات اور عقائد کفر ہیں۔مگر تاہم وہابیوں کے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔حالانکہ ان کے اپنے ہی اقبالی فتوے کفر اور اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے فتاوے تکفیر موجود ہیں۔جو اس جواب الجواب میں درج ہو چکے ہیں اور ہوں گے۔العجب!!

قولہ:-تو مطلب یہ نکلا کہ جس طرح چوہڑا بادشاہ کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے۔ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے اس سے زیادہ ذلیل ہے۔بلفظہ صفحہ ۶۱ سطر ۷-

اقول:-**نعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔آپ کا کفریہ اقبالی مطلب یہ نکلا کہ جس طرح بادشاہ کی نظر میں چوہڑہ چمار ذلیل ہوتا ہے۔اسی طرح تمام انبیاء مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور حضور سید المرسلین والنبین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور عامتہ المومنین خدا کی شان کے آگے

چوہڑے اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ لعنت اللہ علی ھذا الخرافات وخزعبیلات ۔

میں نے ان کلمات کفریہ کے جواب میں انیس آیات واحادیث وتفاسیر کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ مولوی اسماعیل نے عمداً قرآن شریف واحادیث شریف کا انکار کر کے ان سے روگردانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرماتا ہے۔

۱-وما ارسلنك الا رحمة اللعالمین۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۲-ورفعنا لك ذكرك ہم نے آپ کا تذکرہ بلند کیا۔

۳-والله العزة ولرسوله وللمؤمنین عزت خدا کے لئے اور (حضرت) اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے۔

۴-ان اكرمكم عند الله اتقكم ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بڑا بزرگ ہے جو نہایت متقی ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کون بڑا متقی ہے) وغیرہ وغیرہ۔

۵-احادیث انا سیّد ولد آدم میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔

۶-انا حبیب الله میں خدا کا حبیب ہوں۔

۷-انا امام النبیین میں تمام نبیوں کا امام ہوں۔

۸-انا اكرم الاولین والاخرین میں تمام اولین وآخرین سے بزرگ ہوں۔

۹-انا خاتم النبیین میں تمام نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔

۱۰-والله معطی وانا قاسم ۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔ ان میں سے ایک کا جواب تک نہیں دیا۔ اس طرف نظر تک نہ کی۔

میاں طبیب! ذرا ہوش کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض وکینہ نے آپ لوگوں کے دین وایمان کو سلب کر لیا ہے۔ کچھ باقی نہ رہا۔ آپ لوگوں نے قرآن کریم اور احادیث رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی کی۔ اس لئے آپ کے قلب پر ایسا زنگ آ گیا ہے کہ وہ اتر ہی نہیں سکتا۔ کس قدر توہین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں۔ کتنی گالیاں اور سب وشتم ان کی شان اعلیٰ وارفع میں کیا جاتا ہے۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ بس ہم ہی مسلمان ہیں اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مقلدین ائمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں۔ ظلم!!

پیش گوئی میں سچ فرمایا۔ مخبر صادق عالم علم اولین وآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ قرآن شریف پڑھیں گے۔ لیکن ایمان کے ساتھ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام وایمان سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار یا کمان سے نکل جاتا ہے (جو باز نہیں آتے) اس حدیث شریف کو قبل اس کے صفحہ ۲۹ میں

درج کر چکا ہوں۔ یہ حدیث شریف بعینہٖ خوارج معتزلہ، غیر مقلدین وہابیہ کی نسبت ہے۔ جب یہ لوگ تیر کی طرح ایمان اور اسلام سے نکل چکے ہیں تو پھر کس طرح اسلام میں واپس نہیں آ سکتے۔ جیسے آپ کے بزرگ ابن تیمیہ نے سب سے پہلے کئی بار اپنے عقائد سے توبہ کی قید بھی ہوئے لیکن پھر ویسے کے ویسے ہی رہے۔ اسلام میں واپس نہ آئے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے شہید بحث میں ساکت ہو گئے۔ تو توبہ کی لیکن اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو گئے۔ اس طرح میاں نذیر حسین دہلوی ۱۳۰۰ ہجری کو حج کعبۃ اللہ گئے۔ غیر مقلدی کے عقائد کی وجہ سے گرفتار ہو کر مجلس میں بھیجے گئے۔ تو آپ نے غیر مقلدی سے توبہ کی۔ توبہ نامہ چھپ گیا اور وہاں سے رہائی پائی لیکن جب ہندوستان میں واپس آئے تو پھر ویسے کے ویسے ہی غیر مقلد ہو گئے۔ لیکن اسلام میں واپس نہ آئے۔ اس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی ان کا شاگرد رشید پنجاب میں آیا اور غیر مقلدی کا بڑا شور مچایا۔ اشتہارات جاری کئے۔ جب علمائے احناف نے قافیہ تنگ کیا اور لاجواب ہوا تو اپنے تئیں حنفی اہلحدیث لکھنے لگ گیا۔ لیکن واپس نہ ہوا۔ یہی حال ہے تمام غیر مقلدین کا کہ وہ پھر واپس اسلام میں نہیں آتے۔ پیش گوئی کا پورا ہونا ضروری تھا۔ جو ہو گئی۔ الا ماشاء اللہ۔

قولہ: -اعتراض نمبر ۵ کا جواب (شفاعت) معترض کو سمجھ نہیں آتی کہ اصلیت کیا ہے۔ شفاعت کے متعلق مولانا شہید کا عقیدہ اس طرح پر ہے کہ خود بخود کوئی کسی کی شفاعت نہ ہوگی۔ بلکہ جس کے حق میں اللہ کریم اذن دیں گے اس کی شفاعت ہوگی۔ مولانا کی عبارت یہ ہے۔ ’’اور جس کو چاہے گا۔ اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ بلفظہ صفحہ ۶۲ سطر ۱۵-

اقول: - میرے عنوان کی سرخی یہ ہے۔ شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار۔ لیکن مجیب نے صرف لفظ شفاعت لکھ دیا اور یہ جملہ بالکل بے معنی لکھ دیا کہ ’’خود بخود کو کسی کی شفاعت نہ ہوگی۔‘‘ یہ آپ کا اردو ہے اور دوسروں سے کہتے ہیں کہ ’’مولانا اردو تم سمجھ نہیں سکتے‘‘ یعنی یہ کہ اللہ کریم کسی خاص شخص کا نام لے کر حکم دیں گے کہ اس شخص کی شفاعت کرو۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مولوی اسماعیل سرے سے شفاعت ہی کے منکر ہیں اور بڑے زور سے یوں لکھتے ہیں۔

۱-تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظہ تفویۃ الایمان صفحہ ۶

۲-کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظہ تفویۃ الایمان صفحہ ۹

۳-جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۱-

۴-اللہ کے سا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے۔ وہی تفویۃ الایمان صفحہ ۳۳-

۵-اے فاطمہ بچاؤ اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہے نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظ ایضاً صفحہ ۳۸-

دیکھئے! یہ کیسا صاف صاف انکار شفاعت مطلق اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار ہے۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ مجیب صاحب کی خود سمجھ میں نہیں آتا اور الٹا مجھے کہتے ہیں کہ تم سمجھے نہیں۔ حالانکہ جو آیات نفی شفاعت ان کے بھائی دیوبندی نے پیش کی ہیں وہ کفار کے حق میں ہیں۔ جن کا جواب دے چکا ہوں۔ لیکن تاہم یہ غیر مقلد صاحب اس سے بھی زیادہ تحریف کا عمل کر کے دھوکا دے کر اپنا ایمانی ثبوت دیتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں۔

قولہ:- دیکھو شاہ عبدالعزیز کا قول خود معترض نے نقل کیا ہے۔ معنی این آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الٰہی دران روز مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید فرمودہ اند۔ الخ (آیات) بلفظہ صفحہ ۶۲ سطر ۲۲۔

اقول:- **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔** مجیب کس درجہ کا محرف اور دھوکے باز اپنے ایمان کا ستیاناس کرنے والا یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر محرف ہے۔ دیکھئے میری عبارت مندرجہ کتاب صفحہ ۸۳ کی کیسی علی الاعلان تحریف کی جس سے تمام عبارت کا مطلب ہی دگرگوں کر دیا۔ میری تحریر کردہ عبارت تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی سے جو میں نے نکلی تھی۔ وہ سب حذف کرتی۔ جو اصل مطلب میں اس کے مخالف تھی اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام ایسی بے ادبی سے لکھ دیا۔ جو شاگردوں کے درجے سے بھی کم ہوں۔ اصل عبارت محذوفہ یہ ہے۔

گویم آیات واحادیث بسیار دلالت بروقوع شفاعت مے کند۔ پس تخصیص این آیت لابداست اہلسنت بکافر تخصیص مے کنند۔ بلفظہ

دیکھو اس تمام عبارت کو جو مخالف تھی۔ تحریف کر کے چھوڑ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "ہم کہتے ہیں کہ شفاعت کے وقوع پر آیات واحادیث کثرت سے دلالت کرتی ہیں۔ پس اس آیت کی تخصیص ضروری طور اہلسنّت کافر کے حق میں کرتے ہیں۔"

اور کافر لوگ اس آیت کے معنی یہ کرتے ہیں کہ شفاعت بے حکم الٰہی مقبول یہ ہوگی۔ الخ۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آیات نفی شفاعت لکھ کر فرماتے ہیں۔ دیکھو میری کتاب صفحہ ۸۴ سطر ۴۔

واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر درحق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است۔ بس و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ بلفظہ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۱۵۳۔

ترجمہ:- احادیث متواترہ (جن کا انکار کفر ہے) سے ثابت ہے کہ کافر کے سوا سب گنہگاروں کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا پس معلوم ہوگیا کہ شفاعت سے محروم مطلق کافر ہے اور اس مقام میں شفاعت کی نفی سے یہی مراد ہے۔

مجیب محروف نے اس تمام عبارت کو چھوڑ دیا اور بیچ میں سے جو کافروں کا قول تھا وہ لے لیا اور روز روشن میں آفتاب پر خاک ڈالنی چاہی۔ اور عوام کو سخت دھوکا دینے کی کوشش کی۔ العیاذ باللہ۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ صاف فرما رہے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ وقوع شفاعت پر آیات واحادیث متواترہ کثرت سے ہیں۔ پس تخصیص اس آیت شریف کی جس سے نفی شفاعت پائی جاتی ہے۔ اہلسنّت والجماعت اس کو کافر کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور معتزلہ یا خارجی لوگ یا اس وقت کے وہابی کہتے ہیں کہ معنی این آیت آن ست الخ کہ شفاعت بحکم الٰہی مقبول نہ ہوگی۔ الخ وہابیو!! خدا سے ڈرو یہودیانہ تحریف کر کے

لعنت کی وعید میں نہ مرو۔

میں نے اپنی کتاب میں بائیس دلائل آیات واحادیث وتفاسیر سے درج کی ہیں۔ ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ مجیب ان سب کا منکر ہے اور آیات واحادیث شریف کا منکر کافر ہے۔

قارئین ناظرین! کی خدمت میں عرض ہے کہ دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھ کر موازنہ فرمائیں اور کسی قسم کی جنبہ داری کو راہ نہ دیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے انصاف فرمائیں۔ کہ مجیب صاحب نے کیا تحریفی عمل کر کے دھوکا دینا چاہا ہے۔ ان لوگوں کی زبان اور تحریر میں کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

قولہ:- اسی طرح معترضوں نے حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ کو منکر شفاعت کہہ دیا ہے اور امام صاحب نے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ عبارت عربی۔ یعنی الحمدللہ کہ سنت مستفیضہ اور متواترہ احادیث سے اور اتفاق امت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ثابت ہوگئی کہ وہ قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرائیں گے اور لوگ جمع ہوکر ان سے شفاعت کرانے کی درخواست کریں گے۔ اپنے رب سے وہ ان کی شفاعت کرا دیں گے۔ بلفظہ صفحہ ۶۳ سطر ۸۔

اقول:- مجیب صاحب نے شفاعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لیا۔ الحمدللہ اور اپنے بڑے امام کا قول درج کر دیا۔ مگر پھر آپ نے کیوں انکار کیا اور تحریف عبارت تفسیر عزیزی کی کر کے کیوں کافروں کا قول درج کر دیا اور یہ بھی آپ لکھ چکے ہیں کہ امام ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی دونوں ہم عقیدہ ہیں۔ تو مولوی اسماعیل دہلوی کیوں منکر شفاعت ہیں اور آپ بھی ان کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے اذن الٰہی شفاعت ہوگی۔ اور آپ کے بڑے امام ابن تیمیہ کوئی شرط اذن وغیرہ کی نہیں لگاتے اور نہ اذن کا کوئی ذکر کرتے ہیں۔ آپ ذرا ہوش سے بات کریں۔ گھبراہٹ میں آکر کچھ کا کچھ نہ کہہ دیں اور اپنے امامین ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی ہم عقائد کے قولوں کی تطبیق کریں۔ پھر کسی ایک کے قول کو قبول کریں۔ لیکن میں یوں کہوں گا۔

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسول کی ۔۔۔ کرتے ہیں انبیاء بھی اطاعت رسول کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسول کی ۔۔۔ ہے عرش کبریا پہ ہے سکونت رسول کی
زاہد بنو ہزار مگر اے وہابیو ۔۔۔ ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسول کی
قائل نہیں ہو تم ان کی شفاعت کے منکرو ۔۔۔ کیا خاک ہوگی تم کو ہدایت رسول کی
وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں ۔۔۔ جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسول کی

قولہ:- اسی بحث کی ضمن میں معترض صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور تمام جہان میں آپ کا تصرف ہے۔ بلفظہ صفحہ ۶۶ سطر۔

اقول:- مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور لکھنے کی عادت مستمرہ ہے۔ جھوٹ بولنا آپ نے شیر مادر سمجھا ہوا ہے۔ اس بحث شفاعت میں کہیں بھی میں نے ایسا نہیں لکھا۔ ناظرین! مجیب طبیب کے جھوٹ کی تمیز میری کتاب کو دیکھ کر فرما سکتے ہیں پھر اس کے آگے وہ باتیں لکھی ہیں جو اس بحث شفاعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ بات یہاں بھی ہے کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان۔ حاضر وناظر ہونے اور تصرف کا جواب اپنی جگہ پر دیا جا چکا ہے جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا باب ششم اور باب پانزدہم۔

اعتراض نمبر ۶ کا جواب (آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی سے جا ملے۔۔)

قولہ:- یہ بات تو صریح نص سے ثابت ہے کہ ایک جاندار موت کا مزہ چکھے گا بلفظہ صفحہ ۶۹ سطر ۳۔

اقول:- میں نے اپنی کتاب میں دکھلایا تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ ان پر افترا اور کذب کا استعمال کیا ہے۔

توہین تو یہ کی کہ ان کے جسم اطہر کو بیہودہ اور لغو طرز سے مٹی میں ملنے والا قرار دیا ہے۔ اور کذب کا الزام ان پر لگایا ہے کہ ان کی طرف سے حدیث بیان کر کے یہ لکھ دیا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ عبارت کسی حدیث شریف میں نہیں اور آپ کے امام الطائفہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً افترا اور کذب بیانی کا جرم کیا ہے جس وعید احادیث شریف صحیحہ میں وارد ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار جس نے عمداً میرے پر جھوٹ لگایا (یعنی جو بات میں نے فرمائی ہو) وہ عمداً جھوٹ بول کر میری طرف لگائی ہو۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوسری حدیث شریف میں ہے۔ من کذب علی متعمداً فجزاہ جھنم جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ لگایا۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔

ناظرین! آپ دریافت فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کا جواب مجیب نے کیا دیا ہے۔ کچھ نہیں۔ اس طرف رخ ہی نہیں کیا اور بے جوڑ بے تعلق باتوں سے کیا بنتا ہے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی ہونے کا ثبوت میں نے اپنی کتاب پندرہ دلائل آیات واحادیث اور تفاسیر معتبرات دیا۔ مگر ان کا کوئی جواب نہیں۔ قرآن شریف واحادیث کا انکار کر کے یہی اصرار ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں شہداء کو بھی مردہ کہنے کی سخت ممانعت ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور حضرت فخر العالمین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالیشان تو ارفع اور اعلیٰ ہے۔ ان کی شان میں ایسے الفاظ تو نہایت ہی سخت درجہ کی گستاخی اور توہین ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حالانکہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ پیغمبران علیہم السلام کے اجسام پاک کو اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کے اجساد مطہر کو چھو بھی نہیں سکتی۔ وہ اپنے اصلی اجسام پاک سے حیات حسی میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اولیاء کرام بھی اسی حکم کے

تحت میں ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ بیان کرنا بے جوڑ اور بے تعلق ہے۔

قولہ:- محمد بن اسحاق نے مغازی میں یونس بن مکبر کی زیادات ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو العالیہ نے حدیث بیان کی کہ جب ہم نے تستر فتح کیا تو ہرمزار کے بیت المال میں ہم کو ایک تخت نظر آیا جس پر ایک مردہ پڑا تھا۔ اس کے سر کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ ہم نے صحیفہ کو اٹھالیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا۔ (ترجمہ کر دیا) میں پہلا شخص تھا جس نے اس کو پڑھا۔ اس میں علم غیب کی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ تین سو سال تک یہ نعش جو حضرت دانیال علیہ السلام کی بیان کی جاتی تھی۔ بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھی اور بارش کے لئے ان کے روبرو دعا کرنا اجابت کی علامت تھی۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۷۴ سطر ۱۹۔

اقول:- یہ حدیث بیان کر کے مجیب نے خود اپنی تردید کر دی۔ اور مولوی اسماعیل کی تحریر کو مردود کر دیا۔ جس نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو مٹی میں مل جانا لکھا تھا اور یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کے جسم کو پیش کیا جاتا ہے کہ تین سو سال سے ان کا جسم مبارک بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھا۔ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کی تمیز ہی نہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں اور ان کا جسم مبارک نعوذ باللہ مر کر مٹی میں مل گیا اور دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں جس میں حضرت دانیال علیہ السلام نبی کا جسم پاک ایسا صحیح سلامت رہا اور ساتھ ہی اس کے یہ کہ کبھی بارش کی ضرورت ہوتی تو اس جسم مبارک کے روبرو دعا کی جاتی تو بارش باران نازل ہو جاتی۔ دراصل مجیب کے حواس قائم نہیں رہے اس لئے اپنے قول کی خود ہی تردید کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۷ (آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت)

قل لا املك لنفسی بطعاً ولا ضراً الا ماشاء اللہ ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما منی السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يومنون ۔

یعنی فرمادے (یارسول اللہ) کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی کسی نفع ونقصان کی قدرت نہیں رکھتا مگر جیسے اللہ چاہے (کرتا ہے) اگر میں عالم الغیب ہوتا تو البتہ بہت نکوئی اصل کرتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی (ہاں! صرف) ایمانداروں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ہوں (اس سے زیادہ مجھے کوئی قدرت نہیں) بلفظہ صفحہ ۷۶ سطر ۸۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے نفع اور نقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی اور نہ ہی بعد حیات کے۔ بلفظہ صفحہ ۷۷ سطر ۲۲۔

اقول:- اول مجیب نے حسب عادت خود عنوان ہی غلط لکھا۔ عنوان یہ ہے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔

دوم:- آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط لکھا اور خطوط وحدانی میں اپنی طرف سے لکھا۔ اور تحریف کر کے یہ لکھا کہ (اس سے

زیادہ مجھے قدرت نہیں) حالانکہ آیت شریف میں کوئی ایسے الفاظ نہیں اور جہاں الا ماشاء استثنا کررہا ہے کہ نفع اور نقصان کی قدرت منجانب اللہ دی جاچکی ہے۔ورنہ اس جملہ کا کلام پاک میں لانے کی ضرورت نہ تھی۔اس جملہ آیت شریف کا ترجمہ ہی نہ لکھا۔مگر غیر مقلد مجیب نے دیکھ لیا۔اگرچہ دیوبندی صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی کو بری کرنے کے لئے لکھ دیا تھا کہ یہ مضمون ان کی کتاب تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں مگر مجیب صاحب نے بے چون وچرا منظور کرلیا اور اپنے اقبال کی سند میں آیت شریف بھی لکھ دی۔خواہ اس کا ترجمہ ہی غلط ہو یا اس میں تحریف معنوی بھی کردی ہو۔مگر افسوس۔آپ نے یہ نہ دیکھا کہ علمائے متقدمین ومفسرین نے اس آیت شریف کے معنی اور تفسیر کیا کی ہے اور نہ اپنی تائید میں کوئی شہادت پیش کی۔

میں کہتا ہوں یہ آیت شریف بسبیل تواضع وادب ہے۔جیسے کہ مفسرین لکھتے ہیں ان میں سے صرف ایک دو تفاسیر کی عبارات پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

۱-تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱-(ترجمہ عبارت عربی) یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں۔جو بہت سی احادیث میں آئی ہیں۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں پھر کیونکر تطبیق ہوسکتی۔ان میں اور قول ولو کنت اعلم الغیب الایۃ میں۔میں کہتا ہوں کہ اس میں احتمال ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو اور معنی آیت یہ ہوں کہ اطلاع کردیتا ہے اور اللہ مجھ کو اس کی قدرت دے دیتا ہے اور یہ بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اس ارشاد کے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے خبر دیتا ہے۔تب میں خبر دیتا ہوں۔جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول الایۃ ختم ہوا۔ترجمہ میں کہتا ہوں کہ شان نزول آیت شریف بالا کا یہ ہے کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ کو خدا کیوں نہیں بتلا دیتا کہ ارزانی غلہ ہوگی یا قحط سالی تاکہ معلوم ہو کہ صورت آرام ہو۔تب اس پر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ قل کہہ دیجئے کہ میں اپنے نفس کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔مگر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مجھے بتلا دیتا ہے۔اس کے بعد علم غیب کا تذکرہ اسی آیت کے ساتھ بالکل ملتا ہوا ہے۔جس پر فرمایا کہ یہ کہنا جناب سرور کائنات کا بسبیل تواضع وادب کے ہے۔بموجب حکم الٰہی کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲-قال اللہ تعالیٰ۔اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ (سورہ توبہ) دولتمند کردیا ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دیکھئے۔لوگوں مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فضل سے دولت مند کردیا۔

۳-حدیث شریف صحیح بخاری وصحیح مسلم متفق علیہ عن ابو ھریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ والہ وسلم ماینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیراً فاغناہ اللہ روسولہ (الحدیث) ترجمہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے۔کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا۔سو اس کو غنی اور مالدار کردیا۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بلفظہ تحفۃ الاخیار۔

ترجمہ مشارق الانوار۔ترجمہ مولوی خرم علی وہابی صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۴-

اس آیت اور حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف فضل کی قدرت اور تصرف ظاہر اور باہر ہے۔ لیکن وہابیہ منکر ہیں۔

میں نے اس باب میں چھ احادیث شریف اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف اپنی کتاب درج کی ہے۔مگر مجیب نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔افسوس۔

۴-اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(حضرت موسیٰ علیہ السلام) قال رب انی لا املك الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفسقین (سورہ مائدہ) یعنی کہا (موسیٰ علیہ السلام نے) اے میرے رب میں مالک نہیں ہوں۔مگر اپنی جان اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سو فرق کردے تو ہم میں اور نافرمان قوم میں۔مطلب اس کا یہ ہے کہ جب قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اپنی جان اور اپنے بھائی کی جان کا مالک اور مختار ہوں۔قوم کا نہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں اور نہ تنبیہ ہوئی کہ آپ اپنی جان اور اپنے بھائی کے مالک نہیں ہو۔یا آپ نے ایسا کیوں شرکیہ لفظ کہا۔اس سے ثابت ہے کہ ایسا کہنے میں کوئی جرم یا شرک نہیں ہے۔ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس قول موسیٰ کو پسند نہ فرماتا مگر وہابیہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی مشرک جانتے ہوں گے۔العیاذ باللہ۔

مجیب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے نفع ونقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی۔اور نہ ہی بعد حیات'' لاحول ولاقوۃ اللہ باللہ العلی العظیم واہ رے! وہابی جدید تیزی عید کی گفت وشنید۔یہی سبب ہے کہ انہی لوگوں میں سے عبداللہ معروف غلام نبی چکڑالوی پیدا ہوا۔اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول اور فعل کا انکار کردیا اور اپنا نام ہی بجائے اہلحدیث کے اہل قرآن رکھ لیا اور منکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگیا۔جب بقول مجیب غیر مقلد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ زندگی میں اور نہ بعد زندگی کسی کے نفع اور نقصان کی قدرت ہی نہیں۔تو قصہ ہی ختم ہوا۔ان کی ضرورت ہی کچھ نہ رہی۔اسی واسطے شفاعت کے بھی منکر ہوگئے اور نہ اس وقت ان کی امداد ہوسکتی ہے۔اور نہ وہ کچھ کرسکتے ہیں۔

آگے چل کر مجیب کے عقائد کو رد کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف علاوہ اپنی کتاب کے اور اسناد کے پیش ہوں گے۔انتظار کیجئے۔

قولہ:-معترض نے اس بحث کے ضمن میں لکھا ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ مولوی اسماعیل نے مسلمانوں پر لگادیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر بتوں کی پوجا کرے یا قبروں پر تعظیم وتکریم کرکے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار اور یہود ونصاریٰ ہیں۔پس یہ سبھی برابر ہیں اور حکم ان کا ایک ہے۔کیا کفار اور یہود ونصاریٰ جیسے فعل کرکے پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہی رہو گے بلفظہ صفحہ ۸۷ سطر ۱۶-

اقول:- ہاں بیشک میں نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے اور قرآن شریف اور تفاسیر سے دکھلا دیا اور جو آیات شریفہ مسلمانوں کے حق میں لگائی تھیں وہ قطعاً کفار یہود اور نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔لیکن مجیب صاحب اس کو قبول کر کے اپنے دل سے بنا کر کہتے ہیں۔جو شخص مسلمان کہلا کر بتوں کی پوجا کرے یا قبروں کی تعظیم وتکریم کر کے ان سے کچھ مانگے۔تو یہی فعل کفار یہود ونصاریٰ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ کون سا مسلمان ہے جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ہاں خلافتی وہابی مولویوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان کے مندروں میں جا کر پوجا کی قشقے لگائے۔وہ نجدیہ وہابیہ، گاندھویہ فرقہ ضرور کافر ہیں۔اور کوئی مسلمان بتوں کی پوجا نہیں کرتا ہاں قبروں کی تعظیم اور تکریم صاحبان قبر کی تعظیم وتکریم ہے جو مسلمان لوگ کرتے ہیں۔جس کا حکم شریعت میں موجود ہے اور ان مسلمانان کو بتوں کی پوجا کرنے والا کہنا اور بتوں اور قبروں کو یکساں کہنا اور سمجھنا وہابیہ نجدیہ ہی کا عقیدہ ہے جس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔وہابی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کو اسی واسطے صنم اکبر کہتے ہیں۔العیاذ باللہ۔اور اپنے بزرگوں اور ماں باپوں کی قبروں کو بت جان کر ان کے پاس تک نہیں جاتے مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔

یہود اور نصاریٰ کے افعال کرنے والے بھی یہی وہابی نجدی ہیں۔یعنی جسطرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور کسر شان کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور اسی طرح نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کر کے برے برے الفاظ استعمال کرتے ہیں اسی طرح وہابی نجدی بھی اس مختار دوجہان وسردار مرسلان سلطان انبیاء سیّد المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور بڑے بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔پس ثابت ہے کہ یہود ونصاریٰ یہی فرقہ گاندھویہ یا فرقہ وہابیہ نجدیہ ہے جن کے اعداد جمل سے مطابقت ہو کر پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہوگئی جس کا ذکر مختصراً تمہید کتاب میں ہو چکا ہے۔کیسا آپ کفار و یہود ونصاریٰ کے کام کر کے پھر بھی خارجی اور وہابی نجدی ہی رہو گے۔

ناظرین! آپ مجیب طبیب کی تحریر کو خوب یاد رکھیں کہ وہ ہم تمام مقلدین مسلمانان عرب وعجم کو کفار و یہود ونصاریٰ جانتے ہیں اور اپنے آپ کو پکا مسلمان کہتے ہیں۔لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم ۔

مجیب طبیب اس بات پر بہت ناراض ہوئے کہ میں نے لکھ دیا۔کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے وہ آیات جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔لکھا وہ صحیح اور بالکل صحیح لکھا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لکھا جو تمہید کتاب میں آچکا ہے۔لیکن مزید تسلی کے لئے دوبارہ لکھ دیا ہے۔

خوارج وہابیہ کی نسبت پیش گوئی

پہلی پیش گوئی حدیث شریف۔کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا یری الخوارج شرار خلق اللہ وقال انهم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقاً) (شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری میں موصولا) یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے تھے۔انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتری تھیں۔مسلمانوں پر لگا دیں۔دیگر پیش گوئیاں صفحہ ۲٦ سے ۳۴ تک ملاحظہ ہوں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔وہاں میں نے چار آیات بھی ایسی دکھلائی ہیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں اور مولوی اسماعیل دہلوی نے مسلمانوں پر چسپاں کیں۔

روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر قبور اولیاء اللہ پر جا کر حاجات طلب کرنا قرآن شریف واحادیث واقوال آئمہ سے عین سنت ہے

مجیب طبیب کی علمیت اور واقفیت علم دین نہایت ہی محدود ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ قبروں پر تعظیم وتکریم کر کے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار و یہود ہیں۔" حالانکہ قرآن شریف اور احادیث شریف اور اقوال وافعال آئمہ دین سے ثابت ہے کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگان دین اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہو کر اپنی حاجات مانگنا عین سنت ہے۔دیکھئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ۔یعنی اگر لوگ ظلم وگناہ کر کے اپنے نفسوں پر (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے پاس آئیں اور پھر معافی مانگیں۔اللہ تعالیٰ سے اور معافی مانگے۔ان کے لئے رسول (یعنی آپ) تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔اس آیت شریف کے ساتھ بہت سی احادیث جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات یکساں ثابت ہے۔میری کتاب کے صفحات ۱۹۲ سے ۲۰۳ تک میں مفصل درج ہے۔جس کو مجیب نے دیکھا ہی نہیں کہ روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ نے حاضر ہو کر کیا کیا حاجتیں طلب کی ہیں۔ایک اعرابی کا حاضر ہونا روضہ مطہرہ پر اپنے تئیں ڈال دینا اور طلب بخشش کرنا روضہ مبارکہ سے آواز بشارت کا آنا کہ تو بخشا گیا وغیرہ دیگر آداب زیارت وتعظیم وتکریم کرنا درج ہے۔مگر وہابیان گستاخ کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ۔

احادیث شریف اور اقوال وافعال آئمہ سے اس کا ثبوت

۱-حدیث شریف کا ترجمہ:-ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔بیہقی نے روایت کی ہے اور صحیح کیا ہے بیہقی اور حاکم نے بخاری کی شرط پر اقرار کیا۔حافظ ذہبی نے عثمان ابن حنیف سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اندھا آیا۔

اس نے اپنی آنکھوں کے واسطے دعا چاہی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھ۔ اس نے وہ دعا پڑھی اور وہ اندھا بینا (سوجاکھا) ہوگیا۔ اس دعا میں یہ الفاظ بھی تھے۔ **یا محمدانی اتوجه بك الی زلی۔**

۲- حدیث شریف۔ ترجمہ حدیث شریف مندرجہ بالا کے مطابق بعد وصال سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کے زمانہ میں واقع ہوا کہ ایک شخص کی حاجت حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے تھی پوری نہیں ہوتی تھی۔ اس نے ابن حنیف رضی اللہ عنہ راوی حدیث سے شکایت کی تب انہوں نے یہی دعا سکھائی۔ اور اس کی حاجت پوری ہوگئی۔ ملخصاً شفاء القلوب مصنفہ حضرت مولانا مولوی عمر کریم علیہ الرحمۃ عظیم آبادی صفحہ ۲۹-۳۰ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ۔

۳- حدیث شریف بیہقی نے روایت کیا۔ اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا اور قحط کی شکایت کی۔ کہ یا رسول اللہ پانی مانگئے خدا سے۔ آپ کی امت ہلاک ہوئی جاتی ہے۔ تشریف فرما ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی خواب میں کہ جاؤ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس اور سلام کہو ان کو اور خبر دو کہ پانی برسے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۳-

۴- حدیث شریف۔ ابن جوزی اپنی کتاب الوفا بفضائل المصطفیٰ میں ذکر کرتے ہیں کہ ابوبکر المقری کہتے تھے کہ ہم اور ابوالشیخ اور طبرانی حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اور فاقے سے تھے اور میں حاضر ہوا۔ قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات کے وقت اور عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوکے ہیں اور پھر آیا میں سو گیا۔ اور ابوالشیخ اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے کہ دروازہ پر ایک علوی آیا اور اس نے کواڑ ہلایا تو ہم نے کواڑ کھولا۔ دیکھا اس کے ساتھ دو غلام تھے۔ ہر ایک غلام کے پاس زنبیل بھری ہوئی تھی۔ اور ہم نے اس کو کھایا اور وہ شخص بولا کہ اے قوم! تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تھی۔ کیونکہ تمہارے کھانا کھلانے کا مجھ کو حکم ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۷ دیکھئے کھانا مانگا اور پایا اور کھایا۔

حدیث شریف۔ ابن جوزی نے اپنی صفۃ الصفوۃ میں لکھا ہے۔ ابوالخیر شیبانی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ گیا اور کھانا نہ ملا۔ تب میں قبر شریف پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مہمان ہوں پھر میں منبر کے پیچھے سو رہا تب دیکھا میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ کو بلایا کہ اٹھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ پس اٹھا میں اور بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر تب دی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی اور کھایا۔ میں نے اس میں سے کچھ اور جاگ پڑا۔ تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ ملخصاً ملتقطاً شفاء القلوب صفحہ ۴۰-

دیکھئے! قبر شریف پر حاضر ہو کر روٹی مانگی اور مل گئی آدھی خواب میں کھالی اور آدھی ہاتھ میں تھی کہ بیدار ہوگیا۔

مجیب صاحب کے نزدیک یہ افعال یہود و نصاریٰ ہیں۔ العیاذ باللہ۔

۶- حدیث شریف۔ ابن جوزی اپنی کتاب الوفا میں بسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے قبر شریف پر جاکر اظہار مصیبت فرمایا ملخصاً شفاء القلوب صفحہ ۴۹-

۷- ابن جوزی کتاب صفۃ الصفوۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ بشر ابن حارث تابعی فرماتے ہیں۔ کہ جس کسی کو حاجت ہو تو اس کو چاہیے کہ حضرت معروف کرخی کی قبر پر جائے اور دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس کا کام ہو جائے گا۔ وہی شفاء القلوب صفحہ ۵۵ ملخصاً۔

۸- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتا ہوں۔ اور جب مجھ کو کوئی حاجت ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کے مزار پر جاکر اللہ سے حاجت طلب کرتا ہوں۔ میرا کام ہو جاتا ہے۔ (کتاب المحاصرہ) شفاء القلوب صفحہ ۸۰-

۹- قلائد مصنفہ حضرت حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ **لم یزل العلماء وذوالحاجات یزرون وقبر الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنه یتوسلون به الی اللہ تعالیٰ فی قضاء حوائجهم منهم الامام الشافعی رحمة اللہ علیه یقول انی لا تبرك بابی حنیفة واجی الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسئلت اللہ عنده فتقضی سریعاً** بلفظہ تحفہ دستگیریہ مصنفہ حضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ (صفحہ ۲۰ سطر ۴) مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور ۱۲۸۵ھ ترجمہ:- ہمیشہ علماء اور حاجتمند لوگ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور قبر شریف پر اپنی حاجات کے پورا ہونے کو وسیلہ پکڑتے ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان متوسلین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم برکت لینے کے لئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آتے ہیں۔ جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر شریف پر آکر اپنا مطلب چاہتے ہیں تو بہت جلد ہماری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

۱۰- فتاویٰ عقائد المقتدیٰ فی مسائل الہدیٰ (فصل تعظیم علویہ) **روی عن محمد بن الحسن شیبانی وعن ابی یوسف وعن وکیع رحمهم اللہ تعالیٰ ان ابی حنیفته رضی اللہ عنه کان یزور القبر الامام محمد الجعفر الصادق ویکس علی بابه ویعطی للمجاورین فتوحًا ویطلب الا ستعانته منه فی الامور** بلفظہ تحفہ دستگیریہ صفحہ ۲۰ سطر ۱۱-

ترجمہ! حضرت امام محمد وابی یوسف اور وکیع رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے اور دروازہ پر جاروب کشی کیا کرتے تھے اور مجاورین کو بھی فتوح دیا کرتے تھے اور اپنے کاموں میں ان سے مدد مانگتے تھے۔

۱۱- خیرات الحسان میں ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ قبر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو حاجات طلبی کے لئے

تریاقِ اعظم تصور فرمایا کرتے تھے۔

۱۲-ابن القیم (مجیب کے اعلیٰ بزرگ) اپنی کتاب کبائر اور کتاب السنۃ والبدعۃ میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کو گئے ایک شخص کی زبان دشمنوں نے کاٹ لی تھی اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی تھی۔ ان دونوں شخصوں نے قبر شریف پر جا کر فریاد کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان اور آنکھ دیدی شفاء القلوب صفحہ ۴۵ سطر ۷۔

مجیب صاحب! اب تو ایمان لے آئیے۔ مگر امید نہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب حضرات بزرگان صحابہ کرام وآئمہ عظام یہود اور نصاریٰ ہیں۔

تبرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیاء اللہ رحمہم اللہ کا مختصر احال

۱-حدیث شریف صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اس کو دھو کر مریض کو پلایا جاتا تھا اور وہ شفا پاتا تھا۔ (شفاء القلوب)

۲-حدیث شریف۔ ایضاً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس تھا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے لے لیا تھا۔ اس کو نہایت عزت کے ساتھ رکھا تھا۔ (شفاء القلوب)

۳-حدیث شریف۔ ایضاً حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہما نے ایک چادر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ لی تھی کہ اپنی نجات کے لئے اس کا کفن بنایا جائے گا۔ (شفاء القلوب)

۴-حدیث شریف۔ ایضاً موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امراض کی شفا کے لئے دھو کر پلائے جاتے تھے۔ حضرت امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ڈبیہ میں تھے۔ (ملخصاً شفاء القلوب)

۵-حدیث شریف۔ صحیح مسلم میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حجامت کے وقت موجود رہتے تھے۔ اس وقت تمام موئے مبارک اٹھا لیتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب صحابہ میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (شفاء القلوب)

۶-صحیح بخاری میں ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہوتا تو میں اس کو دنیا اور مافیہا سے زیادہ دوست رکھتا۔ (شفاء القلوب)

۷-صحیح بخاری قصہ حدیبیہ میں ذکر ہے کہ قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو قاصد کے طور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے صحابہ کرام کو تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایلچی بن کر کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے پاس گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے لوگوں کو اس بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جیسے تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب اس پانی کو سبقت کر کے لے لیتے ہیں اور اس پانی کے واسطے جھگڑا کرتے ہیں اور جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوک پھینکتے ہیں تو اس کو وہ لوگ اپنے ہاتھ میں لے کر منہ اور جسم پر مل

لیتے ہیں۔ اور کوئی بال مبارک آپ کا زمین پر نہیں گرتا۔ مگر اصحاب سب اس کو سبقت کر کے اٹھا لیتے ہیں۔ بلفظہ شفاء القلوب صفحہ ۶۰۔

تنبیہ۔ حضرات! یہ تقاضا محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ جس کسی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگی۔ وہ ان کے آثار ومنتسبات وتبرکات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھے گا اور یہی عین ایمان ہے۔ تب وہی اس کا ایمان تازہ ہوگا اور اگر کوئی ان آثار وتبرکات کو نظر عظمت وعزت ومحبت سے نہیں دیکھے گا یا ان کی بے ادبی کرتا ہے تو یہ شخص اپنے ایمان سے کورا اور بے نصیب ہے اور جائے نزول قہر الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے ان سوء عقائد سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاتیکم التابوت فیہ سکینتہ من ربکم وبقیتہ ترک آل موسی وآل ھارون و تحملہ الملئکۃ (الایۃ) مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک صندوق سکینہ قوم بنی اسرائیل کے پاس تھا۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ اس میں تبرکات عصائی موسیٰ اور عمامہ ہارون علیہما السلام وغیرہ اشیاء تھیں۔ لڑائیوں میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ لوگ دشمنوں پر فتح پاتے تھے۔ جب انہوں نے اس صندوق کے ساتھ بے ادبی کی وہ صندوق ان سے لے لیا گیا اور ان پر عذاب نازل ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام عالم میں تصرف ہے

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۲ سے لے کر صفحہ ۱۰۶ تک کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفاسیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیات النبی ہونا اور بحکم اللہ تعالیٰ ہر دو عالم میں ان کا تصرف فرمانا ثابت کر دیا۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مزید براں اور لیجئے۔

۱-ہر مسلمان اور منافق وکافر کی قبر میں اس کے مرنے اور سوالات نکیرین کے وقت خواہ دنیا کے کسی گوشہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ خواہ شمال وجنوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بذات خاص موجود ہونا۔

۲-اپنے مزار مبارک سے نکل کر عالم بالا اور دنیا میں سیر کرتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔

۳-آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات۔ حیات شہدا سے کامل واکمل وافضل ہے۔ جو قرآن شریف سے ثابت ہے۔

۴-دور اور نزدیک سے برابر درود شریف پڑھنے والے کی آواز کو سنتے ہیں اور اس کو پہچانتے ہیں۔

۵-اعمال امت کو اپنے نور نبوت سے ہر وقت ملاحظہ فرماتے ہیں۔

۶-مسلمانوں کے خالی گھروں میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

۷-تمام جہان کے نمازیوں میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں۔

صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کے تصرفات مختصراً

۱-مردوں کا زندوں سے کلام کرنا اور غیب کی خبریں دینا اپنے گھر کا سب حال جاننا (کتاب الروح ابن قیم)

۲-آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عورت کی قبر پر (جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی) کھڑا ہونا اور اس سے باتیں کرنا اور اس کا جواب دینا (روایت ابوالشیخ اصبہانی)

۳-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عورت کی قبر پر اس سے بات چیت کرنا (ابن عساکر کی روایت)

۴-مردوں کا اپنی امانتوں کا اپنے گھر میں جہاں رکھی تھیں۔ پتہ دینا (کتاب الحکایات ابوعمر نیشاپوری)

۵-حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اپنی شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا اور گفتگو کرنا اور یہ عرض کرنا کہ ہم جہاں جی چاہتا ہے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الصحابہ معرفۃ الصحابہ۔ راوی ابن عساکر)

۶-مردے کا اپنے دوست سے مل کر لڑائی میں اس کی مدد کرنا۔ (روایت ابی الدنیا)

۷-حضرت عمر ابن عبدالعزیز بن امیر المومنین رضی اللہ عنہم کے جنازہ پر تمام شہدا کا حاضر ہونا اور اپنے ساتھی شہداء سے بات چیت کرنا اور شہدا کا حضرت عمیر بن خباب کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے اس کے گھر پہنچا دینا (ابن عساکر اس کے راوی ہیں)

۸-ابوجہل لعین کا اپنی قبر سے نکلنا اس کی گردن میں زنجیر تھا۔ اس کا پانی مانگنا اور قبر سے بھاگنا فرشتہ کا اس کو پھر قبر میں کوڑے مار کر داخل کرنا (اوسط طبرانی کتاب القبور)

۹-قبر میں مردہ کا چلانا اور زندوں کا اس کی آواز چلانے کی سننا قبر کو کھود کر دیکھنا۔ جو عذاب آتش ہو رہا تھا اور ایک شخص زندہ کا اس آگ سے ہاتھ کا جل جانا۔ (عیون الحکایت ابن جوزی)

مجیب طبیب کے دو بڑے بزرگوں امام الطائفہ کی تحریرات سے تصرفات اولیاء کا ثبوت

اب میں مجیب طبیب صاحب کے دو بڑے بزرگوں واجب الاتباع بلکہ امام الطائفہ کے اسناد سے خاصان خدا کے تصرفات فی العالم پیش کرتا ہوں جس سے ان کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اس پر صدق دل سے ایمان لانا واجب ہے۔ مگر غیر مقلدی میں اس کی پرواہ نہیں۔ اس لیے امید نہیں کہ وہ اس پر بھی ایمان لائیں۔ سنئے۔

اول ابن قیم اپنی کتاب الروح میں لکھتے ہیں

صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک بطور بھائی کے تھے۔ صعب بن جثامہ نے کہا اے بھائی جو کوئی ہم سے پہلے مرے تو

اس کو چاہیے کہ دوسرے سے ملاقات کرے دونوں نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد صعب مر گئے اور عوف نے صعب کو خواب میں دیکھا۔ پس پوچھا انہوں نے کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا۔ بعد عذاب کے کہتے ہیں وہ کہ دیکھا میں نے ایک دھبہ سیاہ ان کی گردن پر پوچھا یہ کیا ہے۔ تو صعب نے جواب دیا کہ میں نے دس دینار ایک یہودی سے قرض لیا تھا وہ ہمارے گھر تھیلی میں رکھے ہوئے ہیں تم اس یہودی کو دیدو۔ اور اے بھائی جاؤ تم کوئی واقعہ میرے گھر میں ایسا نہیں ہوا ہے۔ جس کی خبر ہم کو نہ ہوئی ہو۔ یہاں تک کہ چند روز ہوئے کہ ایک بلی میری مر گئی۔ اس کا حال بھی معلوم ہو گیا۔ اے بھائی یہ بھی جانوں کہ میری لڑکی چھ روز میں مر جائے گی۔ اس کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی۔ پھر کہا عوف نے کہ جب صبح ہوئی تو میں ان کے گھر گیا۔ اور دیکھا میں نے تھیلی کو اور اتارا اس کو اور نکالا میں نے جو اس میں تھا وہ دینار اس تھیلی میں تھے۔ تب میں نے یہودی کو بلوایا اور پوچھا اس سے کہ تمہارا قرض کچھ صعب کے ذمہ ہے؟ تو یہودی نے کہا کہ خدا رحم کرے۔ صعب پر وہ نیک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ جو کچھ ان کے ذمہ تھا وہ میں نے ان کو دیدیا۔ یہودی نے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم مجھ کو کیا تھا کہا اس نے کہ ہم نے دس دینار قرض ان کو دیئے تھے۔ پس ڈال دیا ہم نے اس تھیلی کو اس کے سامنے کہا اس نے قسم خدا کی یہ بجنسہ وہی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا کہ یہ ایک خبر ہوئی پھر پوچھا میں نے کہ بعد مرنے صعب کے کوئی واقعہ تمہارے گھر میں ہوا ہے۔ کہا ان لوگوں نے کہ ہاں فلاں فلاں واقعہ ہوا ہے پھر میں نے کہا کہ اور یاد کرو۔ تو کہا انہوں نے کہ چند روز ہوئے ہیں۔ ایک بلی مر گئی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا یہ دوسری خبر ہوئی پھر پوچھا میں نے میرے بھائی کی لڑکی کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کھیلتی ہے۔ تب لے آئے اس کو۔ میں نے اس کو چھوا۔ اس کا بدن گرم تھا۔ میں نے کہا نیکی کروا سکے ساتھ۔ سو وہ مر گئی چھٹے روز۔ ختم ہوا ترجمہ شفا القلوب صفحہ ۱۱۸۔

ملاحظہ کیجئے! ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قدرت، تصرف، علم غیب سب کچھ آ گیا۔ اپنے بزرگ اعلیٰ پر بھی فتویٰ شرک وکفر دیجئے۔

دوم:- صراط مستقیم۔ مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ ہند مجیب کے بزرگ اعلیٰ اور شہید صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ ہجری کا اردو ترجمہ:-

القصہ حضرت ایشاں (سید احمد مرشد مولوی اسماعیل دہلوی) کو طریق ثلاثہ قادریہ چشتیہ ونقشبندیہ شروع سے حاصل تھے۔ لیکن نسبت قادریہ نقشبندیہ کی نہ تھی۔ ان کا بیان ہے کہ بسبب برکت بیعت ویمن توجہات حضرت مرشد کے حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے روحوں نے ان کی طرف توجہ کی اور قریب ایک ماہ تک ہر دو روح مبارک میں تنازع رہا کہ ہر ایک امام چاہتا تھا کہ حضرت مرشد (سید احمد) کو اپنی طرف جذب کرے۔ تب ایک ماہ بعد مصالحت ہوئی اس بات پر کہ دونوں توجہ دے کر مرید بنالیں۔ تب ہر دو روح مبارک حضرت مرشد پر جلوہ فرما ہوئیں اور ایک پہر تک توجہ ہو کر ہر دو طریقہ کی نسبت ان کو حاصل ہوئی الخ اصل عبارت فارسی میری کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' کے صفحہ ۳۱۲ پر درج ہے۔

اب غور فرمائیے! حضرت غوث الثقلین شیخ وسیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بخارا شریف سے دہلی میں تشریف فرما ہیں۔اور مولوی اسماعیل دہلوی کے مرشد سیّد احمد صاحب کو توجہ دینے میں ایک ماہ تک جھگڑا کر رہے ہیں۔ان کو کس طرح سے بغداد اور بخارا میں خبر لگی کہ دہلی میں ایک شخص سیّد احمد ہے چلو اس کو مرید بنا دیں۔ ہر دو بزرگ ایک ماہ تک آپس میں تنازع کریں پھر مصالحت ہونے پر بھی ایک پہر تک توجہ ہوتی رہی۔ یہ تصرف ہر دو بزرگوں میں کیونکر آیا اور ان کو علم غیب سے کیونکہ پتہ لگا۔ مجیب صاحب کو علم نجیب سے صرف انکار ہی نہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کے سوا علم غیب کسی کو حاصل ہی نہیں۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ کافر اور مشرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب اپنے بزرگ اعلیٰ وشہید امام الطائفہ وہابیہ ہند پر فتویٰ کفر وشرک قائم کیجئے ورنہ ایسے عقائد بد سے توبہ کر کے اہلسنّت میں واپس ہو جائے۔

دوسرا بڑا شرک۔ بموجب عقیدہ مجیب مولوی اسماعیل دہلوی سے یہ سرزد ہوا کہ حضرت پیر دستگیر شیخ وسیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کتاب میں غوث الثقلین (جن وانس یعنی تمام جنوں اور انسانوں) کا فریاد رس لکھ کر خود بخود مشرک ہو گیا۔ یہ ساتواں فتویٰ کفر ہے جو مولوی اسماعیل نے خود اپنے قلم سے اپنی کتاب میں اپنے آپ پر لگایا۔

اور لیجئے مولوی اسماعیل آپ کے بزرگ اپنی کتاب صراط مستقیم میں تصرفات اولیائے کرام کو اس طرح پر لکھتے ہیں۔ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

(الف) اسی طرح اصحاب مراتب عالیہ اولیائی اور ارباب مناصب عالی کو اذن دیا جا چکا ہے کہ وہ عالم مثال اور شہادت میں تصرف کریں اور ان کبار اولی الایدی والابصار کو حق حاصل ہے۔ کہ تمام اور ہر ایک چیز کی نسبت اپنی طرف کریں۔ مثلاً ان کو حق حاصل ہے۔ وہ یہ بات کہیں کہ عرش فرش تک ہماری بادشاہی ہے۔ (صفحہ ۱۰۱ سطر ۲)

(ب) افادہ۔ ۱- انکشاف آسمانوں کے حالات اور ارواح اور فرشتوں اور بہشت اور دوزخ اور ان مقامات کی حقیقت اور مکانات کے حالات اور لوح محفوظ کی کیفیت معلوم کرنے کے واسطے وظیفہ اور ذکر حی یا قیوم کا ہے۔ صفحہ ۱۱۳ سطر ۷-

(ج) افادہ۔ ارواح اور فرشتوں اور ان کے مقامات اور سیر کرنے کے مکانات اور زمین وآسمان بہشت اور دوزخ کے انکشاف کے لئے اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے وظیفہ کا دورہ کیا جائے جس کا طریقہ فصل اول میں مفصل لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۱۱۷ سطر ۸-

نوٹ۔ اصل عبارت فارسی دیکھو۔ میری کتاب کا صفحہ ۱۷۷-۱۷۸-

دیکھئے! آپ کے امام بزرگ اعلیٰ کیا فرما رہے ہیں۔ اولیاء کرام کا تصرف یہ ہے کہ زمین آسمان، بہشت، دوزخ، ارواح اور فرشتوں کے حالات معلوم کر لینا اور لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور تمام مقامات اور امکنہ کی سیر کرنا ان کے لئے میسر ہے۔ بلکہ ان کا حق ہے کہ وہ صاف کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ لیجئے اب یہاں آپ کے عقیدہ کے مطابق

مولوی اسماعیل آپ کے بزرگ اعلیٰ نے بہت بڑا شرک اور کفر کیا ہے کہ انہوں نے خداوند کریم کو ان کی خدائی ہی جواب دیدیا ہے۔ خدا کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

یہ آٹھواں فتویٰ کفر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے قلم سے خود بخود اپنے آپ پر لگالیا ہے۔ مبارک ہو۔

چونکہ مجیب اپنے بزرگوں کے مقلد اور متبع ہیں۔ جب وہ کافر اور مشرک ہیں تو مجیب صاحب خود پکے لوہے کی طرح کافر اور مشرک ہوئے۔ مسلمانوں کو کافر اور مشرک بناتے ہوئے خود کافر اور مشرک ثابت ہو گئے۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔

افسوس۔ میری کتاب کا دیانت اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مطالعہ نہ کیا اور مخالفت جبلی کی وجہ سے اناپ شناپ جواب کا شوق ہو گیا۔ دوراندیشی سے خجالت وندامت پر خیال نہ کیا مگر ع شرم چہ کنی است کہ پیش مرداں بیامد۔

اس بحث میں مجیب کا یہ اعتراض بھی تا عنکبوت کی طرح تار تار ہو گیا۔ جو کہتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ اور

شیئاً للہ چو گدائے مستمند　　　　المدد خواہم زشاہ نقشبند

کہنا شرک ہے درانحالیکہ ان ہر دو بزرگوں سے مولوی اسماعیل دہلوی کے مرشد مستفیض ہوئے۔

قولہ:- معترض صاحب نے اوپر کی آیت میں تدعوا اور دعا کے معنی عبادت کے ثابت کئے ہیں۔ اب ان کو چاہیے کہ ذیل کی آیت میں بھی یہی معنی استعمال کریں۔ اولٰئك يدعون الى النار والله يدعوا الى الجنة والمغفرة (الاية) بلفظہ صفحہ ۸۰ سطر ۲۰-

اقول:- مجیب صاحب علم قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے الفاظ قرآن کریم میں دو معنی ہیں اور سیاق وسباق عبارت سے جو معنی پائے جاتے ہوں اور مفسرین متقدین ومتاخرین نے استعمال کئے ہوں وہی لئے جاتے ہیں۔ دیکھو لفظ ''یقین'' کے معنی قرآن شریف میں بیشک ٹھیک کے ہیں لیکن اس کے معنی موت کے بھی قرآن شریف مین آئے ہیں۔ دیکھو پارہ ۱۴ رکوع ۶ اور پارہ ۲۹ رکوع ۱۶-

اس طرح لفظ دعا، ادعوا، تدعوا، یدعون کے ایک ہی معنی صرف پکارنے کے ہی نہیں۔ بلکہ عبادت اور بندگی اور پوجا کے بھی ہیں۔ اور علماء مفسرین نے ان کے معنی عبادت کے کئے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے تین آیات اور لکھ دیتا ہوں جن میں ادعوا، تدعوا، یدعوا کے معنی عبادت کے ہیں۔ پکارنے کے نہیں۔

۱ – وان المسجد الله فلاتد عوامع الله احدا ۔

یعنی اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

۲ – وانه لما قام عبدالله يدعوه كا دوا يكونون لبدا ۔

اور جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں۔

۳- قل انما ادعوا ربی و لا اشرك به احدا ۔

یعنی تم فرماؤ۔ میں اپنے رب کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ اب آپ کو لازم ہے ان ہر سہ آیات میں عبادت کے معنی نہ کریں۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۸ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب جاننا (صریحاً) شرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۱ سطر۔

اقول:- مجیب صاحب محرف تحریف کرنے میں اہل کتاب سے بھی بڑھ گیا۔ میرا عنوان میری کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں اس طرح پر ہے۔

عقیدہ نمبر ۸-۹ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً۔

عقیدہ نمبر ۹- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً (تقویۃ الایمان۔ صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیے۔ میرے عنوانوں کی تحریف کر کے اپنے دل سے ایک من گھڑت عنوان لکھ دیا۔ افسوس!!!

دیوبندی مولوی نے تو بالکل انکار کر دیا تھا کہ تقویۃ الایمان میں ایسا لکھا ہی نہیں یہ بہتان بندی ہے۔ مگر مجیب صاحب انکار نہیں کر سکے۔ اس کو تسلیم و قبول کر کے لکھتے ہیں۔ وھوھذا۔

قولہ:- جو کچھ مولانا شہید نے لکھا بالکل صحیح اور اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ اس کے خلاف جہالت ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۱ سطر ۶-

اقول:- فرمائیے۔ مجیب صاحب اگر آپ کے مولانا کا لکھنا صحیح اور بالکل صحیح ہے تو اس کی سند کیا ہے۔ ان ہر دو عقائد کے صحیح ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کا اپنے منہ سے یہ کہہ دینا کہ ''مولانا شہید کا لکھنا بالکل صحیح ہے۔'' ایک رتی بھر اعتبار نہیں رکھتا۔ صرف اتنا کہنے میں جواب نہیں ہو سکتا کہ ''جو کچھ مولانا شہید نے لکھا بالکل صحیح اور اہلسنّت کا عقیدہ ہے۔'' ہاں واقعی جو مولوی اسماعیل نے لکھا وہ ضرور جہالت ہے اور جو مجیب نے اس کی حمایت میں لکھا وہ ضرور جہالت پر جہالت ہے۔ اور اس جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ۔

''قرآن و احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو ایک ذرہ بھر کا علم غیب نہیں۔'' بلفظہ صفحہ ۹۰ سطر ۹-

پھر اس کے آگے چل کر یوں لکھتے ہیں۔

''ہاں اس امر کو ہم مانتے ہیں کہ بعض موقعوں پر بذریعہ وحی الہام یا کشف کے بیشمار غیبی باتوں کا پتہ دیا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹۱

سطر ۱۸-

میں کہتا ہوں کہ یہ کیسی بہکی ہوئی باتیں ہیں کہ کبھی یہ کہہ دینا کہ خدا کے سوا کسی کو بھی خدا کا دیا ہوا ایک ذرہ بھر بھی علم غیب نہیں اور پھر اس کو بھولکر یہ کہہ دینا اور اقبال کر لینا کہ ہم مانتے ہیں کہ بے شمار غیبی باتوں کا پتہ دیا گیا ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ کسی کو بھی ایک ذرہ بھر علم غیب نہیں حالانکہ میں اپنی کتاب میں قرآن شریف کی آیات اور کثرت کے ساتھ احادیث سے ثابت کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم اولین و آخرین بلکہ لوح محفوظ کا علم بھی ان کے علموں سے ایک ادنیٰ علم ہے۔ اس کا جواب ہی ندارد ہے۔ گویا دیکھا ہی نہیں۔

قولہ:- مناہج النبوۃ میں یہ بھی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ (بعض) غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبان سے بعض ولیوں کے ظاہر ہوئیں۔ سو وحی یا الہام سے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۹۱ سطر ۲۱-

اقول:- مجیب صاحب اس عبارت سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور تحریف کر کے لفظ ''بعض'' اپنی طرف سے لکھ دیا۔ جو کتاب میں نہیں ہے۔ اور اس کے آگے جو مناہج النبوۃ ہیں مجیب کے خلاف تھا وہ دیانتاً چھوڑ دیا گیا۔ عبارت جو چھوڑ دی گئی ہے وہ یہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں۔ مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظہ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۷۷ سطر ۱۲-

یہ آپ کی ایمانداری اور دیانت ہے۔ افسوس!!

ناظرین! مجیب صاحب کے نزدیک کتاب مناہج النبوۃ مصنفہ حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی (جو کتاب مدارج النبوۃ کا اردو ترجمہ ہے معتبر ہے جس کی سند آپ نے پیش کی۔ خواہ تحریف کر کے اور اصلی عبارت مخالف کو چھوڑ کر ہی سہی میں نے اسی کتاب مناہج النبوۃ میں سے آٹھ سے زائد عبارات لکھ کر علم غیب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کیا ہے مگر افسوس ان پر نظر ہی نہ کی۔ لیجئے اختصاراً یہاں بھی لکھتا ہوں۔

۱- اللہ تبارک و تعالیٰ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم و اسرار کو یعنی جو کچھ موجود ہے اور جو آئندہ ہوگا۔ سب کچھ تعلیم فرما دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۷۲-

۲- احادیث معراجیہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرما دیا۔ مجھے پروردگار نے علم الاولین اور علم الآخرین اور تعلیم یعنی سکھایا مجھے طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو میرے دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا مجھے اظہار

اور کتمان کے درمیان اور ایک ایسا علم تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرف خاص و عام کے میری امت کے۔ بلفظہ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۲۔

۳۔ اٹھایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اور پہنچایا عرش معلّٰی پر اور وہاں سے ایک قطرہ میرے حلق میں پڑا اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی اور آخرین کی اور روشن کر دیا۔ میرے دل کو دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں آگے۔ ملتقطاً بلفظہ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۸۔

۴۔ **فاوحی الی عبدہ مااوحی** یعنی وحی کیا پروردگار نے طرف بندہ اپنے کی جو کچھ وحی کیا تمام علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم کرا دیئے جن کو سوائے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ملتقطاً مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۶ سطر ۵۔

۵۔ منافقوں نے کہا (جیسے کہ اس وقت کے وہابی کہتے ہیں) کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی خبر دیتے ہیں مگر ناقہ گم شدہ کا پتہ نہیں۔ منافقوں (وہابیوں) کی یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی فرمایا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے حکم سے کہتا ہوں اور خدا مجھے بتلا دیتا ہے اور فرمایا کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے۔ اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے لوگ وہاں گئے اور اسی جگہ سے ناقہ دستیاب ہوئی۔ ملتقطاً مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۲۔

شب معراج کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث منکرین پیش کریں جس میں نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہو مگر کبھی ایسا نہ کر سکیں گے

افسوس کی بات ہے کہ مجیب نے ان تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کتاب مسلمہ ومعتبر ہے۔ خود سے تحریف کر کے ایک عبارت کو لیا جو ان کے خود مخالف تھی اور باقی تمام وہ باتیں جو تصدیق علم غیب میں تھیں۔ ان کو چھوڑ دیا وہی مثال ۔۔۔۔۔۔ پوری کر دی دوسرا امر یہ ہے کہ مجیب صاحب نے اپنی دلیل کتاب مناہج النبوۃ سے پیش کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اچھا یوں ہی سہی۔ جب علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے تو انکار کیوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بطور معجزہ اور اعجاز کے دیا ہے۔ یاد دیا جا چکا ہے تو اس کا انکار نری جہالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان ہے یا پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ معجزہ چند یوم کے لئے دیا گیا تھا اور پھر فلاں تاریخ وسال سے واپس لے لیا تھا۔ بندہ خدا معجزہ وہی ہے جو منکرین کے عاجز کرنے کے لئے اپنے پیغمبر کی تصدیق کے لئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ وہ دوامی ہوتا ہے چند روزہ نہیں۔ جب علم غیب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہی فرما دیا تو انکار کیسا اور پھر یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے یا ان کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ کیسی بیہودہ بات ہے اور پھر مجیب صاحب کا

یہ لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ذرہ بھر کا بھی علم غیب نہیں تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر لغو اور بیہودہ بات ہے اور ساتھ ہی اس کا یہ اقبال بھی لکھ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشمار غیبی باتوں کا پتہ بتا دیا۔ کس قدر مخبوط الحواسی کی باتیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجیب صاحب بوجہ جدید غیر مقلد ہونے اور پہلی ہی تالیف کرنے کے اپنے دعوے پر دلیل لانے سے معذور ہیں۔ خدا ہدایت دے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکر منافق ہی تھے۔ جیسے اس وقت ان کی تقلید گروہ وہابیہ نجدیہ کر رہا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر طعن کیا۔ کہ ہم ان میں موجود ہیں مگر وہ ہمارے حالات نہیں جانتے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی** یعنی کیا حال ہے ان لوگوں (منافقوں) کا جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آئیں اور پوچھیں مجھ سے جو کچھ کہ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات میں سب کچھ بتاؤں گا۔ اس حدیث شریف کو میں نے اپنی کتاب انوار کے صفحہ ۱۲۳ میں درج کیا ہے اور بہت سی احادیث لکھی ہیں غرضیکہ میں نے اپنی کتاب میں اعتراضات وہابیہ کے جوابات دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے اثبات میں آٹھ آیات قرآنی اور انیس کتب تفسیر وسیر علماء حقانی اور بائیس احادیث رسول سردار مرسلانی اور چودہ کتب سر علماء رحمانی پیش کی ہیں۔ مگر جواب ندارد۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۲ میں نتیجہ آخیر علم غیب کے عنوان سے قرآن شریف اور معتبر کتب تفاسیر یعنی تفسیر حضرت امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۵ اور تفسیر درمنثور حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی جلد سوم صفحہ ۱۵۴ سے ثابت کیا ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء انکار کرے وہ منافق، کافر اور مرتد ہے۔ اس کا جواب تو ضروری تھا مگر کچھ نہیں ہو سکا۔ یہ طبیب صاحب تو کیا جواب دیتے ان کے بڑے مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب نہ دے سکے۔ دیکھو میری اور مولوی ثناء اللہ کی تحریری بحث ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب جو انجمن نعمانیہ لاہور میں دو حصوں میں چھپ چکی ہے اور سنیے مجیب صاحب اپنی اظہار علمیت کا ایک لطیفہ اس طرح پر لکھتے ہیں۔

قولہ:۔ اگر میں لاہور سے روانہ ہو کر لدھیانہ پہنچوں اور وہاں جا کر قاضی فضل احمد کو بتا دوں کہ لاہور میں آج ایک مکان جل گیا اور آٹھ آدمی مر گئے اور پچاس پیدا ہوئے تو جو شخص قاضی فضل احمد کو علم الغیب کہے وہ عاقل ہے یا پاغل۔ بلفظہ صفحہ ۹۳ سطر ۱۳۔

اقول:۔ **سبحان اللہ یا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** !! کیا کہنا ہے ایسی تمثیل لاجواب میں اور عاقل اور پاغل کا جملہ بھی علمی لیاقت کا نمونہ ہے۔ اس لئے کہ لفظ عاقل میں صرف ع ہے۔ اس لئے لفظ پاغل میں صرف غ داخل کیا گیا اس علمی لحاظ سے کہ حرف ع کے بعد حرف غ ہی ہوا کرتا ہے لہٰذا عاقل کے بعد پاغل ہی ہونا چاہیے۔ اس کے صحیح ہونے میں کلام نہیں۔ اللہ! اللہ!! اس لیاقت کے طبیب بھی پانچوں سواروں میں شمار ہونے کے لئے تیار ہیں۔

بندہ خدا! آپ نے علم کی تعریف کو ہی نہیں سمجھا۔ پہلے میری کتاب کے صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۱ کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ تو آج آپ کو یہ ندامت اور خجالت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ میں نے تفسیر کبیر اور تفسیر عزیزی فتح العزیز وغیرہ سے دکھلایا ہے۔ کہ علم غیب اس کو کہتے ہیں جو خواس خمسہ سے باہر ہو یعنی نہ وہ سننے میں آئے نہ دیکھنے میں نہ سونگھنے میں، نہ چکھنے میں، نہ چھونے میں۔ فرمایئے۔ آپ کی تعریف اور تمثیل کس میں آتی ہے اور تمثیل بھی بدخبری اور بدفالی میں دی۔ اس کی تمثیل یوں ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے موضع کوٹ بھٹہ سے یہاں لودھیانہ میں آئیں اور میں آپ کو بتادوں کہ آپ کے موضع میں ایک ہفتہ کو (شنبہ) کے دن آگ لگے گی۔ اور اس میں آپ کا سب اسباب، کتب طب وادویات وغیرہ جل جائے گا۔ مگر آدمیوں کی جان بچ جائے گی اور یہ آگ آپ کے گھر کے چراغ سے لگے گی۔ اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر (شنبہ) ہی کے روز یہ واقعہ وقوع میں آئے اور بعینہ میرے کہنے کے مطابق ہو تو اس کو علم غیب کہتے ہیں۔ اب سمجھے اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔

قولہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں ایک طول طویل بحث لکھ دی۔ گویا اب بہتان دور کر رہے ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۸۶ سطر ۶-

اقول:- یعنی جب آپ بہتان عظیم کا دوبارہ اعادہ کر رہے ہیں تو مناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ضرور آپ کے دل میں تیر کی طرح کام کرتے ہوئے پار نکل گئے ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ خود اس بہتان کہ بہتان عظیم فرما رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بہتان عظیم کی نفی فرما رہے ہیں تو پھر بھی آپ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر وہی بہتان لگا رہے ہیں جبکہ آپ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور عزت دل میں نہیں ہے۔ تو آپ کو مناقب حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کیونکر پسند ہو سکتے ہیں۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** ۔

قولہ:- پھر مناقب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد بغیر دلیل پیش کرنے کے یونہی لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتان کی کماحقہ واقفیت تھی مگر اس واسطے خاموش رہے کہ خود اللہ کریم ہی بریت بھیجیں گے تو بہتان کا اظہار ہو جائے گا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ معترض نے ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ جواب کہاں سے چھانٹا۔ بلفظہ صفحہ ۸۶ سطر ۹-

اقول:- مجیب طبیب صاحب کو جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دھوکا سب حلال ہے۔

ناظرین! یاد رکھیں کہ جھوٹے آدمی کا کبھی اعتبار نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ وعید لعنت کا مورد ہے۔ آپ نے بالکل جھوٹ لکھ دیا کہ "بغیر دلیل کے یونہی لکھ دیا۔" ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ جواب کہاں سے چھانٹا۔ مگر افسوس میری کتاب کو نہ دیکھا اور نہ دیکھنے کی کوشش کی۔ اسی واسطے میں بار بار لکھتا چلا آ رہا ہوں کہ مجیب نے میری کتاب کو بوجہ غیظ وغضب کے پڑھا ہی نہیں۔

دیکھئے! میں نے قرآن شریف، تفسیر کبیر، صحیح بخاری، شرح صحیح بخاری، مشاق الانوار، صحیح مسلم، ارشاد الساری اور وسیلہ جلیلہ کتب معتبرات کو اپنے دلائل میں پیش کیا کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلیتہً افک سے آگاہی تھی۔ اسی واسطے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر قسم کھا کر یوں فرمایا۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فواللہ ماعلمت علی اہلی الا خیرا** (متفق علیہ) یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص ہے بدلہ لینے والا اس شخص سے جس کی مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے ایذا دی ہے۔ میری گھر والی کو قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کہ میں اپنی بیوی کو پاک جانتا ہوں۔ فقط۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحات ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ اور مشورہ وغیرہ کا ذکر ۱۵۸ تک۔ دن کے وقت سورج کی موجودگی کا انکار کرنا مجیب صاحب کا ہی حوصلہ اور دل وگردہ ہے۔ خدا ہدایت دے۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۰-۱۱ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط روضہ کی زیارت کو سفر کرنا۔ یا آپ کے روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ **ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین** ۔ (پ ۹-ع ۱۳) بلفظہ صفحہ ۹۵ سطر ۲۱ یعنی جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح آدمی ہیں۔ پس پکاروان کو تا کہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔ بلفظہ صفحہ بالا ۹۵-

اقول:- مجیب محرف اپنی عادت تحریفی سے لاچار ہے۔ میرے عنوان مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۱۸۴ کی تحریر کے خلاف ان دو سطروں میں اس طرح تحریف کی ہے۔

(ا) میں نے دو جگہ الفاظ روضہ مطہرہ لکھا ہے۔ مگر یہاں بجائے اس کے صرف لفظ روضہ لکھا "لفظ مطہرہ لکھنا ان کے نزدیک شرک ہے"

(ب) میں نے ہر دو جگہ لفظ شرک لکھا ہے۔ اس کو بھی حذف کر دیا ہے۔

(ج) میں نے لفظ تعظیم لکھا تھا۔ اس نے اس کو شرک سمجھ کر ترک کر دیا۔

(د) میں نے درود شریف میں لفظ الہ لکھا تھا۔ اس کو بھی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حالانکہ خود مجیب صاحب نے یوں لکھا ہے۔

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس درود شریف میں میری آل کا نام نہ ہو وہ ناقص ہے۔" بلفظہ صفحہ ۱۰۴ سطر ۲۵-

"دیگراں رانصیحت وخود رافضیحت۔"

اس کے آگے آپ نے ایک آیت شریف لکھی۔ اس کا حوالہ بھی غلط اور ترجمہ بھی غلط اور میرے مضمون سے بے تعلق۔ صحیح ترجمہ آیت شریف کا یہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فارسی ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ **ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم** کسانیکہ عبادت میکنند ایشان را بجز خدا بندگانند شما۔ یعنی تحقیق جن لوگوں کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ خدا کے سوا وہ بھی تمہاری طرح بندے ہیں۔

تفسیر حسینی ودیگر تفاسیر میں لکھا ہے۔ یہ حکم مشرکین کی نسبت ہے۔ مگر آپ نے حسب عادت وہابیہ اس آیت شریف کو بھی

مسلمانوں پر چسپاں کر دیا جیسے کہ پہلے اس کا ذکر مولوی اسماعیل دہلوی کی عادت کی نسبت حدیث شریف کی پیش گوئی کے مطابق ہو چکا ہے۔ مجیب صاحب نے یہ آیت شریف روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ممانعت اور شرک ہونے پر لکھ دی تا کہ وہابی جاہل سمجھیں کہ زیارت روضہ منورہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس آیت شریف کے مطابق شرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

اور یہ کمال کیا کہ ان الذین تدعون الآیۃ کے معنی یہ لکھ دیئے کہ جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو حالانکہ معنی اس کے اوپر لکھے گئے ہیں کہ جن لوگوں کی تم (اے مشرکو) عبادت کرتے ہو۔ تمام مترجمین ومفسرین کے خلاف دعا کا ترجمہ کر دیا اور خود اسی آیت شریف کا ترجمہ اپنی اسی کتاب میں صفحہ ۸۰ سطر ۱۵ پر یوں کرتے ہیں ''بیشک تم لوگ جن کو پکارتے ہو'' دروغگو را حافظہ نباشد۔

مجیب صاحب کے نزدیک اس آیت شریف کے مطابق روضہ مطہرہ کی زیارت کرنا اور ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھنا شرک ہے اور مشرکین کا کام ہے۔ واہ وہابیو! تفقہ فی الدین اسی کا نام ہے۔ ایسے ہی وہابیہ میں مجتہد ہیں۔

قولہ: — زمانہ حال میں اکثر جاہل صوفیا کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد کی قبر کی زیارت ان کے اعراس کو بیت اللہ کی زیارت کے برابر بلکہ اس سے بھی بدرجہا بڑھا رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۹۵ سطر ۲۶۔

اقول: — مجیب صاحب کیا بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت اور تعظیم کا ذکر کرتا ہوں۔ اور آپ جاہل صوفیا کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ ذرہ ہوش میں آؤ۔ فضول گوئی سے کوئی کام نہیں چلتا۔ وہی سوال از آسمان وجواب از ریسمان۔ ایسی باتوں کا جواب ع جواب جاہلان باشد خموشی۔

قولہ: — علامہ محی الدین محمد برکوی حنفی رسالہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ سلمہ بن وردان تابعی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام کرتے اور پھر قبر کی دیوار کے ساتھ پشت ٹیک کر قبلہ رو ہو کر دعا کیا کرتے تھے۔ بلفظہ صفہ ۹۶ سطر ۲۵-۲۶۔

رسالہ مذکور صفحہ ۱۳۵ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سلام کے وقت بھی قبلہ کی طرف ہی رخ کرے اور قبر کی طرف مُنہ نہ کرے۔ بلفظہ صفحہ ۹۶۔

اقول: — شاباش وہابی موحدو! ابتدا ہی سے راندہ درگاہ ہو۔ تمہارا مُنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف پہلے ہی

---

[۱] ابن سعود مردود نجدی نے جو حال میں تمام مقابر ومساجد ومزارات وقبیت جنت المعلیٰ مکہ معظمہ اور جنت البقیع کے تمام مزارات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واہل بیت وازواج مطہرات وبنات رضی اللہ تعالیٰ عنہن وحضرت ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب کے سب منہدم کر دیئے ہیں۔ صرف روضہ مطہرہ گنبد خضرا باقی ہے۔ اس کی بھی خبر نہیں دیکھو اخبار سیاست در حجاج کی شہادت ۱۲ منہ۔

سے پھرا ہوا ہے اور تم نے اپنی پشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف پہلے ہی کر رکھی ہے۔ محمد برکوی ایسا ہی گستاخ ہے جیسے محمد بن عبدالوہاب نجدی یا محمد لکھوی یا محمد بکن والہ، پکا غیر مقلد جھوٹا حنفی ہے۔ اس کے بکنے کو کون مانتا ہے۔ البتہ مجیب جدید غیر مقلد اس کو معتبر اور حنفی لکھتا ہے۔ اس کی تحقیقات انشاء اللہ تعالیٰ کی جائے گی کہ یہ محمد برکوی کون ہے اس نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی یہ افترا قائم کیا ہے کہ سلام کے وقت مزار مبارک کی طرف مُنہ نہ کرے بلکہ پشت کرے۔ نعوذ باللہ منہا۔ واہ رے مفتری۔

میں اپنی کتاب میں حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول در بارہ زیارت روضہ مطہرہ کتاب معتبر غایۃ الہ وطار ترجمہ درمختار کے صفحہ ۶۲۴ جلد اول سے اس طرح دکھلا چکا ہوں۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۹۸ سطر ۱۵۔ بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دے کر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ قبلہ کی سمت سے آئے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے اور کہے السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته اور یہی مذہب ہے آئمہ ثلاثہ کا رحمۃ اللہ علیہم الخ بلفظہ۔

دیگر کتب معتبرات فقہ میں بھی اس طرح ثابت ہے۔ ان کے سامنے برکوی ترکوی کوٹ بھٹوی وغیرہ تمام نجدی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ چاروں مذہبوں (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کا بھی یہی عمل ہے۔ مگر غیر مقلد چاروں مذہبوں سے خارج اور اہل سنت والجماعت سے خارج۔ اس لئے کہ خارجی ہیں۔ لہٰذا اسلام سے بھی خارج۔

اب میں صرف آپ کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھلا دیتا ہوں تا کہ ان پر بھی آپ کفر وشرک کا فتویٰ لگائیں اور جو مجھ پر الزام لگا چکے ہیں کہ ایسے بزرگ کو کافر لکھا ہے۔ آپ اس سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ وہ آپ کے بزرگ کون ہیں۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ یہاں دونوں مولویوں حنفیوں برکوی اور گنگوہی کا بھی مقابلہ اور موازنہ ہو جائے گا۔ دیکھئے مجیب صاحب کس کو سچا اور کس کو جھوٹا اور شرک کہتے ہیں۔ ہو ہذا پھر روضہ کے پاس حاضر ہو۔ اور سرہانے کی دیوار کے کونے پر ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے کچھ بائیں طرف کو مائل ہو تا کہ چہرہ شریف کے خوب مواجہ ہووے اور باادب تمام خشوع سے کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو دیوار کو ہاتھ نہ لگائے کہ محل ادب اور مُہیب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے۔ اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ بلفظہ زبدۃ المناسک مولفہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۲۔

کہئے! دونوں مولویوں میں سے آپ کے کون سے بزرگ حق پر ہیں اور کون سے باطل پر ہیں برکوی یا گنگوہی؟ ''افسوس اور نہایت افسوس!!''

اللہ! اللہ!! وہابیوں کا ایمان اور اعتقاد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ہی شرک ہے اور

وہاں حاضر ہونا ہی شرک ہے گر کوئی وہابی غلطی سے مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر حاضر ہو تو اس کو حکم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ متبرک کی طرف اپنا منہ نہ کرے بلکہ پشت دے کر کھڑا ہو۔

او نامراد وہابیو!! تمہارا بیڑا قہر جہنم میں غرق ہو چکا۔ واقعی اللہ تعالیٰ کا فرمانا **قد کفرتم بعد ایمانکم اور قد کفرتم بعد اسلامکم** بلاشبہ تمہاری نسبت صحیح ہے۔ پہلی آیت شریف کا نکتہ باعداد جمل ۱۰۸۲ میری کتاب کے صفحہ ۱۸۴ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ وہ مطابق ہے اعداد جمل فرقہ زندقہ نسب نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ ۱۰۸۲ کے۔ اور دوسری آیت شریف **قد کفرتم بعد اسلامکم** کا نکتہ یوں صحیح ہوا کہ اس کے اعداد جمل ۱۱۱۲ گیارہ سو بارہ ہیں اور مطابق ہیں اعداد محمد حسین طبیب ایمن آبادی وکل آل وہابی نجد و ہندوستان کے گیارہ سو بارہ ہیں۔ ۱۱۱۲

مطابقت پوری ہوئی۔ مبارک ہو

پس ثابت ہو گیا کہ جن وہابیوں نے زیارت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے ہیں۔ یہ گستاخی یا سوء ادبی کی کہ ان کی طرف پیٹھ دے کر کھڑے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کرنا بھی جائز نہ سمجھا۔ تو بس ان کے ایمان اور اسلام کا ستیاناس ہو گیا۔ جن کے ذریعہ جن کی طفیل جن کی مہربانی سے ہمیں ایمان اور اسلام حاصل ہوا تھا۔ آج ان کی طرف پشت کی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اسی واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں لوگوں کی نسبت فرما دیا کہ **قد کفرتم بعد ایمانکم** واقعی تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور **قد کفر تم بعد اسلامکم** تحقیق تم اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے جن کے نکات نے بھی اعداد جمل سے پتہ اور نشان دیدیا کہ واقعی وہ لوگ گستاخ وہابی نجدی اور ہندی ہیں۔ خدا ان لوگوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین!!

مسلمانو!! ہوشیار ہو جاؤ اور بچو ان وہابیوں، ہندوؤں اور نجدیوں غیر مقلدوں وغیرہم سے جن کی بابت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ **ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** بچاؤ ان سے اپنے آپ کو اور جدور کرو ان کو اپنے پاس سے ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ ڈال دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔ اس کو مت بھولو بلکہ اچھی طرح یاد رکھو۔

ناظرین! آپ خیال فرماویں کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ زیارت قبور سنت ہے اور چہار شنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ زیارت قبول کے لئے مقرر ہیں۔ جیسے حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود جنۃ البقیع میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ان کا حکم ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو پہلے اہل قبور کی طرف منہ کر کے یہ کہو۔ **السلام علیکم یا اھل القبور** الخ اے صاحبان قبور تم پر سلام آپ ہم سے پہلے یہاں آ گئے ہیں۔ ہم بھی تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ پھر قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی طرف

[1] حکم ہے جیسے اب اس سال ۱۳۴۴ھ کو ابن سعود مردود نجدی نے حجاج کو حکم دیا ہے کہ جب وہ روضہ اطہر پر جائیں صلوٰۃ نہ پڑھیں اور روضہ مطہرہ کی طرف منہ کریں۔ بلکہ پشت دے کر کھڑے ہوں۔ دیکھو پرچات اخبار سیاست ماہ جون ۱۹۲۶ء ۱۲ منہ

اپنا منہ کر کے فاتحہ کہو یہ تو عوام مسلمین کی قبروں کے واسطے اور قبرستان کے واسطے ہے مگر وہابیوں کا ادب اور ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ جب تم کسی وجہ سے روضہ مطہرہ پر جاؤ تو وہاں نہ درود شریف پڑھو نہ کوئی دعا کرو۔ بلکہ ان کی طرف پیٹھ دے کر کھڑے ہو منہ بھی ان کی طرف نہ کرو۔ **نعوذ باللہ من ھذا سوء الاعتقا** ۔

قولہ:- **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ** یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر کی تکلیف نہ اٹھاؤ مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد الحرام دوسری یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور تیسری مسجد اقصیٰ۔ بلفظہ صفحہ ۹۸ سطر ۱۰۔

اقول:- اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت نہ کرو۔ اس میں صرف مسجدوں کا ذکر ہے اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کے لئے قصداً سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مقامات مقدس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

افسوس! وہابیوں کا تفقہ فی الدین یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث شریف سے تمام اقسام کے سفر کو ممنوع خیال کر لیا۔ اس واسطے اگر کوئی وہابی حج کے لئے جاتا ہے تو وہ مدینہ منورہ روضہ اطہر پر حاضر نہیں ہوتا۔ اگر غلطی سے چلا جائے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر لیتا ہے اور اگر روضہ مطہرہ پر جاوے تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت دے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان کی طرف منہ کرنا بھی شرک سمجھتا ہے۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۶ سے ۲۰۱ تک آداب زیارت روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج کئے ہیں اور ان میں حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول بھی درج کیا ہے۔ مجیب طبیب نے اس طرف دیکھا بھی نہیں جس کو دوبارہ پیچھے اس سے لکھ چکا ہوں۔ مگر آپ نے ایک حدیث **لا تشد الرحال الحدیث** اپنی کم علمی یا کم فہمی سے ممانعت زیارت روضہ مطہرہ پر لکھ دی۔ اس بارہ میں ثبت دیا جا چکا ہے۔ مگر مجیب صاحب کی تسکین کے لئے ان کے ہی ایک بزرگ مولوی خرم علی وہابی کی تحریر دکھلاتا ہوں جن کے ابیات "شریعت کا تازیانہ" آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں تبرکاً لکھے ہیں وہ کتاب تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مترجمہ خود ہیں۔ حدیث **لا تشد الرحال** کے نیچے یوں لکھتے ہیں۔

بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں فقط مسجدوں کا ذکر ہے یعنی عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی شہر کی مسجد میں سفر کر کے جانا درست نہیں۔ سوائے مسجدوں کے اور مکانات کو متبرک جان کر جانا اس حدیث میں منع نہیں۔ واللہ اعلم بلفظہ صفحہ ۱۲۲ سطر ۲ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کانپور ۱۲۹۱ھ

اچھا میاں گستاخ وہابیو! زیارت روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمہارے نصیب میں نہیں اور نہ خدا تمہارے نصیب کرے۔ کہو تمام مسلمانو! آمین ثم آمین۔

[1] دیکھو مجیب کا رسالہ اثبات التوحید صفحہ ۹۶ اور اس کا جواب ہذا صفحہ ۱۴۹-۱۲ منہ

حضرات ناظرین! میں نے اسباب میں اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک آیات قرآن مجید واحادیث شریف اور کتب فقہ سے زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافی طور لکھ چکا تھا۔ مگر اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا۔ صرف دو احادیث شریف کی نسبت ضعیف اور موضوع ہونا اپنے اجتہاد سے لکھ دیا ہے اس کے دلائل یوں پیش کرتے ہیں۔

قولہ:- باقی رہیں وہ احادیث جو آپ سے روایت کی جاتی ہیں۔ یعنی **من حج و له یزرنی فقد جفائی** اور دوسری **من زارنی بعد موتی کان کمن ذارنی فی حیاتی** ایسی احادیث کے موضوع یا ضعیف ہونے پر کئی دلائل ہیں۔ پہلی حدیث جس میں لفظ فقد جفانی ہے یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے دوسرے **انہ قال لاتشد الرحال الی ثلثة مساجد** الخ اس کے ضعف پر دال ہے۔ تیسرے **لاتتخذوا قبری عیدًا وصلوا اینما کنتم** الخ بھی مذکورہ احادیث کا ضعف ثابت کرتی ہے۔ چوتھے ایک روایت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا: **لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد** پانچویں مسند ابی یعلی موصلی والی روایت جو علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ مذکورہ احادیث کا کماحقہ ضعف بلکہ موضوع ہونا ثابت کر رہی ہے اور اس طرح حدیث جو حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب سے منقول ہے۔ یہ چھٹی دلیل ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹۹-۱۰۰ سطر ۲۷و۔ مذکورہ روایات کے بیان سے یہ معلوم ہو گیا کہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی غرض کے لئے زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۴۔

اقول:- مجیب طبیب ایسے بیباک ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت میں آ کر احادیث صحیحہ کو بھی ضعیف اور موضوع بنا دیا۔ اور اس پر دلائل کیسے بودے کہ ایک طالب علم بھی اس پر مضحکہ کرے۔

پہلی دلیل۔ یہ بیان کی کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں۔ اس لئے موضوع ہے مگر کسی کی شہادت نہیں کہ علماء سلف یا خلف سے کس نے اس حدیث شریف کو موضوع قرار دیا۔ مجیب صاحب نے صفدع بیر کی طرح تمام احادیث کا انحصار صرف صحاح ستہ حدیث کی چھ ہی کتابوں میں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کو چھ لاکھ احادیث صحیحہ یاد تھیں۔ مگر صحیح بخاری میں صرف سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث درج ہیں۔ کہئے باقی پانچ لاکھ بانوے ہزار سات سو پچیس (۵۹۲۷۲۵) احادیث صحیحہ کہاں ہیں ان کا پتہ دیجئے۔ اسی طرح حضرت مسلم علیہ الرحمۃ کے پاس تین لاکھ صحیح احادیث تھیں جن میں سے صحیح مسلم میں صرف بارہ ہزار احادیث لکھی گئیں۔ باقی دو لاکھ اٹھاسی ہزار احادیث کہاں ہیں۔ جو صحیح تھیں ان کا پتہ بتلائیے کہ وہ کہاں ہیں۔ (دیکھو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ۔)

علمیت اور واقفیت یہ کہ تمام احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف صحاح ستہ میں ہی تصور کر کے انحصار کر لیا۔ ذرہ ہوش کیجئے۔ اپنی زبان سے بلا تحقیق وتصدیق محدثین ومجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ موضوع کہہ دینا بزرگان دین محدثین ومجتہدین کی سخت توہین ہے۔ آپ کی پہلی دلیل رد ہوئی اور یہ بھی کہئے کہ آپ کے پاس کوئی آیت یا حدیث اس امر کی بابت ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ میں ہے۔ وہی صحیح اور ماننے کے قابل ہے۔ اور باقی کوئی حدیث کی کتاب ہی نہیں اور صحاح ستہ کس حدیث

کے مطابق نام رکھا گیا۔ اور سب سے بڑا تعجب یہ ہے کہ حضرات جامع صحاح ستہ سب کے سب مقلدین آئمہ مجتہدین تھے جو آپ اور تمام وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک وہ مشرک ہیں۔ مشرکین کی کتابوں پر آپ کا ایمان کیونکر ہوا اور ان سے سند لینا جائز کیونکر ہوا۔ ذرہ ہوش کر کے سمجھ سوچ کر جواب دیجئے۔

دوسری دلیل آپ کی حدیث **لاتشد الرحال** ہے۔ جس کا کوئی تعلق روضہ اطہر کے ساتھ نہیں اور جواب اس کا ہو چکا ہے۔

تیسری دلیل۔ آپ کی **لاتتخذوا قبری عید الحدیث** ہے جو بالکل غلط ہے۔ زیارت روضہ مطہرہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ عیدین کی طرح کوئی کام وہاں نہیں ہوتا۔ روضہ اطہر پر صرف قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف کی کثرت کے سوا اور کوئی بات نہیں مگر افسوس وہابیہ کے نصیب میں نہیں کہ زیارت کیا ہے پھر پتہ کیسے لگے۔

چوتھی دلیل یہ حدیث شریف الحدیث لکھی ہے جو بالکل بودی ہے۔ کیونکہ کوئی مسلمان خواہ کسی درجہ کا جاہل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ مجیب صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ زائرین روضہ مطہرہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ یہ چاروں دلائل آپ کے ایسے ردی ہیں کہ جن پر ایک ادنیٰ طالب علم بھی مضحکہ اڑائے گا۔

غرض یہ کہ آپ کو اپنے دعویٰ پر دلائل لانے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا۔ دعویٰ کچھ دلیل اس کی کچھ۔

اب باقی رہ گئیں دو دلیلیں جن کے جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ ان ہر دو دلائل میں کوئی حدیث ہی نہیں لکھی جس کا جواب دیا جائے۔

اور سنئے! جن احادیث کو آپ نے ضعیف یا موضوع اپنے دماغ سے لکھا ہے وہ احادیث صحیحہ دارقطنی حدیث کی کتاب معتبر میں موجود ہیں اور ان احادیث کو امام محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں درج فرمایا ہے۔ اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے کتب احادیث کو لا کر ہندوستان میں شائع فرمایا۔ جن احادیث شریفہ کو ایسے محقق صاحب شریعت وطریقت اپنی کتاب میں سنداً پیش کریں۔ اس کو یہ غیر مقلد جدید وعید ضعیف اور موضوع قرار دیں۔ **لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم**۔

اخیر پر یہ درفشانی کی کہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ **نعوذ بالله منها** زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ اس پر میں سوا تلاوت آیت شریف **لعنت الله علی الکذبین** کے اور کچھ نہیں کہوں گا۔ باطل بے دلیل بے سند لکھا۔

میاں! کسی ایک دو صحابہ کا نام لکھا ہوتا کسی کتاب معتبر کا حوالہ دیا ہوتا مگر کچھ نہیں صرف اپنے منہ ناپاک سے کلمات گستاخانہ نکال دیئے۔ حالانکہ میں اپنی کتاب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال عمل لکھ چکا ہوں کہ وہ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر نہایت عجز کے ساتھ استمداد کیا کرتے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔ نابینے بینے ہو گئے۔ گنہگاروں کے گناہ بخشے گئے۔ بارش چاہی بارش ہو گئی، قحط دور ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔

احباب اس جواب میں بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر امید اصلاح ایمان موہوم اس سے آگے چل کر مجیب صاحب تمام

مسلمانوں کو بت پرست اس طرح پر لکھتے ہیں۔

قولہ:- پس جو آیات بت پرستوں کے حق میں ہیں گور پرستوں کے حق میں وہی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۱ سطر ۲۴۔

اقول:- اس گروہ وہابیہ کی بڑی علامت حسب پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو آیات مشرکوں بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ جیسے پہلے لکھا جا چکا ہے اور یہاں پر وہ اپنی علامت وہابیہ کو خود پیش کرتے ہیں اور اپنے اجتہاد سے ایسا لکھتے ہیں کیونکہ وہابیہ میں جو مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو تحت اللفظ دیکھ لے وہ کھرا خاصہ محدث اور جو فقہ محمدیہ یا طریقہ محمدیہ اردو پڑھ لے وہ عمدہ مجتہد ہے۔ مجھے یہاں یہ بھی امید نہیں۔ ممکن ہے کہ مجیب صاحب جو کاتب ہیں۔ ان کی کتاب میں آئی ہوں۔ اور ان کی نقل کی ہو۔ بقول شخصے ''نقل را بہ عقل۔''

دیکھئے حضرات! اس مجیب بیباک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت و دیگر اولیائے کرام اور عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کرنے والے اور سنت پر عمل کرنے والے تمام دنیا کے مسلمانوں کو بت پرست قرار دے دیا۔ واہ رے مجتہد۔ تیرا قیاس واقعی آپ وہ ہیں جس نے سب سے پہلے قیاس کیا تھا آپ کے نزدیک بت کفار اور مزارات سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کبار اور اولیائے پر انوار سب برابر ہیں۔ گور پرست اور بت پرست برابر ہیں۔ مسلمان لوگ گور پرست کیونکر ہوئے۔ مشرک تو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ محض جمادات ہیں۔ زیارت قبور جو سنت اور حکم و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ مسلمان لوگ تعمیل حکم کر کے سنت ادا کرتے ہیں کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ان قبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ آرام فرما نہیں ہیں اور وہ زائرین کو شناخت نہیں کرتے اور کون مسلمان ہے جو ان کو سجدہ کر کے ان کی پوجا کرتا ہے؟ کوئی نہیں ہرگز نہیں۔ وہابیوں کو بہتان بندی اور افترا پردازی میں کمال ہے۔

ہاں! بڑے زور سے کہوں گا کہ وہابیہ کافر پرست اور ہندو پرست، گاندھی پرست ضرور ہیں۔ یہاں تک کہ گاندھی مشرک کو اپنا سردار، رہبر، مذکر، پیغمبر قرار دیدیا۔ جب کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرانا مسمار کرنا عین توحید اور ثواب ہے۔ اور اس کا موجود رہنا سخت جرم ہے تو کافر پرستی اور گاندھی مدن موہن مالوی پرستی ان کے لئے کیا مضر ہے۔

دیکھو مولوی ثناء اللہ غیر مقلد گستاخ وہابی امرتسری (جن پر سب سے پہلے ان کے ہم مذہب جماعت غزنویہ امرت سر سے فتویٰ تکفیر مزین ہے اور وہ فتویٰ ان کے استاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم اور ان کے رفیق اور دوست قلبی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے دستخطوں سے مزین و معزز ہے) وہ اپنے وعظ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء میں یوں کہتے ہیں۔

گنبد مرقد انور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود کہنا خلاف شریعت ہے اسے ضرور کر دینا چاہیے۔ اگر سلطان ابن سعود نے اسے نہ گرایا تو وہ مجرم ہوں گے اگر اس میں بھی وجہ تامل ہو تو ہمیں اجازت دے کہ ہم وہاں پہنچ کر اس کو گرائیں اور سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو اس پر تیشہ چلاؤں گا (اخبار الفقیہ امرت سر ۱۷ اکتوبر و ۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء۔

یہاں مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حسب حال ہے۔

حکایت! ایک درزی کو جو لوگوں کے کپڑوں میں سے چوری کر کے کپڑا رکھ لینے کی عادت تھی۔ اچھے اچھے قیمتی کپڑے امراء کے جب سینے کے لئے اس کے پاس آتے تو وہ ان میں سے ضرور کپڑا چرا لیا کرتا ایک رات کو وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور سب کے اعمال ہر ایک کے سامنے دکھائی دے رہے ہیں اس نے بھی دیکھا کہ ایک بڑا علم ہے اس پر وہ تمام پارجات جو اس نے چرائے تھے لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر نہایت حیران و پریشان اور مخوف ہوا اتنے میں آنکھ کھل گئی اور بیدار ہوگیا اور بہت خائف ہو کر رویا اور آئندہ کے لئے فوری توبہ کر دی کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے شاگردوں کو تاکید کر دی کہ اگر میری نیت میں کسی کے کپڑا چرانے کی صورت پیدا ہو تو مجھے کہہ دینا۔ استاد علم! جب کبھی حسب عادت ایسا موقع ہوا شاگردوں نے کہہ دیا استاد علم! درزی کپڑا چرانے سے رک گیا۔ لیکن ایک دن ایک امیر کا نہایت اعلیٰ قیمتی کپڑا سینے کے لئے آیا تو اس نے اس میں سے کپڑا چرا لیا۔ شاگردوں نے کہا استاد علم! تب اس درزی نے بڑے زور سے کہہ دیا کہ ایں ہم بر علم بعینہٖ یہی حالت مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی ہے جہاں اور سینکڑوں کفران کے علم پر ہیں تو روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانے کا ایک کفر کیا چیز ہے۔ یہ بھی اسی علم پر سہی حکایت ختم۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۱ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر یا محمد یا رسول کہہ کر پکارنا بلفظہ ۱۰۳ سطر ۴۔

اقول:- مجیب صاحب نے یہود و نصاریٰ کی حق استادی تحریف کا پورا کر دیا۔ جو مرنے تک رہے گا۔ دیکھئے

اول:- اعتراض کا نمبر ۱۲ ہے۔ آپ نے ۱۱ لکھ دیا۔

دوم:- میرا عنوان صرف تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ مجیب نے الفاظ ''حاضر و ناظر جانکر'' کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔

سوم:- الفاظ یا رسول اللہ میں سے لفظ اسم ذات اللہ کو نکال دیا۔

چہارم:- الفاظ ''کہہ کر پکارنا'' کو اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔

پنجم:- لفظ شرک کو ترک کر دیا۔

غور فرمائیے! مجیب محرف نے ایک سطرہ عبارت میں پانچ تحریفیں کی ہیں ان لوگوں کی زبان اور تحریر پر کیا اعتبار ہو سکتا۔ کہتے ہوئے لکھتے ہوئے خدا کا خوف ہی نہیں کرتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو حاضر و ناظر جاننا شرک جانتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کو بھی حاضر و ناظر نہیں جانتے اور ایسے تحریفی کام کرتے ہیں۔

۱؎ یہ مولوی صاحب اس سال ۱۳۴۴ھ حج کو گئے ہیں اور ابن سعود کے مہمان ہیں مزارات جنۃ البقیع کے گرانے میں مشیر ہیں۔ اپنے وعظ کے مطابق روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیشہ چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گستاخ اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ پہنچنے کی توفیق نہ دے گا۔ ۱۲ منہ۔

قولہ:- مگر معترض نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں "بلا حکم وقدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلائی" پتہ نہیں چلتا کہ فتاویٰ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۳ سطر ۲۱-

اقول:- میں اس سے پہلے اعتراضات کا اپنی کتاب میں پتہ دے چکا ہوں اس کو دوبارہ درج کر دیا کہ پتہ نہیں چلتا کہ فتاویٰ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے۔ "اس کے آگے نہ دیکھا جو میں نے لکھا ہے کیونکہ ارواح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر وناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یکون الرسول علیکم شھیدا** اس کی تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے فرمائی ہے۔ جس کو اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھ چکا ہوں۔ اس تمام عبارت کو ترک اور تحریف کر کے منکر ہو گئے اور جواب نہ ہو سکا۔

قولہ:- جناب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی علیہ الرحمۃ کی عبارت بتا چکا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیاء اللہ کی ان کے محبوبوں کی اصلی صورتیں نظر نہیں آتیں۔ بلکہ اللہ کریم مثالی صورتوں سے ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ بلفظہ۔

اقول:- مجیب صاحب عجیب ہیں۔ خود لکھتے ہیں کہ کتاب اور سنت کے سوا دین میں اور کسی کا قول حجت نہیں ہے۔ (صفحہ ۱۰۳ سطر ۹) اور خود حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی حجت میں پیش کرتے ہیں اور ان کو اپنے اعتقاد میں مشرک بھی کہتے ہیں کیونکہ تقلید کرنا ان کے مذہب اور اعتقاد میں شرک ہے اور حضرت امام علیہ الرحمۃ بڑے پکے مقلد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ امام علیہ الرحمۃ کے قول پر ایمان رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثالی صورتیں لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اس اقبال سے مجیب خود اپنے عقائد کے مطابق شرک ہو گیا۔ مجیب اپنے دعویٰ پر ایسی دلیل لایا جو اس کے خلاف ہے یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ کی مثالی صورتیں ان کی محبوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی اصلی صورت فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اصلی ہی بزرگان امت کو دکھائی دیتی ہے۔ مجیب کو لازم تھا کہ کوئی دلیل کتاب اور سنت سے پیش کرتے۔ مگر کچھ نہیں میں قرآن شریف اور احادیث شریف سے ثابت کر چکا ہوں کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت وطاقت عنایت ہو چکی ہے کہ وہ فائدہ پہنچائیں۔ جیسے حدیث شریف۔

الحدیث دیکھو میری کتاب کا صفحہ ۲۰۵ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ دس احادیث شریف یا محمد یا رسول اللہ کے کہنے کے جواز میں اور بارہ دیگر کتب معتبرات کی عبارات لکھ چکا ہوں۔ مگر افسوس ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا اور مشیروں معینوں مولویوں نے بھی کوئی مدد نہیں دی۔ کسی کی مدد لینا ہی ان کے مذہب میں حرام اور شرک ہے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے خود اقبال کر کے یوں لکھتے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

(الف) ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر **الصلوۃ والسلام**

علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے اور دعائے مغفرت مانگی جاتی ہے جو حضور کے لئے خاص ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۴-

(ب) ہاں! **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** کہنا روضہ مطہرہ کے سامنے جائز ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۶-

دیکھئے حضرات! مجیب صاحب کی اضطرابی حالت کو یا تو یہ لکھتے ہیں کہ روضہ مطہرہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے بلکہ پیٹھ دیکر کھڑا ہونا چاہیے یا یہ لکھتے ہیں کہ ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے سامنے کھڑا ہو کر **والسلام علیک یا رسول اللہ** پکارنا اور دعائے مفغرت مانگنا جائز ہے یا یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ کیسی بہکی ہوئی باتیں ہیں۔ خدا نے عقل سلیم کو سلب کر لیا یہ سوء ادبی کا نتیجہ ہے۔

قولہ:- جو شخص ایسے عامل سنت کو وہابی کہتا ہے وہ مفسد اور بدعتی ہے۔ یہ وہابی کا لفظ خدا جانے ان بدعتی لوگوں نے کہاں سے گھڑ رکھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۶ سطر ۶-

اقول:- ہاں! بیشک وہابی جتنا گستاخ بے ادب ہوا اتنا ہی در عامل بالحدیث اور سنت ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک سب مسلمان بدعتی ہیں حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی بھی بدعتی ہیں۔ بدعتی کے معنی اب تک تم کو معلوم نہیں ہوئے اور وہابی کے لفظ پر آپ بہت غیظ وغضب میں آ کر چڑتے ہیں اگر آپ میری کتاب کے باب بست ودوم کو پڑھ لیتے تو آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی لفظ وہابی تو وہابیوں کا اپنا مقبولہ اور پسندیدہ مفتی بہ ہے جس کو میں ابھی اسی کتاب کے صفحہ ۶۸ میں مکرر لکھ چکا ہوں۔

قولہ:- اس کا فیصلہ عنقریب ہونے والا ہے اور منصف خود ذات سجاد ہو گی اور گواہ ہمارے سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام ہوں گے بلفظہ صفحہ ۱۰۶ سطر ۹-

اقول:- خوب! یہاں پر مجیب صاحب اپنے علم غیب سے یہ جتلاتے ہیں کہ صرف ہم وہابی لوگ ہی مسلمان اور حق پر ہیں اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مشرک اور کافر ہیں۔ عنقریب قیامت کو اس کا فیصلہ ہمارے حق پر ہو گا اور تمام دنیا کے مسلمان مقلدین آئمہ اربعہ تیرہ سو سال سے لے کر اس وقت تک سب کے سب دوزخ میں بھیجے جائیں گے اور ہم مٹھی بھر وہابی اتنی بڑی جنت میں تقویۃ الایمان کے اوراق بکھیرتے پھریں گے۔ مگر یاد رکھو معاملہ اور فیصلہ برعکس ہو گا۔

ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ فیصلہ ہمارے مسلمانوں کے حق میں ہو گا۔ اور مدعی کی حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور گواہ ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تمام امت مرحومہ ہو گی اور عادل حاکم اور منصف ذات باری تعالیٰ ہو گی اور وہابیوں پر فرد قرارداد جرم حسب ذیل لگائے جائیں گے۔

(۱) اے وہابیو تم نے مجھ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا اور وعدہ خلاف قرار دیا۔

(۲) اے وہابیو تم نے مجھے مجسم قرار دے کر عرش پر بٹھایا اور میرا بوجھ اس قدر بنایا کہ جس سے عرش عظیم چر چر کرتا ہے۔

(۳) اے وہابیو تم نے میرے پر بے علمی کا الزام لگایا کہ میں بھی علم غیب نہیں جانتا۔ جب ضرورت ہوتی ہے تو معلوم کرتا

ہوں۔

(۴) اے وہابیوتم نے میرے پر یہ الزام لگایا کہ میں عرش سے نیچے نہیں اترتا۔

(۵) اے وہابیوتم نے قرآن شریف کا انکار کر کے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام معززین انبیاء اور مرسلین اور خصوصاً اپنے حبیب خاتم النبین کو چمار سے بھی ذلیل سمجھتا ہوں۔

(۶) اے وہابیوتم نے قرآن شریف کا انکار کر کے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام انبیاء و مرسلین کو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔

(۷) اے وہابیوتم نے یہ بھی الزام لگایا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرائیل علیہ السلام جیسے کروڑوں پیدا کردوں گا۔

(۸) اے وہابیوتم نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا۔

(۹) اے وہابیوتم نے ان کی شفاعت کا انکار کیا۔

(۱۰) اے وہابیوتم نے توہیناً میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ سمجھ کر ان کو مٹی میں مل گیا کہا۔

(۱۱) اے وہابیوتم نے علم غیب میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو میں نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ انکار کیا اور ماننے والے کو مشرک کہا۔

(۱۲) اے وہابیوتم نے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو شرک قرار دیا اور اس کو صنم اکبر سمجھ کر گرا دینا ثواب مانا۔

(۱۳) اے وہابیوتم نے میرے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو شرک قرار دیا۔

(۱۴) اے وہابیوتم نے توہیناً زیارت روضہ مطہرہ کے وقت پیٹھ دے کر کھڑے ہوئے۔

(۱۵) اے وہابیوتم نے یا محمد یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک بنا دیا۔

(۱۶) اے وہابیوتم نے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی زید وعمرو بچہ طفل پاگلوں ڈنگروں حیوانوں چوپاؤں کے ساتھ تشبیہ قبیح دے کر ان کی توہین سخت کی۔

(۱۷) اے وہابیوتم نے یہ کہا کہ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہے۔

(۱۸) اے وہابیوتم نے توہیناً میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہا۔

(۱۹) اے وہابیوتم نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے بدتر کہا۔ العیاذ باللہ۔

(۲۰) اے وہابیوتم نے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صنم اکبر کہا اور اس کی زیارت کرنا شرک ٹھہرایا۔

(۲۱) اے وہابیوتم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع التابعین و آئمہ مجتہدین و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور مسلمین خواص وعوام کا راستہ چھوڑ کر محمد ابن عبدالوہاب نجدی، ابن تیمیہ، ابن قیم، اسماعیل دہلوی، نذیر حسین دہلوی، محمد حسین بٹالوی، محمد لکھوی، ثناء اللہ امرتسری کے پیچھے لگ کر میری اور میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی۔

(۲۲) اے وہابیوتم نے مکہ معظمہ پر تغلب کر کے مسجد جن، مسجد نمرہ، مسجد ابوقبیس، مسجد حضرت بلال، مسجد انا اعطینا الکوثر کو بری توہین کے ساتھ گرایا۔

(۲۳) اے وہابیوتم نے قبہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا کو بہت بری طرح توہیناً مسمار کر دیا۔

(۲۴) اے وہابیوتم نے مزار مبارک میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سخت توہین کے ساتھ گرایا اور اس پر بندوقیں ماریں اور اس کو کھود کر اس میں پیشاب کیا اور پھر کہا کہ اپنی پوجا کرواتی رہی ہے اب اٹھ کر ہمارا مقابلہ کر۔

(۲۵) اے وہابیوتم نے مزار مبارک آمنہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کو تمام قبیت بزرگان دین کو توہیناً گرا دیا۔

(۲۶) اے وہابیوتم نے طائف میں بے گناہ سادات ہاشمی وشیبی کے بوڑھوں اور بچوں اور سیّد زادیوں کو قتل کیا اور ان سے زنا بالجبر کر کے ذبح کیا۔

(۲۷) اے وہابیوتم نے مدینہ منورہ کے جنت البقیع کے تمام مزارات اہلبیت وحضرت خلیفہ ثالث ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گرا دیا اور روضہ مطہرہ پر بھی گولہ باری کی۔

(۲۸) اے وہابیوتم نے مسجد اور مزار حضرت امیر حمزہ سیّد الشہداء کو مدینہ منورہ میں توہیناً گرا دیا۔

(۲۹) اے وہابیوتم نے اہالیان مدینہ منورہ کو محصور کر کے ان کا آب ودانہ باہر نکلنا چلنا پھرنا بند کر کے ان کو فاقوں سے لاچار کیا اور سخت ایذا دی۔

(۳۰) اے وہابی مولویو اور وہابیوتم نے مساجد ومقابر و مآثر وقباب کے گرانے کے جواز وثواب پر فتاویٰ لکھے اور تمہارے وہابی اخبار زمیندار نے ان کو شائع کیا۔

(۳۱) اے وہابیوتم نے مزارات ومقابر وقباب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو لات وعزیٰ قرار دے کر ابن سعود مردود کی حمایت کی۔

(۳۲) اے وہابی مولویوتم نے عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ایک حدیث لگائی کہ حضرت میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ جو قبور بلند جن پر تصاویر وتمثال ہیں۔ ان کو گرا کر زمین کے برابر

کردو۔ یہ حکم یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی قبور کی بابت تھا۔ جن پر مجسمی اور تصاویر مردوں کی لگی ہوئی تھیں۔ تم نے اس حکم کو دھوکا دے کر مسلمانوں کے مزارات پر لگادیا اور سب مقابر و مآثر و مزارات جنت معلیٰ اور جنت البقیع کو مسمار کر دیا۔

(۳۳) اے نجد اور ہند کے وہابیو! تم سب اس بات پر جمع ہو گئے کہ یہ تمام کام جور و ستم و انہدام مساجد و مقابر و مآثر جو ابن سعود مردود نے کئے ہیں۔ وعین شریعت کے مطابق ہیں۔

(۳۴) اے وہابیو تم نے خلافتی لیڈروں کے زیر سایہ ہو کر ابن سعود مردود کی کارروائی ظلم و ستم پر اس کو مبارک باد کی تاریں دیں۔ چراغاں کر کے بڑی خوشی منائی۔

(۳۵) اے وہابیو تم نے جگہ بہ جگہ سنی حنفیوں پر حملے کئے۔

(۳۶) اے وہابیو تم نے امرتسر میں حکیم معراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار الفقیہ پر حملہ کیا۔ ہم نے اس کو بچایا۔

(۳۷) اے وہابیو تم نے بمبئی میں ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سیّد پیر جماعت علی شاہ علی پوری پر حملہ کیا۔

(۳۸) اے وہابیو تم نے ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مولانا مولوی سیّد، سیّد احمد فرزند سیّد محمد دیدار علی شاہ مرحوم، امام وخطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور پر چھریوں سے حملہ کر کے زخمی کیا اور ہم نے اس کی جان بچائی۔

(۳۹) اے وہابیو تم نے اپنے بھائی زمیندار کی ترغیب سے ایسا حملہ کیا اور وہ فوراً بہانہ سازی کر کے ابن سعود مردود کے پاس مکہ معظمہ کو چلا گیا۔

پس اے وہابیو! یہ اتنا لیس فرد جرم تم پر لگائے جاتے ہیں اور ہم خود جانتے ہیں۔ لیکن تمہارے برخلاف ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **بموجب حکم ازلی یکون الرسول علیکم شہیدا** شہادت دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب الٰہی میں شہادت کے لئے قیام فرما کر اس طرح عرض کریں گے۔

اے کریم والے رحیم تو خالق کل سے ہے تو ستار العیوب اور غفار الذنوب اور علام الغیوب ہے۔ تیرے سامنے کچھ پوشیدہ نہیں۔ علیم بذات الصدور ہے تو آج اس شان پر ہے کہ **لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب** (سورہ مومن) باوجود خود علیم ہونے کے میری گواہی طلب فرمائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک وشبہ ان لوگوں نے حضور واحد خالق و مالک کی سخت توہین کی اور میری بھی بغایت درجہ اہانت کر کے سخت ایذا دی ہے حالانکہ یہ لوگ تیری کلام پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ **والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم** (سورہ توبہ) (جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے عذاب درد دینے والا ہے۔ ۱۲ منہ۔) **ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا** (سورہ الاحزاب) (بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔ لعنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے رسوا

کرنے والا عذاب تیار کیا گیا۔ ۱۲ منہ۔) اور یہ بھی پڑھتے تھے **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون** (سورۃ المنافقون) (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن منافق نہیں جانتے۔ ۱۲ منہ۔) اور یہ بھی روزمرہ پڑھتے تھے **تعزروہ وتوقروہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور عزت کرو۔ ۱۲ منہ۔) اور **ورفعنا لک ذکرک** (میں نے آپ کا ہر جگہ ذکر بلند کیا ۱۲ منہ۔) اور تمام قرآن شریف کو پڑھتے مگر تیری قدرت ہے کہ ان کے حلق کے نیچے ایمان کے ساتھ نہیں اترتا تھا۔ میں نے تیرے حکم سے بطور پیش گوئی اس قوم کا حال جو قرب قیامت کو پیدا ہونے والی تھی۔ بیان کر دیا تھا۔ یہ وہی قوم ہے جو اسلام سے تیر کی طرح نکل گئی اور پھر واپس نہ ہوئی۔

میرے علماء امت نے بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کی شان رکھتے تھے ان کو بہت سمجھایا۔ تحریراً تقریراً واضح طور پر راہ راست بتلائی مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ ہزاروں کتابیں بھی ان کے سمجھانے کی خاطر لکھی گئیں چنانچہ ایک کتاب حال ہی میں لکھی گئی۔ جو علماء پنجاب و ہندوستان کی تصدیق ہو کر شائع ہوئی جس کا نام ''انوار آفتاب صداقت'' ہے اس کے جواب میں ایک طبیب نے یہ چند اوراق خرافات لکھے ہیں اور اسی نے اس فیصلہ الٰہی کی خواہش کی ہے مگر راہ راست قبول نہیں کیا۔ یقین ہے کہ جیسے دنیا میں یہ میرے حکم کو مانتے نہ تھے۔ ایسے ہی یہاں میری شہادت پر معترض ہوں گے بلکہ منکر ہوں گے اب اے قادر مطلق اپنے حکم کے مطابق **الیوم نختم علیٰ افواھھم وتکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانو یکسبون** (سورہ یاسین) (آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور بلوائیں گے ان کے ہاتھوں کو اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔) اور **شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانو ایعملون** (سورہ سجدہ) (گواہی دیں گے ان کے برخلاف ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کی تمام جسم جو عمل کرتے تھے۔ ۱۲ منہ۔) ان کے مُنہ کو بند کر کے ان کے اپنے جوارح کی شہادت لی جائے تا کہ پھر ان کو عذر باقی نہ رہے۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ وہابیوں کے مونہوں کو بند کر کے ان کے ہاتھوں اور پاؤں اور کانوں اور آنکھوں اور جسموں سے دریافت فرمائے گا اور وہ تمام حالات ذرہ ذرہ بیان کر دیں گے اور مقدمہ پورے طور پر ثابت ہو کر حکم الٰہی نافذ ہوگا۔ کہ ان تمام وہابیوں نجدیوں اسماعیلیوں کو پابزنجیر کر کے داخل جہنم کیا جاوے۔ سوفوراً داخل جحیم ہو جائیں گے۔ قصہ ختم۔

قولہ:۔ اعتراض نمبر ۱۲ کا جواب۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۶ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور پیدا کرنا داخل قدرت الٰہی ہے۔)

اقول:۔ عنوان نمبر ۱۳ کو غلطی سے نمبر ۱۲ لکھا ہے اور دراصل صحیح عنوان میری کتاب میں یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳ وہابیہ دیو بندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ مجیب صاحب نے اپنے امام الطائفہ کی تصدیق کر کے اقبال کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

مگر افسوس میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے چار آیات قرآنی اور پانچ احادیث صحیحہ اور پانچ کتب تفاسیر وعلم وکلام فقہ سے عدم نظیر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا دکھلایا ہے مگر افسوس ایک کا جواب بھی نہیں دیا گیا صرف دو تین آئتیں ایسی لکھ دی ہیں جن کا کوئی تعلق اس بحث سے نہیں ہاں! گالیاں دے کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے۔ ایں ہم غنیمت است۔

قولہ:-اعتراض نمبر ۱۳ کا جواب

(۱۳) قبروں پر غلاف چڑھانا) بلفظہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۲۰

اقول:- میری کتاب میں یہ عنوان جداگانہ بالکل نہیں ہے۔ مجیب نے مندرجہ ذیل اعتراضات اپنی طرف سے نمبر بڑھانے کی غرض سے لکھ دیئے ہیں۔ مثلاً

(۱۴) قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔

(۱۵) قبروں پر روشنی کرنا۔

(۱۶) قبروں پر فرش بچھانا۔

(۱۷-۱۸) قبروں پر وضو اور غسل کے لئے پانی کا سامان کرنا۔

(۱۹) قبروں کے کنوؤں کے پانی کو متبرک سمجھ کر پینا اور غائبوں کے لیے لے جانا۔

(۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔

(۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔

(۲۲) قبر پر مورچھل کرنا۔

(۲۳) قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا۔

(۲۴) قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ (از ابتداء صفحہ ۱۰۹ الغایت ۱۲۰)

چونکہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان تمام مندرجہ بالا امور کو خاص اپنی تعظیم کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس واسطے اگر کسی اور کے واسطے کئے جائیں گے تو شرک ہوگا۔ اس پر میں نے اس کا نقشہ اپنی کتاب میں لکھا اور اس کا ساتھ ہی جواب دے کر پوچھا کہ امور مندرجہ بالا خاص خداوند تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیونکر ہوئے۔ اس کے لئے کوئی دلیل؟ کیا خدا کی (نعوذ باللہ) کوئی قبر ہے جہاں پکارنا چاہیے یا روشنی کرنی اور فرش بچھانا اور وضو اور غسل کے پانی کا سامان کرنا یا اس کی قبر کے کنوؤں کا پانی پینا وہاں سے الٹے پاؤں پھرنا یا اس کا بوسہ لینا یا مورچھل کرنا اور شامیانہ کھڑا کرنا یا مجاور بن کر بیٹھنا چاہیے۔ مولوی اسماعیل نے کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش نہیں کی۔ جس سے یہ امور خاص خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہوئے ہوں اور نہ ہی ان کی ممانعت پر کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی اب مجیب طبیب نے کوئی آیات یا حدیث اپنے دعوے پر بیان کی۔ نری زبانی باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ جو کچھ لکھا بھی وہ بھی بے جوڑ بے تعلق لازم یہ تھا کہ پہلے کوئی آیت شریف پیش کرتے کہ اس آیت

شریف کے مطابق یہ کام خدائی تعظیم میں داخل ہیں۔ یا فلاں آیت شریف میں ایسے کاموں کی ممانعت آئی ہے۔ اگر آیت شریف نہیں ملی تھی (ملنا ممکن نہیں تھا) تو کوئی حدیث شریف ہی پیش کی جاتی کہ یہ سب کام خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہیں مگر کچھ بھی نہیں۔ اور لائیں تو کہاں سے۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ تمام غیر مقلدین اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے مداح اور کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور بڑی تحدی سے کہتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان کا اپنے گھر میں رکھنا عین اسلام ہے اور یہ کتاب عین آیات واحادیث کا ترجمہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان چودہ امور مندرجہ بالا کو جو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۰-۱۱ میں درج کیا ہے۔ کون کون سی آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے جس میں ان امور کو شرک لکھا ہے اگرچہ ان امور میں اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ جب یہ امور کسی آیت یا حدیث سے ممنوع اور شرک نہیں تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ لیکن مجیب صاحب کی تسکین کے لئے مختصراً لکھا جاتا ہے۔ جس سے ہمارے بھائی مقلدین احناف بھی مطمئن ہو جائیں یہ نہ سمجھا جائے کہ ان امور مندرجہ بالا میں کوئی شرعی قصور ہے۔ لیجئے سنئے۔

۱۳-قبروں پر غلاف ڈالنا (صفحہ ۱۰۹ سطر ۶)

جواب۔ مجیب نے قبروں پر غلاف ڈالنے کی ممانعت یا شرک ہونے یا خاص خدائی تعظیم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ صرف ایک آیت شریف بہ لغیر اللہ الایۃ بے تعلق کو لکھ دیا۔ جو حلال بہائم کے ذبح کرنے کے بارہ میں ہے۔ کہاں قبروں پر غلاف ڈالنا، کہاں گائے بکری کا ذبح کرنا۔ یہ بعینہ وہ بات ہے کہ پتھر تو لگا پیشانی پر اور خون نکلا گھٹنے سے۔ میں کہتا ہوں کہ جب روضہ مطہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلاف زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ڈالنا شروع ہو کر آج تک چلا آیا ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے تو اس کی کوئی دلیل آپ کو یا آپ کے بزرگ اعلیٰ مولوی اسماعیل کو نہ ملی لیجئے سنئے۔

احادیث شریف قبروں پر غلاف ڈالنے کے جواز میں

۱-حدیث شریف ابی داؤد۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ قال دخلت علی عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا اماہ اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبیہ فکشفت کہاں حاضر ہوا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اور عرض کی کہ اے اماں قبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں یاروں کو کھول دیجئے پس انہوں نے میرے لئے قبریں کھول دیں (جو قبریں کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھیں)

۲-حدیث شریف۔ کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ فصل علامت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۹۹-

یروی ان امراة قالت لعائشة رضی اللہ عنہا کشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکشفة لها فبکت حتی ماتت۔

ترجمہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کھول دیجئے میرے لئے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس کھول دی انہوں نے قبر مبارک تو وہ عورت وہاں (زیارت کر کے) اتنا روئی کہ اسی جگہ اس کا دم نکل گیا۔

۳-نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض۔مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔قالت مالانه كان فی بيتها و كان مستوراً عن الناس تتربالہ صلی الله علیه و آلہ وسلم فكشفة لها يرفع الستار عنه یعنی اس عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس لئے کہا تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک آپ کے گھر میں تھی اور لوگوں سے چھپائی ہوئی تھی۔(بسبت آپ کی تعظیم وتکریم) فکشفتة لها پس کھول دیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبر شریف کو اس عورت کے لئے یرفع الستارعنہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھا کر۔

۴-کتاب المدد الفیاض بنور الشفا قاضی عیاض جلد ثانی صفحہ ۲۱

قوله امراة امي طلبت من سيدة عائشة ان تكشفت لها عن استار القران الشريف فكشفة بها یعنی اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھا کر کھول دیں۔سو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلاف قبر شریف پر سے اٹھالیا (اور قبر شریف کو ظاہر کر دیا)

لیجئے! احادیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہرہ پر غلاف پڑا رہتا تھا اور لوگ زیارت کرتے تھے۔

غیر مقلدو! وضعی اہلحدیثو! احادیث پر عمل کرو۔منکر نہ بنو۔

۵-ردالمختار شرح درمختار معروف بہ شامی (باب الحظر والاباحة) صفحہ ۳۵۷

(ترجمہ عبارت عربی) بعض فقہا نے غلافوں، عماموں، چادروں، کپڑوں کو صلحا۔اولیاء کی قبور پر رکھنا مکروہ کہا ہے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب عوام کی نظروں میں ان سے عظمت جانا مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں۔اور غافلین، زائرین کے لئے حصول ادب وخشوع منظور ہو تو جائز ہے۔کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ایسا ہی لکھا ہے۔کتاب کشف النور عن اصحاب القبور میں استاد عبدالغنی نابلسی نے رحمۃ اللہ علیہ۔

قولہ:-۱۴ قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔بلفظہ صفحہ ۱۱۰ سطر ۱۹-

اقول:-مجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔جس میں یہ لکھا ہو کہ قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا شرک یا حرام ہے کیونکہ یہ تعظیم خاص خداوند کریم کے لئے ہے۔

ایک آیت شریف غیر متعلق یہ لکھ دی ہے کہ والذین یدعون الایة اور معنی اس کے وہی پکارنے کے لئے ہیں۔حالانکہ یدعون کے معنی عبادت کرنے کے ہیں جو کفار مشرکین بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے یا کرتے ہیں۔انبیاء علیہم السلام اور شہداو اولیاء

کرام اس سے مراد نہیں کیونکہ اس میں دو لفظ درج ہیں جس سے ظاہر ہے کہ بت مردے اور بیجان جمادات سے ہیں۔جو حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء واولیاء کرام کی نسبت استعمال نہیں ہو سکتے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ان کو زندہ فرما رہا ہے۔دیکھو۔

۱) ولا تقولو المن يقتل فی سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (۲-۳) جو خدا کے راہ میں مارے جائیں۔انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

۲) ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتاً بل احياء عندربهم يرزقون (۱-۴) مردہ ہونے کا اپنے دل میں گمان بھی نہ کرو۔ان کی نسبت جو خدا کے راہ میں مارے گئے ہیں۔بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے روزی دیئے جاتے ہیں۔

یہ ہر دو آیات شریفہ مجیب صاحب کے عنکبوتی دلیل کے تارو پود کا وجود نابود کر رہی ہیں۔میں پھر کہتا ہوں کہ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کا ڈھب نہیں آتا اپنے دعوے کو کسی دلیل قطعی سے۔یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قبر کی چوکھٹ (نعوذ باللہ منہا) جہاں کہیں ہے وہاں کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا چاہیے۔دوسرا یہ ثابت کرنا تھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مزارات کی چوکھٹ کھڑے ہو کر پکارنا (یا ولی اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ فلاں کام میرا ہو جائے۔امداد طلب کرنا حرام یا شرک ہے۔مگر افسوس! جواب کچھ بھی نہیں جو لکھا بے جوڑ اور بے مطلب لکھا۔

۶-بیہقی وابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا تو بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی چوکھٹ پر حاضر ہو کر یوں پکار کر عرض کی یا رسول الله استسقی لا مثك فانهم هلكوا۔رسول اللہ اپنی امت کے لئے باراں طلب فرمائیے۔بیشک وہ قریب ہلاکت کے پہنچ گئی ہیں۔

دیکھئے! یہ حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنے اور امداد طلب کرنے پر تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کو ثابت کر رہی ہے۔لیکن وہابیوں کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ منہا شرک تھے۔

قولہ:-اس مسئلہ پر معترض نے یوں تحریر فرمایا ہے۔''کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۳-

اقول:-اچھا فرمائیے۔خدا کی قبر کی چوکھٹ (العیاذ باللہ) کہاں ہے۔مولوی اسماعیل نے اس کو خدا کے لئے خاص کیسے فرمایا۔اس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے پیش کیجئے ورنہ اس لکھنے کو لغو تصور کیجئے۔

قولہ:-معترض کو آج تک خدا کی چوکھٹ کا پتہ نہیں لگا۔خدا کی چوکھٹ وہ ہے۔جس کے اندر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاری کر کے امتی امتی پکارا کرتے تھے اور حج کے لئے مدینہ سے تشریف لایا کرتے تھے۔الخ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر اول:-

اقول:- پہلے یہ تو بتایئے کہ کس آیت شریف اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ خدا کی چوکھٹ مکہ معظّمہ ہے۔ یا آپ کی زبان ہی آیت وحدیث ہے میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ خدا کی قبر کی چوکھٹ ہے۔ (العیاذ باللہ) جس کا پتہ آج تک مجھے نہیں لگا۔ مولوی اسماعیل دہلوی تو قبر کی چوکھٹ لکھتے ہیں۔ مجیب طبیب اپنی طرف سے خدا کی چوکھٹ بنا رہے ہیں۔ ہاں! یوں آپ جواب اپنے ایمان سے دے سکتے ہیں کہ خدا کی قبر چوکھٹ مکہ معظّمہ ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مجیب صاحب کو اپنے امام الطائفہ کے لکھنے کے مطابق خدا کی قبر کی چوکھٹ کا (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اس طرح ان کو اپنے ویرم اور ایمان کا پتہ نہیں۔

قولہ:- آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مغفرت کرنی بیشک یہ شرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۸-

قول۔ مجیب صاحب نے لفظ ''آنجناب'' لکھا اور درود شریف لکھنے میں بخل کر کے صرف علامت لکھ دی جو خلاف شریعت ہے۔ میں اس کا مفصل جواب اعتراض نمبرے میں لکھ چکا ہوں اور اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت۔ (صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک لکھ چکا ہوں۔ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مغفرت کرانا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر عرض کرنا استغفار اور استمداد کرنا قرآن شریف اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اگر وہابیہ کو ان کی سوء اعتقادی اور گستاخی کی وجہ سے یہ امر نصیب نہ ہو تو اس کا علاج نہیں۔

قولہ:- معترض صاحب چونکہ حنفی مقلد ہیں۔ اس واسطے ایسے افعال کے جواز میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول دکھادیں۔ میں ان کی بیعت کرلوں۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۹-

اقول:- بیعت کرنا تو مجیب کے مذہب میں حرام اور شرک ہے۔ آپ حرام اور شرک کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ مجھے اس کے خلاف ایک آدھا قول ہی حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا دکھلا دیجئے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر دعائے مغفرت کرنا حرام اور شرک ہے میں تو آیات واحادیث دکھا رہا ہوں۔ جو حضرت سراج الامتہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عین فعل اور قول ہے پھر بھی ناواقفی سے ان کا قول پوچھ رہے ہیں۔

قولہ:- یہ ثابت ہو گیا جو اللہ کے اس کی مخلوق کو مددگار سمجھے اور انہیں پکارے۔ حاجتیں طلب کرے وہ کافر ہو گیا۔ ٹھکانا اس کا دوزخ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۶-

اقول:- کہاں سے ثابت ہو گیا۔ نہیں بلکہ رد ہو گیا۔ پہلے اس تحریر کی موزونی عبارت پر خیال فرمایئے۔ اس کے بعد مجیب عجیب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ کافر قرار دیدیا اور ان کی جگہ دوزخ مقرر کردی۔ الٰہی توبہ ایسے اقوال خرافات اور خزعبلات سے خداوند کریم مسلمانوں کو بچائے۔ استغفر اللہ! افسوس مجیب نے میری کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا تک نہیں یا اگر دیکھا ہے تو محض اغماض کیا ہے۔ اگر میری کتاب کے صفحہ ۲۱۰ سے ۲۱۴ تک دیکھ لیتے تو ایسا نہ لکھتے اور اگر دیکھ اور سمجھ کر لکھا ہے تو احادیث شریف کا انکار کیا ہے۔ دیکھو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر عملدر آمد ہے اور تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت کا معمول ہے۔ یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کا راستہ بھول جائے یا اس کا کوئی مویشی گم ہو جائے تو اس راستہ یا جنگل میں یوں پکارے۔ **یا عباداللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی!! یا عباداللہ اعینونی** ۔ تین دفعہ کہے۔ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ اے خدا کے بندو میری مدد کرو! اے خدا کے بندو میری مدد کرو!! (حصن حصین) یہ تعلیم نہ دی کہ اے خدا میری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو۔ مجیب صاحب کے اعتقاد میں یہ تعلیم شرکیہ اور کفریہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

قولہ:- فتوح الغیب میں حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر علیہ الرحمۃ ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے جب تو سوال کرے تو اللہ سے کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے چاہ الخ ملخصاً صفحہ ۱۱۲-۱۱۳-

اقول:- یہ حدیث شریف استعانت حقیقی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور استعانت مجازی پیغمبران علیہم السلام اور اولیاء کرام سے ثابت ہے۔ استعانت حقیقی حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر علیہ الرحمۃ کی خود کلام سے ہی ظاہر ہے۔ جس کا ترجمہ مجیب صاحب نے یوں کیا ہے۔

(اس حدیث کے بعد حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور اپنے جسم کا اندرونی بیرونی لباس بنائے اور اپنی ہر ایک بات میں اسی کو پیش نظر رکھے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اسی پر عمل کرے تا کہ دنیا وآخرت میں سلامتی رہے اور اللہ کی رحمت سے عزت پائے۔ بلفظہ۔

اس ترجمہ میں مجیب نے اپنی عادت محرفانہ کے مطابق تحریف کر کے یہ عبارت بھی اس میں درج کردی ہے۔ وھو ھذا ۔

خدا کے سوا کسی مخلوق سے استمداد واستعانت نہ کرے اور نہ کسی سے امید نفع ونقصان رکھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۳-

کلام۔ حضرت غوث الثقلین شیخ سیّد محی الدین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امداد واستعانت حقیقی ہے۔ جو خاص اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ ورنہ وہ دنیا وآخرت میں سلامتی سے رہنے اور عزت پانے کے'' الفاظ نہ لکھتے۔ بلکہ صاف فرمادیتے کہ اگر کوئی اس حدیث پر عمل نہ کرے گا تو وہ کافر ومشرک ہوگا۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بہت سے لوگ مجھ سے استمداد واستعانت کرتے ہیں اور کریں گے۔ اس لئے کہ قرآن شریف میں استعانت غیر اللہ سے جائز ہے۔ جیسے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **استعینو بالصبر والصلوۃ** تم صبر اور نماز سے استعانت کرو۔ اور حضرت ذوالقرنین علیہ السلام قرآن شریف میں فرمارہے ہیں۔ **اعینونی بقوۃ** یعنی اے لوگو تم اپنی قوت سے میری مدد کرو۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے وزیر برخیا کی استعانت سے بلقیس بی بی کو مع اس کے عرش کے ملک سبا سے طرفۃ العین میں اپنے پاس حاضر کرواتے ہیں۔ یہ قصہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ اس سے انکار سوائے وہابی کے اور کوئی مسلمان نہیں کرسکتا ہے۔ کیا نماز اور صبر بھی خدا ہیں۔

اور سنئے! کہ خود حضرت شاہ جیلانی غوث الثقلین پیران پیر دستگیر فتوح الغیب کے مقالہ چہارم میں بعد بیان کرنے

درجات رفیعہ سالکان راہ خدا بعد فنا کے مرتبہ بقاباللہ کا حاصل ہوتا ہے۔ان کے حق میں فرماتے ہیں۔وبك تنكشف الكروب وبك تسقى الغيوث وبك تنبت الزروع وبك ترفع البلايا والمحسن عن الخاص و العام اس کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔عبارت فارسی شرح۔

ہمت تو کشادہ میشود۔اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد وبہ برکت تو دعاہائے تو آب دادہ مے شود خلق را وفرستادہ میشود باران ہائے وبتو رومانیدہ میشود کشتہائے۔وبامداد واعانت تو دور کردہ میشود بلاہائے وسختیہا از تمام مردم خاص وعام۔

ترجمہ اردو

(سالکان راہ خدا کو فنا کے بعد بقاباللہ حاصل ہوتا ہے)

تمہاری ہمت سے تمام اندوہ وغم رفع ہو جاتے ہیں اور تمہاری برکت سے کھیتیاں اگائی جاتی ہیں اور تمہاری امداد اور اعانت سے خاص وعام مخلوق سے سختیاں اور بلائیں دور کر دی جاتی ہیں۔ختم ہوا ترجمہ:-

دیکھئے!اولیاء کرام کی دعائے برکت اور امداد واعانت سے کیا کیا حاصل ہوتا ہے۔شاید مجیب صاحب حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ پیر بھی کفر وشرکت عاید کریں۔العیاذ باللہ۔

چونکہ حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقلد با مام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔جو ان کے مذہب میں (نعوذ باللہ) مشرک ہیں۔اور لیجئے۔

منتخب اللغات۔لفظ ابدال۔(بالفتح) گردہے از بندگان حق تعالیٰ است کہ حق تعالیٰ بوجود ایشان زمین را قائم دارد وایشان ہفتاد نفر اند چہل نفر در شام مے باشند وسی نفر جائہائے دیگر۔یکے از ایشان میرد۔دیگرے از مردم جائے او بگرد۔بلفظہ صفحہ ۵۲ سطر ۱-

ترجمہ اردو

لفظ۔ابدال۔اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا ایک گروہ ہے جن کے وجود سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے۔وہ ستر آدمی ہیں ان میں سے چالیس ملک شام میں رہتے ہیں اور تیس تمام دوسری جگہوں میں جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بندۂ خدا مقرر ہو جاتا ہے۔

کتاب امامت وخلافت میں مولفہ مولوی اسماعیل دہلوی امام وبزرگ مجیب صاحب لکھتے ہیں۔"شام میں چالیس اولیاء اللہ رہتے ہیں۔جن کو ابدال کہتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ملخصاً اور اسی طرح ہے نفحات الانس حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ہیں۔

دیکھئے یہ برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان غلام کے وجود باوجود میں موجود ہیں۔اور پھر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات عنایات کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔اب میں یہاں صرف ایک آیت شریف اور ایک حدیث شریف کو لکھتا ہوں۔آپ پر امید نہیں کہ ان کو قبول کریں۔مضائقہ نہیں لیکن میرے بھائی احناف کے تو دل ضرور مطمئن ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اغنهم الله ورسوله من فضله یعنی غنی کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بموجب حکم اور قدرت عطیہ خداوند تعالیٰ کے لوگوں محتاجوں کو اپنے فضل سے غنی کر دینا ثابت ہوا۔

حدیث شریف۔صحیح مسلم (مشکوۃ باب السجود) ربیعہ بن کعب النصاری اصحاب صفہ میں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاری اور میں وضو کا پانی حضور کی خدمت میں لایا۔نیز مساک وشانہ وغیرہ پیش کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سل یعنی سوال کر اور مانگ مجھ سے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے دنیا و آخرت کی نیکی فقلت اسئلك مرفقتك فى الجتة فقل او غير ذلك فقلت هو الحدیث یعنی میں نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ بہشت میں رہوں۔حضور نے فرمایا اس کے سوا کچھ اور چاہتا ہے۔میں نے عرض کی کہ وہی چاہتا ہوں۔شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلق یہ فرمانا کہ سوال کر یا مانگ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے۔نعمت دینی اور دنیاوی کے عطا کرنے پر دلالت کرتا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں یہ بیت بھی نقل فرمایا ہے جو قصیدہ بردہ میں ہے۔

ان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ہی بخشش سے دنیا وآخرت بنائی گئی ہے۔اور لوح اور محفوظ کا علم تیرے ادنیٰ علموں میں سے ایک علم ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوند کریم سب کچھ دینی اور دنیاوی نعمتیں دیتے ہیں اور دے سکتے ہیں۔جیسے انہوں نے خود فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ دینے والا اور میں سب کو اس کا تقسیم کرنے والا ہوں۔وہابی یا نہ مانیں یہ ان کا ایمان ہے۔

قولہ:-اعتراض نمبر ۱۵- (قبروں پر روشنی کرنا) بلفظہ صفحہ ۱۳ سطر ۱۸ ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ذکر کیا ہے۔کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں پر جو زیارت کریں قبروں کی اور ان لوگوں کو لعنت کی جو بنائیں قبروں کو مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ۔بلفظہ صفحہ ۱۱۳ سطر ۲۱-

اقول:-مجیب صاحب ایسے عامل بالحدیث اور عالم ہیں کہ حدیث شریف منسوخ پر بھی عمل کرتے ہیں اور حدیث منسوخ کو اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں۔حدیث شریف ناسخ یہ ہے۔عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانما تزهدفى الدنيا وتذكر الاخرة (مشکوۃ باب زیارت

القبور) یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں نے پہلے منع کیا تھا تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے ثواب زیارت قبور کیا کرو کیونکہ زیارت کرنا قبروں کا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو۔

اس حدیث کو آپ کے امام الطائفہ نے بھی تذکیر الاخوان حصہ تفویۃ الایمان کے صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲ میں لکھا ہے اور مجیب نے بھی اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲۱ میں اس حدیث شریف کو لکھتا ہے۔ مگر دروغ گورا حافظہ نباشد کی طرح وہی پہلی بات لکھ دی۔

یہاں مجیب صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ مانا زیارت قبور کی تو اجازت ہوگئی لیکن جو قبروں کی مسجدیں بناتے اور وہاں چراغ جلاتے ہیں ان پر تو لعنت قائم رہی۔ جواب اس کا یوں ہے کہ کوئی مسلمان قبروں کو مسجدیں نہیں بناتا اور نہ ہی کوئی مسلمان قبر کے اوپر مسجد بناتا ہے۔ خواہ کیسا ہی جاہل مسلمان ہو البتہ یہود ونصاریٰ کا یہ کام ہے ہاں بزرگوں کے مزارات کے قریب یا ساتھ پہلوں میں اکثر جگہ مساجد بنی ہوئی ہیں۔ جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے روضہ مطہرہ کے ساتھ بالکل ملحق مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی ہوئی موجود ہے۔ قبروں کو مسجدیں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جاوے سو ایسا کوئی مسلمان کرتا یہ وہابیوں کی غلط فہمی اور نرا بہتان ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ حدیث جو مجیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی لکھی ہے صحیح نہیں ملکہ ضعیف اور حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں۔ اس حدیث کا مدار ابو صالح باذام پر ہے اور باذام کو آئمہ فن حدیث نے ضعیف فرمایا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی تقریب میں لکھتے ہیں۔ باذام بالذال العجمته ویقال لھمزة نون ابو صالح مولی ام ھابی ضعیف مدلس یعنی باذام ضعیف اور مدلس ہے۔ (ابریق المتار بشموغ المز ارصفحہ ۲۶ سطر ۱۸) دونوں طرح وہ حدیث قابل عمل نہیں۔

روضہ مطہرہ پر غور کیجئے کہ عین مسجد نبوی کے اندر ہی بنا ہوا ہے صرف اس کی حد جداگانہ ہے اور حضرات خلفائے راشدین اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بنایا گیا۔ اس طرح حضرت سیدنا امیر حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ مسجد بنی ہوئی ہے اور دیگر اولیائے کرام کے مزاروں کے قرب وجوار میں اکثر جگہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں تاکہ ان بزرگان دین کے فیضان روحی سے نمازی لوگ وزائرین فیض حاصل کریں۔ مجیب کو لازم تھا کہ کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے جس سے ثابت ہوتا کہ قبروں کے پاس یا اولیائے کرام کے مزاروں کے پاس مسجد کا بنانا یا ممنوع یا شرک ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں یہ موجود ہے کہ اصحاب کہف جہاں غار میں سوئے ہوئے موجود ہیں ان کے پاس بھی مسلمانوں نے مسجد بنادی۔ قرآن شریف کے الفاظ پاک یہ ہیں۔ اذیتنا زعون بینھم امرھم فقالوا انبوا علیھم بنیاناً ربھم اعلم بھم قال الذین غلبو اعلی امرھم نستخدن علیھم مسجداً (سورہ کہف) جب آپس میں لوگ جھگڑنے لگے اپنے خیال پر پس کہا بعض نے کہ ان (اصحاب کہف) پر یادگاری کے لئے عمارت بناؤ۔ ان کا پروردگار ان کے حال کو جانتا ہے کہا ان لوگوں (مسلمانوں) نے جو دوسروں پر غالب آئے کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ (تاکہ مسلمان لوگ نماز پڑھیں) سو وہاں

مسجد بن گئی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی اور نہ اس پر حکم ہوا۔ کہ ان کا مسجد بنانا ناجائز ہے۔ بلکہ اس آیت شریفہ سے مزارات کے پاس مسجد کا بنانا جائز ثابت ہوگیا۔ اب اگر وہابی انکار کریں تو قرآن شریف کا۔

دوسری بات یہ کہ قبر کے اوپر چراغ جلانا یہ بھی کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ ہاں! بزرگان دین اولیاء اللہ کی عظمت وشان کی وجہ سے ان کے پاس اردگرد زائرین مخلصین کی آمدورفت کی سہولت اور فائدہ کے لئے چراغ روشن کئے جاتے ہیں۔ جیسے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی یہی عملدرآمد ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت خوب جھاڑ اور فانوس اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں۔ کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ منکرین ان کے بالمقابل کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مکانات منہ کو مساجد ومقابر وبآثر مزارات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شعائر اللہ میں داخل ہیں جن کی تعظیم وتزہین کلام اللہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب قل من حرم زینت اللہ التی اخرج العبادہ یعنی اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے۔ پس یہ دلوں کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے کہہ دیجئے۔ (اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی زینت کو جو ان سے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ولقد زینا السما والدنیا بمصابیح کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے واقعی زینت دی ہے۔

کہئے! اللہ تعالیٰ کو اس قدر بے شمار ستاروں کو آسمان میں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ پر بھی وہابیوں کا پورا پورا پکا اعتراض ہے ان کے زعم فاسد میں خداوند کریم اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ العیاذ باللہ۔

وہابیوں کے یہ دو اعتراض ہیں کہ مسلمان لوگ قبروں پر روشنی کرتے ہیں۔ دوسرا قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مگر کوئی دلیل نہیں دی۔ قبروں کو سجدہ کرنے کا جواب ہو چکا ہے۔ قبروں پر روشنی کرنے کا جواب کچھ تو ہو چکا ہے۔ باقی مزید براں اور لیجئے۔

(۱) شرح طریقہ محمدیہ امام بابلی رحمتہ علیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۹ - قال الوالدفی شرح علی شرح الدر ومن مسائل متفرقة اخرج الشموع ابی راس القبور بدعة واتلاف المال کذافی البزاریہ اہ ۔ وھذا کلہ اذا خلا من فائدة واما اذا کان قبور مسجدا او علیٰ طریق او کان ھنالك احد جالساً او کان قبرولی من اولیاء لو عالم من المحققین تعظیماً لروحہ المشرفة علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاماً للناس انہ ولی لیبر کوابہ ویدعو اللہ عندہ فیستجاب لہ فھو امر جائزلا منع منہ والاعمال بالنیات الی آخرہ۔ یعنی کہا والد ماجد نے اپنی شرح میں جو شرح درر پر لکھی گئی ہے۔ مسائل متفرقہ میں سے ہے قبروں کے سرہانے چراغوں کا جلانا بدعت ہے اور مال کا تلف کرنا ہے۔ یہ بات اس وقت ہے جب کہ کسی فائدہ سے خالی ہو۔ لیکن جب وہاں قبروں کے پاس مسجد ہو یا راستہ ہو۔ قبر واقع ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا قبر کسی ولی کی ہو جو اولیاء اللہ میں سے ہو یا کسی عالم کی جو محققین میں سے ہو تو ان کی

روح کی تعظیم کے واسطے روشن کرنا اس مٹی کا جو اس کے جسد مطہرہ پر ہے۔ مثل روشن آفتاب کے زمین پر لوگوں کے جتلانے کے واسطے کہ یہ ولی اللہ ہیں تا کہ وہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے۔ پس یہ امر جائز ہے اس میں کوئی مانع نہیں اور مدار اعمال کا نیتوں پر ہے۔

(۲) شرح سفر السعادت مولفہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صفحہ ۲۷۲ عبارت متن یہ ہے۔

''نہی فرمود کہ برسر قبرہا مساجد بنا کنند یا بر گورہا چراغ افروزند بر عامل آن لعنت کرد۔'' اس کی شرح یوں ہے:

عبارت شرح۔ آنچہ مصنف ذکر کردہ حق است واحادیث صحیحہ درین باب وارد واصل سنت در زمان نبوت وخلفائے راشدین وصحابہ ہمین بود لیکن بعد از ان تکلفات تعمیر وروشنی کردن وچراغہا افروختن وغیرہا در مقابر پیدا شدہ ومفاخرت ومباہات بدان راہ یافتہ ودر آخر زمان جہت اقتار نظر عوام بظاہر مصلحت در تعمیر وترویج شاہد ومقابر مشائخ وعظما دیدہ چیزہا افرودند تا ازان جا ابہت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہندوستان کہ اعدائے دین او ہنوز کفار بسیار اند وترویج وعلمائے شان میں مقامات باعث رعب والتقیا وایشان است وبسا اعمال واوضائع در زمان سلف از مکروہات بودہ مور آخر زمان از مستحسنات گشتہ الحاان قال۔ ودر زیارت احترام اہل آن در استقبال وجلوس وادب ہمان حکم است کہ در حالت حیات بود کذا قال الطیبی ودر بعضے ایں امور مذکورہ ببعض وجوہ از کتب فقہ متاخرین توسیع وترحیض نیز میتوان یافت واللہ اعلم۔

ترجمہ اردو۔ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے۔ وہ صحیح ہے زمانہ رسالت وخلافت میں اس طرح تھا۔ لیکن اس کے بعد بعض تکلفات تعمیر بنانا چراغ اور شمع جلانا وغیرہ مقبروں میں پیدا ہوئے ہیں اور آخر زمانہ میں بوجہ اس کے کہ عوام کی نظروں میں بزرگوں کی شان میں کچھ کمی واقع ہونے والی ہو تو ظاہر مصلحت یہی سمجھی گئی کہ مشائخ اور بزرگوں کی قبروں پر عمارات سے زیادتی کی گئی تا کہ دبدبہ اور شوکت اہل اسلام اور بزرگوں کی عزت پائی جائے خصوصاً ملک ہندوستان میں کہ جہاں دشمن دین کفار وہنود بکثرت ہیں ان مقامات کی بلندی شان اور ان بزرگوں کی فرمانبرداری اور رعب کا موجب ہو۔ چنانچہ بہت سے اعمال اور افعال اور طرز وطریق اور اطوار جو پہلے زمانہ میں مکروہ سمجھے جاتے تھے۔ آخر زمانہ میں مستحسن ہو گئے اور مزارات کے زیارت کرنے کی عزت اور ان کا استقبال اور ادب سے ان کے پاس بیٹھنا ویسا ہی چاہیے جیسے کہ حالت حیات میں تھا۔ جیسے کہ طیبی نے کہا ہے کہ ان امور میں سے بعض کی وجوہ کتب فقہ متاخرین میں توسیع اور رخصت واجازت موجود ہے۔

۳- علامہ قطب الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ معاصر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاعلام باعلام الحرام صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے کہ سلطان مراد خاں بن سلیم خاں سلطان روم نے ۹۸۴ھ میں باب عالی سے سونے کی تین قندیلیں پیش بہا جواہر سے مرصع مکہ معظمہ اور مدینہ منوہ کے لئے بدست محمد چادیش بھیجی گئیں اور وہ پہلے مکہ معظمہ میں پہنچے اور جملہ اعیان شریف مکہ وقاضی وغیرہ اکابر جمع ہوئے جیسے وہ لکھتے ہیں کافۃ العلما والفقہا والموالی یعنی مکہ معظمہ کے تمام علماء اور فقہا اور سردار جمع ہوئے اور قندیلیں اویزاں کیں اور پھر باقی قندیل لے کر محمد چادیش مدینہ منورہ میں پہنچا۔ علامہ فرماتے ہیں واجتمعت لہ

اکابر المدینۃ الشریفۃ واعیانہا وعلما ہا وصلحاء ہا یعنی محمد چادیش کے پاس تمام مدینہ منورہ کے عمائد، اکابر علماء و صلحاء سب جمع ہوئے اور نبوی میں محفل عظیم منعقد ہوئی۔ وفتحت الحجرۃ الشریقۃ المنبوتہ علی ساکنہا افضل الصلوۃ والسلام حجرہ طاہرہ مزار پر انوار حضرت سیّد الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولا گیا۔ وعلق ذلک القندیل تجاہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ سونے کی قندیل روئے انور سیّد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں آویزاں کی گئی وقرئت الفواتح وحصل الدعا حاضرین نے فاتحہ پڑھی اور دعا کی اور مجلس بخیر وخوبی ختم ہوئی۔ علامہ موصوف اس کے خاتمہ پر اسطرح لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ اردو یہ ہے۔

یعنی سلاطین آل عثمان میں سے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سلطنت ہمیشہ رکھے۔

سلطان مراد خان نے اس کی پہل کی کہ حرمین محترمین میں سونے کی قندیلیں اویزاں ہیں اور وہ اس عظیم منقبت میں اپنے باپ دادا سلاطین عظام پر سبقت لے گئے۔ اھ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے پہلے سلاطین بھی سونے کی قندیلیں حرمین شریفین میں حاضر کیا کرتے تھے اور مستحسن جانتے تھے پھر خلاصۃ الوفا میں سیدی نور الدین سمہودی اسی عبارت کے ثناء میں فرماتے ہیں وقد الف السبکی تالیفاً سماہ متنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ وذہب فیہ الی جوازہا وصحتہ وقفہا وعدا جواز صرف شئی منہا العمارۃ المسجد یعنی بیشک امام اجل تقی الملتہ والدین علی بن عبد الکافی متوفی ۷۵۶ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں خاص ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام تنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ رکھا اس کتاب میں ان کا جائز ہونا اور ان کا وقف صحیح ہونا بیان فرمایا اور یہ کہ ان کو مسجد کی عمارت میں صرنا کرنا جائز نہیں۔ اور یہ امام اجل وہ ہیں جن کی نسبت امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ وہ امام کہ جن کی جلالت شان اور قابلیت اجتہاد پر اجماع ہے۔ صلاح صفدی نے کہا ہے الناس یقولون ماجاء بندالغزالی مثلہ وعندی انہم یظلمونہ وماہو عندی الامثل سفیان الثوری یعنی لوگ کہتے ہیں کہ امام حجۃ الاسلام کے بعد کوئی امام تقی الدین سب کی مثل پیدا نہیں ہوا میرے نزدیک وہ ان کی شان گھٹاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ امام سفیان ثوری کے ہمسر (ہمسر بمعنیٰ برابر-۱۲- توگیروی) ہیں جو اجلہ اکابر تبع التابعین سے تھے وہ اس قبر پر روشنی کرنے کو فقط جائز ہی نہیں بناتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اس پر رحمت الٰہی کا سکینہ اترتا ہے۔ (ملتقطاً برازیق المنار بشموع المزار مولفہ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ شاہ محمد احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بریلوی) مطبوعہ مطبع اہل سنت والجماعت بریلی ۱۳۳۱ ہجری المقدس۔

روشنی قبور کا جواب کافی ہو چکا ہے۔ زیادہ طوالت ہے۔

قولہ:- (۱۶) قبر پر فرش بچھانا صفحہ ۱۱۵- سطر ۲۰

اقول:- مجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی کہ جس سے قبر کے پاس فرش بچھانا کفر یا شرک ہو یا یہ کہ خدا

کی قبر پر ہی فرش بچھانا چاہیے۔اور یہ کام خاص خدا ہی کی تعظیم کے لئے ہے۔(نعوذ باللہ منہا) جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

میاں مجیب! کبھی کوئی مسلمان قبر کے اوپر بھی فرش بچھایا کرتا ہے ہرگز نہیں۔اول تو یہ کہ جب کوئی مسلمان کسی بزرگ کی مزار پر فاتحہ کے لئے جاتا ہے تو وہ قبلہ کی طرف پشت اور مزار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے کوئی فرش نہیں بچھاتا۔یا بتقریب اعراس جب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے تو مزار کے باہر مسلمانوں کے فاتحہ کہنے یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے کوئی چٹائی یا دری ڈال دی جاتی ہے۔تاکہ زائرین اور قرآن خواناں اس پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔ دکھلایئے اس میں کون سی ممانعت ہے۔اناپ شناپ باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔

قولہ(۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گردوپیش جنگل کا ادب کرنا۔قبروں کا اتنا ادب اور بیت اللہ کا ذرہ بھر نہیں۔بلفظہ ۷اا سطر ۲۳۔

اقول:۔نمبر ۱۷-۱۸-۱۹ کا مجیب صاحب کی طرف سے کوئی جواب معقول نہیں دیا گیا۔اور نہ کوئی دلیل بیان کی۔اس لئے کوئی ضرورت جواب کی نہیں اور اس جواب نمبر ۲۰ میں وہی اناپ شناپ ہے مگر اس میں یاد رہے کہ کتب اہل سنت میں ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ جن بزرگوں سے جیسا ادب زندگی کی حالت میں کیا جاتا تھا ویسا ہی ان کی وفات کے بعد ہونا چاہیے تاکہ بزرگوں کی طرف پشت نہ ہو۔مگر آپ کے نزدیک جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی طرف پشت دے کر کھڑا ہونا چاہیے تو باقی بزرگوں کا ادب آپ کیا کریں گے۔یہی سوءادبی وہابیوں کا شعار اور خدائے کردگار کی مار ہے اور آپ کی نظریں خارا اور محرومیت اسلام سے موجب خلود فی النار ہے۔مولانا روم علیہ الرحمۃ کیا اچھا فرماتے ہیں۔مثنوی۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب خورا نہ تنہا داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ افاق زد

باقی رہا اولیاء کرام کے ملحقہ زمین کا جنگل اور اس کا ادب سو یہ ادب جنگل کا نہیں۔بلکہ اس بزرگ ولی کا ادب ہے۔کوئی شخص درخت وغیرہ کے کاٹنے کا حق نہیں رکھتا۔کیونکہ وہ زمین اور درخت وقف ہیں۔اسی خانقاہ کے صرف میں آسکتے ہیں۔یہ ہے ادب جو آپ کعبۃ اللہ سے بڑھا رہے ہیں۔کعبۃ اللہ اور حرم کعبہ کا ادب تو وہابی خوب کرتے ہیں کہ تمام مساجد اور مقابر ومزارات وموالید ومآثر کو جو حرم کعبۃ شریف میں موجود تھے۔ابن سعود مردود نجدی وہابی قرن الشیطان برادر نجدیاں وہابیاں ہندوستان نے گرا کر برباد کر دیئے۔اور نہایت بے ادبی اور توہین کے ساتھ مزارات پر بندوقیں ماریں اور پیشاب کیا اور پاخانہ پھرا چاہ زمزم کو ناپاک کیا۔حجر الاسود کے بوسہ دینے کو عین سنت ہے برے توہینی الفاظ کہہ کر بند کیا اور ارکان حج کو ادا کرنے سے روکا وغیرہ وغیرہ۔دیکھو اخبارات سیاست وغیرہ۔یہ ہے ادب کعبۃ اللہ شریف کا۔جو وہابی لوگ کرتے ہیں۔

قولہ(۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔(حرام ہے۔)

اقول:۔مجیب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی جس سے کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا حرام اور شرک ہو۔یا یہ کہ کوئی خدا کی نعوذ باللہ قبر ہے۔اسی کو بوسہ دینا جائز ہے اور یہ خاص خدا ہی کے لئے تعظیم ہے۔حجر الاسود کا بوسہ دینا قرآن شریف کو بوسہ دینا اپنے بچوں کا بوسہ،اپنی بیوی کا بوسہ،اپنے بزرگوں کا ہاتھوں کا بوسہ،اور ان کے پاؤں کا بوسہ یہ سب جائز مگر صلحا وعظماء اور اولیاء اللہ کی قبر کا بوسہ حرام۔العجیب۔

اب میں چند اسانید جواز بوسہ قبور صلحا واولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ احادیث وتعامل سے پیش کرتا ہوں۔قبول کرنا نہ کرنا آپ کا اختیار ہے۔

۱-دلائل بیہقی حدیث کی کتاب ہے۔اس میں حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔قبل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بین عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجهه بعد وفاته یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

۲-حدیث شریف ابی درداء کی مرویہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ بعد تشریف بری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از دنیا ملک شام سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا منہ ملتے تھے اور روتے تھے۔اصل الفاظ یہ ہیں۔فجعل یبکی عنده و یخرج وجهه علیه یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ قبر مبارک پر مُنہ رکھے ہوئے روتے تھے۔

۳-توشیخ علیٰ جامع الصحیح۔مولفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔واستنبط بعض العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین یعنی بعض علماء عارفین نے حجر اسود کے بوسہ دینے کے حکم سے صالحین کی قبور کو بوسہ دینا استنباط کیا ہے۔

۴-عینی شرح صحیح بخاری حضرت امام عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اماتقبیل الاماکن الشریفة علی قصد التبرك وکذلك تقبیل ایدی الصالحین وارجلهم فهو حسن محمود باعتبار القصد النية ایضاً فیه قدرات فی تعلیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام محمد ان بعضهم کان اذارای لمصاحف قبلها واذارای اجزاء الحدیث قبلها واذارای قبور الصالحین قبلها ولایجدهذا فی کل مافیه تعظیم۔اللہ تعالیٰ یعنی مکانات شریفہ کا بقصد تبرک بوسہ دینا اور اسی طرح صالحین کی دست بوسی اور قدم بوسی کرنا محمود اور بہتر ہے اور باعتبار قصد اور نیت کے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ابی بکر کی تعلیقات میں دیکھا کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ بعض اسلاف ایسے تھے کہ جب قرآن شریف کو دیکھتے تو بوسہ دیتے اور جب اجزاء حدیث کو دیکھتے بوسہ دیتے اور جب قبور صالحین کو دیکھتے بوسہ دیتے ان تمام امور میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے ہے۔

۵-فتح الباری شرح بخاری حضرت سند المحدثین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ پارہ ششم صفحہ ۱۱۵ ترجمہ عبارت عربی۔

بعض علماء نے مشروعیت تقبیل ارکان کعبہ سے استنباط کیا ہے کہ جو چیز باعث تعظیم ہے خواہ وہ آدمی ہو یا غیر آدمی اس کو بوسہ دینا جائز ہے۔ بزرگ آدمیوں کے ہاتھوں کے چومنے کی نسبت کتاب الادب بخاری میں آئے گا۔ لیکن اس کے سوا میں پس پوچھا کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا کیسا ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ امام صاحب کے بعض متبعین نے اس کو مستعبد جانا ہے (مرادان اتباع سے ابن تیمیہ اور ابن قیم ہے جو اپنے آپ کو برائے نام حنبلی کہلاتے ہیں) ابن ابی ضیف الیمانی جو کہ مکہ معظّمہ کے علمائے شافعیہ سے تھے قرآن مجید اور اجزائے حدیث اور قبور صالحین پر بوسہ دینے کو جائز جانتے تھے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

ہاں! وہابیوں کا بڑا بھائی ابن سعود نجدی جو آج کل مکہ معظّمہ پر مسلط و متغلب ہوگیا ہے اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں جور و ظلم کر رہا ہے۔ اور جنت المعلی اور البقیع کے تمام مزارات و مقابر و مآثر مساجد کو گرا کر روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانے کی تجویز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ارادہ میں نامراد کر کے اس کو وہابیہ میں عبرت کی موت کے ساتھ داخل کرے اس نے حجر الاسود کے بوسہ دینے کی حاجیوں کو سخت ممانعت کر دی ہے۔

۶-نہایہ امام رملی رحمۃ اللہ علیہ قال صاحب النہایۃ ان الامام الرملی افتیٰ بجواز تقبیل الجناب الاولیاء علی قصد التبرك من غیر کراھتہ یعنی کہا صاحب نہایہ نے کہ تحقیق امام رملی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اولیاء اللہ کی چوکھٹوں کو چومنا بہ نیت تبرک بلا کراہت جائز ہے (از مصباح الطریقت)

قبروں کو چومنا بوسہ دینا تو تھا ہی یہاں اولیائے کرام کی چوکھٹوں کو چومنا بھی جائز ہے۔ امید نہیں کہ وہابیہ نجدیہ اس کو قبول کریں۔ لیکن اپنے بھائی اصناف و مقلدین تو مطمئن ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ:- آج فاروق ساعدل گستر موحد امیر المومنین ہوتو قبر پر بوسہ دینے والوں کی بغیر گفت وشنید گردن اڑانے کا حکم دیتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۸ سطر ۱۸-

اقول:- مجیب کا ادب اور واقفیت شریعت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نہ نام لکھا اور نہ ان پر کلمہ "رضی اللہ عنہ" لکھا اور نہ بتایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس آیت یا حدیث شریف کے مطابق گردن اڑانے کا حکم دیتے ہاں صرف وہابیوں کے کہنے سے ہی ضرور گردن اڑانے کا دیدیتے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان وہابیوں کی گردن ضرور اڑانے کا حکم دیتے جو بیس تراویح کو بدعت کہتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور سجدوں اور قبروں پر چراغ جلانے اور روشنی نہ کرنے والوں کی خوب خبر لیتے۔

قولہ:- شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بوسہ دینا قبر کو عادت نصاریٰ کی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۸ سطر ۲۲-

اقول:- بتلایئے کس کتاب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اس کتاب کا نام لکھا ہوتا۔

یہ ان پر افترا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے کہیں لکھا بھی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کیونکہ کتب معتبرات سے اس کا جواز لکھا جا چکا ہے۔ جو شرک یا حرام نہیں ہوسکتا۔

قولہ:- تو پھر شاہ عبدالعزیز کی نسبت کیونکر مانا جاوے کہ وہ فعل نصاریٰ کے مرتکب تھے۔ بلفظہ ۱۱۸ سطر ۲۳-

اقول:- شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے عمل کی بابت یہاں میں دو اور شہادتیں پیش کرتا ہوں حالانکہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ بوسہ قبور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام علیہم الرحمۃ نے جائز رکھا ہے مگر آپ کے نزدیک یہ فعل نصاریٰ کا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے اعتقاد میں تمام دنیا کے مسلمان جو وہابی نہیں سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔ شہادتیں یہ ہیں۔

۱-تحفۃ الناظرین مصنفہ حضرت مولانا سیّد غلام مصطفیٰ صاحب موضع بلڑہ ضلع ہوشیار پور۔ مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۶۱ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر کو بوسہ دیتے تھے نیز حضرت محبوب سلطان نظام الدین کی قبر کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی میں قابل قدم بوسی ہے۔ بعد مرنے کے اس کی قبر کو بوسہ دیتا ہوں۔ بلفظہ۔

۲-مطالب المومنین میں ہے۔ ولا باس بتقبیل قبر والدیہ ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (مصباح الطریقت)۔ (وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۲۴-۳۵-

قولہ:- نمبر ۲۲-قبر پر مورچھل (بمعنیٰ موروں کے پروں کا چنور ۱۲-تو گیروی) کرنا۔ صفحہ ۱۱۹ سطر ۲

اقول:- قبر مور کے پروں کا جھاڑو دینا مورچھل کرنا ہے۔ مجیب صاحب بتائیں کہ کس آیت یا حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کوئی نہیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ یہ کام خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیسے ہوا۔ کیا کوئی خدا کی بھی قبر (نعوذ باللہ) ہے۔ جس پر مورچھل کرنا چاہیے۔ مجیب کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ہاں! گستاخی ضرور ہے۔

قولہ:- نمبر ۲۳ قبروں پر شمیانہ کھڑا کرنا۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴-

اقول:- مجیب نے شامیانہ کو شمیانہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ اس میں بھی کوئی آیت یا حدیث نہی اور ممانعت کی پیش نہیں کی۔ میں نے لکھا تھا کہ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے اور خدا تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیونکر ہے اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اس کے جواب میں مجھے بے ادب اور گستاخ کہہ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا مگر مولوی اسماعیل دہلوی اپنے امام الطائفہ کو جو مہین خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ویسا ہی شہید اور بزرگ بتایا۔

مجیب صاحب! آپ کو لازم تھا کہ اس بات کا جواب دیتے کہ ان کے شہید صاحب نے قبر پر شامیانہ کھڑا کرنے کو خداوند تعالیٰ کا خاص کام اور تعظیم یا ادب کس دلیل سے لکھ دیا اس کا جواب تو کچھ بن نہ پڑا گالیوں پر اتر آئے اور گستاخ اور بے ادب بنانے لگ گئے۔ حالانکہ گستاخ اور بے ادب فرقہ وہابیہ کے سوا تمام دنیا میں کوئی اور نہیں۔ جو خداوند کریم کو جھوٹ بولنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمار اور گدھے سے تشبیہ دے اس سے بھی کوئی بڑھ کر گستاخ اور بے ادب اور ساب اور

کافر ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے! قبر پر شامیانہ بنانے کا ثبوت اس طرح پر ہے۔

۱- حدیث شریف بخاری ابی ابن عمر فسطاطاً علي قبر عبدالرحمن فقال انزعبيا غلام فانما بظله عمله یعنی دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر شامیانہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ پس فرمایا۔ اتار ڈال اے اے بیٹے اس کے لئے اس کے عمل سایہ کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح میں عینی شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شامیانہ کھڑا کیا زینت بنت جحش رضی اللہ عنہما کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شامیانہ کھڑا کیا۔ اپنے بھائی عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر اور فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما کے کھڑا شامیانہ اپنے خاوند حسن مثنیٰ بن امام حسین رضی اللہ عنہما کی قبر پر۔ (بلفظہ تحفۃ الناظرین)

۲- در نور الایمان آوردہ۔ قدنقل الشيخ الدهلوى فى المدح عن مطالب المومنين ان السلف ابا حوابينى على القبر المشائخ والعلماء المشهورين قبة ليحصل الراحة الزائرين ويجلسون فى ظلها وهكذا فى المفاتيح شرح مصابيح وجوزه اسماعيل الزاهد الذى من مشاهير الفقها ۔ بلفظہ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۵-۵۶ مطبع مصطفائی لاہور۔

۳- وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۶ فى مجمع الانهر شرح ملتقى الابحران محمد بن حنيفه صلى الله على ابن عباس رضى الله عنه فيكبر عليهاربعاً وادخله من قبل قبلة وضرب عليها فسطاطا ثلثة ايام ۔ الخ بلفظہ یعنی کتاب معتبر مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے کہ تحقیق محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی چار تکبیریں کہیں اور داخل کیا ان کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اور اس پر تین روز تک شامیانہ کھڑا کیا۔ الخ۔

۴- روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹- ان البدعة الحسنة للوافقة لمقصود الشرع يسمىٰ سنة فبناء القبات علىٰ قبور العلماء والاولياء والصلحاء ووضو الستور والعمائم والثياب على قبورهم امرجائز اذاكان المقصد بذلك التعظيم فى اعين العامة لايحتقروا صاحب هذا القبرو كذاايقاد القناديل و الشمع عند قبور الاولياء والصلحا من باب التعظيم والاجلال ايضاً للاولياء فالمقصد فيها مقصد حسن ونذرزيت والشمع للاولياء يوقد عند قبورهم تعظيما لهم ومحبته فيهم جائز الخ ترجمہ:- بدعت حسنہ جو مقصود شرح کے

ا حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ سلف صالحین نے قبر پر عمارت قبہ بنانا جو مشائخ اور علماء مشہورین کی ہوں مباح کیا ہے۔ تاکہ زائرین سایہ میں بیٹھ کر آرام کریں اور اس طرح ہے۔ مفاتیح شرح مصابیح میں اور جائز کہا ہے۔ حضرت فقیہ اسماعیل زاہدی علیہ الرحمۃ نے جو مشاہیر فقہا سے تھے۔۱۲ منہ۔

مطابق اور موافق ہو اس کو سنت کہتے ہیں۔ پس علماء اولیاء وصلحاء کی قبروں پر قبوں کا بنانا جائز ہے۔ جب کہ صاحب قبر کی تعظیم عوام کی نظروں میں مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں او اسی طرح قندیلوں چراغوں کا اولیاء اور صلحاء کی قبروں کے پاس جلانا بغرض ان کی تعظیم اور بزرگی کے جائز ہے۔ پس یہ مقصد نیک مقصد ہے۔ اور زیتون کی شمع کا جلانا اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس ان کی تعظیم اور محبت کے لئے جائز ہے۔ یہاں تک کہ نذر ماننا بھی جائز ہے۔

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ علماء اولیاء صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا شامیانے کھڑے کرنا اور چادریں اور غلاف ڈالنا اور عمامے رکھنا اور قندیلیں اور چراغ روشن کرنا ان کی تعظیم اور محبت اور عزت اور بزرگی کے اظہار کے لئے سب جائز ہیں۔ لیکن وہابیوں کو نہ تو علماء صلحاء اولیاء اللہ سے محبت ہے اور نہ ان کے دل میں محبت اور عظمت ہے۔ اس لئے ان کی نظروں اور دلوں میں یہ کام مستحسن حرام اور شرک ہیں۔

قولہ:- نمبر ۳۴ قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ حدیث شریف لاتجلسوا على القبورو لاتصلوا الها یعنی نہ تو قبر پر بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو۔ بیٹھنے کے معنی دو طور سے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یوں ہی قبر پر سرین کے بل بیٹھنا دوسرے قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا یہ دونوں طریق مشروع نہیں بلکہ ممنوع ضرور ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۰ سطر ۳-

اقول:- حدیث شریف کے معنی اور مطلب صاف ہے کہ قبروں کے اوپر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ اس میں مجاور بن کر بیٹھنے کا کوئی ذکر ہی نہیں اور یہ ہر دو احکام حدیث شریف کے قابل اور واجب العمل ہیں ہر ایک مسلمان اس پر عامل ہے۔ مجیب صاحب نے حدیث شریف کے معنی وہی کئے ہیں جو میں نے کئے ہیں لیکن اپنی طرف سے مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنہ اور فساد اور فتور سے (جو اس نے تفویۃ الایمان کے حصہ تذکیر الاخوان کے صفحہ ۱۳۴ سطر ۲۰ میں لکھا ہے) لیکر قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا لے گئے ہیں۔ جو کسی بزرگ شارح حدیث نے کی یہ شرح نہیں کی۔ یہ ان کی اپنی خانہ زاد شرح ہے جو ماننے کے قابل نہیں کیونکہ لفظ مجاور کے معنی کتب لغت میں ہمسایہ، پڑوسی، درگاہوں اور متبرک مقاموں کا خادم کے ہیں۔ یہاں بھی معنی صحیح ہیں جو لغت میں ہیں۔ حدیث شریف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاہم مجیب صاحب لکھتے ہیں کہ مجاورین اور سجادہ نشین لوگ اپنے تیئں سجدہ کرواتے ہیں اور یہ الزام اپنا چشم دید بیان کرتے ہیں لیکن میں اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ میں بہ نسبت مجیب صاحب کے مزارات بزرگان پر زیادہ حاضر ہوتا ہوں۔ ممکن ہے۔ آپ نے کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی قدم بوسی کرتے ہوئے دیکھا ہو اور اس کو سجدہ سمجھ لیا ہو۔

مجاور بننا تو حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگ آیا کرتے تھے۔ اور زیارت کروایا کرتے تھے۔ یہی مجاوروں اور خادموں کا کام ہے۔ تعجب یہ ہے کہ مجیب خود مجاوروں کے ہونے کو تسلیم کر کے یوں لکھتے ہیں۔

قولہ:- اس مسئلہ کا بیان کرنے سے روضہ مطہرہ کے مجاور مقصود نہیں۔ بلکہ یہاں کی قبریں ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۳۰

سطر۱۴۔

اقول:۔خوب! مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو مجاور بننا اور وہاں کی مجاورت کرنا جائز اور درست ہے معلوم نہیں کہ یہ تشنا کس آیت یا حدیث سے مقصود لیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہاں کی قبروں پر مجاور نہیں چاہیے۔ یہاں کی قبروں سے مراد آپ کی کوٹ بھٹہ یا ایمن آباد کی قبریں ہیں۔ مگر نہ سمجھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ مطہرہ کے لئے مجاور بننا جائز ہے تو یہ سند اور دلیل ہے تمام بزرگان دین اولیائے کرام رحمہم اللہ کے مزارات پر خادم اور مجاور بننے کی اور جو آپ اپنے زعم میں بدگمانی کرتے ہیں کہ مجاور اپنے آپ کو سجدہ کرواتے ہیں اس لئے مجاور بننا جائز نہیں۔ اگر چہ یہ کہنا ان کا محض غلط ہی نہیں بلکہ افترا ہے۔ مجاورت تو جائز ہے لیکن علت حرام اور شرک ہونے کی دوسری بات بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی بدعت ہو تو اس کو روکنا چاہیے نہ کہ مجاورت ناجائز قرار دی جاوے۔ اسی وجہ سے میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ میرا دعویٰ کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہونی چاہیے جو دعوے کرتے ہیں۔ اس کو اپنی دلیل سے ہی رد کر دیتے ہیں۔

اچھا صاحب! اصل بات تو یہ تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ مجاور بننا خاص تعظیم خداوند کریم کے لئے ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کی (نعوذ باللہ) قبر پر مجاور بننا جائز ہے اور کسی مخلوق مکرمین کو قبروں کے مجاورت جائز نہیں۔ اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں ولیوں سے سخت بغض وعداوت ہے۔ اس لئے بموجب حدیث شریف قدسی من عادلی ولی فقد اذنت له للحرب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ہمارے دوست ولی سے عداوت کرے۔ میں اس کو جنگ کرنے کے لئے اجازت دیتا ہوں۔ گویا آپ لوگ خداوند کریم سے جنگ کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنا کس قدر جرم یا کفر عظیم ہے۔ خداوند عالم آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر اس کی مشیب میں ہے۔

اس جگہ پر ایک ایسی سند معتبر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھتا ہوں جو والد ماجد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جو تمام وہابیہ کے بھی سردار ہیں درج کرتا ہوں امید ہے کہ آپ قبول کریں گے لیکن یقین نہیں کہ آپ اس پر بھی ایمان لائیں جب کہ آیات واحادیث بھی آپ کے نزدیک قابل سند نہیں۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی ۱۳۱۱ھ صفحہ ۱۰۰ کالم دوم ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول مقبرہ میں آئے دوگانہ ان بزرگ کی روح کے واسطے پڑھے۔ اگر سورہ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار اخلاص پڑھے اور پھر قبلے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے اور ایکبار آیۃ الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں۔ جیسے سورہ ملک وغیرہ ذلک بعد قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے اس کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھے اور شروع دائیں طرف سے کرے پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یارب

اکیس دفعہ بعدہ اول طرف آسمان کے کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے۔
جب تک کہ انشراح پائے یہ ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح حاصل ہوگا۔ بلفظہ سطر۳۔
دیکھئے! اس میں قبر پر جانا اور قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا اور اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا قبلہ کی طرف پشت کرنا اور قبر کا سات دفعہ طواف کرنا اور قبر پر اپنا رخسار رکھنا اور میت کے نزدیک اپنا مُنہ رکھنا اور لفظ روح کی دل میں ضرب لگا اور یا روح پکارنا سب کچھ آ گیا۔ بس اب وہابیو!! حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی فتویٰ لگاؤ۔ مگر جب اللہ تعالیٰ غفور الرحیم اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف ورحیم ان کے فتاوے سے نہیں بچتے تو ابن شاہ عبدالرحیم کیسے بچ سکتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اب اس بارہ میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مجیب صاحب کے جدید اعتراضات کے جوابات ختم ہوئے جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت میں پہلے نہیں آئے تھے جو اصلی جلد میں اگر یہ کمی بھی پوری ہوگئی اور اپنے برادران احناف کے لئے آسانی ہوئی کہ وہ غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کے متفقہ اعتراضوں کے جوابات بھی ملاحظہ فرماویں۔ الحمدللہ علی ذلک۔

قولہ:۔ فیصلہ ثالثی۔ علامہ محی الدین محمد برکوی حنفی رضی اللہ عنہ مصنف الطریقہ المحدیہ متوفی ۹۸۱ھ رسالہ زیارت قبور (صفحہ۱۲۲ سطر۲)

اقول:۔ مجیب صاحب نے اس شخص محمد برکوی مجہول الحال کا ذکر اپنی کتاب کے صفحہ ۷۵ اور ۹۶ میں بھی کیا ہے جس کی بابت میں لکھ چکا ہوں کہ اگر یہ شخص واقعی صفحہ دنیا پر آیا تھا تو ضرور پرلے درجہ کا غیر مقلد تھا۔ ورنہ بہت سے فرضی نام بتا دیا کرتے ہیں اور یہ وہابیوں کی عادت میں داخل ہے چنانچہ وہابیوں نے ایک کتاب بلاء المبین کے نام سے لکھی اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کر کے شائع کردی جس کا حال مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ نے مفصل لکھا اور فتاویٰ حنفیہ میں جو جالندھر شہر میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اور وہابیوں کی یہ بھی عادت ہے کہ تقیہ کرکے اپنے آپ کو حنفی مقلد کہہ کر قادری مشرب بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ جیسے مولوی احمد علی امام مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور اپنے آپ کو ''حنفی قادری'' لکھتے ہیں جن کا ذکر اسی کتاب میں موجود ہے۔ حالانکہ وہ کٹر غیر مقلد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ شخص محی الدین محمد برکوی کوئی عالم عالم دنیا میں حنفی المذہب مصنف رسالہ زیارت قبور پیدا ہی نہیں ہوا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ کتب سیر میرے سامنے موجود ہیں۔ بالخصوص دو کتابیں ایک میں مولفہ مولانا عالم نبیل وفاضل جلیل حضرت مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم، لاہوری علیہ الرحمۃ ہے جو بڑی تحقیقات سے پرانی کتب عربیہ سے سندیں لے کر لکھی گئی اور حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے شروع کر کے دوسری صدی کے علماء احناف کے نام اور حالات وضاحت کے ساتھ لکھے ہیں۔ پانچ سو صفحہ کی مبسوط کتاب ہے اس فرضی نام محی الدین محمد برکوی کا نام تلاش کیا گیا۔ مگر اس میں موجود نہ پایا۔ دوسری کتاب نہایت معتبر ہے اس میں بزبان عربی تمام علماء احناف کا تذکرہ موجود ہے مگر افسوس آپ کا فرضی برکوی الس میں بھی کوئی نہ ملا۔ تاہم آپ جیسے

مجہول الحال اور کیفیت کی ثالثی مجھ سے منوانا چاہتے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث شریف کے خلاف فرد واحد کی شہادت پر وہ بھی فرضی آدمی تمام احناف کی مخالفت میں ہے اس کو حنفی کا جامہ پہنا کر پیش کرتے ہیں جو ہرگز ماننے کے قابل نہیں کسی کو آپ دھوکا دے سکتے ہیں لیکن یہاں تو دھوکے بازوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

قولہ:- اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کی طرف تبرک کے طور پر پے در پے جاتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی تو آپ نے آدمی بھیج کر اسے کٹوا دیا ابن وضاح نے اسکو اپنی کتاب میں نقل کیا۔ الخ بلفظہ ۱۲۳ سطر ۱-

اقول:- مجیب صاحب نے کسی وہابی کی کتاب کی بات ابن وضاح یا ابن وضاع ہو بلا تحقیق لکھ دی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ ابن وضاع کون شخص ہے کس زمانہ میں ہوا اور کس مذہب کا آدمی تھا اور اس کی کتاب کا نام کیا ہے اور کہاں طبع ہوئی یا آپ نے کسی قلمی بیاض سے لکھا یا کسی مولوی معین نے کسی پرچہ پر لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیا۔ اگر کوئی کتاب ہے تو اس کا نام اور صفحہ اور سطر اور اس کی عبارت ہونی چاہیے تھی۔ میں پہلے اس سے ابھی لکھ چکا ہوں کہ وہابی صاحبان کا وتیرہ یہی ہے کہ فرضی کتابوں کے حوالے دیدیا کرتے ہیں۔ بلکہ عبارتیں بھی اپنی طرف سے فرضی لکھ دیا کرتے ہیں۔

مجیب صاحب! آپ کو پتہ نہیں تمام کتب سیر اور تفاسیر میں جس درخت کے نیچے بروز صلح حدیبیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی گئی تھی اس درخت کا کوئی پتہ نہیں کیونکہ جب دوسرے سال اس درخت کی تلاش ہوئی تو وہ درخت نہیں ملا تھا۔ بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے ایک اور غلط درخت سمجھ لیا تھا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوجہ نہ ہونے اصل درخت کے اس فرضی درخت کو کٹوا دیا تھا نہ یہ کہ اس اصل درخت شجرۃ الرضوان کو جس کا پتہ ہی مشتبہ ہو گیا۔ یہ وجہ جو وہابی بیان کرتے ہیں کہ تبرک یا تعظیم کے طور پر اس درخت کے پاس لوگ جاتے تھے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا غلط ہے۔ کیونکہ اصل درخت شجرۃ الرضوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی مشتبہ رہا اگر معلوم ہو جاتا تو ایسا حکم نہ فرماتے۔ جیسے ضعیف روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ درخت کٹوا دیا تھا۔ اس لئے کہ تبرک سمجھا جاتا تھا۔ اگر یہی علت تبریک اور تعظیم کی مذموم ہوتی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس درخت کو کٹوا دیتے تا کہ نجدیوں کے لئے حجت ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور فعل ان کے لئے حجت نہیں ہے دیکھئے کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

۱-تفسیر خازن صفحہ ۵۰ جلد چہارم:- (ترجمہ) شیخین رضی اللہ عنہما نے طارق بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ میں بغرض حج جا رہا تھا کہ میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ مسجد تو نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا یہ درخت ہے جس کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان فرمائی تھی۔ تو میں سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس واقعہ کی خبر دی تو سعید نے فرمایا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس وقت اس درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم اگلے سال اس طرف کو گئے تو وہ درخت نظر نہ آیا نہ اس کو پا سکے ہماری نظروں سے وہ

درخت غائب ہو گیا۔ سعید نے کہا کہ جب اصحاب (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہم نے اس درخت کا کہیں پتہ نہ پایا اور تم نے اس کو پا لیا۔ تو تم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر عالم ہوئے (یہ کہہ کر) ہنس پڑے۔

۲-تفسیر خازن جلد چہارم و تفسیر سراج المنیر۔ ترجمہ:- روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر اسی جگہ ہوا۔ جہاں وہ درخت (بیعت الرضوان) بیان کیا جاتا تھا تو آپ نے اپنے رفیقوں سے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں ہے تو کسی نے کہا کہ اس جگہ اور کسی نے کہا اس جگہ جب آپ نے اس اختلاف کثیر کو دیکھا تو فرمایا چلو درخت گم ہو گیا اور یہاں سے ثابت ہو گیا کہ وہ اصلی درخت ملا ہی نہیں تو کہئے کٹوایا کس درخت کو اس لئے کسی درخت کے کٹوائے جانے کی روایت غلط یا ضعیف ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔

اگر کہا جائے کہ کسی متبرک جگہ یا آثار انبیاء علیہم السلام کے پاس نماز پڑھنا ناجائز ہے جس سے تعظیم انبیاء علیہم السلام یا جائے متبرک کی پائی جاتی ہے تو اس بات کا جواب کیا ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب کو شجرۂ موسیٰ علیہ السلام کے پاس مدین میں اور طور سینا پر جہاں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا۔ خود نماز پڑھی۔ اس کا کچھ جواب نہیں۔ دیکھو کتب سیر و جواہر البحار صفحہ ۱۱۸۴-

یہ بات سنت نبویہ علیہ التحیۃ والصلوۃ والسلام اور سلف صالحین سے لے کر اس وقت تک ثابت ہے کہ جہاں کہیں نبی علیہ السلام یا بزرگان دین کا مزار شریف ہوا۔ وہاں تبرک کے لئے مسجد بھی تیار کی گئی یا اگر پہلے بنی ہوئی ہے تو کسی بزرگ کے وصال کے بعد اس کا مزار یا روضہ بھی اسی مسجد کے ساتھ ہی بنا دیا گیا تا کہ خواص و عوام کا نماز میں تبرکات فیوض حاصل کرتے ہیں۔ اس تشریح کی ضرورت نہیں اپنی آنکھوں کے سامنے موجود ہے جہاں چاہو دیکھ لو۔

۳-منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۱۴ جلد دوم

اس میں نہایت وضاحت کے ساتھ درج ہے جیسے تفسیر خازن میں لکھا گیا ہے۔ یعنی صلح حدیبیہ بیعت الرضوان کے دوسرے سال ہی صحابہ کرام اس طرف تشریف لے گئے اور اس درخت کو تلاش کیا مگر وہ درخت نہ ملا اور اسی طرح مواہب اللدنیہ میں ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں طوالت ہے۔ اس قدر کافی ہے۔

قولہ:- اچھوتی طرز کی بحث۔ الہامی تصدیق بلفظہ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۰

اقول:- مجیب صاحب اردو انوکھی کو اچھوتی لکھا۔ اس بحث میں مجیب نے مجھے خوب گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ مگر میں کہتا ہوں ؎

بدنہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

میں نے اعدادِ جمل آیات کے نکات جہاں کہیں کوئی ضرورت پیدا ہوئی لکھے تھے۔ مگر مجیب نے اپنے غلط بلکہ غلط اعداد جمل سے گالیاں دے کر اپنے دل کی آگ کو بجھالیا۔ جس کو ناظرین وقارئین ملاحظہ کریں گے۔

قولہ:۔ معترض صاحب لکھتے ہیں۔ ختم اللہ علی قلوبھم کے اعداد ۱۳۹۹ ہیں اور ان کی مطابقت وہی وضعی مفتی عبداللہ سے ہے مگر اس کے اعداد ۱۵۵۰ ہیں۔ تصدیق باطل شد۔ مطابقت یہ ہے۔ فضل احمد گمراہ بد دین ۱۲۹۹ ختم اللہ علی قلوبھم بلفظہ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۹۔

اقول:۔ مجیب صاحب کے اعداد غلط ہیں ختم اللہ علی قلوبھم کے اعداد جمل ۱۳۹۹ ہیں جن کی مطابقت اس طرح پر ہے۔

۱۔ وہی بدقسمت نیم مفتی عبداللہ ۱۳۹۹
۲۔ وہی بدتر نیم مفتی عبداللہ ۱۳۹۹
۳۔ مہر کی اللہ نے نیم مفتی عبداللہ وہابی پر ۱۳۹۹
۴۔ وہی شکی نیم مفتی عبداللہ ولد نعیم اللہ ۱۳۹۹
۵۔ نیم حکیم محمد حسین وہابی شیخ نجدی ۱۳۹۹
۶۔ بدقسمت بے بصر نیم حکیم محمد حسین وہابی بچہ نجدی ۱۳۹۹
۷۔ شیخ نجدی نیم حکیم محمد حسین وہابی ۱۳۹۹
۸۔ مہر کی اللہ نے نیم حکیم محمد حسین منکر وہابی کے دل پر ۱۳۹۹

مولوی اسماعیل دہلوی بانی وہابیت کی تاریخ موت ۱۲۴۶ھ

۱۔ اولئک ھم شر البریة ۱۲۴۶
۲۔ مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا ۱۲۴۶
۳۔ مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا ۱۲۴۶
۴۔ طشت ازبام افتاد ۱۲۴۶

قولہ:۔ معترض صاحب لکھتے ہیں قد کفرتم بعد ایمانکم کے اعداد ۱۰۸۲ ہیں اور ان کی مطابقت ''فرقہ زنادقہ نسب نجدیہ اسماعیلہ وہابیہ دیوبندیہ'' سے ہے۔ مگر اس کے اعداد ۱۰۸۳ مطابقت یہ ہے۔ ''نسبیہ بفضل احور'' ۱۰۸۲ بلفظہ صفحہ ۱۲۵۔

اقول:۔ کاتب کی غلطی سے لفظ ''زندقہ'' کا زنادقہ لکھا گیا جس سے ایک عدد بڑھ گیا۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۸۴ سطر ۹۔ جس میں لفظ زندقہ لکھا ہوا موجود ہے۔ دیکھئے مطابقت یہی صحیح ہے۔

۱۔ قد کفرتم بعد ایمانکم ۱۰۸۲

۲۔ فرقہ زندقہ نسب نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ ۱۰۸۲
۳۔ ۱۰۱۲
۴۔ محمد حسین طبیب ایمن آبادی وکل وہابی نجد وہندوستان ۱۱۱۲

نوٹ۔ ''نسبہ فضل احمد'' کے لکھنے سے مجیب کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں لاکھوں فضل احمد نام ہیں۔ سب کو گالیاں ہوئیں۔

قولہ:۔ مطابقت یہ ہے کہ ''منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بے دین ۱۵۱۰
لعنة اللہ علی الکاذبین ۱۵۱۰
بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۲۔

اقول:۔ یہ دونوں ہی اعداد غلط ہیں۔ لعنة اللہ علی الکاذبین[1] کے اعداد ۱۵۴۰ ہیں۔ اور اعداد ''منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بیدین'' کے ۱۵۲۷ ہیں۔ افسوس آپ کے امدادی مولویوں نے بھی اس کی پڑتال اور تصدیق نہ کی اور نہ مقرظین اور مصدقین مولوی صاحبان نے اس پر نظر کی آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھ دیں اور آج ان کو خجالت اور ندامت کا مُنہ دیکھنا پڑا یا مجیب کا مُنہ۔

دیکھئے! مطابقت آیت صحیحہ یوں ہے:

۱۔ لعنة اللہ علی الکذبین[2] ۱۵۳۹
۲۔ حکیم محمد حسین قریشی بے ادب بیدین دشمن اسلام ۱۵۳۹
۳۔ حکیم محمد حسین بے ادب مردود از جناب رحمة للعلمین ۱۵۳۹

قولہ:۔ مطابقت۔ انسپکٹر لدھیانوی بددین ۹۲۹
ولھم عذاب الیم ۹۲۹
بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۵

اقول:۔ مجیب صاحب کی عقل میں قصور اور فتور ہے اور مطابقت اعداد سے کوسوں دور اور نفور ہے۔ دیکھو دونوں اعداد غلط ہیں۔ آیت شریف ولھم عذاب الیم کے اعداد ۹۳۵ ہیں۔ اور پہلے جملہ انسپکٹر لدھیانوی بددین کے اعداد ۹۱۹ ہیں۔ یہاں بھی مجیب صاحب نے اپنے امدادی اور مقرظین ومصدقین مولویوں کی سخت کرکری کرائی کوئی مطابقت بن نہ آئی۔ حساب دانی بھی کام نہ آئی۔ رسوائی نے رونمائی فرمائی۔

---

[1] رسم قرآنی کے خلاف الف زیادہ لکھ دیا۔ رسم الخط علی الکذبین ہے ۱۲ منہ۔
[2] جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ۱۲ منہ۔

۳ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔۱۲ منہ۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ آیت شریفہ کفار کے حق میں بصیغہ جمع آئی ہے اور مجیب نے اپنی بے علمی سے منفرد پر لگائی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ لودھیانہ میں بیسوں انسپکٹر ہیں۔ میں اکیلا نہیں۔

چوتھی بات یہ ہے۔صحیح نام لودھیانہ ہے جو لودھی کا آباد کیا ہوا ہے۔لدھیانہ غلط ہے۔

مطابقت اس طرح پر ہوتی ہے۔

(۱) ولھم عذاب الیم ۹۳۵

(۲) محمد حسین طبیب بددین چیلا نجدی وتمام وہابی ۹۳۵

قولہ:۔معترض کی کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' کے اعداد ۱۳۳۷ ہیں اور اس کی مطابقت اس آیت سے ہے۔ یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس اس کے اعداد تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ ہیں۔صرف ایک کا فرق ہے اس ایک عدد کے فرق سے معلوم ہوتا ہے ۱۳۳۷ میں سے ایک حصہ اچھا ہے جو زیر آیت مذکور نہیں آیا۔بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۷۔

اقول:۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ تعجب ہے کہ مجیب کی ایک بھی مطابقت پوری اور صحیح نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب اعداد جمل کو وہ شمار ہی نہیں کر سکتے اور گننا جانتے ہی نہیں تو ناحق وقت کو ضائع کر کے اپنے معین اور دستگیر مولویوں کو بھی خجالت وندامت اور جہالت کے دریا میں کیوں غرق کرتے ہیں۔

میاں مجیب صاحب! میری کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' کے اعداد جمل تو ضرور ۱۳۳۷ ہے۔ جو تاریخ تالیف ہے مگر آیت شریف کے اعداد جس سے مطابقت کی گئی ہے۔اس کے اعداد اس سے نہیں ملتے۔آپ لکھتے ہیں کہ آیت یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس کے اعداد جمل ۱۳۳۶ ہیں جو بالکل غلط ہیں جمع کرنا بھی آپ کو نہیں آتا۔ بندۂ خدا اس آیت شریف کے اعداد جمل تیرہ سو چھیانوے ۱۳۹۶ ہیں۔آپ پھر گن لو اور حساب کرو اور اپنی غلطی حساب کے دریا میں غوطے کھاؤ۔زندہ نکلو یا ڈوب مرو۔لیکن یاد رکھو کہ آئندہ اس حساب میں نہ پڑو نہ جھگڑو نہ لڑو اور معینان ومقرظین کو بھی شرمندہ نہ کرو اور اب صحیح مطابقت کا ملاحظہ کرو۔

میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے اعداد جمل تیرہ سو سینتیس ۱۳۳۷ ہیں جو آیت شریف کتاب آیة (سورہ ہود) یعنی یہ کتاب ایسی ہے۔جس کی باتیں جانچ اور تصدیق کی جا چکی ہیں اس کے اعداد تیرہ سو سات ۱۳۰۷ ہیں۔اس میں حرف ل اسم پاک اللہ تبارک وتعالیٰ لطیف کا اول ہے اس کو شامل کر کے پورے تیرہ سو سینتیس ۱۳۳۷ ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

دیگر مطابقتیں یوں ہیں:

۱ ان کے لئے سخت عذاب درد دینے والا ہے۔۱۲ منہ

(۱) انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۷

(۲) چراغ مجلس ۱۳۳۷

(۳) چراغ الایمان ۱۳۳۷

(۴) غالب شد ۱۳۳۷

(۵) ولی ظالم کش ۱۳۳۷

(۶) فضیلت زاہد ۱۳۳۷

(۷) فروغ دوام ۱۳۳۷

(۸) اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷

(۹) آئینہ اثبات باطل وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷

(۱۰) قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین ووہابیین ۱۳۳۷

دوسری مطابقت مجیب کے ساتھ

آیت شریف کے اعداد تیرہ سو چھیانوے ۱۳۹۶ ہیں جو مجیب نے اپنی بے علمی سے تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ لکھ دیئے ہیں۔ مطابقت یہ ہے۔

(۱) یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس ۱۳۹۶

(۲) ظلمت گاہ ۱۳۹۶

(۳) ظلمات گہ ۱۳۹۶

(۴) خرفروشی ۱۳۹۶

(۵) دیونخذول ۱۳۹۶

(۶) بلا اثبات التوحید ۱۳۹۶

تیسری مطابقت کتاب مجیب

مجیب نے اپنی کتاب یا رسالہ کا نام اثبات التوحید رکھا ہے۔اس کے اعداد تیرہ سو تریسٹھ ۱۳۶۳ ہیں۔ وہ برابر ہیں خجل گشتی۔بے شناخت۔شغال کبود کے یعنی مجیب نے بے شناخت میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے شغال کبود نیلے رنگ کے گیدڑ کی طرح نیل کے مٹکے میں گر کر نیلا بن کر دوسرے گیدڑوں میں متمیز ہونے کی خاطر میری کتاب کے جواب میں قلم اٹھایا

آخر کو خجل گشتی سخت شرمندہ ہوا اور اپنے امدادی مولویوں کو بھی اپنے ساتھ خجل کیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چوتھی مطابقت کتاب مجیب

(۱) اثبات التوحید ۱۳۶۳

(۲) بے ادب طبیب کوٹ بھٹہ کی ہزلیات ۱۳۶۳

(۳) محمد حسین اجہل کے بیہودہ خیالات ۱۳۶۳

(۴) محمد حسین ایمن آبادی جہنمی کے وہابیہ شنیعہ ردی عقائد ۱۳۶۳

(۵) محمد حسین بیدوہابی کی کتاب اوج طوفان بے تمیزی ہے ۱۳۶۳

یہ صحیح صحیح مطابقتیں کافی سے زیادہ ہیں۔ امید ہے۔ مجیب صاحب مطمئن ہوں گے۔

قولہ: ۔ ہماری مطابقتیں ان سے کئی درجہ زیادہ صحیح ہیں اور صرف نمونۃً چار مطابقتیں تو خاص ذات معترض پر ہیں اور ایک مطابقت ان کی کتاب طوفان بے تمیزی پر بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۲۔

اقول: ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم آپ کی سب کی سب مطابقتیں غلط درغلط اور مجیب کے گلے کا ہار ہوگئیں۔ اب ادھر دیکھو اور سوچو اور گنو گریبان میں منہ ڈال کر روؤ اور اپنے آنسوؤں سے منہ کو دھوؤ۔ دیکھو میں نے چار مطابقتیں مولوی عبداللہ مولف رسالہ اول پر اور تیرہ مطابقتیں مجیب صاحب کی ذات خاص پر اور چار مطابقتیں مولوی اسماعیل دہلوی کی تاریخ وفات پر اور چودہ مطابقتیں مجیب صاحب کی کتاب کی تکذیب اور دس مطابقتیں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کی صداقت پر یہ صرف بطور نمونہ ہیں۔ ورنہ اور بہت ہیں۔

قولہ: ۔ واللہ اس طرح کا نامہذب جواب دینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ ایک کلمہ گو کے حق میں یہ توہین کے کلمات ہیں سِنَّ بالسِّن والجروح قصاص بھی شرعاً جائز ہے۔ معترض نے تمام علمائے سلف وخلف کو کافر لکھنے اور ان کی توہین کرنے سے کوئی کسر نہیں چھوڑی تو کچھ نہ کچھ انہیں بھی بدلہ پانا چاہیے۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۵۔

اقول: ۔ مجیب صاحب کی چالبازی ملاحظہ ہو۔ گالیاں دے کر بظاہر مانتے ہیں کہ یہ توہین کے کلمات ہیں اور ایک کلمہ گو کے حق میں نہیں چاہیے اور ساتھ ہی قرآنی آیات بھی اس کے جائز ہونے کی پیش کرتے ہیں جبکہ ان کے اعتقاد میں تمام مقلدین آئمہ اربعہ مشرک ہیں۔ تو یہ کیا منافقت ہے کہ مجھے کلمہ گو سمجھتے ہیں جن کے نزدیک ایک ہزار سال کیا بلکہ تیرہ سو سال سے تمام مسلمانان مقلدین کافر اور مشرک ہیں۔ اور سوائے ان کے صفحہ دنیا پر کوئی مسلمان ہی نہیں۔ میں نے تو اپنی کتاب میں کسی کو گالی نہیں دی اب جو کچھ میں نے ان کی بابت اس بحث میں لکھا ہے وہ بموجب حکم خداوندی مطابق ہے۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ مہدیین رضوان اللہ عنہم کی توہین کرنے سے نہیں چوکتے تو باقی ان کی نظروں میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہیں تو میرے جیسے غلامان غلام حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کافر اور مشرک سے زیادہ درجہ کیا دے سکتے ہیں۔

مجیب صاحب سلف اور خلف کے معنی نہیں جانتے۔ میں نے کسی کو بھی کافر نہیں کہا اور نہ لکھا یہ بالکل جھوٹ اور افترا ہے۔ سلف اور خلف مقلدین آئمہ اربعہ کو کافر اور مشرک کہنا اور لکھنا وہابیوں کا ہی کام ہے۔

ہاں! مجیب صاحب نے اپنے اشتہار اور اپنے رسالہ کے ٹائٹل پیج پر لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہ لکھا تھا کہ "شیخ الاسلام ابن تیمیہ، مولانا اسماعیل شہید، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے" یہ چار مولوی صاحبان اشتہار میں درج کئے ہیں لیکن اب لکھتے ہیں کہ "تمام علمائے سلف وخلف کو کافر لکھا" اگر مجیب سچا ہے تو وہ فتاوے دکھلائے جو میری طرف سے ان پر لگائے گئے ہیں اور نہ انعام الٰہی جو کاذبوں کے حق میں ہے قبول کریں۔ مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے دراصل اس گروہ ہی میں جھوٹ کا بہت رواج ہے۔

جن چار مولویوں کا نام آپ نے لکھا ہے۔ ان پر خود ان کے مریدوں اور مقتدیوں نے فتاویٰ کفر لگائے ہوئے ہیں یا انہوں نے خود بخود اپنے پر فتاوے کفر عائد کئے ہوئے ہیں اور اپنے کلموں اور قلموں سے اپنے فتاوے تکفیر بلا نکیر لگائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ چھ فتاوے دیباچہ میں اور دو فتاوے عقیدہ نمبر سات میں کل آٹھ فتاوے درج کئے گئے ہیں۔ یہ وہ فتاوے ہیں جو ان کے ہم مذہب مریدوں معتقدوں نے ان پر لگائے یا خود بخود اپنے قلم سے اپنے پر تکفیر کے فتاوے لگا چکے ہیں لیکن مجیب صاحب ان فتاوں کا الزام مجھ پر لگاتے ہیں۔ ان فتوؤں کو اچھی طرح دیکھو اور سوچو اور علمائے مفتیان مندرجہ فتاوے کے نام پڑھو۔ اور میرا نام ان میں لکھا ہوا دکھلاؤ۔ جو ہرگز نہ دکھلا سکو گے۔ تب اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر جھوٹ سے توبہ کرو۔ میں تو پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خود کردہ را علاجے نیست

میں کہتا ہوں کہ مجیب طبیب اور اس کے تمام حبیب لبیب جب اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے خاص حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع التابعین اور حضرات آئمہ مجتہدین ومحدثین ومفسرین رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین خصوصاً تمام مقلدین آئمہ اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور سلاسل اربعہ یعنی نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی کو کافر اور مشرک کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ تو کوئی خیال نہیں کرتے اور اپنے چار کس مولویوں کو سلف اور خلف میں داخل کر کے اتنے چیختے اور چلاتے ہیں کہ "تمام علماء سلف اور خلف کو کافر لکھ دیا۔" حالانکہ سوائے ابن تیمیہ کے باقی

تین کس تیرہویں اور چودھویں صدی کی یادگار ہیں۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا ان کی نظروں میں پہاڑ دکھائی دیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ غیر مقلدین کے اعتقاد میں تقلید شرک ہے اور مقلدین آئمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی صاحبان مجیب صاحب کے دونوں بزرگ مذہباً امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد اور مشرباً چشتی خاندان کے مسلمہ معتقد ہیں۔ جب یہ بھی آپ کے اعتقاد میں مشرک اور کافر ہیں تو آپ کے بزرگ کیسے ہوئے۔ یہ ساری کارروائی منافقانہ ہے اس لئے کہ علمائے دیوبند تو میری حمایت میں ہو جائیں یہ اجتماع الضدین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ علمائے دیوبند غیر مقلدین کے مکائد سے خوب واقف ہیں۔ اس منافقت سے کچھ فائدہ نہیں۔ سورہ منافقون اور سورہ نور کی تلاوت کیجئے۔ علمائے دیوبند کو اپنے ساتھ ملانے کی سعی نہ کیجئے۔ آپ ان کے بڑے بھائی بنے رہئے اور قابیل کے درجہ کو اپنے ہاتھ سے نہ دیجئے۔

قولہ:۔ دوسرے اعتراض کا جواب۔

کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے ہیں وہ لاریب امر زبون ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۸

اقول:۔ مجیب صاحب نے بلاترتیب غلط ولط جواب دیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ کا باب چہارم میں لکھا تھا۔ مگر مجیب صاحب نے الٹ پلٹ کر کے میری کتاب کے خلاف لکھ دیا۔ محفل میلاد مبارک کا جواب جو دیباچہ میں ہو چکا ہوا ہے اس عقیدہ کا جواب حسب وعدہ یہاں لکھا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ''سوال ز آسمان و جواب از ریسمان'' یوں ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے مصلات کا زبون ہونا مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

قولہ:۔ عن ابی الهیاج الا سدی قال قال لی علی الا ابعثك علی مابعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم الا تدع تمثالا الا طمته ولا قبراً مشرفا الا سویته (مشکوة باب دفن المیت) حضرت ابوالہیاج کہتے ہیں کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا کہ نہ چھوڑ و کوئی مورت حتیٰ کہ مٹا دو اور نہ چھوڑ و کوئی قبر اونچی مگر اس کو برابر کر دو۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۸

اقول:۔ مجیب صاحب کی دلیل ملاحظہ فرمائیے۔ کہاں اربعہ مصلات اور کہاں کفار کے مقبرات۔ حدیث شریف لکھ دی مگر اس کا مطلب نہ سمجھا اور نہ سمجھ میں آیا کہ مصلیٰ اور قبر ایک کیونکر ہیں۔ مطابقت کرنا (جیسے کہ اعداد میں بھی کر چکے ہیں) آپ کے کمالات میں داخل اسی لئے ہے چونکہ آپ طبیب ہیں لہٰذا سنبل طیب اور سم الفار آپ کے نزدیک ایک ہی چیز ہے۔ خوب!!!

اچھا بتلائیے۔ اس حدیث شریف کے مطابق آپ کیا سمجھتے ہیں۔

اول:۔ یہ مورتیں اور بلند قبریں مسلمانوں کی تھیں اور مسلمانوں کی قبروں پر تمثال، مجسمہ، تصویریں، مورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بنی ہوئی تھیں یہ بات حدیث شریف کے کون سے الفاظ سے پائی جاتی ہے۔

دوم:۔ حدیث میں ہے کہ قبروں کو برابر کر دیا جائے یعنی زمین کے برابر تاکہ کوئی نشان باقی نہ رہے حالانکہ یہ امر سنت متوارثہ و متواترہ کے خلاف ہے۔

سوم:۔ تصویرات کا ذکر قبروں کے ساتھ کرنا کس مناسبت سے ہے۔

چہارم:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کس کس قبر صحابی کو گرایا۔

پنجم:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا مرضی اور بے دیکھے کن کن صحابہ کرام کی قبور بلند تیار ہوگئی تھیں اور ان کے اوپر ان کی تصاویر، تمثال، مجسمی بنائے گئے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی۔ ہر اپنے نیازمندوں کے جنازہ پر تشریف فرما ہوا کرتے اور قبرستان جنۃ البقیع میں ہمیشہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور السلام علیکم یا اهل القبور الخ فرمایا کرتے تھے اور قبروں کو اپنے روبرو بنوایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مکمل کرنے کے بعد ایک بہت بڑا پتھر قبر کے سرہانے رکھوایا۔ (جس کو ایک بہت بڑا کودنے والا اس پر سے کود نہیں سکتا تھا) اور فرمایا کہ یہ ہمارے دوست کا نشان ہے۔

ششم:۔ اور عدم موجودگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو قبریں بنیں وہ بھی ایسی اونچی اور تصویردار نہیں ہوں گی۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ تو پھر یہ قبریں جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہاں کس جگہ کس شہر میں تھیں۔

ہفتم:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشتر عرب میں یہود اور نصاریٰ آباد تھے ان کی قبریں وہاں ہونی ضروری ہیں۔ مگر کسی حاجی ہندوستانی نے ان قبروں کو دیکھا ہے تو بتلائیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے اور ہرگز نہیں دکھا سکیں گے تو اس سے حدیث شریف کی تعمیل کی تصدیق ہوتی ہے۔ پس یہی وہ قبریں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تھیں جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حضرت ابوالہیاج رضی اللہ عنہ نے گرا کر زمین کے برابر کر دیا تھا جن کا اب اس وقت کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ یہ تین دلیل اس بات کی ہیں کہ جن قبروں کے گرانے اور زمین کے برابر کر دینے اور تمثال کو مٹا دینے کا حکم حدیث شریف مذکورہ بالا میں ہے وہ قبور فی الواقع کفار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی ہی تھیں لیکن وہابیوں کی عادت ہے کہ جن آیات کا نزول کفار کے حق میں ہے وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح جن احادیث میں کفار کی قبروں کا ذکر ہو۔ وہ مسلمانوں کی قبروں پر وارد کرتی ہیں۔ اب اس کے ثبوت میں احادیث اور کتب معتبرات پیش کرتا ہوں۔

جن قبور بلند با تمثال کے گرا کر زمین کے برابر کر دینے کا حکم دیا گیا تھا وہ قبور کفار کی تھیں

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶۱

امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنلبشت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کی قبریں گرادی جائیں سوگرائی گئیں۔

(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۰

ھل تبنش قبور مشرکی الجاھلیۃ ان دون غیر ھامن قبور الانبیاء واتباعھم لما فی ذلک اھانۃ لھم بخلاف المشرکین فانہ لا حرمۃ لھم یعنی یہ عنوان ہے کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھاڑی جائیں یہ جائز ہے؟ (علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) ماسوائے انبیاء علیہم السلام اوران کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے کہ ان کی حرمت نہیں۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶۰

واماالکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورھم اذلاحرج فی اھانتھم اور کفار کی قبریں کھودنے اور گرانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری صفحہ ۱۷۷ جلد اول

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد قالت لولاذلک لا برزقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم غیرانی اخشی ان یتخذ مسجدا ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس مرض میں کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہے۔ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا یعنی قبروں کو سجدہ کرنے لگ گئے۔ اس پر فرمایا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوگوں کے سجدہ کرنے کا خوف نہ ہوتا تو آپ کی قبر ظاہر میدان میں ہوتی نہ کہ حجرہ میں۔

(۵) ردالمختار شامی شرح درالمختار جلد اول صفحہ ۲۷۹

وتکرہ فی اماکن کمقبرۃ لان اصل عبادۃ الاصنام اتخاف قبور الصالحین مساجد وقیل لا نہ تشبہ بالیھود والنصاریٰ یعنی قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی علت یہی ہے کہ صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے اوران کی تصویروں کو پوجتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ کراہیت کی علت یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہے۔

ان مذکورہ بالا اسانید سے یہ ظاہر ہے کہ وہ قبریں جن کے گرانے کا حکم ہوا تھا وہ یہود ونصاریٰ ومشرکین کی قبریں تھیں جو بلند باتصویر ومجسمہ بنائی گئی تھیں۔ جن کو یہود ونصاریٰ ومشرکین سجدہ کیا کرتے تھے نہ کہ مسلمانوں کی۔

اب میں مجیب کے زیادہ اطمینان کے لئے ان کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی بانی مذہب وہابیہ ہندوستان کی ہی

تحریرات دکھلاتا ہوں کہ جس سے صاف ظاہر ہوگا کہ جن قبور اور تمثال کے گرا کر زمین کے برابر کردینے کا حکم حدیث شریف میں ہے وہ واقعی قبور یہود ونصاریٰ اور مشرکین تھیں۔ وھو ھذا۔

(۱) تذکیر الاخوان حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹۱ سطر ۳

اصل ان کاموں کی یہود اور نصاریٰ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جب وہ مرجاتے تھے تب ان کی قبریں پکی سنگین چونا کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسی پرشش کے کام کرتے تھے۔ یہودی حضرت عزیز پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہتے۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ پیغمبر کو خدا کا بیٹا بناتے اور جو عالم مولوی درویش ان میں مرتا تو اس کی اونچی بلند پختہ قبر اور وہاں مسجد بناتے اور روشنی کرتے۔ بلفظہ۔

(۲) تذکیر الاخوان تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰۲ سطر ۲ (ترجمہ حدیث شریف) مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا ہے کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کیا۔ بعض بیبیوں نے ایک کرجے کا جس کو ماریہ کہتے ہیں اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ حضرت کی بیبیاں گئی تھیں حبشہ کے ملک کو سوانہوں نے ذکر کیں اس کی خوبیاں اس میں تصویروں کا حال تو اٹھایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد مرجاتا تو بناتے تھے اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں صورتیں وہ لوگ بہت برے ہیں اللہ کی سب خلقت سے یہود اور نصاریٰ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بناتے اور اس میں اس مردے کی تصویر بنادیتے۔ بلفظہ لیجئے۔ اس پر ایمان لائیے اور مسلمانوں کی قبروں کو گرانے کا اقدام یا ارتکاب نہ کیجئے۔ اپنے بزرگوں سے جو چاہو کرو۔ مگر مسلمانوں کی قبریں گرانے کا جرم نہ کرو۔

(۳) تذکیر الاخوان تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰۱ سطر ۵۔ (حضرت کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے واسطے بھیجا تھا کہ نہ چھوڑے تو کوئی مورت مگر مٹادے اس کو اور نہ چھوڑے اونچی قبر مگر برابر کردے اس کو یعنی زمین کے برابر بلفظ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ بالشت سے زیادہ اونچی قبر نہ بنادے۔ بلفظہ اس فائدہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ بالشت کی مقدار کہاں سے لی خود ترجمہ حدیث میں برابر کردینے کا لفظ خود لکھ چکے ہیں۔ جو لفظ سوتیر کا ترجمہ ہے۔ جب برابر کردینے کا حکم ہے تو بالشت کے برابر رکھنا کیسا۔

(۴) جواہر النقی مصنفہ امام ترکمانی۔ قال اوامرہ علیہ السلام علیاً لا یترک قبر مشرفاً الخ قلت الظاھران المراد قبور المشرکین بقرینۃ عطف التمثال علیھا وکانوایجعلون علیھا الا نصاب والا بنیتہ فارادعلیہ السلام ازالۃ اثار الشرک یعنی حدیث شریف میں ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا گیا تھا کہ تمام قبور کو برابر کردیا جائے الخ اس کی مراد ظاہر ہے کہ وہ مشرکین کی قبریں تھیں قرینہ یہ ہے کہ ان قبروں پر مورتیں اور مجسمے بنائے ہوئے تھے جن کو پوجتے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کرلیا تھا کہ یہ شرک کے اثار مٹادیئے جائیں۔

مطلب صاف ہے کہ حدیث شریف میں ان قبور اور تصویروں کے گرانے اور مٹانے کا حکم تھا جو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کی ایسی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی اب ہم قبو اولیاء اللہ اور قبب مزارات وموالید ومآثر کے بنانے کے احکام وجواز بغرض تسکین اپنے برادران اہلسنّت والجماعت احناف کے لکھتے ہیں۔

اثبات بنائے مزارات وقباب بزرگان دین واولیاء اللہ و سادات ومشائخ رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ تعالیٰ

(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم یا یھا الذین امنو الاتحلوا شعائر اللہ (سورہ مائدہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو۔ مآثر، مقابر، مساجد، مزارات، قباب، شعائر اللہ میں داخل ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (سورۂ مائدہ) صفا اور مروہ (دو پہاڑیاں) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں زیارت گاہوں میں سے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعظم حرمت اللہ فھو خیر لہ عندربہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے۔ (سورہ حج)۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانھامن تقوی القلوب جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو بیشک وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالو اابنوا علیھم بنیاناً ربھم اعلم بھم قال الذین غلبوا علیٰ امرھم لنتخذن علیھم مسجدا (سورۃ کہف) لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس نشان کے لئے دیوار بنادو۔ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے (جو بات چیت کرتے ہیں) جو غالب ہوئے ان کے دین پر (جو حشر اجساد کر کے قائل تھے) البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے پاس مسجد (جو بنائی گئی)

اول مختصر قصہ اصحاب کہف ودیوار ومسجد وکتبہ

سورہ کہف پارہ پانزدہم قرآن مجید میں لکھا ہے کہ دقیانوس (بادشاہ) ممالک روم کو تسخیر کرتے وت جب شہر افسوس میں پہنچا تو وہاں ایک مقتل بنایا جن بتوں کی وہ عبادت کرتا تھا۔ شہر والوں کو حکم دیا کہ تم سب بھی ان کی پرستش کرو۔ جس نے اس کا حکم مانا نجات پائی۔ اور جس نے نہ مانا اس پر آفت آئی اس مقتل پر قتل کیا گیا۔ چھ نوجوان خدا پرست بزرگ زادے اس شہر کے رہنے والے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے عبادت اور دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الٰہی میں عرض کی کہ ہمیں اس ظالم کے ظلم سے بچا۔ غرض کہ ان کا حال بھی دقیانوس کے گوش گزار ہوا۔ اس نے حکم کیا کہ حاضر کرو۔ حاضر ہوئے نہایت دھمکیاں دیں۔ مگر انہوں نے توحید کا طریقہ نہ چھوڑا راہ توحید پر ثابت قدم رہے۔ ہرگز اس کا حکم نہ مانا۔ پس دقیانوس نے حکم دیا کہ ان کے کپڑے

اور زیورا تارو اتار لئے گئے پھر بولا تم ابھی نوجوان ہو۔ میں نے تم کو دو تین دن کی مہلت دی تم اپنے کام میں غور تامل کرو اور دیکھو تمہاری بہتری میری یہ بات ماننے میں ہے یا نہ ماننے میں پھر اس شہر سے اور کسی موضع کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان نوجوانوں نے اس کا چلا جانا غنیمت جان کر اپنے امر میں باہم مشورہ کیا۔ سب کی رائے یہی قرار پائی کہ یہاں سے بھاگ چلو۔ ہر ایک اپنے باپ کے گھر سے تھوڑا تھوڑا مال خرچ راہ کے واسطے لایا اور ایک پہاڑ جو اس شہر کے قریب تھا۔ اس طرف چل نکلے۔ راہ میں ایک چرواہا کے پاس جا پہنچا اور ان کے دین میں داخل ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہولیا۔ چرواہے کا کتا بھی ان کے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا۔ ہر چند اسے ہانکا۔ اس نے پیچھا نہ چھوڑا حق تعالیٰ نے اسے بات کرنے کی قوت دی وہ بولا کہ تم مجھ سے نہ ڈرو۔ اس واسطے کہ میں خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں تم آرام سے سو۔ میں تمہاری پاسبانی کروں۔ جب پہاڑ کے پاس پہنچے تو چرواہا بولا کہ میں اس پہاڑ میں ایک غار جانتا ہوں کہ اس میں پناہ لے سکتے ہیں۔ متفق ہو کر سب غار کی طرف پھرے ان کے پھرنے کی خبر اللہ تعالیٰ اس طرح دیتا ہے۔ اذاوی الفتیۃ الایۃ یاد کرواے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پھرے وہ جوان لوگ اور جا پہنچے الی الکھف خار جیرم تک بلفظہ تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۱-۲۲۳ وہ جوان متفق ہو کر پہاڑ پر چڑھے اور چرواہا انہیں غار میں لے گیا۔ جب غار میں وہ سب ٹھہرے تو حق تعالیٰ نے نیند کو ان پر مسلط کر دیا وہیں سو گئے اور دقیانوس دو تین روز کے بعد شہر افسوس میں پھر آیا اور ان جوانوں کا حال پوچھا۔ جب سنا کہ وہ بھاگ گئے تو ان کے باپوں کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے بیٹوں کو حاضر کرو وہ بولے اے بادشاہ وہ ہمارا مال لے کر اس پہاڑ میں چھپ رہے ہیں۔ دقیانوس ایک گروہ لے کر وہاں پہنچا اور انہیں اس غار میں دیکھا کہ تکیہ لگائے ہیں۔ سمجھا کہ جاگتے ہیں حکم دیا کہ غار کا منہ پتھر سے بند کر دو کہ یہ سب یہیں مر جائیں۔ غار کا منہ خوب بند کر دیا گیا اور دقیانوس کے دو مقرب ایمانداروں نے ان جوانوں کا حال پتھر کی ایک تختی پر کھود کر غار کی دیوار میں چڑ دیا کہ شاید کبھی کوئی یہاں آئے تو ان کے حال سے خبر پائے اور ان کا غار رتبا خلوس پہاڑ کے دکن طرف تھا تو آفتاب طلوع اور غروب کے وقت ان کے دونوں طرف چمکتا تھا اور اس کی عفونت تحلیل کر کے ہوا کو اعتدال کے ساتھ پھیر لاتا اور غار کے اندر اس کی تابش اور تپش نہ جاتی تا کہ ان کے رنگ اور جسم کو متغیر اور ان کے کپڑوں کو خراب نہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کو ہر چھ مہینے میں ایک کروٹ سے دوسری کروٹ پھیر دیتے ہیں تا کہ زمین سے جوان کا بدن ملا ہوا ہے۔ اسے زمین گلا نہ دے اور بعضوں نے کہا کہ ہر سال عاشورہ کے دن ان کی کروٹ بدل دیتے ہیں تو بہر تقدیراں کی کروٹ بدلنا ثابت ہے۔ غار کے سامنے کی طرف یا اس کی چوکھٹ پر وہ زرد کتا تھا یا لال یا مٹیارا اور زاد المیر میں لکھا ہے کہ اس کا سر سرخ تھا اور پیٹھ کالی اور پیٹ سفید اور دم ابلق اور اس کا نام قطمیر ہے یا قطفیر یا باحمران یا زیان یا مہیا۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو کوئی دن رات میں حضرت نوح علیہ السلام پر درود بھیجے اسے بچھو سے ضرر نہ پہنچے اور جو کوئی یہ کلمات کہے و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید لکھ کر اپنے پاس رکھے کتے سے ضرر نہ پاوے۔

غرضیکہ جب دقیانوس غار کا منہ ان کے واسطے خوب مضبوط بند کر کے پھرا اور دار السلطنت میں پھر آیا تو تھوڑے ہی زمانہ

میں موت کی آندھی نے اس کی حیات کی عمارت گرادی یعنی وہ کافر مر گیا۔

اس کے بعد اس ملک میں کئی مالکوں نے تصرف کیا یہاں تک کہ بادشاہ صالح تندروس کی نوبت پہنچی وہ مرد ایماندار خدا ترس تھا اس کے زمانہ کے اکثر لوگوں کو حشر جسم میں شبہ ہوا۔ ہر چند بادشاہ نے نصیحت کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ جسم کے حشر پر کوئی دلیل انہیں دکھلائے تو اصحاب کہف کو خواب سے بیدار کیا نہ ان کے جسم میں تغیر آیا تھا نہ ان کے کپڑے پرانے ہوئے اور گلے تھے ان میں سے کسلمینائے جوسن (بمعنی عمر ۱۲-تو گیروی) میں سب سے زیادہ تھا کہا کتنی دیر تم غار میں رہے (وہ صبح کے وقت غار میں آئے تھے۔ اب جو دیکھا تو چاشت کا وقت تھا) وہ بولے ایک دن یا تھوڑا دن ہم سوئے ہیں۔ لیکن جب اپنے ناخن بڑھے ہوئے اور بال لمبے پائے تو بولے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جتنی مدت تم رہے ہو تو بھیجو ایک کو اپنے میں سے روپیہ دے کر اس شہر میں اور کھانا پاک لاوے۔ لیکن شہر والوں کو کسی کو خبر نہ ہو ورنہ شہر والے اگر معلوم کر لیں گے تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور نجات نہ پاؤ گے۔ یملیخا جوان میں بڑا کامل اور عاقل تھا اس نے یہ نصیحتیں قبول کیں اور شہر کی طرف چلا جب دروازہ پر پہنچا تو اس کی وضعیں متغیر دیکھیں اور جب شہر میں آیا تو بازار محلوں اور لوگوں کی شکلوں اور رنگوں کو اور ہی طور پر پایا۔ حیرت غالب ہوئی آخر ایک نانبائی کی دکان پر آیا اور جو روپیہ اس کے پاس تھا نانبائی کو دیا کہ روٹی مول لے نانبائی نے جو روپیہ پر دقیانوس کا سکہ دیکھا خیال کیا کہ اس شخص نے کوئی خزانہ پایا ہے۔ وہ روپیہ دوسری دکان پر اور دکاندار کو دکھایا دم بھر میں یہ خبر بازار میں پھیلی اور تھانہ دار کو یہ خبر پہنچی اس نے یملیخا کو بلا کر بہت دھمکایا اور باقی زر نقد طلب کیا۔ یملیخا بولے کہ میں نے خزانہ نہیں پایا ہے کل اپنے باپ کے گھر سے یہ روپیہ لیا تھا آج بازار میں لایا ہوں۔ تھانیدار نے اس کے باپ کا نام پوچھا جب یملیخا نے اپنے باپ کا نام بتایا تو کسی نے نہ پہچانا انہیں جھوٹا بنا دیا وہ ڈر کے مارے بولے مجھے دقیانوس کے پاس لے چلو وہ میری کیفیت سے آگاہ ہے لوگوں نے ہنسنا اور مسخر پن کرنا شروع کر دیا اور یہ بات کہی کہ تین سو برس کے قریب زمانہ گزرا کہ دقیانوس مر گیا تو ہمارے ساتھ دل لگی کرتا ہے۔ یملیخا بولے میں تو دل لگی نہیں کرتا۔ تم میرے ساتھ مسخرا پن کرتے ہو کل ہم لوگ اس سے بھاگ کر پہاڑ میں گئے۔ ساتھیوں نے آج کھانا لینے کو مجھے شہر میں بھیجا اس کے سوا اور کچھ میں نہیں جانتا۔ غرض کہ یملیخا کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور کیفیت بیان کی۔ بادشاہ اپنے مصاحبوں اور شہر کے شرفا کو ساتھ لے کر غار کی طرف چلا یملیخا آگے بڑھ کر غار میں آئے اپنے یاروں کو خبر کی۔ بادشاہ بھی فوراً غار پر آ پہنچا اور وہ تختی جو غار کے دروازہ پر لگی تھی پڑھی۔ اصحاب کہف کے نام اور کیفیت معلوم ہوئی پھر بادشاہ اپنے ہمراہیوں سمیت غار میں آیا اور اصحاب کہف کو دیکھا۔ چہرے بحال اور کپڑے نئے ہیں۔ دیکھ کر سخت متحیر ہو کر سلام علیکم کی۔ انہوں نے جواب دیا اور بادشاہ کے حق میں دعا کی اور اپنے ٹھکانوں پر سو رہے اور ان کی روحیں قبض کر لی گئیں بلفظہ تفسیر قادری صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴-

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا اصحاب کہف کو دیکھنا۔

تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آرزو ہوئی کہ اصحاب کہف کو دیکھیں پس جبرئیل

نازل ہوئے اور یہ بات کہی کہ یا رسول اللہ آپ انہیں دنیا میں نہ دیکھیں گے۔ مگر اپنے اصحاب میں سے چار بڑے بڑے صحابیوں کو آپ بھیجیں کہ انہیں آپ کے دین کی تلقین کریں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیونکہ بھیجوں اور جانے کا حکم کسے کروں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اپنی چادر مبارک بچھا دیجئے اور امیر المومنین حضرت ابوبکر اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور ابوذر رضی اللہ عنہم کو حکم کیجئے کہ ایک ایک کونے پر بیٹھیں اور اس ہوا کو جو حضرت سلیمان علیہ سلام کی مسخر تھی طلب کیجئے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اسے آپ کا مسخر کر دیا ہے اور اس ہوا کو حکم فرمائیے کہ ان چاروں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو اٹھا کر اس غار میں لے جائے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور صحابہ کبار غار کے منہ پر پہنچے اور پتھر ہٹایا اصحاب کہف کے کتے نے روشنی دیکھی تو بھونکنا شروع کیا۔ اور جھپٹا جب اس کی نگاہ صحابہ کبار پر پڑی تو دم ہلانے لگا اور سر سے اشارہ کیا۔ کہ آئیے صحابہ کبار نے غار میں داخل ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حق تعالیٰ نے روحیں ان کے جسموں میں داخل کر دیں۔ پس اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کا جواب دیا۔ صحابہ کبار نے کہا کہ اللہ کے نبی محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم کو سلام کہا ہے۔ اصحاب کہف نے جواب میں کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو پھر صحابہ کبار نے انہیں دین اسلام کی دعوت کی اور انہوں نے قبول کر لی۔ پھر دوبارہ کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارا اسلام پہنچانا پھر اپنے اپنے مقام پر سو رہے اور پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کے قریب زندہ ہوں گے اور امام مہدی ان پر سلام کریں گے اور وہ جواب دیں گے اور پھر مر جائیں گے تو قیامت کے دن اٹھیں گے غرضیکہ جب تندروس اور اس کے ساتھیوں نے یہ حالات مذکور ہوئے مشاہدہ کر لئے تو بولے کہ ان پر ایک دیوار بنا دو۔ تا کہ لوگ ان کا مقام پہچانیں جو لوگ جھگڑتے ہیں ان کے باب میں ان میں سے ان لوگوں نے کہا جو غالب ہوئے ان کے دین پر جو حشر اجساد کے قائل تھے کہ ہم ضرور یہاں مسجد بنائیں گے تا کہ لوگ اس میں نماز پڑھیں اور کہیں گے مسلمان لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خبر دینے سے کہ وہ سات آدمی ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دے کہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کا شمار نہیں جانتے لوگ مگر تھوڑے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے اصحاب کہف سات آدمی تھے اور ان کے نام یہ ہیں۔ یملیخا، مکسلمینا، مسلینا، مرتوش، برنوش، شاذنوش اور چرواہے کا نام مرطونس اور ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ ان کے ناموں میں اور بھی روایتیں ہیں۔ مگر سب سے صحیح یہی ہیں۔

اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر

تیسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جہاں کہیں آگ لگے اگر یہ نام لکھ کر وہاں پھینک دیں تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے۔ بلفظہ

دوم مختصر اقتباسات تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی جلد پنجم

جب اصحاب کہف غار میں جاچھپے تو لوگوں نے ان کے نام اوران کا مختصر سا حال تختے پر کندہ کر کے غار کے دروازہ پر یادگاری کے لئے لگادیا تھا۔ وہ غار کئی میل کی تھی اس کے اندر جانا مشکل تھا بادشاہ ظالم نے اس غار کا مُنہ بند کرادیا تا کہ خود بخود مرجائیں اور ایک کتبہ غار پر لکھ کر لگادیا اور ایک دیوار بنادی۔ بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عباس نے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیج کران کی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہ ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے خاص آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا ہے لو لیت منھم فرارًا مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جولو سے جا کر مر گئے۔

واضح ہو کہ شہر افسوس یا افسس جس کو طرطوس بھی کہتے ہیں۔ ایشیا کو چک کا ایک شہر ہے۔ اس میں ارتمس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ جس کو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لئے اس رات میں جلادیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا پھر دوبارہ یہ مندر اسی طرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جس میں وہ غار ہے کہ جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے۔ یہ غار کئی میل تک کا ہے یہ شہر قیصر روم کے وقت بڑی رونق پر تھا اب ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے۔ جس کی عیسائی اور مسلمان دونوں تعظیم کرتے ہیں۔ بلفظہ۔

یہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے۔ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈشیش بیٹھا تو یہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم تھا الخ بلفظہ۔ جلد پنجم ابتداء صفحہ ۱۰۰ سے ۱۱۴ تک۔

نتیجہ اس قصہ قرآنی اور آیات رحمانی سے یہ نکلا کہ اصحاب کہف کے پاس ایک عمارت دیوار بھی بنائی گئی اور اس غار کے مُنہ پر جہاں حضرات اصحاب کہف سوتے ہیں یا مر گئے ہوئے ہیں ایک کتبہ بھی حالات یادگاری کے لئے لکھ کر لگایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اس کے ایک مسجد یا خانقاہ بھی بنی ہوئی موجود ہے جس کی تعظیم عیسائی اور مسلمان دونوں کرتے ہیں کہ قبر پر عمارت بنانا اور اس پر کتبہ لکھنا اور ساتھ ہی قبر کے مسجد کا بنانا جہاں لوگ نماز پڑھیں اور بزرگان دین کی روحوں کا فیض نمازی کو حاصل ہوتا رہے۔ قرآن کریم کی شہادت سے ثابت ہو گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو غار جو قبر کی صورت ہے اس کے اوپر دیوار کا یادگاری کے لئے بنانا اور پھر اس پر کتبہ حالات اسم وار لگایا جانا اور ساتھ ہی اس کے ایک مسجد کا نماز پڑھنے کے لئے بنایا جانا منظور نہ ہوتا یا خلاف شریعت سمجھا جاتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان باتوں پر اپنی ناراضگی ظاہر فرماتا اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا کہ یہ کام شریعت کے خلاف ہیں۔ دیوار اور مسجد کو گرا کر زمین کے برابر کردو۔ اور کتبہ کو اکھاڑ کر کسی مزبلہ میں پھینک دو مگر یہ ہرگز حکم نہ ہوا۔

ابن سعود مردود شیخ النجد مطرود کی تمام کارروائی اس آیت شریف سے ہی مردود ہو گئی اور وہابیان ہندوستان جو اس کی حمایت میں ہیں آیت۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم سے انہیں میں شامل ہو گئے۔

اس واقعہ سے دو باتیں اور وہابیہ سوز ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ کہ کتے کے نام کی برکت ایسی پائی گئی کہ اس آیت کو پاس رکھنے سے جس میں اصحاب کہف کے کتے کا ذکر ہے کوئی کتا اس شخص کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

دوسری اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر اور برکت یہ کہ جہاں کہیں آگ لگ جائے ان کے نام لکھ کر اس آگ میں ڈالدیئے جائیں آگ فوراً بجھ جائے گی۔ یہ برکتیں نیک اور بزرگ لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ کتوں سے آدمی اشرف المخلوقات ہو کر داخل انسان ہو جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

پسر نوح بابدان بنشیست   خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند   پئے نیکان گرفت مردم شد

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علٰی قبرہٖ (اے نبی) آپ کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور اس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہو۔ حکم خداوندی منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر فاتحہ کہنے کی ممانعت میں ہے۔ (سورہ توبہ)

نکتہ (آیت شریف) ولا تقم علٰی قبرہ کے اعداد جمل ۹۹۴ ہیں اور ادھر قرن الشیطان نجد و وہابیہ ہند طبیب ہندی کے بھی وہی ۹۹۴ اعداد جمل ہیں۔ یعنی نہ تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے اور نہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھی جاوے کیونکہ یہ خود اس کی ممانعت کرتے ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان اللہ یبعث من فی القبور (سورہ حج) تحقیق بیشک اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔ حساب لینے اور جزا وسزا دینے کے لئے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا یھا الذین امنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیھم قدیئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور (سورہ الممتحنۃ) یعنی اے ایمان والو دوستی نہ کرو ان لوگوں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے غصہ کیا ہے۔ تحقیق وہ ناامید ہو گئے ہیں۔ آخرت کے ثواب سے جیسے کہ ناامید ہو گئے ہیں۔ کافر لوگ قبر والوں سے یعنی وہابیہ اصحاب قبور سے ناامید ہو چکے ہیں کہ ان کو فاتحہ ایصال ثواب کرتے ہیں اور نہ ان سے جو پیغمبران علیہم السلام یا اولیاء کرام رحمہم اللہ ہیں۔ کسی سے فیض یا امداد روحانی کی امید رکھتے ہیں اور یہی حال منافقین اور کفار کا ہے۔

نکتہ۔ آیت شریف یئس الکفار من اصحاب القبور کے اعداد جمل ۹۳۲ ہیں اور ادھر قرن الشیطان نجد و وہابیہ ہند حجاب زدہ کے بھی وہی ۹۳۲ اعداد جمل ہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا القبور بعثرت (سورۃ انفطار) جب قبروں سے مردے زندہ کر کے اٹھائے جائیں

(قیامت کے روز)

(١٠) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ افلایعلم اذا بعثر مافی القبور (سورۃ العدیت) کیا انسان نہیں جانتا کہ جس وقت ظاہر ہوگا جو کچھ قبروں میں ہے یعنی مردے زندہ ہوں گے (قیامت کو)

(١١) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم ماته فاقبره (سورہ عبس) یعنی پھر مار ڈالا اسے (آدمی کو) پھر قبر میں داخل کیا اس کو تاکہ اس کو مردار کی طرح نہ چھوڑا جائے۔

تفسیر عزیزی پارۂ عم سورہ عبس میں شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ترجمہ فارسی عبارت کا اردو میں عام فہم کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا حکم قبروں میں دفن کرنے کا ابتداء میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا یہ سب سے پہلے واقعہ ہوا قابیل جانتا نہ تھا لاش مردہ کو کیا کیا جائے۔ ہابیل کے جسم لاش کو ایک بڑی چادر میں باندھ کر اٹھائے پھرتا رہا جب اس کو بہت تکلیف ہوئی اور عاجز ہو کر حیران ہو گیا ایک روز جنگل میں مغموم بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک کوا آیا اور ایک دوسرے کوے سے لڑائی کر کے اس کو مار ڈالا اور پھر اس نے اپنی چونچ سے زمین کو کھودا اور اس مردہ کوے کو اس گڑھے میں ڈالدیا اور اس پر بہت سی مٹی ڈال کر تودہ کر کے اونچا کر دیا۔ تب قابیل نے یہ دیکھ کر سمجھا کہ مردہ کے لئے ایسا کرنا چاہیے اس نے اپنے بھائی کی لاش کو دفن کیا اور قبر کو درست کر دیا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی آسمان پر سے فرشتے اترے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے روبرو غسل اور کفن اور جنازہ اور قبر بنانے کا طریق عمل میں لائے۔ اس کے بعد اسی طریق سے معمول ہو گیا۔ یہ الٰہی تعلیم تھی پہلی قابیل کو زاغ کی معرفت سکھائی اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعہ سے کی گئی یہ نعمت عظیم اور بزرگی ہے جو آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اگر مردہ کو جانوروں کی طرح زمین پر چھوڑ دیا جاتا تو متعفن ہو جاتا اور جہان کو پراگندہ کرتا اور تمام انسان بس مردہ سے متنفر ہو جاتے اور برائی کرتے اور جنگلی جانور درندہ اور پرندہ اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جاتے اور جانوران ناپاک مردار خوار اس کو اپنا طمعہ بناتے اور حقارت عظیم ہوتی اور اس کے عیوب عوام میں نظر آتے اور قدر و عزت اس کی آدمیوں کی نظروں میں گر جاتی۔ اس واسطے مردہ کی تکریم اور عزت کے لئے قبر میں داخل کرنے کی وضع غیب سے تعلیم فرمائی گئی (اسکے آگے مردہ جلانے اور ہندوؤں کے فعل کی نہایت عقلی طور سے تردید کی گئی)

چونکہ دفن کرنے میں اجزائے بدن بتمامہ ایک جگہ رہتے ہیں اور روح کا علاقہ بدن کے ساتھ براہ نظر عنایت بحال رہتا ہے اور تو روح کی زیارت کرنیوالوں اور ملنے والوں اور فائدہ اٹھانے والوں کے ساتھ سہولت سے ہوتی ہے۔ تعین مکان بدن کے سبب سے گویا تعین روح کا ہے اور اس عالم کے آثار صدقات و فاتحہ اور اعانت بھی اسی جگہ متصور ہے۔ بالجملہ طریق قبر و دفن

آدمی کے حق میں نعمت عظیم ہے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

دوسری جگہ سورہ التطفیف میں فرماتے ہیں۔ مقام علیین ساتویں آسمان پر ہے اور اس کے نیچے سدرۃ المنتہٰی ہے اور اس کے اوپر عرش معلٰی ہے اور نیکر بن کے ارواح موت کے بعد وہاں پہنچتے ہیں اور مقربین یعنی انبیاء و اولیاء اس میں رہتے ہیں اور عوام صالحین کے نام لکھے جانے کے بعد اور اعمال نامجات دیئے جانے کے بعد حسب مراتب آسمان دنیا میں یا درمیان آسمان اور زمین اور یا چاہ زمزم میں ان کے ارواح رکھے جاتے ہیں اور ان روحوں کا تعلق قبر کے ساتھ برابر رہتا ہے تاکہ زیارت کرنے والے قریبی اور باقی دوست قبر پر مطلع ہو کر متانس اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح کو قرب اور بعد مکان کا اس دریافت پر مانع نہیں۔ مثال اس کی روح کا وجود انسانی ہونا نظر کی طرح ہے کہ ستارہ ہائے ہفت آسمان کو چاہ کے اندر بھی دیکھ سکتی ہے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

تیسری جگہ سورہ الشقت میں فرمایا (ترجمہ) زندوں کی مدد مردوں کو پہنچتی ہے اور مردے ان کی مدد کے منتظر ہوتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں۔ لہٰذا حدیث شریف میں قبر کا حال درج ہے کہ مسلمان آدمی وہاں قبر میں کہتا ہے کہ دعونی اصلی کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ اس حالت میں دوبنے والے کی طرح ہے کہ انتظار فریادرسی کرتا ہے اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت بہت کام آتا ہے یہی دلیل ہے کہ مسلمان لوگ ایک سال تک علی الخصوص چالیس دن تک موت کے بعد اسی قسم کی امداد میں بہت کوشش کرتے ہیں اور مردہ کی روح بھی موت کے بعد قریب قریب زندوں سے خواب میں یا عالم مثال میں ملاقات کرتی ہے اور اس کے دل میں جو ہوتا ہے اس کا اظہار کرتی الخ (یہ عوام مسلمانوں کے حالات ہیں۔)

بعض خاص اولیاء اللہ کو تکمیل ارشاد اپنے بنی نوع کا آلہ قرار دیا گیا ہے اور اس حالت میں وہ دنیا میں تصرف کرتے ہیں ان کا استغراق کمال وسعت کی وجہ سے مانع نہیں ہوتا اور اویسی بزرگ کمالات باطنی ان سے حاصل کرتے ہیں اور صاحب حاجات اور مطالب مشکلات ان سے حل کرتے ہیں اور ان سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں اور وہ بزرگان زبان حال سے یوں فرماتے ہیں۔ ع آئیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔ پورا بیت یہ ہے

مرازندہ پندار چوں خویشتن — من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

یعنی مجھ کو اپنی طرح زندہ سمجھ تم اگر اپنے جسم کے ساتھ میرے مزار پر آؤ تو میں اپنی جان روح کے ساتھ تمہارے پاس آتا ہوں۔ ختم ہوا ترجمہ تفسیر عزیزی کا۔

دیکھئے! اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے تعلیم الٰہی سے کوے نے قبر بنا کر دکھلائی اور کوے نے صرف گڑھا ہی نہیں کھودا بلکہ قبر کے اوپر مٹی کا ایک ڈھیر اونچا کر دیا تاکہ قابیل کو معلوم ہو جائے۔ تب قابیل پسر آدم علیہ السلام نے کوے کی تعلیم سے ویسے ہی قبر بنائی اور پھر دوبارہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتوں نے ان کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور پھر قبر

میں دفن کیا۔ یہ بات حسب تعلیم خداوندی تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے روبرو فرشتوں کی طرف سے وقوع میں آیا اگر وہابیوں کی حدیث یا قول ابوالہیاج کو لیا جائے تو اس میں قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم ہے جو کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور نہ اس کا کوئی نشان ظاہر ہو۔ لیکن یہاں پر کوے نے بھی قبر کو اونچا بنایا تا کہ قابیل کو معلوم ہو جائے کہ قبر کو اونچا بنانا چاہیے اور پھر فرشتوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ اس واسطے کہ قبر کا ہونا ہر کسی کو معلوم ہو سکے اور دیکھنے والوں اور زیارت کرنے والوں کے لئے سہولت ہو۔ اس میں بہت سی باتیں وہابیہ کش بھی پائی گئیں۔

(۱) دفن کرنے اور قبر بنانے میں تکریم و تعظیم انسانی یا مسلمانی ہے۔

(۲) زیارت کرنے والے صاحب قبر سے استفادہ کریں۔

(۳) صدقات و فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید بھی وہاں کی جائے۔

(۴) روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ وابستہ ہے ان کے لئے قرب و بعد نہیں۔

(۵) اس میں سوم، دہم، چہلم، برسی میں مسلمان لوگ ایصال ثواب فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ ثابت ہو گئی جس کے وہابی لوگ بڑے تشدد سے مانع للخیر ہیں۔

(۶) اولیاء کرام دنیا میں بحکم خداوند کریم تصرف کرتے ہیں اور یہ طاقت ان کو عطا کی جا چکی ہے اور وہ زیارت کرنے اور حاجات طلب کرنے والوں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح زندہ ہیں اور عالم ارواح یا مثال میں زندوں کی مدد کرتے ہیں۔

(۷) عوام مسلمان مومنین مرنے کے بعد زندوں کی خواب میں آ کر اپنے دل کی باتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۸) قرآنی آیات جو لکھی گئی ہیں۔ ان سے قبروں کی موجودگی اور ان کی تعظیم و تکریم ثابت ہے۔ ان کو گرانا ہدم کرنا اور بے نشان کر دینا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے اب چند احادیث لکھی جاتی ہیں جن میں قبروں کا ذکر ہے۔

چند احادیث تعمیر و زیارت قبور میں

(۱) حدیث شریف سنن ابوداؤد جلد سوم صفحہ ۲۰۳ مطبع انصاری دہلی۔ عند المطلب الحدیث (ترجمہ) حضرت مطلب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور جنازہ ان کا قبرستان میں لے گئے اور دفن کر دیئے گئے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اس بڑے پتھر کو وہاں سے اٹھا لاؤ۔ وہ اٹھانے لگا تو اس کو اٹھا نہ سکا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود دونوں آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت کثیر جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت مطلب نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو یہ خبر سنائی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستینیں چڑھانے کے وقت آپ کے دونوں بازوؤں کی سفیدی جو میں نے دیکھی تھی وہ

میری نظروں میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر پتھر کو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرہانے قائم کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں اس پتھر سے اپنے بھائی عثمان کی قبر کی نشانی قائم کرتا ہوں تا کہ اپنے اہل و عیال کو اس کے پاس دفن کروں۔ انتہیٰ۔

(۲) حدیث تعلیقات بخاری شریف صفحہ ۱۸۱ کتاب الجنائز فالخارجة بن زید رایتنی ونحن شبان فی زمنت عثمان رضی اللہ عنه وان اشد ناوثبته الذی یثبت قبر عثمان بن مظعون حتی یجاوزه۔ یعنی حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہم جوان تھے اور ہم میں زیادہ کودنے والا وہ جوان گنا جاتا تھا جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کی مقدار بلندی کو کود کر پرلی طرف چلا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قبر اونچی اتنی بڑی تھی کہ اتنی بڑی بلندی پر سے کوئی بہت بڑا جوان بھی کود نہیں سکتا تھا۔

(۳) حدیث شریف خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ مولفہ حضرت سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳۵

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن دینار اور عبیداللہ بن ابی زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے گرد چار دیواری نہ تھی۔ بعد دفن ہونے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس حجرہ کے گرد چار دیواری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوائی۔ عبیداللہ بن ابی زید فرماتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی تھی پھر اس کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں لڑکا قریب البلوغ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجروں گھروں میں میری آمد و رفت تھی ان کی چھتوں کو میں ہاتھ لگا لیا کرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے بالوں کی چادروں کے تھے۔ جو عرعر کی لکڑیوں سے بندھی ہوئی تھیں۔

حضرت ہشام عروہ رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ جب چار دیواری حجرہ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زمانہ ولید بن عبدالملک میں گرائی گئی پھر اس کو سب نے از سر نو بنا دیا۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری۔ واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۳۷ عن سفیان التمار انه رای قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم۔ یعنی حضرت سفیان (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مزار مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ قبر مبارک اونٹ کے کوہان کی طرح بلند تھی۔ مصنف ابی شیبہ میں ہے کہ سفیان التمار نے قبور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں کو کوہان شتر کی طرح بلند دیکھا و اشعۃ اللمعات صفحہ ۷۳۷ جلد اول:۔

(۵) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ ورواه ابو نعیم فی المستخرج قبر ابی بکر وعمر کذلك یعنی حضرت ابونعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ ویسے ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی کوہان شتر کی طرح بلند

تھیں۔

(۶) ایضاًوقال الشعبی رایت قبور شهدا احد مسنمة و كذافعل بقبرابن عمروابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهم یعنی شعبی نے فرمایا کہ شہداء احد اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی قبریں کوہان شتر کی طرح تھیں۔

(۸) غنیۃ المستملی میں ہے ان الا جماع علی ان لیس المراد منه التسوية بالارض ۔یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ قبر کو زمین کے برابر بے نشان کر دینا مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ آثار ابے الہیاج میں پہلے آچکا ہے۔

(۹) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۶۵ مسلم شریف میں ہے۔ حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو تعلیم فرماتے تھے۔ کہ جب قبرستان میں آؤ تو کہو السلام علیکم اهل الديار (الحدیث) ہمارا سلام تم پر ہو۔ اے قبر والو مسلمانوں مومنو! ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں اور ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

(۱۰) حدیث شریف ایضاً صفحہ ایضاً ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنۃ البقیع میں تشریف فرما ہوئے اور قبروں کی طرف منہ کر کے فرمایا السلام علیکم یا اهل القبور (الحدیث) سلام ہو تم پر اے قبروں میں رہنے والو اللہ ہم کو بھی بخشے اور تم کو بھی۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اس طرح ایک اور حدیث مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور خود اپنا عمل کہ مردوں کو زندوں کی طرح یاد فرمایا ہے اور دعا مغفرت فرما رہے ہیں اور قبروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں جو ان کے سامنے بنی ہوئی ہیں۔ فرقہ وہابیہ قرن الشیطان نجد کے لوگ وہ ہیں جو اس کو بدعت اور شرک کہہ رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

(۱۱) حدیث شریف بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۷ مطبع محمدی۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۸۵۸ تعلیقامات الحسن بن حسن بن علی (الحدیث) ترجمہ جب حضرت حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے انتقال فرمایا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر مبارک پر قبہ بنا کر (بطور خیمہ) رہنا شروع کر دیا۔ بعد ایک سال کے اس قبہ یا خیمہ کو اٹھا کر جب گھر کو واپس آنے لگیں کسی پکارنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے کیا جن کو انہوں نے کھویا تھا ان کو پالیا۔ پھر سنا کہ کوئی جواب دیتا ہے نہیں بلکہ ناامید ہو کر واپس پھرے۔

اس حدیث کی روایت سے ظاہر ہے کہ قبر پر رہنے کے لئے قبہ یا خیمہ لگا لینا جائز ہے کسی نے بھی صحابہ کرام میں سے انکار نہیں کیا۔ جبکہ یہ قبہ سال بھر قائم رہا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ وہ قبہ اس لئے ڈالا گیا تھا

کہ ان کے دوست احباب وہاں جمع ہو کر تلاوت قرآن مجید و ذکر میں مشغول ہوں اور دعا رحمت اور مغفرت آرام سے بیٹھ کر صاحب قبر کے لئے کریں یا کرتے رہیں۔ پہلے بھی اس بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔

(۱۲) عینی شرح صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ میں ہے۔ ترجمہ:- قبر پر قرآن شریف پڑھنے میں میت کے لئے یہ مصلحت ہے کہ قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنے کے لئے اور ذکر اللہ کرنے کو (جیسے عرسوں میں ہوتا ہے) اس واسطے علاوہ ثواب کے قرآن شریف پڑھنے کے میت نفع حاصل کرتی ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مردوں پر سورہ یاسین پڑھو اور نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے اس سے ثابت ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے قبہ بنانا جائز اور تلاوت قرآن سے میت کو نفع ہے۔

دیگر کتب معتبرات سے قباب مزارات بنانے کا ثبوت

(۱) مجمع البحار الانوار۔ جلد دوم صفحہ ۱۸۷- لغت احادیث میں حضرت مولانا محمد طاہر حنفی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ قد اباح السلف ان يبنى على قبور المشائخ والعلماء المشاهير ليزورهم الناس ويستريحون بالجلوس فيه یعنی بیشک سلف صالحین کے نزدیک مشائخ اور مشاہیر علماء کی قبروں پر مکان بنانا جائز ہے تا کہ زیارت کرنے والے لوگ حاضر ہوں اور وہاں بیٹھ کر (قرآن کریم کی تلاوت کریں اور آرام کریں۔)

(۲) طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۵ علامہ شیخ احمد طحطاوی فرماتے ہیں۔ وقد اعتاد اهل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولاباس به وفی الدرر ولا يحبصص و كلايطين ولا يرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو مختار ۔یعنی بیشک اہل مصر قبروں کی حفاظت کی غرض سے ان پر پتھر بچھانے کے عادی ہو گئے ہیں تا کہ بیٹھ جانے اور کھد جانے سے محفوظ رہیں۔ اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں اور درر غرر میں ہے کہ قبر پختہ نہ بنائی جائے اور اس کی لپائی نہ کی جائے اور اس پر عمارت اونچی نہ بنائی جائے مگر علماء کا قول یہی ہے کہ ان باتوں میں کوئی ڈر یا مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے۔

(۳) میزان شعرانی صفحہ ۲۵۹ (کتاب الجنائز) ومن ذلك قولا لائمة ان القبر لا يبنى ولا يجصص مع قوله ابی حنيفة رحمه الله بجواز ذلك فالاول مشددوثانی مخفف یعنی بعض ان مسائل سے جن میں اختلاف ہے۔ درمیان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ودیگر آئمہ کے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قبر کا پختہ بنانا اور گچ کرنا اور عمارت بنانا جائز ہے (بخلاف دیگر آئمہ کے)

(۴) تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹- حضرت علامہ اسماعیل حنفی کشف النور عن اصحاب القبور سے نقل کرتے ہیں۔ ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة فبنا القباب على قبور العلماء والاولياء

والصلحاء ووضع الستور والعلمائم والثیاب علی قبور ہم امر جائز اذا کان القصد بذلك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقر واصاحب ھذا القبر۔ یعنی بیشک بدعت حسنہ جو مقصود شرع کے موافق ہو اس کا نام سنت ہے تو بنانا قبول کا علماء اور اولیاء اور صلحا کے مزارات پر اور پردوں کا لٹکانا اور چادروں اور عماموں کا ان پر رکھنا امر جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ اولیاء و صلحا کی تعظیم مقصود ہو تا کہ عوام الناس کی نظروں میں مزارات یا صاحب قبر کی تحقیر اور توہین نہ ہو۔

(۵) ردالمختار شرح درالمختار جلد اول صفحہ ۹۳۷ - لایکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔ یعنی قبروں پر عمارات کا بنانا مکروہ نہیں جبکہ قبر کسی مشائخ یا علما اور سادات میں سے ہو۔

(۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ بناء القبور قد اباح السلف علی القبور المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ یعنی تحقیق سلف صالحین نے مشائخ اور مشہور علماء کی قبرں پر عمارات کا بنانا مباح فرمایا ہے تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

(۷) تکملہ مجمع البحار الانوار صفحہ ۱۴۰ - وقد اباح السلف البنا علی القبور الفضلا الاولیا والعلما لیزورھم الناس ویستریحون فیہ ۔ یعنی بیشک سلف نے فضلاء اولیاء اور علماء کی قبروں پر عمارات کا بنانا مباح قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان کی زیارت کے وقت آرام پائیں۔

(۸) فتح الباری شرح صحیح بخاری حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ سے منقول ہے۔ قال ابن المنن فی الحاشیة ارادالبخاری ان الذی ینفع اصحاب القبور ھی الاعمال الصالحة وان علو البناء والجلوس علیہ وغیر ذلك لا یضر لصورتہ وانما یضر بمعناہ اذا تکلم القاعدون بما یضر مثلاً۔ یعنی علامہ ابن المنز سے نقل ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ میت کو نفع ہو اس کے اعمال صالح ہیں اور قبر پر بلند عمارت بنانا اور وہاں بیٹھنا صورتاً مضر نہیں ہے بلکہ مضر کے معنی یہ ہیں کہ وہاں پر بیٹھنے والے فحش کلامی کریں یعنی عمارت بنانے میں برائی نہیں۔ لیکن اگر وہاں بیٹھ کر فحش کلامی ہو تو یہ برائی ہے۔

(۹) یہی ابوالفضل ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ وفیہ جواز تعلیة القبور رفعہ عن وجہ الارض یعنی اثر بالا سے ثابت ہے کہ قبر پر عمارت بنانا اور اس کا زمین سے بلند کرنا جائز ہے۔

(۱۰) شرح سفر السعادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷۲ - در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام برظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہدہ مقابر مشائخ و عظما دیدہ چیز افزودند تا ازنجا ابہت و شوکت اسلام و ارباب اصلاح پیدا آید الخ بنا علی القبور کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ شوکت اسلام ظاہر فرماتے ہیں۔

(۱۱) تیسیر القاری شرح صحیح بخاری گو پند تجویز حلائیدن جریدہ برگوار راہے نمود کہ گزر را از زمین بلند برآوردن و خیمہ بروے زدن دوا باشد اگر چہ مردہ را نفع در عمل صالحہ او است شاخ سبز قبر میں لگانا جائز کرنا اور قبر کو زمین سے بلند کرنا اور خیمہ اس پر لگانا روا ہے اگر چہ مردہ کو اس کے عمل صالحہ سے نفع ہے۔

(۱۲) تحقیق الحق المبین مصنفہ حضرت مولانا شاہ احمد رضی اللہ عنہ۔ پختہ ساختن قبر از بالا جائز است بلا کراہت کمافی الدار المختار و شرحہ۔ و تعمیر نمودن گنبد (قبہ) را نیز صاحب درالمختار فتویٰ دادہ است (فی شرح بطوالع الانوار)

(۱۳) فصل الخطاب فی ردضلالات ابن عبدالوہاب مصنفہ علامہ حضرت احمد بن علی بصری رحمۃ اللہ علیہ (فی حق جواز البناء علی المقابر) وبعد ذکر واقعة البناء فی عھد الصحابة علی قبور الشھداء فی اول خلافة الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلحضر من الصحابة وجم غفیر منھم وانا علمت ھذا وھذا البناء الذی علی قبور ھؤلاء الشھداء من الصحابة رضی اللہ عنھم لا یخلوا اما ان یکون واجباً او جائز بغیر کراھة وعلی کل فلا یقدم علی الھذا الا رجل مبتدع ضال کاستلزامہ انتھاك حرمة اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجب علی کل مسلم مجتھم ومن مجتھم وجوب توقیرھم وبرھم والقیام بحقوقھم اے توقیر ھم یعنی (قبروں پر عمارات بنائے جانے کے جواز میں) کہ قبروں پر عمارات کا بنایا جانا خلفاء راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں شہدا کی قبروں پر واقعہ ہوا جو اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت تمام صحابہ جم غفیر کے روبرو ہوا پس یہ بناء علی القبور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے روبرو ان کی رضامندی سے ہوئی۔ اس صورت میں یہ بناء واجب ہے یا جائز ہے بلا کراہت ان مزارات کے گرانے پر وہی شخص پیش قدمی کرے گا جو سخت بدعتی اور گمراہ ہے۔ کیونکہ اس نے تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی پرواہ نہ کی کیونکہ ان کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے جو ان سے محبت کرے گا وہ ان کی عزت بھی کرے گا اور اس پر قائم رہ کر ان کے حقوق کی توقیر کرے گا۔ (اہلاک الوہابین)

(۴) نورالانوار - وقد نقل الشیخ الدھلوی فی المدارج عن مطالب المومنین ان السلف ایاحوا ان یبنی علی القبر المشائخ والعلماء مشھورین والجلوس فیہ لیحصل الراحة الزائرین ویجلسون فی ظلھا ۔ یعنی حضرت شیخ دہلوی (محمد عبدالحق) رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ تحقیق سلف صالحین نے قبور مشائخ اور مشاہیر علماء پر عمارات کا بنانا مباح لکھا ہے۔ تا کہ زائد وہاں بیٹھ کر سایہ میں آرام حاصل کریں۔

(۱۵) مفاتیح شرح مصابیح۔ وقد جوزہ اسماعیل زاھد الذی من مشاھیر العلماء واما المتاخرون فقد استحسنوا یجصیص القبور (وجیز الصراط) حضرت اسماعیل زاہد جو مشاہیر علماء سے ہیں فرماتے ہیں کہ علماء متاخرین نے قبروں کو گچ کرنا مستحسن سمجھا ہے۔

یادداشت نمبر ۱۳ میں اس کتاب کا ذکر ہے کہ جس کا نام فصل الخطاب فی ردضلالات ابن الوہاب ہے۔ یعنی نجدی ابن عبدالوہاب کی کیفیت اس میں لکھی گئی ہے۔ اس نے اور اس کے متبعین نے بھی قبور شہدا کو گرایا اور کھود کر شہدا صحابہ رضی اللہ عنہم کی سخت توہین کی تھی۔ جیسے آج کل اس کے پوتے ابن سعود شیخ النجد مردود نے جنۃ المعلیٰ اور جنۃ البقیع کے تمام مزارات و مقابر

وماً ثر کونہایت سخت توہین کر کے گرایا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں پیشاب اور پاخانہ کیا اور غلاظت ڈال دی ہے صرف روضہ مطہرہ باقی ہے اور سب منہدم کر دیئے گئے ہیں اور روضہ مطہرہ پر بھی اس کی نیت بد ہے خدا تعالیٰ اس مردود کو اس پر حملہ کرنے سے پہلے مقہور اور معذب فرمائے۔ آمین۔

علاوہ انہدام مقابر وماً ثر کے مسجد جن، مسجد ابوقبیس، مسجد حمزہ، مسجد بلال، مسجد انا اعطینك الكوثر وغیرہا بھی گرادی ہیں۔ العیاذ باللہ۔

فرمایئے مساجد کا گرانا کس مسلمان کا کام ہے کوئی شبہ نہیں
کہ یہ کام بڑے کافروں کا ہے اس پر قرآن شریف گواہ ہے

لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مزارات اور قباب کا گرانا بھی کافروں کا ہی کام ہے کہ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

لیکن بعض منکرین (نجد) کا قول ہے کہ ہم کو عوام پر خوف ہے کہ وہ اولیاء کے ساتھ اعتقاد کریں اور ان کی قبروں کی عظمت کر کے ان سے امداد اور برکت چاہیں اور سمجھیں کہ خدا کی طرف سے ان میں یہ اثرات ہیں۔ اس صورت میں وہ کافر اور مشرک ہو جائیں اس واسطے ہم منع کرتے ہیں اور قبور اولیاء کو گرادیتے ہیں۔ اور جو اس پر کپڑا چادر وغیرہ پڑی ہے اس کو دور کر دیتے ہیں اور اس طور پر ہم اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہیں۔ ظاہر طور پر تا کہ عوام جاہل یہ جان اور سمجھ لیں کہ اگر ان اولیاء اللہ میں کچھ بزرگی یا خدا کی طرف سے کچھ اثر ہوتا تو یہ اہانت اپنے پر سے دور کر لیتے۔ پس جان لو اور یاد رکھو کہ تمام کام ان کے (نجدیوں کے) صریح کفر ہیں۔ جو فرعون لعین کے قول سے انہوں نے اخذ کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربه انی اخاف ان یبدل دینكم فرعون نے کہا کہ لوگو مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لئے طلب کر کے پکارے بیشک میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے دین کو وہ بدل دے گا۔

بعینہ یہ حالت ابن سعود مردود شیخ النجد کی ہے کہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کے مزارات کو گرا کر ان پر گھوڑے دوڑائے اور بندوقیں ماریں اور پیشاب کیا اور یہ کہا کہ اگر تمہارے میں کچھ اثر ہے تو اٹھو ہمارا مقابلہ کرو۔ العیاذ باللہ۔

(۱۶) فتوح الحرمین مصنفہ حضرت غوث پاک غوث الثقلین پیر دستگیر شیخ وسید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی صفحہ ۱۵۸ ابن سعود مردود قرن الشیطان کے حمایتی کہتے ہیں کہ وہ مقلد ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نرا جھوٹ وہ تو پکا خارجی ہے۔ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں جس کو آٹھ سو سال کا عرصہ گزرا ہے۔ کہ حج بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ

کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے تمام مزارات اور مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولد علی کرم اللہ وجہہ اور مولد خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے تبرک حاصل کیا اور وہاں نوافل پڑھے اور ان کے نقشہ جات اپنی کتاب میں بنا کر درج کئے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۵۸ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ کا مذہب حنبلی ہونا اظہر من الشمس ہے۔ میں نے ایک مضمون بھی لکھا تھا جو اخبار سیاست اور انوار الاعظم میں چھپ چکا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے۔

زمیندار کے جھوٹے حنبلی اور ہمارے سچے حنبلی کا مقابلہ

اس مضمون کا حصہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اب میں مزارات کے گرانے کی چند وعیدیں جو احادیث و دیگر کتب معتبرات میں ہیں درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

مزارات ومقابر کے گرانے والے کے لئے چند وعیدیں

واضح رہے کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ کو انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عامۃ المومنین اہلسنّت والجماعت کے ساتھ سخت قلبی عداوت ہے اسی واسطے اہانت قبور انبیاء، شہداء واولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انہدام اور نابود کرنا اس فرقہ کا شعار ہے۔ یہاں تک ارادہ ہے کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ نابود کر دیا جائے۔ جیسے کہ جنۃ المعلیٰ مکہ معظمہ اور جنۃ البقیع مدینہ منورہ کے تمام مقابر ومزارات اور مساجد کو گرا کر کھود ڈالا اور ان پر بول وبراز کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ ان کو (ابن سعود مردود) قدرت حاصل ہے۔ تو روضہ مطہرہ کی خیر نہیں۔ علامہ حضرت احمد بن علی بصری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوہاب میں لکھتے ہیں کہ منها انه صح انه یقول لو اقدر علی حجرة رسول الله صلی الله علیه وسلم لهد منها یعنی ان باتوں میں سے ایک بات یہ بھی صحیح ہے کہ وہ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کہتا ہے اگر میں قدرت پاؤں تو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توڑ ڈالوں سو خدا کی قدرت چوں پدر تمام نتواں کرد پسر تمام کند ابن سعود مردود قرن الشیطان اس کے پوتے کو قدرت حاصل ہوگئی ہے۔ اپنے دادے کے ارادے کو پورا کرے گا۔ لعنت الله علی الظلمین۔

اے خداوند کریم! تو اپنے فضل سے محفوظ رکھ اور اس مردود شقی ازلی کی قطع الوتین کر آمین یا رب العالمین بحرمت اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم آمین۔

(۱) شفاء السقام علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ۔ وحیاة الشهداء اکمل واعلی فهذا النوع من الحیاة والرزق لا یحصل لمن لیس فی وتیتهم واما حیاة الانبیاء اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع لانه للروح والجسد علی الدوام۔ یعنی شہدا کی زندگی اکمل اور اعلیٰ ہے اس زندگی دنیاوی سے وہ روزی دیئے جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی حیات اعلیٰ اور اکمل اتم ہے۔ ان تمام شہداء سے اس لئے کہ وہ روح اور جسم کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں۔

(۲) ملاعلی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ لافرق لهم فی الحالين و كذا قيل اولياء الله لا يموتون ولكن ينقلون من دار الی دار الخ اولیاءاللہ کی دونوں حالتوں حیات و ممات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(۳) شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے چند روایات

(الف) امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں اور حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراززادی ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا تھا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احياء وان ماتوا وانما ينقلون من دار الی دار یعنی اے ابوسعید تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں تو یہی کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو جاتے ہیں۔

(ب) وہی حضرت ابوعلی قدس سرہ راوی ہیں کہ ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا اور اس کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں۔ اور مجھے فرمایا یا ابا علی تذللنی بين يدی من يدللنی اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میری ناز برداری کرتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار کیا موت کے بعد زندگی ہے۔ فرمایا۔ بلی انا حی و كل محب الله لا نصرتك بجاهی غدا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے۔ بیشک وہ وجاہت و عزت قیامت کے دن مجھے ملے گی۔ اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

(ج) وہی حضرت جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرید جوان مرگیا۔ مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتداء کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی داہنی کروٹ میری طرف کردی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔

(د) وہی حضرت۔ حضرت امام ابویعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک مرید کو نہلانے کے لئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا۔ جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں۔ یہ تو صرف مکان بدلنا ہے۔ لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

(ھ) وہی عارف ممدوح روایت کرتے ہیں کہ مکہ معظّمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا کہ پیرومرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا کفن اور آدھی میں میرا دفن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو اس میں روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا آنکھیں کھولدیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی؟ کہا انا حی و كل محب الله حی میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔

(۴) تذکرۃ الموتے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ فارسی) کہتے ہیں ہمارے ارواح ہمارے جسم ہیں۔ یعنی ان کے ارواح جسموں کا کام کرتے ہیں اور کبھی ان کے جسم نہایت لطیف ہوکر ارواح کے رنگ میں آتے ہیں کہتے

ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور اولیاء کرام کے ارواح زمین اور آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اسی زندگی کی وجہ سے ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی بلکہ کفن بھی ان کا ویسا ہی رہتا ہے۔ حضرت ابن ابی الدنیا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں جہاں چاہیں وہاں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو روح کی قوت عطا فرماتا ہے کہ قبروں میں نماز پڑھتے اور ذکر کرتے اور قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ حیات اولیاء اللہ ثابت ہوگئی۔

(۵) شیخ الہند حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست یعنی اولیاء اللہ صرف اس دار فانی دنیا سے دار بقا میں تشریف لے جاتے ہیں اور وہ زندہ ہیں۔ خدا کے نزدیک روزی پاتے ہیں اور خوشحال ہیں۔ لیکن عوام لوگوں کو اس سے شعور نہیں۔ حیات ثابت ہے۔

یہ مختصر حالات اولیاء کرام و شہداء عظام اور انبیاء امام علیہم الصلوۃ والسلام ہیں۔ لیکن عامۃ المومنین کے ابدان کو سلامت نہ رہتے ہوں۔ تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے تکیہ لگانے اور ان کے گرانے اور قبروں کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلنے میں ان کو ایذا ہوتی ہے۔ جو احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) حاکم و طبرانی عمارہ بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا یا صاحب القبر انزل من القبر لا توذی صاحب القبر ولا يوذيك یعنی قبر والے قبر سے اتر آ نہ تو صاحب قبر کو ایذ دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے۔

(۲) حدیث شریف سعید بن منصور اپنی سنن میں لکھتے ہیں کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا كما اكره اذى المومن فی حياته فانی اكره اذاه بعد موته یعنی مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے اسی طرح مردہ کی ایذا ناپسند ہے۔

(۳) حدیث شریف امام احمد علیہ الرحمۃ بسند حسن حضرت عمارہ بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا توذ صاحب هذا القبر ۔ اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا تکلیف نہ پہنچا۔ (نمبر ایک میں بھی آچکا ہے۔)

(۴) حدیث شریف ابن ابی الدنیا ابوقلابہ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے لقد اذيتنی منذ الليلة ۔ اے شخص تو نے مجھے ساری رات ایذا دی۔

(۵) حدیث شریف دلائل النبوت امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا حضرت ابوعثمان نہدی اور وہ ابن مینا تابعی سے روایت

کرتے ہیں کہ میں مقبرے میں گیا دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ رہا۔ خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے۔ قم فقد اذیتنی اٹھ تو نے مجھے اذیت دی۔

(۶) حدیث شریف دیلمی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تصریح فرمائی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے المیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے۔ قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

(۷) حدیث ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اذی مومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ یعنی مسلمان کو بعد موت کے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں ایذا دینا۔

(۸) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ سے ہے۔ الارواح تعلم بترک اقامۃ الحرمۃ والاستھانۃ فتاذی بذلک یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو ایذا ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں کہ اس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہٰذا ایذا پاتے ہیں۔

(۹) شرح مشکوٰۃ علامہ شیخ الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شاید کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوش میدارد و راضی نیست بتکیہ کردن برقبر وے از جہت تضمن اہانت واستخفاف راہ بوے اھ۔ قبر پر تکیہ لگانا صاحب قبر کی اہانت اور بے حرمتی ہے۔ اس لئے اس کو ایذا ہوتی ہے۔

(۱۰) حدیث شریف ابن ماجہ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں نے امشی علی جمرۃ اوسیف اوتعصف نعلی برجلی احب الی ان امشی علیٰ قبر۔ البتہ چنگاڑی یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلوں (کل من اھلاک الوھابیین علیٰ توھین قبور المسلمین۔ مطبوعہ بریلی۔

(۱۱) حدیث شریف طبرانی فی الکبیر۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم مجھے بیشک آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پسند ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے۔

(۱۲) حدیث شریف آثار محمد رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ باب تسنیم القبور محمد قال اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال کان عبداللہ بن مسعود یقولہ لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علیٰ قبر متعمدًا قال محمد وبہ ناخذ یکرہ الوطا علی القبور متعمداً وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ بلفظہ۔

ترجمہ:۔ ابراہیم رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کو البتہ چنگاڑی پر کھڑا ہونا میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس سے کہ میں جان بوجھ کر قبر کو روندوں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم اسی کو لیتے ہیں کہ جان بوجھ کر قبروں کو روندنا مکرو

ہ ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے۔

دیکھئے وہابیہ نجدیہ کا اعتقادی ایمان جو عامل بالحدیث ہونے کا ادعا کرتے ہیں تمام قبور مزارات جنۃ المعلی مکہ معظمہ اور جنۃ البقیع مدینہ منورہ کو روندنا اور ان پر چلنا تو درکنار۔ کدالوں پھاوڑوں کسیوں سے گرا کر ہموار کر دیا۔ بلکہ ان کو کھود کر ان میں اہانتاً واستخفافاً بول و براز کیا ہے اور مساجد کو بھی مسمار کر دیا۔ ابن سعودی نجدی قرن الشیطان اور اس کی قوم حزب الشیطان نے تمام صحابہ کرام اور امہات المومنین۔ بنات و بنین آل وعترت مطہرین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر ایذا دی اور نہایت درجہ کی توہین کر کے ان کے روحوں کو اذیت پہنچائی ہے۔ ان کو ایذا پہنچانا خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یوذون اللہ ورسول اللہ لھم عذاب الیم (سورہ توبہ) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب صحت درد دینے والا ہے جو شخص حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا وہ خاص اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے۔

دوسری آیت شریف۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا ولآخرۃ واعدلھم عذابًا مھیناً (احزاب) یعنی تحقیق جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دی ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور ان کے لئے عذاب رسوا کرنے والا تیار کیا گیا ہے۔

تیسری آیت شریف۔ والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثماً مبیناً (احزاب) جو لوگ ایذا دیتے ہیں۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بلا کسی کام کے لئے پس اٹھایا۔ انہوں نے جھوٹ اور گناہ کا بوجھ۔

پس قرآن پاک سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا ملعون اور کافر ہے اور اس طرح مومنین اور مومنات کو قتل کرنے والا جہنمی اور کافر ہے۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاء جھنم خالدًا فیھا (الایۃ) یعنی جو شخص جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے اور اس کو دوزخ میں ہمیشہ عذاب دیا جائے گا۔

نظم حسب حال

غلام نبی کا رہے بول بالا ۔ عدو نبی کا ہو منہ سارا کالا
ہمارے نبی کی ثناء کررہا ہے ۔ کتاب مقدس میں خود حق تعالیٰ
نبی یوں تو لاکھوں ہوئے ہیں ولیکن ۔ ہمارے نبی کا ہے رتبہ نرالا
شفاعت کے منکر جو ہیں اے عزیزو ۔ دو عالم میں منہ ان کا بس ہوگا کالا

زبان اور مُنہ پر لگی مہر ان کے | لگا کفر کا ان کے دل پر ہے تالا
عداوت نے اندھے کئے ساری نجدی | چڑھا ان کی آنکھوں پہ ہے موٹا جالا
کریں قرن شیطان گستاخیاں ہیں | بنا بیٹھا ہر ایک نجدی کا سالا
گرائے ہیں جس نے مقابر مساجد | جپیں سب وہابی ہیں نجدی کی مالا
کئے ظلم طائف میں خونریزیاں بھی | زن وبچہ بوڑھوں کو ہے مار ڈالا
کیا بے ستر بہت سیدانیوں کو | کیا جبر سے ان سے منہ اپنا کالا
خدا ایسے ظالم کو غارت کرے گا | جلے گا جہنم میں دکھ دینے والا
قیامت کو دیکھو گے اے سنیو تم | وہاں ہر وہابی کا مُنہ ہوگا کالا
یہ تسخیر عاجز بھی ہوگا وہاں پر | لگائے گا ہر اک وہابی کے بھالا

ابن سعود مردود شیخ النجد نے جو طائف میں مظالم کئے ہیں سیدوں، ہاشمیوں اور شیبیوں کو ناحق قتل کیا اور سیّد زادیوں کی عصمت دری کر کے ان کو قتل کیا ان کی شرمگاہوں میں تلواریں ماریں، بوڑھوں اور بچوں کو بے گناہ قتل کیا۔

یہ پہلا فتویٰ کفر کا ہے جو ابن سعود مردود نجدی پر ہے۔ دوسرا فتویٰ کفر اس پر ایذا دینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو مزارات اہل بیت وصحابہ کرام کے مسمار کرنے سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ تیسرا فتویٰ قرآنی اس پر یہ ہے کہ مردود نے مساجد اللہ کو برباد اور مسمار کیا۔ چوتھا فتویٰ کفر اس پر یہ ہے کہ جو اس کے ہم مذہب اور ہم عقیدہ مولوی پنجابی مسمی عبدالاحد خانپوری غیر مقلد مقیم راولپنڈی نے دیا۔

دیکھو اخبار الفقیہ امرت سر جلد نمبر ۹ ہفتہ وار نمبر ۳۴ - مورخہ بدھ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ صفحہ ۶ - کالم اول :-

خلاصہ یہ ہے کہ ابن سعود مردود نے حجاج سے محصول چنگی وصول کیا جن کی نسبت حجاج نے شہادت دی اور مولانا احمد مختار صاحب کا مراسلہ شائع ہوا کہ پچاس بوری گندم ہندوستان سے غربا حجاز کے لئے بھیجی گئیں اور جدہ میں ان پر چنگی کے محصول کا تقاضا ہوا ہر چند کہا گیا کہ یہ گندم خیرات کی ہے۔ محصول معاف کیا جائے مگر ابن سعود نے معاف نہ کیا انہی دنوں میں مولوی عبدالاحد صاحب غیر مقلد نے ایک چوورقہ شائع کیا جس کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے جس میں مولوی صاحب نجدی نے چنگی وصول کرنے والے کو کافر لکھا ہے۔ اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

(۱) جاننا چاہیے ملازمت چونگی کی سخت حرام ہے اور گناہ کبیرہ زنا سے بدتر ہے۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چونگی والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۳) چونگی والا تمام اقسام لینے والا چونگی کا اور لکھنے والا اس کا گواہ اس کا تولنے والا اس کا اور ماپ کرنے والا اس کا۔ اور غیر ان کا یہ سب بہت بڑے مددگار ظالموں کے ہیں بلکہ وہ خود ظالم ہیں۔ اس واسطے کہ وہ لیتے ہیں۔ وہ مال جس کے وہ مستحق نہیں۔ الخ۔

(۴) نہ داخل ہوگا جنت میں چنگی لینے والا اس واسطے کہ گوشت اس کا پیدا ہوتا ہے۔ حرام سے۔

(۵) بہت احادیث میں آیا ہے کہ چونگی لینے والا دوزخ میں ہے۔

(۶) چونگی بدترین حرام ہے اور بہت بڑے حرام سے ہے۔ الخ چوورقہ کا صفحہ ۵

مولوی صاحب نے چونگی لینے والے کو ظالم لکھا ہے۔ جس کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **والکفرون ھم الظلمون** (سورہ بقرہ) جو ظالم ہیں وہی کافر ہیں۔ مفصل دیکھنا ہو تو وہ چوورقہ یا اخبار الفقیہ میں مضمون از جانب مولانا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلوی۔

قولہ :- اگر مصلات اربعہ اور خانقاہوں کے بنانے کا ایک ہی حکم ہے۔ تو آپ خود فیصلہ کر لیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۱۳-

اقول :- مجیب کی فلاسفی عجیب ہے کہ مصلات اربعہ موجودہ مکہ معظّمہ اور خانقاہیں اور قبریں سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ لیکن اس پر دلیل کوئی نہیں یہ اپنا اجتہاد ہے۔ اردو پڑھے ہوئے وہ بھی ادھورا۔ مجتہد بن گئے۔ میں کہتا ہوں کہ مجیب صاحب

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت | تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھو کے پی جاتا

قولہ :- مولوی محمد لودھیانوی نے جو مولانا رشید احمد مرحوم کی نکتہ چینیاں کی ہیں عجب نہیں کہ شاید ایسی ہوں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۹

اقول :- مجیب صاحب شاید باید کا کیا مطلب سچی بات چھپ نہیں سکتی۔ چونکہ احقاق حق آپ کو مطلوب نہیں اس لئے اغماض کرتے ہیں۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے | کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

قولہ :- معترض نے متعصب لوگوں کے حوالوں سے جو مدرسہ دیوبند کو بدنام کرنا چاہا اس کا جواب کوئی ضروری نہیں مگر اتنا کہا جاتا ہے کہ آپ کو تحصیل علوم دینی کے لئے پھلور جانا چاہیے جہاں سے خود معترض نے پڑھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۲۲-

اقول :- مجیب صاحب واہ کیا کہنا ہے عجیب دلائل ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی نسبت جو رسالہ مرقع منظوم چھپ گیا اور سہارنپور میں ہی ان کے اپنے لوگوں نے اس کو چھاپا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس میں میری مداخلت کیا ہے۔ اس کا جواب آپ کے پاس کچھ نہیں۔ انہوں نے مدرسہ کی اصلیت کو لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔ آپ اس میں کیا بنا سکتے ہیں۔ مگر یہ تو کہئے کہ دیوبند کا مقلدین کا مدرسہ ہے۔ اور آپ کسی کے فضل سے غیر مقلد ہیں اور آپ لوگوں کے نزدیک تمام مقلدین آئمہ اربعہ مشرک ہیں۔ پس آپ کے اعتقاد میں یہ مدرسہ مشرکین کا مدرسہ ہے یہ آپ کی منافقانہ ہمدردی ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم -

دوسرا آپ نے اس میں بہت بڑا مشرکانہ غضب کیا کہ علم غیب کا دعویٰ کر دیا کہ میں قلعہ پھلور کا پڑھا ہوا ہوں۔

تیسرا۔آپ کا یہ علم غیب بالکل کذب اور نرا افترا ہے۔ جو لعنت اللہ کی وعید کا موجب ہے۔ میں بار بار یہی کہتا اور لکھتا چلا آیا ہوں کہ بلاشبہ آپ جھوٹ کے پتلے اور افترا سازی کے کتھلے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی اس کے تلاوت قرآن مجید کی۔

کرتا چلا آیا ہوں مگر آفرین ہے آپ کو کہ اس سے باز نہ آئے

بندۂ خدا جھوٹ کی بھی کوئی حد یا انتہا ہونی چاہیے مگر ہاں جب آپ کے نزدیک آپ کا خدا بھی جھوٹ بول سکتا اور بولتا ہے تو آپ کو جھوٹ بولنے سے اجتناب کیوں ہو۔

اچھا فرمائیے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں پھلور کا پڑھا ہوا ہوں آپ کو کس نے کہا۔ کس طرح تصدیق ہوئی۔ کیا شہادت ہے کہ میں پھلور کا پڑھا ہوا ہوں۔ یہ سارا جھوٹا علم غیب ہے۔ شاید آپ نے یہ قیاس کیا کہ میں پولیس کا ملازم تھا۔ اس لئے پھلور میں پڑھا ہوگا۔ یہ وہی شیطانی قیاس ہے جس کی بابت لکھا ہے۔ اول من قاس الخ میں نے ڈپٹی انسپکٹری کا امتحان قانونی اپنے ضلع گورداسپور میں ۱۸۸۲ء میں دیا اور پاس ہوا اور پھر ۱۸۹۲ء کورٹ انسپکٹری کا امتحان قانونی دہلی میں دیا اور پاس ہوا۔ میں نے پھلور کی شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ اس وقت قلعہ پھلور کی تعلیم کا کوئی نام ونشان تھا۔ مگر افسوس جھوٹ کی حد ہوگئی۔

ہاں! علم دین اپنے والد علیہ الرحمۃ سے جو شاہان اسلام دہلی کے قاضیوں کے خاندان راجپوتوں سے علاقہ شاہ پور کنڈی اور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور سے تھے پڑھا اور علم فارسی اور عربی اپنے استاذ حضرت مولانا مولوی محمد سکندر خاں صاحب سے اور تفاسیر واحادیث شریف کا دور کیا۔ یہ سب تکمیل اکیس سال کی عمر تک کر کے پھر محکمہ پولیس میں ملازم ہوگیا۔ جو تمام محکمہ جات سے افضل اور شریعت کے مطابق ملازمت ہے۔ جس کے موجد حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثانی ہیں اپنی ملازمت کی حالت میں بھی وہابیوں اور مرزائیوں کی تردید میں کتابیں لکھیں اور علماء نے پسند کیں اور شائع ہوئیں۔ اس وقت تک بیس سے زائد کتابیں اس ہیچمداں کی تصنیف شدہ موجود ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب جس کو لکھ رہا ہوں ان کے علاوہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی شائع ہوگی۔ ہاں! آپ ہیں کہ کسی استاد سے علم دین نہ پڑھا ابتداء میں جب مقلد تھے پکی روٹی (پکی روٹی ایک چھوٹی سی کتاب پنجابی زبان میں مسائل حنفیہ پر مشتمل ہے۔۱۲) پڑھی ہوگی۔ پھر جب غیر مقلد بنے تو اس سے بھی بیزار ہو کر پکی روٹی کو حرام قرار دیدیا۔ اس کے بعد خیر منکھ پڑھی اور نیم طبیب بن گئے اور کچھ کتابت سیکھ لی۔ روٹی کا گزارہ ہوگیا اور بس۔

قولہ: — معترض صاحب نے بتایا ہے کہ مفتی مفت خوروں کو کہا جاتا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ جس قدر چشم منظور آپ کی کتاب پر سب مفت خوروں کی تقریظیں اور فتوے مندرج ہیں الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۲۵۔

اقول: — الحمد للہ مجیب صاحب نے میرے لکھنے کو بالکل صحیح سمجھا اور بسر وچشم منظور کر لیا اور وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے

۱ پکی روٹی ایک چھوٹی کتاب پنجابی زبان مسائل حنفیہ ہیں ۱۲ منہ۔

۲ ایک چھوٹی سی کتاب طب پنجابی زبان میں ۱۲ منہ۔

فتووں کی تعریف میں تھا اور مولوی عبداللہ مفتی بسی (جس کے جواب میں کتاب انوار آفتاب صداقت لکھی گئی تھی) کی نسبت سوال کیا گیا تھا۔ جس کی اصل عبارت بلفظہ یہ ہے۔

''میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو میں نے سچ کہا ہے۔ وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں کہ جنہوں نے آپ کے رسالہ کی تصدیق کی ہے۔'' بلفظہ صفحہ ۴۷۵

قولہ: — تیسرے اعتراض کا جواب۔ (رسومات میت) بلفظہ صفحہ ۱۳۸ سطر ۲

اقول: — مجیب صاحب نے جو عنوان لکھا ہے وہ میری کتاب میں نہیں ہے۔ میرا عنوان یہ ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ۔ ختم بزرگان۔ مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔

میں نے اس کے جواب میں وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد آیات شریف وتفاسیر واحادیث شریف وکتب فقہ ودیگر کتب مصنفہ امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی وپیر ومرشد دیوبندیہ حضرت حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ علماء کرام کے لکھ دیئے۔ مگر افسوس ان میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا اور محض اناپ شناپ اپنی طرف سے لکھ دیا جو بالکل ردی میں ڈالنے کے قابل ہے اور کچھ نہیں۔

قولہ: — ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے ایک بات کو بھی اپنے مذہب میں رواج نہیں دیا اور نہ انہوں نے ہماری کسی رسم کو اخذ کیا بلفظہ صفحہ ۱۴ اسطر ۱۵۔

اقول: — یہ بھی غلط۔ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء میں حدیث شریف موجود ہے جس میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے بعد اپنے ہاتھ مبارک مٹی سے مل کر صاف فرمایا کرتے تھے۔ یعنی پانی سے طہارت کرنے کے بعد ہاتھوں کو مٹی سے مل کر دھوتے تھے اسی پر ہندوؤں کا عمل درآمد جاری ہے اور یہ بات ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے لی ہے مگر ہاں! غیر مقلد لوگ مدعی عامل بالحدیث نے بھی اس حدیث شریف کا عمل کر دیا ہے۔ مجیب صاحب ممکن ہے کہ کہہ دیں یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوؤں سے اخذ کیا ہے حالانکہ عرب میں ہندو کوئی بھی نہ تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت سے ہندو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں بہت سے ہندو لوگ حضرت پیران پیر غوث الثقلین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمانوں کی طرح تعظیم کرتے اور ماہ بماہ گیارہویں شریف کرتے ہیں۔ بہت ہندو ہمارے زندہ اور وصال یافتہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر دعائیں کراتے ہیں اور نذر ونیاز ادا کرتے اور مسلمانوں کو بلوا کر ختم پڑھواتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندو مرنے کے وقت جان کنی کی سخت تکلیف میں ہو کہ وہ سمجھیں کہ اس کی جان نہیں نکلتی تو مسلمان میاں جی کو بلوا کر کہتے ہیں کہ میاں جی اس کو بڑنا مار یعنی کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سناؤ جب میاں جی اس کو کلمہ شریف پڑھ کر سناتا ہے تو اس کی جان قبض ہو جاتی ہے کہ کلمہ شریف کی برکت سے اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے ممکن ہے کہ اس کو ایمان نصیب ہو جائے۔

قولہ:- چوتھے اعتراض کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۷۔

اقول:- مجیب صاحب کا جھوٹ بولنا اور غلط عنوان لکھنا ان کی عادت مستمرہ ہے۔ میرا عنوان یہ ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۵ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے اور عقیدہ نمبر ۲۳ کے بعد یہ عقیدہ نمبر ۱۵ لکھ دیا ہے۔ لیکن جواب ندارد۔

قولہ:- یہ فقرہ لکھتے ہیں معترض نے کمال کر دیا ہے۔ ایسے علم اور فضل سے شیطان بھی ترسان ہوگا۔ مگر آپ جناب اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۹

اقول:- مجیب صاحب نے یہ خوب کہا کہ میں اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکا۔ کیونکہ یہ اردو ان کا جرمنی اور لاطینی ہے۔ ہاں آپ اردو کے سمجھنے میں کمال رکھتے ہیں۔ جو بیوہ رانڈ کو رنڈی (بازاری عورت) شوربہ کو سورا کہلاتے کو سدواتے اور پاگل کو پاغل لکھتے ہیں۔ میں نے اردو زبان میں قریباً بیس کتابیں تصنیف کیں اور علماء کرام نے ان کو پسند کیا اور خاص دہلی میں عرصہ تک رہا جو اصل اردو زبان کا گھر اور دار الخلافہ ہے اور جو شخص موضع کوٹ بھٹہ میں رہے جس کی بابت حدیث میں وارد ہے۔ اور کسی بزرگ کا قول ہے۔

وہ مرودہ مرد را احمق کند   عقل را بے نور بے رونق کند

وہ مجھے لکھتا ہے اور الزام لگاتا ہے کہ میں اردو نہیں سمجھ سکتا۔ العجب!

مجیب صاحب یہ وہی اردو کا فقرہ ہے جس پر حضرت مولانا مولوی ابومحمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کا مناظرہ مولوی خلیل احمد دیوبندی کے ساتھ ریاست بہاولپور میں ہوا جو اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا تھا اور قبول کیا تھا۔ تب فتویٰ وہابیت اس پر قائم ہوا اور نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے نکالا گیا۔ جہاں وہ مدرس اول تھا یہ وہی فقرہ ہے جس کو حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مولوی رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی استاد دیوبندیہ نے سمجھا وہی میں نے سمجھا اور یہ وہی فقرہ اردو کا ہے جس کو حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی پیر و مرشد تمام دیوبندیہ نے سمجھا اور تصدیق کی اور علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً نے فتاوے کفر اور زندیقی کے دیئے۔ دیکھو کتاب مستطاب التقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ جواب تو مجیب سے ہو نہیں سکا۔ صرف یہ کہہ دیا کہ عالمانہ اردو سمجھا نہیں۔

اچھا کہئے تمام علماء احناف اہل سنت والجماعت تو اس لاطینی اردو کو نہیں سمجھے۔ تو وہابی بھی نہیں سمجھے۔ بتلایئے آپ خود کیا سمجھے ہیں۔ وہی ہمیں سمجھایئے۔ بہر حال آپ بھی یہی سمجھے اور سمجھتے ہیں کہ شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب میں آپ سے شیطان لعین کے وسعت علم کی بابت پوچھتا ہوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج شریف کی رات کو حرم شریف سے براق پر سوار ہو کر اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہوئے۔ شیطان لعین ان کے ساتھ تھا۔

کیونکہ آپ اپنے اسی رسالہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

شیطان انسان کے جسم میں اس طرح پھرتا ہے جیسے خون اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ صبح اٹھ کر اپنے ناک کو اچھی طرح صاف کر کے کہ شیطان رات بھر ناک میں رہتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۹۔

کہئے شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ناک پاک میں رہتا تھا؟ جھٹ پٹ کہہ دیجئے کہ ہاں۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امام بنے تو اس وقت شیطان رجیم ساتھ موجود تھا اور جب آسمانوں پر تشریف لے گئے اور بعض پیغمبران علیہم السلام ہر ہفت آسمانوں پر ملے اور ان سے گفتگو ہو تو شیطان اس وقت تھا۔ جب سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام مع براق رہ گئے اور رفرف سواری کے لئے آیا اس وقت شیطان موجود تھا۔ اور جب عرش معلیٰ پر پہنچے اور حکم خداوندی ادن منی! ادن منی!! ہوا۔ اس وقت شیطان وہاں موجود تھا اور جب اللہ تعالیٰ کا بے حجابانہ دیدار ہوا اور انعامات واکرامات اوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ علوم اوّلین و آخرین ماکان ومایکون کے عطا ہوئے اس وقت شیطان لعین وہاں موجود تھا اور جب بہشت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا شیطان ساتھ تھا۔ آپ اور تمام وہابیہ کے اعتقاد میں یہ داخل ہے کہ ان تمام باتوں کا جو اوپر لکھی گئی ہیں شیطان لعین کو علم ہے تو ضرور شیطان رجیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم زیادہ ہے مگر جب تک اس کے دلائل قرآن اور حدیث شریف سے بیان نہ ہوں تب تک کوئی مسلمان مان نہیں سکتا لیکن دلائل اثبات لانا ایسا ہی ہے۔ جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے پرلے درجہ کی گستاخی اور توہین ہے جو کفر اور ارتداد ہے اور پھر یہ اعتقاد رکھنا کہ شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک میں خون کی طرح پھرتا تھا اور رات کو ان کے ناک پاک میں رہتا تھا۔ کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔ العیاذ باللہ۔

میرا خیال یقین کے درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ شیطان واقعی تمام خوارج وہابیہ غیر مقلدین کے ناکوں میں رات دن رہتا ہے اس لئے شیطنت اور کفر کی بدبو ان کی ناکوں میں داخل ہو کر ان کا مغز اور سارا جسم دین اسلام کی خوشبو سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا افتراق بین المسلمین ان کا شیوہ ہے اور یہی شیطان کا اپنا خاص فرض ہے جو وہابیہ پر پورا ہوتا رہتا ہے۔

قولہ:- شیطان لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۲- نہ ہی آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو) ہدایت یا گمراہی کا اختیار تھا۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۵-

اقول:- مجیب صاحب کا ایمان ہے کہ شیطان گمراہ کر سکتا ہے حالانکہ خود کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں اور نہ کوئی کچھ کر سکتا ہے لیکن یہاں مانتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے مگر ہاں! حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی شخص کو ہدایت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وانك لتهدى الى صراط مستقيم

[1] یہ مناظرہ ۱۳۰۶ ہجری میں ہوا تھا ۱۲ منہ مقام ریاست بہاولپور ۱۲

(سورہ شوریٰ) یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آپ بیشک سیدھے راستہ کی ہدایت کرتے ہیں۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کرنے کا اختیار دیا گیا اسی ہدایت کا نتیجہ ہے آج تمام دنیا پر اسلام پھیلا ہوا ہے اور وہی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ خود بخود بھی لوگوں کو راہ راست کی یا دین اسلام کی ہدایت کرسکتا ہے۔ لیکن پیغمبران علیہم السلام کا مبعوث فرمانا صریح دلیل ہے۔ اس بات کی کہ ہدایت کا ذریعہ وہی ہیں۔

قولہٗ:- اور فرشتوں کو بھی طاقت ہے کہ آن کی آن میں تمام جہان کی سیر کرسکتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ظہور میں نہیں آیا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۲ سطر ۴

اگر عیسیٰ نے اکثر مردے زندہ کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ظاہر نہیں ہوا تو کیا حضرت عیسیٰ کا مرتبہ اس بات سے زیادہ ہوگیا نہیں۔ آپ کا مرتبہ یہی ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر   بلفظہٖ صفحہ ۱۴۲ سطر ۷

اقول:- فرشتوں کی کیا طاقت ہے کہ جہاں وہ سیر کرتے ہیں وہ بھی سیر کریں۔ یہاں تک حضرت جبرائیل علیہ السلام جو مقربین میں سے ہیں۔ شب معراج میں عرش معلیٰ پر نہیں پہنچ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ رتبہ ہے کہ ہر جگہ کی سیر کریں یہ تو ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ غلام اولیاء کرام بھی کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام سے ظہور میں آتا رہا ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو مردے زندہ کرنا لکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ ان کے نام لینے سے مردوں نے زندہ ہوکر شہادت دی دیکھو۔

(۱) مجموعہ معجزات محمدیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۵-۷۶- ملخصاً وملتقطاً۔

(الف) معجزہ۔۱۵۱- بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی۔ اس کی ماں بوڑھیا نے جو اندھی بھی تھی ہم نے اس سے تسلی کی باتیں کیں۔ اس نے کہا میرا بیٹا مر گیا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہاں مر گیا ہے۔ بڑھیا نے اللہ تعالیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے دعا کی لڑکا زندہ ہوگیا اور ہم نے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

(ب) معجزہ۔۱۵۲- بیہقی نے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ میں ان کے دفن میں حاضر تھا۔ جب وہ قبر میں رکھے گئے تو انہوں نے یوں کہا **محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم** اس کے بعد پھر وہ ویسے ہی ہوگئے۔

---

۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ سلام نہیں لکھا۔ وہابیہ بے ادب ہے۔ ۱۲ منہ۔

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر درود شریف پورا نہ لکھنا صرف اشارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا بدبختی اور بخل ہے۔ ۱۲ منہ۔

(۲) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۳۷۴

(الف) بیہقی نے دلائل میں کہا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام کی اس نے عرض کیا کہ میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک آپ میری بیٹی کو جو وہ چھٹپن میں مری ہے زندہ نہ کریں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تیری لڑکی کی قبر کہاں ہے مجھ کو دکھا اس نے اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ جب ان سرور نے اس لڑکی کو پکارا تو اس لڑکی نے کہا **لبیک وسعدیک** پیغمبر خدا نے اس سے پوچھا کہ تجھے پھر دنیا میں آنے کی آرزو ہے اس نے عرض کی **واللہ یا رسول اللہ** یعنی قسم خدا کی میں نہیں چاہتی ہوں یا رسول اللہ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں اور باپ تیرے ایمان لائے ہیں اگر تو چاہتی ہے تو تجھ کو پھر دنیا میں بلاتا ہوں۔ اس لڑکی نے کہا مجھ کو ماں باپ سے کچھ کام نہیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کو ان سے زیادہ مہربان پایا اور ان سے بہتر پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کی اولاد کو جو بچپن میں مرتے ہیں۔ عذاب نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۴ سطر ۱۳-

(ب) نقل ہے کہ ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جابر رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان آئے جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا۔ بڑے بیٹے نے جابر کے ذبح کرنا بکری کے بچے کا دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کیا۔ جب ماں اس کے پیچھے دوڑی تو وہ بڑا بیٹا بالاخانے پر چڑھ کے نیچے گر پڑا اور مر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں بیٹوں جابر کے دعا کی۔ خدا کے فضل سے وہ دونوں زندہ ہوئے۔ یہ قصہ شواہد النبوت میں مفصل مذکور ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۴-

(ج) زندہ کرنا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) اپنے ماں باپ کو حدیثوں میں آیا ہے لیکن محدثوں کو ان حدیثوں کی صحت میں کلام ہے پر بعضے متاخرین نے اس حدیث کو صحیح رکھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۵-

(د) ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جابر ایک بکری پکا کر حضور کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے لوگوں کو ارشاد کیا کہ کھاؤ مگر ہڈیاں اس کی نہ توڑو۔ جب کھا چکے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈیاں اس کی جمع کرکے ہاتھ اپنا رکھا اور کچھ فرمایا۔ یکایک وہ بکری کان جھاڑ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ غرض کہ ایسے معجزے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زندہ کیا۔ بہت ہیں الخ بلفظہ صفحہ ۳۷۵-

مجیب کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردوں کا زندہ ہونا ظاہر نہیں ہوا۔ غلط اور بے علمی کا موجب نکلا۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ہستی ہے کہ جن کے وجود باوجود سے تمام مخلوق کی ہستی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جو فضائل تمام انبیاء علیہم السلام میں جداگانہ تھے۔ وہ سب مجموعۃً حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے اور ہیں۔

دیکھو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۳۲۸ سطر ۱۲-

شریک اور ہمسر کوئی نہیں اس سرور کا دنیا اور آخرت میں ایک کوئی پیغمبروں سے الخ بلفظہ۔

وہ سرور اشرف البشر وسیّد ولد آدم اور افضل الناس از روئے منزلت کے اور اعلیٰ ہے از روئے درجے کے اور جو کچھ کہ انبیاء کو کرامات اور کمالات حاصل تھا اس جناب کے تئیں مانند اس کے یا افضل اس سے حاصل ساتھ خصائص اور افروزینوں کے جو اس سرور کو حاصل ہے ان کو نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۸۸ سطر آخیر۔

سچ ہے: ع آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری

اور ساتھ ہی اس کے مجیب صاحب کہتے ہیں۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

میں کہتا ہوں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کے برابر ہے تو ان کے نزدیک بڑا بھائی خدا کے بعد بزرگ ہے یا جن کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ کیا چمار کا درجہ بھی خدا کے بعد بزرگ ہے اور پھر شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا۔ العجب! ایک طرف گالیاں دینا اور دوسری طرف منافقانہ یہ کہہ دینا کہ۔ ع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور۔ ان پر کوئی مسلمان اعتبار نہیں کر سکتا۔ غیر مقلدوں پر اعتبار کیسے ہو سکتا ہے جب کہ وہ خدا کی بھی تقلید نہیں کرتے۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اقول:- مجیب صاحب شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہوئے اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ درجہ اور سرداری علم سے نہیں یعنی شیطان ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلم ہے مگر افسوس آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تمام مدارج اور سادات علم ہی کے ذریعہ سے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم ہی کے ذریعہ یہ سرداری اور درجہ دیا کہ تمام ملائکہ سے ان کو سجدہ کروایا اور شیطان جن جو معلم الملکوت کہلاتا تھا اس سجدہ سے منکر ہو کر مورد لعنت ہوا۔

یہاں ایک عجیب نکتہ ہے جس سے وہابیہ گروہ کے لئے موت کا سامنا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حکم سے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور وہابیہ کے نزدیک غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا اور سجدہ کرنے کا حکم دینے والا دونوں مشرک ہیں پس وہابیہ گروہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ معبود برحق اور اس کے تمام فرشتے سب کے سب مشرک ہوئے اور شیطان لعین موحد۔ نعوذ باللہ منھا۔ اب وہابیہ کو اپنا خدا موحد تلاش کرنا چاہیے۔ نہیں تلاش کی ضرورت نہیں شیطان رجیم سے زیادہ کامل اور اکمل موحد کون ہو سکتا ہے جو مقابلہ میں پورا اترا اور خداوند تعالیٰ کے حکم سے بھی توحید کو نہیں چھوڑا اور طوق لعنت مادامی حاصل کیا۔ غیر مقلدی ہو تو ایسی ہونی چاہیے جو اپنے قیاس کے مقابلہ میں حکم خداوندی کا بھی انکار کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔

۱؎ فضیحت بمعنی ذلت، بدنامی، رسوائی ۱۲۔ تو گیروی۔

علم کی فضیلت سے مجیب کی فضیحت

لیجئے! اب ہم علم کی فضیلت دکھلاتے ہیں۔ جس میں مجیب کہتا ہے کہ درجہ اور سرداری علم پر منحصر نہیں۔ اس میں ہم آپ کی اور آپ کے معین اور امدادی ومقرظین کی علمیت یا جہالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وھو ھذا۔

(۱) تفسیر مدارک زیر آیت شریف **وعلم آدم الا سماء کلھا الایۃ** لکھا ہے کہ اس آیت شریف سے مستفاد ہے کہ علم اسماء کا رتبہ اور درجہ عبادت سے اونچا ہے پس چہ جائے علم شریعت بلفظہ ترجمہ:-

(۲) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ جان لو یہ آیتیں آدمی کی شرافت اور عبادت پر علم کی مزیت اور فضل پر دلالت کرتی ہیں۔

(۳) حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ۔ دوسرا حکم علم کی مزیت اور فضل عبادت پر ہے اور وجہ دلالت آیت اس پر یہ ہے کہ فرشتوں کی عبادت بہت ہے ان کے حق میں خدا کا فرمان ہے کہ رات دن خدا کی تسبیح میں سستی نہیں کرتے اور باوجود اس کے وہ خلافت کے لائق نہ ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام باوصفیکہ عبادت میں ان سے کم تھے۔ مستحق خلافت ہو گئے بسبب صفت علم کے

(۴) شہاب بیضاوی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ کرنے میں تقدیم کی وجہ علم تھا۔

(۵) تفسیر خازن۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر علم کے ساتھ ظاہر فرمائی۔ الخ۔

(۶) تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کسی کمال حکمت کو ظاہر نہیں کیا مگر ان کا علم۔ پس اگر کوئی چیز علم سے اشرف ہوتی تو واجب تھا کہ اس کے ساتھ ان کی فضیلت ظاہر کرتے نہ علم سے۔ جان لو کہ اس سے علم کتاب وسنت ومعقول سب کی فضیلت پر دلالت ہے۔ لیکن شواہد عقل علم کی فضیلت میں۔ پس ہم کہتے ہیں۔ جان لو کہ علم کا صفت کمال وشرف ہونا اور جہل کا نقص ہونا دانشمندوں کے نزدیک امر یقینی ہے۔ اس لئے اگر دانشمندوں کو کوئی جاہل کہدے تو اس کو رنج آتا ہے اگرچہ یہ بات جھوٹ ہے اور اگر کوئی جاہل کو عالم کہدے تو وہ خوش ہو جاتا ہے ہرچند وہ جانتا ہے کہ میں عالم نہیں ہوں اور یہ دلیل ہے اس پر کہ علم میں شرافت لذاتہ ہے اور وہ محبوب لذاتہ ہے اور جہل نقص لذاتہ ہے۔ پس علم جہاں پر ہوگا۔ اس کا صاحب باحرمت اور عزت ہوگا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا علم ظاہر فرمایا تو ان کو مسجود ملائکہ اور خلیفہ عالم سفلی بنایا۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) علم کے سبب مستحق خلافت ہوئے تھے۔ بلفظہ کتاب مستطاب التقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ ومصدقہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً صفحہ ۱۶۲-۱۶۳-

پس ثابت ہوگیا کہ تمام مدارج اور فضیلتیں اور سرداریاں علم ہی پر منحصر ہیں اور مجیب کا کہنا اور مقرظین کا تصدیق کرنا باطل ہو گیا۔ وہابیہ کا شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا اور لکھنا ان کی سخت توہین کرنا ہے جو کفر ہے

اورمنافقانہ یہ کہہ دیناہ کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

وہابیو! خدا سے ڈرو۔اور اپنے موحد شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ بیان کر کے توہین نہ کرواور نہ ایسی فضیلت اور درجہ اور سرداری علم اپنے شیطان لعین کے لئے تجویز کرواور گمراہی اور کفر میں نہ پڑو۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے تم سے ۔۔۔ پھر آگے خواہ مانو یا نہ مانو

قولہ:- معترض کے فتاوؤں اور تقریظوں پرنظر۔معترض نے اپنی کتاب میں فتوؤں اور تقریظوں کے طور مار باندھ دیئے ہیں۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل شہید اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ ہم سب کو کافر مرتد مشرک قرار دیا ہے۔الخ صفحہ۱۴۳سطر۱۶-

اقول:- مجیب صاحب کی فتاویٰ اور تقاریظ علمائے کرام وصوفیائے عظام پنجاب اور ہندوستان وغیرہ مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت نظر دیکھ کر چندھیا گئی اور حواس باختہ ہو گئے اور جواب نہ دے سکے صرف یہ رونا رویا کہ ہمارے فلاں فلاں بزرگ کو کافراور مرتد اور مشرک قرار دیدیا اور یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کے بزرگوں پر جو فتاویٰ تکفیر ہیں۔وہ میری طرف سے نہیں بلکہ علمائے کرام عرب وعجم خصوصاً حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً یا ان کے خود اپنے قلم سے ان کے استادوں اور مرشدوں کی طرف سے یا ان کے اپنے مریدوں معتقدوں کی طرف سے ہیں۔جیسے پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔مجیب کا مجھ پر الزام لگانا نرا بہتان ہے۔

قولہ:- حتیٰ المقدور دینی احکام پر تو چندے لکھ چکا ہوں اور بزرگوں کی نسبت بدظنیاں رفع کر چکا ہوں۔اسی غرض سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔بلفظہ صفحہ۱۴۳سطر آخیر۔

اقول:- مجیب صاحب نے دینی احکام پر جو چندے ونده لیے مقدور لکھے ہیں۔ان کا بخیہ[2] خوب ادھڑ گیا اور اپنے بزرگوں کی بدظنیاں منافقانہ رفع کرنا تو درکنار بلکہ ان کو اور بھی واضح اور اظہر مِنَ الشّمس کروا دیا اور اپنے ہی خود قلم کے لکھے ہوئے فتاوے اور اپنے ہی مریدوں اور معتقدوں کے فتاوؤں تکفیر کے تمغات سے مغزز کروا دیا اور جو مخفی اور پوشیدہ باتیں تھیں وہ بھی ظاہر کروالیں کتاب لکھنے کی غرض آپ کی خوب پوری ہو گئی اور اپنے امدادی اور مقرظین اور مصدقین مولویوں کو بھی اپنے ساتھ ہی دریائے ندامت وخجالت وکفر میں بہا دیا۔مرداں چنین کنند۔

قولہ:- باقی رہ گئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ان کے مذہبی مسائل کے اختلاف کا جواب تو ہو چکا مگر جو ان کا معترض نے ایک انفرادی فعل لکھا ہے یعنی مولوی صاحب مذکور نے **لا اله الا الله محمد رسول الله** کی بجائے **لا اله الا الله اشرفعلی رسول الله** لکھا تھا۔الخ بلفظہ صفحہ۱۴۴سطر۱-

---

۱ طومار بمعنی چھوٹی بات کو بڑھا کر بیان کرنا، جھوٹ کے پل باندھنا، جھوٹی بات سے فتنہ برپا کرنا ۱۲-تو گیروی

۲ بخیہ بمعنی ٹانکے کھلنا، عیب ظاہر ہونا ۱۲-تو گیروی

اقول:- مجیب صاحب کی عادت جبلی دروغگوئی کی ایسے پختہ ہو گئی ہے جو آخیر دم تک ساتھ جائے گی۔تعجب ہے ایسے کاذب لوگ مصنف بن کر اپنا پردہ فاش کرتے ہیں لیکن پھر شرمندہ بھی نہیں ہوتے آپ لکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کے مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا ہے۔ایسا ہی جھوٹ ہے۔جیسے کوئی کہے کہ میں نے گدھے کے سر پر ایک ایک گز لمبے سینگ دیکھے یا یہ کہے میں نے بلی پروار کو دیکھا۔جس نے تمام چڑیوں کو پکڑ کر کھالیا یا ایسا ہی جھوٹ ہے۔جیسے کوئی کہے کہ کوٹ بھٹہ کے نیم طبیب نے مرگی کے مریض مایدقوق کو اپنی ادویہ شورہ سے تندرست کر دیا۔**لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

اچھا مجیب صاحب! دکھلایئے مولوی اشرف علی کا عقیدہ جو میں نے اپنی کتاب کے باب دوازدہم صفحہ۲۵۳ میں ان کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ سے یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر۱۶- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ایسا علم تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔بلفظہ حفظ الایمان صفحہ۷-

اس کا جواب آپ نے کہاں لکھا ہے آپ کی کتاب کے کون سے صفحہ پر ہے۔اس طرح دوسرا عقیدہ ان کا میں نے اپنی کتاب کے باب سیزدہم میں صفحہ۲۵۷ پر یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر۱۷- خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ع باخدا داریم کار و باخلائق کار نیست (بسط البنان)

فرمایئے! اس کا جواب آپ کی کتاب میں کہاں گزر چکا ہے بندۂ خدا کچھ تو خدا سے ڈرو کیوں ایسا جھوٹ کہتے ہو کہ ''مولوی اشرف علی صاحب کی مذہنی مسائل کا جواب ہو چکا۔'' بالکل جھوٹ لکھا۔

دوسرا امر آپ نے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں یہ لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے بجائے کلمہ **لاالـه الا الله محمد رسول الله** کے **لاالـه الا الله اشرفعلی رسول الله** لکھا تھا یہ بھی نرا جھوٹ ہے میں حیران ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ جھوٹ کی بدبو مجیب صاحب کے دماغ میں ایسی گھس گئی ہے کہ نکل نہیں سکتی اور نہ نکلے گی اور نکلے بھی کس طرح جبکہ ہر رات شیطان ان کے ناک میں پاخانہ پھرتا رہتا ہے۔میں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا لکھا تھا اور مجیب نے میری صاف اور عام فہم اردو کو کیا سمجھا وہ یہ ہے۔

''مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور ضغعات احلام کے ذریعہ بجائے **لاالـه الا الله محمد رسول الله** کے اپنا **لا اله الا الله اشرفعلی رسول الله** گھڑ لیا۔'' اور حوالہ اس کا بھی دیدیا کہ یہ بات رسالہ امدادیہ ماہ صفر۱۳۳۶ھ میں درج ہے دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ۲۲۲-

اصل قصہ کا خلاصہ یہ ہے جو رسالہ امدادیہ میں لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب ایک مرید خواب میں کلمہ پڑھنے لگا تو بجائے کلمہ طیبہ **لاالـه الا الله محمد رسول الله** کے اس کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے **لا الـه الا الله اشرفعلی رسول الله** مرید کہتا ہے کہ میں نے ہر چند چاہا کہ کلمہ طیبہ پڑھوں مگر یہی کلمہ پڑھتا رہا۔جب بیدار ہوا تب بھی یہی کلمہ پڑھا لیکن کلمہ طیبہ

زبان پر نہ چڑھا۔ تب مرید نے اس خواب اور بیداری کا واقعہ اپنے پیر و مرشد مولوی اشرف علی صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا۔ پیر و مرشد پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا پیر متبع سنت ہے۔ ختم ہوا خلاصہ۔

مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب پر اظہار مسرت فرما کر اپنا متبع سنت ہونا تعبیر فرمایا اور مرید کو خوشنودی کا مژدہ سنایا یوں نہ فرمایا کہ ارے بیوقوف یہ خواب شیطانی ہے۔ اشرف علی رسول اللہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہوسکتا اگر کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہوجائے گا اور اس کے پیرو بھی کافر ہوجائیں گے۔ مرید کو کوئی تنبیہ نہیں کی اور نہ توبہ کی ہدایت کی بلکہ اس خواب کی تعبیر سے تمام مریدوں کو رسالہ امدادیہ میں درج کر کے اس امر کے جواز میں سند عطا فرمادی کہ کلمہ **لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ** کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثبوت اتباع سنت ہے۔ العیاذ باللہ۔

افسوس۔ مجیب نے اس رسالہ امدادیہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ کو نہ دیکھا۔ لازم یہ تھا کہ پہلے اس رسالہ کو دیکھتے اور پھر خط کے ذریعہ مولوی صاحب سے دریافت فرماتے یا خود ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے اور حقیقت بھی دریافت کر لیتے البتہ مجیب صاحب نے خط تو ان کی خدمت میں لکھا مگر انہوں نے ڈانٹ بتائی اور غیظ میں آ کر انکار کر دیا۔ اور یوں فرمایا "اگر کہیں لکھا ہے تو بتاؤ الخ"۔

اس جواب کے بعد بھی مجیب صاحب نے اس رسالہ کو نہیں دیکھا اور نہ مولوی صاحب کو اس رسالہ کا حوالہ دے کر دریافت کیا۔ مولوی صاحب نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ مجیب صاحب کو پھر ہوش نہ آئی۔ اللہ غنی!!

قولہ:- پنجاب کے ایک بزرگ جو پیر بھی ہیں۔ ان کے مرید سے بوثوق معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی شفاعت کے لئے دعویٰ کرتے بلکہ وثیقہ لکھنے کو تیار ہیں۔ ان کے صاحبزادے تعلیم یافتہ دیوبند بھی تقریظ تحریر فرماتے ہیں۔ خیر نہایت رنج کا مقام ہے کہ جہاں سے علم اصل ہوا انہی کے برخلاف زبان درازی کی جائے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۵-

اقول:- وہابیہ کو لفظ پیر تیر کی طرح جگر کو چیر کر پار ہوجاتا ہے۔ یہ تحریر مجیب صاحب کی اعلیٰ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر حافظ سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پور علیہ الرحمۃ کی نسبت ہے جن کے ساتھ گروہ وہابیہ مرزائیہ نیچریہ چکڑالویہ کو سخت بغض اور عناد ہے۔ بلاشبہ حضرات مشائخ پیر اپنے اپنے مریدوں کی قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ لیکن وہابیہ گروہ کا کوئی شفیع نہ ہوگا جب کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے ہی منکر ہیں اور پیر سے بیعت کرنا ہی شرک ہے تو ان کی شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن کوئی نہیں ہوگا۔ سیدھے جائیں گے۔

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسول کی — کرتے ہیں انبیاء بھی اطاعت رسول کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسول کی — ہے عرش کبریا پہ سکونت رسول کی

زاہد بنو ہزار مگر اے وہابیو! — ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسول کی
قائل نہیں ہو تم ان کی شفاعت کے منکرو — کیا خاک ہوگی تم کو ہدایت رسول کی
وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں — جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسول کی

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے[1] حضرت مولانا حافظ پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی وہ بزرگ ہیں کہ جنہوں نے باوجود تعلیم اور سند یافتہ ہونے مدرسہ دیوبند کے اپنے عقائد حقہ میں دیوبندی عقائد کو جگہ نہ دی ان پر بہت رنج کیا گیا ہے۔ مگر مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے کہ عقائد کا معاملہ اور ہے اور علم حاصل کرنا اور ہے۔ علم تو کفار، یہود و نصاریٰ ہنود سے بھی حاصل کر سکتے ہیں مگر عقائد میں ان کی اتباع نہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نہایت قابل تعریف ہیں اور حضرات بھی جنہوں نے مدرسہ دیوبند مخرب عقائد میں تعلیم پائی ان کے تریاقی مادہ نے زہریلے مادہ کو اپنے پر اثر کرنے نہ دیا۔ مجیب کی طرح خام (بمعنیٰ کچّا، کمزور-۱۲-توگیروی) طبیعت نہیں کہ جن کو اپنے تمام خاندان سنی حنفی مقلد ہونے کے باوصف صرف چھ ماہ کے ہی عرصہ میں صحبت غیر مقلدین کے زہر نے مسموم کر دیا۔ راستی اور حق شناسی یہی ہے کہ اتباع حق کیا جائے۔ یہاں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش ہونا ہے۔ مدرسہ دیوبند کا کوئی لحاظ نہیں۔ مردان خدا چنین کنند۔

اسی وجہ سے مجیب صاحب اور بھی زیادہ تعجب کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

عجب یہ ہے کہ معترض نے اپنی کتاب کی تقاریظ میں اکثر علماء تعلیم یافتہ دیوبند ہی سے تقریظیں لے کر شامل کی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۹-

یہاں وہ مثل عائد ہوتی ہے **الحدید یغلم بالحدیه** (لوہے کو لوہا کاٹتا ہے) منصف اور حق پرست ہونا علماء ہی کی شان ہے اور ناحق پرستی اور حق کا کتمان علماء سوء کا ایمان ہے۔ العیاذ باللہ۔

قولہ:- اسی طرح لاہور کے کئی علماء کی تقریظیں شامل ہیں جنہوں نے غالباً بلا تحقیق مصنف کی زبانی گفتگو پر اعتماد کرتے ہوئے تقریظیں لکھنے کو اپنا فخر سمجھا۔ ہمیں ان کے علم وفضیلت پر کوئی شبہ نہیں لیکن صرف یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی انہوں نے کہاں تک حفاظت کی الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۲۱-

اقول:- مجیب صاحب علمائے کرام لاہور کی نسبت اپنے علم غیب سے (جو ان کے نزدیک شرک ہے) یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بلا تحقیق اور ملاحظہ کتاب کے صرف میرے کہنے پر تقاریظ لکھ دیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ان کے علم اور فضیلت میں کوئی شبہ نہیں باوجود اس کے علمائے کرام پر جھوٹی تقاریظ لکھنے کا ناپاک الزام لگا دیا۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

میں مجیب صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ امر آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ علمائے کرام نے صرف میرے کہنے پر اور زبانی

[1] اکبر بمعنی بڑے صاحبزادے ۱۲- توگیروی

گفتگو پر تقاریظ لکھ کر دستخط فرما دیئے کیا یہ واقعہ آپ کے روبرو ہوا یا یہ کوئی شیطانی مثل قادیانی الہام ہوا۔ باوجود اس کے کہ علمائے کرام نے اپنی اپنی تقاریظ میں درج فرمایا ہے کہ کتاب کے ملاحظہ اور مطالعہ کے بعد لکھا ہے یہ آپ کی جرأت ہے کہ حضرات علمائے کرام پر کذب کا بہتان لگاتے ہیں اور شرم نہیں کرتے اور حدیث شریف پر عمل کرتے ہیں اور قدم قدم پر جھوٹ بولتے آئے ہیں مگر اس پر کوئی افسوس نہیں جبکہ آپ کا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے تو آپ کو تمام جہان ہی جھوٹا نظر آتا ہے مگر یہ بات نہیں یہ جھوٹ کا وظیفہ جیفہ وہابیہ ہی کے حصہ میں ہے خدا کے فضل سے تمام سنی مقلدین بالعموم اور احناف بالخصوص اس سے محفوظ ہیں۔

اس کے آگے آخیر پر یہ جملہ آپ نے لکھ دیا کہ ''صرف یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی انہوں نے کہاں تک حفاظت کی۔''

نہایت افسوس کی بات ہے کہ خود مفترق اور فارق جماعت امت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام اور ہمارے علمائے کرام پر جھوٹا الزام دیکھو جب سب سے پہلے اس ملک ہندوستان میں عرب سے اسلام اور مسلمانان تشریف لائے سب کے سب یکدل ایک جان ایک ہی مذہب حنفی کے پابند تھے۔ بادشاہان اسلام بھی سب حنفی المذہب تھے۔ سب باہم بھائی بھائی شیر وشکر کی طرح محبت واتحاد سے متفق رہے کوئی جھگڑا کوئی تنازعہ کوئی خرخشہ رونما نہ ہوا مگر جب تیرہویں صدی منحوس نے اپنا دور دورہ کیا تو سب سے اول نجد میں ابن عبدالوہاب بموجب پیش گوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانی فتنہ کا ظہور ہوا اس نے ایک کتاب التوحید کے نام سے لکھی جس میں تمام مسلمانان سلف صالحین سے اپنے زمانہ تک کو مشرک قرار دیا۔ اس کا ترجمہ کچھ کانٹ چھانٹ کر کے اور اپنی طرف سے فساد اور فتنہ وفتور کی ایزاد کر کے مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان جو دراصل تفویۃ الایمان ہے کے نام سے شائع کی اس دن سے افتراق بین المسلمین شروع ہو گیا اور پہلے دو گروہ وہابیہ پیدا ہو گئے پھر انہی میں سے نیچری، مرزائی، چکڑالوی وغیرہ گمراہ فرق بن گئے پس ثابت ہے کہ افتراق امت انہی لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ سب امور احادیث اور کتب تاریخ سے ہویدا ہیں۔[1]

قولہ:- مولوی غلام دستگیر پر شہادت۔ معترض نے اپنی کتاب میں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم سے بہت سی سندیں لی ہیں۔ مولوی غلام دستگیر صاحب نے ان بزرگوں پر کفریہ فتویٰ تھوپے اور کسی موقع حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو وہاں کے علماء سے مذکور الذکر پر کفر لگوایا۔ پہلے مولوی صاحب پر اعتبار تو ہولے پھر ان کا فتویٰ لانا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے ہمعصر مولوی صاحب اپنے رسالہ واعظ البیان میں لکھتے ہیں۔ (اشعار پنجابی)

غلام دستگیر ہے پیر اسیدا ہے مشہور قصوری   جسد یوچ قصور ہووے ابدی بات نہیں منظوری

الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر آخیر۔

---

[1] دیکھو میرا مضمون ''مفصل اتفاق وتفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟ تاریخی نام ہے'' انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۴۵ھ میں پڑھا گیا۔ ۱۲ منہ۔

اقول:- حضرت مولانا بالفضل واعلم اولانا ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ اولیاء کرام میں سے ہیں جنہوں نے متعدد کتب تمام بدمذہباں ہندوستان وہابیہ نجدیہ غیر مقلدین ونیچریہ وشیعہ اور گروہ مرتدہ مرزائیہ قادیانیہ اور نصاریٰ کے رد میں شائع کیں اور علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً میں پہنچ کر تصدیق کرائیں اور مسلمان اہل سنت والجماعت کے دین اور مذہب کی حفاظت اور حضانت فرمائی۔ یہ احسان ان کا قیامت تک ادا نہیں ہوسکتا اگر کسی وہابی غیر مقلد موضع لنڈے روڈے بو پڑی تے یہ چند اشعار اپنی آتش جسد کی وجہ سے لکھ دیئے تو ان کا کوئی اثر نہیں۔ ماہتاب پر تھوکنا اپنے منہ پر ڈالنا ہے۔

ع مہ نور مے فشاند وسگ باگ نمیرند۔ سگ راپرس خشم نو یا ماہتاب چیست۔ چونکہ یہ جھوٹا واعظ البیان والا مجیب طبیب کا حبیب ہے الجنس یمیل الی الجنس اس لئے ایک جھوٹے شخص کی شہادت پر غرہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں کم سے کم دو مریدوں یا دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی لازمی ہے مگر ایک وہابی کے نزدیک صرف ایک ہی وہابی کاذب کی شہادت کافی ہے ان کو قرآن اور حدیث سے کیا واسطہ اپنا الوسیدھا ہونا چاہیے۔ وہی غیظ البیان والا حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی نسبت یوں بھی لکھتا ہے

بہت مقدمہ باز آہا اوہ بہت لڑئیاں کردا   جیکر خلق نبی دا ہوندا کیوں ایہہ گلاں کردا

پہلے تو میں ایسے کاذب کے لئے انعام الٰہی لعنت اللہ علی الکذبین پیش کرتا ہوں۔ پھر مجیب طبیب اور وہابی عجیب سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی نسبت مقدمہ بازی کا جو الزام لگایا ہے اس کا ثبوت کچھ آپ کے پاس ہے؟ ہرگز نہیں نرا بہتان ہے۔ میں خدا کے فضل سے مولانا علیہ الرحمۃ کے تمام خصائل حسنہ اور فضائل محمودہ سے پوری طرح واقف ہوں۔ ان کا علم، ان کا فضل، ان کا تقویٰ، ان کی دیانت، ان کی امانت، ان کی تحریر، ان کی تقریر، بلاشبہ لاثانی تھی۔ ان کی مصنفہ کتابیں متعدد موجود ہیں۔ جو تردید میں وہابیہ نجدیہ کے ایسی ہیں کہ جن کا جواب آج تک نہ ہوسکا۔ ان کا صبر اور استقلال اس قدر تھا کہ مخالفین شددین غیر مقلدین نے ان کو گالیاں بررو دیں۔ مگر آپ نے ان کا جواب نہایت نرمی کے ساتھ دیا۔ گوجرانوالہ کے علاقہ میں قلعہ میہان سنگھ میں مولوی غلام رسول مرحوم کے صاحبزادہ اور ان کے برادر زادے نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو سخت گالیاں دیں مگر آپ نے بالکل خاموشی اور صبر سے کام لیا ہمراہی ان کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے مگر آپ نے ان کو بھی صبر کی تلقین کر کے باز رکھا۔

دیکھو رسالہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جو مدت سے شائع شدہ ہے۔ غیظ البیان والے نے نرا جھوٹ لکھا ہے اس کے پنجابی اشعار کے جواب میں دو چار اشعار لکھتا ہوں اور پھر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی فضائل کی شہادتیں پیش کروں گا۔

اشعار پنجابی

یہ پنجابی شعر جو لکھے بالکل جھوٹ الایا   لکھنے والا کاذب اکذب ہے کذاب کہایا

مقدمہ دا الزام جو اس نے جھوٹ بنایا   اس پر اس نے اپنے اوپر طوق لعنت دا پایا

الله اتے رسول الله دی جو توہین کریندے — بزرگ عالم نظر انہا نوں چہ ہرگز نہیں سمیندے
الله اتے رسول الله نو جھوٹا جانن جہڑے — تابعدار انہا دیتائیں کدچھڈن ایہہ بھیڑے
ایہہ شہادت کاذب والی کاذب پیش کریندا — جنس اپنی نوجنس پیاری غیراں پیا کریندا

حضرت علامہ فاضل اجل مولانا ابو محمد عبد الرحمٰن غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل وتقویٰ پر علمائے کرام ومفتیان عظام عرب وعجم کی شہادتیں مختصراً

اگر حضرت مولانا موصوف علیہ الرحمۃ کے علم وفضل ومناظرہ کی جرأت پر شہادتیں قلمبند کی جائیں تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو۔اس لئے اختصار کیا گیا۔

اول حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے علمائے عظام کی شہادتیں

از کتاب مستطاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ ۱۳۰۸ھ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور دین اسلام کی جانب سے اس شیخ (مولانا غلام دستگیر) معترض کو جزا خیر عطا فرمائے اور اس بزرگ اور اس کے اعتراضات کو مسلمانوں کے دلوں میں بخوبی قبولیت بخشے اور حق تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور کرے اور دونوں جہاں میں فائز المرام فرمائے۔آمین۔بلفظہ صفحہ ۲۸۲-۲۶۶۔

(۱) مہر محمد صالح مفتی حنفی مکہ معظمہ
(۲) مہر خلف ابراہیم مفتی حنبلی مکہ مکرمہ
(۳) مہر محمد عابد بن حسین مفتی مالکی مکہ معظمہ
(۴) مہر محمد سعید بابصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ
(۵) مہر عثمان بن عبد السلام مفتی حنفی مدینہ منورہ
(۶) مہر محمد علی بن طاہر مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ
(۷) مہر محمد رحمت اللہ مہاجر مکی استاد تمام دیوبندیاں وغیر مقلدین
(۸) مہر حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ
(۹) مہر عبد السبحان مدرس دوم مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ
(۱۰) مہر محمد عبد الحق شیخ المشائخ شیخ الدلائل مہاجر مکہ معظمہ
(۱۱) مہر حاجی شاہ امداد اللہ پیر مرشد تمام وہابیہ دیوبندیہ

یہ گیارہ حضرات کے دستخط ومواہیر ہوئیں

دوم از کتاب ابحاث فریدکوٹ مرتبہ حضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ

علمائے کرام مکہ معظمہ	۵
علمائے کرام قصور	۸
علمائے کرام لاہور	۹
علمائے کرام فیروز پور	۵
علمائے کرام گوجرماں بین دریائے چناب وجہلم وماورائے او	۱۹
علمائے کرام ڈیرہ اسماعیل خان	۸
علمائے کرام رام پور وغیرہ	۸
علمائے کرام ریاست بہاولپور	۴
کل میزان	۶۶

ان تمام علمائے کرام کے تعریفی اقتباسات کو جمع کرنا دشوار اور طوالت ہے مگر ان میں سے چند الفاظ یا جملے لکھ دیئے جاتے ہیں تا کہ مجیب صاحب اپنے جھوٹے وہابی کے جھوٹ اور بہتان کا اندازہ کرسکیں۔

(۱) مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری علیہ الرحمۃ نے جن کے فضائل اور فواضل زبان زدخورد وکلاں ہیں۔اوران کی علمیت وقابلیت علاوہ شہرہ آفاقی کے ان کے تصانیف مشہورہ سے ہویدا ہے۔الخ صفحہ ۵

(۲) مخفی نہ رہے کہ مولف معظم الوصف مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ ایک بڑا عالم خاندانی غنیمۃ الوجود ہے۔بلفظہ صفحہ ۷

اسی قسم کی اور تمام علماء کی تصدیقی تعریف ہے لیکن سب سے زیادہ عمدہ اور موثق شہادت (جو مولف مجیب صاحب کے نہایت بزرگ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اعلیٰ پایہ کے دیوبندی برادر غیر مقلدین کی) پیش کی جاتی ہے جس کے ماننے میں کوئی عذر نہ ہوسکے گا۔وہ یہ ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی مولف براہین قاطعہ کی شہادت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر

امابعد یہ رسالہ توضیح دلائل المعروف بہ تصریح ابحاث فریدکوٹ باسر میری نظر سے گزرا حق یہ ہے کہ رسالہ دوا امراض لامذہبی ہے۔اگر غیر مقلدین نظر انصاف سے اس کو مطالعہ فرماویں تو یقین ہے کہ بے ادبیوں سے جو آئمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جناب میں ان کی زبان وقلم سے سرزد ہوتی ہیں اور اپنی ہٹ دھرمیوں اور ناانصافیوں سے جو مسائل شرعیہ میں لاتے ہیں باز آجائیں اور تیرہ بعض مقلدین جو باغواء بعض مردمان متردد اور مذبذب ہوگئے ہیں اس کو پڑھیں تو یقین ہے صراط مستقیم

پر مستقیم ہو جائیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ مصنف مدظلہ (مولوی غلام دستگیر، اور بانی جلسہ جناب راجہ صاحب بہادر کو جمیع اہل السلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ توفیق کرامت فرماوے آمین۔ بقلم خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور ساکن مانہٹہ بلفظہ کتاب ابحاث فرید کوٹ صفحہ ۶۔

اب امید ہے کہ مجیب صاحب کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ غیر مقلد پنجابی بالکل جھوٹا اور مفتری ہے۔

اگر حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کی کتابوں سے تصدیقات کے اقتباسات جمع کئے جائیں تو ہزارہا علمائے کرام کے نام مبارک ہو جائیں۔ جن کے لئے ایک کتاب ضخیم مرتب ہو جائے۔ مگر افسوس مجیب صاحب نے ان کے مدارج وفضائل علم اور اتقا پر غور نہ کیا اور صرف ایک جھوٹے وہابی کی شہادت سے دن کے وقت آفتاب کی روشنی کا انکار کر دیا اور محض اپنی آتش حسد اور جہالت سے چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ کو بھر لیا۔ خداوند کریم جہالت سے بچائے۔ سچ فرمایا کسی بزرگ نے

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دھو کے پی جاتا

قولہ:- علمائے حرمین کا فتویٰ بغیر شاہدین کے معتبر نہیں ہو سکتا تعصب سے وہ مقامات مقدسہ بھی خالی نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۰

اقول:- سبحان اللہ انہیں ملکہ لاحول ولاقوۃ اللہ باللہ العلی العظیم۔ مجیب کا استدلال فرمائیے۔ کسی آیت شریف یا حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جب تک علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے فتوے پر شہادت شاہدین نہ ہو تب تک وہ فتویٰ معتبر نہیں۔ ہندوستان کے علماء کے فتوے پر کوئی شہادت نہیں اور نہ اس کی ضرورت لاہور مسجد چینیا یا امرت سر کے سفید کٹڑہ سے کوئی فتویٰ آ جائے تو اس پر کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ خواہ وہ فتویٰ دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہونے کا ہو اور علمائے حرمین شریفین جو مقامات مقدسہ کے بزرگ ہوں۔ ان پر شاہدین کی شہادت کے بغیر فتویٰ نامعتبر۔ وہ کیوں صاحب! آپ اپنی کتاب کی تصدیق اپنے آٹھ کس (کس بمعنیٰ شخص ۱۲-تو گیروی) غیر مقلدین علماء سے کرائی ہے ان پر شاہدین کی کوئی شہادت ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ وہ صریح جھوٹ اور غلط ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔

کیوں مجیب صاحب! آپ نے ابھی صرف ایک غیر مقلد پنجابی کی شہادت مولانا حضرت مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے برخلاف پیش کی ہے وہ کس اصول سے۔ آپ نے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً پر تعصب کا الزام لگایا اور ان کی توہین کی۔ حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین کے فتاوی شرعاً حجت ہیں جس کے دلائل ابتدا میں لکھ چکا ہوں۔ ذرہ اپنے مذہب غیر مقلد کی تصدیق تو علمائے حرمین شریفین سے کرائیں، جو ہرگز کرا نہیں سکتے۔ ہاں! ان کے فتاوے تکفیر موجود ہیں جو میں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں دکھلا چکا ہوں۔

قولہ:- حکیم مولوی محمد عبدالغفور کا چشم دید واقعہ کہ متصباں حنفیہ کو دیکھا جو سلیمانی کابلی تھا کہ وہ صبح کی نماز شافعی امام کے

پیچھے پڑھتے انؐ کی آنکھوں میں غلس (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے۔ ملخصاً لمتقطاً صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۱-

اقول:- مجیب صاحب نے یہاں بھی کسی وہابی کی شہادت بلا شہادت شاہدین لکھ دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے میری شہادت کو نہیں دیکھا جو میں نے اپنی شہادت چشم دید اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۷۴ سطر ۱۷ میں لکھی ہے کہ میں خود صبح کی نماز شافعی المذہب کے امام کے پیچھے پڑھتا ہوں جب تک کہ میں مکہ معظّمہ میں رہا ہوں میرا معمول رہا ہے کہ میں ہمیشہ نماز پڑھنے تہجد کے لئے حرم شریف مقام حطیم شریف میں حاضر ہو کر نوافل ادا کیا کرتا تھا پھر سب سے پہلے اندھیرے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق امام شافعی المذہب نماز پڑھاتے ہیں میں ان کی اقتدا کرتا رہا ہوں۔ آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مذہب کے مقلدین کی نماز ایک دوسرے کے پیچھے جائز ہے جو مسائل اختلافیہ میں ہر چہار مذاہب کی رعایت رکھتے ہیں اور یہ بات ان چہار آئمہ میں موجود ہے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہر ایک مقلد اپنے اپنے مذہب کے امام کے وقت میں جا کر نماز ادا کرتا ہے اور صبح کی نماز میں اکثر احناف اس وقت حاضر ہوتے ہیں جو وقت روشنی میں ہوتا ہے۔ اور جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ ہاں! وہابیہ کے لئے مشکل اور جان کاہ موقع ہے کہ ان کو مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ جوان کے نزدیک مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

میں اس کا مفصل حال اپنی کتاب میں لکھ چکا ہوں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر کا جواب اس میں درج ہے اس کو غور سے پڑھیں۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ''ان کی آنکھوں میں غلس (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے۔'' جواب یہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد یہی ہے کہ غلس میں نماز پڑھی جائے۔ مقلدین کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ ہے کہ نماز صبح روشنی ہونے پر پڑھی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا اخرجوھم من الظلمت الی النور۔ اللہ تعالیٰ مومنوں مسلمانوں کا دوست ہے جو ان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اس آیت شریف سے آپ کو انکار ہے۔ اسی لئے غلس کا اظہار ہے۔

قولہ:- کتب اصول میں دیکھو کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین کو حجت نہیں مانا ہم بھی ان کے فتوؤں کو پتھر پر لکیر نہیں مانتے۔ جب کہ شرک تعصب، خود پرستی، کشت وخون، لوٹ مار، معصیت، پرہیز گاری۔ ہمارے ملک کی طرح بلکہ لوٹ مار یہاں سے زیادہ ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۲۳-

اقول:- مجیب صاحب! آپ نے کتب اصول کا لفظ تو لکھ دیا مگر کسی کتاب کا حوالہ نہ دیا یا اس کی عبارت نہ لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کتب اصول سے واقف ہی نہیں۔ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً کے فتاوؤں کا حجت شرعی ہونا آپ کے خط کے جواب میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ تکرار کی ضرورت نہیں۔

ہاں! آپ نے اپنی جہالت سے ایک امر عجیب خلاف قرآن شریف واحادیث شریف۔ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حرمین شریفین

میں شرک بھی ہورہا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک وہاں کے تمام علماء اور باشندگان شرک میں مبتلا اور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** اور یہ بھی **وما یبدی الباطل وما یعید**۔ حرمین شریفین سے کفر اور شرک جاتا رہا اور پھر لوٹ کر بھی کفر اور شرک نہ آئے گا۔ مگر آپ ہیں کہ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ وہاں شرک ہورہا ہے۔ **استغفر اللہ**۔

اس کا پورا جواب پہلے لکھا جاچکا ہے۔ آپ نے دیوبندی مولوی سے بھی دو ہاتھ بڑھ کر علماء حرمین شریفین پر الزامات لگائے ہیں کہ وہ شرک، تعصب، خود پرستی، کشت وخون، لوٹ مار کرنے والے ہیں۔ دیوبندی مولوی نے صرف رشوت خواری کا الزام لگایا تھا۔ مگر ان کے بڑے بھائی نے بڑے کڑے الزامات جڑے ہیں۔ اللہ! اللہ!! جرأت۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔

قولہ: - یعنی شیخ القافلہ، رہنمایان قافلہ، محافظان قافلہ، ملک حجاز سبھی مسافران حجاز پر ڈاکوؤں کا سا کام کرتے ہیں اور خون کرنے تک نہیں رکتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۷۔

اقول: - الٰہی توبہ **لعنت اللہ علی الکذبین** ایسا جھوٹ! مجیب صاحب نے کسی وہابی منکر زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سن کر یہ جھوٹ لکھ دیا۔ چونکہ یہ فقیر راقم الحروف خدا کے فضل سے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کا فخر حاصل کرچکا ہے میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ بات نہیں سنی نہ دیکھی کہ محافظان یا معلمان یا شیخ قافلہ نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔ جن کو ڈاکوؤں کا خطاب دیا گیا ہے۔ جہاں تک دیکھا یا اپنے ساتھ معاملہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہ اس قدر خدمت اور حفاظت جان ومال حجاج کی کرتے ہیں اور آرام دیتے ہیں۔ جس کا بیان کرنا طوالت چاہتا ہے۔ رات وہ لوگ سفر میں اپنے پر ایسی تکالیف برداشت کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں کرسکتا۔ اگر کسی حاجی کا اونٹ یا سواری پیدل قافلہ سے چند قدم پیچھے رہ جائے تو اس کے ملانے میں سخت جدوجہد کرتے اور تمام خطرات سے بچاتے ہیں۔ تاکہ کوئی حاجی شکایت نہ کرسکے۔ ہمارا قافلہ جب مکہ معظّمہ سے روانہ بجانب مدینہ منورہ ہوا۔ تو شریف مکہ نے تمام اونٹ والوں سے اقرار نامہ لیا کہ حجاج کو مدینہ منورہ کے سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور بآرام وآسائش مکہ معظّمہ میں واپس پہنچایا جاوے۔ اس اقرار نامہ کے خلاف اگر کوئی شکایت ہوئی تو سنادی جاوے گی۔

ہم بڑے آرام سے چودہ روز مدینہ منورہ میں رہ کر واپس مکہ معظّمہ میں پہنچے۔ خیریت کی اطلاع شریف مکہ سیّد حسین کو دی گئی۔ اور ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ سیّد عبداللہ شاہ مکی ہمارے قافلہ کے رہنما تھے۔ خدا ان کو خوش رکھے جو آرام ہمیں تمام قافلہ بہاولپوری کو ملا۔ اس کا شکریہ ہے۔ افسوس ایسے ایسے جھوٹے الزامات وہی شخص لگاتا ہے جس کو خدا اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی خوف نہ ہو۔

قولہ: - اور یہی (علماء) افتراق امت کے موجد ہیں اور خصوصاً اس کا موجد تقلید شخصی کا فتنہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۳۔

اقول: - اس کی بابت میں لکھ چکا ہوں کہ افتراق امت کے موجد ابن تیمیہ، داؤد ظاہری، ابن قیم، قاضی شوکانی، محمد بن

عبدالوہاب نجدی خارجی، مولوی اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن خاں، نذیر حسین دہلوی، محمد حسین بٹالوی، غلام علی قصوری، ثم امرتسری ثناء اللہ امرتسری ہیں۔ جنہوں نے غیر مقلدی کے شعار میں افتراق امت پیدا کردیا یہاں تک کہ اس غیر مقلدی کی وجہ سے انہوں نے اسلام کو ہی خیر باد کہہ دیا وہ دین اسلام سے ایسے نکل گئے جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے اور پیش گوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کردی اور تقلید شخصی کو فتنہ کہنا قرآن شریف اور حدیث شریف سے روگردانی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ **واتبع ملت ابراھیم حنیفا**۔ ایک لاکھ کئی ہزار رسول وپیغمبران علیہم السلام میں سے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ تقلید شخصی اس کو کہتے ہیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقلد، خلفائے راشدین ایک دوسرے کے مقلد، تقلید سے انکار کرنے والے بھی مقلد کون ہے جو مقلد نہیں۔ غیر مقلد جو کہلاتے ہیں وہ بھی کوئی کسی کا مقلد اور کوئی کسی کا۔ ہاں آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کی تقلید سے منکر اور ایرے غیرے اور نتھو خیرے کے مقلد اور مقر۔ البتہ یہ لوگ جو ستر اسی سال سے نو رحداث ہیں ان کا وظیفہ ہی یہ ہے کہ تمام مسلمانان مقلدین کو کافر اور مشرک بنائیں۔ یہی فتنہ غیر مقلدی ہے جو نجد کے ٹیلوں سے نکلا جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیرہ سو سال ہوئے فرمادیا تھا۔ **ھنالك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان** نجد میں سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ شیطانی گروہ نکلے گا۔ سو یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ یہی فتنہ لامذہبی غیر مقلدی ہے۔ جو افتراق امت کا موجد ہے۔ آیا آپ کی سمجھ میں اس پر غور کرو۔

اس کے آگے جو کچھ مجیب صاحب نے لکھا ہے اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۵۰۴ سے صفحہ ۵۳۷ تک لکھا ہوا موجود ہے جس کو آپ نے دیکھا تک نہیں۔ اب دیکھ کر تسلی کرلیجئے۔

قولہ: - وہ سنت کے خلاف قول صحابہ کو سند نہ پکڑتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ صفحہ ۲۰۔

اقول: - مجیب صاحب کے لکھنے سے یہ پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خلاف سنت فرمایا کرتے تھے۔ العیاذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلاف سنت واحادیث کوئی قول اور فعل کریں۔ یہ مجیب صاحب ہی کا ایمان ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت ایسا لکھیں جن کی نسبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (بیہقی) میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔ مگر وہ گروہ تو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام پر بھی عامل نہیں تو ان کے نزدیک صحابہ کرام کیا شئے ہیں اور یہ بھی کہ ان کے ایمان اور اعتقاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سند ہی نہیں۔

قولہ: - حاجی لعل خاں مدراسی کی کتاب کے تعصب پر مبنی ہونے کی دلیل۔ حاجی لعل خاں صاحب مرحوم اپنی کتاب تاریخ دیوبندیہ میں مولوی اسماعیل صاحب شہید پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''پھر تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ظاریت کو خوب چمکایا بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کو سند پکڑے۔ اللہ اور رسول ہی کے کلام کی

تحقیق کریں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۰۔

اقول:- حضرت حاجی محمد لعل خاں صاحب مرحوم پر تعصب کا الزام اس لئے لگایا ہے کہ انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان پر اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہر ایک فرد بشر مسلمان خواندہ ناخواندہ صرف تقویۃ الایمان یا تحفہ محمدیہ پڑھا ہوا۔ قرآن شریف، کلام الٰہی اور احادیث رسول الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق کرسکے۔ انہوں نے آیت شریف یہ پیش کی۔ **وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون** مسلمانوں کو یہ لازم نہیں کہ سب کے سب (علم دین کے لئے) باہر نکل جائیں۔ چاہیے ایک جماعت میں سے چند لوگ علم فقہ کے لئے باہر جائیں تا کہ علم دین میں فقاہت حاصل کریں۔ اور پھر اپنی قوم میں واپس آکر ان کو سمجھائیں تا کہ وہ علم حاصل کرکے ڈریں اور اس پر عمل کریں۔ مگر مولوی اسماعیل نے اس پر غور ہی نہ کیا اور ہر ایک مسلمان کو مکلّف بنادیا کہ وہ سب دین کی تحقیقات کریں جو محال ہے۔ ہاں! وہابیہ گروہ اس قسم کا جری ہے۔ جب اس نے فقہ محمدیہ کو پڑھا اور مشکوۃ شریف کا ترجمہ اردو پڑھ لیا بس وہ محدث بھی ہے اور مجتہد مطلق بھی ہے۔ یہی لوگ منکر تقلید اپنے غیر مقلدین کی تقلید پر نازاں ہیں جو آئے دن ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

حاجی محمد لعل خاں صاحب نے جو آیت شریف پیش کی تو اسی نافہمی کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں حدیث شریف **طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ** پیش کردی گویا آیت شریف کی یہ حدیث ناسخ ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لازم یہ تھا کہ آیت شریف کے ساتھ حدیث شریف کی تطبیق کرتے۔ کیونکہ آیت شریف کے خلاف حدیث شریف ہوسکتی ہے۔ یہی مشکلات ان ان پڑھ وہابیہ کو درپیش ہے پھر بھی محدث اور مجتہدین دوسری حدیث میں صرف یہ لکھا ہے۔ **طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم** اس میں لفظ مسلمۃ نہیں ہے۔ یعنی طلب علم کی کرنا صرف مسلمان مردوں کے لئے ہی ہے عورتیں شامل نہیں کیونکہ جب مرد علم حاصل کرلیں گے تو وہ اپنی عورتوں کو سکھلادیں گے۔ اسی کے مطابق ایک تیسری حدیث شریف یہ ہے۔ **اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلبہ فریضۃ علی کل مسلم** یعنی تم علم دین کو حاصل کرو اگر چہ وہ چین کے ملک میں ہو۔ کیونکہ اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔ اس میں بھی مرد کو مکلّف کیا گیا ہے اور اسی پر ہے تعامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع التابعین ومحدثین ومجتہدین رحمہم اللہ اور کافۃ المسلمین کا اور آیت شریف نے تو بالکل صاف کردیا کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جو باہر سے علم حاصل کرکے وطن میں آئیں۔ اور پھر دوسرے مردوں عورتوں کو سکھلائیں آپ کو جو عامل بالحدیث کے مدعی ہیں لازم یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو چین بھیج دیں تا کہ وہ بھی اپنے فرض حصول علم کو پڑھ کر عالمہ ہوجائیں اور آپ کا دعویٰ صحیح ہوجائے۔ آیت شریف اور احادیث شریف کا مطلب ایک ہی ہے۔ چونکہ آپ کو تفقہ فی الدین سے مس نہیں۔ اس لئے ایسے بے تکے جواب دیتے ہیں۔ جب جواب نہ آیا تو حاجی محمد لعل خاں مرحوم کو متعصب قرار دیدیا ہے۔

دوسرا غصہ آپ کو یہ بھی ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے میرے مشتہرہ اشتہار عقائد وہابیہ کلکتہ میں اکتالیس ہزار کی تعداد

میں طبع کرواکر شائع کیا۔ جس سے تمام ہندوستان کے وہابیوں کے گھروں میں ماتم برپا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

قولہ:- تقویۃ الایمان کے موافق علماء صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۴۔

اقول:- مجیب صاحب نے یہاں پر چند وہابی علماء کے نام لکھے ہیں لیکن اپنے اصول قائم کردہ کے مطابق کوئی شہادت شاہدین پیش نہیں کی جن کے روبروے ان مولوی صاحبان نے تقویۃ الایمان کی موافقت کی ہو اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ مولوی حفیظ اللہ غیر مقلد کا نام تو لکھا مگر افسوس مولوی نذیر حسین صاحب کا نام نہیں لکھا جو تمام وہابیان ہندوستان کے استاد اور شیخ تھے۔

میں خود ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء سے ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۴ء تک خاص دہلی میں تین سال تک کورٹ انسپکٹری کے عہدہ پر رہا اور ان مولوی صاحبان سے ملاقات کی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے تقویۃ الایمان کی تصدیق نہیں کی۔ ایک مدت کے بعد اب یہ فرضی نام لکھ دیئے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی صدر الدین مرحوم جو پکے حنفی اور سخت مخالف تقویۃ الایمان کے تھے ان کا نام بھی فرضی لکھ دیا کیونکہ وہ اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ جبکہ نام لکھے گئے۔

علاوہ ازیں بڑی دلیل اس کے فرضی ہونے کی یہ ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین مفتی صدر الصدور مولوی اسماعیل دہلوی کے ہمعصر تھے جب مولوی اسماعیل کے عقائد خراب ہوئے تو مولانا مرحوم نے ان کو اچھی طرح سمجھایا ان کے سمجھانے سے راہ راست پر آگئے تھے۔ لیکن اس کے بعد پھر بگڑ گئے۔ تعجب ہے کہ وہ اسی تقویۃ الایمان کی وجہ سے ان کو گمراہ سمجھیں اور اپنی وفات کے بعد ان کی روح مبارک آکر اس پر دستخط کردے۔ اس کی تصدیق تحریری ہے۔

''اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کرکے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے اور ان سے اقرار کرالیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط وتفریط کو چھوڑ اسواد اعظم کے تخالف سے منہ موڑا اور یہ بات عام وخاص پر جامع مسجد میں شائع اور ضائع ہوگئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار اقبال کے پھر گئے مگر فتویٰ مسائل تراعیہ کا بمہر ودستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہوگیا ع بلفظہ کتاب بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل مولوی فضل الرسول علیہ الرحمۃ ہمعصر مولوی اسماعیل۔ وکتاب انوار آفتاب صداقت صفحہ ۶۰۰ سطر ۸

مفصل دیکھو انوار آفتاب صداقت، تقویۃ الایمان پر اور اس کے مولف پر فتاوی کفر صفحہ ۵۸۸ سے ۶۳۰ تک پھر دیکھو باب بست و چہارم وچالیس کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں اب تک لکھی گئیں صفحہ ۶۳۰ سے ۶۳۳ تک ان تینوں باب بست ودوم، وبست وسوم، وبست وچہارم کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا

ہاں! حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے برادران عزیز حضرت شاہ رفیع الدین وشاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کی طرف سے کوئی تصدیق اور موافقت تقویۃ الایمان کی دکھلاؤ تو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر میرا حتمی دعویٰ کہ ہرگز ہرگز نہ دکھلا سکو گے خواہ تمام اگلے پچھلے وہابی جمع ہو جائیں اور مردوں کی روحوں سے بھی مدد لے کر نہیں دکھلا سکے۔ خواہ ان کی استمداد سے باعتقاد خود مشترک ہی ہو جائیں، کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ البتہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ اور ان کے برادرزادوں کی طرف سے اس کے برخلاف لکھا ہوا تقویۃ الایمان کی تردید میں موجود ہے۔ جو ابواب مندرجہ بالا میں درج ہے تکرار کی ضرورت نہیں۔

قولہ:- چند مسائل اختلافیہ۔ بلفظ صفحہ ۱۵۱ سطر ۱

اقول:- مسائل اختلافیہ کا کوئی ذکر میری کتاب میں نہیں۔ مجیب صاحب نے اپنی غیر مقلدیت کے اظہار کرنے کے لئے خود بخود لکھا ہے ان کے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ان مسائل کے ابحاث میں ابتدا سے اب تک ہزاروں کتابیں موجود ہیں البتہ اتنا کہہ دینا ضروری اور کافی ہے کہ جن مسائل اختلافیہ کو آپ نے لکھا ہے ان کا ذکر آپ کے عقائد میں کسی نص صریح قرآن مجید میں نہیں ہے اور جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ آیات شریفہ سے مطابق نہیں ہوتیں لیکن ہمارے احناف رحمہم اللہ کے پاس آیات واحادیث دونوں موجود ہیں۔ ان مسائل میں غیر مقلدین کو قرآن شریف دور دھکیل رہا ہے۔ ہاں! مجیب صاحب نے اپنی سند میں عالی شاعر کے ابیات لکھ دیئے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی ہے۔ اور غیر مقلد شاعر کی شاعری آپ کے نزدیک آیت قرآنی ہے۔ العیاذ باللہ۔

ان اختلافی مسائل میں مجیب صاحب نے تمام اہل اسلام وآئمہ اربعہ اور قرآن مجید اور احادیث حمید کے برخلاف یہ بات لکھ دی ہے جو کفر ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔

قولہ:- قراۃ فاتحہ خلف الامام۔ قراۃ فاتحہ کو کسی محدث یا فقیہ نے قراۃ القرآن سے موسوم نہیں کیا۔ درحقیقت سورہ فاتحہ تیس جزو قرآن میں سے کسی ایک سیپارہ کا رکوع یا جزو ابتدا یا انتہا شمار نہیں۔ پہلے سیپارہ کا نام الم اور رکوع بھی پہلا الم سے شروع ہوتا ہے اس واسطے یہ قرآن مجید سے باہر شمار ہو سکتی ہے۔ اور آیت قری القرآن کے تحت میں نہیں آتی۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۵۶ سطر ۲۔

اقول:- مجیب صاحب نے یہ ایک نئی بات پیدا کی ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن مجید میں سے نہیں۔ یہ انکار انکار قرآن کریم ہے جو صریح کفر ہے۔ حالانکہ سورہ فاتحہ کا قرآن کریم دوبارہ نزول ہے ایک دفعہ مکہ معظّمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ طیبہ میں۔ مجیب صاحب نے اپنے دعویٰ انکار میں کوئی دلیل آیت اور حدیث سے بیان نہیں کی۔ محدث یا فقیہ کے الفاظ لکھ دیئے مگر کسی کا قول درج نہیں کیا۔ مگر اس مسئلہ کفریہ میں تمام غیر مقلدین سے بڑھ کر مجیب صاحب انعام کے مستحق ہیں۔ مجیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ قرآن شریف میں کتنی سورتیں ہیں۔

(الف) دیکھو قرآن کریم میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں اور سورہ فاتحہ اس شمار میں داخل ہے۔

(ب) سورہ فاتحہ کا نام اس لئے فاتحہ ہے کہ قرآن مجید اسی سے شروع ہوتا ہے اور قرآن شریف کی سورۃ اوّل ہے۔ (دیکھو کتب لغت)

(ج) اس سورہ کا نام فاتحۃ الکتاب۔ ام القرآن، سبع مثانی ہیں۔

(د) آیت شریف ولقد اتینك سبعاً من المثانی والقرآن العظیم تحقیق ہم نے آپ کو (اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سات آیات وظیفہ کی عطا کی ہیں اور یہ قرآن عظیم ہے تمام محدثین ومجتہدین اور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ الحمد شریف ہے جس کا نزول دوبارہ ہوا۔ اور اس لئے بھی ہے کہ سات آیات سورہ فاتحہ بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

(ہ) حدیث شریف۔ فاتحة الكتاب انزلت من كنز تحت العرش سورہ فاتحہ خزانہ تحت العرش سے اتاری گئی ہے۔ (رواہ ابن راہویہ)

(و) حدیث۔ فاتحة الكتاب شفا من السم (بیہقی) سورہ فاتحہ زہر خوردہ کی شفا دینے والی ہے۔

(ز) حدیث شریف۔ فاتحة الكتاب شفا من كل داء (بیہقی) سورہ فاتحہ الحمد شریف ہر بیماری کی دوا اور شفاء ہے۔

(ح) حدیث شریف۔ فاتحة الكتاب متعدل ثلثی القرآن (لعبد بن حمید) سورہ فاتحہ ایک ثلث قرآن شریف کے برابر ہے۔

(ط) حدیث شریف۔ فاتحة الكتاب هی السبع المثانی (لاقلم احمد فی مندہ) سورہ فاتحہ ہی سبع مثانی قرآن عظیم ہے۔

(ی) حدیث شریف۔ فاتحة الكتاب هی ام القرآن (الامام احمد فی سندہ سورہ فاتحہ ہی ام القرآن مجید کی ماں اور ابتداء ہے۔

(ک) حدیث شریف۔ ام القرآن السبع المثانی والقرآن العظيم ام القرآن۔ سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی اور

قرآن عظیم ہے۔

(ل) حدیث شریف۔ نمبر ۱۲۷۵-خ ابوسعید بن معلی الحمدلله رب العالمين هى السبع المثانى والقرآن العظيم الذين اوتيته بخاری میں ہے۔ ابوسعید معلی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الحمدلله رب العالمين کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے۔ بلفظہ تحفۃ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۲۸۴ سطر ۲۰۔

(م) حدیث شریف۔ اعظم سورة فى القرآن الحمدلله رب العالمين (کنوز الحقائق) صفحہ ۱۴-قرآن شریف میں سب سے بڑی درجہ میں سورہ الحمدلله رب العالمين ہے۔

دیکھئے! مجیب صاحب نے کتنا غضب اور دن دیہاڑے سورج کا انکار کردیا۔ گویا قرآن شریف اور احادیث شریف کا صریحاً انکار کردیا یہ ہیں آج کل کے جدید غیر مقلد اور عامل بالحدیث۔ انا لله وانا اليه راجعون ۔

دوسرا فتویٰ کفر مجیب صاحب کی ذات پر
ان کے اپنے مصدقین ومقرظین کے قلم سے

اب میں مجیب صاحب کے فیصلہ کی بابت لکھتا ہوں جو خاص ان کے معین ومصدقین ومقرظین نے ان کے حق میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے گاؤں فضل آباد ضلع گورداسپور سے دو مولوی صاحبان سے استفتا کیا ایک تو مولوی احمد علی صاحب حنفی قادری (وضعی) لاہور شیرانوالہ دروازہ میں رہتے ہیں اور دوسرے مولوی ابواسحاق مدرس امرتسری ہیں۔ یہ ہر دو مولوی صاحبان مجیب کے مصدق اور مفرط اسی کتاب اثبات التوحید کے ہیں۔ وہ استفتا اور فتویٰ اس طرح پر ہے۔

استفتاء

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں داخل نہیں اور نہ یہ قرآن مجید کا جزو ہے آیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ زید حق پر ہے یا باطل پر۔

المستفتی فضل احمد خاں از موضع فضل آباد ڈاکخانہ میر تھل براستہ دینا نگر ضلع گرداسپور

جواب منجانب مولوی احمد علی صاحب

سورۂ فاتحہ کو قرآن شریف کا جزو نہ تسلیم کرنا اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اس میں سورہ فاتحہ داخل نہیں اگر قائل کی مراد یہ ہو تو قطعاً کفر ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ قطعاً قرآن کیا بلکہ القرآن ہے۔ قال البيضاوى

وتسمى امر القرآن لانها مفتحته ومبد فكانما امله ومنشاء انتهٰى قال الخطيب الكاز رونى المتوفى فى حدود ۹۴۰ھ فى شرحه على البيضاوى لما كانت الفاتحة مبدالقرآن واوله فكانما انيس القرآن واصله من حيث ان اصل الشىء واسسه لا بدان يكون مفتحا ۔

پس جب کہ فاتحہ یقیناً قرآن میں سے ہے تو انکار قرآنیت کفر ہے لان القطعى انما يكفر منكره كذافى ردالمختار صفحہ ۲۶۳-۱-ج دوم یہ کہ فاقرؤا اما تيسر من القرآن جو کہ سورہ مزمل کی آیت ہے۔ اس میں جو لفظ قرآن مذکور ہے اس میں فاتحہ داخل نہیں بلکہ یہاں اور سورتیں قرآن شریف مراد ہیں تو اس صورت میں قائل کافر نہیں البتہ عاصی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اول معنی کا موہم ہے جو کہ کفر ہے۔ قال النبى صلى الله عليه وسلم اتقوا مواضع التهم او كما قال پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے کلمات زبان پر نہ لائیں۔ والله اعلم بالصواب ۔

احمد علی عفی عنہ بقلم خود۔ ہذا عندی من الجواب

احقر شمس الحق عفی عنہ از مدرسہ قاسم العلوم لاہور

جواب منجاب مولوی ابواسحاق نیک محمد مدرس مدرسہ تقویت اسلام امرتسر

الحمد لله رب العالمين ۔ زید خطا پر ہے۔ ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ اعلمنك سورة هى اعظم السوز فى القرآن یعنی میں سکھلاؤں گا تجھ کو وہ سورۃ جو قرآن میں سب سے بڑی سورۃ ہے تو آپ نے فرمایا وہ الحمد شریف ہے (بخاری کتاب التفسیر) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ فاتحہ کو قرآن مجید کی صورتوں میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ تمام سورتوں سے اعظم اور بزرگ فرماتے ہیں تو پھر یہ قرآن میں کیونکر داخل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ سورہ فاتحہ قرآن عظیم ہے اور ایک حدیث میں اسی کو نماز قرار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام قرآن مجید سے اس کو نماز کا رکن مخصوص کیا گیا کہ بدون اس کے نماز نہیں ہوسکتی اگرچہ امام کے پیچھے کیوں نہ ہو چونکہ نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا ضروری ہے اور سورۂ فاتحہ

۱ اس استفتاء سے مفتی صاحبان کو پتہ نہیں لگا کہ مستفتی وہی شخص مولف کتاب انوار آفتاب صداقت ہے جس کے جواب اثبات التوحید کے ہم مصدق اور مقرظ ہیں جو بے دیکھے یا دیکھ کر اعتقاد کہتے ہوئے تقاریظ لکھ دیں جس کا نتیجہ خجالت وندامت کے ساتھ کفر تک پہنچ گئی۔ لاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم ۱۲ منہ۔

۲ رسم الخط قرآنی کے خلاف الف زائد ہے۔ ۱۲ منہ۔

۳ اس میں لفظ علیہ کو چھوڑ دیا۔ ۱۲ منہ۔

۴ اگر امام کے پیچھے الخ یہ غلط ہے۔ اس حدیث متفق علیہ سے تكفيك قراة الامام خافت اوجهرا متفق عليه وکنوز الحقائق (امام مناوی) صفحہ ۵۲ سطر ۱۵-کالم اول یعنی تیرے لئے نماز میں قرأت امام کی کافی ہے خواہ نماز سری ہو یا جہری ۱۲ منہ۔ دوسری حدیث شریف۔ ليس على من خلف الامام قراة (دیلمی) مقتدی کے لئے قراۃ نہیں ہے۔ تیسری حدیث شریف میں قراء خلف الامام بلي فوه نارا (مسند امام احمد علیہ الرحمۃ) چوتھی حدیث شریف من كان له امام فقراة الا مام له قراتهٗ (ابن ماجہ) نماز میں اگر امام ہو تو امام کی قراۃ مقتدی کے لئے کہی ہے۔ پانچویں حدیث لاقراة خلف الامام (بیہقی) امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قرأت نہیں ہے اور بھی بہت احادیث ہیں جن میں حکم ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو کوئی قرأت نہیں۔ مولوی صاحب کی ایک حدیث جو انہوں نے لکھی ہے وہ منفردا کیلئے آدمی کے لئے ہے۔ ۱۲ منہ۔

سب سورتوں سے بڑی سورۃ ہے اس لئے سب قرآن مجید سے سورہ فاتحہ کو نماز کے لئے رکن مخصوص کیا گیا اور صاف اور صریح حکم صادر فرمادیا کہ لا صلوۃ الابفاتحۃ الکتاب (الحدیث) یعنی کوئی نماز نہیں ہوسکتی بدون فاتحہ کے۔اس لئے بوقت قراۃ امام کے قرآن مجید میں سے کچھ نہ پڑھے سوائے فاتحہ۔فقط ھذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب یکم شعبان ۱۳۴۴ھ ابواسحاق نیک محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حدیث تقویت الاسلام امرت سر۔

لیجئے۔مجیب صاحب آپ کے ہی مولوی صاحبان نے آپ کی کتاب کا فیصلہ کردیا جو آپ کے مصدق اور مقرظ تھے وہی آپ کے مکذب اور مکفر ہیں۔آپ کی کتاب کی تصدیق کا بھی راز عیاں اور ہویدا ہوگیا کہ ان مقرظین اور مصدقین نے آپ کی کتاب کا صرف پہلا صفحہ ٹائٹل پیج کو ہی دیکھ کر بلا تامل تقاریظ لکھ دیں اور مضامین کتاب کو دیکھا تک بھی نہیں۔یہ ہے بین ثبوت فرضی تقاریظ وتصادیق کا جو میرا قول صادق آ گیا اور میں پھر وہی کہوں گا جو پہلے بھی کہہ چکا ہوں ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب ایک دوسرا استفتا اور فتاویٰ درج ہوتا ہے جو کوئی کسی کافر کے کفر کی تصدیق کرے اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اواس کے تصدیق کرنے والوں کو کیا کرنا لازم ہے۔

رسالہ اثبات التوحید مولفہ طبیب محمد حسین کوٹ بھٹہ کی تصدیق کرنیوالوں پر فتویٰ کفران کے اپنے حکم اور قلم سے استفتا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین جو کسی کافر کے کفر پر رضا مند ہو کر اس کے کفر کی تصدیق کرے ان کی نسبت شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔بینوا توجروا اجرکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب: اللھم ارنا الحق حقاوارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاوارزقنا اجتنا بہ امابعد تمام کتب عقائد وعلم کلام میں درج ہے کہ جو کوئی ایک آیت شریف قرآن کا انکار یا ضروریات دین اسلام میں ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے اور جو شخص کسی کے ایسے کفر پر رضا مند ہو اور اس کے کفر کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہے۔ردالمختار شامی میں ہے لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ ضروریات اسلام یا دین سے خلاف کہنے یا کرنے والا بلاخوف کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ ہو اور مجمع الانہر شرع ملتقی الابحر میں ہے۔اذا انکر آیۃ من القرآن او استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوہ مما یعظم فی الشرع اوعاب شیئا من القرآن اوخطی اوسخربایۃ منہ کفر بلفظہ مطبع مصر صفحہ ۶۳۱ جلد اول سطر ۱۵-یعنی کوئی شخص جب کبھی قرآن شریف کی ایک آیت کا بھی انکار کرے یا قرآن شریف کا استخفاف کرے یا مسجد کا یا اسی قسم کا جس کی تعظیم کرنے کا شریعت میں حکم ہے یا کسی چیز قرآن میں عیب لگائے یا خطا اور تمسخر کرے اس کی ایک آیت میں بھی وہ کافر ہے اور اسی کتاب میں ہے ان الرضا بکفر الغیر کفر اور من جعل الرضا

بکفر الغیر کفرا جو کوئی کسی غیر کے کفر سے رضامندی کرے وہ کافر ہے اور جو کسی کے کفر کو پسند کرے راضی ہو۔وہ بھی کافر ہے۔پس اسقدر کافی ہے اور ان مولوی صاحبان کی نسبت جنہوں نے اس رسالہ کی تصدیق کی ان پر لازم ہے کہ وہ سب آٹھوں کے آٹھوں صدق دل سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوں اور تجدید نکاح کریں اور آئندہ کے لئے جب کبھی کسی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ لکھیں تو تمام کتاب کو بالاستیعاب پڑھ کر اپنے دستخط کیا کریں۔صرف ٹائٹل پیج پر ہی اعتبار نہ کرلیا کریں۔ جو ندامت اور خجالت کا موجب ہو اور ساتھ ہی نئے اور پرانے اہلحدیث اور غیر مقلد کی پڑتال بھی کرلیا کریں۔جبکہ پرانے سردار اہلحدیث مجتہد مطلق دادی کے ساتھ پوتے کے نکاح کا فتویٰ دیدیتے ہیں تو نئے اہلحدیث قرآن شریف ہی کا انکار کیوں نہ کریں۔فقط۔

ماعندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم فضل آباد۔

رسالہ اثبات التوحید کے مقرظین کے نام اوران کی مختصر کیفیت

اب میں ان مولوی صاحبان غیر مقلدین کے نام اور کچھ مختصر کیفیت لکھتا ہوں جن کی تحریر مولف نے میرے پاس یہاں فضل آباد ضلع گورداسپور میں جہاں میں ایک مسجد اپنی اراضی میں اپنے چاہ کے پاس تعمیر کے لئے آیا ہوا ہوں بھیجی ہے اور اسی جگہ سے استفتا بھیجا گیا تھا اور مولوی صاحبان نے اپنی دیانت سے فتویٰ کفر رسالہ اثبات التوحید کے مولف پر دیا اور آپ بھی اس کے ساتھ ملوث ہو گئے۔ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔کسی کافر کی حمایت کرتے ہوئے خود بھی اسی میں داخل ہو گئے۔یہ بات بلاعذر قبول کرنی پڑے گی کہ غیر مقلد کی تصدیق وہی کرے گا جو خود غیر مقلد ہوگا۔ومن یتولھم منکم فانہ منھم قرآن شریف شاہد ہے۔

(۱) مولوی احمد علی صاحب حنفی قادری خطیب مسجد لائن والی شیرانوالہ دروازہ لاہور آپ خلافت کمیٹی کے ممبر اور فرقہ گاندھویہ میں داخل ہیں۔آپ بہت سا روپیہ لوگوں کا لے کر کابل کو ہجرت کر گئے تھے۔پھر ہجرت توڑ کر واپس آ گئے۔آپ پورے غیر مقلد ہیں۔اخبارات میں آپ کا خاکہ چھپ چکا ہے۔دھوکا یہ ہے کہ اپنے آپ کو حنفی اور ساتھ اس کے قادری بھی لکھتے ہیں اور ایک غیر مقلد کی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ بھی لکھتے ہیں۔حالانکہ آپ نے اس کتاب کو دیکھا بھی نہیں یہ اس کتاب کی تصدیق کرتے جس میں قرآن شریف سورہ اعظم فاتحہ سے انکار کیا گیا ہے اور پھر اس منکر کو اپنے فتویٰ میں کافر لکھتے ہیں۔فتویٰ درج ہو چکا ہے اور کافر کی تائید اور تصدیق کر کے خود بھی اسی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) مولوی حافظ نجم الدین حنفی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔آپ بھی حنفی ہیں۔معلوم نہیں کس علم دینی کے پروفیسر ہیں؟ ایک غیر مقلد کے کفریات کی تصدیق کر کے ثواب کفر حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) مولوی خواجہ عبدالغنی پروفیسر جامعہ ملیہ علیگڑھ معلوم نہیں ہوتا۔پروفیسر صاحب کون سے علم دینیات کے پروفیسر ہیں

آپ لکھتے ہیں کہ ”آج کل لدھیانہ کے ایک پولیس انسپکٹر نے بعض مجتہدان امت پر کفر کے فتوے نافذ فرمائے ہیں“ مگر افسوس آپ نے نہ تو میری کتاب کو دیکھا اور نہ ہی کتاب مقروظہ کو دیکھا۔ جس میں کفریات درج ہیں میری طرف سے ایک بھی فتویٰ درج نہیں۔ جو فتاوے آپ کے مجتہدوں پر لگے ہوئے ہیں وہ یا تو علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف سے ہیں اور یا ان کے مریدوں معتقدوں کی طرف سے ہیں یا انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے قلم سے اپنے پر چسپاں کئے ہیں۔ میری طرف سے ایک بھی فتویٰ نہیں۔ اگر آپ سچے ہیں اور سچ کو اچھا جانتے ہیں تو صرف ایک ہی فتویٰ میری طرف سے لگا ہوا دکھلا دیں لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ گستاخ لوگوں کو مجتہد لکھنا بھی آپ کی پروفیسری کی دلیل ہوگی مگر بات یہ ہے جو فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبك الشيء يعمي ويصم

(۴) مولوی ابومحمد احمد صاحب امام مسجد صوفی لاہور۔ یہ مولوی صاحب میاں جی مسجد فرقہ وہابیہ نجدیہ اور گاندھویہ کے ممبر ہیں۔ جن کے جمعیۃ العلماء دہلی کے فتویٰ پر بلا دیکھے پڑھے دستخط ہیں۔ جن کی تردید میں نے ۱۳۴۰ھ میں کر کے شائع کی تھی۔ آپ کو مفتی بننے اور ایسے جھوٹے دستخط کرنے کا بڑا شوق ہے خواہ اس فتویٰ یا کتاب میں کفر ہی بھرا ہوا کیوں نہ ہو۔ دیکھو میرا رسالہ عہدہ پولیس کی ملازمت حلال وسنت ہے یا ردمتفقہ فتویٰ ہے۔ یہ ہر دو نام تاریخی ہیں مگر اتنا شکر ہے کہ آپ نے اپنی تقریظ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ”یہ عالمانہ تالیف نہیں۔“ ایں ہم غنیمت یعنی جاہلانہ تالیف ہے۔

(۵) مولوی عبدالواحد صاحب خطیب مسجد چینیاں لاہور۔ آپ تو ظاہر والم نسرح غزنوی غیر مقلد ہیں۔ جو غزنی سے اسی جرم غیر مقلدی کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے تھے۔ آپ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے برخلاف اپنی کتاب اربعین میں اس کے کافر بنانے میں اچھی چھان بین کی تھی مگر افسوس اس رسالہ اثبات التوحید کو بغیر دیکھے تصدیقی دستخط کر دیئے۔ جس میں قرآن شریف کا ہی انکار درج ہے مگر کیا کرتے جبکہ مولف کو آپ نے اپنا برادر عزیز لکھ دیا تو کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ امید ہے کہ اگر آپ اس جواب الجواب کو ملاحظہ کریں گے تو افسوس ضرور کریں گے۔

(۶) مولوی حافظ احمد صاحب مدرس مسجد چینیاں لاہور۔ آپ نے مولوی عبدالواحد خطیب مسجد چینیاں میں مدرس اور بھائی ہونے کے لحاظ سے تقریظ لکھ دی اور بڑی دلیری سے بغیر دیکھے پڑھے کے یہ بھی لکھ دیا کہ ”مخالفین سنت کے اعتراضات کو نہایت عمدہ طریقہ سے توڑا گیا۔“ مگر افسوس آپ نے میری کتاب کو دیکھا ہی نہیں اور نہ مولف کی کتاب کو دیکھا۔ جب یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ نے کس طرح سمجھ لیا۔ کہ اعتراضات کو عمدہ طریقہ سے توڑا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب میری کتاب کا جواب ہی نہیں۔ ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں اگر آپ غیر مقلدین نہیں اور منصف ہیں تو دونوں کتابوں کو پڑھیں پھر کہیں کہ مولف اثبات التوحید نے کس بات کا جواب دیا ہے آپ نے اس کتاب کو پڑھا ہی نہیں جس میں سورہ فاتحہ کے قرآن میں سے ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے اور اگر آپ نے پڑھا ہے تو آپ کا بھی یہی عقیدہ ہوگا۔ خیر جب آپ کو خدا نے اس جواب کے پڑھنے کی توفیق دی تو آپ پر حقیقت کھل جائے گی۔

(۷) مولوی ابواسحاق مدرس حدیث مدرسہ تقویت الاسلام امرتسر۔ مولوی صاحب نے صرف اپنی کنیت لکھی اور نام نہیں لکھا۔ اور لفظ اسحاق بھی رسم الخط قرآنی کے خلاف ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب ”اثبات التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کی طرح ہے۔ اس کتاب (اثبات التوحید) کا ہمراہ تقویۃ الایمان ہونا از بس لازمی ہے“ اس سے ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان اور اثبات التوحید کا ایک ہی درجہ ہے۔ اس میں شک نہیں۔ جیسے کفریات کتاب تقویۃ الایمان اور اثبات التوحید میں بھرے ہیں ایسے ہی اس اثبات التوحید میں کفریات بھرے ہیں۔ انکار قرآن شریف تو اس میں موجود ہی ہے جس کے کافر ہونے کے لئے تو آپ کا فتویٰ بھی درج ہو چکا ہے اور تقویۃ الایمان کی کفریات کی تردید میں چالیس کتب کی فہرست بھی میری کتاب میں چھپ چکی ہے اور اس پر اور اس کے مولف پر فتویٰ کفر بھی درج ہو چکا ہے۔ پس اس صورت میں اس رسالہ اثبات التوحید اور تفویۃ الایمان کا واقعی درجہ برابر ہے لہٰذا بقول آپ کے اس کو تفویۃ الایمان کے ہمراہ ہونا لازمی ہے۔ مولف کو مبارک ہو مگر جیسے کتاب تفویۃ الایمان کا نام دراصل تفویۃ الایمان یا تخریب الایمان ہے۔ اس طرح اثبات التوحید کا نام اشاعت التوحید یا ازاحۃ التوحید یا اہانۃ التوحید زیادہ موزوں ہے۔

(۸) مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ۔ مولوی صاحب کا نام بھی رسم الخط (اسمٰعیل) قرآنی کے خلاف ہے۔ اپنے پیرو مرشد امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل کا نام لکھا ہوا بھی نہیں دیکھا جو ان کے خلاف اسماعیل لکھ دیا۔ اس سے ہی علمی لیاقت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اپنا نام بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ آپ اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ ”میں نے اثبات التوحید کو متعدد مواضع سے دیکھا۔ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیا ہے۔“ آپ جانتے ہیں کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں کیا ہوسکتا ہے۔ میں نے ۴۴ صفحہ کے رسالہ کا جواب چھ سو چالیس ۶۴۰ صفحہ پر دیا ہے جواب اس کو کہتے ہیں اس حساب سے میری کتاب کا جواب نو ہزار چھ سو ۹۶۰۰ صفحات پر ہونا چاہیے تھا بجائے اس کے ایک سو اکتہر ۱۷۱ صفحہ کا رسالہ مولوی خرم علی اور حالی اور ابوالکلام آزاد کے ابیات ڈال کر پورا کیا گیا اور میرے ایک مضمون کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ دس ابواب کا جواب تو بالکل دیا ہی نہیں گیا اور روح کانپ گئی کسی ایک مقرظ مولوی صاحب نے بھی اس پر نظر نہیں کی اور بڑی جرأت سے یہ کہہ دیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیدیا۔ واہ خوب! مگر یہ نہ دیکھا کہ اس رسالہ میں کفریات بھرے ہیں او ایک صریح کفر انکار قرآن مجید گا اس میں موجود ہے۔ جو مقرظین کو کفر میں داخل کر دے گا اور ندامت وخجالت کی رونمائی ہوگی۔ اب آپ جواب الجواب کو ملاحظہ کیجئے اور عرق ندامت میں پسیجئے اور اپنا سر دونوں زانوں میں کر لیجئے اور اپنی تقریظ کو واپس لے لیجئے اور آئندہ ایسا کام کرنے میں بہت احتیاط کیجئے پھر دوبارہ پرہیز کیجئے۔

یہ حقیقت ہے آٹھوں مولوی صاحبان مصدقین ومقرظین کی جو آخر کو وہی مکذبین وملفرین ہوئے۔ اللہ رحم کرے ان لوگوں پر۔

قولہ:- مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ایک خط کی نقل بلفظہ صفحہ ۱۶۱ سطر ۲۴-

اقول:-اس خط کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خط بوجوہات ذیل بالکل ناقابل اعتبار ہے۔

(۱) اس خط میں کوئی تاریخ تحریر نہیں۔

(۲) اس میں خط مولوی اسماعیل صاحب کے دستخط یا مہر ثبت نہیں۔

(۳) مولوی صاحب کی کسی کتاب میں یہ خط درج نہیں ہے۔

(۴) مجیب صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ میں لکھا کہ مولوی سیّد عبداللہ بغدادی نے مولانا شہید کو خط لکھا۔ جس کا جواب عربی میں دیا گیا۔ لیکن اس خط میں اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ میرا رسالہ (تقویۃ الایمان) تمہارے سامنے پڑھا گیا،" مگر مولوی بغدادی صاحب کا کوئی خط نقل نہیں کیا گیا اس سے ثابت ہے کہ مولوی بغدادی صاحب نے کوئی خط نہیں لکھا۔ مولوی اسماعیل صاحب صرف خبر پہنچنا لکھتے ہیں۔

(۵) کتاب تقویۃ الایمان اور اس خط میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(۶) کتاب تقویۃ الایمان میں شفاعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بالکل انکار ہے اور اس خط میں اقبال اور اقرار ہے اس لئے یہ خط بے اعتبار ہے۔

(۷) اگر اس خط پر اعتبار کیا جائے تو تقویۃ الایمان ناقابل اعتبار ہے۔

(۸) اگر اس خط کو سچا سمجھا جائے تو کتاب تقویۃ الایمان کو جھوٹا تصور کرنا ہوگا اور اگر اس خط کو جھوٹا سمجھا جائے تو کتاب تقویۃ الایمان سچی یہ اجتماع الضدین ہے۔

(۹) یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ خط کہاں اور کس سے ملا کوئی شہادت شاہدین نہیں۔

(۱۰) کوئی شہادت شاہدین اس پر نہیں جو بیان کرتے ہوں کہ یہ خط ہمارے روبرو مولوی صاحب نے فلاں مقام پر بیٹھ کر لکھا اور مولوی بغدادی صاحب کو پہنچایا گیا اور اس کی نقل رکھ لی گئی۔ جو مجیب صاحب کے واسطے تیار ہوئی۔ تلك عشرة كاملة مجیب صاحب جانتے ہیں۔ کہ جواب نہ دینے والا جرح سے مجروح کردے گا پھر بھی فرضی خط کو نقل کیا جاتا ہے جو خود ان کے عقائد کے بھی خلاف ہے پھر یہ بھی معلوم نہیں۔ اس خط فرضی کے نقل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

قولہ:- عرض مصنف جملہ علمائے کرام سے عرض ہے کہ باوجود کم علمی کے احقر کی پہلی کوشش ہے اگر اس کتاب میں خلاف شریعت مصطفوی احقر کی کوئی بات نظر آئے تو للہ دلائل قویہ سے اس سے آگاہ کریں تاکہ اس عقیدہ کی درستی ہوجائے بلفظہ صفحہ ۱۶۶ سطر۲۔

اقول:- مجیب صاحب کی یہ عرض اپنے وہابیہ علماء سے ہے۔ سوان کے آٹھ کس (بمعنیٰ شخص ۱۲-توگیروی) علماء نے آنکھیں بند کرکے تقاریظ لکھ دیں اور آپ کی کم علمی پر کچھ خیال نہیں کیا۔ ان کو بھی اپنی کفریات میں لپیٹ لیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آپ کی پہلی کوشش ہے۔ بقول شخصے سرمنڈواتے ہی اولے پڑے۔ مجیب صاحب! باوجود کم علمی کے آپ کو ایسی

جرأت کرنی نہیں چاہیے تھی کہ جو کتاب ہندوستان اور پنجاب کے بڑے بڑے جید وفاضل متبحر علمائے کرام کی مصدقہ تھی اس کے خلاف برائے نام منہ کھولتے اور ایسی کارروائی کرتے کہ خود بھی کفر کا تمغہ حاصل کرتے اور اپنے چند علماء کو بھی اپنے ساتھ کرلیتے۔ آپ کے علماء تو آپ کو کچھ نہیں بتلائیں گے جو آپ کے عقیدہ کی درستی ہوجائے لیکن میں آپ کو ازراہ نصیحت اطلاع کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے میری کتاب کے جواب میں برائے نام لکھا ہے وہ کلہم خلاف شریعت مصطفوی ہے آپ اس میری کتاب کو پڑھیں اور اپنے عقیدہ کی درستی کریں اور آئندہ کے لئے احتیاط کریں۔

الحمدللہ! آپ کی کتاب یا رسالہ کا جواب الجواب خدا کے فضل سے پورا ہوگیا اور انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم سے موسوم ہوگیا۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے برائے نام جواب لکھا اور اس میں سے دس ابواب ذیل کی بابت ایک حرف بھی نہ لکھا۔ اس کا بموجب کیا ہے کیا وہ دس ابواب نظر نہیں آئے یا عمداً چھوڑ دیا یا ان کے جوابات میں روح پر صدمہ ہوا یا مشکلات اہم پیش آئیں۔ یا کسی نے آپ کی مدد نہ کی یا ان کو بسر تسلیم قبول کرلیا اور آپ کے مقرظین نے بھی اس بات پر غور نہ کیا اور یہ لکھ دیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیا گیا۔

وہ دس باب کتاب انوار آفتاب صداقت کے
جن کے جواب ایک حرف بھی نہیں لکھا

(۱) باب دہم عقیدہ نمبر۱۴- وہابیہ دیوبندیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ۳

(۲) باب دوازدہم عقیدہ نمبر۱۶ وہابیہ دیوبندیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (بلفظہ حفظ الایمان مولوی اشرف علی دیوبندی صفحہ۷)

(۳) باب سیز دہم عقیدہ نمبر۱۷-۱۸ وہابیہ دیوبندیہ۔

عقیدہ نمبر۱۷- خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع باخدا داریم کاروبار خلائق کار نیست (بلفظہ بسط البنان مولوی اشرف علی)

عقیدہ نمبر۱۸- حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔ ملخصاً (ایضاح الحق مولوی اسماعیل صفحہ۳۵و۳۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ (صراط مستقیم مولوی اسماعیل صفحہ ۸۶ سطر۳)

(۵) باب نوز دہم مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لودھیانہ کی طرف معترض کا خطاب اوراس کا جواب۔

(۶) باب ستم میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب اور رسالہ التصدیقات لدفع التلبیات معروف بمہند مولفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فرضی اور جعلی ہونا۔

(۷) باب بست ویکم مولوی اکبر حسین واعظ ساڈھوری کی علمیت اور تقویٰ وطہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت۔

(۸) باب بست ودوم وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً کہ وہابی لوگ کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا۔

(۹) باب بست وسوم فتاویٰ کفر وہابی نجدیوں اوران کی تفویۃ الایمان پر۔

(۱۰) باب بست وچہارم مختصر فہرست کتب جوتفویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں۔

یہ دس باب ہیں۔جن کا جواب دینا تو کجا ان کو دیکھا بھی نہیں گیا اور پھر تعلّی وتجدی اور شیخی سے یہ کہا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت کا جواب منہ توڑ دیا گیا ہے اور تمام اعتراضات کوتوڑ دیا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم جھوٹ بولنا شیر مادر ہے۔

مجیب صاحب! سوچئے اور غور کیجئے اور اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کو پچھتانا کچھ سود نہ ہوگا۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتومے گویم   تو خواہ ازاں پند در پذیر خواہ ملال
ہمارا کام کہہ دینا ہے سمجھو   تمہیں اختیار ہے سمجھو نہ سمجھو

آخری گزارش راقم الحروف

الحمدللہ علیٰ احسانہ رسالہ اثبات التوحید مولفہ محمد حسین صاحب طیب ساکن موضع کوٹ بھٹہ ضلع گوجرانوالہ کا جواب جو میری مبسوط کتاب مسمی انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں ہے ہولیا علمائے کرام اہل سنت والجماعت اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

اب اگر کسی غیر مقلد وہابی نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا تو اس کو بوجوہات ذیل جواب نہیں دیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام تاکیدی پر عمل ہوگا۔

اولی:- غیر مقلد اور وہابی لوگوں سے ہر چند بحثیں ہوئیں وہ اپنی ضد اور اصرار سے باوجود آیات واحادیث پیش کرنے کے باز نہیں آتے اور نہ حق قبول کرتے ہیں اور نہ یہ بات ان کے نصیب میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی میں درج ہے جو آگے آتی ہے۔

دوم:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو پھر جس وقت یاد آجائے اسی وقت ظالموں گمراہوں سے الگ ہوجا اور ان کے پاس مت بیٹھ۔ یعنی اگر شیطان کے بھلانے سے تو بدمذہبوں، گمراہوں کے پاس بیٹھ بھی جائے تو جس وقت یاد آجائے اس وقت ان سے اٹھ کر چلا

جائے۔کبھی ان کے پاس نہ بیٹھے۔

سوم:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ظالموں بدمذہبوں کی طرف مت جھکو (ان سے دوستی مت کروان کی باتوں پر مت لگو) ورنہ تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے گی۔ یعنی ایسے ظالموں بدمذہبوں باطلہ عقائد والوں سے دوستی نہ کرو اور نہ ان کی طرف مائل ہو نہ ان سے کلام کرو نہ مائل کلام وسلام ہو ورنہ یہ لوگ تم کو بھی دوزخ کی طرف لے جائیں گے تاکہ ان کے اثر بد سے محفوظ رہو۔

مثنوی شریف

تاتوانی دور باش ازیار بد   یار بد تر بود از مار بد
ماربد گر زخم برجانت زند   یار بدبردین وایمانت زند
صحبتے[1] صالح تراصالح کند   صحبتے طالح ترا طالح کند

احادیث شریف

(۱) حدیث شریف۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قال علی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لایجاوز ایمانھم حناجوھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجر المن قتلھم ترجمہ:- فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیشک میں نے سنا جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ قریب ہے کہ نکلے کی ایک قوم آخر زمانہ میں نوعمر لوگوں سے ان کی عقلیں سفینہ اور کمینوں کی سی ہوں گی۔ تمام مخلوق کے قولوں سے جو بہتر قول اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہی قول اس قوم کا ہوگا۔ (یعنی قرآن شریف اور احادیث شریف ہی بیان کرے گی اور اسی سے حجت پکڑے گی) اور حال ان کا یہ ہوگا کہ ان کا ایمان ان کے گلوں (حلق) سے نیچے نہیں اترے گا (ان کی باتیں صرف زبانی ہوں گی) دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے یا تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پس جہاں تم ان کو ملو ان کو قتل کر ڈالو ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو (قیامت کو) ثواب ملے گا۔

مطلب اس حدیث شریف پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ وہ قوم آخر زمانہ میں ہوگی جو دین سے ایسی نکل جاوے گی جیسے تیر شکار یا کمان سے نکل جاتا ہے اور پھر واپس نہیں آتا اس کا ذکر پیچھے بھی ہو چکا ہے۔ جب یہ قوم تقلید سے نکل گئی۔ یا عقائد اہل سنت والجماعت سے دور ہوگئی۔ پھر واپس نہیں آسکتی اور نہ آئے گی۔ اندریں حالت اس قوم کو مخاطب

[1] استاذی المکرم قبلہ شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نے فقیر تو گیروی کو اپنے ہاتھ سے لفظ ''صحبتے'' اسی طرح لکھ کر دیا تھا اوپر جو صحبت لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے۔ ۱۲- تو گیروی

کرنا یا ان سے ملنا جلنا عبث اور بے سود ہے۔ پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ان لوگوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا تھا چونکہ سلطنت اسلامیہ نہیں ہے جو اس حکم کی تعمیل کی جا سکے اور ثواب یا اجر کوئی حاصل کر سکے۔ ہاں! سلطنت اسلامیہ شاہ کابل خدا اللہ ملکہ وسلطنۃ اس ثواب کے مستحق ہے اگر یقین نہ ہو تو وہاں جا کر عین الیقین بلکہ حق الیقین اپنے عقائد کا اظہار کر کے حاصل کر لیں جیسے فرقہ مرزائیہ حاصل کر چکا ہے۔

چونکہ ہم باشندگان رعایا سرکار انگلشیہ ایسا کرنے کے مجاز نہیں اس لئے لازم ہے کہ ان لوگوں سے مقاطعہ کریں۔ جیسے کہ حدیث شریف آئندہ میں حکم ہے تا کہ حدیث کی تعمیل کی گرفت میں نہ آ سکیں۔ وہ حدیث شریف یہ ہے۔

(۲) حدیث شریف صحیح مسلم۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فی آخر الزمان رجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بمالم تسمعوا انتم ولا اباءكم فاياكم واياهم ولايضلونكم ولايفتنونكم ۔ (رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہوں گے آخر زمانہ میں کچھ مکار جھوٹے لوگ وہ ایسی ایسی باتیں یا حدیثیں تمہارے پاس بیان کریں گے جو نہ تم نے کبھی سنیں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے سنی ہوں گی۔ پس بچو تم ان سے اور دور ہو جاؤ ان سے اور دور کر دو ان کو اپنے پاس سے تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

یہ حکم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت تاکیدی ہے اور ان لوگوں کے حق میں پورے طور پر ثابت ہے۔ جس کی تشریح مفصل پہلے کر چکا ہوں۔ جہاں فرقہ گاندھویہ کا ذکر ہوا ہے۔ پس آئندہ کے لئے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتاب جواب الجواب اپنے بھائی احناف اہلسنّت والجماعت مقلدین کی اطمینان اور خوشنودی کے لئے لکھ دی ہے اور غیر مقلدین اور وہابیہ جماعت کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں ہے کیونکہ جو لوگ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصدق الصادقین نے فرمایا تھا۔ وہ پیش گوئی سچی اور پوری ہوگی کہ وہ تیر کی طرح دین واسلام کی کمان سے نکل چکے ہیں۔ ان کی واپسی کی امید نہیں۔ البتہ مرتدین خالص کی واپسی کی امید ہے کہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ مرزائیہ مرتدہ کے چار پانچ اشخاص میرے وعظوں اور کئی دیگر علماء کے وعظوں سے مشرف با اسلام ہو چکے ہیں اور اس طرح آگرہ اور متھرا وغیرہ کے فتنہ ارتداد کے موقع پر جب کہ فقیر راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا کئی مرتد شدہ لوگ توبہ کر کے پھر داخل اسلام ہوئے مگر غیر مقلد وہابی جب وہ تیر کی طرح دین سے نکل چکے ہوں کبھی اور کہیں واپس نہیں ہوئے یہ ہے صداقت پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ لہٰذا ان کے ساتھ بحث اور مناظرہ بھی فضول اور بے سود ہے ان کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ ہمارے سواء دنیا کے تمام مسلمان سب کے سب کافر اور مشرک ہیں اور اس عقیدہ پر لوہے کی لٹھ کی طرح پختہ ہیں جس کا ٹوٹنا محال ہے اور صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص مسلمان کہلا کر کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ کفر خود اسی پر الٹ پڑتا ہے اور وہ ضرور کافر ہو جاتا ہے پس اندریں حالت اگر کسی وہابی غیر مقلد وغیرہ نے اس کے جواب میں اس طرح بیہودہ گوئی میں قلم اٹھایا جیسے اس رسالہ اثبات التوحید کے مولف نے کیا ہے تو کبھی جواب نہ دیا جائے گا۔ ہاں متانت یا تہذیب سے اگر ہو تو باشد ضرورت مضائقہ نہیں۔

ہماری اہل سنت والجماعت اور وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین کی فیصلہ کی تجویز اور صورت اس طرح پر ہو سکتی ہے

ہمارا آخری فیصلہ تین طریق سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے

اوّل:- میں اور مجیب صاحب دونوں پہلے مکہ معظّمہ میں جائیں اور علمائے کرام اور مفتیان عظام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ہر چار مذاہب کی خدمت میں دونوں کتابیں انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوحید پیش کی جائیں جو فیصلہ وہ فرمائیں اس کو تسلیم کر لیا جائے۔ ہم دونوں اپنا اپنا خرچ برداشت کریں اور فیصلہ جس کے حق میں ہو اس کا خرچ بھی دوسرا شخص ادا کرے۔

دوم:- اگر مجیب صاحب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سے انکار کر کے اس طرف رخ نہ کریں اور سفر طویل اور خرچ قلیل کا بہانہ کریں تو سب سے نزدیک صرف دو چار دن کا سفر سلطنت اسلامیہ کابل میں چل کر بمنظوری امیر المومنین اعلیٰ حضرت حامی ملت بادشاہ امان اللہ خلد اللہ ملکہ کے علمائے کرام سے ان کے روبروئے ہر دو کتب پیش کر کے فیصلہ کرالیں۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو یونہی سہی۔

سوم:- سہل ترین فیصلہ گھر بیٹھے بٹھائے اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ تمام عالم اسلام کا دینی ہائی کورٹ بلاد حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ ہے وہاں مقدمات فیصل شدہ کے فیصلوں کو جو سالہا سال سے طے شدہ ہیں ان کو قبول کر لیا جائے اور سب سے اول فیصلہ ضروری تقلید شخصی کا ہے جس کی بابت مجیب صاحب کی درفشانی یوں ہے: ''افتراق امت کا موکد خصوصاً تقلید شخصی ہے۔'' بلفظہ (صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۳ - اثبات التوحید)

اگر کوئی وہابی ان ہر سہ طرق مذکورہ بالا کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو اس کا گریز اور لاجواب ہونا تصور ہوگا اور پھر اس کو بموجب احکام الٰہی اور اس کے رسول رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ کیا جائے گا اور بس۔

نہ شب نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم　　سخنم چو رز روشن ہمہ لاجواب گویم

اور یہ بھی

ہفتاد دو فریق حسد کے عدد سر ہیں　　اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

دعا

ربنا لاتزع قلوبنا بعد از هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب وصلى الله عليه على خير خلقه محمد وآله وصحبتهٖ وذرياتهٖ واتباعهٖ اجمعين برحمتك يا ارحم الرحمين ۔

راقم آثم فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی

مقیم لدھیانہ وانسپکٹر پولیس پنشنر ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ

سوط عالمانہ
بجواب
شریعت کا تازیانہ

مجیب صاحب نے اپنی کتاب کے اخیر پر مولوی خرم علی بلہوری وہابی کی ایک نظم لکھی ہے۔ اس کا جواب بھی جو مولانا انوار الحق علیہ الرحمۃ اتالیق شاہ دکن نے لکھا تھا۔ یہاں لکھ دیا جاتا ہے تاکہ تکمیل پوری ہو جائے۔ (مولوی محمد انوار الحق علیہ الرحمۃ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی قدرت کامل عیاں ہے — اسی کی ساری قدرت ہے جہاں ہے
دیئے انسان کو ہیں فہم وادراک — کیا کرتا ہے جس سے سیر افلاک
اسی کے قبضہ قدرت میں سب ہے — ہیں سب مخلوق اور سب کا رب ہے
اسی کے ہاتھ ہے ساری خدائی — خدائی سب اسی کی ہے بنائی
اسی نے دی ہے عظمت انبیاء کو — کرامت بخشی اس نے اولیاء کو
سنو یارو نصیحت کرتے ہیں ہم — اسے مانو رہو دل شاد وخرم
تو پھر دشمن جو ہو کوئی خدا کا — بھلا کیونکر نہ وہ محتاج ہوگا

منجانب قاضی فضل احمد عفا اللہ مولف کتاب ہذا

کہاں لکھا ہے یہ قرآن کے اندر — میرے محتاج ہیں پیر وپیغمبر
بتاؤ کون سی آیت ہے اس میں — لکھا ہو اس طرح مضمون جس میں
یا لے کر نام قرآن کا بہکاؤ — اگر سچے ہو تو وہ آیت دکھاؤ
کرو توہین مت پیغمبروں کی — مرومت صورتوں میں بندروں کی

حضرت مولانا انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ذرہ تو بھائیو خالق سے شرماؤ — بہت بھٹکے کبھی راہ پر تو آؤ
کبھی حاجت جو پیش آتی ہے تم کو — تو پھر کیسی وہ بھٹکاتی ہے تم کو
ہر اک کے پاس لے جاتی ہے تم کو — نہیں ایمان کی پاس آتی ہے تم کو
کبھی ہندو سے مانگیں جا کے حاجت — کریں گاہے کرستاں سے لجاجت

کبھی نیچر کی کرتے ہو خوشامد — خوب آمد ہر کہ را کردی خوشامد
کبھی ہو پارسی کے پاس جاتے — اور اس کے سامنے ہو گڑگڑاتے
کہا حالانکہ ختم المرسلین نے — ہمارے رحمۃ اللعالمین نے
کہ گر ہو نعل کے تسمے کی حاجت — تو وہ بھی رب سے ہی چاہو بمنت
خدا نے جس پر تم لائے ہو ایمان — یہ فرمایا سنو اس کا ہے فرمان
جو محبوبیں حق کی ہو یہ حالت — نہ ہووے اس میں جب بالذات طاقت
تو پھر اعدائے حق سے کیا ہے امید — ٹھکانا جن کا ہے دوزخ میں جاوید
بھلا پیروں سے ہی اتنی تو امید — سفارش سے وہ کر سکتے ہیں تائید
محبان خدا چاہیں جو حق سے — تو پھر مطلب بھلا کیونکر نہ نکلے
سنو یارو یہ باتیں دل لگا کے — نہیں قدرت کسی میں جز خدا کے
ہیں بت مبغوض حق سوان کے محتاج — بنے بیٹھے ہوئے ہیں خود مہاراج
اگر کچھ مانگنا ہو رب سے مانگو — سفارش اس کے محبوبوں سے چاہو
تردد میں دوئی ہوئی ہے یارو — جو کچھ ہو مانگنا خالق سے مانگو
بزرگوں سے اگر کچھ چاہتے ہو — اور ان کو مستقل گر تم نہ سمجھو
تو پھر یہ مانگنا حق ہی سے ہوگا — ولی کی بس سفارش کا ہے ٹپکا
اگر چاہے سوا ان کے کسی سے — کوئی مقصود دشمن سے خدا کے
تو یہ ممکن نہیں کہ مانگتا ہو — خدا سے واسطہ کر کے عدو کو
بھلا مشرک سے جس نے ایسا مانگا — نہ کہئے اس کو مشرک تو کہیں کیا
جو سمجھے مستقل غیر خدا کو — کہیں مشرک ضرور اس بے حیا کو
عدو اللہ کی منت اور مسلمان — ذرہ سوچو تو کی اس ہے یہ ایمان
کہ ہاں! توڑو مزاریں اولیاء کی — جو ممکن ہو تو قبر مصطفی بھی
شہیدوں کی بھی قبروں کو سراسر — زمین کے ساتھ کر دیجئے برابر
نشان ان کا کہیں رہنے نہ دیجئے — اثر ان کا مٹا دیجئے زمین سے
سبب یہ ہے کہ شیطان پر ہے لعنت — اسے رحمت سے ہوتی ہے اذیت
اور ان حضرات کی قبروں پہ دائم — نزول رحمت خالق ہے پے ہم

تو مارے رشک کے چاہتا ہے مردود — کہ کھدوا کر انہیں کر دیوے نابود
نکالا اس لئے ڈھنگ اس نے ایسا — کہ مٹ جائے جہاں سے نام ان کا
نہ ہووے تا کہیں ذکر ان کا مطلق — اتر آئے نہ اس جا رحمت حق
مگر کیا کر سکے بے چارہ شیطان — خدا ہووے کسی کا جب نگہبان

از جانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مصنف کتاب ہذا

یہ پیش گوئی مولانا کی — ہوئی ہے پوری اب مرضی خدا کی
ہے تینتالیس اور تیرہ سو ہجری — حقیقت ہو بہو ایسی ہی گزری
گرائے مکہ کے سارے مزارات — صحابہ اور بزرگوں کے اشارات
اور ام المومنین کے مقبرے کو — بڑی توہین سے توڑ ادرے کو
پھر اس پر مارے بندوقوں کے کندے — بڑی گستاخی سے اس پروہ کودے
کہا اٹھ کر کے ہم سے ہو مقابل — اگر کچھ تم میں ہے تو ہو مقابل
گرایا مولد حضرت نبی کو — اسی کے ساتھ بی بی فاطمہ کو
کہا یہ بت ہیں سارے کافروں کے — بنائے اس جگہ ہیں آرزوؤں کے
گرایا مسجد حمزہ اور جن کو — بلال اور انا اعطینا ثمن کو
ہوئی پھر سبز گنبد پر چڑھائی — وہاں بھی گولہ باری جا کرائی
کیا شق روضہ اطہر کو قلیلاً — صنم اکبر سے کہہ کر کے دلیلاً
کیا مسمار روضہ اور مسجد — امیر حمزہ عالی و امجد
کیا ہے شیخ نجدی نے یہ ایسا — تسلط ہوگیا مکہ پر جس کا
ہے اس کا نام ابن سعود نجدی — وہابی سخت ہے مردود ازلی
اور اس کے نامہ اعمال میں یہ — کفر کے کام لکھے جائیں گے یہ
فرشتے آئیں گے عصی عذابی — قبریں لیں گے خبر اس کی شتابی
پکڑ کر عنق سے پھر جھوک دیں گے — جہنم نار میں سر ٹھوک دیں گے
نکل جائے گا تب اس کا کچومر — پھٹے گا مغز پھر اس کا سراسر
مزہ چکھے گا گستاخی کفر کا — گدھا ہوگا وہ ہاویہ سقر کا
وہاں چیخے گا ہینگے برابر — جہاں دادا بھی ہوگا اور برادر

اسی کے ساتھ ہیں ہندی وہابی — سبھی لامذہب دیوبندی وہابی
خدا یا پاک کر مکہ مدینہ — نکل جائے وہ نجدی کمینہ

کلام حضرت مولانا انوار اللہ علیہ الرحمۃ

نہ جانو ان کو خاکی مثل اپنے — فرشتوں سے ہیں برتر ان کے رتبے
بھلا ان کافروں سے مانگنا کیا — وسیلے کو نہیں بس اولیا کیا
کہ بے باکانہ پوچھے یا الٰہی — دیئے کیوں ان کو رتبے لاتناہی
جو کچھ تم جانتے ہو اولیا سے — وہ سب بے شبہ ہوتا ہے خدا سے
تو مانگو واسطہ سے اولیاء کے — دلا دیں گے دعا کر کے خدا سے
غلط فہمی ہی دیکھی ان سے اکثر — یہ نادان دوست ہیں دشمن سے بدتر
قصور فہم کو کوئی کرے کیا — تھا مطلب کچھ تو کچھ کا کچھ یہ سمجھا
ہوا اچھا بہت ہی خیر گزری — جو ہم نے شرح تمتن لکھی
وگرنہ مطلب اشعار بے غور — عزیزوں نے بنا رکھا تھا کچھ اور
کہیں فرط محبت سے جو وہ بات — نکل آئے کہ جس کا ہو نہ اثبات
بیان اتنی نہ کر ان کی فضیلت — کہ کچھ کا کچھ سمجھ لیں اہل بدعت
خدا مختار ہے چاہے سو کہہ دے — وہی جانے دیئے ان کو جو رتبے
اگر ارشاد یبصر ہوا ہے — وگر لی
تو ہم کہتے ہیں لائے دل سے ایمان — اگرچہ فہم معنی میں ہے حیران
مگر دے ہم کو وہ انوار ایماں — الٰہی جس سے سمجھیں تیرا فرمان

فہرست کتب مصنفہ قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مولف ہذا

(۱) مفید المنسار + چھوٹی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مطبوعہ ۱۸۸۴ء کمیاب

(۲) میزان الحق + ایک وہابی کے رسالہ کی تردید۔ ۱۸۹۲ء کمیاب

(۳) گفتگو جمعہ۔ مولوی محمود شاہ چھچھ ہزارہ سے بحث ۱۸۹۲ء کمیاب

(۴) شطرنج بازی حرام ہے ایک دوست کے لئے نصیحت مطبوعہ ۱۸۹۸ء کمیاب

(۵) کلمہ فضل رحمانی (بجواب) اوہام غلام قادیانی مصدقہ علماء کرام مطبوعہ ۱۸۹۸ء لاہور سے مل سکتی ہے۔

(۶) الامامۃ بالعمامۃ والصلوٰۃ بالمرروحۃ مطبوعہ ۱۳۳۹ھ لاہور سے مل سکتی ہے۔

(۷) نیام دوالفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی مطبوعہ ۱۳۳۹ھ لاہوز سے مل سکتی ہے۔

(۸) الدر المکنون فی دعا دفع الطاعون مطبوعہ ۱۳۳۶ھ جہلم

(۹) جمعیۃ خاطر۔ غلام رسول انسپکٹر پولیس مرزائی سے تحریری بحث مطبوعہ ۱۳۳۳ھ لاہور انجمن نعمانیہ۔

(۱۰) ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب دو حصہ۔ مولوی ثناء اللہ سے بحث مطبوعہ ۱۹۲۰ء

(۱۱) انوار آفتاب صداقت مبسوط کتاب رد وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۲۶۰ مطبوعہ ۱۳۳۷ھ لاہور مطبع کریمی۔

(۱۲) کیا مرزائی قادیانی مسلمان تھا؟ جناب ہرگز نہیں۔ غیر مطبوعہ ۱۳۳۷ھ

(۱۳) عہدۂ پولیس کی ملازمت سنت وحلال ہے مطبوعہ ۱۳۴۰ھ مولف سے

(۱۴) افتتاح الہدایت رد شیعہ غیر مطبوعہ ۱۳۴۱ھ

(۱۵) خالص حمیت الاسلام رد وہابیہ۔ مطبوعہ ۱۳۴۲ھ سورت سے

(۱۶) تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد و مولوی محمد علی مرزائی مطبوعہ ۱۳۴۲ھ

(۱۷) اطلاع حالات وہابیہ فرقہ گاندھویہ و وہابیہ نجدیہ غیر مطبوعہ ۱۳۴۳ھ انجمن حزب الاحناف

(۱۸) آہ و صد آہ سعود نجدی ظالم مطبوعہ ۱۳۴۳ھ

قرن الشیطان اعمیٰ کے شیطانی کام مطبوعہ ۱۳۴۳ھ تاریخی

سرائے حبیب مکہ میں مساجد و مزارات کا انہدام مطبوعہ ۱۳۴۳ھ نام

(۱۹) مخزن رحمت برد قادیانی دعوت مطبوعہ ۱۳۴۵ھ مولف سے

(۲۰) اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ انجمن نعمانیہ

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ سیدی اعلیحضرت پہ لاکھوں سلام

فرمان اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اپنے تمام خوان اہلسنّت اور

بالخصوص برادران طریقت سے اس

کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے